يريدون ليطفؤا نور الله بافواههم والله متم نوره ولو كره الكافرون

الحمد لله ذی الکبریا الذی خلق نور حبیبه قبل جمیع الاشیا که درین زمان میمنت اقتران کتاب لاجواب هادی شیخ و شاب
براه صدق و صواب ماحق عقائد باطله کاشف مکائد عاطله مزین بمسائل نافعه مبرهن بدلائل قاطعه تصنیف جناب الارشاد
فیض بنیاد مجمع اوصاف حمیده منبع الطاف حمیده جناب حکیم عبدالله صاحب بن محمد ابراهیم صاحب مرحوم بنگلوری

البوارق اللامعه علی من اراد اطفاء الانوار الساطعه بالدلائل

الملقب

الفاضحه لمن قصد ابطال المرج ومن المیلاد والفاتحه

که لمعه ایست از لمعات شمس سمای معقول و منقول بدر اوج فروع و اصول ذکای فلک ذکا معقول ضیائی بزم علمای فحول جناب
مولوی نذیر احمد خان متوطن امیر افغانان مدرس مدرسه طبیه واقعه گجرات شهر احمدآباد بقامت انواره ابدالآباد
و حمیم الاشفاق کریم الاخلاق امیر نامی رئیس گرامی جناب محمد بدرالدین صاحب بن محمد عبدالله صاحب قور ادام الله مجدهما

در مطبع دت پرشاد واقع بمبئی لباس طبع پوشیده مطبوع گردید

فہرست کتاب بوارق لامعہ در رد براہین قاطعہ گنگوہی

بحث محفل میلاد شریف

بحث قیام میلاد شریف

تمت بالخیر

يريدون ليطفئوا نور الله بافواههم والله متم نوره ولو كره الكافرون

الحمد لله ذي الكبرياء الذي خلق نور حبيبه قبل جميع الاشياء كه درين زمان ميمنت اقتران كتاب لاجواب
هادي شيخ و شاب ... حق و صواب ماحق عقائد باطله كاشف مكائد طلعه مدعيان مسائل ...

البوارق اللامعة على من اراد اطفاء الانوار الساطعة

الملقب

بالدلائل الفاضحة لمن قصد ابطال المرجين من الميلاد والفاتحة

كه الميه ... شمس سعادت ... معقول و منقول ... فروع و اصول ... فلك ... عقول ... بزم علمائے فخر ... جناب مولانا
مولوي نور احمد خان ساكن ... افغانستان ... مدرس مدرسه ... واقعه گجرات شهر احمد آباد ... ادام الله ...

در مطبع دت پرساد واقع بمبئي لباس طبع پوشيده مطبوع طبائع خلائق گرديد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی یصدق وعدہ ولا یخلف عہدہ والصلوٰۃ والسلام علی من ختم بہ النبوۃ وحدہ یقول ناعتم لم ار مثلہ قبلہ ولا بعدہ وعلی آلہ واصحابہ الذین بذلوا جہدہم فی اعلاء کلمۃ الحق فکانوا حزب اللہ وجندہ **بعد حمد وصلوٰۃ** کے خاک پائے علماء ذیشان خاکسار **نذیر احمد خان** بن مولانا محمد خان غفر لہما الرحمن متوطن رامپور افغانان اہل خبرت ونصفت کی خدمت بابرکت مین گزارش پرداز ہے کہ جملہ بلاد عرب وعجم یعنی حرمین شریفین ومصر ویمن واستنبول وخراسان وپنجاب ومدراس وبنگال وروم وشام وہند وسندھ وغیرہ کے تمام علماء باوقار وفضلاے نامدار کثرہم اللہ تعالیٰ انعقاد محفل میلاد خیر العباد علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام الی یوم التناد کی جواز بلکہ استحباب واستحسان پر فتوی دیتی اور اس محفل اقدس کو منعقد فرماتے چلے آئے اور اس باب مین صدہا کتب ورسائل وجیزہ وبسیطہ تصنیف فرمائی کہ اگر اون فتاوی وکتب ورسائل کے اسماء علی وجہ الاستیعاب مرقوم ہون تو ایک کتاب کبیر الحجم طیار ہو جائے سوائے نجد عرب اور نجد ہند کے کہ اوسکے سفہائے سراسر غوایت اور جہلائے سراپا بلادت نہین ملنتے وہ اپنے شیخ ماضی کے پیرو اور اپنی سفتدائی سابق کے مقتدی ہین کون مقتدا اور مقتدی وہ جنکا حال علامہ شامی نے رد المحتار کی جلد ثالث آغاز باب البغاۃ مین یون تحریر فرمایا کما وقع فی زماننا فی اتباع عبد الوہاب الذین خرجوا من نجدٍ وتغلبوا علی الحرمین وکانوا ینتحلون مذہب الحنابلۃ لکنہم اعتقدوا انہم ہم المسلمون وان من خالف اعتقادہم مشرکون واستباحوا بذلک قتل اہل السنۃ وقتل علمائہم حتی کسر اللہ تعالیٰ شوکتہم وخرب بلادہم وظفر بہم عساکر المسلمین عام ثلث وثلثین ومائتین والف انتہی یعنی علامہ شامی نے منکرین محفل مولد وقیام ومانعین فاتحہ ودرود وسلام کے

متبوعین کا حال خسران مآل یون تحریر فرمایا ہے کہ اون لوگون نے نجد سے نکلکر حرمین شریفین پر فوج کشی کی اور بظاہر حنبلی مذہب بنتے تھے لیکن اعتقاد یہ رکہتے تھے کہ فقط ہم ہی مسلمان ہین اور جو لوگ کہ ہمارے اعتقاد کے مخالف ہین وہ سب کے سب مشرک ہین اور اس اعتقاد کے سبب اہل سنت وجماعت کا مارڈالنا اونہون نے مباح کر دیا اور اہل سنت کی علما کا قتل کرنا اون مردودون نے جائز رکہا یہانتک کہ اللہ سبحانہ نے اونکی شوکت کو توڑ ڈالا اور اونکے شہرون کو ویران کر دیا اور مسلمانون کی لشکر کو اونپر فتح دی سنہ ۱۲۳۳ ہجری مین انتہی۔ خاکسار کہتا ہے کہ ناظرین رد المحتار پر مخفی نہین کہ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ اہل قبلہ کی تکفیر سے بمبالغہ کثیر مانع ہین لیکن جب وہ خبیث عقائد باطلہ مذکورہ کے معتقد ہوئے اور افعال شنیعہ مسطورہ عمل مین لائے تو خود علامہ شامی نے بہی یہان قلم کے قدم کو آگے بڑہا دیا واقفان مطول اس کلام مختصر کی تعریض کو بخوبی پا سکتے ہین تصریح کی ضرورت نہین ہے سو یہ تو نجد عرب کا حال زمانہ سابق مین تہا اور چونکہ سلطنت اہل اسلام کی وہان اب تلک باقی ہے اللہ باقی اوسکو قیامت تک باقی رکہے اسوجہہ سے ان شیطانون کی مجال نہین کہ وہان کی بلاد پر تغلب یا عباد پر تسحب کر سکین یا بندگان خدا کو خیرات اور حسنات سے باز رکہین اون بلاد متبرکہ مین یہ خناسین منع عن الخیر کا اگر ارادہ بہی کرین تو شہبان بنادق غزات سے مرجوم ہون وہان یہ دیو مقید ہے اور ذریات اسکی سلسل کیا مقدور انکا جو گوہ خوری اور بیہودہ گوئی کر سکین باقی رہا نجد ہند سو اوسکا حال یہ ہے کہ شیخ نجدی علیہ اللعنۃ نے اپنی ذریات کو اوسمین اسقدر دلیر اور بے باک کر دیا ہے کہ ہر ایک اونمین سے بقول عارف رومی مصرع اے بسا ابلیس آدم روے ہست ﴿ بشکل انسان متشکل ہو کر قطع نظر اس سے کہ منع عن الخیرات اونکا کام اور ولاغوینہم اجمعین اونکا کلام ہے تفسیق جملہ علمائے کرام اور تکفیر ہمہ اولیاء عظام و تشنیع جمیع اہل اسلام بلکہ اتہام خالق انام بصفات ناقصہ کذابین لیام پر شب و روز کمر باندہی ہوئی ہے سبب یہ ہے کہ حاکم یہان کا اہل اسلام نہین جو حدود تعزیر اور تفنگ و شمشیر سے جیسا کہ شیاطین نجد عرب کا حال مذکور ہوا ان خبیثون کے حال کو تباہ اور انکی بستیونکو عبرت گاہ بناوے اسوجہہ سے بیخوف ہو کر مخلوق کو گمراہ اور اسلام کو مورد اعتراضات کفار رو سیاہ کر رہے ہین جو مجمع ایسا دیکھتے ہین کہ وہان فرمان خدا صلوا علیہ وسلموا تسلیما کی تعمیل ہو رہی ہے جلجاتے ہین اور رانم آتے ہین جہان حسنات کے سامان کے طیاری ہوئی تو گویا ان شیطانونکی چہاتی پر تیر باری ہوئی اور اگرچہ ایک مدت تک یہان بہی بزنجیر تقریر و تحریر علمائے

تحریریہ دیوبند تہا مگر چند سال سے میدان خالی پا کر رہا ہو گیا ہے اونکی ذریات نے گوہ خوری شروع
کردی ہے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ جب اللہ سبحانہ نے سلاطین صوری سلطان محمود غزنوی و بادشاہ
شہاب الدین غوری و شاہ قطب الدین ایبک وغیرہم نور اللہ مراقدہم و سلاطین معنوی حضرت معین الدین
چشتی و خواجہ قطب الدین بختیار کاکی و شیخ فرید الدین گنج شکر وغیرہم قدس اللہ اسرارہم کو ہندوستان کی
پاک اور صاف کرنیکی توفیق دے اور ان بزرگون نے بامداد قادر قدیر اس ملک کو کہ سراپا کفرستان
تہا کفر اور کافری سے خالی فرمایا کفار کو فی النار کیا اور ایمان لانیوالونکو مقبول کردگار بنایا خارزار
کفر کو جلایا اور گلزار اسلام کو جما دیا مراسم کفر کی جڑ اوکہاڑی بنیاد اسلام کی گاڑی بتخانے اور
اور مندر توڑ ڈالے مساجد اور مدارس کی تعمیر فرمائی پہر ہر چہار طرف سے علمائے کرام اور صوفیہ عظام
اس ملک وسیع مین تشریف لانے لگے اور قیام فرمانے لگے اور سیکڑون فضلائے نامی اور ہزارون
اولیائے گرامی قدس اللہ اسرارہم اس سرزمین مین متولد ہوے اور مدۃ العمر رہنمائے مخلوق رہے
صدہا کتابین تصنیف کین اور ہزارہا فتوے تحریر فرمائے مولانا میر محمد زاہد ہروی رحمۃ اللہ علیہ علم حصولی
و حضوری مین بحث کر گئے امکان و امتناع کے مطالب سمجہا گئے مولانا محمود جونپوری علیہ الرحمۃ عالم
قلوب کو شمس بازغہ سے روشن فرما گئے مولانا غلام نقشبند لکہنوی قدس سرہ وغیرہ کلام حق کی
تفسیر لکہہ گئے مولانا شیخ عبد الحق محدث دہلوی نور اللہ مرقدہ علم حدیث پہیلا گئی مولانا عبد العلی بحر العلوم
لکہنوی قدس سرہ منقول و معقول کا دریا بہا گئے فقہ و اصول فقہ کے جواہر تبلا گئے مولانا شاہ ولی اللہ
دہلوی دام فیضہ المعنوی علوم ظاہرہ و باطنہ کے نکات و دقائق کہول گئے اور علاوہ اونکے بہت سے
صاحب فضل و کمال کا جاہ و جلال شہرۂ آفاق ہوا یہانتک کہ عرب و عجم سے لوگ واسطے استفادہ کے
یہان آنے لگے بلخ و بخارا سے استفتا بہجوانے لگے مسجدین اور مدرسے معمور خانقاہین پر نور اور ان
سب بزرگونکا مقولہ یہ رہا ؎ خوش آن مسجد و مدرسہ خانقاہ ✦ کہ در وے بود قیل و قال محمد
انعقاد محفل میلاد خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام و فاتحہ اموات اہل اسلام و اجتماع باعراس
بزرگان عظام کو سب مستحسن اور مندوب فرماتے رہے اور خود ہی عمل مین لاتے رہے اور یہ
مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی قدس سرہ کے زمانے تک کا حال ہے جب شیخ نجدی علیہ اللعنۃ
نے یہ سامان حسنات اور مبرات کا دیکہا اور امور حسنہ پر علمائے اسلام کے اتفاق کو مشاہدہ
کیا نہایت ملول ہوا اور گہبرایا اور اس فکر مین پڑا کہ کوئی تدبیر ایسی نکالنی چاہیے کہ جس سے یہ حسنات کا

سامان بگڑ جاوے اہل اسلام کا اتفاق اور کہڑ جاوے بازار فساد گرم ہو ترک دین و شرم ہو نفاق
کی روشنی جاوے نفاق کی تاریکی آئے رعب اسلامی کم ہو جماعت مسلمانان درہم ہوا سکے لئے
اوس مردود نے کوئی اور تدبیر نہ پائی سوا اسکے کہ یہان ہی مثل نجد عرب کی ایک عالم ناتجربہ کار
غفر له الغفار وعفا عنه الستار کے لوح دل پر یہ نقش جمایا کہ تمہاری اجداد و آبا و خویش و اقربا جو
مرگئے وہ نعوذ باللہ منہ مداہن تھے اور جو ہین وہ سب مبتدع ہین فقط تم ہی تو اکیلے پکے مسلمان
ہو یا جو تمہارا اتباع کرے وہ پکا مسلمان رہے باقی تمام دنیا مشرک اور بدعتی ہے لہذا تمکو مناسب
نہین ہے کہ ما الفینا علیه آباءنا کے قائل اور عامل ہو اور کفار زمانہ ماضی کے روش باطل اختیار
کرو اب یہی وقت ہے اگر مضمون مذکور کے صدا دیدوگے تو کوئی بانگ بے ہنگام کہیگا یہ صاحب
عبدالوہاب مذکور کیطرح شیخ نجدی کے فریب مین آگئے اور صداے سطور دینے لگے جب خویش و
اقربا نے یہ تکفیر جس سے توہین اور تکفیر خود اپنے آبا ذوی التوقیر کی لازم آتی تھی سُنے بلاکر بہت کچھ
فہمایش کی کچھ سودمند نہ ہوئی بآخر یہ زمانہ تو گذر گیا لیکن اتباع عالم موصوف اطراف عالم مین اپنے
متبوع سے بہرہ ور بمضمون ؎ به پنج بیضه که سلطان ستم روا دارد * زنند لشکریانش هزار مرغ بسیخ *
شور و شغب مچاتے رہے اور وہی اتباع عبدالوہاب مذکور کا راگ گاتے رہے کہ ہم ہی مسلمان
ہین باقی سب مشرک ہین یعنے وہ حضرت متبوع تو چونکہ اہل علم تھے موقع اور محل سے یہی بات کرجایا
کرتے تھے صراط مستقیم یہی دکھاجایا کرتے تھے پس نذر اگر بر گوشت واقع ست آن گوشت
حلال ست بھی فرماجایا کرتے تھے اور ان حضرات نے اپنے اقوال کاسدہ سے تو خود اپنے متبوع کو
بھی دہر لپیٹا اور قلمرو ہند کو بکلمہ مشرک۔ اور مبتدع ہی سمجھ لیا اور ازانجا کہ کوئی حاکم رافع یہان نہین رہا۔
اسوجہہ سے اونکا فساد روز بروز بڑہتا گیا لیکن علماے اسلام بسیوف اقلام ہمیشہ انکے جملہ اقوال
باطلہ کی گردنین کاٹتے رہے منجملہ اون خرافات فاسدہ کی ایک یہ ہے کہ انعقاد محفل میلاد خیرالانام
علیه الصلوة والسلام کو ناجائز کہتے ہین اس قول کاسد کی رد مین علماے اسلام نے بہت سی
کتابین اور فتاوی تحریر فرمائی منجملہ اونکے عارف باللہ مولانا شاہ سلامت اللہ محدث قدس سرہ
نے جو کہ شاگرد رشید تھے مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نور اللہ مرقدہ کے اشباع الکلام
تصنیف فرمائی اور عالم ربانی و فاضل حقانی مولانا شاہ احمد سعید مجددی نقشبندی مہاجر قدس
سرہ العزیز نے دو کتابین بکمال متانت تصنیف کین ایک سعید البیان فی مولد سید الانس والجان

دوسرے ذکر شریف در اثبات مولد منیف اوسوقت توان لوگونکا فساد فی الجملہ فرو ہو گیا تہا اب ماضی
قریب کی کیفیت سنئے کہ دو فتوی اشخاص مذکورین کے درباب منع ذکر شریف مولد منیف طبع ہوئی
فاضل جلیل مولوی حافظ محمد عبد السمیع صاحب متوطن رامپور ضلع سہارنپور نے اونکے رد مین ایک کتاب
مسمی بانوار ساطعہ کہ اسم بامسمی ہے تصنیف فرمائی اور اوسمین بکمال ملاطفت اور ملائمت بتعمیل
فقولا لہ قولا لینا اوس جماعت کو سمجہایا اور لعلہ یتذکر او یخشی کا انتظار کیا لیکن ع
باب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد * گلیم بخت کسی را کہ بافتند سیاہ * سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے
ابوجہل وغیرہ کو کسقدر سمجہایا لیکن وہ نہی عن الصلوۃ و منع من الخیرات سے باز نہ آیا۔
ارایت الذی ینہی عبدا اذا صلے کا مورد بنا پہر خالق العباد کا ارشاد ہوا کلا لئن لم ینتہ
لنسفعا بالناصیۃ ناصیۃ کاذبۃ خاطئۃ فلیدع نادیہ سندع الزبانیۃ چنانچہ دنیا
مین ذلیل وخوار اور طعمۂ تیغ خونخوار ہوا اور آخرت مین خوراک کژدم و مار اور فی النار ہو گا فرعون بے
بہی بڑا مکرہ معزور رہا کہ مرتے وقت بہی ایمان نہ لایا تائب نہوا کلمات استکبار ہی بولتا رہا اللہ سبحانہ
محفوظ رکہے اوس شخص کے حال خسران آل سے کہ تمام دنیا جسکو سمجہاتی رہے اور وہ کسیکی نمانے
اور رکہے کہ یہہ سب باطل پر ہین فقط مین ہے اکیلا حق پر ہون اور اس فہم اور قول سے خسر الدنیا
والاخرۃ ہو نعوذ باللہ منہ جیسا کہ ابوجہل ناہی عن الحسنات تہا یہ لوگ بہی مانع من الخیرات
مین دیکہیے انکا انجام کیا ہوتا ہے الغرض فاضل موصوف نے اون لوگون کی فہمائش
مین کوئی دقیقہ اس کتاب مین فروگذاشت نہین کیا بلکہ اوس طبیب معنوی نے اون بیماران
مرض ضلالت کیواسطے اس سے پیشتر کئی نسخے مجرب اور بہی طیار کیئے تہے دافع الاوہام وحدت
القلوب وغیرہ مگر افسوس ہے کہ بمضمون مصرع ہذا ع مرض بڑہتا گیا جون جون دوا کی *
اونکا مرض ضلالت روز بروز بڑہتا ہی گیا سچ ہے و من یضلل اللہ فما لہ من ہاد۔ دافع
الاوہام کو دیکہکر تو اغوائے مذکورین مین سے ایک نے کچہہ خرافات جمع کرکے تحقیق الباطل
ایک بڑے علامہ کے نام سے شائع کی تہی اوسکے بطلان کا اظہار تو پیشتر ہی کیا گیا تہا اب
اس کتاب مستطاب انوار ساطعہ مین جو اونکو نصیحت کی اور سمجہایا اور اسکا انتظار رہا کہ
لعلہ یتذکر او یخشی کا ظہور ہو سو کچہہ نہوا بلکہ فغشیہم من الیم ما غشیہم کا مضمون
ظاہر ہوا کہ ہیم غم نے اونکے قلوب قاسیہ کو ایسا ڈہانپا کہ نصیحت اوسمین اثر نہ کرسکے

سچ ہے۔ ؎ پرتو نیکان نگیرد ہرکہ بنیادش بدست ٭ تربیت نااہل را چون گردگان برگنبد است ٭ بلکہ اوس نصیحت کے مقابلہ مین اپنی ناصح مشفق کو گالیان دینا شروع کردین۔ یعنی کتاب موصوف انوار ساطعہ کے مقابلہ مین کسی عدو احمد نے ایک دفتر گالیون کا تالیف کرکے اپنا نامۂ اعمال سیاہ کیا اور دشنام کا نام براہین قاطعہ رکہا سچ کہا ہے ع برعکس نہند نام زنگی کافور ٭ اوسکی دیباچہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اسکا جامع کوئی خلیل احمد ہے جب اس کتاب کے اندر نظر ڈالے تو معلوم ہوا کہ علاوہ دشنام جمیع علماے اسلام کی عداوت سرور انام علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تمام کتاب پُر ہے اس سے تیقن ہوا کہ خلیل احمد کا یہ کام ہرگز نہین ہے کہ کلمات عداوت محبوب کبریا علیہ التحیۃ والثنا کی نسبت لکہی اس شخص کو اگر کوئی چمار اپنا بڑا بہائی ثابت کرے تو آتش غضب مین جلکر خاک ہو جاوے اور اگر کوئی گستاخ ناپاک اوس جناب پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والسلام مادام الافلاک کو اپنا بڑا بہائی کہتا پہرے اور کسی اہل علم نے اوس گستاخ بیباک کو اس گستاخی سے منع کیا ہو تو وہ شخص اوس مانع کو جاہل اور نافہم ثابت کرے اور گستاخ کو اور زیادہ دلیر اور بیباک بنادے اور گستاخی مذکور کے جواز کا فتوی دے اور کہے کہ اوس قائل نے جو بڑا بہائی کہا ہے تو بنی آدم ہونیکی وجہ سے کہا ہے اور قرآن وحدیث کے موافق کہا ہے مانع نافہم ہے اسوجہ کو نہین سمجہا اور قرآن وحدیث پر طعن کرنے لگا یہ خلاصہ ہے اوس ذی عقل کے کلام بے سر انجام کا صاحبو از براے خدا ذرا اس شخص کی دانشمندی کو ملاحظہ کرو کہ ہر صبی غبی بھی اس امر کو جانتا ہے کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم اولاد آدم سے ہین اور سید آدم واولاد آدم بہی ہین قرآن وحدیث بہر دو مضمون ناطق ہین اسمین کسیکو کلام نہین کلام اسمین ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر مسلم وکافر فاسق وفاجر اپنا بڑا بہائی جو موہم مماثلت ومساواۃ فی التقرب والکمالات ہے علی الاطلاق اطراف آفاق مین کہتا پہرے اسکا کیا حکم ہے تو بہلا کون خلیل احمد اور محب محمد جسکو تہوڑا بہی مساس علم وعقل سے ہوگا اسکو تجویز کریگا اور اس قول مشیر الی المماثلت المطلقہ والمساواۃ العامہ کے جواز کا فتوی دیگا وہ یہ خیال نہ کریگا کہ قول مذکور مین اگرچہ قائل کی غرض مماثلت ومساوات فی البشریت ہی ہو اور مماثلت ومساواۃ فی الکمالات مقصود نہو تاہم ایہام مماثلت ومساوات فی الکمالات تو ہے اور یہ ایہام شرعاً وعرفاً عقلاً ونقلاً کب جائز ہے یا مثلاً کوئی بے ادب سید آدم وعالم صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت کہتا پہرے کہ پہلے ضال تہے پیچہے ہدایت پائی یا پہلے غافل تہے پیچہے اونکو خبر ہوئی تو ظاہراً یہ شخص اپنی دانشمندی سے اسکو بھی جائز کہے گا اور آیۂ

ووجدك ضالا فهدیٰ اور آیہ وان کنت من قبلہ لمن الغافلین پڑہیگا کہ قائل قول مذکور تو قرآن کے موافق ہے کہرہا ہے خبردار کوئی اوسکو قول مذکور سے منع نکرے اور جو منع کرے وہ نافہم ہے قرآن پر طعن کرتا ہے اور یہ ذی عقل یہ نہ سمجھیگا کہ ان آیتون کا بیان کرنا بغیر ذکر ما تقدم وما تاخر والہ وما علیہ کی اور بدون اظہار اونکے فوائد ومصالح وشان نزول وتفسیر کے مناسب نہین ہے چنانچہ آیہ شریفہ اولی کی تفسیر مین صاحب تفسیر کبیر نے بہت قول نقل کی ہین منجملہ اونکے ایک قول یہ ہے قد یخاطب السید ویکون المراد قومہ فقولہ ووجدک ضالا ای وجد قومک ضالا فہداہم بک وبشرعک یعنی کبہی مراد ہوتی ہے قوم اور خطاب کیا جاتا ہے اوسکے سردار سے تو معنی اوس آیہ شریفہ کی یہ ہوئے کہ تمہاری قوم گمراہ تہی ہمنے تمہارے سبب سے اسکو ہدایت کی اور دوسرا قول یہ ہے الضلال بمعنی المحبۃ کما فی قولہ انک لفی ضلالک القدیم ای فی محبتک ومعناہ انک محب فہدیناک الی الشرایع التی بہا تتقرب الی خدمۃ محبوبک یعنی ضلال یہان محبت کے معنی مین ہے جیسا کہ دوسرے آیہ کریمہ انک لفی ضلالک القدیم مین بہی ضلال بمعنی محبت ہے تو معنی اوسکی یہ ہوئے کہ تم ہمارے دوست تہے لہذا ہم نے تمکو وہ شریعت عطا کی جسکی ذریعہ سے تم ہمارے نزدیکی حاصل کرو اور قطع نظر ان قولون سے اگر دوسرے اقوال بہی بیان کئے جاوین اون فوائد ومصالح کے ساتھ جن پر وہ آیہ شریفہ مشتمل ہے مع ذکر ما تقدم وما تاخر وشان نزول کچھ مانع ہے نہ یہ کہ کوئی مردود فقط یہ ہی بات کہتا پہرے کہ آپ پہلے گمراہ تہے پیچہے ہدایت پائی اور دوسرا کوئی شخص اسکے جواز کا حکم دے اور کہے کہ اس قائل کو منع نکرو کیونکہ وہ تو قرآن کے موافق کہرہا ہے اگر منع کروگے تو قرآن پر طعن ہوگا سبحان اللہ کیا عمدہ فہم اس شخص کے حصہ مین آیا ہے جو ایسا حکم دے رہا ہے اور ظاہر یہ ہے کہ عداوت قلبی نے اوسکو مجبور کردیا ہے کہ بے ساختہ بمضمون کل اناء یترشح بما فیہ کے ما فی الضمیر اوسکا ٹپک پڑا یہی وعلی ہذا القیاس دوسری آیہ کریمہ وان کنت من قبلہ لمن الغافلین کا یہی حال ہے جو استاد کہ اپنی شاگرد پر کمال شفقت رکہتا ہے اور چاہتا ہے کہ یہ نکتہ بخوبی اوسکے ذہن نشین ہوجاوے تو اوسوقت کہتا ہے کہ میان یہ بات تمکو پہلے معلوم نہ تہی اب ہم نے بتائی ہے اسکو خوب یاد کرلو تو جو شخص کہ اوس شاگرد سے عداوت قلبی رکہتا ہوگا وہ تو یہی کہتا پہریگا کہ لو صاحب انکو لوگ بڑا

صاحب علم سمجھتے ہیں آج ہمنے خود انکے استاد سے سنا کہ فرماتے تھے کہ انکو یہ ذراسی بات بھی معلوم نہ تھی اب خاکسار
منصفین انجیاسی پوچھتا ہے کہ اوس شخص کا یہ قول عداوت مین داخل ہوگا یا نہین۔ اللھم سلط علی اعدائی حبیبک
کلباً من کلابک اب ما نحن فیہ کا حال تفسیر کبیر مین ہے واعلم انہ تعالیٰ لما بین کمال کلام اللہ امر سیدنا محمداً صلی اللہ علیہ
وسلم بان یسلک طریقۃ التواضع فقال قل انما انا بشر مثلکم یوحی الیّ یعنی تعلیما للتواضع والانکسار یہ ارشاد
ہوا ہے اور وہ شخص اپنی عداوت ظاہر کر رہا ہے اور اپنا بڑا بھائی بول رہا ہے جب یہاں اسکی یہ
بے ادبی ہے تو اپنے باپ کو بڑا بھائی کہنے سے کب چوکے گا اگر کوئی مرد مہذب اوسکو اس گستاخی سے
منع کریگا کہ اسے بے ادب اپنے والد ماجد کی جناب مین تو یہ گستاخی کرتا ہے تو اوس مؤدب کو یہ بے ادب
جواب دیگا کہ اولاد آدم مین سے مین بھی ہون اور میرا باپ بھی ہے لہذا مین اوسکو اپنا بڑا بھائی کہتا
ہون واقعی عند اللہ و عند الناس یہ شخص بہت بڑا فرزند سعادت مند قرار پاویگا اوسکا باپ تو اوسوقت
یہی بول اوٹھیگا ۵ زنان باردار ای مرد ہشیار * اگر وقت ولادت مارزایند * ازان بہتر بنزدیک
خردمند * کہ فرزندان ناہموار زایند * اب منصفین اس شخص کی لیاقت علمی کو غور فرماوین کہ صاحب انوار
نے صاف لکھدیا ہے کہ اس لفظ مین ایہام دعویٰ برابری حضرت فخر الانبیا کے ساتھہ ہے معاذاللہ
منہا یہ شخص ایہام کو کیا جانتا ہے کہ کیا شے ہے مختصر کو جانتا نہین مطول کو پہچانتا نہین رسائل فارسی
دست فرسودہ اطفال مین جو ایہام کی تعریف مذکور ہے اوس سے بھی اگر واقف ہوتا تو متنبہ ہو جاتا
اور اس گستاخی کو سرور انبیا علیہ التحیۃ والثنا کی جناب اقدس مین تجویز نکرتا علم ادب پڑھا نہین ادب
کہانسے ہو خزانۃ الادب مین ہے الایہام فی الاصطلاح ان یذکر المتکلم لفظا مفردا لہ
معنیان حقیقیان او حقیقۃ و مجاز احدھما قریب و دلالۃ اللفظ علیہ ظاھرۃ والاخر
بعید و دلالۃ اللفظ علیہ خفیۃ فیرید المتکلم المعنی البعید و یوری عنہ بالمعنی القریب
فیتوھم السامع اول وھلۃ انہ یرید القریب و لیس کذلک و لاجل ھذا سمی ھذا
النوع ایہاما تو جب اس بے ادب نے سید اولاد آدم صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنا بھائی کہا تو گویا اسنے بمضمون
المعنی فی بطن الشاعر معنی بعید قصد کئے ہون اور چند ہزار برس کا رشتہ کہ ابوجہل مردود اور شداد
و نمرود لعنۃ اللہ علیہم بھی اس سلسلہ مین داخل ہین لگایا ہو لیکن معنی قریب اوسکے کہ جب کہا جاتا ہے کہ
زید کو بھی عمرو کا بڑا بھائی سمجھو تو عرفا وہان یہی مقصود ہوتا ہے کہ جس صفت خاص کے ساتھہ عمرو موصوف
ہے زید بھی اوسمین عمرو کا شریک ہے متبادر ہونگے سو یہ امر ما نحن فیہ مین قطع نظر اس سے کہ شرعاً ناجا

ہے چنانچہ عدم جواز اوسکا کتب شرعیہ سے آگے مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالے بفکر غائر اگر دیکھو تو یہ
گستاخی اس قائل اور مجوز کی کہان تک ان دونون کو پہونچاتی ہے نعوذ باللہ منہا اور قول مذکور
اور یہ قول کہ زید عمرو کا بڑا بہائی ہے دونون کا مفہوم قریب ہے قریب ہے اور اسکو تو اطفال دبستان
بہی جانتے ہین لیکن اس جامع خرافات نے لیاقت سے یا جہالت سے نجانا اور صاحب انوار نے
جو زبان اردو مین بکمال وضوح لکہا تہا نہ پہچانا لفظ ایہام کو ہی نہ سمجہا اردو سمجہنے کی بہی لیاقت
نہین رکہتا اس سے کتب شرعیہ عربیہ کے سمجہنے کا حال معلوم کرلو لہذا ہر مسئلہ شرعیہ مین اندہونکی طرح
ٹہوکرین کہاتا گیا اور منہہ کے بل گرتا گیا ہے چنانچہ عنقریب ناظرین غائرین پر مکشوف ہوا جاتا ہے
اور وہ مدعی اسکا ہے کہ ہمچو من دیگرے نیست اوسکے خرافات مقلوعہ اوسکے اس ادعا پر شاہد ہے
گمان یہ ہوتا ہے کہ عداوت قلبی نے اوسکو ان کانٹون مین گہسیٹا ہے ولہذا اگر کوئی بے ادب ملعونین
مذکورین کے اخوت کا آنسرور صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ قائل ہوگا تو اوس شخص نے جیسا کہ ما نحن فیہ
مین جواز کا فتوی بعلت بشریت دیدیا اور ایہام مذکور کا بوجہہ عداوت قلبی خیال نہ کیا یہان بہی جواز
کا حکم دیگا اور بشریت کو علت گردانیگا اور آیۂ کریمہ انہ لیس من اھلک کو اپنے دل سراپا غل سے
بہلا دیگا اثبات اخوت کیواسطے کیا عمدہ علت اسنے مد نظر رکہی ہے سچ ہے علیل القلب کو ایسے ہی علت
و معلول سوجہتے ہین اسی قسم کے سفہا کے حق مین خالق الحکما نے فرمایا ہے فی قلوبھم مرض فزادھم
اللہ مرضا اس وجہ سے اور سوا اسکے اور بہت سے وجوہ ہین کہ اونسے متیقن ہوگیا کہ مولف کتاب کو
کا خلیل احمد ہرگز نہین ہے باقی رہا یہہ امر کہ اوس کتاب کے لوح پر لکہا ہے کہ مولوی رشید احمد صاحب
کی حکم سے یہ کتاب چہاپی گئی ہے اور اوس کتاب کے آخر اونکی تقریظ باین مضمون کہ مین نے اس
کتاب کو از ابتدا تا انتہا دیکہا نہایت خوب و مرغوب پایا درج ہے اس سے نہایت استعجاب ہوا کہ
مولوی رشید احمد صاحب نے باوجود اسکے کہ اول سے آخر تک اوس کتاب کو دیکہا کیونکر پسند فرمایا
اور اوسکو چہپوا کر لوگون کو گمراہ بنایا لہذا کاتب الحروف کو اونسے بدرجہ غایت شکایت ہے کہ باوجودیکہ
وہ کتاب مذکور کے مؤلف اور ہم مشربان مؤلف کے سرگروہ ہین اونکو اس کتاب کی اشاعت سے
مانع نہوئے بلکہ اول سے آخر تک اوسکو حق سمجہا اور بامر خود اوسکو چہپوایا بڑے رنج اور افسوس کی
بات ہے خیر اب یہ اونکو مناسب ہے کہ اگر یہ کتاب خاص اونہین کی تصنیف ہو تو سمجہہ جائین اور
آیندہ ایسی تصنیف سے باز آئین اور اگر اونکی اتباع مین سے کسیکی ہو تو اوسکو بلکہ اپنے جملہ اتباع

منع کرین کہ بار دیگر ایسی حرکت عمل مین نہ لائین عالم مین ضلالت نہ پہیلائین ورنہ ان بلاد مین اگرچہ
اہل سنت کے نزدیک تیغ و علم نہین ہے نیزہ قلم بہی کچہہ کم نہین ہے کاتب الحروف کا جب خیال
اوس طرف جاتا ہے تو بے ساختہ یہ شعر واصل کا زبان پر آتا ہے ؎ اَنْتَ فِیْ سِتْرٍ وَخَرَّبْتَ
الْقُلُوْبَ * لَوْ کُشِفَتِ الْوَجْہُ مَاذَا تَصْنَعُ * خاکسار نے چاہا تہا کہ اوس کیسہ معائب کی ہر عیب
جدا جدا کرکے اہل بصیرت کو دکہلاوے لیکن احباب نے منع فرمایا کہ کتاب طویل ہو جاوگی سامع
اور قاری کو ملال ہوگا بلکہ چہپنا بہی دشوار ہو جائیگا اس سبب سے مختصر رکہا اور مشتے نمونہ از
خرواری اہل دانش کو دکہلا دیا کہ وہ نمونہ سے خروار کا حال خود ہی معلوم کرینگے الحمد للہ علی احسانہ
کہ اوسنے اس مور ضعیف کی مدد کی اور زمانہ قلیل مین اس کتاب کی کہ مسمی بہ بوارق لامعہ ہے تکمیل
کرادی کارساز بے نیاز اسکے چہپنے کا سامان بہی بہم پہونچاوے اور مقبول فرماوے اہل غوایت کو ہدایت کرے اور اہل ہدایت کو
غوایت سے بچاوے آمین یا رب العالمین بجاہ حبیبک سید المرسلین وآلہ الطیبین و اصحابہ الطاہرین
وصل وسلم وبارک علیہم اجمعین - اور زنہار کوئی صاحب اپنی سادہ لوحی سے خاکسار کی طرز تحریر کو
خلاف تہذیب کے نہ سمجہین کیونکہ وہ صاحب جنکو ایسا خیال ہو اگر کتاب مذکور کو بچشم غور ملاحظہ
فرماتے تو کاتب الحروف کی قلم سے اونکا قلم دو قدم آگے بڑہ جاتا خاکسار کو معذور رکہتے بلکہ کم
نویس کہتے اور اگر یہ بات خیال شریف مین نہ آئی ہو تو اب بہی احقر خود اونہین سے مستفتی ہے
کہ زید یہ کہتا ہے خدا کا جہوٹ بولنا ممکن ہے اور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو بڑا بہائی کہنا جائز ہے
اور دنیا مین فقط مین اکیلا عالم ربانی وحقانی ہون اور باقی سب جاہل ہین یا عالم نفسانی اور
شیطانی ہین خصوصاً حرمین شریفین کے علما تو بڑے ہی فاسق ہین اور نصوص شرعیہ کے خلاف
فتوی دیا کرتے ہین اونکے قول اور فعل کا کیا اعتبار ہے اور سوا ہمارے چند مواضع کے دوسرے بلاد و قصبات
روم و شام ہند و سندہ عرب و عجم کے علما و فضلا و اولیا و اصفیا جو مجوز مولد و قیام ہین سب کے
سب مبتدع بلکہ مشرک اور کافر ہین عمرو و بکر و خالد وغیرہم نے زید کو اس ہرزہ درائی اور یاوہ سرائی
اور تفسیق ابرار اور تکفیر اخیار سے چند بار بلینت کلام و نرمی تمام منع کیا اور موعظت حسنہ کو
کام فرمایا لیکن زید اونکی نصیحت کے مقابلہ مین عداوت سے پیش آتا ہے اور عقائد باطلہ کو اور زیادہ
پہیلاتا ہے لوگون کو گمراہ کرتا ہے بلکہ خود اسلام کو مورد اعتراض کفار بناتا ہے اور مقولہ اوسکا
یہ ہے کہ سوائے میرے تمام دنیا کے علما نافہم ہین کم فہم ہین سفیہ ہین نادان ہین اب ارشاد ہو

زید مذکور اگر حکومت اسلامی کے درمیان ہو تو سزائے شرعی اوسکے واسطے کیا ہے واجب القتل ہے یا لازم التعزیر ہے دائم الحبس ہے یا ضروری الاخراج اور اگر حکومت اسلامی وہان نہو تو اوسکے ساتھ کیا معاملہ کیا جاوے زجر اور توبیخ اوسکی زبان یا قلم سے کیجاوے یا نہین فقط وہ صاحب اسکا جواب تحریر فرماوین بظن غالب کہتا ہون کہ میری قلم سے اونکا قلم آگے بڑھجاویگا ہان یہ خدشہ یہان باقی ہے کہ یہ سوال تمہارا مصنوعی ہے ورنہ زید کے کلام مین یہ باتین جو تمنے لکہین نہین ہین سو جناب من آپ اوس خرافات مطبوعہ کو من اولہ الی آخرہ بنظر غور ملاحظہ فرماوین جو باتین کہ احقر نے یہان بطریق نمونہ کے لکہدی ہین اونسے ہزار چند زیادہ آپکے پیش نظر ہونگے ورنہ خود اسی کتاب فقیر سے کہ موسوم بہ بوارق لامعہ ہے معلوم کرلیجئے اور اگر منظور ہو کہ جسقدر عقائد فاسدہ اور اعمال کاسدہ اوسمین مندرج ہین وہ سب کے سب علی وجہ الاستیعاب علیحدہ علیحدہ ہوکر بقید صفحہ وسطر اوس دفتر ضلالت کے ملاحظہ سامی مین گذرین تو ایک خط اس نشان سے کہ در ملک گجرات شہر احمد آباد مدرسہ طلبیہ رسیدہ نزد نذیر احمد برسد ابلاغ فرماوین انشاءاللہ تعالی خاکسار اون سبکو جدا جدا کرکے خدمت سامی مین ارسال کردیگا اور واضح ہو کہ ابتدا مین احقر کا ارادہ اس کتاب کی لکہنے کا نہ تہا بلکہ قصد یہی تہا کہ اوس دفتر خرافات مین جسقدر عقائد اور اعمال خلاف اہل سنت وجماعت کے مذکور ہین اون سب کو فرداً فرداً السنہ مختلفہ عربی وفارسی واردو مین لکہون اور اون عقائد اور اعمال کے جو جو صاحب معتقد اور عامل یا مجوز ہین اونکے نام مع مقام لکہکر بلاد قریبہ وبعیدہ عرب وعجم کے علمائے نامی وفضلائے گرامی کیخدمت بابرکت مین روانہ کرکے فتوی کا طالب ہون اور عرض کرون کہ ان لوگون نے ایک عالم کو گمراہ کر رکہا ہے از بہر خدا رعایت کسیکی نہ کرو خلق اللہ کو گمراہی سے بچاؤ امر حق کو نہ چہپاؤ حق کی مدد کرو باطل کو رد کرو یہ تحریر فرماؤ کہ وہ لوگ سنی ہین یا رافضی ہین وہابی ہین یا معتزلی ہین یا کسی اور فرقہ ضالہ مین ہین حق مین ہین یا باطل پر ہین لایق تکریم وتوقیر ہین یا سزاوار توہین وتحقیر اور امور دینوی اور شرعی مین اونکے ساتہہ کسطرح معاملہ کیا جاوے ان لوگون نے ایک کتاب تصنیف کی ہے اوسکا نام براہین قاطعہ رکہا ہے یہ عقائد اور اعمال صاف صاف اوسمین لکہکر شائع کیے ہین الغرض اس مجمل کو مفصل کردون اور اون عقائد اور اعمال کی بطلان کی دلیلین بہی کتب شرعیہ سے لکہدون پہر جب جوابات مقامات مذکورہ سے آجاوین اون سبکو یکجا کرکے بطریق اشتہار کے

چہپوادون اور چار پانچ اشتہار ہر شہر و قصبہ مین روانہ کردن کہ ہر مقام کی ابواب مساجد مین
چسپان کردی جاوین تاکہ لوگ اونکی صحبت اور رفاقت سے محترز رہین اور اونکے عقائد مذکورہ
اور اعمال مسطورہ کو ضلالت سمجہین اور گمراہ نہون لیکن بقیۃ العلماء الراسخین حضرت مولانا مولوی
حاجی محمد عبید اللہ صاحب بدایونی مدرس مدرسہ محمدیہ واقعہ بمبئی اور فاضل المعی جناب مولانا مولوی
محمد سکندر علیخانصاحب اصل قندہاری ثم اللکہنوی النحالصفوری مدظلہما العالی نے یہ فرمایا کہ جسطرح
دوسرون نے اونکو فہمایش کی ہو ایسے ہی ایکبار تم بہی نرمی سے اونکو سمجہا دو اور کتب شرعیہ سے اونکی خدشات رفع کردو کیا عجب ہے
کہ تمہاری تحریر مین حکیم قدیر تاثیر پیدا کردے اور اونکے قلوب مین اثر کر جاوے کہ وہ بہی صراط مستقیم پر آجاوین اور دوسرے بندگان
خدا کو نہ بہکاوین اور بلا تفہیم ہر شہر و قریہ مین بدنام کرنیسے اونکو بچاؤ ہاں اسپر بہی اگر وہ نمانین اور تمہاری نصیحت کے مقابلہ مین
عداوت سے پیش آوین اور کوئی تحریر دوسری متضمن عقائد باطلہ مذکورہ و اعمال فاسدہ مسطورہ شائع کرین
تو اوسوقت تمکو اختیار ہے فقط پس امتثالاً لامر الآمرین الموصوفین خاکسار ارادہ مذکورہ سے باز آیا
اور اس کتاب کو لکہنا شروع کردیا قادر قوی جلشانہ نے اپنے فضل سے تہوڑے ہی دنون مین انجام
کو پہونچا دیا اب دیکہئے کہ سامان اسکے طبع کا کب بہم پہونچتا ہے اور بعد طبع کے یہ نسخہ کیا اثر دکہاتا
ہے شافی مطلق بیماران ضلالت کو اس سے شفا دے ہلاکت سے بچاوے ایسا نہو کہ اونکی مرض
اور زیادہ ترقی ہوجاوے اور یہ طبیب شفیق اونکی صحت سے مایوس ہوکر بخوف سرایت آن
باشخاص دیگر بفحوائے فرمن المجذوم کفرارك من الاسد اشتہارات مذکورہ بالا کے اجرا مین سرگرم
ہو اور چونکہ زندگی لایق اعتماد کی نہین ہے لہذا احقر نے اپنے دوسرے ہم شہریان اہل سنت و
جماعت کو اس امر کی وصیت کردی ہے جو اخوان کہ نزدیک ہین اونسے کہدیا ہے اور جو خلان
کہ دور ہین اونکو لکہدیا ہے کہ اب تفہیم اور تلقین کی جگہہ باقی نہین ہے فقیر اگر زندہ رہا تو درصورت
ظہور اغوائے عوام اس کام کو بعون اللہ المنعام خود ہی سرانجام دیگا ورنہ آپ لوگو نمین سے
جسکی زندگی وفا کرے دروغگو کو تا بخانہ پہونچاوے اور اہل سنت کو حزب شیطانکی شر سے
بچاوے اس کتاب سے ناظرین کو اونکے اکثر عقائد و مسائل پر اطلاع ہو جاویگی اب چند مسائل اونکے
بطریق فہرست کے علیحدہ علیحدہ کرکے یہان ذکر کیے جاتے ہین کہ ناظرین کو آسانی ہو اور ابتدائے
نظر مین اونکو معلوم کرلین اور ہر چند کہ مسائل اونکے بہت سے ہین کوئی کہانتک اونکو لکہے اس کتاب سے
اکثر پر انشاء اللہ تعالے ناظرین غائرین مطلع ہو جاوینگے اونمین سے بعض مسائل اونکے نمونہ کے

طور پر یہان مذکور ہوتے ہین - کید اول یہ کہ جناب باری سبحانہ عن الکذب وجمیع النقائص کو
جامع خرافات متطوعہ نے تہمت لگائی اور کہا کہ جہوٹ بولنا خدا کا ممکن ہے نعوذ باللہ منہا اور
واسطے فریب دہی عوام کے تہوڑی سی عبارت شامی کی بے محل نقل کی اور اوسمین سے بہی
باقی کو چہوڑ گیا گویا کہ لا تقربوا الصلوٰۃ کو پڑہا اور انتم سکاریٰ سے منہ موڑ گیا اور جسقدر عبارت
کو نقل کی اوسکو بہی بلادت سے نہ سمجہا اور امکان کذب کو واسطے حق سبحانہ کی ثابت کرنے لگا
یہان سے اس شخص کے علم و دیانت دونون کو معلوم کر لینا چاہیئے کہ تا بکجا رسیدہ است
اور تفصیل آگے آتی ہے انشاء اللہ تعالے کید دوم یہ کہ جامع خرافات متطوعہ چونکہ سرور عالم صلے اللہ
علیہ وسلم کے ساتہہ عداوت قلبی رکہتا ہے ولہذا تصریحًا و تعریضًا کلمات گستاخی نسبت اوس
جناب معلیٰ علیہ التحیۃ والثنا کی لکہتا جاتا ہے اور کید یہ چلتا ہے کہ فلان آیت اور فلان حدیث
کا مین عامل ہون تا کہ عوام اوسکے دہوکے مین آجاوین اور اوسکو عامل قرآن و حدیث جانین
اور اوسکی گستاخی پردہ اختفا مین ہو جاوے جیسا کہ آیات ثلثہ مذکورہ بالا سے ناظرین کو معلوم
ہو چکا اور بیان تفصیلی آگے آویگا انشاء اللہ تعالی اور یہ شخص تو معلوم ہو چکا کہ عقل کا پورا ہے
پہر آیات کے مطالب اور احادیث کے مقاصد جو تفاسیر اور شروح مین سلف صالحین اور
علمائے محققین بیان فرما گئے ہین اونکو کیا جانیگا لاجرم ہر جگہ اپنی عداوت قلبی ظاہر کر دیا ہے
کید سوم یہ کہ سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو اگر کوئی اپنا بڑا بہائی کہتا ہے اسکو جامع خرافات جائز
کہتا ہے اور اسکی جواز پر قل انما انا بشر مثلکم کو پڑہتا ہے تا جہلا اسکے فریب مین آجاوین اسکا
حال کچہہ تو اوپر مذکور ہوا جس سے عقلا اور علما، اور ازکیا کو معلوم ہو گیا کہ یہ شخص عقل کا
پتلا اور لیاقت کا خاکا ہے اور باقی بیان آگے آتا ہے انشاء اللہ تعالی کید چہارم یہ کہ جیسا
کہ اتباع عبد الوہاب نجدی بظاہر حنبلی مذہب بنتے تھے اور حال اونکا یہ تہا کہ اہل سنت کے قتل کو
مباح جانتے تہے ویسا ہی یہ شخص مع ذریات خود ظاہر کرتا ہے کہ ہم لوگ حنفی مذہب ہین لیکن چونکہ یہ
شخص سچا نہین ہے یہ مگر خود اوسکی زبان قلم سے ظاہر ہو جاتا ہے کہ غیر مقلدین کی مدد کرتا ہے اور
اگر کوئی حنفی مذہب جہلائے غیر مقلدین پر بوجہ اونکے انحراف کے سواد اعظم سے طعن کرتا ہے تو
اوس حنفی کو یہ شخص نہایت تشدد سے منع کرتا ہے اور کہتا ہے کہ غیر مقلدین کا طریق بہی موافق حدیث
کی ہے اور فلان فلان عالم بہی اسکے قائل ہین پس طعن کرنا اس حنفی کا غیر مقلدین کے طریق پیدا

اونکے کسی جزئے خاص پر اون سب بزرگون پر طعن ہے کہواب اس طاعن کی ایمان کا کیا ٹہکانا ہے
جب آنکہہ بند کرکے بزرگان دین پر اور خود حدیث پر تشنیع کی پس یہ طعن بجز جہل کے اور کیا وجہ رکہتا ہے
معاذ اللہ انتہی یہ حاصل ہے جامع خرافات کی تحریر پر تزویر کا اس تحریر سے غرض اس شیادکی
یہ ہے کہ عوام اسکے دام فریب مین آجاوین اور جانین کہ حنفیہ بہت ہی گرفتار ہین جو حدیث کے خلاف
کرتے ہین اور بزرگان دین بلکہ خود حدیث نبوی صلے اللہ علیہ وسلم پر طنز و تشنیع روا رکہتے ہین اور اونکے
ایمان کا ٹہکانا نہین ہے فقیر کہتا ہے کہ عوام کالانعام ہوتے ہین شاید اس کیاد کے دام فریب مین
پہنس جاوین لیکن عُلما اور عُقلا تو پہچان سگئے کہ حال بالعکس ہے اور یہ حکایت اوسکی تحریر کے مشابہ
ہے کہ ایک مسلمان کسی مجوسی پر طعن کر رہا تہا اور اوس سے کہہ رہا تہا کہ تیرا مقتدا زرتشت دعوی
پیغمبری مین جہوٹا تہا آتش پرستی اوسنے جاری کی اور کتاب ژند خود تصنیف کرکے لوگونمین
پہیلائی اور کہا کہ یہ کتاب آسمانی ہے اور حالانکہ اوسکا پیغمبر ہونا اور کتاب مذکور کا آسمانی
ہونا باطل ہے اس دلیل سے اور اس دلیل سے۔ اسی اثنا مین دوسرا ایک شخص بظاہر مسلمان
آگر پہونچا مسلمان مذکور کا بیان سنکر کہنے لگا کہ ہر قوم کیواسطے پیغمبر کا مبعوث ہونا قرآن شریف
مین موجود ہے ولکل قوم ھاد اور زرتشت مجوس کا پیشوا پیغمبر صادق اور حکیم حاذق تہا جنانچہ
فاضل شہرزوری وغیرہ اوسکو نبی اور حکیم کہہ گئے ہین پس یہ طعن بزرگان دین پر طعن ہوا بلکہ
یہ تشنیع خود قرآن شریف پر ہوگئے کہواب طاعن کے ایمان کا کیا ٹہکانا ہے جب آنکہہ بند کرکے
ائمہ دین اور قرآن شریف پر تشنیع کی پس یہ طعن بجز جہل کے اور کیا وجہ رکہتا ہے اوس مجوسی نے
مسلمان موصوف سے کہا کہ کیون صاحب اب فرمائیے یہ آپکے ہم مذہب کیا کہہ رہے ہین
مسلمان نے کہا کہ اب تو اپنے گہر کی راہ لے ہم اسکی تعلیم اور تادیب کو مقدم سمجہتے ہین
پہر وہ مسلمان اوسی پلید کی رد خرافات کیطرف ملتفت ہوگیا اور کما حقہ اوسکی تفہیم کردی عقلا کو
اسمین تفصیل کی حاجت نہین ہے ورنہ خاکسار اوس مسلمان کے جواب کو مفصل لکہدیتا اور نحن
فیہ کے جواب کی بہی یہان گنجایش نہین دیکہتا اپنی مقام پر آویگا انشا اللہ تعالے واہ واہ
کیا عمدہ اوس مرید کی تقریر ہے اور کیا خوب اس عنید کی تحریر ہے اذ کیا اس شخص کے مبلغ علم
کو جان گئے ہونگے اور اسکے لیاقت کو پہچان سگئے ہونگے اس فہرست مین اشارہ ہے پر اکتفا
کیا۔ کیدپنجم یہ کہ ناظرین باتمکین پر ماسبق سے واضح ہوگیا اور مالحق سے اور بہی ظاہر ہوجائیگا

کہ اس شخص کو سید العبید علیہ صلوٰۃ اللہ الحمید سے عناد قلبی ہے و لہذا امن کرہ شیئا مقع ذکرہ کا مظہر بنگیا ہے یعنی اس شخص کو چونکہ آنسرور علیہ سلام اللہ الاکبر سے عناد ہے باین سبب دلسے نہین چاہتا کہ مجالس اور محافل مین آپکا ذکر خیر کیا جاوے اور صراحۃً منع بھی نہین کرسکتا کہ کوئی ذکر آپکا نہ کرے اور درود آپ پر نہ بھیجے تولد شریف کا حال نہ بیان کرے کیونکہ علی الاعلان اگر ان امور سے منع کریگا تو جانتا ہے کہ علمائے سنت و جماعت بلکہ پہلے جاہل ہے اسکا کام تمام کردینگے تو حصول غرض معلوم کیواسطے یہ کید چلتا ہوکہ جہلا کو تو یون سمجہا کر ٹالدیتا ہے کہ انعقاد محفل میلاد کتاب سے ناجائز ہے اب رہے علما تو اونکے مقابلہ مین اسکو بہت دشواری ہوتی ہے بہت کچہہ ہاتہہ پائون مارتا ہے شعبدہ کیطرح بہت سی شعبدہ بروے کار لاتا اور کہتا ہے کہ اسمین یہ مخالفت شرعی آجاتی ہے اور یہ خلاف سنت کے ہوجاتا ہے جیساکہ بعض ظرفانے لکہا ہے کہ ایک مردنے نہایت تنگ اکر قاضی کے پاس اپنی زوجہ کی شکایت کی کہ نہ نماز پڑہتی ہے اور نہ رمضان مین روزہ رکہتی ہے اور نہ میری خدمت کرتی ہے اور جب مین گہرسے باہر جاتا ہون تو دوسرے لوگون کے ساتہہ صحبت رکہتی ہے ذرا آپ اوسکو نصیحت کرین قاضی نے بلاکر بہت کچہہ کہا اوس عورت نے جواب دیا کہ مین شافعی المذہب ہون اور اکثر مدت حیض کی اونکے مذہب مین پندرہ روز ہین سو مجہکو پندرہ روز حیض رہتا ہے نماز کیونکر پڑہون کہ شرعاً ممنوع ہو اور شوہر میرا بڑا مغلوب الغیظ ہے مہینہ کے پندرہ روز باقی مین اپنی جان کے خوف سے کہ مبادا نماز پڑہنی اوسکی خدمت مین قصور واقع ہوجاوے اور وہ غصہ مین آکر مجہکو جان سے مارڈالے محافظت جان کے نماز سے زیادہ شریعت مین مؤکد ہے اسوجہہ سے نماز کو ترک کردیتی ہون اور رمضان مین ہر روز مسافرین میرے گہر مہمان آیا کرتے ہین اور مہمانون کی رعایت خاطر سنت ہے اگر روزہ رکہون تو خلاف سنت ہو اور سنت کے خلاف عمل مین لانا مجکو ہرگز منظور نہین ہے اور خدمت نہ کرنے کا سبب یہ ہے کہ اکثر اوقات میرے شوہر کے نزدیک اجانب بیٹہے رہتے ہین اور اوسوقت وہ مجہسے کوئی چیز طلب کرتا ہے اور اغیار کے روبرو مجکو بلاتا ہے بہلا شرعاً یہ کب جائز ہے اور لوگون کے ساتہہ صحبت رکہنیکا حال جو میری شوہرنے آپسے بیان کیا سو وجہ یہ ہے کہ ہر فرد مرد بشریت کی حیثیت سے میرا بہائی ہوتا ہے شوہر میرا بہت ہی نافہم ہے اسوجہ کو نہین سمجہا لیکن مین چونکہ اسوجہ کو سمجہتی ہون لہذا ہر مرد کے

ساتھ صحبت رکھتے ہوں فقط اب ناظرین غور فرماوین کہ جامع خرافات نے اس خبیثہ سے زیادہ تر اظہار اعذار شرعیہ میں درباره مجلس میلاد خیر العباد صلی اللہ علیہ وسلم شعبدے دکھلائے ہیں اور مضمون ع خوبی بدرا بہا نہا بسیار + کو ظاہر کیا ہی اور لکہا ہی کہ انعقاد اس مجلس کا جائز نہیں ہی بہلا علمای سنت و جماعت کب اس شعبده باز کیاد کی فریب مین آتے ہین نیزۂ قلم سے ایک جلسہ مین اسکی سب شعبدونکو اوڑا دیتے ہین چنانچہ آگے معلوم ہوا جاتا ہی انشاء اللہ تعالی کید ششم یہہ کہ فاتحہ اموات کا مندوب اور مستحسن ہونا چونکہ کتب شرعیہ مین بکمال وضوح مرقوم ہی انکار کی مطلقاً جگہہ باقی نہین اور جامع خرافات مقطوعہ چونکہ منع للخیر پر مجبول ہوا ہی بہت کچہ فکر کرتا ہی کہ کونسا حیلہ پیدا کرے جو اوسکو انکار کی گنجائش ملے بآخر سوا اسکے اور کچہہ نہ سوجہا کہ اوسی خبیثہ مذکورہ کے سے اعذار واہیہ پیش کردیئے بہلا وہ علمای فحول کے روبرو لائق اصغا ہوسکتے ہین و سیجئی تفصیلہ انشاء اللہ تعالی کید ہفتم یہہ کہ تمام علمای اہل سنت کو جامع خرافات مقطوعہ کسی مقام پر عوام کالانعام کے ساتھ تعبیر کیا ہی اور کہین علمائی شیطانی و نفسانی و دنیاوی کا خطاب دے گیا ہی اور اپنی نفس کو عالم ربانی و حقانی لکہکر نقارہ انا خیر منہم کا بجادیا ہی اور بکمال سفاہت یہہ نہ سمجہا کہ مین جو تمام فضلای متقدمین و علمای متاخرین عرب و عجم کو علمائی شیطانی و نفسانی لکہتا ہون اسکا انجام کیا ہوگا اور یہہ تکبر اور غرور اور یہہ گستاخی اور بیباکی کہانتک پہونچائیگی پندنامہ سعدی علیہ الرحمہ بہی جو فارسی کی پہلی کتاب ہی اطفال و بستان کو یاد رہتی ہی بلکہ اکثر دہقانون اور گنوارونکو بہی اوسکے اشعار محفوظ ہوتے ہین اس مدعی انا خیر نے نہین پڑہی کہ اوسمین فرماتے ہین ؎ تکبر عزازیل را خوار کرد + بزندان لعنت گرفتار کرد + ظاہر اسکا جواب یہہ دیگا کہ ہمنے تو یون لکہا ہی کہ جو علما مولد و قیام کو مستحسن جانتے ہین اور اس بارے مین رسائل تالیف کرتے ہین اور اسکے استحسان کا فتوی دیتے ہین اور اسکے عامل یا مجوز ہین وہ عوام کالانعام ہین یا علمائی نفسانی و شیطانی ہین اور جو کہ مانعین ہین وہ عالم ربانی و حقانی ہین اس سے یہہ کہان ثابت ہوا کہ تمام علمای اہل سنن عوام کالانعام ہین یا عالم شیطانی و نفسانی ہین اور تنہا ہم عالم ربانی و حقانی ہین فقط اب ہم اہل حق اسکے جواب الجواب مین لکہتے ہین کہ تمام علمای اہل سنت ماتحن فیہ کے مجوز ہین تو بموجب تمہارے قول کے عوام کالانعام یا علمای شیطانی قرار پائے اور زمانہ ماضی مین اگر ایک دو مانع بہی گذرے تو قطع نظر اس سے کہ النادر کالمعدوم معلوم ہی اونکے منع کی بہی ایک وجہ خاص تھی کہ وہ تمہاری سمجہہ مین نہین آئی اور اس زمانہ مین تو سوائے تمہارے حزب قلیل کے کوئی مانع نہین ہی سو تم عالم ربانی و حقانی ہوئے اور عارف باللہ مولانا شاہ سلامت اللہ اور عالم ربانی مولانا شاہ احمد سعید مجددی نقشبندی اور مولانا کرامت علی صاحب جونپوری و مولانا محمد شاہ صاحب دہلوی اور فاضل حقانی مولانا عبدالغنی محدث مہاجر مدنی

اور ہزارون علمای حقانی مستحسن اور مجوز اس عمل خیر کی گذری کہ اون سبکے اسمای گرامی لکھنے کیواسطے ایک دفتر
علیحدہ درکار ہی قدس اللہ اسرارہم و افاض علینا من فیوضہم و برکاتہم اور اب جو بزرگان
دین کہ بقید حیات ہین مولوی عبدالرزاق صاحب و مولوی محمد نعیم صاحب لکھنوی و مولوی شاہ محمد اکبر صاحب
کاکوروی و مولوی محمد گل صاحب خالص پوری و مولوی وکیل احمد صاحب سکندرپوری و مولوی عبدالغفار
صاحب لکھنوی و مولوی محمد علی صاحب کانپوری و مولوی محمد سکندر خان صاحب خالص پوری و حضرت مولوی
فضل الرحمن صاحب مرادآبادی و مولانا مولوی ارشاد حسین صاحب رامپوری و مولانا مولوی عبدالقادر صاحب
و مولانا مولوی عبید اللہ صاحب بدایونی و مولانا مولوی لطف اللہ صاحب علیگڈہی و مولانا مولوی احمد حسن
صاحب پنجابی و مولانا مولوی عبدالحق صاحب مجددی نقشبندی مہاجر و مولانا مولوی رحمۃ اللہ صاحب مہاجر
و مولانا مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری و مولانا مولوی عبدالحق صاحب کانپوری اور خود تمھارے پیر
جناب حاجی امداد اللہ صاحب اور سوائے انکے ہزارون علمای عرب و عجم بارک اللہ فی اعمارہم مستحسن اور مجوز
اس کار خیر کے موجود ہین سو یہہ سب عوام کالانعام یا علمای شیطانی و نفسانی ٹھہرے کبرت کلمۃ تخرج
من افواھھم ان یقولون الا کذبا واقعی اس بیباک نے سید انام علیہ الصلواۃ والسلام و علمای
اسلام کثرہم اللہ الی یوم القیام کی جناب اقدس مین ابورافع یہودی کی سی عداوت ظاہر کردی ہداہ اللہ
تعالی او خذلہ کید ہشتم یہہ کہ جب یہ شخص خیال کرتا ہی تو دیکھتا ہی کہ روی زمین پر کوئی عالم علمای سنت و جماعت
سے اپنے ساتھ نہین ہی اس وجہ سے گھبراتا ہی اور چاہتا ہی کہ کسی تدبیر سے کوئی نامی فاضل تو اپنے ہمزبان ہوجاوے
کہ کچھہ سہارا ملے سو اس غرض کے حاصل ہونیکے واسطے خرافات مقطوعہ مین یہ کید چلا ہی کہ جناب مولانا
مولوی رحمۃ اللہ صاحب مہاجر مکہ کی خوش آمد مین نہایت مبالغہ کر گیا باین خیال کہ جب وہ اس بدح سرائی پر
مطلع ہونگے ضرور ماؤنی الخرافات کو قبول و منظور فرماوینگے اور عقائد و اعمال مین ہمارے شریک ہونگے
اور ہر طرح سے ہماری جانبداری اور اعانت کرینگے اور یہہ بھی ہی تو ہمکو مخالفین کے روبرو کہنے کی گنجائش تو
ملیگی کہ فلان فاضل نامی ہمارے ساتھہ بھی اسوقت موجود ہے خاکسار کہتا ہی کہ مولوی صاحب موصوف تو
ایک مرد پختہ جہاندیدہ صاحب علم و عقل و فہم ہین کہ جنھون نے پادری فنڈر کو عاجز اور لاجواب کردیا وہ تو بھلا
کیونکر اسکے دام فریب مین آتے اس دام مین تو کوئی جاہل بھی جسکو کسیقدر حصہ عقل سے ملا ہی نہین آتا اب
اب حال واقعی سنئے کہ مولوی صاحب ممدوح جب خرافات مقطوعہ متضمنہ عقاید باطلہ و اعمال کاسدہ پر مطلع
ہوئے حمیت اسلامی سے نہایت غیظ مین آئے اور کلمات تشدد بنسبت اوس تالیف اور مولف و ہم مشربان

مولف و آمر طبع کے فرمائے مولانا مولوی عبد الحق صاحب مہاجر و مولانا مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری
وغیرہما اسکے شاہد عادل ہین جو چاہے ان بزرگون سے بذریعہ کتابت دریافت کرلے اور خود اونکی تحریر بمضمون
مذکور طبع ہو چکی ہی اور دوسری عنقریب شایع ہونے والی ہی ناظرین کے ملاحظہ مین گذرے گی کید تہم
یہہ کہ ایک خط حاجی امداد اللہ صاحب کا ان کیا اون نے طبع کرایا اور ظاہر کیا کہ یہہ خط حاجی صاحب کا
مولوی نذیر احمد خان رامپوری مدرس مدرسہ طیبہ واقع احمد آباد گجرات کے نام مکہ معظمہ سے آیا ہے اور اوسپر
حاشیہ اپنی طرف سے چڑہایا اوس حاشیہ مین الفاظ غیر مہذب نسبت اس خاکسار اور صاحب انوار و مولوی
احمد حسن صاحب پنجابی کے لکہے اوسکی کیفیت یہہ ہے کہ خرافات مقطوعہ جب شایع ہوئی تو اس خاکسار نے ایک خط بنام
حاجی صاحب موصوف روانہ کیا تہا مضمون اوسکا یہ تہا کہ صاحبان براہین آپکے مریدان رشید ہین اونکو آپ
منع کردین کہ لوگونکو گمراہ نکرین براہین مقطوعہ مین یہ یہ عقائد باطلہ و اعمال کاسدہ درج کیے ہین فقط یہہ
خلاصہ مضمون خط مذکور ہی بعد چند ماہ کے وہ خط حاجی صاحب کا جسکا ذکر اوپر ہو چکا شایع ہوا اسکی
تمہید مین صاحبان براہین نے یہہ بہی لکہا کہ حاجی صاحب نے یہ جواب مولوی نذیر احمد خان کو روانہ کردیا ہی
جو چاہے اونسے دریافت کرلے اور خلاصہ مضمون اس خط کا جو معتقدان براہین نے چہپوایا اور شایع کیا
یہ کہ براہین قاطعہ مین عقاید حقہ ہین تمہاری سمجہہ مین نہین آئی فقط اور اوسکے حاشیہ مین تو سفاہت اور بلادت
وغیرہ بہت سے الفاظ بمضمون المریقیس علی نفسہ کی نسبت خاکسار کے لکہی اور جناب مولوی احمد حسن
صاحب پنجابی کی نسبت لکہا کہ وہ نہ سمجہے نہ بوجہے رسالہ در باب امتناع کذب باری لکہنے کو بیٹہہ گئے فقط اب سنیے
کہ اوس تمہید مین جو ان مکارون نے لکہا کہ حاجی صاحب نے یہ جواب نذیر احمد کو روانہ کردیا ہی اسکے مقابلہ مین تو
احقر اسی آیت کی تلاوت پر اکتفا کرتا ہی کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین یعنے وہ جواب میرے پاس نہین
آیا اور ان کیا دون کو اوسکی نقل پہونچ گئی یہ طرفہ ماجرا ہی الغرض احقر نے فاضل کامل مولانا مولوی سکندر خان
صاحب واصل خالص پوری نزیل بمبئی کو لکہا کہ آپ یہ خط میرا جناب حاجی امداد اللہ صاحب کی خدمت مین
کسی اہل علم معتمد علیہ کے ہمراہ روانہ کردین اس خط مین فقط حاجی صاحب سے استفسار اس امر کا کیا تہا کہ یہہ
خط جو صاحبان براہین نے آپکے نام سے چہپوایا ہی فی الحقیقت آپکا ہی یا نہین اور آپ اون عقائد کے جو
براہین مین مندرج ہین معتقد ہین یا نہین فقط فاضل ممدوح نے وہ خط مولانا مولوی غلام دستگیر صاحب
قصوری کے ہمراہ مکہ معظمہ کو حاجی صاحب کی خدمت مین روانہ کردیا جناب حاجی صاحب نے اوسکا جواب
بسبیل ڈاک بشہر احمد آباد گجرات مدرسہ طیبہ مین میرے پاس ابلاغ فرمایا اوسکا خلاصہ مضمون یہ کہ ایک مدت سے

بوجہ ضعف بصارت مین اپنے ہاتھ سے خط نہین لکھتا ہون وقت ضرورت کے دوسرے شخص کے ہاتھ سے لکھوا دیا
کرتا ہون چنانچہ وہ خط بھی جو معتقدان براہین قاطعہ نے چھپوایا ہے مین نے اپنے ہاتھ سے نہین لکھا کاتب نے
اپنے علم پر اعتماد کرکے مضمون مذکور لکھدیا ہوگا اور براہین قاطعہ مین جو عقاید فاسدہ واعمال کاسدہ مذکور ہین
وہ سراسر میرے عقائد واعمال کے مخالف ہین مین ہرگز اون عقائد واعمال کا معتقد وعامل نہین ہون فقط
صاحبان براہین کے پیر ومرشد کے اس تحریر سے براہین قاطعہ کا خرافات مقطوعہ ہونا واضح ہے کہ اونکے پیر ومرشد اون
عقائد واعمال سے نہایت متنفر ہین اور ہمارا مدعا کہ ہم اوس کتاب کو سراسر غوایت اور اوسکے عقاید فاسدہ واعمال
کاسدہ کو سراپا ضلالت لکھتے ہین ثابت ہوگیا والحمد للہ علی ذلک اب رہا یہ کہ جناب حاجی صاحب نے تحریر
فرمایا کہ وہ خط مین نے اپنے ہاتھ سے نہین لکھا کاتب نے اپنی سمجھ کے مطابق لکھدیا ہوگا اس مضمون کی نسبت
خاکسار اپنی زبان سے کچھ نہین کہتا بوجہ اسکے کہ یہ احقر کسی مسلم کی نسبت جبتک وہ غیر مشروع کا عامل یا قائل نہو کوئی کلمہ
سبکی کا کہنا یا لکھنا تجویز نہین کرتا جایز نہین رکھتا چہ جای آنکہ ایک بزرگ کہن سال کی نسبت کوئی سخن اس قسم کا
کہے یا لکھے حفظنا اللہ منہا ہان اس غرض سے کہ برادران دینی کو عبرت اور نصیحت ہو اور مجکو علم اور خبرت ہو
ناظرین ذیعقل کیخدمت مین چند استفسار رکھتا ہون اور وہ استفسار اس قسم کے ہین کہ اونکا جواب اہل علم وعقل تو دیہی دینگے
وہ لوگ جو کہ فقط رشتہ عقل کی ہی رکھتے ہین جواب اون استفسارونکا دے سکتے ہین اب خاکسار ماسبق سے قطع نظر کرکے
ایک روئداد بیان کرتا ہے بعد ازان وہ استفسارات ناظرین باانصاف کے معرض عرض مین لاویگا امید کہ جواب سے
ممتاز فرماوینگے جو صاحب عقل کہ از راہ انصاف جواب دینگے انشاء اللہ تعالی یہ فقیر اوسکو اپنا معتمد علیہ اور دستور العمل
گردانیگا اور جانیگا کہ یہ امر ہر فرد بشر کو اسطرح عمل مین لانا چاہیے اب سنئے وہ روئداد یہ ہے کہ عمرو وبکر نے ملکر
ایک کتاب چھپوائی زید وخالد وحامد وغیرہم نے جب اوس کتاب کو دیکھا تو بہت سے ایسے مسایل اونکو اوس کتاب مین
نظر آئے کہ جن سے لوگ گمراہ ہون اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی سبکی اوس سے مفہوم ہو اور ذات بیعیب
پروردگار عالم کی جناب تقدس مین عیب لکھتا ہو اور اسلام مورد اعتراض بنتا ہو زید وخالد وحامد وغیرہم چونکہ اہل اسلام
ہین اور اونکے مذہب کے یہ مسایل بالکل مخالف لہذا اونکو بہت ناگوار گذرا اور طابعان کتاب مذکور بھی مسلمان ہین
زید نے بمقتضائے محبت اسلامی چاہا کہ کسی تدبیر سے اہل اسلام گمراہی سے بچین اور صاحبان کتاب بھی ہدایت پاوین
اور راہ راست پر آوین سو یہہ تدبیر اوسکے ذہن مین آئی کہ عمرو وبکر یعنے صاحبان کتاب کے پیر دستگیر سے بہ ضامن کو
لکھنا چاہئے کہ آپ اپنے مریدون کو منع کردین کہ ایسے افعال اور اقوال سے باز آوین امید ہے کہ عمرو وبکر اپنے مرشد
کے فرمودہ پر عمل کرینگے یہہ سوچکر زید نے ضامن کو مضمون مذکور لکھ بھیجا ضامن کے پاس جب یہہ خط زید کا پہونچا

تو ضامن نے اپنے کسی خادم کو حکم کیا کہ اسکا جواب لکھکر عمرو وبکر کو روانہ کردو چنانچہ وہ خادم حکم بجالایا اور زید کے خط کا جواب عمرو وبکر کے پاس جو زید کے مخالف تھے روانہ کردیا عمرو وبکر نے اوسپر حاشیا اپنے طرفسے چڑہایا اور اوس حاشیہ مین بہت سے کلمات ناشایستہ نسبت زید وخالد وحامد وغیرہ کے لکھے اور اوسکو چھپوا کر شایع کیا جب زید اسپر مطلع ہوا تو ضامن کو اوسنے لکھا کہ حضرت یہ خط جو یہان میرے خط کا جواب مشہور کرکے چھاپا گیا ہی فی الحقیقت آپنے ابلاغ فرمایا ہی یا نہین اور اوس خط کا مضمون یہ ہی کہ کتاب مذکور مین عقائد حقہ مسطور ہین سو آپ بہی اون عقاید کے معتقد ہین یا نہین اس بار ضامن نے زید کو جواب بھیجا کہ وہ خط جو چھاپا گیا ہی مینے اپنے ہاتھ سے نہین لکھا کاتب نے اپنے قیاس سے لکھدیا ہوگا اور مین اون عقاید کا جو اوس کتاب مین مذکور ہین ہرگز معتقد نہین ہون فقط رو یداد تمام ہوئی اب وقت استفسار ہی ۱ یہ کہ زید کے خط کا جواب جو حضرت ضامن نے اوسکے مخالفین کے پاس روانہ فرمایا اور زید کو مطلق اس سے خبر ہی نہ کی یہ امر دیانت اور تقوی اور اصلاح مین داخل ہے یا انکی اضداد کو شامل ہی یا عقلا کے نزدیک مناسب یہ تہا کہ زید نے اپنے خط مین اگر بیجا لکھا ہوتا تو عمرو وبکر کو فہمائش کرنی تھی کہ زید نے مجکو یہ مضمون لکھا ہی اور بیجا لکھا ہے تم ایسے حرکات سے باز آؤ اور زید کو بہی جواب لکھدینا تہا کہ تمہاری تحریر کے مطابق عمرو وبکر کو ہمنے منع کردیا ہی اب چاہین وہ مانین یا نہ مانین مین اونکے عقاید واعمال سے بری ہون فقط اور زید نے اگر بیجا لکھا ہوتا تو خود زید کے پاس بد کے خط کا جواب باین مضمون روانہ کرنا مناسب تہا کہ میان زید تمہاری سمجہ ناقص ہی عمرو وبکر نے جو کچہہ اوس کتاب مین لکھا ہی سب حق لکھا ہی تم اب غور کرکے سمجہلو اور اونہی عقائد کے معتقد ہوجاؤ اور اونہی اعمال کے عامل بن جاؤ یہی صراط مستقیم ہی ورنہ راہ جحیم ہی ۲ استفسار ثانی یہ کہ حضرت ضامن نے اوس کاتب کو مضمون بتادیا تہا کہ یہہ لکھو یا یون ارشاد فرمایا تہا کہ اسکا جواب جو تمہارے دلمین آوے وہ لکھلاؤ درصورت اولی جو کچہہ ماموُر نے لکھا وہ آمر کا ہوا یا نہین اگر ہوا تو ضامن کا یہہ کہنا کہ مین نے اپنے ہاتھ سے نہین لکھا ضامن کو اوس تحریر سے بری الذمہ کریگا یا نہین اگر نہین کریگا تو حضرت ضامن کا یہہ قول کہ اوس کتاب مین عقائد حقہ مذکور ہین اور دوسرا یہ قول کہ مین اون عقاید سے بری ہون اور بیزار ہون ان دونو قولون مین تناقض ہی یا نہین اور صورت ثانیہ کو بہی اہل عقل ملحوظ فرماوین یہہ ضامن صاحب نے اوس خط کو سنکر ابلاغ فرمایا یا بغیر سنے اگر سنکر بہیجا تو تناقض بین القولین المذکورین ثابت ہوگا یا نہین اور اگر بغیر سنے ارسال کیا تو نادانی مین یہہ امر محسوب ہوگا یا دانائی مین اور اس سے مداہنت فی امور الدین ثابت ہوگی یا نہین اور چند استفسار اور بہی ملحوظ خاطر ہین برعایت ادب بحضرت ضامن زبان قلم پر نہین لاتا اب ناظرین باانصاف ارشاد فرماوین کہ دوسرے اہل اسلام بہی یہ روش ضامن صاحب کی اختیار کرین یا نہین غالبا سب عقلا یہی فرماوینگے کہ نہین اس قدر لکھنے کے بعد خاکسار کو اطلاع ہوئی کہ حضرت ضامن کی جناب عالی

کیطرف بجز رعایت خاطر عمرو وبکر کے دوسری کوئی برائی راجع نہین ہی بلکہ یہہ سب کیا دہی وشیادی عمرو وبکر کی ہی ہر
وجہ یہہ ہی کہ زید کا خط بمضمون مذکور جب حضرت ضامن کے پاس پہونچا تو حضرت ضامن نے وہ خط زید کا بجنسہ بغیر جواب کے
عمرو وبکر کے نزدیک روانہ کردیا کہ دیکھو اور تمہاری تصنیف کو لوگ اسطرح یاد کرتے ہین ہوشیار ہوجاؤ اور اس قسم کی
حرکات سے باز آؤ عمرو وبکر نے زید کے خط کا جواب اپنی قلم سے لکھا اور ضامن صاحب کیطرف سے آیا ہوا مشہور کیا اور
ضامن صاحبکو بھی لکھدیا کہ آپ سے اگر کوئی استفسار کرے تو کہہ دیجئیگا اور لکھہ دیجئیگا کہ ہان وہ جواب مین نے لکھا ہی پھر جب
زید نے دوبارہ حضرت ضامن کو لکھا اور خود اونکے عقاید سے بھی استفسار کیا تو حضرت موصوف نے صاف لکھدیا کہ
فلان فلان عقائد اور اعمال اوس کتاب کے میرے عقاید اور اعمال کے مخالف ہین باقی رہا یہہ مضمون کہ وہ جواب جو میرے
طرف سے عمرو وبکر نے چھپوایا ہی وہ جواب ہرگز میرے طرف سے اونکے پاس نہین گیا اور نہ مین اوس جواب سے واقف
ہون تمہارے خط کا جواب اونکے پاس مین کسواسطے روانہ کرتا فقط سو یہہ مضمون حضرت ضامن نے اس سبب سے نہین
لکھا کہ عمرو وبکر کے اس مکاری سے نہایت خواری ہوگی الغرض ناظرین کی خدمت مین التجا ہی کہ حضرت ضامن سے بدظن
نہون عمرو وبکر کو ہی بانیان فساد سمجھین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا کچھہ قصور نہ تھا وہ دوسرے شخص کا فتور تھا اس کید کو
خاکسار نے اس کتاب سے علیحدہ مفصلا لکھا ہی لہذا یہان مختصر کہا ان لوگون نے جناب مولوی احمد حسن صاحب کی
نسبت جو نافہمی کا مضمون لکھا ہی تعجب نہین کہ اونکے اساتذہ وتلامذہ مین سے کوئی مستعد ہوکر اس گستاخی کا مزہ چکھاوے

کید دہم یہ کہ جب صاحب خرافات نے دیکھا کہ جملہ علمای عرب کا وفضلای عجم مولد وقیام کے مجوز ومستحسن ہین تو نہایت
غیظ مین آیا اور اونکی عداوت کا تخم اپنے خانہ دلمین جمایا اور اس فکرمین پڑا کہ کوئی تدبیر ایسی نکالنی چاہیے کہ اون
سبکی تجویز باطل ہوجاوے سو کوئی تدبیر اوسکے ذہن مین نہ آئی سوا اسکے کہ علمای عرب کی تو پوری پوری ہجو کرگیا
کہ جاہل ہین فاسق ہین کتاب کے خلاف کیا کرتے ہین مخالف نص کی فتویٰ دیا کرتے ہین اور فضلای عجم بھی لاعلم ہین
مشرک ہین مبتدع ہین اون سبکی تجویز اور استحسان کا کچھہ اعتبار نہین ہی اور اوسی خرافات مین یہہ بھی بک گیا کہ ہمارے سوا
دوسرے کسی کا قول لایق اعتماد کے نہین ہی اب ناظرین اس شخص کی بیہودہ گوئی ملاحظہ فرماوین کہ کیا لکھہ گیا مفاد
اوسکا یہ ہوا کہ فقط یہ اکیلا جنتی ہی اور باقی سب جہنم مین جانیوالے ہین نعوذ باللہ من ہذہ الہفوات
بھلا اس بیباک کے اس زفیر سراپا تزویر کو کوئی عاقل سمع قبول مین جا دے سکتا ہی حاشا اور یہہ کلمات لعن
وطعن سب وشتم جو جمیع علمای اسلام کی نسبت لکھہ گیا فاسق بھی کہہ گیا مشرک بھی ثابت کرگیا جاہل بھی بول گیا
اسکی سزا کچھہ تو اس شخص کو فی الحال ملی ہی اور اگر تائب نہوا تو پوری پوری جزا فی الاستقبال ملیگی انشاء اللہ تعالے

کید یازدہم یہہ کہ خرافات مقطوعہ کا کوئی صفحہ باقی نہین ہی جسمین صاحب انوار کو خصوصا اور جمیع علمای

اسلام کو عموماً دشنام سے یاد نہ کیا ہوا ور نافہم اور نادان اور جاہل اور بددیانت اور شوخ چشم اور بیشرم اور بے ایمان
وغیرہ الفاظ اونکی نسبت نہ لکھے ہون یعنے صاحب انوار نے جو اقوال نقل کئے ہین وہ علمای ربانین اسلام کے کلام سے
اخذ کرکے نقل کئے ہین تو صاحب انوار کے نسبت جب وہ کلمات دشنام اس ناعاقبت اندیش نے لکھے تو گویا اون
سب بزرگان دین کی نسبت قرار پائے اس شخص نے یہ کتاب علمای اسلام کی ہجو مین تالیف کی ہی اور عوام کو فریب
دیا ہی کہ اظہار حق کیواسطے لکھی ہی سبحان اللہ اظہار حق کا نام اور اظہار باطل کا کام اگر غور کرو تو اس خرافات مین
نہ فقط ہجو علمائی اسلام ہی بلکہ عداوت رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام تہمت خالق انام ذوالجلال والاکرام بہی
بہت کچہہ موجود ہی پھر جو شخص ذات بے عیب کو عیب لگانے سے اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب مین گستاخی
سے باز نرہا تو اوسکو علمای اسلام کے دشنام سے کیا خوف ہوگا معاذ اللہ منہا اور باعث ان سب خرافات کا جامع
معلوم کی جہالت ہوتی ہی مولانا سعدی علیہ الرحمہ نے سچ فرمایا ہی ؎ زجاہل نیاید جز افعال بد + وز ولنشنود
کسن جز اقوال بد + کید دوازدہم یہ کہ عوام کو فریب دیتا ہی کہ صاحب انوار نے جو مولد و قیام درود و سلام کا
استحسان ثابت کیا تو اوسنے ان امور خیر کے مانعین کو فی زماننا وہ دو چار شخص مین سوا اونکو جامع معلوم
ولی اللہ کا خطاب دیکر کہتا ہی کہ صاحب انوار نے اون مانعین سے عداوت رکھی اور مانعین کے ساتھہ عداوت
رکھنی گویا خدا کے ساتھہ لڑائی کرنی ہی صاحبو ذرا غور فرماؤ کہ جامع براہین نے جو تمام علما و فضلا و اصفیا و اتقیای
امت مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم و اولیای خدای ذی الکبریا جل جلالہ و عم نوالہ کو ہدف سہام ملام بنایا اور جاہل اور نادان
اور نافہم وغیرہ کلمات دشنام کے ساتھہ یاد کیا اور فاسق اور مشرک اور مبتدع قرار دیا یہ من عادی ولیًا لی فقد
آذنتہ بالحرب کا مورد ہی یا صاحب انوار کہ اوسنے بکمال ملاطفت متّا عین للخیر کو سمجھایا کہ سواد اعظم کی مخالفت
اچھی نہین ہی اور مولوی رشید احمد صاحب کی عبارت مین جو رکاکت تہی اوسکو واضح کرکے اونکو بری کردیا کہ یہہ
عبارت اونکی نہین معلوم ہوتی ہی اس تہذیب اور اخلاق والا اس حدیث قدسی کا مصداق ہو سکتا ہی حاشا و کلا بلکہ
وہی مفسّق اطہار و مکفّر اخیار و مجہّل اخیار و مغفّل ابرار و محقّر رسول مختار و متہم خدای غفار اوس حدیث کا مورد
اور مصداق ہے والعیاذ باللہ منہ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون کید سیزدہم
یہ کہ جامع خرافات عوام کو دہوکا دینے کیواسطے لکھتا ہی کہ صاحب انوار نے انوار ساطعہ مین منکرین مولد و
قیام کو سب وشتم سے یاد کیا ہی جن لوگون نے انوار ساطعہ کو دیکھا ہی اور اسکے خرافات کو بہی ملاحظہ فرمایا ہی
وہ لوگ تو جان ہی گئے ہین کہ معاملہ بالعکس ہے اور جن بزرگون نے دونون مین سے کسیکا مطالعہ نہین کیا
وہ اس کتاب سے معلوم کرلینگے اصل یہہ ہی کہ صاحب انوار نے جو نہایت نرمی سے متاعین للخیر کے ساتھہ گفتگو کی ہی

اور حال یہہ ہی کہ ؎ چو با سفلہ گوئی بہ لطف و خوشی + فزون گرددش کبر و گردن کشی + مخدوم سعدی علیہ الرحمہ
تجربہ کر کے فرما گئے ہین سو وہی ظہور مین آیا کہ صاحب انوار کے کلام لطف التیام سے منکرین کا کبر و غرور افزون
ہوگیا کہ تمام علمای راسخین اور اولیای کاملین کو گالیان دینے لگے اور صاحب انوار کے اوس اکرام اور احترام کا نام
دشنام رکہا اور یہہ بھی سبب ہی کہ صاحب انوار نے چونکہ اونکو بہت نصیحت کی ہی کہ تم یہ عقیدہ نہ رکہو کہ فاسد ہی اور یہ سخن
نہ کہو کہ کاسد ہے اس دلیل سے اوسکا فساد ظاہر ہی اور اس برہان سے اسکا کساد باہر ہی تمہارے اس قول سے تفسیق
ابرار ہوگی اور اس سخن سے تکفیر اخیار لازم آئیگی سو اس تنبیہ اور تحذیر کا نام جامع خرافات نے دشنام رکہا
اور خود جو تمام علمای عرب و عجم اور اولیای خالق عالم کو جاہل و سفیہ لکہہ گیا اور فاسق و مشرک قرار دیگیا سو یہ
تجہیل احبار اور تضلیل اخیار جامع خرافات کے نزدیک تہذیب اور ادب مین داخل ہوئی یہہ وہی مثل ہی کہ کوئی
نابکار خانہ پروردگار مین بکار ناگفتنی مشغول تہا کسی مرد ثقہ نے اوسکو دیکہکر کہا کہ اے کمبخت تھوہی مسجد اور یہہ
کام اوس بدکار نے جواب دیا کہ اے بے ادب اور بدتہذیب مسجد مین تھوکتا ہی اور میری نسبت خلاف تہذیب
الفاظ بولتا ہی اگر بکار خود مشغول نہوتا تو تجکو بتاتا مسجد مین حرام کاری نعوذ باللہ منہ تو اوسکے نزدیک
ادب اور تہذیب مین داخل تہی اور اوس قایل کا قول کہ اے کمبخت تھوہی بے ادبی اور بدتہذیبی مین داخل ہوا
ویسے ہی تفسیق ابرار جہان اور تجہیل علمای دوران تو جامع خرافات مقطوع عرا اور اوسکے ہم مشربون کے نزدیک
ادب اور تہذیب ہی اور صاحب انوار کے تنبیہ مذکور اور تحذیر مسطور سب و شتم نام رکہے گئے اور لعن و طعن مین
محسوب ہوئے اس سے ناظرین معلوم کرلین کہ یہہ شخص کتنا بڑا مہذب اور مودب ہی مجکو خوف اسکا ہی کہ مولوی
محمد قاسم صاحب مرحوم نے جو دیوبند کے مدرسہ کے تعمیر فرمائی اہل اسلام کو علم دین کی راہ بتائی کہین یہہ شخص
نافہمی سے عقائد فاسدہ اور اعمال کاسدہ ظاہر کرتے کرتے اوسکو درہم و برہم نہ کر ڈالے یعنے جب لوگونکو
معلوم ہوگا کہ وہانکے تعلیم عقائد و اعمال جملہ علمای سنت و جماعت ساکنان عرب و قاطنان عجم کے عقاید و اعمال کے
مخالف ہوتی ہی سب متنفر ہوجاوینگے اور ہرچند کہ وبال اوسکا تنہا اسیکے گردن پر آویگا لیکن اہل اخلاص کو
چاہیے کہ اسکو منع کرین اور کہین کہ بہائی تو گہر مین اپنے خاموش بیٹہا رہ علما کے مقابلہ مین دخل در معقولات
کیون کرتا ہی اس سے ہمارا مدرسہ بدنام ہوتا ہی ابہی تو ایک شخص نے علمای سنت و جماعت مین سے تیری خرافات پر
اطلاع پاکر اسقدر لیاقت تیری ظاہر کی ہی جب دوسرے علما کو اطلاع ہوگی تو وہ اور زیادہ تیری بزرگی ظاہر کرینگے
اور ابہی تک خیر ہی کہ نذیر احمد نے تجکو در پردہ ہی رکہا ہی آیندہ ایسا نہو کہ علمای سنت و جماعت چہار طرف سے متوجہ
ہوجاوین اور تیرے نام اور مقام کی پوری تصریح کر کے دہجیان اوڑا دین لہذا مصلحت یہی ـــــ ہے

س زعلم بے خبری اے عزیز من مخروش + رموز غامضۂ علم عالمان دانند + فقط طرفہ یہہ ہی کہ اس شخص نے
اپنے پیر دستگیر جناب حاجی صاحب کو بھی اغوای عوام و دشنام دہی علمای اسلام کے سبب سے اپنی ساتھ ہدف سہام
ملام بنایا اور زیادہ بدنام کرنا چاہا تہا لیکن وہ تو آخر شیخ پختہ کار دیدۂ انقلاب روزگار تھے صاف اسکے دام فریب سے
نکل گئے اور فرمانے لگے کہ مین ہرگز اسکے عقائد فاسدہ کا معتقد نہین ہون اور نہ اوسکے اعمال کاسدہ کا عامل
ہون دلمین اپنے فرماتے ہونگے کہ مین تو جانتا تہا کہ اس سے اپنی نیکنامی متصور ہو یہہ معاملہ برعکس کیسے ہو گیا
اسکے دلمین کیا سمائی جو علمائی مکہ معظمہ کو جاہل اور فاسق کہنے لگا اور فضلای ہند کو سفاہت اور جہالت کی ساتھ
منسوب کرنے لگا سرور عالم کو اپنا بڑا بہائی بولنے لگا گہر کو ساتھ حجر کے تولنے لگا ذات باری کو عیب لگانے لگا
راگ انا خیر گانے لگا اور فی الحقیقت حاجی صاحب موصوف کا یہہ فرمودہ بجا ہی اور دوسرے بھی تو آخر
حاجی صاحب کے بہت سے مرید ہین عالم بھی ہین فاضل بھی ہین عامل بھی ہین سوا اسکے کسی نے اونہین سے یہ راہ پر خطر
آگے نہ لی گروہ منصور جمہور کے قدم بقدم چلے جاتے ہین پہر کیسے حاجی صاحب کے قلب انور پر اس شخص کیطرف سے
کدورت نہ آئیگی یہ تو بدنام کنندۂ نکونامی چند کا مصداق بن گیا قبل طبع براہین مقطوعہ کی یہ خاکسار بھی اس شخص کو
صالح جانتا تہا جب اس دفتر خرافات کو دیکہا کہ تمام علمای اسلام کی ہجو کر گیا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب اقدس
مین بے ادبی کر گیا ذات باری تعالی کے ساتھ عیب لگا گیا العیاذ باللہ بدن کے رونگٹے کہڑے ہو گئے حمیت
اسلامی کا جوش آگیا دل نے کہا کہ علمائی اسلام اور رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خالق انام کی جناب اقدس سے
اسکو دفع کر اور خدا اور رسول کی محبت مین کلفت کو راحت سمجہ اور علمای اسلام کے ناصرین مین شامل ہو اور اسلام کو
اعتراض کفار سے بچا اور اوسکو تنبیہ کر باین خیال خاکسار نے بدرجہ ناچاری نیزۂ قلم اوٹہایا ورنہ احقر اوسکی طرف
التفات بھی نہ کرتا خود اپنے اشغال ضروریہ سے فرصت کہان جو کوئی تعلیم بہائم مین صرف اوقات کرے کید چہار دہم
یہ کہ صاحب انوار نے جہان نصوص قطعیہ قرآن وحدیث سے استدلال کیا صاحب خرافات نے وہان تاویلات
باردہ بعیدہ اس قسم کے کہ اطفال ابجد خوان اون تاویلات پر خندہ کرتے ہین پیش کر دئے اور جہان کتب فقہ و اصول و کلام
و تصوف و سیر و تفسیر وغیرہ سے اپنا مدعا ثابت کیا وہان بعض مقام پر تو یہہ لکہہ گیا کہ یہہ روایات ضعیفہ و مرجوحہ لائق اعتماد
کے نہین ہو سکتی اور کہین یون بول گیا کہ یہہ اقوال النصوص کے مخالف ہین اور خود صاحب خرافات کا حال یہہ ہے کہ
نص کو فص جانتا ہی اور فص کو نص پہر اس لیاقت پر تمام علمای اسلام کی تکفیر و تحقیر و تجہیل و تضلیل پر مستعد ہوا ہے
العیاذ باللہ اور جہان صاحب انوار نے علمای راسخین کے اقوال و فتاوی نقل کئے کہ دیکہو یہ علمائی ربانیین عرب و عجم ما نحن فیہ
کے مثبت اور ہمارے ہمزبان ہین یہان صاحب انوار کیطرف اشارہ کر کے یون بڑ بڑاتا ہے کہ اس شخص کو نص سے تو

اثبات مدعا آتا ہی نہین ہے عاجز ہوکر یہہ کہدیتا ہی کہ فلان عالم کا یہ قول ہی اور فلان فاضل یہ کرتے تھے اور یہہ نہین
سمجھا کہ تمام دنیا کے عالمون کا قول جب نص کے مخالف ہو تو مردود ہوجاتا ہی اور اقوال مذکورہ کے قائل تو فلان
فلان جاہل ہین اور فتاوی مسطورہ کے مفتی تو فلان فلان فاسق ہین اور ہمنے تو نص سے اپنا مدعا ثابت کر دکھایا
پہر ہمکو مردم شماری سے کیا غرض ہی انتہی یہ خلاصہ ہے جامع خرافات کی کلام نافرجام کا کاتب الحروف کہتا ہی کہ اس مجہل احبار
اور مفسق اخیار کو اسقدر بھی وقوف نہین ہی کہ تمام دنیا کے عالمون کا قول نص کے مخالف ہو ہی نہین سکتا حدیث ان اللہ
لایجمع امتی علی ضلالۃ اس مدعا کی مثبت ہی اور اقوال مذکورہ کے قائل وہ علمای ربانی وفضلای حقانی ہین کہ اونکا ادنی
شاگرد ہسکو چالیس برس پڑہا سکتا ہی اور اوس شاگرد کے روبرو اسکی زبان ہی نہین کہل سکیگی اور فرض کیا اگر اون قائلین
مین سے دو ایک کم علم اور بلباس اہل دنیا بھی ہون تو کیا حرج ہی سلک مروارید بیش قیمت مین رشتہ کم قیمت آخر ہوتا ہے
ہے تو جو اس شخص کیطرح عقل کا پورا ہوگا وہ مجموع سلک مروارید کو رشتہ کے سبب سے کم قیمت کہیگا اس شخص کی دانشمندی
لایق غور ہے اور مفتیان اتقیا کو جو یہ شخص فاسق کہہ گیا ہی سو یہہ قول المرء یقیس علی نفسہ کیوجہ سے ہی اور
اور اسکا یہ قول کہ ہمنے اپنا مدعا نص سے ثابت کر دکھایا ہی اسکا حال بعون اللہ سبحانہ آگے معلوم ہوا جاتا ہے اور
کوئی عالم علمائے محققین اہل السنن مین سے اسکے ہمزبان نہین ہی مردم شماری یہہ شخص کیا کریگا اور جنکو یہ شخص
اپنا ہم مشرب سمجھا ہی حاشا کہ وہ اسکے ہم مشرب ہون اونکے مطلب اور مدعا کو نہین سمجھا اس سبب سے اونکو اپنا
ہم مشرب تصور کیا ہوگا اور جنکا کلام کہ بظاہر اسکا معین بھی ہوگا وہ بھی معدود ہونگے جمہور غیر محصور کے مقابلہ مین
بالفرض اگر اونکا کلام نفس الامر مین بھی اسکا معاون ہوگا تو نامقبول رہیگا حدیث اتبعوا السواد الاعظم
کی شرح مین علامہ قاری علیہ رحمۃ الباری نے کہا یعبر بہ عن الجماعۃ الکثیرۃ والمراد ما علیہ اکثر المسلمین
انتہی چہ جای آنکہ ما نحن فیہ کے مجوز اکثر علما و اتقیا ہون علمای محققین نے جو اس حدیث کے معنے لکھے وہ
قابل قبول ہونگے یا جامع خرافات کے گہر کے تراشے ہوئے معنے لایق اصغا ہوسکتے ہین یہان ایک حکایت
مولانا مولوی محمد سکندر خان صاحب واصل خالص پوری سے مین نے سنی تھی یاد آئی کہ ایک مولوی اور
دوسرا تارک الصلواۃ کسی سفر مین ہم طریق ہوئے جب وقت نماز کا آیا مولوی صاحب نے وضو کر کے نماز شروع کی
بعد از فراغ دیکھا کہ رفیق مذکور بیٹھا ہوا حقہ پی رہا ہی مولوی صاحب نے کہا کہ آپ نماز نہین پڑھتے ہین رفیق نے
جواب دیا کہ ابتداء آپ نماز کی تعریف تو بیان کیجئے کہ کیا شے ہی مولوی صاحب نے کہا کہ یہہ عبادت بارکان
مخصوصہ جو مین نے ادا کی اسی کا نام نماز ہے رفیق نے جواب دیا کہ سبحان اللہ اس اوٹھا بیٹھی کا نام آپنے
نماز رکھا ہی اسکی فرضیت آپ کسی نص سے ثابت کر سکتے ہین مولوی صاحب نے کہا کہ ہنوز آپکو اس عبادت کی

فرضیت ہی کا علم نہین ہی قرآن شریف مین بمواضع متعددہ اقیموا الصلوٰۃ وارد ہی آپنے نہین پڑہا رفیق نے کہا کہ واہ واہ حضرت اسکا مطلب آپ بالکل نہین سمجھے اب ہمسے سنئے کہ صلوٰۃ ایک پہاڑی لکڑی کا نام ہے کہ آپ نے شاید وہ نہین دیکہی وہ لکڑی کجدار ہوتی ہی اوسکے سیدہا کرنے کیواسطے اس آیۃ شریفہ مین ارشاد ہوا ہی اقامت بمعنے راست کردن ہی عرب بولا کرتے ہین اَقَامَ العُودَ یعنے سیدہا کیا اوسنے لکڑی کو عود بھی عربی مین لکڑی کو کہتے ہین اقیموا الصلوٰۃ یعنے چوب مذکور کو تم سیدہا کرو کہ گہر کے کام مین لانیکے لایق ہوجاوے اس آیۃ شریفہ مین تدبیر منازل کی تعلیم فرمائی گئی ہی اور تدبیر منازل ایک قسم ہی اقسام ثلثہ حکمت عملیہ سے اور یہہ آپکی فہم کی خطا ہی جو آپ صلوٰۃ کے معنے اس اوٹہا بیٹہی کے سمجہے ہین مولوی صاحب نے کہا کہ مفسرین اور محدثین اور فقہا اور اہل لغت نے صلوٰۃ کے معنے یہان اوسی عبادت کے لکہے ہین جو مشتمل ہی رکوع و سجود قیام وقعود پر رفیق نے کہا کہ آپ زید و عمرو و بکر و خالد وغیرہ کا نام نہ لیجئے نفس نفس سے اپنا مدعا ثابت کیجئے یہ آیت تو ہرگز آپکے مدعا کی ثبت نہین ہوسکتی مولویصاحب نے ناچار ہوکر دوسری آیۃ پڑہی حافظوا علی الصلوات والصلوٰۃ الوسطیٰ رفیق نے کہا کہ اس آیۃ سے تو ہمارا ادعای مذکور ثابت ہوتا ہی نہ آپکا مقصود مسطور یعنے یہان بصیغہ جمع صلوات ارشاد فرمایا ہی مطلب یہ ہی کہ جب لکڑیان بہت ہون تو اونکی محافظت کرو کہ چور نہ لے جاسکے اور بیچ والی لکڑی کہ عمدہ ہوتی ہی اوسکی تاکیداً تخصیص فرمائی اور یہہ تو ظاہر ہی کہ اسباب اور متاع کی محافظت کیجاتی ہی کہ اوسکے واسطے خوف ہوتا ہی کہ کوئی اوٹہا نہ لیجاوے اور یہہ بھی واضح ہی کہ لکڑیان مایہ اور متاع مین داخل ہین ولہذا اونکی خرید اور فروخت جاری ہی بخلاف تمہارے اس اوٹہا بیٹہی کے کہ اوسکو کوئی اوٹہا نہین لیجاسکتا اور نہ اوسکو لیجاکر کوئی کہین فروخت کرسکتا ہی اوسکی محافظت کیا ہوگی مولوی صاحب نے بہت کچہہ یہان محافظت فرمانیکی وجہ اور وہان اقامت کے آنیکا سبب بیان کیا رفیق نے لانسلم کی سپر آگے کردی واقعی لانسلم کی وہ سپر ہی کہ مسایل اور دلائل اور کتب اور رسائل کی تیغ و شمشیر سے نہین کٹتی ہے اور نہ ٹوٹتی ہی اسکے توڑنے کیواسطے تو یہی ڈنڈا ہی جسکو کسی مرد جنگ آزمودہ نے پنجابی زبان مین نظم فرمایا ہی جسکا حاصل یہہ ہی کہ آسمان سے آئین چار کتابین اور پانچوان آیا ڈنڈا الغرض مولوی صاحب کی تیغ دلیل جب اوس سپر کو نہ کاٹ سکی اور اوس ڈنڈے سے کام نہ لیا جو کام حاصل ہوتا بمضمون شعر صائب ع کام دل نتوان گرفتن از جہان بے روی سخت + آتش آوردن برون از سنگ کار آہن ست + مولوی صاحب کی صغیر اوس خرکی زفیر سے پست رہگئی

با آخر فرمانے لگے کہ دیکھو فلان اور فلان عالم عبادت مذکورہ ادا کرتے چلے آئے اور اوسکی فرضیت کے
قائل رہے اور فلان اور فلان متقی فی الحال بھی اسکو ادا کرتے ہین اور اوسکی فرضیت اور وجوب کے مثبت
ہین تارک الصلوٰۃ نے کہا وہ لوگ جنکو تو عالم قرار دیتا ہی سبکے سب جاہل اور فاسق تھے اور اس زمانہ کے
لوگ بھی علی ہذا القیاس ہین اسی قول سے جہالت اونکی معلوم ہوگئی اور نص کے مخالف کسیکا قول
اور فعل لایق اعتماد کے نہین ہی اور تجکو نص سے تو اثبات مدعا آتا ہی نہین ہی فقط یہی کہدیا کرتا ہی کہ فلان
اور فلان یہ کرتے ہین اور فلان اور فلان یہ کہتے ہین یہ تو عین دلیل تیرے عجز کی ہی اثبات مدعا سے اور
ہمنے تو نص سے اپنے مدعا کا اثبات کر دیا ہی پھر ہمکو فلان اور فلان عالم اور فلان اور فلان متقی کے قول
و فعل سے سند پکڑنیکی کیا ضرورت ہی انتہی خاکسار کہتا ہی کہ سبحان اللہ کیا خوب اس تارک الصلوٰۃ نے
نص اقیموا الصلوٰۃ سے اپنا مدعا ثابت کیا ہی پس جیسا کہ اوس تارک الصلوٰۃ یعنے ترک کنندہ نماز نے اپنا
مدعای معلوم بتاویلات معلومہ نص سے ثابت کیا تھا اور اوس مولوی سے بالفاظ مذکورہ خطاب کیا تھا ویسا ہی
اس جامع خرافات مقطوع تارک الصلوٰۃ یعنے ترک کنندہ ورود نے اپنا مدعای مفہوم بتاویلات علیلہ نص سے
اثبات کو پہونچایا ہی اور صاحب انوار کو بہ کلمات ناشایستہ جواب دیا ہی شاباش ہی اوس تارک الصلوٰۃ کو اور
آفرین ہی اس تارک الصلوٰۃ کو العیاذ باللہ تعالیٰ من شرور ہذا الفوالصماکید **پانزدھم**
یہ کہ صاحب انوار نے جہلای مالغین اور سفہای منکرین کو بہت جگہہ اونکے اغلاط فاحشہ لفظیہ اور اسقام قبیحہ
لغویہ پر اطلاع دی اور جیسا کہ استاد شاگرد بلید کو غلط پڑھنے وقت تعلیم دیتا ہی کہ اے بیوقوف لفظ تو پہلے
صحیح پڑھ بعد کو معنے کر اور مطلب پوچھ بغیر تصحیح الفاظ کے معنے تو کیا کریگا اور مطلب تو کیا سمجھیگا ہمیشہ
کودن رہیگا جس اہل علم کے روبرو بات کریگا یا عبارت پڑھیگا یا لکھیگا جہالت تیری اوس اہل علم پر منکشف
ہوجاویگی کیونکہ علم و جہل انسان کا ایک ہی لفظ سے معلوم ہوجاتا ہی قصہ شیخ علی حزین تو نے نہین سنا
اس طرح پر منکرین کو صاحب انوار نے پڑھایا اور سمجھایا اسکا حال سنئے کہ اس تعلیم کی جزا اونہون نے
یہ دی کہ گالیون سے پیش آئے اور اپنے اغلاط کا عذر بدتر از گناہ یہ کیا کہ وہ اغلاط کثیرہ ہمارے نہین
ہین اہل مطبع کی ہین واہ کیا خوب عذر کیا حالانکہ جہان کتاب مین غلطی ہوجاتی ہی وہ غلطی خود بزبان
حال بول اوٹھتی ہے کہ کاتب سے ہی یا اہل مطبع سے ہی یا مصنف سے ہی اہل عقل پہچان لیتے ہین کہ یہ
غلطی اوسکی ہی نہ اسکی یا اسکی ہی نہ اوسکی اہل مطبع کے اغلاط اور قسم کے ہوتے ہین اور مصنف کی دوسری
قسم کے بہلا اسنے جو یہ کہا کہ اغلاط اہل مطبع کے ہین عقلا کیا اسکے فریب مین آکر اسکے اغلاط اہل مطبع کے سر

تھوپ سکتے ہین حاشا چور تو یہی کہتا ہی کہ یہہ چوری مین نے نہین کی بلکہ دوسرے کا نام بتاتا ہی عقلمند
تحقیق کرکے معلوم کر لیتے ہین کہ یہہ کام اسکا ہی نہ اوسکا یا اوسکا ہی نہ اسکا چنانچہ منکرین نے جہان
جہان غلطی کی وہ صاف اہل دانش پر واضح ہوگئی کہ خود جہلای مولفین کی ہی ہی اور بعض جا جامع
خرافات تسلیم بھی کر گیا لیکن وہان یہ جواب دیا کہ محصلین اغلاط لفظیہ کیطرف التفات نہین کرتے ہین اس
شخص کو اس قدر بھی تمیز نہین کہ جب اس سے الفاظ ہی کی تصحیح نہین ہو سکتی تو محصل اور عالم کیونکر
قرار پایا بہ چند جہلا نہ الفاظ کو جانتے ہین نہ معانی کو پہچانتے ہین نہ مطالب کو جانتے ہین عالم ہونیکا
دعوی رکھتے ہین اس جامع خرافات کو دیکھیے کہ خرافات مقطوعہ مین اسقدر اغلاط لفظیہ و معنویہ بھرے
ہین کہ اگر کوئی اوسکو طومار اغلاط کہے تو بجا ہی اردو کا محاورہ ایسا کہ باشندگان دہلی و لکھنؤ تو درکنار بعض دہقین
بھی اوس زبان سے شرماتے ہین مذکر کو مونث بول گیا ہی اور مونث کو مذکر کہہ گیا ہی جمع کو مفرد اور مفرد کو
جمع بکتا چلا گیا ہی اور تعقید لفظی و معنوی اسقدر کہ مراد کو الفاظ سے کچھ مناسبت ہی نہین اور عربی و فارسی الفاظ
جو لوگون سے سنی سنائی زبان قلم پر لایا ہی وہ ایسے کہ اگر تمام کتب صرفیہ و نحویہ و لغویہ مین تلاش کرو کہین
پتہ نہ ملے اور طرفہ یہ کہ اپنے ذہن مین اونکو صحیح سمجھا ہی ورنہ کیون لکھتا کاتب الحروف نے چاہا تھا کہ اغلاط
لفظیہ پر بھی اوسکو مطلع کرے اور سبکو جمع کرکے ایک انبار لگا دے لیکن جامع خرافات کو اوس سے فائدہ حاصل
ہونا مظنون نہوا کہ بوڑھے طوطے کو کتنا ہی پڑھاؤ وہ ٹین ٹین ہی کرتا رہتا ہی لہذا ترک کیا اور نفس مطلب ہی سے
غرض رکھی اور کاتب الحروف کا مولد اگرچہ شہر مصطفے آباد عرف رامپور ہے لیکن زمانہ طفلی سے علمای
دہلی کی خدمت فیضدرجت مین حاضر ہوکر تحصیل علوم مین سالہای فراوان مشغول رہا اور اسی شہر فرخندہ بنیاد کو اپنا وطن
بنا لیا اور یہہ شہر توصیف سے مستغنی اردوی معلی یہانکی شہرہ آفاق ہی ارادہ کیا تھا کہ اس کتابکو موافق محاورہ
اہل دہلی کے لکھون لیکن دل نے کہا کہ یہ کیا خیال ہی تو خطاب کس سے کرتا ہی اور جواب کسکو دیتا ہی بھینس کے آگے بین نہ بجا
بزرگے رو برو شافیہ نہ پڑھ مخاطب کون ہی تیری زبان نہ سمجھیگا محنت رائیگان جائیگی مخاطب کے زبان مین مخاطب کو
سمجھانا ہر شخص کی تعلیم اوسکے لہجہ مین خوب ہوتی ہی اوسکے محاورہ مین مرغوب ہوتی ہی مضامین علمیہ بیان نکر جواہر معانی
ارزان نکر ترکیب نحو و تعلیل صرف نکر بے سود اپنی عمر صرف نکر کلموا الناس علی قدر عقولھم پر نظر رکھنا چاہا اس خاکسار نے بتکلف
لہجہ صاحب اہین اختیار کیا ناظرین کو اگر کہین عبارت کی غیر مربوطی معلوم ہو کاتب الحروف کو معذور رکھین کہ زبان غیر معتادمین
گفتگو بتصنع ہوا کرتی ہی مطالب کے طالب رہین اور مقاصد کے قاصد وھا انا اشرع فی المقصود

بعون اللہ الودود

قال صاحب الانوار الساطعہ کوئی یہ کہہ رہا ہے کہ جناب باری عز اسمہ جسکی شان عالی یہ ہے
من اصدق من اللہ حدیثا اوسکو امکان کذب کا دہبہ لگاتا ہے تمام ہوا کلام صاحب انوار کا
اب اس کلام کی رد مین جو براہین قاطعہ مین لکہا ہے وہ حرفا حرفا بجنسہ لکہا جاتا ہے **قال**
جامع البراہین القاطعہ صـ۳ سـ۹ - امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہین نکالا بلکہ قدما
مین اختلاف ہوا ہے کہ خلف وعید آیا جائز ہے یا نہین چنانچہ رد مختار مین ہے - ھل یجوز
الخلف فی الوعید فظاھر ما فی المواقف والمقاصد ان الاشاعرۃ قائلون بجوازہ
لانہ لا یعد نقصا بل جودا وکرما الخ ایسا ہی دیگر کتب مین لکہا ہے پس اسپر طعن کرنا بلکہ
پہلے مشایخ پر طعن کرنا ہے اور اسپر تعجب کرنا محض لاعلمی ہے - ہان حقتعالی کو اپنے مخلوق کی
مثل پیدا کرنے پر قادر نہونا آجتک کسی اہل علم نے نہ کہا تہا جیسا اس سیزدہم صدی کے مبتدعین نے
کہا ہے اور عجز قادر مطلق کی مقر ہوئی اور ان اللہ علی کل شئ قدیر کے خلاف عقیدہ
ٹہرایا اسپر مولف کو افسوس وعبرت نہوئی پس یہ ماجرا قابل دید ہے کہ تمام امت کے خلاف حقتعالی
کی عجز پر عقیدہ ٹہرانا تو مولف کی پیشوایان کا دین ہے اور مولف اسپر افسوس نہین کرتا اور امکان
کذب کہ خلف وعید کی فرع ہے جو قدما مین مختلف فیہ ہوچکا ہے اوسپر طعن کرتا ہے اس سے حال علم
فہم مولف کا ہر شخص امتحان کرکے دیکہے فقط - **اقول** میدان مناظرہ مین جامع براہین کا یہہ
اول قدم ہی اوسی مین لڑکہڑا کر ٹہوکر کہا نی شروع کی دیکہئے اسی ایک قول مین کسقدر لغزشین
اور خطائین موجود ہین - **اول خطا** یہ کہ مولف نے بنا تالیف براہین قاطعہ د بدعت و
محدثات پر اپنے زعم مین رکہی تہی پہر صدق جناب باریتعالی جسپر صاحب انوار نے آیہ کریمہ
سے شاہد عدل پیش کیا کہ من اصدق من اللہ حدیثا یہ تو بدعات ومحدثات مین
داخل نہ تہا پہر جامع براہین کلام ربانی کے مقابلہ مین خارج از مبحث بحث کرکے کیون خطرہ
عظیم مین پڑا کیا خدائیتعالی کے صدق کلام ماننے کو بہی آپنے بدعت سمجہا معاذ اللہ منہا -
دوسری خطا جامع براہین نے خارج از مبحث اگر گفتگو کی تو یہ کی کہ امکان کذب باریتعالی کا
ثبوت دیا جسپر بچے بلکہ تو نہین کریا پڑہنے والے ہی قہقہہ مارتے ہین اور کہتے ہین ؎ دروغ آدمی
را کند بیوقار * دروغ آدمی را کند شرمسار ؎ زنار استی نیست کارے بتر * کزو گم شود
نام نیک اے پسر * تفسیر کبیر کی پانچوین جلد مین تحت آیت لاغوینہم اجمعین الاعبادک

المخلصین کی لکھا ہے ان الذی حمل ابلیس علی ذکر ھذا الاستثناء ان لا یصیر کاذبا فی دعواہ فلما احترز ابلیس عن الکذب علمنا ان الکذب فی غایۃ الخساسۃ انتہی ایضیٰ جب چیز جب کذب ہوا کہ ابلیس کو بہی اوس سے احتراز کرنا پڑا تو خدا تعالی کے حق مین اسکا جواز ماننا اہل ایمان کا کام نہین ہے - اگر معاذ اللہ معاذ اللہ جناب باریتعالی سے کذب صادر ہوگا تو اوسکا وہ نام نیک جو صادق ہے اوسمین نقص آجاویگا - ۵ توبہ توبہ ہزار بار توبہ ٭ اس قول سے لاکہہ بار توبہ ٭ اور امکان کذب سے مراد کذب کا ممکن الوقوع ہونا ہے اسپر صاحب انوار کا اعتراض ہے اور جامع براہین اوسکا ثبوت دیتے ہین اور کذب کو نوع خلف وعید کے قرار دیتے ہین اور ظاہر ہے کہ اشاعرہ خلف وعید کو ممکن الوقوع اور جائز الوقوع مانتے ہین اسواسطے کہ وہ مجرم کی سزا عفو کرنے کو جود و کرم کہتے ہین اور یہ دونون صفتین خدا تعالے مین موجود ہین سب اوسکو جواد وکریم کہتے ہین پس جامع براہین نے کذب باریکا ممکن الوقوع ہونا ثابت کردیا اور جہوٹ ایسی بُری چیز ہے کہ اگر کوئی جامع براہین کو جہوٹا اور کذاب کہدے تو یقین ہے کہ طیش کہا کر لڑنے مرنے کو طیار ہوجائین افسوس ایسی معیوب چیز اوس رب الارباب کیطرف منسوب کرین اور ممکن الوقوع ہونیکا ثبوت دین ویجعلون للہ ما یکرھون اور ثابت کرتے ہین اللہ کے واسطے وہ جو اپنے لئے نہین پسند کرتے اور فتاوی عالمگیری مین ہے یکفر اذا وصف اللہ تعالی بما لا یلیق بہ او نسبہ الی الجہل او العجز او النقص یعنی کافر ہوجاتا ہے آدمی جب وصف کرے اللہ تعالی کو ساتہہ ایسی چیز کے کہ اوسکی لایق نہین یا نسبت کرے اوسکو طرف جہل و عاجزی اور نقصان کے اور ظاہر ہے کہ جہوٹ بہت نقصان کی بات ہے چنانچہ عنقریب روایات علماء دین ہم پیش کرینگے انشاء اللہ تعالے تیسری خطا صاحب انوار نے یہ مجملا لکہا تہا کہ کوئی یہ کہتا ہے کہ جناب باریتعالی عزاسمہ کو امکان کذب کا دہبہ لگاتا ہے اور یہ ظاہر نہین کیا تہا کہ اس گروہ خاص دیوبندی یا گنگوہی یا انبیٹھوی کا یہ مذہب ہے پس انکو بہی یہ چاہئے تہا کہ وہ بہی چپکے رہتے لیکن کسطرح ہوتا بقول شخصے چور کی ڈاڑہی مین تنکا خود بخود بول اوٹھے کہ واہ صاحب اس مسئلہ مین تو متقدمین سے اختلاف چلا آتا ہے اب سمجہدار آدمی سمجہہ گئے کہ بیشک اسکا یہی مذہب ہوگا ورنہ اگر یہ تصدیق جناب باری مین صاحب انوار کے ہم مشرب ہوتے تو اس مسئلہ مین ذرا چون وچرا نکرتے اور دوسری

دلیل انکی عقیدہ امکان کذب کی یہ بہی ہو کہ آپنے درباب حقہ وسماع نفیا واثباتاً کچہہ گفتگو نہین فرمائی حالانکہ صاحب
انوار نے اوسکو بہت بسط سے لکہا تہا آپ وس سے اعراض کلی فرماکر شروع صفحہ ۶ مین لکہتے ہین کہ کلام حقہ و
سماع مین خارج از مبحث ہی معہذا اپنی مشرب کے بہی یہ تحریر خلاف ہی انتہی پس معلوم ہوا کہ امکان کذب
مین جو اس جگہہ گفتگو فرمائی ہی نہ یہ انکی نزدیک خارج از مبحث ہی اور نہ انکی مشرب کے خلاف ہے استغفر اللہ
فائدہ مولوی رشید احمد صاحب کا اعتقاد دو حال سے خالی نہین اگر وہ امکان و وقوع کذب باری کی
قائل ہین جسطرح اشاعرہ وقوع مغفرت بعض معاصی کے قائل ہین اس صورت او نپر یہ الزام ہے
کہ آپنے یہ عقیدہ کیون ٹہرایا یہ اعتقاد مخالف جمیع فرق اسلامیہ ومنافی جمیع ارباب عقول ہی چنانچہ
عنقریب آتا ہے اور اگر اونکا عقیدہ یہ ہو کہ کذب باری محال ہی تو اونمین کئی الزام ہین اول یہ کہ اوسکو
فرع خلف وعید کیون قرار دیا حالانکہ جو معنی خلف وعید کے علماء نے کئے ہین وہ ممکن الوقوع ہین
نہ محال دوسرا الزام یہ کہ جب امکان کذب باری تہاری نزدیک بہی باطل تہا تو صاحب انوار سے
تمنے کیون مجادلہ کیا دیدہ و دانستہ ناحق زبان زوری کرنے دین و دیانت کی خلاف ہی بلکہ حرام ہے
در مختار مین ہی کہ مناظرہ واسطے اظہار علم اپنے اور مغلوب کرنے کسی مسلمان کے اور اسلئے کہ وہ مناظرہ
کرنیوالا لوگونمین از روے طلاقت لسانی مقبول ہو حرام ہے تیسرا الزام یہ کہ امکان کذب کو تم
حق نہین سمجہتے تو جو لوگ اسکے قائل ہین تم اونکی طرفدار کیون ہوئے قرآن شریف مین جو آیت ہے
ولا تکن للخائنین خصیما اس سے سمجہا جاتا ہے کہ ناحق بات کا طرفدار ہونا حرام ہے چوتہا
الزام یہ ہوا کہ یہ گفتگو تم سے نے صاحب انوار کے مجادلہ وخواہی نخواہی اعتراض کرنے کو لکہی ہے کہ
کچہہ نہ کچہہ تردید اونکے قول کی حق یا ناحق کردینی ضرور ہے اور نفس الامر مین تمہارا یہ اعتقاد نہین
تو تمہارے ساری براہین قاطعہ کا اعتبار اوٹہہ گیا معلوم ہوا کہ تم سب جگہہ ایسا ہی کرتے ہوگے
کہ اعتقاد کچہہ ہی اور بظاہر گفتگو اپنے دشمن سے بمقتضاے عناد کچہہ ہی معاذ اللہ منہا اور ظاہر تر یہی ہے
کہ امکان کذب باری اونکا مشرب ہی اسلئے کہ جو چیزین مثل صاحب انوار کے اونکے مشرب کے بہی
خلاف تہی اونمین اونہون نے گفتگو نکی چنانچہ حقہ وسماع کی بابت خاص اونکا اقرار نقل کیا گیا
ہے اور اسکے سوا اور بہی مقامات ہین کہ ناظرین براہین وانوار اونکو بعد مطالعہ نکال سکتے ہین
کہ جو بات اونکے بہی مخالف ہی اوسکو رد نہین کیا۔ چوتہی خطا یہ ہے کہ لوگونکو یہ کہتے ہوئے
سنا گیا کہ اللہ اکبر علماء مین اسقدر عناد کہ اگر ایک خدا کو سچا کہتا ہے تو دوسرا عالم اوسکی دشمنی سے

خدامین کذب کی شاخین نکالتا ہے یہ کیا ضرور ہے کہ اگر دشمن خدا کو ایک کہے تو اوسکی دشمنی سے
خدا کو دو کہنے لگے کہ قدما مین اختلاف ہوا ہے بعض اہل مذہب دو خدا کے قائل ہوئے ہین
ایک یزدان دوسرا اہرمن پس جامع براہین نے گفتگو ایسی کیون کی جس سے خود مطعون بنگیا۔
پانچوین خطا یہ کہ غیر مذہبونکی ہاتھہ مین ایک عمدہ اوزار مسلمانون سے لڑنے کے لئے دیدیا کہ وہ
کہتے ہین کہ مسلمانونکا وہ مذہب ہے کہ اوسمین ابہی تک صادق ہونا خدا کا یقینی بالاتفاق نہین ہے
بلکہ کذب کو ممکن الوقوع مانتے ہین غیر مذہب والے کیا جانین کہ جامع براہین کون آدمی ہے
غیر معتبر یا معتبر وہ تو یہی جانتے ہین کہ ایک مسلمان کا لکہا ہوا اقرار موجود ہے انا للہ وانا الیہ
راجعون یہ **چہٹی خطا**۔ یہ کہ مختلف فیہ بیان کرنے امکان کذب سے کفار کو ایمان لانے سے شک
مین ڈالدیا کیونکہ وہ یا باُمید تنعیم جنت و دیدار الٰہی جل شانہ یا دوزخ کے خوف سے ایمان لاتے ہین
اوسمین امکان کذب سے متردد ہوگئے کہ معلوم نہین یہ امور واقع ہون یا نہون پہر کیا ضرور کہ
ادہر اپنے قبائل و عشائر سے مہجور و منقطع ہون اور نظرون مین اونکی ذلیل و خوار و حقیر و مردود ٹہرین
اودہر خدا تعالےٰ بقاعدہ امکان کذب جنت مین نہ داخل کرے تو دونون جہان سے گئی گذرے
نہ ادہر کے ہوے نہ اودہر کے۔ **ساتوین خطا** آپ فرماتے ہین امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید
کسی نے نہین نکالا اسپر تعجب کرنا محض لاعلمی ہے **اقول** یہ کیا ضرور ہے کہ جدید بات پر ہے تعجب ہوا کرے
دیکہو رسول کریم صلعم سے کئی ہزار برس پہلے سے یہ بات ہوتی آتی ہے کہ حضرت نوح وغیرہ انبیاء
علیہم السلام سے کفار مسخراپن کرتی رہی جب اونکو کلام الٰہی سنایا جاتا وہ نہ مانتے ایمان نہ لاتے
باوجودیکہ یہ باتین جدید نہ تہین لیکن جب مشرکین عرب سے بہی یہ باتین ظاہر ہوئین تو حضرت فخر
عالم صلعم تعجب فرمانے لگے اوسپر یہ آیت نازل ہوئی بل عجبت وھم یسخرون واذا ذکروا لایذکرون یعنی تو تعجب کرتا ہے
ای محمد صلعم کہ یہ کیون ایمان نہین لاتے اور اپنی قبائح نہین چہوڑتے اور کفار کا حال کہ وہ تمسخر کرتے ہین جب اونکو نصیحت سنائی جاتی ہے
نہین سنتے اور نہین مانتے اور اسیطرح دوسری جگہہ قرآن شریف مین خدا تعالےٰ نے فرمایا وان تعجب فعجب قولہم الحاصل تعجب کے لئے امر جدید ہونا شرط نہین جس مقام پر
عقل سلیم کے خلاف بات ہوگی وہی موجب تعجب ہوگی بنا رعلیہ تعجب صاحب انوار کا مبنی عقل
سلیم پر ہے نہ لاعلمی پر **آٹہوین خطا** آپ لکہتے ہین بلکہ قدما مین اختلاف ہوا ہے **اقول**
اسپر دو مواخذہ ہین ایک یہ کہ خود جامع براہین صفحہ ۹۵ سطر ۵ مین لکہتا ہے غیر معتبر کتب قرون سابقہ
مین بہی تہین انتہی یہ تماشا دیکہئے قرون سابقہ کے کتابونکو آپ اپنے منہہ سے غیر معتبر فرماتے ہین

پہر اگر صاحب انوار بعض قدماء کی کسی قول غیر صحیح پر اعتراض کرین یا صرف تعجب ظاہر کرین تو
وہ کیون موجب نکوہش و ملامت ہوتے ہین یہ محض عناد قلبی ہی اگر فی الواقع امکان کذب
پر طعن و تعجب کرنا طعن مشائخ سابقین پر ہے اور لاعلمی ہے تو خود مولوی رشید احمد گنگوہی نے
رسالہ جامع الشواہد فی اخراج الوہابین عن المساجد کی تصحیح پر جو بد اعتقادی و بد اعمالی غیر مقلدین
کی بیان مین اور اونپر طعن کرنیکے بارہ مین ہی تالیف ہوا ہے سب سے پہلے اونکے عقاید باطلہ
مین سے اوسمین ایک یہ عقیدہ اونکا بیان کیا گیا ہے کہ (وہ خدا ئے پاک کا جہوٹ بولنا ممکن کہتے
ہین) کیون دستخط کر دیا اور امکان کذب کے عقیدہ باطلہ ہونیکا انکار نہ کیا اور امکان کذب باری پر طعن کرنا قبول کر لیا جو ثبوت بیان کے ان بعد
وجود مانع کے بیان نہ کرنیسے واضح ہی اب جو اعتراض صاحب انوار پر کرتے ہین وہ مولوی رشید احمد گنگوہی پر وارد ہی اس سے واضح ہی
کہ اس محل مین صرف عناد اسکا باعث ہی کہ صاحب انوار پر طعن و سرزنش کرتے ہین اور لاعلمی بتاتے ہین کما لایخفی دوسرا مواخذہ یہ ہے
کہ جاہلون کے ڈرانیکو لفظ قدماء کا لکھدیا نام قدماء کے نہ بیان کئے کہ وہ کون ہین صحابہ یا تابعین
یا تبع تابعین یا آئمہ مجتہدین رضی اللہ عنہم اجمعین اور کسطرح اونکا نام لکھدیتے انمین سے کوئی بہ نسبت
جناب باری عزاسمہ کی امکان کذب کا قائل نہین ہوا ہے نعوذ باللہ منہا **نوین خطا** آپ فرماتے
ہین کہ خلف وعید آیا جائز ہے یا نہین چنانچہ رد محتار مین ہے ہل یجوز الخلف فی الوعید فظاہر
مافی المواقف والمقاصد الخ **اقول** افسوس لوگون سے انصاف کیسا اوٹھگیا دعوی آپنے
امکان کذب کا کیا تہا اور دلیل خلف وعید کے لائے رد محتار کی عبارت مین یہ چالاکی کی
کہ آخر کی عبارت جس سے صراحۃً واضح ہی کہ محققین اشاعرہ نے تصریح کی ہے کہ محققین کے نزدیک
خلف وعید جائز نہین ہی اور صحیح عدم جواز ہی واسطے محال ہونے کی بہ نسبت خدائیتعالی کے چنانچہ
پوری عبارت رد المحتار کی یہ ہے ہل یجوز الخلف فی الوعید فظاہر مافی المواقف و
المقاصد ان الاشاعرۃ قائلون بجوازہ لانہ لایعد نقصاً بل کرماً وجودا وصرح
التفتازانی وغیرہ بان المحققین علی عدم جوازہ وصرح النسفی بانہ الصحیح
لاستحالتہ علیہ تعالی لقولہ تعالی وقد قدمت الیکم بالوعید ما یبدل
القول لدی وقولہ تعالی ولن یخلف اللہ وعدہ ای وعیدہ وانما یمدح
بہ العباد خاصۃ انتہی بقدر الحاجۃ اس سے واضح ہی کہ علامہ تفتازانی جو اشاعرہ مین سے ہین
وہ فرماتے ہین کہ محققین عدم جواز خلف وعید پر ہین اور نسفی نے اسی عدم جواز خلف وعید کو

بسبب محال ہونیکے خدائیتعالی کے حق مین صحیح کہاہے اوراس عدم جواز خلف وعید کا آیات قرانیہ سے محققین نے ثابت ہونا بیان کیاہے اس عبارت مین پس عدم جواز خلف بدلیل قرآن محققین کے نزدیک ثابت ہے اوریہی صحیح ہے اورمخالف اسکا یعنی جواز خلف وعید غیر محققین کے نزدیک ہے اورمخالف صحیح کا ضعیف ہو اوربلا دلیل ہے اورقول بلا دلیل خلاف ہوتاہے نہ اختلاف چنانچہ درمختار مین ہے والاصل ان القضاء یصح فی موضع الاختلاف لا الخلاف والفرق ان للاول دلیلا لا الثانی انتھی۔ یہ تفرقہ عرفیہ ہے ورنہ قول بلا دلیل کوبھی اختلاف کہدیتے ہین اوراس محل مین جوجامع براہین خلف وعید مین قدمار کا اختلاف بتاتے ہین بظاہر مراد یہی معلوم ہوتی ہے کہ اختلاف عرفی ہے جومبنی دلیل پرہوتاہے اوراسکی اثبات مین عبارت ردالمحتار کوحجت بنانا خطا ظاہرہے کیونکہ اس عبارت کا خلف وعید کے جواز پردلیل ہونا ہرگز ثابت نہین ہے بلکہ عدم جواز پردلیل ہوناثابت ہے پس اختلاف ثابت نہوا اورخلاف جوبلادلیل ہے اورغیر صحیح ہے وہ اونکو مفید وہمکو مضر نہین ہے اس عبارت ردمحتار کے بعد علامہ شامی اون لوگون پراعتراض کرتے ہین جوحق مومنین مین خلف وعید کوعقلاً جائز کہتے ہین کہ نصوص صریحہ سے جوثابت ہوگیا یعنے عدم جواز خلف وعید اوسکا عدم شرعاً جائز نہین ہے اوراسپر کہ لابد ہے نفوذ وعید ایک طائفہ عصاۃ کے حق مین ناقلاً عن النودی وغیرہ انعقاد الاجماع چنانچہ اونکی پوری عبارت یہ ہے۔ وحاصلہ ان ما دل من النصوص علی عدم جواز خلف الوعید مخصوص بغیر المؤمنین اما فی المؤمنین فھو جائز عقلاً فیجوز الدعاء بشمول المغفرة لھم وان کان غیر واقع للنصوص الصحیحة المصرحة بانہ لابد من تعذیب طائفة منھم وجواز الدعاء یبتنی علی الجواز عقلاً لکن یرد علیہ ان ما ثبت بالنصوص الصریحة لایجوز عدمہ شرعاً وقد نقل اللقانی عن الابی والنووی انعقاد الاجماع علی انہ لابد من نفوذ الوعید فی طائفة من العصاة واذا کان کذلک یکون الدعاء بہ مثل قولنا اللھم لاتوجب علینا الصوم والصلوة وایضا یلزم منہ جواز الدعاء بالمغفرة لمن مات کافراً ایضا الا ان یقال انما جاز الدعاء للمؤمنین بذلک اظھار الفرط الشفقة علی اخوانہ بخلاف الکافرین وبخلاف لاتوجب علینا الصوم لقبح الدعاء لاعداء اللہ تعالی ورسولہ صلی اللہ علیہ وسلم واظھار التضجر من الطاعة فیکون

عاصیاً بذلک لا کافراً علی ما اختارہ فی البحر وقال انہ الحق وتبعہ الشارح لکنہ مبنی علی جواز العفو عن الشرک عقلاً وعلیہ یبتنی القول بجواز الخلف فی الوعید وقد علمت ان الصحیح خلافہ فالدعاء بہ کفر لعدم جوازہ عقلاً ولا شرعاً لتکذیبہ النصوص القطعیۃ بخلاف الدعاء للمومنین کما علمت انتہی اس سے جو ہم نے بیان کیا تہا وہ بہی ثابت ہے اور عدم جواز خلف وعید عقلاً و شرعاً حق کافرین ثابت ہے جس سے مفہوم و معلوم ہوتا ہے کہ حق مؤمنین مین خلف وعید کا قائل ہونا جود و کرم ہونے کے سبب باطل ہے اسلئے کہ یہ کرم وجود خلف وعید حق کافرین مین بہی ہے وہان اسوجہہ کی پائی جانے سے کیون خلف وعید کا کوئی قائل نہین ہوتا ہے اور عفو شرک شرعاً یا عقلاً کیون کوئی جائز نہین کہتا ہے پس تخلف مدلول کا دلیل سے لازم آیا یہ موجب بطلان دلیل ہے پس جود وکرم کو دلیل خلف وعید فی حق المؤمنین قرار دینا باطل ہوا تو جواز خلف وعید حق المؤمنین مین بہی باطل ہوا بسبب بلا دلیل ہونیکے **قال** الملا علی القاریؒ فی المرقاۃ بعد ذکر الادلۃ الصریحۃ علی امتناع خلف الوعید ثم رأیت صاحب العمدۃ من الحنفیۃ قال تخلید المؤمنین فی النار والکافرین فی الجنۃ یجوز عقلاً عندہم الاشاعرۃ الا ان السمع ورد بخلافہ فیمتنع وقوعہ لدلیل السمع وعندنا لا یجوز ای عقلاً ایضاً انتہی **وقال** صاحب مجمع البحار فی تکملۃ تحت لفظ وعد وفی وعدہ لہ عقاباً فہو بالخیار ہذہ مسئلۃ مختلفۃ فیہا فمن مانع لانہ یمنع الانزجار ویوجب الخلف ومنع بانہ لم یخص بہ انساناً معیناً حتی یکون خلفاً اذا عفا عنہ انتہی **وقال** عبد الحکیم فی حاشیہ علی الخیالی لعل مراد ذلک بقولہم ان الخلف فی الوعید کرم ان الکریم اذا اخبر بالوعید فاللائق بحالہ ومقتضی کرمہ ان یبتنی اخبارہ علی المشیۃ فجمیع العمومات الواردۃ فی الوعید متعلقۃ بالمشیۃ وان لم یصرح بہا زجراً للعاصین ومنعاً لہم فلا یلزم الکذب والتبدیل بخلاف وعد الکریم یجب ان یکون قطعیا لان جواز التخلف فیہ لوم لا یلیق بشانہ فلا یجوز تعلیقہ بالمشیۃ انتہی اور امام رازی تفسیر مین تحت ومن یقتل مؤمنا متعمدا کے واحدی کی رد مین کہ اونہون نے قول جواز خلف وعید بیان کیا تہا فرماتے ہین واما الوجہ الثانی من الوجہین الذین اختارہما فہو فی غایۃ

الفساد لان الوعید قسم من اقسام الخبر فاذا جوز علی اللہ الخلف فیہ فقد جوز الکذب علی اللہ وھذا خطاء عظیم بل یقرب من ان یکون کفرا فان العقلاء اجمعوا علی انہ تعالی منزہ عن الکذب ولانہ اذا جوز الکذب علی اللہ فی الوعید لاجل ما قال ان الخلف فی الوعید کرم فلم لا یجوز الخلف ایضاً فی وعید الکفار وایضاً فاذا جاز الخلف فی الوعید لغرض الکرم فلم لا یجوز الخلف فی القصص والاخبار لغرض المصلحۃ ومعلوم ان فتح ھذا الباب یفضی الی الطعن فی القرآن وکل الشریعۃ انتھی۔ اس سے بہی واضح ہو کہ خلف وعید کو جائز کہنا نہایت فساد کی بات ہو اس سے جواز کذب لازم آویگا اور یہ خطا عظیم ہے بلکہ قریب کفر ہے اسلیئے کہ تمام عقلا نے اتفاق کیا ہے کہ جناب باری کذب سے منزہ ہے اگر کرم وجود ہونا اس جواز کی وجہ ہے تو وعید کفار مین بہی خلف اسوجہہ سے جائز ہونا چاہیئے وہان کیون جائز نہین ہے اور خلف فی الوعید کرم وجود ہونے کے سبب سے جائز ہے تو قصص و اخبار مین بہی خلف بغرض مصلحت جائز کہنا چاہیئے پس معلوم ہوا کہ اسکا دروازہ کہولنا مفضی ہے طرف طعن فی القرآن وکل شریعت کی اس بیان رد محتار وتفسیر کبیر سے واضح ہے کہ خلف وعید کی جواز کا قول نہایت ہی ضعیف ومرجوح وبلا دلیل ہے اور امام رازی باوجودیکہ اشاعرہ مین سے ہین وہ قریب کفر ونہایت فساد وخطا عظیم اسمین لازم آنا اور طعن شریعت پر اور قرآن پر ہونا اس سے فرماتے ہین اور جناب باری کے تنزیہ پر کذب سے اجماع عقلاء کا ہونا ثابت کرتے ہین پس امکان کذب باری مین اختلاف نہونا بہی ظاہر ہوگیا اور امکان کذب کا مسئلہ جدید ہونا بہی واضح ہوگیا اور جب لزوم جواز کذب باری قریب کفر کے ہوا تو التزام جواز وامکان کذب باری بالبداہت کفر ہوا ایسے خطا فاحش سے خدائیتعالی مسلمان کو بچاوے اور خلف وعید کی مجوزین کہ وہ غیر محققین ہین اور قول اونکا مبنی برہان شرعی وعقلی پر نہین ہے اونکے قول کا ذکر جامع براہین نے اگر اس غرض سے کیا ہے کہ وہ امکان کذب باری تعالی کے بہی قائل ہین تو یہ سراسر غلط وافترا اونپر ہے کوئی اونمین سے امکان کذب باری کا قائل نہین ہے اور کسی کتاب مین یہ مصرح نہین ہے کہ اونمین سے کوئی اسکا قائل ہوا ہو بلکہ خلاف اسکا مفہوم ومعلوم ہے کتب سے چنانچہ اب ہی قول امام رازی رح سے جب اتفاق عقلاء کا تنزیہ باریتعالی عن الکذب پر ثابت ہوا تو ظاہر ہوگیا کہ عقلا مین سے کوئی بہی امکان کذب کا قائل نہین ہے

اور قائلین خلف وعید بھی اسمین داخل ہین پس اونکے نزدیک بھی کذب باری جائز نہین ہی اور عبارت آینہ سے
بھی یہ واضح ہی اور اگر وہ امکان کذب کے قائل ہوتے تو جب اونپر یہ اعتراض کیا جاتا کہ جواز خلف وعید
سے کذب باری لازم آویگا تو فقط اسقدر کہدینا اونکو کافی ہوتا کہ ہمارے نزدیک یہ لازم یعنے امکان
کذب باری تعالے باطل نہین ہی بلکہ جائز ہی اور اس لازم یعنے امکان کذب کے دفع کے واسطے جوابات
متعددہ نہ دیتے اور حال آنکہ وہ واسطے دفع لزوم کذب کے جوابات متعددہ دیتے ہین کہ بقرینہ اقتضاء
کرم اخبار مین شرط مشیت مقدر ہی اگرچہ اوسکی تصریح نکی ہووے اور وہ آیات و احادیث جنمین تصریح
مشیت کے ہی قرینہ اس تقدیر کا ہوسکتی ہین دوسرا جواب یہ دیتے ہین لزوم کذب رفع کرنیکے واسطے
کہ اخبار وعید سے مراد استحقاق عذاب ہی نہ وقوع بالفعل یا مراد اون اخبار سے انشاء ہی اگرچہ صورتین
اخبار ہین چنانچہ شیخ عبد الحق دہلوی نے تکمیل الایمان مین بھی اسکی تصریح کردی ہی پوری عبارت
اونکی یہہ ہی حاصل کلام آن آمد کہ آدمیان دو قسم اند مومن و کافر و مومن دو قسم است مطیع و
عاصی و عاصی نیز دو قسم بود تائب و غیر تائب و کافر مخلد است در نار اجماعا و مطیع و تائب مخلد اند در جنت
باتفاق و عاصی و غیر تائب در مشیت پروردگار تعالی است اگر خواہد بقدر معصیت عذابش کند و بدوزخ
فرستد و بازش اخراج کند و بہشتش در آرد و اگر خواہد عفوش کند بشفاعت یا بی شفاعت و بے سابقہ
عذاب بہشتش فرستد یعذب من یشاء و یغفر لمن یشاء این بود و احادیث در باب عفو
و مغفرت گنہگاران بسیار است یکی حدیث آن بود کہ در باب سوال ذکر کردیم و نزدیک بآن
این است کہ اللہ تعالی بندہ را در حضرتش استادہ کند و اورا بر نامہ اعمالش واقف گرداند پس
چون بیند کہ دران جز سیئات چیزی نیست و بر پشت نامہ کہ بجانب خلائق بود ہمہ حسنات نوشتہ
تا دیگران از وے جز حرف حسنات نخوانند و سیئاتش از اغیار مستور ماند پس بفرماید وی سبحانہ تعالی
کہ اے بندہ من در دنیا گناہان ترا پوشیدہ بودم و امروز آمرزیدم دیگر در بہشت در آی تا ابد جای تو
آنست و این ہمہ بحکم اوست تعالی عقل را در ینجا مدخلی نیست کہ گوید کہ چرا کفر را نہ بخشد و چرا یکی را بہ بخشد
و دیگری را بگیرد یفعل اللہ ما یشاء و یحکم ما یرید پس ظاہر شد کہ حکم او چنان است کہ در وعدہ
خلاف نرود و در وعید تواند کہ خلاف کند این محض کرم اوست عادت کریمان این است اگر وعدہ
انعام و احسان کند البتہ وفا کند کہ الکریم اذا وعد وفا و اگر بتہدید عذاب بترساند بوجود نیارد
و بعضے برین اند کہ خلاف در وعدہ و وعید قطعا نرود و الا کذب اخبار لازم آید تعالی عن ذالک

جوابش آنست کہ بقرینہ اقتضاء کرم در اخبار وعید شرط مشیت مقدر بود اگرچہ بتصریح بدان نکرد باشد و
خبر وعدہ ختما مقضیا باشد و آیات واحادیث کہ در انجا بتصریح بہ مشیت وقوع یافتہ است نیز قرینہ آن
تواند بود یا خود مراد از اخبار وعید استحقاق عذاب است نہ وقوع یا لفعل یا مراد بدان انشاء وعید
نہ حقیقت اخبار پس کذب وتبدیل لازم نیاید فافہم واللہ اعلم انتہی اس سے واضح ولایح ہی کہ قائلین خلف وعید
امکان کذب باری تعالیٰ کو قبول نہین کرتے ہین پس مجوزین خلف وعید کے حق مین یہ گمان کرنا کہ وہ
امکان کذب باری تعالیٰ کے قائل وملتزم ہین سراسر اونپر افترا ہی اور اونکے قول سے کسی تقدیر پر امکان کذب
لازم آجاوے تو اوس سے یہ لازم نہین آتا ہی کہ وہ اسکے قائل ہن یہ گمان تو کوئی ادنیٰ عقل والا بھی
نہین کرسکتا ہی پس خلاف ہونی سے جواز خلف وعید مین خلاف ہونا امکان کذب مین جو گمان جامع
براہین کا ہی ثابت نہوا اور کیونکر کوئی اہل اسلام واہل عقل وفہم خدای تعالیٰ کے حق مین امکان
کذب کا گمان کرسکتا ہی آیت ومن اصدق من اللہ حدیثا سے خدای تعالیٰ کیواسطے صفت
صادق وسچی ہونیکی ثابت ہی اور بمقتضائے عقاید اہل اسلام واہل فہم ؎ صفات الذات والافعال
طرا + قدیمات مصونات الزوال + تمام صفات ذاتیہ وافعال خدای تعالیٰ کے قدیم ہین اور عدم
وزوال ونکا محال ہی چنانچہ قضیہ مقبولہ ہی ما ثبت قدمہ امتحال عدمہ پس زوال صدق خدای
تعالیٰ کا بسبب قدیم ہونیکے ممتنع محال اور بقاء ووجود اوسکا واجب وضروری ہوا اور کذب صدق
کی ضد ہے اور ثبوت ووجود ایک ضد کا مستلزم ہے رفع وزوال دوسری ضد کو لان اجتماع
النقیضین والضدین محال اور امکان ایک نقیض کا موجب رفع ضرورت کو دوسرے نقیض سے ہی مثلا رفع
حیوان کا انسان سے ممکن ہوگا تو ثبوت حیوان انسان کے واسطے ضروری نہوگا اور زوال ورفع حیوان کا
انسان سے جایز ہوگا پس اگر کذب کا وجود ممکن ہوگا جناب باریتعالیٰ مین تو صدق باریتعالیٰ کا ضروری نہونا لازم آویگا
اور صدق کے زوال ورفع کا امکان ثابت ہوگا اور جسکا زوال ورفع ممکن ہو تو وہ قدیم نہین پس صدق قدیم نہوگا و نیز
خلف اور یہہ استحالہ امکان وجود کذب باریتعالیٰ سے لازم آیا اور مستلزم محال کو محال ہوتا ہی پس کذب محال ہوا نہ ممکن اور
امکان کذب باری کی تقدیر پر جب صدق کا زوال ورفع جایز وممکن ہوا تو صفت صدق خدایتعالیٰ کی قدیمی نہوئی اور
صدق کا قیام بالفعل خدایتعالیٰ کے ساتھ جامع براہین بھی بسبب اظہار ایمانکے ساتھ خدای تعالیٰ کے وساتھ آیات اوسکی کے
کہ اونہین سی آیت من اصدق بھی ہی مانتا ہی ہوگا اور تقدیر مذکور پر صدق باری قدیم نہوا تو حادث ہوگا پس قیام حادث کا
ساتھ خدای تعالیٰ کے لازم آوے گا و ھو تعالیٰ عن ذالک اور محل حوادث منافی الوہیت کی ہی

چنانچہ کتب عقاید بھی اس سے مملو و مشحون ہین پس خدا خدا نرہا نعوذ باللہ من ذلک اور اس ورطہ
ظلماء مین گرنا کذب باری کے امکان سے لازم آیا پس استحالہ اوسکا ثابت ہی اور اگر کذب باری
ممکن و تحت قدرت ہوگا تو تحت قدرت ہونیکے سبب سے خدا تعالی اوسکے ساتھ یعنے کذب کے ساتھ ازلاً
و ابداً متصف ہوگا اس لئے کہ جس چیز پر اوسکی قدرت ہی اوسکے ساتھ وہ ازلاً و ابداً متصف ہی چنانچہ
خدائے تعالی قبل خلق و احداث مخلوق کے خالق تہا حقیقتہً اور قبل مربوب کے وہ باری تھا اور
اوسکے لئے ربوبیت ثابت تھی اور اسیطرح قبل احیاء موتی وہ محیی ہی حقیقتہً بسبب ثبوت قدرتکے
ان امور پر قال علی القاری فے شرح فقہ اکبر ناقلا عن الطحاوی و ابن اہمام رح کما کان اللہ
تعالی بصفاتہ ازلیا کذلک لایزال علیہا ابدیا لیس بخلق الخلق استفاد اسم الخالق ولا باحداثہ البریۃ استفاد
اسم الباری بل لہ معنی الربوبیۃ ولا مربوب ومعنی الخالقیۃ ولا مخلوق کما ان محیی الموتی استحق ہذا الاسم قبل احیاہم
کذا استحق اسم الخالق قبل انشاءہم ذلک بانہ علی کل شیء قدیر انتہی فقولہ ذلک بانہ علی کل شیء قدیر تعلیل وبیان لاستحقاق
اسم الخالق قبل المخلوق فافاد ان معنی الخالق قبل الخلق واستحقاق اسم الخالق بسبب قیام قدرتہ تعالی علی الخلق واسم الخالق
ازلی ولا مخلوق فی الازل لمن لہ قدرۃ الخلق فی الازل وہذا مایقولہ الاشاعرہ انتہی وفی ذلک الکتاب وقد کان اللہ
تعالی متکلما ای فی الازل ولم یکن تکلم موسی ای والحال انہ لم یکن تکلم موسی بل ولا خلق اصل موسی وعیسی و
قد کان اللہ تعالی خالقا قبل خلق الخلق وفی نسخۃ وکان اللہ خالقا قبل ان یخلق الخلق حقیقۃً بمعنی
ان ہذا النعت فیہ محقق لا مجاز الی ان قال وایضا فرق واضح وبون لائح بین من ہو قادر علی الکتابۃ الا انہ
یوخرہا الی وقت الارادۃ وبین الکاتب بالقوۃ حیث انہ عاجز فی الحالۃ الراہنیہ وتحت الاحتمال فی الازمنۃ الاتیۃ انتہی
مختصر اس سے واضح ہی کہ جو تحت قدرت ہے اوسکے ساتھ خدای تعالی ازلاً و ابداً متصف ہی
حقیقتہً نہ مجازاً پس کذب پر اسکے قدرت ہوگی تو ازلاً و ابداً حقیقتہً اوس کذب کے ساتھ خدا کے
تعالی متصف ہوگا اور نعوذ باللہ من ذالک خدای تعالی کاذب بالفعل ہوگا اور کذب کا نقص
وعیب ہونا بدیہی ہی پس قیام نقص وعیب ساتھ خدا تعالی کے لازم آویگا اور رفع صدق کا بھی
لازم آویگا لاستحالۃ اجتماع النقیضین والضدین اور یہہ خلاف عقل و نقل کے ہی پس امکان
کذب باری باطل ہی اور استحالہ کذب مذکور ثابت ہی اور یہہ کوئی اہل عقل و فہم نہین کہہ سکتا ہی کہ خدائی
تعالی مین صفت کذب بالفعل تو موجود نہین ہی زمانہ آیندہ مین خدای تعالی چاہے تو آسکتی ہی
کہ اس کہنے سے یہ ثابت ہوگا کہ خدای تعالی کیواسطے کوئی صفت منتظرہ و حالت متاخرہ بھی سے ہے

جو آگے کو آجاویگی اور حال آنکہ ایسی صفت خدای تعالی کیواسطے ہونا جائز و ممکن نہین ہی کتب حکمت تو اس سے مملو ہی ہین کتب عقائد مین بھی موجود ہی کہ کوئی حالت وصفت منتظرہ و متاخرہ خدای تعالے کیواسطے نہین ہی چنانچہ ملا علی قاری شرح فقہ اکبر مین فرماتے ہین ان واجب الوجود لذاتہ واجب الوجود من جمیع جہاتہ کاسمائہ وصفاتہ والمعنی انہ لیست لہ صفۃ منتظرۃ ولاحالۃ مستاخرۃ اذ لیست ذاتہ محلاً للحوادث فان ذاتہ کافیۃ فی حصول جمیع مالہ من الصفات والحالات التی بہ یتم الاعراض ولانہ لو لم یکن ذاتہ کافیۃ فی حصول ذلک لکانت محتاجۃ الی ظہور الغیر ھنالک وکل محتاج الی الغیر فہو ممکن الوجود وقد ثبت انہ واجب الوجود قال اللہ تعالی یا ایہا الناس انتم الفقراء الی اللہ واللہ غنی حمید ای غنی بذاتہ وصفاتہ عن ظہور مصنوعاتہ وھو حمید بنعوتہ واسمائہ سواء حمدہ او لم یحمدہ احد من سوائہ فہو منزہ عن التغیر والانتقال بل لایزال فی نعوتہ الفعلیۃ متنزہا عن الزوال فی صفاتہ الذاتیۃ مستغنیا عن الاستکمال ولایلزم من حدوث متعلقات ہذہ الصفات حدوث الصفات کالمخلوق والمرزوق والمسموع والمبصر وسائر الکائنات وجمیع المعلومات انتہی

پس معلوم ہوگیا کہ یہہ ممکن نہین ہی کہ بالفعل تو کوئی چیز خدای تعالی مین نہووے اور آگے کو حاصل ہوجاوے پس آیندہ کو بھی کذب کا حاصل ہونا ممکن نہین ہی اور عقل تقدیر اوسکے وجود کی خارج مین بہ نسبت باری تعالی کے جائز نہین جانتی ہی اسلئے کہ جو اول نہووے بعد کو ہوجاوے وہ حادث ہوتا ہی اور باری تعالی محل حادث نہین ہے پس عقل کے نزدیک بعد کو حاصل ہونا بھی کذب کا ممکن نہین پس محال ہوا چنانچہ ملا علی قاری ضوء معانی مین محال کے معنے یہ لکھتے ہین والمحال بضم المیم مالا یمکن فی العقل تقدیر وجودہ فی الخارج انتہی اور دوسرے معنے اونہون نے یہہ لکھے ہین المحال والمستحیل ماینتفی ذاتہ عنہ انتہی اور اول سے ہے خدای تعالی کیواسطے کذب حاصل ہووے اور کذب ازلی وابدی ہووے اسکو صراحۃً جامع براہین بھی قبول نکریگا اور نہ کیا ہی اور استحالات متعددہ اسپر لازم آوینگے چنانچہ بعض اوپر مذکور ہوئے ہین اس ایک خطا کے بیان مین چند خطائین جامع براہین کی ثابت ہوگئین بالاجمال اقوال آیندہ مین عنقریب بطور تفصیل کے انکا ذکر انشاء اللہ تعالی آجاویگا اب سوائے ان عبارات مذکورہ بالا کے دوسری عبارات نقل کیجاتی ہین جنکے تصریحات علماء کے معلوم ہوجاوین کہ کذب باری تعالی محال ہی اور اسپر اہل سنت و معتزلہ و روافض وغیرہم بلکہ منکرین اسلام حکمائے عقلا سب متفق ہین **الاول** شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ تفسیر پارہ الم مین تحت آیت کریمہ فلن یخلف اللہ عہدہ کہ رقم فرماتے ہین صفحہ ۲۱۴ مین یعنی ہرگز خلاف نخواہد کرد خدای تعالی این عہد حکمی خود را زیرا کہ خبر او کلام ازلی اوست و کذب در کلام نقصانی است عظیم کہ ہرگز بصفات او

راہ نہی یابد الی آخرہ **الثالث** حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کتاب العقیدۃ الحسنہ مین در باب عقاید
متعلق جناب باری عز اسمہ لکھتے ہین ولا یصح علیہ الحرکۃ والانتقال والتبدل فی ذاتہ ولا فی صفاتہ ولا
الباطل ولا الکذب **الثالث** غنیۃ الطالبین مین حضرت غوث پاک قدس سرہ فرماتے ہین الفصل الاول مما لا یجوز
اطلاقہ علی الباری عز وجل ویستحیل اضافتہ الیہ من الاخلاق یعنے فصل اول مین وہ چیزین ہین جو محال ہین
جناب باری پر پس شمار کیا حضرت نے اونمین تینتیس چیزونکو از انجملہ نسیان اور شہوت اور کذب ہین صفحہ ۱۹۹
مطبوعہ دہلی مین یہہ عبارت دیکھے جسکا جی چاہے **الرابع** تفسیر بیضاوی صفحہ ۱۹۵ اور تفسیر روح البیان صفحہ ۲۴۴ مین تحت قولہ
تعالی ومن اصدق من اللہ حدیثا کے لکھا ہے انکار لان یکون احد اکثر صدقا منہ فانہ لا یتطرق
الکذب الی خبرہ بوجہ لانہ نقص وھو علی اللہ تعالی محال **الخامس** مدارک التنزیل صفحہ ۱۴۲ مین آیۃ مذکورہ کے تحت مین
لکھا ہے وھو استفھام بمعنی النفی ای لا احد اصدق منہ فی اخبارہ ووعدہ ووعیدہ لاستحالۃ
الکذب علیہ لقبحہ لکونہ اخبارا عن الشیء بخلاف ما علیہ **السادس** امام فخر الدین رازی رح سورہ مزمل کی
تفسیر مین لکھتے ہین المعلوم وعد اللہ واقع المحالۃ لانہ تعالی منزہ عن الکذب **السابع** تفسیر کبیر سورہ یوسف کے آخر مین
یہ رقم فرماتے ہین لان المؤمن لا یجوز ان یظن باللہ الکذب بل یخرج بذلک عن الایمان فکیف یجوز
مثلہ علی الرسل **الثامن** امام فخر الدین تحت آیت من اصدق من اللہ حدیثا تفسیر کبیر مین اہل سنت وجماعت
ومعتزلہ دونون کے نزدیک کذب باری کا محال ہونا مع اولہ کے فرماتے ہین پوری عبارت اون کی یہہ ہے
والمقصود منہ بیان انہ یجب کونہ تعالی صادقا وان الکذب والخلف فی قولہ محال واما المعتزلۃ فقد بنوا ذلک علی اصلہم
وھو انہ تعالی عالم بکون الکذب قبیحا وعالم بکونہ غنیا عنہ وکل من کان کذلک استحال ان یکذب بانما قلنا انہ عالم
بقبح الکذب وعالم بکونہ غنیا عنہ لان الکذب قبیح لکونہ کذبا واللہ تعالی غیر محتاج الی شیء اصلا وثبت انہ عالم
بجمیع المعلومات فوجب القطع بکونہ عالما بھذین الامرین واما ان کل من کان کذلک استحال ان یکذب
فھو ظاھر لان الکذب جہۃ صرف لا جہۃ دعاء فاذا خلا عن معارض الحاجۃ فیبقی ضارا محضا فیمتنع صدور
الکذب عنہ واما اصحابنا فدلیلہم انہ لو کان کاذبا لکان کذبہ قدیما ولو کان کذبہ قدیما لامتنع زوال کذبہ لامتناع
العدم علی القدیم ولو امتنع زوال کذبہ قدیما لامتنع کونہ صادقا لان وجود احد الضدین یمنع وجود الضد الآخر فلو کان کاذبا
لامتنع ان یصدق لکنہ غیر ممتنع لانا نعلم بالضرورۃ ان کل من علم شیئا فانہ لا یمنع علیہ ان یحکم علیہ بحکم مطابق للمحکوم علیہ والعلم
بھذہ الصحۃ ضروری فاذا کان امکان الصدق قائما انتہی **التاسع** وہی عبارت امام فخر الدین رازی کی تفسیر
کبیر مین تحت آیت ومن یقتل مؤمنا متعمدا کی جو اوپر گذر چکی فان العقلاء اجمعوا علی انہ تعالی منزہ

لو کان امتناع
الکذب حاصلا
محالۃ فثبت انہ
لا بد من القطع
بکونہ تعالی
صادقا

عن الکذب انتہی العاشر تفسیر ابی سعود میں تحت آیت من اصدق کی ہے انکار لان یکون احد اصدق منہ تعالٰی فی وعدہ وسائر اخبارہ وبیان لاستحالتہ کیف لا والکذب محال علیہ سبحانہ دون غیرہ انتہی

الحادی عشر خیالی حاشیہ شرح عقائد نسفی میں کذب کی نسبت لکھا ہے منتف بالاجماع یعنے اجماع ہے ماتریدیہ اوراشاعرہ کا کہ کذب جناب باری میں منتفی ہے اور اسیطرح مسلم رکھا اس اجماع کو خیالی کے محشی مولوی عبدالحکیم سیالکوٹی نے فلو لم یقع لزم الکذب فی کلامہ تعالٰی وھو باطل بالاجماع الثانی عشر علامہ عضدالدین بن احمد متن مواقف میں جو کہ موضوع ہے واسطے بیان عقائد مذہب اہل سنت وجماعت کے ذیل کلام باری تعالٰی میں لکھتے ہیں یمتنع علیہ الکذب اتفاقا اور مسلم رکھا اس مقام پر روایت مذکورہ متن کو شارح مواقف نے بھی اور تائید کی اوسکی الثالث عشر حاشیہ باجوڑی علی مقدمہ سنوسیہ میں تحت اس قول مقدمہ مذکورہ کے اما برھان وجوب صدقہم فلانہم لولم یصدقوا للزم الکذب فی خبرہ تعالٰی لتصدیقیہ لہم بالمعجزۃ النازلۃ بمنزلۃ قولہ تعالٰی صدق عبدی فی کل ما یبلغ عنی موجود ہے یہ عبارت اما برھان وجوب صدقہم ای فی دعوی الرسالۃ وفی ما بلغوہ عن اللہ تعالٰی لان ھذا البرھان انما یدل علی ذلک کما مر قولہ فلانہم الخ تقریرہ ان تقول لولم یصدقوا للزم الکذب فی خبرہ تعالٰی لکن الکذب فی خبرہ تعالٰی محال فما ادے الیہ وھو عدم صدقہم محال ایضا واذا استحال عدم صدقہم ثبت صدقہم وھو المطلوب انتہی الرابع عشر مسلم الثبوت کے مقالہ ثانیہ فی الاحکام میں ہے لنا ان حسن الاحسان وقبح مقابلۃ الاحسان بالاساءۃ مما اتفق علیہ العقلاء حتی من لا یقول بارسال الرسول الخ اسکے حاشیہ منہیہ میں خود صاحب مسلم الثبوت فرماتے ہیں العقلاء اہ لک ان تقول ان اتفاقہم علی ذلک یجوز ان یکون لانہما من صفات الکمال والنقصان کوجوب الصدق وامتناع الکذب فی حقہ تعالٰی انتہی الخامس عشر مسلم الثبوت کے اسی مقالہ کے متن وشرح بحرالعلوم میں ہے والمعتزلۃ قالوا ثانیا انہ لولاہ ای کون الحکم عقلیا لما امتنع الکذب منہ تعالٰی عقلا اذ لا حکم للعقل واذا جاز الکذب علیہ فلا یمتنع اظہار المعجزۃ علی ید الکاذب ولو اکتفی بہ لکفی فیسد باب النبوت وھو مفتوح والجواب انہ للمذکور نقص فیجب تنزیہ تعالٰی عنہ کیف وقد مر انہ لا نزاع فیہ فانہ عقلی باتفاق العقلاء الخ لفظ والجواب کے بعد جو انہ ہے اوسکا مرجع کذب ہے جسکو بحرالعلوم نے المذکور کہکر تعبیر کیا ہے چنانچہ قول ملانظام سے بھی یہی واضح ہے جو آگے مذکور ہوتا ہے السادس عشر قول ملانظام الدین صاحب کا اسی قول کے تحت میں وہ یہ ہے قولہ والجواب انہ ای الکذب نقص وقد مر لا نزاع فیہ اسے عقلیۃ انتہی

یہ اہل سنت و جماعت کے اقوال تھے کہ جنسے واضح ہے کہ کذب باری محال ہے اور یہ نقص ہے اور اسمین کسی کا نزاع نہین ہے باتفاق جمیع عقلاء محال ہے **السابع عشر** اب مذہب معتزلہ کے پیشوا علامہ زمخشری کی عبارت سینئے تفسیر کشاف مین تحت آیۃ من اصدق کے لکھتے ہین لانہ عز وعلا صادق لا یجوز علیہ الکذب وذلك ان الکذب مستقل بصارف عن الاقدام علیہ وهو قبحه ووجه قبحه الذی هو کونه کذبا و اخبارا عن الشئ بخلاف ماهو علیه فمن کذب لم یکذب الا لانه تحتاج الی ان یکذب لیجر منفعة او یدفع مضرة او هو اغنی عنه الا انه یجهل غناه او هو جاهل لقبحه او هو سفیه لا یفرق بین الصدق والکذب فی اخباره ولا یبالی بایتهما نطق فکان الحکیم الغنی الذی لا یجوز علیه الحاجات العالم بکل معلوم منزها عنها کما هو منزه عن سائر القبائح **الثامن عشر** علماء مذہب شیعہ مشہور بہ امامیہ کے عقائد سنئے دو روایتین لکھتا ہون اول باب حادی عشر عقاید مین ہے من صفاته الثبوتیه کونه صادقا والصدق هو الاخبار المطابق والکذب هو الاخبار الغیر المطابق لانه لو لم یکن صادقا لکان کاذبا وهو باطل لان الکذب نقص والباری منزه عن النقص انتهی ثانی حق الیقین مجلس در بیان صفات ثبوتیہ مطبوعہ طهران مینویسد باید دانست کہ حق تعالی صادق است وکذب و دروغ مطلقا بر و روا نیست زیرا کہ عقل حکم میکند کہ کذب قبیح است و او از قبائح منزہ است و دروغ مصلحت آمیز کہ ما را روا است باعتبار ارتکاب امر قبیح است واین از عجز ماست کہ قادر نیستم کہ مفسدہ کلام راست را دفع کنیم و خدا بعجز موصوف نمیشود و ایضا اجماع مسلمین و ارباب عقول است بر آنکہ حق تعالی صادق است در جمیع افعال و اقوال وکتب انبیا مشحون است بآن از جملہ ضروریات دین است انتہی **التاسع عشر** قول ملا علی قاری صاحب کا شرح فقہ اکبر مین لم یزل ولا یزال باسمائه وصفاته ای موصوفا بنعوت الکمال ومعروفا باوصاف الجلال والجمال لم یحدث له اسم ولا صفة یعنی ان صفات الله واسمائه کلها ازلیة لا بدایة لها وابدیة لا نهایة لها لم یتجدد له تعالی صفته من صفاته والاسم من اسمائه لانه سبحانه واجب الوجود لذاته الکامل فی ذاته وصفاته فلو حدث له صفة او زال عنه نعت لکان قبل حدوث تلك الصفة وبعد زوال ذلك النعت ناقصا عن مقام الکمال وهو فی حقه سبحانه من المحال فصفاته تعالی کلها ازلیة ابدیة وههنا سوال مشهور وهو انه قد ورد الاخبار فی کلامه سبحانه بلفظ الماضی کثیر نحو قوله تعالی انا ارسلنا نوحا وقال موسی وعصی فرعون والاخبار بلفظ الماضی عما لم یوجد یعد کذبا والکذب علیه محال وله جواب مسطور وهو ان اخباره تعالی لا یتصف ازلا بالماضی والحال والاستقبال

لعدم الزمان وانما یتصف بذلك فیما لا یزال بحسب التعلقات فیقال قام بذات اللہ تعالی اخبار عن ارسال نوح مطلقاً وذلك الاخبار موجود ازلاً باق ابداً فقبل الارسال کانت العبارة الدالة علیه انا نرسل وبعد الارسال انا ارسلنا فالتغیر فی لفظ الخبر لا فی الاخبار القائم بالذات وهذا کما تقول فی علمه تعالی انه قائم بذاته سبحانه ازلا العلم بان نوحاً مرسل هذا العلم باق ابداً فقبل وجوده علم انه سیوجد وبعد وجوده علم بذلك العلم انه وجد وارسل والتغییر فی العلم[ای تعلق العلم ۱۲] لا فی المعلوم ۱۲ انتہی

اس عبارت کے نقل سے اس محل مین فقط ہماری غرض یہ ہی کہ معلوم ہوجاوے کہ کذب باری محال ہی وہ فقط والکذب علیہ محال سے حاصل ہی باقی عبارت سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ جمیع صفات خدای تعالی کا قدیمہ ہونا بھی معلوم ہو گیا اقوال آیندہ کیواسطے کارآمد ہے پس جب ان روایات اور ادلہ سے ثابت ہوا کہ کذب باری تعالی محال ہی اور کذب باری کے محال ہونے پر علما اشاعرہ و ماتریدیہ و جمیع فرق اسلامیہ وغیر اسلامیہ مثل ارباب معقول و فلاسفہ وغیرہم کا اتفاق ہی تو امکان کذب مین اختلاف قدماء علماء کا بیان کرنا اور یہہ کھنا کہ یہہ مسئلہ جدید نہین ہی لوگون کو گمراہ کرنا اور جہل صریح ہی **دسوین خطا** یہہ کہ صاحب انوار نے قرآن کی آیت صدق باری پر پیش کی تھی اوسکے جواب مین جامع براہین کو چاہئی تھا کہ قرآن کی آیت سے جواب دیتے جسمین صریح یہ مضمون ہوتا کہ معاذ اللہ لیس الکذب من اللہ ببعید مگر یہ مضمون نامقبول قرآن مین نکلنا محال تھا تب بناچاری کلام بشری کیطرف رجوع کی کیونکہ انسان سے سہو ولنسیان ہوتا ہی شاید کسینے بھول چوک سے یہ مسئلہ مان لیا ہووے تب آپنے اپنی رای سقیم کے موافق اشاعرہ مین اپنے مقصد کی گنجائش دیکھی حال آنکہ درحقیقت اس مسئلہ کے وہان بھی گنجائش نہین وہ کذب کے قایل ہی نہین جیسا کہ گذرا اور عنقریب آتا ہی **گیارہوین خطا** یہہ کہ جامع براہین اور مقرظ محفل میلاد شریف و قیام کے بارہ مین تعامل و استحسان کو بھی دلیل شرعی نہین جانتے ہین باوجودیکہ نور الانوار مین بھی جسکو ادنی طالب العلم پڑھتا ہی موجود ہی صفحہ ۵ مین تعامل الناس ملحق بالاجماع انتہی اور شامی مین ہی کہ تعامل کے معتبر ہونیکے واسطے عہد صحابہ کا شرط نہین اور یہہ دونون صاحب تعامل علماء کا دلیل ہونا اور اقوال علما سند نہین مانتے ہین چنانچہ براہین کے صفحہ ۲۱۴ مین ہے (مؤلف سے کسی مسئلہ کا جواب ادلہ اربعہ سے نہین دیا جاتا ہی ایک داب ہی کہ علماء نے یون کہا ہی یون کیا ہی سو جواب چند دفعہ ہو لیا کہ دلیل شرعی کے مقابلہ مین کسی کا قول لایق التفات نہین ہے اگرچہ صد ہزار ہون) اور صفحہ دو سو بہتر مین ہی (اور یہ احقر بار بار اسکو بھی ظاہر کر چکا

کہ مولف کے پاس کوئی دلیل ادلہ شرعیہ سے اپنے مقصود پر کہ اثبات جواز قیود و ہیئت مروجہ کا ہی نہین
محض قول علماء اور تعامل اونکا پیش کر دینا ہے) اور صفحہ ۱۶۶ مین ہی (تسلیم کیا کہ ایک علامہ عالم
ہی نے انکار کیا مگر اوسکے انکار کا آجتک کسی سے جواب نہین دیا گیا اور فقط اوسکے انکار نے اجماع کو
جو مزعوم مولف کا ہی باطل کر دیا) الی ان قال انجامع اور حاضر ہونیسے مشائخ اور علماء کی کچہہ حجت
جواز کی نہوئی اگر کروڑون علماء بھی فتوی دیوین بمقابلہ نص کے ہرگز قابل اعتبار کے نہین)
اور اسی صفحہ مین کہا (ایکدو عالم موافق نصوص صریحہ کے فرماوے اور اوسکے تمام دنیا مخالف ہوکر کوئی
بات خلاف نصوص اختیار کرے تو وہ ایک دو ہی عالم مظفر و منصور و عند اللہ مقبول ہووینگی)
اسی صفحہ مین کہا (پس خود ارشاد فخر عالم ہی کہ جو موافق کتاب و سنت کے کھے وہ طائفہ قلیلہ اگرچہ
رجل واحد ہی ہو وہ علی الحق ہی اور اوسکے مخالف تمام دنیا ہو تو مردود ہی) اور اسی صفحہ مین یہ بھی
لکھدیا ہی کہ سبط ابن جوزی کا قول کہ یحضر عندہ فی المسولد اعیان العلماء والصوفیہ
بمقابلہ نصوص کے ملتفت نہین اور تمام بلاد مین اشتہار اسکا کوئی دلیل شرعی نہین پس سخاوی کے
اس قول مین کوئی حجت شرعیہ نہین علی ہذا علی قاری کا لکھنا کہ تمام ملکون مین یہ رائج ہی) یہ تمام اقوال
جامع براہین کے باعلی صوت ندا کرتے ہین کہ نص کے مقابلہ مین لاکھون کروڑون علماء فتوے
دیوین تو معتبر نہین ہی اور بطور بناء فاسد علی الفاسد سبط ابن جوزی و ملا علی قاری و سخاوی وغیرہم
کی اقوال اور تعامل تمام بلاد کے علماء کو غیر معتبر و تمام دنیا کے علماء کے اتفاق کو مردود جامع براہین
فرماتے ہین باوجودیکہ اہل علم و فہم پر بطلان اسکا واضح ہی پس مولف انوار نے جو نص ومن اصدق
من اللہ حدیثا کے مخالف کذب باری کا امکان معلوم کر کے نص مذکور پیش کر کے امکان کذب باری کا
انکار کیا تو جامع براہین نے قول اون لوگون کا جنکو اوسی نے قائلین امکان کذب خیال و زعم کیا ہی
کیون بمقابلہ نص مردود نجانا کیون مولف انوار کو جو نص من اصدق کے موافق امکان کذب باری کا
انکار کرتے ہین علی الحق و منصور و مظفر نہ کہا کیا جامع براہین صاحب کے نزدیک امکان کذب باری
مخالف نص ہی تب بھی وہ مردود نہین ہی اور امکان کذب کے قائلین اگرچہ اقل قلیل ہون باوجود
مخالفت نص کے اونکا قول معتبر ہی یہہ عجیب بات ہی کہ جس قول سے خدای تعالی مین امکان نقص
و عیب ثابت ہووے اور وہ نص کے مقابل و مخالف بھی ہووے تب بھی معتبر ہو جاوے اور اوسپر طعن
لاعلمی قرار پاوے اور ایسے قول کا انکار موافق نص کے کرین تب بھی اونکا قول معتبر نہووے

اور نص

اور نص کیطرف اسوقت مین کچھ التفات نہ کیجاوے یہ معاملہ برعکس ہوگیا بیان عدم التفات طرف نص لازم آیا اور طرفہ یہ ہی کہ نص کی کوئی تاویل بھی حق و باطل جامع براہین نے ایسی بیان نکی جس سے معلوم ہوکہ قول امکان کذب باری تعالی مخالف اس نص کے نہین ہی اس سے لازم آیا کہ قول امکان کذب باری نص کے مخالف ہی تب بھی جامع براہین کے نزدیک ایسا معتبر ہی کہ اوس پر طعن کرنا بے علمی ہی ایسے لوگونکے ایمان پر افسوس ہی کہ آنحضرت صلعم کے میلاد شریف کی محفل کے بارہ مین باوجود عدم مخالفت کسی نص کے اپنے زعم فاسد و فہم ناقص مین مقابلہ نص کا ٹھہراکر تعامل و استحسان علما لاکھون وکروڑون وتمام دنیا کو مردود بتاوین اور امکان کذب باری تعالی کے بارہ مین باوجود مخالفت نص کے اپنے زعم مین قائلین اوسکی مقرر کرکے باوجودیکہ درحقیقت کوئی اوسکا قائل نہین ہی عقلاء مین سے سوائے دو چار وہابیہ حمقاء کے اون قائلین مفروضین کے قول کے مقابلہ مین نص کی طرف التفات نکرین اور موافق نص و اتفاق عقلاء کے کہنے والون پر طعن کرین اور با اینہمہ ادعاء ایمان ہی خوب خدا و رسول کی قدر ان لوگون نے پہچانی ہے **بارہوین خطا** جو شخص یہہ کہتا ہے کہ کذب باری تعالی ممکن الوقوع ہی لکن فی الحال واقع نہین ہے اوسکے معنے یہ ہوئے کہ ابتک تو جھوٹ بولنا اوسکی صفت نہ تھی لیکن ہوسکتا ہے کہ جھوٹ بولدے معاذ اللہ ہم کہتی ہین کہ جب جھوٹ بولے گا اوسیوقت یہ صادق آئیگا کہ یہہ صفت خدای تعالی مین نہ تھی اب حادث ہوئی اور خدای تعالی محل حادث بنا اور محل حادث قدیم نہین ہوتا ہی اور حال آنکہ خدای تعالے کی ذات قدیم ہی محل حوادث نہین ہے چنانچہ عقائد مین ٹھہرچکا ہے کہ لایقوم بذاته حادث اور اوپر کچھہ بیان اسکا گذر بھی چکا ہی شرح فقہ اکبر کے حوالہ سے **تیرہوین خطا** مومن کو یہ ضرور ہے کہ کہے امنت بالله کما هو باسمائه وصفاته ایمان لایا مین اللہ تعالے پر جیسا وہ ہے اپنے اسماء و صفات کے ساتھ اور اسماء الٰہی مین سے صادق بھی ہی جیسا کہ حدیث ابن ماجہ مین ابوہریرہ سے روایت ہے اور قرآن شریف مین بھی آیا ہی وانا لصادقون اور یہہ عقاید مین مقرر ہے کہ اسمائه وصفاته قدیمه ہین اور ثابت ہولیا ہی کہ جس چیز کا قدم ثابت ہی اوسکا عدم محال ہی بنائعلیہ جناب باری سے سلب صدق محال ہے اور امکان کذب ماننے کو امکان سلب صدق ماننا لازم ہی پس مومن موحد نے جب اللہ کو صادق لایزال مان لیا اب کس منہ سے امکان سلب صدق تسلیم کرتا ہی جس شخص نے امکان سلب صدق تسلیم کیا اوسکا ایمان آمنت باللہ کما ہو باسمائه

پھر کہاں رہا انا للہ وانا الیہ راجعون **چودہوین خطا** آپ سند لاتے ہین ان الاشاعرۃ قائلون بجوازہ **اقول** جامع براہین نے حنفی ماتریدی ہوکر کیون اپنے مطلب نکالنے کو اشاعرہ کیطرف رجوع کیا مذہب اشاعرہ پر علم عقائد مین حنفی جابجا معترض ہین انہ انجملہ یہہ کہ صفات فعلیہ جناب باری تعالی کو اشاعرہ حادث کہتے ہین اور ہم حنفی ماتریدی اونکو قدیم مانتے ہین چنانچہ عبارت ضوء المعانی تصنیف ملا علی قاری مین یہ بات موجود ہے فعلی کونہا قدیمۃ نزاع ثم مذہب ائمتنا الحنفیۃ انہا قدیمۃ ومذہب الاشاعرۃ والمعتزلۃ انہا حادثۃ اور ملا علی قاری کا قول شرح فقہ اکبر سے اوپر اس بارہ مین گذر چکا ہے کہ کل اسما و صفات خدای تعالی کے قدیم ہین ورنہ محال لازم آویگا اس سے اختلاف ہونا درمیان حنفیہ و اشاعرہ کے واضح ہے یہ ایک مثال اختلاف کی دی ہے باقی ایسے اختلافات بہت ہین جسنے کتب عقائد پڑھے ہین اوسکو خوب معلوم ہے اور اس عبارت ملا علی قاری سے یہ بات بھی واضح ہوئی کہ اونھون نے ائمہ حنفیہ کو مقابل اشاعرہ کے ٹہرایا اسلئے کہ حنفی علماء عقائد مین تابع ہین امام ابو المنصور ماتریدی کے فتاوی برہنہ مین لکہا ہے ابو المنصور الماتریدی رئیس الحنفیہ الیہ انتہت ریاستہم انتہی اور وجہ میلان حنفیون کے اونکی طرف یہہ ہے کہ وہ تین واسطہ سے شاگرد امام اعظم رحمہ اللہ کے ہین اسطرح پر کہ ابو المنصور شاگرد ہین احمد بن اسحق کے اور وہ ابو سلیمان کے اور وہ امام محمد کے اور وہ امام اعظم رحمہ اللہ کے اور شرح مقاصد کی فصل رابع فی الامامۃ سے پہلے انکے حق مین یہ لکہا ہے ابو منصور الماتریدی تلمیذ ابی النصر العیاضی تلمیذ ابی بکر الجوزجانی صاحب ابی سلیمان الجوزجانی تلمیذ محمد بن حسن الشیبانی بہرصورت امام اعظم رحمہ اللہ کے بواسطہ شاگرد ہین پس قول ماتریدیہ کو چھوڑکر اشاعرہ کیطرف جانا کوئی وجہ نہین رکہتا سوا اسکے کہ از روئے عناد کچھہ نہ کچھہ صاحب انوار پر نقض کیجئے اور تماشا یہ کہ سب کچھہ کرکے صاحب انوار کا ایک نقطہ بھی نہ مٹا سکے جیسا کہ اوپر تحقیق ہوا اور آیندہ مین آتا ہے **پندرہوین خطا** یہ ہے کہ آپ اشاعرہ کی دلیل لکھتے ہین کہ لانہ لایعد نقصا بل جودا وکرما الخ ایسا ہی دیگر کتب مین لکہا ہے **اقول** اس عبارت و استدلال سے سب صاحبون پر حال خوش فہمی جامع براہین کا کھل گیا کیونکہ اشاعرہ کی دلیل جواز خلف وعید پر یہ لکہی ہے کہ لانہ لایعد نقصا یعنے خلف وعید نقصان کی بات نہین دیکھئے اسمین اشاعرہ انکار کرگئے کہ خلف وعید کو کذب نہ کہنا چاہئے کیونکہ کذب بالاتفاق نقصان کی بات ہے اور سخت قبیح ہے کوئی عاقل کذب کو یہہ نہین کہہ سکتا کہ جود و کرم ہے عرب کا دستور تہا کہ اگر مجرم کیواسطے کوئی سزا معین کرتے جب وقت سزا کا آتا اوسکو معاف کردیتے یہ معاف کرنا اونکا رحمت اور بخشش اور کرم شمار کیا جاتا تہا

اسکی بہت تعریف کیجاتی تھی اس معاف کرنیکو نہین کہتے تھے کہ اسنے جھوٹ بولا اور اب بھی یہی دستور ہے کہ حاکم کسی مجرم کو اپنے قانون مقررہ کے موافق سزا نہ دے تو اوسکو کوئی جھوٹ نہین کہتا ہی معاف کردینا اور بخشدینا کہتے ہین پس اسیطرح اگر خدا کسی گنہگار کو اوسکا گناہ روز قیامت مین معاف کردے تو اوس معاف کردینے کو جھوٹ نہ کہینگے یہ مذہب اشاعرہ کا ہی کہ وہ اسکو جھوٹ نہین مانتے اور اوپر بھی معلوم ہوچکا ہی کہ کذب و جھوٹ کا لزوم اپنے اوپر سے جوابات متعددہ دیگر رفع کرتے ہین پس نہ وہ اس خلف وعید کو جھوٹ قرار دیتے ہین اور نہ جھوٹ کا لزوم اوسمین تسلیم کرتے ہین پس اشاعرہ کے قول سے امکان کذب باری ثابت نہوا یہہ خوش فہمی جامع براہین کی ہے کہ اونکے قول سے امکان کذب باری کا اثبات کرتا ہی **سولھوین خطا** آپ نے رد محتار کی عبارت بقدر مطلب لکھکر قلم کو تھام لیا اوسکے آگے کی عبارت جو ماقبل کے خلاف تھی اوسکو نقل نکیا سب صاحب ملاحظہ فرماوین وہ عبارت ہمنے اقوال سابقہ اپنے مین نقل کردی ہے پھر واسطے یاددہانی کے لکھی جاتی ہے یہہ ہے وصرح التفتازانی وغیرہ بان المحققین علی عدم جوازہ وصرح النسفی بانہ الصحیح لاستحالتہ علیہ تعالیٰ لقولہ وقد قدمت الیکم بالوعید ما یبدل القول لدی وقولہ تعالیٰ ولن یخلف اللہ وعدہ ای وعیدہ وانما یمدح بہ العباد خاصۃ انتہی یعنے کھولکر لکھا علامہ تفتازانی وغیرہ نے کہ علما ثابت کرنے والے حق امر کے قائم اسبات پر ہین کہ خلف وعید جائز نہین ہے اور صاف لکھدیا نسفی نے کہ یہی صحیح ہی اسلئے کہ خلف وعید اللہ تعالیٰ کا محال ہی کیونکہ اوسنے خود کلام الٰہی مین فرمادیا ہی کہ نہین بدلا جاتا قول میرے پاس اور فرمادیا کہ نہین خلاف کریگا اللہ اپنا وعدہ یعنے وعید اور خلف وعید کے ساتھہ ممدوح ہونا خاصہ بندونکا ہی نہ اللہ تعالیٰ کا انتہی مضمون ردالمحتار دیکھیے اسمین صاف ثابت ہی کہ خلف وعید ائمہ محققین کے خلاف ہی پس جب کہ جامع براہین اپنے نزدیک قول اشاعرہ سے امکان کذب سمجھا تھا اور عبارت مین لکھا ہوا ہی کہ اونکا مذہب خلاف محققین ہی جیساکہ ہمنے ابھی عبارت اوسکی نقل کی ہی پس یہ سمجھا ہوتا کہ اوس مقام پر صاحب انوار مذہب محققین کے موافق مذہب مقابل پر طعن کرتا ہی اور مذہب غیر محقق پر طعن کرنا کچھہ عیب کی بات نہین ہی چنانچہ اوپر گذرچکا ہی تفسیر کبیر امام رازی سے کہ اونھون نے واحدی پر خلف وعید ہی کے بارہ مین طعن سخت کیا ہی اور خلف وعید کے جواز مین فساد عظیم و قریب کفر و طعن شریعت و قرآن پر ہونا فرمایا ہے عبارت اونکی اوپر مذکور ہے لکن یہ بات کسطرح سمجھہ مین آتی غیظ و غضب آدمی کی دیدۂ حق بین کو اندھا کردیتا ہے اب ہمسے سنو مذہب محققین یہی ہی کہ خلف وعید

جائز نہین ہی **اولاً** شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر پارہ الم مین فرماتے ہین وآنچہ بعض از ظاہر بینان گفتہ اند کہ خلاف در وعدہ نیک نقصان است در وعید بدکرم ولطف است مبنی است بر قیاس غائب بر شاہد در حق او تعالی کہ مبرا از جمیع عیوب ونقائص است خلاف خبر مطلقاً نقصان است خواہ نیک باشد خواہ بد زیرا کہ لطف وکرم او تعالی را راہی بسیار دارد جائز است کہ معاملہ لطف وکرم نماید وخلف در وعید ہم نہ کند بخلاف آدمیان کہ بسبب عجز بشری بغیر از خلف در وعید الشان را لطف وکرم کردن ممکن نمیشود پس در حق ایشان خلف در وعید بترجیح نقصانی بر نقصان است کہ اشد از نقصان اول است ودر حق او تعالی نقصان محض است بے حاجت بتکمیل فافہم فاشاید جامع براہین دونون پیر ومرید شاہ عبدالعزیز صاحب کو بھی وہی کہدین جو صاحب انوار کو کہا ہے کہ اسپر تعجب کرنا محض لاعلمی ہے اور اسپر طعن کرنا مشائخ پر طعن کرنا ہے اور امام رازی جنہون کا طعن کرنا خلف وعید کے بارہ مین واحدی پر اوپر معلوم ہوچکا ہی اونکو بھی یہ دونون یہی کہدین **ثانیاً** تفسیر خطیب شربینی صـــ مین تحت قولہ تعالی فلن یخلف اللہ عہدہ لکھا ہی فیہ دلیل علی ان الخلف فی خبر اللہ محال **ثالثاً** تفسیر کشاف صـــ۴۴۳ مین تحت قولہ تعالے ذلک جزینا ہم ببغیہم وانا لصادقون لکھا ہی فیما اوعدنا بہ العصاۃ لا نخلفہ کما لا نخلف ما وعدناہ اہل الکتاب **رابعاً** جلالین مین آیہ مذکورہ کی تفسیر لکھی ہی انا لصادقون فی اخبارنا ومواعیدنا **خامساً** بیضاوی صـــ مین ہے انا لصادقون فی الاخبار والوعد والوعید **سادساً** تفسیر کبیر مین تحت آیت وما یبدل القول لدی کی لکھا ہی لا خلف فی ایعاد اللہ تعالی کما لا اخلاف فی میعاد اللہ **سابعاً** تفسیر جمل صـــ مین تحت آیت مذکورہ لکھا ہی المراد بالقول ہو الوعید بتخلید الکافر فی النار ومجازاۃ العُصاۃ علی حسب استحقاقہم **فہم** ان روایات سے بخوبی روشن ہوگیا کہ مذہب حق یہی ہے کہ خلف وعید جائز نہین اور امام رازی کا قول تحت آیت ومن یقتل کے واحدی کے رد مین اوس سے بھی بخوبی واضح ہی کہ خلف وعید جائز نہین ہی پس وہ وجہ ثامن ہوئی **تحقیق انیق** واضح ہو کہ حق سبحانہ نے اپنے کلام پاک مین یہہ فرما ہی ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء اس سے معلوم ہوگیا کہ خدای تعالی کافرونکو ہرگز نہ بخشیگا اور مسلمانون مین جو گنہگار ہونگے جسکو چاہیگا اوسکی گناہ بخشدیگا لیکن اللہ تعالی نے اپنے چاہنے کو ہمپر ظاہر نہ کیا کہ ہم کس کس کو بخشینگے وہ خود اونکو جانتا ہی قیامت کے روز جب اونکے گناہ بخشیگا ہم لوگ جو بے خبر تھے یون جانینگے کہ یہہ خلف وعید ہوا کیونکہ اللہ تعالے نے ان گناہون پر وعید عذاب ارشاد فرمایا تھا اور اسکو کچھہ بھی عذاب نہ دیا اور واقع مین

یہ خلف وعید ہرگز نہین ہوا کیونکہ جب اوسنے گناہونکی سزایان فرمائی تھی وہ خود جانتا تھا کہ فلان فلان آدمی
جنکو ہم بخشینگے وہ اس وعید عذاب سے جوکہ ہم بیان فرماتے ہین مستثنی ہین یعنے خدای تعالی نے وعید عذاب
اونکے غیر کے حق مین فرمایا ہی جنکو بخشدیگا اور سزا نہ دیگا اور اونکے غیر کہ وہ مسلمان گنہگار ہین جنکو بدون
سزا کے نہ چھوڑیگا سزا دیکر چھوڑیگا پس فی الواقع جنکے واسطے اوسنے یہہ مقرر کرلیا ہی کہ سزا دونگا اونکو نہ چھوڑیگا
اور جنکے واسطے یہہ پہلے سے ٹھہرالیا ہی کہ بدون سزا کے بخشدونگا اونکو سزا نہ دیگا اگرچہ وہ دونو فریق جدا
جدا ہمکو نہین بتاتے ہین معین کرکے پس یہ خلاف وعید نہوا فی الواقع خلاف تو جب ہوتا کہ اول سے یہہ اوسنے
مقرر کیا ہوتا کہ مثلا زید کو اوسکے گناہ کے سبب سے دوزخ مین ڈالونگا اور پھر اوسکو نہ ڈالتا اور جب مجملا فرمایا ہی تو
یہہ مقرر ہونا مفہوم نہوا اور بعض فریق کا دوزخ مین جانا لابد ہی اسپر اجماع ہی چنانچہ اوپر شامی وغیرہ سے معلوم
ہوچکا ہی فی الواقع وہ وعید سزا اونہین کو دیجاویگی اور وہی مراد خدای تعالی کے ہین کہ جو گروہ دوزخ مین
جاوینگی اور وہی مشیت سزا کے تحت مین داخل ہین ازل مین ہی اونکی سزا پر مشیت واقع ہوچکی ہی اور جو
بخشے جاوینگے ازل مین ہی اونکی عفو کی مشیت ہوچکی ہی اور خلاف مشیت وارادہ آلہی کے ہرگز نہین ہوسکتا
ہے پس خلاف وعید فی الواقع نہین گو ہم لوگ اپنے عدم علمی سے خلاف سمجھین خلاصہ ہوا کہ جمیع وعیدات
آلہی کافرین کے حق مین جزمی اور قطعی ہین اور مسلمانون کے حق مین جب ہین کہ خدای تعالی نے اونکے عفو کو
نہ چاہا ہووے کہ وہ مشروط بشرط عدم عفو ہین یہی امام رازی تفسیر کبیر جلد دوم ص۱۱ مین فرماتے ہین جمیع الوعیدات
مشروطة بعدم العفو فلا یلزم من ترکہ دخول الکذب یعنے تمام وعیدات شرط کئے گئے ہین ساتھہ
عدم عفو کے پس اگر کسیکے نسبت اللہ تعالی نے عفو ہی ازل مین جان لیا اور اوسپر مشیت وارادہ ازلیہ واقع
ہوچکا ہی اور اوسکے موافق اظہار روز قیامت کو کردے تو اس معافی سے کلام آلہی مین کذب نہین داخل
ہوسکتا ہی یعنے یہہ نہین کہہ سکتے کہ یہہ کذب ہوا خدای تعالی سے معاذ اللہ معاذ اللہ بلکہ یہہ کہینگے کہ یہہ
مصداق یغفر مادون ذلک لمن یشاء کا ہوا اقوال سابقہ مین یہی تکمیل الایمان شیخ عبدالحق محدث
دہلوی وغیرہ سے معلوم ہوچکا ہے کہ خلف وعید مین کذب لازم نہین آتا ہی اب طالبان حق خیال
فرماوین کہ اس تقریر کے موافق مسلمان کا گناہ بھی معاف ہوگیا اور کذب بھی جو جمیع اہل ملل کے نزدیک
ناجائز تھا حق سبحانہ اوس سے منزہ اور مقدس بالکل بے لوث رہا تعالی اللہ عما یقول الظالمون علوا کبیرا
اب اختلاف اشاعرہ غیر محققین وماتریدیہ مین اتنا باقی رہا کہ علماء ماتریدیہ اسپر ہین کہ خلف وعید کا اطلاق
ہرگز جائز نہین ہے کیونکہ اوپر تحقیق ہوچکا کہ وہ درحقیقت خلف وعید نہین ہے اور علماء اشاعرہ غیر محققین نے

اوسپر اطلاق خلف وعید کردیا کیونکہ ظاہر نظر وبین ایسا ہی نظر آتا ہی گو درحقیقت نہین ہی جیساکہ اوپر گذرا
اور امام رازی کے قول سے تم معلوم کرچکے کہ موافق مذہب اشاعرہ کے بھی کذب لازم نہین
آتا ہی لقولہ فلا یلزم من ترکہ دخول الکذب اور اسیطرح شرح عقائد کے محشی خیالی نے اشاعرہ
کیطرف سے توجیہ کی ہے اذا اخبر بالوعید فاللائق بشانہ ان یبتنی اخبارہ علی المشیۃ وان لم
یصرح بذلک۔ فلا کذب ولا تبدیل یعنے شان کریم سے یہہ ہی کہ جب وہ خبر دے
مجرم کو ساتھ وعید یعنے سزای جرم کے مبنی کری اس اخبار کو مشیت پر یعنے اگر ہم چاہین گے تو
یہہ عذاب دینگے پہر اس صورت مین نہ کذب لازم آتا ہی کہ خدای تعالی نے جہوٹ بولا ہے
معاذ اللہ اور نہ تبدیل لازم آتی ہی کہ خدای تعالی نے اپنے کلام کو بدل دیا انتہی اور ایسے ہی اوپر
تکمیل الایمان سے گذر چکا ہی جس سے کذب و تبدیل کا لازم نہ آنا قول اشاعرہ قائلین خلف وعید سے
ظاہر ہے دیکہئے سب علما خلف وعید کے ساتھ کذب اور تبدیل کو اشارہ سے دور کرتے ہین
افسوس جامع براہین پیر و مرید دونون بے ساختہ بول اوٹھے جو چاہا اور ذرا کتب دینیہ کا مطالعہ نکیا
او رحق سبحانہ جزای خیر دے صاحب انوار کو کہ ہدایۃً لاہل الاسلام قواعد اسلامیہ و فوائد دینیہ
انوار ساطعہ مین بیان کردے کہ جسمین عناد معاندین اور فساد مفسدین سے ذرہ بہر بل نہین
آسکتا ہی **سترھوین خطا** آپ فرماتے ہین کہ پس اسپر طعن کرنا مؤلف کا پہلے مشائخ پر
طعن کرنا ہی **اقول** صاحب انوار نے اشاعرہ پر خلف وعید کا طعن نہین کیا بلکہ امکان کذب پر
طعن کیا ہی اور جو شخص اللہ کی ذات پاک مین امکان اور قابلیت کذب ثابت کرے پہر مؤمن موحد
اسپر طعن نہ کرے ہم اوسکے ایمان پر افسوس کرتے ہین اور اشاعرہ کے کلام مین امکان کذب کے
الفاظ نہین بعض علما نے بنظر ظاہر خلف وعید کے لفظ سے اونکو الزام کذب باری دیا تہا
تو اونکے جواب دوسرے علما مانند علامہ خیالی وغیرہ نے خلف وعید کی حقیقت سمجہا دے کہ
وہ امکان کذب کے عقیدہ سے پاک ہین اونپر یہہ لازم نہین آتا ہے **اٹھارھوین خطا**
صاحب انوار نے یہہ مضمون لکہا ہی کہ کوئی جناب باری پر امکان کذب کا دہبا لگاتا ہی انوار ساطعہ
موجود ہے پڑہکر دیکہلو پہر اسکو جامع براہین نے کیون اسقدر طول دیا ہم کہتے ہین کوئی مسلمان
سچے دل اور سچی زبان والا انصاف سے کہدے کہ خداوند کریم کو امکان کذب کی نسبت کرنے سے
یہ دہبا لگتا ہی یا نہین اور صاحب انوار نے سوائے لفظ دہبا لگانے کے اور کوئی طعن نہین کیا اور یہ

بات حق صاحب انوار نے لکھی اونکو فقط حق بیان کرنا منظور ہی کسی پر طعن کرنا مد نظر نہین ہی اگر امر حق
بیان کرنے مین کسی پر طعن ہو جاوے تو صاحب انوار پر کیا مواخذہ ہی جامع براہین مفت مین ژاژ
خائی کرتا ہی تمام بلاد کے علما و لاکھون و کروڑون کے فتوی اور تمام دنیا کے علما کی عمل و اعیان
علما و صوفیہ کرام کے فعل کو محفل میلاد شریف کے بارہ مین مردود کہتا ہی چنانچہ اوپر گذر چکا ہے
مع حوالات صفحات کے تو اوسکو طعن مشایخ پر نہین جانتا ہی اور خدای تعالی کے تنزیہ کذب سے بیان کرنیکو
طعن زعم کرتا ہی بر این فہم و دانش بباید گریست **اونتیسوین خطا** آپ فرماتے ہین اور اسپر
طعن کرنا نہایت لاعلمی ہی **اقول** ناظرین رسالہ ہذا اسوقت تک جو طرفین کا کلام نقل ہوا ہی دیکھکر
خود سمجھہ جاوینگے کہ لاعلمی کسکی طرف ہی اپنے منہ سے کیا کہین مشک آن است کہ خود ببوید نہ آنکہ عطار
بگوید اور جب مولوی رشید احمد صاحب نے رسالہ جامع الشواہد پر کہ اوسمین غیر مقلدین کے عقائد و
اعمال کا بیان بطور طعن کرنیکے کیا ہی اور اول مسئلہ اوسکا یہی ہے کہ وہ امکان کذب کے
قائل ہین مہر کر دی اور طعن کرنیوالونمین امکان کذب باری تعالی کے قائلین پر شامل ہو گئے
تو اوسوقت لاعلمی محض مولوی صاحب کی ہوئی یا نہین کچھہ بھی عقل ہے تو کہدو یا انکار کر جاؤ کہ ہمنے
اسپر مہر یا دستخط نہین کئے ہین لیکن سال گذشتہ تک خاموش رہنا اس انکار سے آپ پر شاہد عدل ہی
کہ یہہ انکار آپکا صحیح نہین ہی اب سخنوران مہذب اور سنجیدہ گویان مؤدب کی خدمت مین ایک امر انصاف
طلب پیش ہوتا ہی یعنے انوار ساطعہ مین ایک عبارت مولوی رشید احمد صاحب کی آئی ہی تو صاحب انوار نے
اس تہذیب سے اوسمین کلام کیا ہی کہ باید و شاید یعنے یہ لکھا ہی کہ اس کلام کی رکاکت اور سخافت سے
معلوم ہوتا ہی کہ یہہ کلام مولوی رشید احمد صاحب کا نہین ہی اسلئے کہ اوسمین یہ رکاکت ہی اور یہہ
اعتراض ہی نو دس باتین کثیف و سخیف جو اونکی تین چار سطرونمین بھری ہوئی تہین بیان کرکے
آخر مین لکھا کہ ہم ایسا گمان اونپر نہین لیجاتے کہ یہہ عبارت اونھون نے لکھی ہوگی اور جو کوئی خواہ
نخواہی اونکو نشانہ ان اعتراضات کا بناوے اور یہہ عبارت اونکے ذمہ لگاوے اوسکو اختیار ہی
انی بریٔ مما یعملون انتہی دیکھئے اس عبارت مین کیا بلاغت اور کیا متانت اور کیا تہذیب ہی لیکن
اون حضرت سے اس کلام مہذب کی بھی برداشت نہوئی اوسکا انتقام اسطور پر لیا کہ صاحب انوار نے
خدای تعالی کی تصدیق مین کوشش کی تو حضرت جی نے عناد مین آکر اوسکو بھی رد کیا امکان کذب کا
ثبوت دیا صاحب انوار نے تین رکعت وتر کی لکھی تو آپ نے ایک رکعت ثابت کی علاوہ براین توہین

اور تحقیر اور تجہیل صاحب انوار کی اسقدر کی ہی کہ اگر کوئی شخص اس کتاب براہین قاطعہ سے مضامین جدا کرے اور صاحب انوار کی ہجو اور مذمت اوسمین سے نکالکر علیحدہ کرے تو اغلب ہی کہ چوتھائی کتاب تبرا سے بھری ہوئی نکلے گی لا علم جاہل بے حیا بے شرم حق پوش خائن وغیرہ ایسے ایسے جلے بھنے الفاظ سینہ تصوف گنجینہ سے نکالے ہین کہ العظمۃ للہ لوگ اونکو صوفی اور عالم لکھتے ہین مقتضائے عالمیت کا یہی تھا کہ لغو سے پرہیز کرکے نصیحت کرتے غیظ وغضب مین یہہ آیت بھی یاد نرہی ادع الی سبیل ربك بالحکمة والموعظة الحسنة اور مقتضائے فقر وتصوف یہہ تھا کہ اگر کوئی برا بھی کہتا تو صبر کرتے فقیر لوگ بد لا لینا تو کیسا رنج کرنے کو بھی منع کرتے ہین اور یہہ لکھتے ہین ؎ عارف کہ برنجد تنک آب است ہنوز ✣ اور دوسری جگہہ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے ؎ شنیدم کہ مردان راہ خدا ✣ دل دشمنان ہم نہ کردند تنگ ✣ اور کسی عارف باللہ نے فرمایا ہی ؎ وفا کنیم و ملامت کشیم وخوش باشیم ✣ کہ در طریقت ما کافریست رنجیدن ✣ بنا برعلیہ اگر صاحب انوار کیطرف سے کچہہ کج ادائی بھی ہوئی تو یہہ حضرت فضول و لغو سے کنارہ کرکے محض نصیحت فرمادیتے قال السعدی ؎ اگر من ناجوان مردم بکردار ✣ تو برمن چون جوان مردان گذر کن ✣ اور فرماتے ہین ؎ بدی را بدی سہل باشد جزا ✣ اگر مردی احسن الی من اسا ✣ لکن آپ ایسے کہان تھے معاملہ بالعکس ہوا کہ صاحب انوار نے اونکا نام تک مخفی رکھا کہ یہہ کلام مولوی رشید احمد صاحب کا معلوم نہین ہوتا ہے اور آپنے اوسکے جواب مین یہ کیا کہ صاحب انوار کا نام صراحۃً لکھکر تبرا کیا اور اسقدر کہ چوتھائی کتاب کو بدگوئی سے بھر دیا اور ہم سب مضامین کو اونکی طرف منسوب اسلئے کرتے ہین کہ مشہور عام یہی ہی کہ یہہ کتاب اونھون نے خود اپنے مرید مولوی خلیل احمد صاحب کے نام سے لکھی ہی بالفرض والتقدیر اگر وہ اس سے انکار فرمادین تو یہہ بات ہرگز کتاب سے مٹنے والی نہین کہ اوسمین اہل مطبع نے صاف لکھدیا کہ یہہ رسالہ با مر مولوی رشید احمد صاحب چھپا ہی دوسرے یہ کہ آخر مین مولوی رشید احمد نے لکھا ہی کہ مین نے اول سے آخر تک اسکو بغور دیکھا ہی چنانچہ ہم اوسکا ذکر اوپر کر چکے ہین پس اگر تسلیم بھی کرلین کہ جناب صاحب آپکے مرید نے یہہ کتاب لکھی لیکن آپ تو اول سے آخر تک بغور دیکھکر اوسکے مضامین کاذبہ اور سب وشتم و فضول ولغو وغیرہ کو نور علم قرار دیکر پھر ایسے مطالب باطلہ کیلئے دعای مقبولیت کرکے اوسکو سعی تمام سے چھپوا کر عمدہ طرح پر طرفدار اور ذمہ دار ہوگئے اور کیونکر نہو نے مرید کو جو کچہہ حاصل ہوتا ہے پیر سے ہی حاصل ہوتا ہی مریدون کی زبان حال پیر و مرشد کی جناب مین یون نغمہ سرائی کرتی ہے

ہ میرے مرشد مین گھر سے کیا لایا + ہی یہہ سب کچھہ حضور کی مایا + اور اگر یہہ مضامین مریدہی کی ہوتی تو ہدایت فرما کر کتاب سے نکلواتے سبکو کٹواتے اگر مرید اونپر قلم نہ پہیرتا تو خود اوسکو نہ چھپواتے ذمہ دار و طرفدار نہوتے لیکن چونکہ یہہ باتین ہر گز نہین ہوئین تو اصل مدعا ظاہر ہوگیا ہ راز کتنا ہی چھپایا جائے افشا ہوگیا + آب ہم مدعا اصلی پر آوین براہین قاطعہ مین جابجا صاحب انوار کو بے علم لاعلم جاہل وغیرہ الفاظ سے یاد کیا ہی اور اس مقام پر بھی لاعلمی صاحب انوار کی ثابت کی کہ عبارت ردمحتار در باب خلف وعید نقل فرمائے تاکہ لوگ جانین کہ صاحب انوار کو کتب بسیط پر عبور نہین ہی حال آنکہ دیکھو خود جامع براہین ۱۲۲ صہ میں اقرار کرتا ہی اور یہہ لکھتا ہی کہ مولف کو یعنے صاحب انوار کو اس مقام پر ردمحتار پر نظر ہی انتہی اور صہ ۱۳ سطر ۵ مین لکھا ہی عالمگیریہ پر مولف کی نظر ہے اور صہ ۲ سطر ۱۴ مین تحصیل علم صاحب انوار کی خود سند لکھی کہ مولوی احمد علی صاحب محدث سہارنپوری اور مولوی سعادت علی صاحب سہارنپوری اور مولوی شیخ محمد صاحب محدث تہانوی سے تحصیل علم کی ہی انتہی گو اوس مقام پر ازروی عناد کیسی ہی الفاظ سے لکھا لیکن اسناد اونکے تحصیل علم کی ان اساتذہ مشہورین سے گذار دی اور واضح ہو کہ جناب مولانا شیخ محمد صاحب محدث سے مولوی رشید احمد صاحب نے بھی حدیث پڑھی تھی صاحب انوار اور وہ دونون استاد بہائی ہوئے اور صہ ۵۱ سطر ۵ براہین مین ثابت کر دیا کہ یہہ دونون باہم پیر بہائی ہین اور واضح ہو کہ مولوی احمد علی صاحب محدث سے مولوی قاسم صاحب نانوتوی نے بھی حدیث پڑھی تھی اور صاحب انوار نے بھی اور مولوی سعادت علی صاحب سے مولوی احمد علی صاحب محدث نے شروع مین علم پڑھا ہے اس طریق سے وہ استاد بھی ہوگئی غرض یہ کہ جامع براہین نے اس مقام پر اسناد تحصیل صاحب انوار گذاری اور صہ ۱۳ سطر ۳ لکھتے ہین پہر جو احقر نے لکھا ہی تمام کتب شرعیہ مین موجود ہی اور خود مؤلف بھی یعنے صاحب انوار اسکو جانتا ہی انتہی الحاصل اگرچہ وہ لفظ جاہل اور بیعلم وغیرہ لکھکر لوگو نکے دلون مین تحقیر اور توہین صاحب انوار کے جماتے ہین لیکن امر حق مین ایک تاثیر ہے کہ وہ بے اختیار حق پوشونکی زبان سے بھی ٹپک ہی جاتا ہی بناء علیہ جامع براہین سے جابجا ایسے الفاظ بے اختیار نکل گئے کہ جس سے صاحب انوار کی اسناد تحصیل علم مین بھی معلوم ہوگئی اور نظر کتب مبسوطہ پر ظاہر ہوگئی اور یہہ بھی خوب ظاہر ہوگیا کہ جامع براہین نے جو عبارت ردمحتار نقل کی ہی وہ خود اوسکا مضمون تحقیقی نہین سمجھے اور صاحب انوار اوسکی ماہیت بہت ٹھیک سمجھے ہوئے ہین اسلئے کہ اونہون نے اشاعرہ کے خلف وعید پر نہین بلکہ کذب پر طعن کیا ہے **پیسوین خطا** یہہ کہ جب ثبوت امکان کذب وعید کی

سند گذار کر خوب زور لگایا ہی تو یہہ جاننا چاہئے کہ مومنین کو امید جنت سے بھی سخت مایوس بنایا ہی
کیونکہ جو خلف وعید پر قادر ہی وہ عقلاً خلاف وعدہ پر بھی موافق مسلک جامع براہین کی قادر ہے
تم خود میاں جامع براہین امکان نظیر کے بارہ مین لکھتے ہو ان اللہ علی کل شیئ قدیر جب کل شئے مین
ایسا عموم مانا کہ خلف وعید کو اوسمین شامل جانا ہی تو خلاف وعدہ کے شمول کو کسطرح انکار کرسکتے
ہو اسکو شامل ماننا بھی ضرور ہوا اور خبر وعید کا خلاف جیسے عقلاً درست ہوا تو خلاف خبر وعدہ کا
کیونکر عقلاً درست نہو گا اور جود وکرم کو علت خلاف خبر وعید قرار دیتے ہو تو خلاف خبر وعدہ مین
بھی ایسی وجہ مانند مصلحت کے نکل سکتی ہی جیسا کہ امام رازی سے اوپر گذر چکا ہی در بارہ رد واحدی کے
اور ایسے ہی کافرین کی وعید مین بھی جود وکرم کو وجہ جواز خلف وعید بنا کر خلاف وعید کافرین کا
بھی قائل ہو جانا تم پر لازم ہی آور بھی جود وکرم وجہ خلف وعید مومنین ہی تو عرفاً وعادتاً ہی نہ عقلاً
پس مومنین تو مایوس ہوئے دخول جنت سے اور کافرین کو خوف دوزخ نرہا پس تمنے اس عقیدہ
کذب باری کے امکان سے بیخ دین محمدی صلعم کے اوکھاڑنا چاہئے اور جسقدر اخبار وقصص
قرآن مین موجود ہین جب کذب باری ممکن ہوا تو ممکن ہر وقت ممکن ہوتا ہے اسلئے کہ انقلاب
ماہیت مفہومات ثلاثہ ممکن وواجب وممتنع مین محال ہے پس کذب بارے کی تقدیر پر کہا جاسکتا
ہے کہ معاذ اللہ جسقدر جزین قرآن مین ہین ممکن ہے کہ جھوٹ ہون کوئی دلیل
اسکے رفع کی بر تقدیر مذکور موجود نہین ہے اور ایسے ہی جب کذب باری ممکن ہوا تو بعد کاذب پر
اظہار معجزہ کا جائز ہوگیا اسلئے کہ بعد کاذب پر امتناع معجزہ کا تو اسواسطے ممتنع تہا کہ امکان کذب کا
نہ تہا چنانچہ اوپر عبارت حاشیہ باجوری ومسلم الثبوت سے واضح ہوگیا ہے پس ثبوت نبوت
وقرآن کے اخبار کا کچہ اعتبار نرہا اس سے بڑہکر اور کونسی بے دینی ہوگی جس سے یہ استحالات لازم
آوین کہ نبوت کا ثبوت بھی نہو سکے اور قرآن کے اخبارات کا کچہہ اعتبار نرہے ایسے لوگون کے
ایمان پر ہم افسوس کرتے ہین **اکیسوین خطا** یہہ کہ ہان حق تعالی کو اپنی مخلوق کہ مثل
پیدا کرنے پر قادر نہونا آجتک کسی اہل علم نے نہ کہا تھا **اقول** کسی مخلوق کے مثل پیدا ہونے
یا نہونے مین کلام نہین سوائے نظیر حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے سبحان اللہ
جامع براہین کا ادب دیکھنے کے قابل ہے کہ حضرت ختم النبوۃ علیہ الف الف تسلیم وتحیہ کو کن الفاظ
مابہ الامتیاز سے تعبیر کرتا ہے کہ اپنے مخلوق کی مثل الخ واضح ہو کہ اللہ تعالی نے اپنے رسول مقبول

صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبین فرمایا بناءً علیہ اہل سنت وجماعت نے کہا کہ اب کوئی نبی بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدا نہوگا کیونکہ اگر خدا نبی بعد آپ کے پیدا کریگا تو ظاہر ہے کہ اب وہ خاتم ہوجائیگا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت باقی نرہیگی پس جناب باری کے کلام مین کذب لازم آویگا اور جھوٹ بولنا خدای تعالی کا محال ہی بناءً علیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مثل کا پیدا ہونا بھی محال وممتنع ہی اور طرف مقابل کے ضدی آدمی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے الفاظ لکھتے ہین کہ وہ ہمارے بھائی ہین ہمارے طرحکے بشر ہین ایسے مخلوق ہین جیسے ہم ہین اونکو سخت ناگوار ہے کہ آپ کو بے نظیر کہا جاوے کیونکہ کسی چیز کو بے نظیر کہنا اوسکے کمال وخوبی پر دلیل ہی اگر اونکو ایسا مانا گیا تو پھر بھائی کسطرح بنینگے ایسے لوگ کہدیتے ہین اگر خدا چاہے تو سیکڑون مثل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا کردے کیونکہ ان اللہ علی کل شیئ قدیر اور جب جواب دیجیے کہ آنحضرت صلعم تنہا خاتم النبیین مقرر ہوچکی لقولہ تعالے ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور بدون تعذر معنے حقیقی کے معنے مجازی لینا درست نہین ہین کما تقرر فی مقرہ اور معنے حقیقی خاتم کے یہی ہین کہ سبکے آخر ہووا اور جس کے فرض ووقوع سے محال لازم آوے وہ محال ہوتا ہی کما لایخفی علی الماہر پس اگر کسی دوسرے نبی کا وقوع بعد آنحضرت صلعم کے مانا جاوے تو خلاف مقرر لازم آویگا کہ فرض ومقرر یہہ کیا تھا کہ آنحضرت صلعم خاتم ہین اب وہ نبی خاتم ہوجاوے گا آنحضرت صلعم خاتم نرہینگے اور انکا خاتم نہونا باطل ہے کہ خلاف مقرر ومفروض کے بھی ہوا اور کلام الٰہی مین کذب بھی لازم آیا جو محال ہے تمام عقلا کے نزدیک بسبب نقص وعیب ہونیکے اور یہہ محال فرض ووقوع مثل آنحضرت صلعم سے لازم آیا اور مستلزم محال کو محال ہوتا ہی پس مثل آنحضرت صلعم محال ہوا تو ضدی آدمی کہدیتے ہین کہ کذب باری تعالی جو لازم آیا وہ محال نہین ہی بلکہ ممکن ہی پس وقوع دوسرے نبی کا بعد آنحضرت صلعم کے محال نہوا اور کذب کے ممکن ہونیکی دلیل بھی یہی آیت ان اللہ علی کل شیئ قدیر معاذ اللہ معاذ اللہ اور جب اونپر اعتراض پڑتے ہین تو ایک بزرگ کے سند لاتے ہین سبحان اللہ کلام رسول اللہ صلعم تو آپ بلا اسناد صحیح تسلیم نہین فرماتے اور ایک بزرگ کا کلام وہ بھی کیا معلوم اونکا ہے یا کسینے ملا دیا ہی اور اگر اونہی کا ہی تو کس جذبہ و کس حالت مین کہا ہی اوسکی ٹٹی پکڑکے اپنا مطلب بناتے ہین بہرکیف وہ جو چاہین کہین ہم بوجہ ادب جناب باری تعالی کے یہ لفظ نہین کہہ سکتے کہ اگر خدا چاہے تو معاذ اللہ اپنے کلام کو جھوٹا کردے سیکڑون مثل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا کردے سب عاقل جانتے ہین کہ اسمین نہ کوئی صفت عالیہ اللہ تعالی کی نکلتی ہی نہ صفت عظمت جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بناءً علیہ ہم تو یہی کہینگے کہ خدا ایک بھی نبی اب پیدا نہ کریگا اسکو یہہ صاحب جل جلالہ جو چاہین ارشاد فرماوین خواہ یہ اتہام لگاوین کہ اونھون نے خدا کو عاجز سمجھا ہی خواہ یہ بہتان باندہین کہ خدای تعالے کی قدرت کے قائل نہین جو شخص دانا ہوگا وہ ہمارے اعتقاد کو سمجھ لیگا کہ مراد کیا ہی اور امید قوی ہی کہ سخن نہمان

دقیق نظر یہ بھی سمجھے گئے ہونگے کہ جامع براہین نے اول امکان کذب باری ثابت کیا اوسکے بعد حضرت صلعم کے مثل
پیدا کرنیکا مسئلہ کیون لکھا اسکی وہی بنیاد ہی جو بندہ اوپر عرض کرچکا ہی استغفر اللہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ اللہم صلی علی محمد
صلے اللہ علیہ وسلم **بائیسوین خطا** آپ فرماتے ہین جیسا اس سیزدہم صدی کے مبتدعین نے کہا ہے **اقول**
اللہ رے غفلت اول خود جناب باری تعالی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا خاتم النبیین اسکے معنے یہہ ہین
کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہوگا پہر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا ختم بی رسل انا خاتم النبیین کذا فی الصحیحین
بعد ازان حضرت امام اعظم کے وقت مین ایک شخص نے دعوی نبوت کیا اوسنے لوگون سے کہا کہ مجھکو مہلت دو
مین علامت نبوت تمکو دکھا دون حضرت امام صاحب نے حکم فرمایا کہ جو شخص اس سے نشان نبوت اور معجزہ طلب کریگا
وہ اوسیوقت کافر ہوجائیگا اسلئے کہ جو شخص اوس سے معجزہ طلب کرے گا یہہ بات ثابت ہوگی کہ وہ دوسرے نبی کا ہونا
بعد آپ کے ممکن الوقوع سمجھتا ہی حال آنکہ آپ فرماچکے ہین لانبی بعدی یہہ قصہ امام صاحب کا تفسیر روح البیان مین ہے
اور عقائد اہل سنت کی پرانی کتاب مین جسکو حضرت نظام الدین اولیا قدس سرہ نے بھی پڑہا ہی اور قدما اہل سنت مین
اوسکا درس جاری رہا یعنے کتاب تمہید ابو شکور مین لکھا ہی من ادعی النبوۃ فی زماننا یصیر کافرا ومن طلب منہ المعجزۃ
فانہ یصیر کافرا لانہ شک فی النص یعنے جو کوئی دعوی کرے نبوت کا اب وہ کافر ہوجائیگا اور جو کوئی اوس سے معجزہ
مانگے وہ بھی کافر ہوجائیگا کیونکہ اوسنے آیت وحدیث مین شک کیا چنانچہ اسی کے موافق صاحب انوار نے اپنی کتاب
مظہر الحق جو واسطے تعلیم عقاید ومسائل ضروریہ نماز کے آخر تیرہوین صدی یعنے ۱۲۸۴ھ مین تالیف کی ہی لکہا ہی
شعر نبی بعد حضرت نہوگا کوئی + سمجھ خاتم الانبیا ہین وہی + نہین شرع مین مصطفے کے سوا + کسیکا لقب
خاتم الانبیاء + اور اسیطرح صاحب انوار نے اپنی دوسری کتاب مسمے بہ بہار جنت مین لکھا ہی **شعر**
نبی ایسا بھیجا بشیر ونظیر + ہوا ہے نہو جسکا ہرگز نظیر + اور حضرت شاہ ولی اللہ لکھتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
کہ مہر پیغمبران است بعد از وے ہیچ پیغمبر نباشد اور علامہ توربشتی نے معتمد مین تحریر فرمایا ہی وآنکس کہ گوید بعد ازین
نبی دیگر بود یا ہست یا خواہد بود وآن کس کہ گوید کہ امکان دارد کہ باشد کافر ست این ست شرط درستی ایمان
بخاتم انبیا محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وذریاتہ انتہی ولنعم ما قال واصل رَبُّنَا اللّٰہُ لَا عَدِیْلَ لَہٗ
جَلَّ شَانُہٗ کَیْفَ لَا یَنْتَہِیْ لَہٗ × سب صاحب سن چکے کہ وقت نزول کلام ربانی سے تیرہوین
صدی تک عرب وعجم مین سبکا یہی مذہب رہا ہی افسوس ہی کہ جامع براہین اوسکو تیرہوین صدی کے مبتدعین کا
عقیدہ بیان فرماتے ہین تو اونکے نزدیک صاحب انوار سے لیکر اوپر تک سب اہل سنت جنکا اس عقیدہ پر اجماع
ہے بدعتی ٹہرے معاذ اللہ معاذ اللہ خدا جانے یہ عناد صاحب انوار کا انکو کہان کہان ٹہوکرین کھلائیگا

تیئیسوین خطا آپ فرماتے ہین عجز قادر مطلق کے مقر ہوئے اوران اللہ علی کل شیئی قدیر کے خلاف عقیدہ ٹھرایا
اقول جو لوگ یہہ بات لکھتے ہین کہ دوسرا خاتم ممتنع ہی بسبب لزوم خُلف و کذب باری کے کما مر آنفا اور امام صاحبؒ کا
قصد بھی اسی پر دلالت کرتا ہی کہ ممتنع ہی ورنہ امر ممکن کے طلب سے کفر کا لزوم کسطرح ہوسکتا ہی اشقیاء ازلیہ مانند
ابی جہل کے ایمان نہ لانے کے خدای تعالی نے خبر دی فھم لا یؤمنون فرمایا اور اوسکے عدم ایمان کو خدا یتعالی
نے جان لیا تہا تاہم امکان ذاتی کے سبب سے اوس سے طلب ایمان جائز رہا کفر نہوا اور اشاعرہ تو تکلیف بالمحال کی ہے
اسکو دیکھکر قائل ہوگئے پس امکان ہوتا تو یہان بھی طلب معجزہ سے کفر لازم نہ آتا جیسا کہ ابی جہل سے ایمان کے
طلب مین کفر و فسق لازم نہین آتا ہی پس اس قصد امام صاحب سے بھی امتناع ہی ثابت ہوتا ہی دوسرے خاتم النبیین
یعنے نظیر و مثل آنحضرت صلعم کے ممتنع لکھنے والونکے حق مین یہہ ہرگز مستقیم نہین ہی کہ وہ قادر مطلق کے عجز کے مقر ہوئے
اوران اللہ علی کل شیئی قدیر کے خلاف اونہون نے عقیدہ ٹھرایا ہے اسلئے کہ عجز کا اقرار تو اوسوقت لازم آتا اور خلاف
آیت کے تو جب ہوتا کہ دوسرے خاتم حقیقی کو ممکن بالامکان الخاص جانکر اور مانکر کہتے کہ تحت قدرت دوسرا خاتم نہین
ہے اسواسطے کہ ممکن بالامکان الخاص وظیفہ قدرت و ارادہ الٰہی کا ہی اوسکو تحت قدرت نجاننا خدای تعالی کو عاجز کہنا ہی
اور جب خاتم حقیقی دوسرا اونکے نزدیک ممتنع و مستحیل ہے تو وہ وظیفہ تعلق قدرت کا نہین ہی اونکے نزدیک کیونکہ علماء
نے تصریح کی ہی محال تحت قدرت نہین ہی اور واجب بھی تحت قدرت نہین جیسے واجبات و مستحیلات اوسکے وظیفہ مین سے
نہین ہین جو تحت قدرت نہونے سے عجز لازم آوے مقدمہ عقائد سنوسیہ مین ہے بیچ بیان صفات باری تعالی کے
وھی القدرۃ والارادۃ المتعلقان بجمیع الممکنات والعلم المتعلق بجمیع الواجبات والجائزات والمستحیلات
اس سے واضح ہی کہ قدرت و ارادہ فقط ممکنات سے ہی متعلق ہوتے ہین اور علم واجب و جائز و مستحیل تمام سے متعلق
ہوتا ہے پس ظاہر ہوا کہ واجبات و مستحیلات قدرت و ارادہ سے متعلق نہین ہوتے ہین اسکے تحت مین حاشیہ باجوری مین
قدرت کی یہہ تعریف لکھی ہی ہی صفۃ وجودیۃ قائمۃ بذاتہ تعالی یتاتی بہا ایجاد کل ممکن و اعدامہ اس سے بھی
یہہ ظاہر ہے کہ ایجاد و اعدام ممکن ہی کا صفت قدرت سے حاصل ہوتا ہے اور قولہ لجمیع ممکنات کے تحت مین
حاشیہ باجوری مین لکھا ہے کہ ممکن سے مراد ممکن خاص ہے اور ممکن عام مراد لینا صحیح نہین ہے تاکہ واجبات
و مستحیلات داخل نہو جاوین کہ انکے ساتھ یعنے واجبات و ممکنات کے قدرت و ارادہ متعلق نہین ہوتا ہی اسلئے
کہ واجبات و مستحیلات قدرت و ارادہ کے وظیفہ مین سے نہین ہین اور اسلئے کہ قدرت واجبات و مستحیلات سے
متعلق ہوگی تو یہ فساد لازم آویگا کہ خدای تعالی اپنے ذات کے معدوم کرنے پر اور سلب الوہیت پر بھی قادر
ہوگا اور اون مبتدعہ کا قول بھی ساقط ہوتا بیان کیا جو کہتے ہین کہ خدا یتعالی اخذ ولد پر قادر ہے اگر اخذ ولد یعنے بیٹا بیٹی اپنا

بنا لیوے پر خدای تعالیٰ قادر نہوگا تو وہ عاجز ہوگا جس سے واضح ہوتا ہے کہ مستحیل پر قدرت نہیں ہی عبارت حاشیہ مذکورہ
کی یہہ ہے قولہ بجمیع الممکنات ای الامور التی یجوز وجودھا وعدمہا بحیث یستوی الیہا نسبۃ الوجود و
العدم فہی من قبیل الممکن بالامکان الخاص وھو سلب الضرورۃ بمعنی الوجوب عن الطرفین ای الطرف الموافق
لما نطقت بہ والطرف المخالف لہ فاذا قلت زید موجود بالامکان الخاص کان المعنی ان الطرف الموافق
لما نطقت بہ وھو ثبوت الوجود لہ لیس بواجب وکذلک الطرف المخالف لما نطقت بہ وھو عدم ثبوتہ لہ
لا من الامکان العام وھو سلب الضرورۃ بمعنی الوجوب عن الطرف المخالف فقط فاذا قلت اللہ موجود بالامکان
العام کان المعنی ان الطرف المخالف وھو عدم ثبوت الوجود لہ تعالیٰ لیس بواجب واما الطرف الموافق فہو واجب
ھٰہنا وانما لم یصح ارادۃ الامکان العام ھٰہنا لدخول الواجبات فی الممکنات حینئذٍ مع
ان کلًا من القدرۃ والارادۃ لا یتعلق بہا کما لا یتعلق بالمستحیلات ولا یلزم من عدم تعلق
القدرۃ بہما عجز لانہما لیسا من وظیفتہما ولانہا لو تعلقت بہما لزم الفساد اذ یلزم علیہ
تعلقہا باعدم الذات العلیۃ وبسلب الالوھیۃ ونحو ذلک وبہذا یعلم سقوط قول بعض المبتدعۃ ان اللہ قادر
علیٰ ان یتخذ ولدًا اذ لو لم یقدر علیہ لکان عاجزا انتہی مختصر ابقدر الحاجۃ اور حاشیہ[٢٣] مذکورہ بین ہی تحت قول مقدمہ
مذکورہ والعلم المتعلق الخ کہ علم خدای تعالیٰ کا متعلق جائزات و واجبات و مستحیلات سے اسلئے ہی کہ علم صفات تاثیر سے
نہین ہی بخلاف قدرت وارادہ کے کہ وہ سوائے ممکن کے دوسری چیز سے متعلق نہین ہوتے ہین اسلئے کہ وہ دونون
یعنے قدرت وارادہ واجبات سے متعلق ہونگے تو یا وجود کا اثر اونپر کرینگے تو وجود تو اول سے ہی ہی پس تحصیل حاصل
لازم آویگی یا اثر عدم کا کرینگے اور واجب کو معدوم کرنگی تو قلب الحقائق لازم آویگا کہ واجب جو قبول عدم کو نہین کرتا ہی
ممکن ہوجاویگا جو قابل عدم ہے اور مستحیل سے قدرت وارادہ متعلق ہوویگا تو اگر اثر وجود کریگا اور مستحیل کو موجود کرے گا
تو قلب الحقائق امتناع سے جو قابل وجود نہین طرف امکان کے ہوگا جو قابل وجود ہی یا مستحیل ہین اثر عدم کا ہی کریگا
اور وہ تو اول سے ہی معدوم ہی پس تحصیل حاصل لازم آئی اور یہہ دونون قلب حقائق و تحصیل حاصل محال ہین پس
تعلق قدرت وارادہ کا واجبات و ممتنعات سے محال ہوا یہہ مراد حاشیہ کے عبارت کی ہی وہ عبارت یہہ ہی وانما تعلق
بالواجبات والجائزات والمستحیلات لانہ لیس من صفات التاثیر بخلاف القدرۃ والارادۃ ولذلک لم یتعلقا
الا بالممکن اذ لو تعلقتا بالواجبات لاثرتا فیہا الوجود فیلزم تحصیل الحاصل او العدم فیلزم قلب
الحقائق لان حقیقۃ الواجب ما لا یقبل العدم ولو تعلقتا بالمستحیلات لاثرتا فیہا الوجود فیلزم قلب
الحقائق لان حقیقۃ المستحیل ما لا یقبل الوجود او العدم فیلزم تحصیل الحاصل فہو ما قیل فی الواجبات فتامل انتہی اس سے واضح ہوگیا

کہ قدرت خداوندی فقط ممکن سے متعلق ہے اور محال و واجب تحت قدرت خداوندی داخل نہین ہین اسیطرح
ملا علی قاری شرح فقہ اکبر کی ملحقات صفحہ ۱۶۹ مین فرماتے ہین منہا انہ لا یوصف اللہ تعالیٰ بالقدرۃ علی الظلم
لان المحال لا یدخل تحت القدرۃ وعند المعتزلۃ انہ یقدر ولا یفعل انتہیٰ پس یہہ بات معلوم ہوئی
کہ محال تحت قدرت الٰہی کی نہین ہے اور محال کے تحت قدرت نہونے سے عجز لازم نہین آتا ہے اسلئے کہ محال وظیفہ
قدرت کے تعلق کا نہین ہی اور اس سے یعنے تعلق قدرت سے فساد لازم آتا ہے کہ اتحاد شریک و زوجہ و ولد کا
بھی خدای تعالیٰ کی قدرت مین داخل ہوا جاتا ہی مع انہ باطل تو خاتم دوسرے کو محال کہنے والے لوگ تحت قدرت
خاتم دوسرے کو نہ کہنے سے قائل عجز خدای تعالیٰ کا نہوئے اور آیت ان اللہ علیٰ کل شیٔ قدیر کے خلاف بھی عقیدہ
اونکا نہوا ہان جامع براہین نے یہہ ثابت کر دیا ہوتا کہ خاتم دوسرے ممکن بھی وہ لوگ مانتے ہین اور باوجود ممکن
ماننے کے پھر تحت قدرت نہین کہتے یا دلیل قطعی سے لازم کر دیا ہوتا کہ خاتم دوسرا ممکن ہی تو یہہ اعتراض وارد پڑتا اور
بدون اسکے یہ اعتراض جامع براہین کا وارد کرنا جامع براہین کی خوش فہمی ہے اور عبارت ملا علی قاری سے معلوم
ہوا کہ معتزلہ خدای تعالیٰ کو قادر ظلم پر جو محال ہی کہتے ہین اور عبارت حاشیہ باجوڑی سے ظاہر ہوا کہ بعضے مبتدعہ
خدائے تعالیٰ کو اتخاذ ولد پر بھی جو محال ہے قادر کہتے ہین اور نہ قادر ہونے مین عجز خدائے تعالیٰ کا تصور کرتے ہین
تو اس سے واضح ہوا کہ مبتدعہ کا اول سے ہی یہہ مذہب ہی کہ خدائے تعالیٰ کو مستحیلات پر بھی قادر مانتے ہین جامع براہین
بھی اوسی بنا پر خاتم حقیقی دوسرے پر جو محال ہی خدائے تعالیٰ کو قادر کہتے ہین اگر امکان خاتم حقیقی کا جامع براہین
نے بدلیل قاطع و برہان ساطع ثابت نہین کیا تو پس اس صورت مین معاملہ بالعکس ہوگیا کہ خاتم دوسرے کو تحت
قدرت داخل نہ کہنے والونکو جامع براہین بدعتی بتاتے تھے یہان انقلاب اس قول کا اونہین پر ہوگیا اور قائلین
امتناع مثل خاتم حقیقی سے بدعت دفع ہوکر اونکے طاعنین پر جا پڑے اور اون سے یہ بہتان دفع ہوگیا کہ خدای
تعالیٰ کو عاجز کہتے ہین امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ جنکو امام حجۃ الاسلام کہتے ہین وہ فرماتے ہین اس عالم سے
بدیع عالم امکان مین نہین ہے بقاعی نے بنا براس مسئلہ کے کہ مستحیل علیہ تعالیٰ العجز عن ممکن ما
یہہ خیال کرکے کہ مثل اس عالم کے اور احسن اس سے بھی ممکن ہے امام غزالی پر یہہ اعتراض کیا کہ احسن اس عالم سے
امکان مین نہ کہنا ممکن سے خدای تعالیٰ کو عاجز کہنا ہی جو اوس تعالیٰ کے نسبت محال ہی پس امام غزالی کے قول مین
نسبت عجز کی خدائے تعالیٰ کیطرف ہوئی تو امام غزالی رح کی طرف سے بقاعی کو یہہ جواب دیا گیا کہ امام غزالی کی مراد
یہ ہے کہ اس عالم سے احسن عالم کی ایجاد ممکن نہین ہے اسلئے کہ علم و ارادہ خدای تعالےٰ کا اوسکے ایجاد سے متعلق
نہین ہوا اگر مشیت خداوندی پائی جاتی تو احسن اس عالم سے ایجاد ہوتا پس کلام امام غزالی مین وہ چیز موجود نہین

مستعمل

جو مقتضی نسبت عجز کی ہووے طرف خدای تعالی کے جیسا کہ گمان و توہم بقاعی نے کیا اور اوس توہم کے موافق امام غزالی پر اعتراض کیا ہی اور بعض علما سے کسی نے سوال کیا کہ کوئی اسطرح کہے کہ خدای تعالی کو قدرت نہین ہی کہ مجھکو اپنی مملکت سے نکال دے ایا اس قول سے کافر ہوتا ہی یا نہین جواب دیا کہ کافر نہین ہوتا ہی اسلئے کہ خدای تعالی کی مملکت سے خارج ہونا محال ہی بسبب نہونے مملکت کسی دوسرے کے کہ اوسکی طرف خدای تعالی اوسکو نکال دے اور قدرت متعلق مستحیل سے نہین ہوتی ہی پس اس قول مین نقصان نہین ہی جسطرح اس مین نقصان نہین ہی کہ کوئی کہے کہ خدای تعالی کو قدرت اپنی زوجہ و اولاد پر نہین ہی یہہ تمام حاشیہ باجوڑی مین موجود ہی الفاظ اوسکے یہہ ہین اعترض البقاعی علی الغزالی فی قوله لیس فی الامکان ابدع مما کان بان فیه نسبة العجز الیه تعالی لکن اجیب عنه بان المراد انه لایمکن ان یوجد ابدع من العالم لعدم تعلق علم الله وارادته بایجاده ولو شاء الله لاوجد ابدع منه فلیس فی کلامه ما یقتضی نسبة العجز الیه تعالی کما توهم البقاعی فاعترض علیه وسئل بعضهم عمن قال لایقدر الله ان یخرجنی من مملکته هل یکفر اولا فاجاب بانه لایکفر لان خروجه من مملکته تعالی مستحیل لعدم امکان وجود مملکة لغیره یخرجه الیها والقدرة لاتتعلق بالمستحیل فلا ضیر فی ذلك کما لا ضیر فی ان یقال لایقدر الله علی ان یتخذ ولدا او زوجة او نحو ذلك انتہی امام غزالی رحمہ اللہ علیہ کے طرف سے جو جواب بقاعی کو دیا گیا ہی اوس سے مفہوم ہوتا ہی کہ جو چیز خدای تعالی کے علم و ارادہ مین نہین وہ ممکن نہین ہی پس اسیطرح نظیر خاتم النبیین صلعم جب علم و ارادہ الٰہی مین نہین ہی تو ممکن نہین اور اس عبارت سے بھی واضح و لایح ہی کہ مستحیل پر خدای تعالی کو قادر نجاننے سے نسبت عجز کی اوسکی طرف نہین ہوتی ہے اور اسمین کوئی خرابی نہین ہی پس اسی طرح بر تقدیر محال ہونے نظیر انحضرت صلعم کوئی کہے کہ خدای تعالی نظیر مذکور پر قادر نہین اسلئے کہ وہ محال ہی تو اسمین نسبت عجز کی طرف خدای تعالی کے نہوئی اور قدیر کے یہ معنے نہین کہ محال و واجبات پر بھی قدرت والا ہی تا کہ محال پر قادر و قدیر نہ کہنے سے عقیدہ ان اللہ علی کل شیئی کے خلاف ہو جاوے اب یہی معلوم کرنا چاہئے کہ اس آیت مین شی سے کیا مراد ہی اور شی کے اہل سنت و جماعت کے نزدیک کیا معنے ہین اس آیت مین اور معتزلہ کے نزدیک کیا ہین قاضی بیضاوی فرماتے ہین اسی آیت کے تحت مین پارہ اول مین کہ شیئی خاص ہی موجود کے ساتھ اسلئے کہ اصل مین یہہ مصدر شاء کا ہے کبھی اسم فاعل یعنے شائی کے معنے مین مستعمل ہوتا ہے اس وقت شامل خدای تعالی کو بھی ہو جاتا ہی اس آیت مین قل ای شئ اکبر شہادة قل اللہ یہی معنے مراد ہین یعنے اسم فاعل کی اور اسم مفعول یعنے مشیئی کے معنے مین بولا جاتا ہی یعنے چاہا گیا وارادہ کیا گیا وجود اوس کا اور وہ چیز کہ خدای تعالی نے اوسکے وجود کو چاہا ہووے اور اوسکے وجود کا ارادہ کیا ہووے پس وہ موجود فی الجملہ یعنے فی الحال او المآل ہے آیت

ان اللہ علی کل شیئ قدیر و اللہ خالق کل شیئ مین یہی مراد ہی پس جب یہہ معنے شی کے ہوئے ان دونون آیت مین کہ اوسکی
وجود کو خدای تعالی نے چاہا ہووے اور اوسکا ارادہ کیا ہووے اور وہ موجود فی الجملہ یعنے حال مین یا استقبال مین
ہے تو آیت فقط ممکن کو ہی شامل ہے واجب و ممتنع کو شامل نہین اور یہہ اپنے عموم پر ہے
تخصیص واجب و ممتنع کی اسمین حاجت نہین ہے یہہ معنے شی کے اہل سنت وجماعت کے
نزدیک ہوئی اور معتزلہ کہتے ہین شی اوسکو کہتے ہین کہ اوسکا موجود ہونا صحیح ہووے اس قول معتزلہ کے
موافق شی واجب ممکن کو شامل ہی ممتنع کو شامل نہین یا اوسکو شی کہتے ہین کہ صحیح ہووے کہ جانی جاوے
اور اوس سے خبر دیجاوے اس تقدیر پر ممتنع کو بھی شی شامل ہے یہہ دونون معنے شی کے معتزلہ کے نزدیک ایسے ہین
کہ اہل سنت وجماعت کے معنے سے عام ہین اگر ان دونون آیت مین عام مراد ہووے تو لازم آتا ہی کہ خدای
تعالی واجب و ممتنع پر بھی قادر ہووے اور اونکا بھی خالق ہووے حالانکہ واجب و ممتنع پر قدرت نہین ہے
اور یہہ دونون مخلوق نہین ہین بنائً علیہ معتزلہ پر لازم آیا مخصوص کرنا ان دونون آیت کا ساتھہ ممکن کے
بہ دلیل عقل یہہ مطلب مع بعض تفصیل کی عبارت قاضی بیضاوی کا ہی عبارت اون کی یہہ ہی والشیئ یختص بالموجود [مشیئا]
لانہ فی الاصل مصدر شاء اطلق بمعنی شاء تارۃ وح یتناول الباری تعالی کما قال تعالی قل ای شیئ اکبر شہادۃ قل
اللہ وبمعنی مشیئ اخری ای مشیئ وجودہ وما شاء اللہ وجودہ فہو موجود فی الجملۃ وعلیہ قولہ ان اللہ علی کل شیئ قدیر واللہ
[خلافا للمعتزلہ ۱۲] [ای مراد فہو بمعنی اسم مفعول ۱۲] [ای فی الحال او المآل ۱۲]
خالق کل شیئ فہما علی عمومہما بلا مثنویۃ وللمعتزلۃ لما قالوا الشیئ ما یصح ان یوجد وہو یعم الواجب و
[ای بلا استثناء الواجب والممتنع ۱۲]
الممکن او ما یصح ان یعلم ویخبر عنہ فیعم الممتنع ایضا لزمہم التخصیص بالممکن
فی الموضعین بدلیل العقل انتہی اور ملا علی قاری شرح فقہ اکبر مین تحت قول فقہ اکبر وہو شیئ لا کالاشیاء کے
تحت مین لکھتے ہین ثم اعلم ان الشیئ فی اصلہ مصدر وقد یستعمل بمعنی المفعول کما فی قولہ تعالی واللہ علی
کل شیئ قدیر وہذا المعنی لا یجوز اطلاقہ علی اللہ تعالی وبمعنی الفاعل کقولہ تعالی سبحانہ قل ای شیئ اکبر شہادۃ قل
اللہ شہید بینی وبینکم وح یجوز اطلاقہ علیہ سبحانہ وقد یراد بہ مطلق الموجود الا انہ فرق بین المعبود الموصوف بانہ
واجب الوجود وبین ممکن الوجود الذی یستوی وجودہ وعدمہ فی مقام المقصود فبہذا لا اعتبار اطلاق لفظ الشیئ علیہ
سبحانہ احق من اطلاقہ علی غیرہ انتہی ان دونون عبارتون سے واضح ہی کہ آیت ان اللہ علی
کل شیئ قدیر مین شی سے مراد اسم مفعول ہے جو موجود فی الحال یا آیندہ کو ہووے اور وہ چیز ہی جسکے وجود کو
خدائے تعالی نے چاہا ہووے اور اوسکا ارادہ کیا ہووے اور اوس پر مشیت خداوندی واقع ہوئی ہووے
پس اس سے معلوم ہوا کہ جسکے وجود کا خدای تعالے نے ارادہ نہین کیا ہی اور اوس پر مشیت ایزدی واقع نہین ہوئی ہے

تو وہ ایسے شیئی نہین کہ جو تحت قدرت خدای تعالی کی ہے اور خاتم دوسریکے وجود پر مشیت خداوندی اور
ارادہ خداوندی کا واقع ہونا مع براہین نے کسی دلیل عقلی و نقلی سے ثابت نہین کیا ہی پس اوسکا شیئی ہونا
ثابت نہوا پس جبتک نظیر خاتم النبیین کا شی ہونا بالمعنے المذکور ثابت نہوگا اوسپر قدرت خداوندی واقع
ہونیکا دعوی کرنا اور اپنی خصوم کے مقابلہ مین آیت مذکورہ کو پیش کرنا اور اونکو مخالف آیت مذکورہ کے ٹھہرانا
سراسر بے انصافی و خوش فہمی جامع براہین کی ہی اور مشیت و ارادہ کے معنے اوس طلب کے ہین کہ جسمین
اختیار مکلف کا متعلق نہووے اور مشیت و ارادہ کو وجود مطلوب کا لازم ہی اگر باوجود مشیت و ارادہ
کے مطلوب موجود نہووے تو عجز خدای تعالی کا لازم آویگا اور وہ منزہ ہے عجز سے شرح فقہ اکبر مین
تحت لفظ والارادۃ کی موجود ہے فان قیل ان اللہ تعالی طلب الایمان من فرعون وابی جہل و
امثالھما بالامر ولم یوجد منہم الایمان فلو کان الارادۃ والمشیۃ واحدۃ کما زعمتم لوجد ذلک لان
المشیۃ ھی الایجاد قلنا الطلب من اللہ تعالی علی نوعین طلب من المکلف علی وجہ الاختیار وھو المسمی
بالامر ولا یلزم منہ الوجود لتعلقہ باختیار المکلف وطلب لا تعلق لہ باختیار المکلف وھو المسمی بالمشیۃ والارادۃ
والوجود من لوازمہما اذ لو لم یکن یلزم العجز وھو سبحانہ تعالی منزہ عنہ بخلاف العباد انتہی پس جب مشیت جس چیز پر
واقع ہووے اور جس کا ارادہ خدائے تعالی نے کیا ہووے تو وجود اوسکا کسی نہ کسی وقت
مین جو خدائے تعالی کے نزدیک معین ہی لازم و ضرور ہوا اور شی جو مراد ان اللہ علی کل شیئی قدیر مین ہی
وہ وہی ہے جسپر مشیت خدای تعالی واقع ہوچکی ہووے تو اس آیت مین شی سے وہی چیز ہوئی جس کا
وجود و قوع لازم و ضرور ہووے کسی وقت مین جو خداکے تعالی کے نزدیک معین ہی اور جامع براہین
نے جو آیت ان اللہ علی کل شیئی قدیر پیش کی اور عقیدہ اسکے خلاف ٹھہرانا قائل امتناع نظیر خاتم النبیین کا
لکھا ہے تو اس سے واضح ہی کہ جامع براہین خاتم النبیین کی نظیر کو بھی شی مین داخل جانتے ہین وہی شی ہی
جو اس آیت مین مراد ہے جبکا حال ابھی معلوم ہوا کہ بسبب مشیت و ارادہ کے اوسکا وقوع و وجود لازم
ہے اور ضرور پس اس سے یہہ لازم آیا کہ ہان حضرت یعنے جامع براہین کے نزدیک وقوع و وجود نظیر
خاتم النبیین لازم ہے اس زمانہ مین وقوع و وجود یا اس سے پہلے نہوا تو آیندہ کو نا انکے نزدیک ضرور ہوا
اور وقوع اسکا وقوع کذب باری تعالی کو مستلزم ہی بالبداہت پس یہ لازم آیا جامع براہین پر کہ
وقوع کذب باری تعالے کا قائل ہے اگر جامع براہین یا اور کوئی حیلہ جاننا یہہ کہے کہ نظیر خاتم النبیین
ممکن ہے لیکن وقوع و وجود اوسکا نہوگا تو اب ھی معلوم ہوچکا ہے کہ وہ شی جو آیت ان اللہ علی کل

کل شی مین مراد ہے اوسکا وقوع و وجود لازم ہے بسبب وقوع مشیت وارادہ کے اوسپر اور باوجود داخل ہونے کے تحت مشیت وارادہ کے وجود اوسکا نہوگا تو عجز باری تعالی لازم آویگا پس واقع وموجود نہونے نظیر خاتم النبیین کی سے عجز باری تعالی لازم آویگا اب جامع براہین نے اس تقدیر پر نسبت عجز کی طرف باری تعالی کے اور خلاف ان اللہ علی کل شیئ قدیر کے اپنا عقیدہ ٹھہرانا اور اگر آیت مین جو شی مذکور ہے اوسکے یہہ معنے جامع براہین مراد نہ لیوی کہ جسپر مشیت واقع ہوئی ہووے اور اوسکا وجود لازم ہووے تو دوسرے معنے عام لینا اس سے معتزلہ کا ساتھی ونمراہی ہونا ہے اور پہر بھی مطلب حاصل نہین ہے کیونکہ واجب وممتنع کو خاصکر کرنا پڑیگا اور پہر ممکن ہو مراد ہونا تسلیم کرنا پڑیگا ورنہ واجبات ومستحیلات سے قدرت کا متعلق ہونا لازم آویگا اور اوسکا بطلان بسبب لزوم تحصیل حاصل وقلب حقائق اوپر معلوم ہو چکا ہے اگر کہو کہ ممتنع بالغیر بسبب امکان ذاتی کے داخل ہے تحت قدرت تو ہم کہتے ہین ممتنع بالغیر بھی تحت قدرت داخل نہین ہے ہان کوئی نئی معنے دوسری تفسیر بالرای کر کے جامع براہین صاحب گھڑین اور اہل سنت وجماعت ومعتزلہ سبکے خلاف دوسری معنے مراد لیوین جیسے تیرہوین صدی کے بعض لوگون نے خاتم النبیین کے ایسے معنے گھڑے تھے کہ اوسپر یہہ امر متفرع کیا تھا کہ لاکھون انبیا اس طبقہ زمین یا اور طبقہ زمین پر پیدا ہووین تو منافی خاتمیت نہوگا اور آنحضرت صلعم کو متصف بوصف نبوت بالذات اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کو بالعرض بواسطہ فی العروض لکھا تھا جس سے لازم آتا ہے کہ دوسرے انبیاء کی طرف نسبت نبوت مجازا ہے نہ حقیقۃ اور سلب نبوت دوسرے انبیاء علیہم السلام سے درست ہے باعتبار حقیقت کے اسلئے کہ جو چیز مجازا منسوب ہوتی ہے اوسکا سلب باعتبار حقیقت درست ہوتا ہے چنانچہ زید کو مجازاً اسد وشیر کہدینا درست ہے اور باعتبار حقیقت کے سلب اسد وشیر کا زید سے جائز ہے باین طور کہ کہین زید اسد وشیر نہین ہے پس ایسے ہی جب مجازا نسبت نبوت کے جب دوسرے انبیاء علیہم السلام کیطرف ہوئی اور باعتبار مجاز کے یہہ کہنا درست ہوا کہ مثلاً موسے نبی ہین باعتبار حقیقت کے سلب نبوت کرنا اور یہ کہنا بھی درست ہو جاویگا کہ موسی علیہ السلام نبی نہین ہین اس قول کے کفر ہونے مین کیا کلام ہے ایسے حالات ان لوگون سے ظاہر ہوتے ہین خدای تعالے مسلمانون کو ایسے حالات سے اپنے حفظ امان مین رکھے اللہم آمین ملا علی قاری شرح فقہ اکبر مین قبیل قول فقہ اکبر یعلم اللہ تعالی المعدوم فی حال عدمہ معدوما کے صفحہ ۴۵ مین فرماتے ہین وقد قیل کل عام یخص کما خص قولہ تعالی واللہ علی کل شیء قدیر بما شاء لیخرج ذاتہ وصفاتہ وما لیشاء من مخلوقاتہ وما یکون من المحال وقوعہ فی کائناتہ والحاصل ان کل شیء تعلقت بہ مشیتہ تعلقت بہ قدرتہ والا فلا یقال ہو قادر علی المحال لعدم وقوعہ ولزوم کذبہ ولا یقال غیر قادر علیہ تعظیما مما لدیہ انتہی اس عبارت سے واضح ہے کہ خدای تعالی کی ذات وصفات

اور وہ چیز مخلوق مین سے جسکو خدای تعالی نے نہین چاہا ہو اور وہ جسکا وقوع کائنات مین محال ہے سب اس آیت مین داخل نہین ہین اور جس سے مشیت متعلق نہین اوس سے قدرت بھی متعلق نہین ہے اور وہ محال جسکا وقوع نہوگا اوسپر خدای تعالی قادر نہ کہا جاوے بسبب عدم وقوع اور لزوم کذب کے پس واضح ہوا کہ جو تحت مشیت نہین اوسپر قدرت نہین اگرچہ مخلوقات سے ہووے پس قائلین امتناع کو مخالف آیت بتانا کسیطرح صحیح نہین ہے اور مخالف بتانا ثمرہ اسکا ہی کہ جامع براہین کو آیت کے معنے معلوم نہین ہین **چوبیسوین خطا** آپ فرماتے ہین اسپر مولف کو افسوس و عبرت نہوئی **اقول** جامع براہین پر واجب و لازم ہے کہ ثبوت اسکا کتب مؤلفہ صاحب انوار سے ظاہر کرے کہ کہان اور کب عجز قادر مطلق جل جلالہ کا اونہونے اقرار کیا ہی معاذ اللہ معاذ اللہ اونکا عقیدہ یہہ ہی کہ قدرت کو صفات ذاتیہ جناب باری مین شمار کرتے ہین اور عجز ثابت کرنے والے کو کافر کہتے ہین کما مر من الفتاوی العالمگیریۃ اون کے کتب کا مطالعہ کرو ایک شعر صاحب انوار کا یہہ ہے **سه** ارادہ ہے پورا تیرا اے خبیر + کہ ہی تو علی کل شیئ قدیر اور مثل خاتم النبیین کے تحت قدرت نہ ماننے سے عجز لازم نہ آنا ابھی بخوبی معلوم ہوگیا ہمین عجز بتانا بیعلمی جامع کی ہی **پچیسوین خطا** آپ فرماتے ہین پس ماجرا قابل دید ہی کہ تمام امت کے خلاف حق تعالی کے عجز پر عقیدہ ٹھہرانا تو مولف کے پیشوایان کا دین ہے اوسپر افسوس نہین کرتا **اقول** صاحب انوار کے پیشواؤنکو جو صفحہ ۲ براہین قاطعہ مین شمار کیا ہے وہ خود مولوی رشید احمد صاحب کے پیشوا ہین اور صفحہ ا۵ مین جنکو صاحب انوار کا مرشد بیان کیا ہی وہ خود مولوی رشید احمد صاحب کے مرشد ہین پس پیشوا دونون کے ایک ہی ہین علم ظاہر و باطن مین بعیر پیشواؤنکو ان الفاظ سے یاد فرمانا اور منجملہ ان پیشواؤنکے ایک مولوی شیخ محمد صاحب فقیہ مرحوم تہانوی بھی ہین چنانچہ اوپر ذکر اونکا بالتفصیل ہوچکا ہے اونھون نے رسالہ قسطاس مین اس مسئلہ کو خوب تحقیق کیا ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نظیر ہرگز پیدا نہوگا اور تیرہوین صدی کے آخر علما مثل مولوی امیر احمد وغیرہ نے جو چھہ خاتم النبیین حضرت صلعم کے نظیر بناکر کھڑے کردیئے تھے اوس عقیدہ فاسدہ کو جناب مولوی صاحب مرحوم نے خوب بیخ و بن سے اوکھاڑ دیا ہی اور حق سبحانہ کی شان مین لکھا ہی صفحہ ۲۰ مین کہ خدای تعالی صادق الوعد ہے نہ کہ مخلف الوعد بموجب قولہ تعالی ان اللہ لا یخلف المیعاد وکریمہ لن یخلف اللہ وعدہ و رسلہ اب دونون پیر و مرید جامع براہین کو چاہئے کہ اوس رسالہ قسطاس سے اپنی آنکھہ روشن کرین کیونکہ مولف اوس رسالہ کے خود مولوی رشید احمد صاحب کے اوستاد ہین وکفی بہ حجۃ **چھبیسوین خطا** آپ فرماتے ہین امکان کذب کہ خلف وعید کی فرع ہے **اقول** اوپر تحقیق ہوچکا کہ خلف وعید کے معنے عند الاشاعرہ یہ ہین کہ وہ یغفر ما دون ذلک کا ظہور ہے خدا سے تعالی کو خود معلوم تھا کہ ہم فلان فلان

شخص کے گناہوں کو بخشین گے پس جس مقام پر خدای تعالے نے گناہونکی سزا کا ذکر فرمایا ہی وہ لوگ علم الہی مین اوس
سزا سے مستثنی ہین پس معنے وعید کے اوس مقام پر فی الحقیقۃ یہہ ہین کہ اس گناہ کی یہ سزا ہی جسکو ہم سزا دینا
چاہینگے اس صورت مین جس جس مسلمان فاسق کو اللہ سزا دینا چاہیگا اور معاف فرمائیگا تو وہ خود قائل اون
آیت مذکورہ یعنی یغفر ما دون ذلک لمن یشاء مین داخل ہین اور وعید سے خارج گویا اونکے حق مین یہ فرما
دیا کہ ہم اونکو سزا نہ دینگے جب یہہ گویا فرما دیا کہ ہم اونکو سزا نہ دینگے اور پھر نہ دیا تو یہہ کذب کہان ہوا کذب تو جب
ہوتا کہ جن لوگون مخصوص کو قیامت مین سزا نہ دیگا خدای تعالی نے اونہین مخصوص کے حق مین یہ فرما دیا ہوتا
کہ انکو سزا دینگے اور پھر نہ دینا اور اسکا ثبوت نہین ہوا تو کذب چہ معنے دارد کذب کے معنے ہین خبر دینا خلاف
واقع کے یہان یہ تعریف کہان صادق آتی ہی تفسیر ابی سعود مین تحت آیت و من یقتل مؤمنا متعمدا آگے سے

وقد روی عن ابن عباس جواز المغفرۃ بلا توبۃ ایضا حیث قال فی قولہ تعالی فجزاءہ جہنم الآیۃ ھی
جزاءہ فان شاء غفر لہ وروی مرفوعا عن النبی صلعم انہ قال ھو جزاءہ ان جازاہ بہ قال عول بن عبد اللہ و
بکر بن عبد اللہ وابو صالح قالوا قد یقول الانسان لمن یزجرہ عن امران فعلتہ فجزاءک القتل والضرب
ثم ان لم یجازہ بذلک لم یکن ذلک منہ کذبا قال الواحدی والاصل فی ذلک ان اللہ عز وجل
یجوز ان یخلف الوعید وان امتنع ان یخلف الوعد بھذا وردت السنۃ عن رسول اللہ صلعم فی
حدیث انس رض انہ علیہ السلام قال من وعدہ اللہ علی عملہ ثوابا فھو منجز لہ ومن اوعدہ
علی عملہ فھو بالخیار والتحقیق انہ لا ضرورۃ الی تفریع ما نحن فیہ علی الاصل المذکور
لانہ اخبار منہ تعالی بان جزاءہ ذلک لا بانہ یجزیہ بذلک کیف لا وقد قال اللہ تعالی
جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا ولو کان ھذا اخبارا بانہ تعالی یجزی کل سیئۃ بمثلہا لعارضہ قولہ تعالی یعفو عن کثیر انتہی

اس عبارت سے واضح ہی کہ ابن عباس سے مروی ہے کہ وعید جزاء ہے چاہے تو بخش دے اور حضرت صلعم نے
فرمایا اگر جزا دیوے تو جزاء ہے یعنے وعید کا جزاء ہونا موقوف جزاء دینے پر ہے اور عول بن عبد اللہ و بکر بن عبد اللہ
وابو صالح کا قول ہے کہ کوئی شخص کسیکو کسی امر سے زجر کے واسطے کہے اگر تو یہہ فعل کریگا تو تیری جزاء
قتل و ضرب ہی اوس مزجور سے وہ فعل صادر ہووے اور اوسکو جزاء نہ دے تو یہ جزا نہ دینا اوسکا جھوٹ و کذب
نہین ہے اور واحدی نے انس کی حدیث نقل کی ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہی کہ خدای تعالی نے جو ثواب
دینے کا وعدہ کیا ہے اوسکو پورا کریگا اور وعید و سزا مین خیار خدای تعالے کا ہے انتہی تحقیق یہہ ہی کہ وعید مین
اخبار اس امر کی ہے کہ فعل کی یہہ جزا ہے اور اخبار اس امر کی وعید مین نہین ہین کہ یہہ جزا خدا ے تعالی دیویگا

اوس شخص کو خود خدائے تعالی فرماتا ہے جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا یعنے جزا سیئہ کی سیئہ ہی اس سے واضح ہی کہ فقط اخبار اس امر کی ہے کہ وعید فعل کی جزا ہے نہ یہہ کہ اوسکو خدای تعالے دیویگا بھی یہ جزا اگر اس آیت مین مثلاً اخبار یعنے خبر دینا اس امر کا ہوتا کہ خدائے تعالی جزا دیگا ہر سیئہ گناہ کے مثل اوسکے باین طور کہ کوئی گناہ اور کسی گنہگار کو بغیر سزا دینے کے نچھوڑیگا تو اس آیت کے معارض و مناقض ہوتی یہ آیت یعفوعن کثیر جس سے واضح ہے کہ بہت گناہ اور بہت گنہگار سے عفو بھی کردیگا لان نقیض الموجبۃ الکلیہ سالبۃ جزئیۃ اور معارضہ ومناقضہ کلام آلہی مین باطل ہے پس یہ اخبار کہ ہر سیئہ وگناہ کی خدای تعالے جزا دیگا باطل ہے پس جب ہر گناہ پر سزا دینا ثابت نہوا تو بعض گناہ اور بعض لوگونکو سزا ندینے سے کذب کے لازم آنے یا اسپر متفرع ہونیکے کیا معنے ہین پس ہرگز کذب خلف وعید کی فرع نہین کوئی شخص کہے کہ فلان فعل میرے ارادہ ومشیت پر ہے تو اوسکے یہہ مراد ظاہر ہے کہ چاہون کرون چاہون نہ کرون تو وہ شخص وہ فعل کریگا تب بھی اوسکو کاذب اہل عقل وعرف نہین کہین گے اور نہ کریگا تب بھی نہ کہینگے ویسے ہی اگر کہے کہ میرے اختیار مین اس فعل کا کرنا یا نہ کرنا ہے تب بھی کسی طرح اوسکو کاذب کرنے نہ کرنے مین نہین کہ سکتے ہین ایسے ہی اگر کہے کہ فلان کام میرے کرنے پر موقوف ہے تب بھی کرنے نہ کرنے کی دو حالت مین وہ کاذب نہین یہ مطلب بالتفصیل اس عبارت کا ہوا پس خلف وعید کی فرع کذب کا ممکن ہونا حق جناب باری مین جو جامع براہین نے بیان کیا ہے خلاف عقل ونقل کے ہی افسوس ہی کہ جامع براہین امکان کذب باری تعالی کو فرع کذب فرماتے ہین یا اولی الالباب ان ہذا لشی عجاب یہہ بات بھی ارباب عقول خیال فرماوین کہ اشاعرہ جسکو خلف وعید کہتے اور اوسکا جواز مانتے ہین تو وہ جواز ووقوعی مانتے ہین باین طور کہ بعض عصاۃ کو عذاب خدائے تعالی نہ دیگا اور یہہ ندینا قیامت کے روز واقع ہوگا اشاعرہ یا دوسرے اہل سنت یہ نہین فرماتے کہ یہہ مغفرت مومنین عصاۃ سے فقط عقلاً جائز ہی اور وقوع اسکا نہوگا بلکہ وقوع اس مغفرت کے قائل ہین اور بدون عذاب دینے کے بعض گنہگارونکو بخش دینا صراحۃً احادیث سے ثابت ہے اور مغفرت بعض عصاۃ جسکو اشاعرہ خلف کہکر تعبیر کرتے ہین اوسکا واقع ہونا مسلم الثبوت ہے پس امکان کذب باری کو جامع براہین صاحب فرع خلف کی فرماتے ہین تو ضرور کذب باری کا وقوع ہونا جامع براہین کے قول سے ثابت ہی اسلئے کہ کذب کو فرع خلف وعید قرار دینا وقوع وظہور وثبوت کذب کا جناب باری مین مان لینا ہی کیونکہ جب کذب فرع خلف وعید بزعم جامع براہین ہوا تو خلف وعید اصل ہوا اور حکم اصل کا یہان یہ ہے کہ وقوع اُسکا ہوگا تو یہی حکم فرع کا ہونا ضرور ہے ورنہ فرع ہونیکے کیا معنے ہین پس صفت وقوع کذب کا جناب باری مین ہونا قول جامع براہین سے ثابت ہے انا للہ وانا الیہ راجعون **ستائیسوین خطا** آپ جو فرماتے ہین جو قدما مین مختلف فیہ ہوچکا ہی

اوسپر طعن کرتا ہے **اقول** تحقیق گذر چکی ہے کہ اشاعرہ غیر محققین و ماتریدیہ مین اختلاف مسئلہ خلف وعید مین
نہین بلکہ خلاف ہی اور مسئلہ کذب باری مین ان سبکا اجماع ہے کہ وہ جناب باری کی ذات مقدس و منزہ مین محال ہے
اور علاوہ انکے باجماع جمیع اہل ملل ونحل وعقل بطلان اور عدم امکان اسکا ثابت ہے پس صاحب انوار کا طعن
اس امکان کذب باری پر ہے نہ خلف وعید پر انوار ساطعہ کی عبارت پڑہکر دیکھو جب صریح عبارت کو بگاڑکر اولٹے معنے
اپنی طرف سے نکالنے لگین اور جھوٹا بہتان باندہین ایسے عناد اور بغض سے اللہ سبحانہ پناہ دے **اٹھائیسوین**
خطا آپ فرماتے ہین اسسے حال علم وفہم مولف کا ہر شخص امتحان کرکے دیکھے **اقول اولاً** یہ کہ امتحان
کسی استعداد مخفی کا ہوا کرتا ہی کہ ایک کمال کے جوہر شناس قرائن سے معلوم کیا کرتے ہین کہ فلان امر کی استعداد فلان
شخص مین اس درجہ کی ہے یہان امتحان کی کیا حاجت ہی بقول مشہور **؎** ہاتھہ کنگن کو آرسی کیا + سب صاحب
جانتے ہین کہ صاحب انوار اثبات صدق جناب باری مین کوشش کر رہے ہین اور جامع براہین امکان کذب کے طرفدار
ہین اور سچون کی وہ شان ہے کہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے سچون کے ساتھہ رہو کونوا مع الصادقین اور
جھوٹون کی جو صفت ہی وہ سبکو معلوم ہے مین کیا کہون **ثانیاً** یہہ کہ حسب درخواست جامع براہین ہم امتحان لیتے
ہین اور ترازو ہی عدل مین طرفین کا کلام تولتے ہین صاحب انوار نے دعوی کیا کہ اللہ تعالی ایسا سچا ہی کہ کوئی اسکے
برابر سچا نہین اس معنے مین کلام الٰہی پڑہ دیا کہ خود حق سبحانہ فرماتا ہے ومن اصدق من اللہ حدیثا اور جامع براہین نے
اسپر یہہ لکھا کہ اللہ تعالے کے کذب ممکن ہونے مین قدیم سے اختلاف ہی اوسپر دو دلیلین گذارین ایک ظاہر طور پر یعنے
قول اشاعرہ سو اوسمین خلف وعید کا ذکر ہے امکان کذب کا پتا نہین اور یہہ قول اشاعرہ کا کذب باری پر کسی
دلالت دلالات ثلاثہ مطابقت وتضمن والتزام مین سے دال نہین ہی بلکہ اونکا کذب سے تحاشی کرنا اوپر معلوم ہوچکا
ہے اور باتفاق جمیع عقلاء اہل اسلام وغیر اہل اسلام وادلہ عقلیہ قطعیہ کے کذب کا محال ہونا واضح ہوچکا ہی دوسری دلیل
خفی طور پر گذاری یعنے رسول اللہ صلعم کا مثل ممکن الوقوع ہونیکے لئے لکہا ان اللہ علی کل شیئی قدیر اپنے نزدیک دونون
امکان اسمین ثابت کردیئے امکان نظیر حضرت صلعم وامکان کذب باری تعالے وتقدس شانہ یہہ سمجھکے کہ کذب
باری تعالی ونظیر آنحضرت صلعم بھی شیئی ہین ان آیت کے تحت مین داخل ہین اور حال آنکہ یہہ غلط ہے اس لئے کہ
اوپر بخوبی معلوم ہوچکا ہی کہ اس آیت مین شیئی سے مراد وہ چیز ہے جسکے وجود کو خدای تعالے نے چاہا ہووے اور
اوسپر اوسکا ارادہ واقع ہوا ہووے کہ وہ فی الجملہ موجود ہے حال مین یا استقبال مین بلکہ اس بناء پر کہ مشیت و ارادہ
جسکا خدای تعالے کرے تو اوسکو وجود و وقوع لازم ہے ورنہ عجز باری تعالی لازم آویگا چنانچہ شرح فقہ اکبر سے گذر
چکا ہے کہ اوس چیز کا وقوع و وجود ضرور ہے اور کذب باری و نظیر کا حال یا مآل مین پایا جانا اور یہہ کہ اونکا وجود لازم ہے

بدیہی البطلان ہے نزدیک اہل علم وفہم کی اسلیئے کہ کذب باری نقص ہی وہ بنسبت خدای تعالیٰ کے مستحیل ہے اور مستحیل تحت قدرت نہین ہے ورنہ تحصیل حاصل یا انقلاب حقائق لازم آویگا اور وقوع نظیر خاتم النبیین سے بھی وقوع کذب لازم آویگا اور اسکا محال ہونا اب بھی معلوم ہوا اور اسکے استحالہ پر اتفاق کل عقلا کا معلوم ہوچکا ہے پس کذب باری ونظیر خاتم النبیین صلعم بسبب عدم مفعولیت مشیت وارادہ کے شیی جو مراد اس آیت مین ہے نہوئی اور تحت قدرت ہونا اونکا ظاہر نہوا اور امکان دونون کا بھی اس آیت سے یا دوسری دلیل سے ہرگز معلوم نہین ہوتا ہے ہان جامع براہین تفسیر بالرای کے طور پر تمام اہل عقل ونقل کے خلاف ہوکر شی سے مراد عام بدون تخصیص بالممکن کی رکھتا ہے تو واجب وممتنع دونون کو ممکن وتحت قدرت الٰہی اس آیت کی جہت سے مانکر خدای تعالےٰ کو اپنی ذات کے اہلاک پر اور سلب اُلوہیت پر واپنے شریک پر وظلم پر اور اتخاذ ولد وزوجہ وجماع وکھانا وپینا وتمام حوادثات وعیوب پر قادر جانے پھر تو معاذاللہ خدا خدا ھی کا ہیکو ہوا جامع براہین کا بھائی ہوگیا اور بشر بن گیا ایسے صورت مین پھر ایمان خدا پر کہان ہوا نظر برین وجوہ لکھا جاتا ہی کہ قول جامع براہین بالکل غلط اور دعویٰ وقول صاحب انوار نہایت صحیح ہے لیجئے آپ نے امتحان کرایا تو آپکے فہم وعلم کا بھی حال معلوم ہوگیا کہ کیسی اوسمین دنائت وقباحت ہی اور صاحب انوار کا دعوی اور منور روشن ہوا کہ کس درجہ کا صاف وپاک ومتجلی ومنجلی ہے **اونتیسوین خطا** اس عبارت براہین سے عوام کیلیئے دو عقیدہ فاسدہ ایسے پیدا ہوتے ہین کہ نعوذ باللہ منہا ایک دروغ گوئی جناب باری تعالےٰ وتقدس کا ممکن ہونا اسلیئے کہ آپ فرماتے ہین کہ قدما میں اختلاف ہوا ہے تو معلوم ہوا کہ شروع اجرائے دین سے معاذاللہ یہہ عقیدہ نکلا ہی پھر آپ کا یہ فرمانا کہ امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہین نکالا اس سے معلوم ہوا کہ اسوقت تک اختلاف قائم ہی یعنے جو اختلاف اب ہورہا ہے یہہ جدید نہین ہے بلکہ قدیم سے ابتک جاری ہی پھر آپ نے عبارت لکھی رد مختار کے اور لکھدیا کہ کتب دینیہ جو اسکے سوا اور ہین اونمین بھی یہی ہی اس سے یہ ثابت ہوا کہ تمام کتب دینیہ اس سے بھری ہوئی ہین معاذاللہ پھر آپ نے اس عقیدہ پر طعن کرنے سے سخت منع کیا اور ظاہر ہے کہ عقیدہ ناصواب پر طعن کرنیکو کوئی منع نہین کیا کرتا ہے بناءً علیہ عوام اس عقیدہ کو ناصواب نہین بلکہ صواب وغیر مطعون جانین گے کیونکہ بقول جامع براہین قدیم سے ابتک یہ عقیدہ اہل اسلام مین موجود ہے اور سب کتابین اوس سے بھری ہوئے ہین اور اوسپر طعن کرنا ناجائز ہے دوسرا عقیدہ کاسدہ کلام جامع براہین سے یہ پیدا ہوتا ہی کہ اگر اب کوئی نبی پیدا ہوجاوے تو ممکن ہے وجہ اوسکی یہہ کہ خدا کا قادر نہونا اپنے مخلوق کے مثل پر تیرھوین صدی تک کسی نے نہین کہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی مخلوق ہین پس خدای تعالےٰ اونکے مانند دوسرا نبی پیدا کرنے پر بالاتفاق جامع براہین کے نزدیک قادر ہے جب اوسکو قدرت حاصل ہے تو ظاہر ہے کہ اوسکو روکنے والا کون ہے اگر وہ اپنے صدق کلام کی رعایت سے نہ بناتا تو ممکن تھا

لیکن صدق کلام تو بقول جامع براہین کچھ یقینی مسئلہ نرہا کیونکہ قدیم سے اوسمین اختلاف مان رہے ہین بناءً علیہ جب کذب ممکن ہوا تو صدق قطعی نرہا لہذا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا بھی کچھہ یقینی نہوا اس لئے کہ یقین عبارت ہی تصدیق جازم مطابق للواقع ثابت سے اور تعریف یقین مین جازم ماخوذ ہی جو مشتق جزم سے ہی اور جزم عبارت ہی عدم احتمال نقیض و جانب مخالف سے جسنے چھوٹے چھوٹے رسالہ معقول کے پڑھے ہونگے وہ بھی یہہ جانتا ہی پس جب خدائے تعالے کے صدق کے نقیض کا کہ وہ کذب ہی امکان واحتمال ہوا تو جزم جو عبارت عدم احتمال نقیض سے تہا صدق مین نپایا گیا تو صدق بسبب عدم حصول جزم و بقاء احتمال نقیض کے بالبداہۃ یقینی نہوا جب نعوذ باللہ من ذلک صدق یقینی و قطعی نہوا تو نہ پیدا کرنا نظیر آنحضرت صلعم کا بقاء صدق کے سبب سے تہا اور جب صدق ہی یقینی نہین تو نہ پیدا کرنا یقینی نہوا جب نہ پیدا کرنا یقینی نہوا پیدا کرنا جو اوسکے نقیض ہے وہ ممکن و محتمل رہا اور جب پیدا کرنے نظیر کا امکان و احتمال ہی تو ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین کا مضمون قطعی و یقینی نہوا معاذ اللہ علاوہ اسکے جسقدر اخبار قرآن شریف مین اونکا یقینی ہونا تو اوسیوقت ثابت ہووے کہ اونکے جانب مخالف کا امکان و احتمال نہووے اور جب یہہ احتمال باقی ہے کہ شاید خدای تعالے نے نعوذ باللہ من ذلک جھوٹ بولا ہووے کیونکہ جھوٹ بولنا ممکن ہی اوسکا تو کوئی خبر قرآنی یقینی و قطعی نہوئی پھر تو قل ہو اللہ احد سے یقیناً خدائے تعالے کا واحد اور محمد رسول اللہ سے یقیناً آنحضرت صلعم کا رسول ہونا بھی ثابت نہوا اور احتمال و امکان عدم قیام قیامت اور عدم ادخال مشرکین و کافرین کا دوزخ مین باقی ہی اور علی ہذا القیاس اور امور اخرویہ تمام یقینی نہین رہے پس ممکن ہوا کہ موافق اخبار قرآن شریف کے خدائے تعالے کچہ نہ کرے کیونکہ ان اللہ علی کل شیئی قدیر پر ایمان واجب ہی کیا جامع براہین یون کہدینگے کہ خدائے تعالے عاجز ہوگیا کافرون کو جنت مین داخل کرنے سے اور اگر یہہ کہین کہ وہ فرماچکا ہی ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ اس سبب سے وہ داخل بہشت نہ کریگا تو یہ بات جامع براہین امکان کذب کو مسئلہ اختلافی مانکر مشکوک کرچکے ہین اس جواب کے لائق منہہ باقی نہین رکھا یہ جواب وہ دیگا جو ہماری طرح عقیدہ رکھتا ہوگا کہ کذب کلام باری تعالی مین محال و ممتنع ہی ہرگز ممکن الوجود نہین پس ہم لوگ کہہ سکتے ہین کہ اوسکا وعدہ خلاف ہونا محال و ممتنع ہی بناءً علیہ وہ بعد حضرت صلعم کے کوئی نبی بھی پیدا نہ کریگا لا تبدیل لکلمات اللہ اور اسی طرح ہم کہہ سکتے ہین کہ وہ کافرونکو جنت مین داخل ہرگز نہ کریگا اونکو ہمیشہ دوزخ مین رکھیگا قال اللہ تعالی ہم فیہا خالدون

تبصرہ مبصران ذی ادراک سمجہ گئے ہونگے کہ جامع براہین قاطعہ کے مضامین خاطرہ کسقدر لغو ہین اول قدم پر جسنے ٹھوکرین پر ٹھوکرین کھائین ہنوز دہلی دور منزل بھرپور کیونکر طے کریگا جسکا اول قول سر نوشت پشیانی امکان کذب باری ہو پھر باقی حال اوسکا کیا پوچھتے ہو بقول مشہور رویش ہبین حالش مپرس ؎ خشت اول گر گذارد بر زمین معمار کج + گر برآرد تا فلک باشد ہمہ دیوار کج + اگرچہ اس قول سے جو اول نتیجہ طبع وقاد جامع براہین ہی خاصی طرح

حال ابتری براہین قاطعہ کا کھل گیا لیکن چونکہ شرع مین دوگواہ معتبر ہین جی چاہتا ہی کہ اب دوسرا قول جامع براہین کا جو اس قول کے آگے اوسی صفحہ مین واقع ہی مع عبارت صاحب انوار نقل کرکے اوسکا بھی کم وکیف ظاہر کیا جاوے واللہ ہو الموفق
قال صاحب الانوار الساطعہ اور حضرت فخر موجودات سرور کائنات جسنے خود اپنی زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ ایکم مثلی یعنے کون ہے تم مین میرے مانند لست کاحد کم کہ ایک تم مین میری طرح نہین اور وہ تو وہی ہین اونکے بیبیونکی یہہ شان ھی کہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے یا نساء النبی لستن کاحد من النساء پھر اس زمانہ مین ایک ادنیٰ سا آدمی ہی کہ وہ کہتا ہی رسول اللہ میرے بھائی ہین واضح ہو کہ بھائی جس قدر ہوتے ہین سب اپنے باپ کے کل ترکہ مین برابر کے شریک ہوتے ہین اس لفظ مین ایہام دعوی برابری حضرت فخر الانبیاء کے ساتھہ ہی معاذ اللہ منہا **قال جامع البراہین القاطعہ** ایکم مثلی مین مماثلت تقرب الی اللہ تعالےٰ کی مراد ہی چنانچہ لفظ مابعد کا یطعمنی ویسقینی خود ظاہر اسپر دلالت کرتا ہے اور ایسا ہی لستن کاحد من النساءِ مین نفی مماثلت شرف زوجیت ولوازم زوجیت کے مقصود ہے پس کوئی ادنیٰ مسلم بھی فخر عالم علیہ الصلوٰۃ کے تقرب وشرف کمالات مین کسیکو مماثل آپکا نہین جانتا البتہ نفس بشریت مین مماثل آپکے جملہ بنی آدم ہین کہ خود حق تعالیٰ فرماتا ہے قل انما انا بشر مثلکم اور بعد اسکے یوحی الی کی قید سے پھر وہی تشرف تقرب کو بعد اثبات مماثلہ البشریت کی ثابت فرمادیا پس اگر کسی نے بوجہ بنی آدم ہونیکی آپ کو بھائی کہا تو کیا خلاف نص کی کہدیا وہ تو خود نص کے موافق ہی کہتا ہی اور فخر عالم نے بھی فرمایا ودّدانی قد رأیت اخوانی الحدیث پس اخوت بوجہ اولاد آدم ہونیکے کہنا اور یہی وجہ قائل کی ہے موافق قرآن وحدیث کے ہوا اسپر طعن کرنا قرآن وحدیث پر طعن ہے اور اسکے خلاف کہنا نص کے مخالف ہی لہذا چونکہ جسنے آپ کو اخ کہا ہے بوجہ اولاد آدم ہونیکے کہا ہی اور تقرب کے مماثلت کا وہ ہرگز قائل نہین تو اوسپر طعن سوائے مخالفت نصوص کے اور کیا ہووےگا اور آپ کی ذات کو بشریت سے نکالکر (جو اشرف المخلوقات ہے) کسی دوسرے نوع مین داخل کرنا محض گستاخی اور ہتک شان رفیع آپ کا ہے سو مولف کو ہنوز یہہ بھی خبر نہین کہ قائل کی کیا مراد ہے اور طعن مولف کا خود قرآن وحدیث پر ہوتا ہی مگر اپنے کم فہمی کی کہانی کہنی ضرور ہے علی ہذا حال آیت لستن کاحد من النساءِ **اقول** وباللہ التوفیق سخن فہمان ژرف نگاہ خیال فرمائین کہ صاحب انوار نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے بشریت کو منفی نہین کیا جامع براہین نے کیون اثبات بشریت مین طول بیجا دیکر مغز خراشی فرمائی اور جو دلیل صاحب انوار نے لکھی یعنے لزوم ایہام مساوات جو مانع اطلاق لفظ اخوت ہی اسمین ایک حرف بھی آپکی زبان مبارک سے نہ نکلا **ع** بسوخت عقل زحیرت کہ این چہ بوالعجبی است + اب اگر اس مقولہ کی تردید مثل قول اول حرفاً حرفاً کیجاوے تو ظاہر ہے کہ مولف نے اسمین طول لاطائل دیکر سلسلۂ اژخائی دراز کیا ہے پھر حرف حرف کی تفضیح

یا توضیح کرنیسے طول ہین طول پیدا ہوکر موجب ملال طبع ناظرین ایجازپسند ہوگا بنا برعلیہ عنان اس وادی سے موڑ کر بعض امور ضروریہ پر تنبیہ کیجاتی ہی **قولہ** ایکم مثلی ہین مماثلت تقرب الی اللہ تعالے کی مراد ہے الخ **اقول** و باللہ التوفیق جامع براہین کی مراد یہہ ہے کہ بشریت مین سب بشر آپکے مماثل ہین تقرب الی اللہ مین کوئی مماثل نہین بر تقدیر تسلیم مماثلت فی البشریۃ کی ہم کہتے ہین یہہ غلط فہمی ہے تقرب کے معنے ہین نزدیکی طلب کرنا اور یہہ دو طرح ہی ایک بالایمان دوسرا بالاعمال تقرب بالایمان یعنے توحید و احکام خداوندی مان لینے مین سب مؤمنین و انبیاء ایک ہین آمن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمومنون کل آمن الایۃ فرق باکید یگر ہے تو مدارج کمالات یقین مع مشاہدہ وغیرہ مین ہی نفس تصدیق مومن بہ مین سب برابر ہین کسی کا ایمان کسی سے زیادہ و کم نہین ہے چنانچہ فقہ اکبر و شرحہ مین ہی ایمان اھل السماء ای من الملائکۃ واھل الجنۃ والارض من الانبیاء والاولیاء وسائر المؤمنین من الابرار والفجار لایزید ولاینقص ای من جہۃ مومن بہ نفسہ المؤمنون مستوون ای متساوون فی الایمان ای فی اصل والتوحید ای فی نفسہ انتہی مختصر ابقدر الحاجۃ اسیطرح بالاعمال شامل ہے جمیع عابدین کو من تقرب الی شبرا تقربت الیہ ذراعا الحدیث اور مایزال عبدی یتقرب الیّ بالنوافل حتی احبتہ عام ہے جمیع تقرب طلبون کو اور قرآن مین ہی کل لہ قانتون ابن عباس ورمجاہد و مقاتل و رسدی اور عطائی اسکے معنے یہ کئے ہین کہ سب اوسکے مطیع ہین اور حضرت صلعم کا ارشاد ہی صلوا کما رأیتمونی اصلی اور قرآن مین وارد ہے لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ نصوص مذکورہ سے ثابت ہی کہ سبکو خدائے تعالے کی قرب جوئی ایسی چاہئے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہی تو نفس تقرب الی اللہ مین سب شریک ٹھہرے ہان کمالات مدارج قربت مین فرق ہی یہی بات بشریت مین بھی ہی یعنے نفس بشریت مین سب شریک اور منتہاے کمالات بشر مین کوئی آپکا شریک نہین حتی کہ جمال صورت و اعتدال خلقت مین بھی شیخ شہاب الدین قسطلانی کتاب مواہب لدنیہ مطبوعہ مصر صفحہ ۲۴ جلد اول مین لکھتے ہین اعلم ان من تمام الایمان بہ صلی اللہ علیہ وسلم الایمان بان اللہ تعالیٰ جعل خلق بدنہ الشریف علی وجہ لم یظہر قبلہ ولا بعدہ خلق آدمی مثلہ اس سے صاف ظاہر ہوگیا کہ کمالات بشریہ مین کوئی آپکا شریک نہین پس تقرب الی اللہ اور بشریت دونونکا ایک حال ہے یعنے نفس بشریت اور قرب خدا طلب کرنے مین سب شریک ہین اور منتہی کمالات تقرب اور اعلی کمالات بشریہ مین کوئی آپ کا شریک نہین بنا برعلیہ جامع براہین نے ایک لفظ چھوڑکر دوسرا لفظ اختیار کیا مغز تحقیق کو نہ پہنچا اس مقام پہ یہ کہنا چاہئے تہا کہ آثار محبوبیت خاصہ مراد ہین اسمین کوئی آپ کا شریک نہین اسلئے آپنے ارشاد فرمایا ایکم مثلی پس مفاد کلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب یہہ ٹھرا کہ کوئی تم مین مثل میرے نہین تو بڑا نا سعادت مند وہ آدمی جو مقابل مین کہے کہ مین مثل ہون آپکا یا رسول اللہ بشریت اور انسانیت مین آپ بڑے بہائی مین چھوٹا بہائی معاذ اللہ معاذ اللہ

نفی مماثلت کے مقابلہ مین اثبات مماثلت کرنا گستاخی وبیباکی عظیم ہے خواہ کسی نیت سے ہو حق سبحانہ انسانیت و تہذیب نصیب کرے شرح شفاء قاضی عیاض صفحہ ۴۹ جلد ثانی مطبوعہ مصر مین ملا علی قاری لکھتے ہین قد روی فی مجلس ابی یوسف انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کان یحب الدباء فقال رجل انا ما احب الدباء فسل لہ السیف وقال جدد الاسلام والا قتلتك نظرا الی ظاهر معارضته له علیه الصلوة والسلام اس سے واضح ہو کہ فقط ظاہر معارضہ آنحضرت صلعم سے قبیح ونامشروع ہونے وخوف زوال ایمان کے واسطے کافی ہو پس ناسعادت مندی معارض مین کیا کلام ہے اور شفاء قاضی عیاض مین ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے اجسام وابدان متصف صفات بشریہ کے ساتھ ہین اسلئے جو عوارض مانند امراض و موت و قوت شہویہ و غضبیہ اونکو عارض ہوتے ہین یعنے دوسرے بشرون کو انبیاء علیہم السلام کو بھی عارض ہوتے ہین اور بواطن و روحین اونکے متصف ہین ساتھ ایسے صفات کے کہ وہ اوصاف بشریہ سے اعلی ہین متشابہ ہین ساتھ صفات ملائکہ کے بیچ دوام ذکر و حضور بدون ملالت و فتور کے اور قوت طاعت وعبادت بغیر ملالت کے کہ وہ سلیمہ ہین تغیر و آفات سے اس لئے اونکے ارواح کو اکثر عجز بشری وضعف انسانی لاحق نہین ہوتا ہے اور یہہ معنے ظاہر اونکے مشابہ بشر سے ہین و باطن و ارواح ملائکہ سے اس واسطے ہین کہ اگر خالص بشر ہوتے مانند دوسرے بشرون کے تو طاقت اخذ وحی کے ملائکہ سے اونکو نہوتی اور نہ اونکے ساتھ خطاب و مخالطت کر سکتے اور نہ دیکھہ سکتے جیسے کہ دوسرے بشر یہ نہین کر سکتے ہین اگرچہ ولی ہووین وہ دوسرے بشر اور اگر اجسام و ابدان بھی اونکے مانند ملائکہ کے ہوتے اور اجسام وابدان مین بھی مشابہ بشر کے نہوتے تو دوسری بشر نہ اونسے مل سکتی اور نہ اونکو دیکھہ سکتی اور نہ اونسے خطاب کر سکتی اور نہ احکام لے سکتی اسلئے اجسام وابدان مین مشارکت بشر سے اور ارواح و باطن مین مشارکت ملائکہ سے اونکو ہے یہہ تمام شفا و شرح ملا علی مین ما تن و شارح نے فرماکر یہ شرح و متن مین لکھا ہے قال ای فیما رواہ الشیخان عن ابن عمر و ابی هریرة و انس و عائشة جوابا لقولهم انك تواصل فكيف تنهانا انی لست كهيئتكم ای علی صفتكم وماهيتكم انی يطعمنی ربی ويسقينی اس سے واضح و لائح ہو کہ انبیاء علیہم فقط ابدان واجسام کی جہت سے بشر ہین نہ ارواح و بواطن کی جہت سے اور خالص بشر نہین ہین کہ ظاہر و باطن دونون مانند دوسرے بشرون کے اونکے ہووین اور خود آنحضرت صلعم کا فرمانا اس عبارت سے ظاہر کہ ہین تمہاری صفت و ماہیت پر نہین ہون جس سے واضح ہوتا ہے کہ ماہیت آنحضرت صلعم کی دوسرے بشرون صحابہ وغیرہم سے مخالف ہے فقط ظاہری بشریت ہر آپکی پس آنحضرت صلعم کی بشریت کہ باعتبار بدن و جسم کی ہے نہ باعتبار باطن و روح کے مخالف صحابہ وغیرہم کی بشریت سے ہوئی تو مساوات بشریت مین کہان ہے جلد ثانی تفسیر کبیر مین تحت آیت ان اللہ اصطفیٰ آدم ونوحا وآل ابراهيم وآل عمران علی العالمين

امام رازی صاحب فرماتے ہین واعلم ان تمام الکلام فی ھٰذا الباب ان النفس القدسیۃ النبویۃ مخالفۃ
بماھیتہا لسائر النفوس۔ اور امام رازی صاحب سورہ کہف کی آیت وعلمناہ من لدنا علمًا کی تحت مین فرماتے
ہین فنقول جواھر النفوس مختلفۃ بالماھیۃ عبارت اول سے واضح ہے کہ نفس قدسیہ نبویہ کی ماہیت مخالف باقے
نفوس کی ماہیت کی ہے اور عبارت دوسری سے واضح ہو کہ جواہر نفوس مختلف بالماہیت ہین پس آنحضرت صلعم
کی ماہیت ہماری ماہیت کے مخالف ہوئی تو نفس بشریت مین مساوات آنحضرت صلعم کو دوسرون سے نہوئی
پس مثلیت فی البشریۃ کا قائل ہونا جہالت وحماقت صرف ہے ایک امر مین مشابہت ہونے کسے اور اشتراک پائی
جانی سے مساوات ثابت نہین ہوتی ہے دیکھو انسان وفرس مین حیوانیت مین اشتراک ہوا تو انسان وفرس
مین مساوات کوئی عاقل نہین کہہ سکتا ہے اگرچہ دونون کو حیوان کہہ سکتے ہین اسلئے انسان کو بھائی فرس کا کہنا
عرف ولغت مین صحیح نہین اب دیکھو بشریت بھی آنحضرت صلعم کی باقی رہی اور اطلاق اخوت بھی صحیح نہوا بسبب عدم
مساوات کے اور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رح مکتوبات کے مکتوب صدم جلد ثالث مطبوع نولکشور مین فرماتے ہین

باید دانست کہ خلق محمدی در رنگ خلق سائر افراد انسانی نیست بلکہ بخلق ہیچ فرد از افراد عالم مناسبت ندارد کہ او صلی اللہ
علیہ وسلم باوجود نشاء عنصری از نور حق جل وعلا مخلوق گشتہ است کما قال علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام خلقت من نور اللہ
دیگر انرا این دولت میسر نشدہ است الی ان قال المجدد رح وبکشف صریح معلوم گشتہ است کہ خلقت آن سرور علیہ
وعلی آلہ الصلوۃ والتسلیمات ناشی ازین امکان است کہ بصفات اضافیہ تعلق دارد نہ امکانیکہ در سائر ممکنات عالم
کائن است ہرچند بدقت نظر صحیفہ ممکنات را مطالعہ نمودہ می آید وجود آنسرور آنجا مشہود نمیگردد بلکہ منشاء خلقت
وامکان او علیہ السلام در عالم ممکنات نباشد بلکہ فوق این عالم باشد ناچار اوراسایہ نبود ونیز در عالم شہادت سایہ ہر شخص
از شخص لطیف تر است وچون لطیفتر ازوی در عالم نباشد اوراسایہ چہ صورت دارد انتہی پس جب کہ خلقت وپیدائش
مین کوئی فرد افراد سے مناسب وموافق آنحضرت صلعم کے نہین ہے اور آپکی پیدائش نور الٰہی سے ہو کہ اوسمین
کسیکو شرکت نہین ہے اور کسیکو یہہ دولت حاصل ہی نہین ہے اور آپکا امکان وہ امکان نہین ہے جو عالم کا
امکان ہے اور کشف صریح مین وجود آنحضرت صلعم کا کہین ممکنات کے صحیفہ مین معلوم نہین ہوتا ہے موافق فرمانے
حضرت مجدد الف ثانی رح کے تو اس سے بخوبی واضح ہوگیا کہ آنحضرت صلعم کے مساوی کوئی فرد بشر نہین ہے
خلقت وپیدائش مین سوائے تقرب وتشرف ومحبوبیت کے بھی پس مساوات بشریت مین ہے آنحضرت صلعم کو
دوسرون سے نہین ہے اور نص سے مساوات بشریت مین ہرگز معلوم نہین ہوتی ہے اور لفظ مثلکم کا مقتضی
یہہ نہین ہے کہ ماہیت بشریت مین مساوات ہے چنانچہ اوسکا حال عنقریب معلوم ہوا جاتا ہے فانتظر

قولہ البتہ نفس بشریت مین مماثل آپکی جملہ بنی آدم ہین **اقول** اس وقت تک اس فرقہ کے آدمی یہہ دلیل پیش کیا کرتے
تھے انما المؤمنون اخوۃ حضرت فخر عالم صلعم کو عموماً مومنین مین شامل کرکے بہائی بناتے تھے لکن اس شخص
کی جرائت پر ہزار افسوس کہ اس نے ایمان کے بہی شرط قائم نہ رکہی صرف بنی آدم مین شریک ہونا واسطے جواز
اطلاق اخوت کی علت ٹہرادیا اولی الابصار دیکہین کہ بنی آدم مین کون کون قومین اور اہل حرفہ ہین معلوم نہین کہ
آنحضرت صلعم کو یہہ نا عاقبت اندیش کس کسکا بہائی تجویز کرینگے معاذ اللہ معاذ اللہ لیکن جناب مولوی صاحب کی زبان
اسی مسئلہ مین چلتی ہے ہم تو اوسوقت جانین کہ کوئی شخص مولوی صاحب کو فرعون کا بہائی کہکر پکارے آپ
ذرا آزردہ نہون اور یہہ فرماوین کہ واقعی اسنے بوجہ بنی آدم ہونیکے فرعون کا بہائی کہا ہے تو کیا خلاف نص کے کہدیا
اور اسیطرح جس قدر آپ کے ہمشرب ہین اگر اونکے حلال خور اونکو بہائی اپنا کہین یا اونکی جورو اونکو بہائی کہکر
پکارے اس دلیل سے کہ تم بوجہ اولاد بنی آدم ہونیکے ہمارے بہائی ہو اور یہہ ان صاحبون کو ذرا ناگوار خاطر نہو وے
بلکہ اور زیادہ خوش ہوکر بولین کہ اونہون نے بڑی قدر دانی کی جو وقت آدم کا پرانا رشتہ یاد دلانے والا یعنی بہائی
کہنے کا نکالا اور اگر یہہ صاحب اس بات سے ناراض ہون کہ ہم فرعون و حلال خور کے بہائی نہین بنتے تو اپنے
اس قاعدہ سے ہاتھ اوٹہائین کہ بباعث اشتراک بشریت ہر ذلیل ارذل آدادم اعلی سے اعلی درجہ کے فرد بشر کو
بہائی کہا کرے **فائدہ** اگر خاوند اپنی جورو کو بہن کہے یا جورو خاوند کو بہائی کہے اوسکو مولوی قاسم ان لوگونکی
پیشوا تقریر دلپذیر مطبوعہ مطبع بحر العلوم لکہنؤ صـ ۱۳۱ مین نامناسب موجب مضحکہ لکھتے ہین حالانکہ اونمین اخوت باہمی
از روے نص ثابت ہے معلوم نہین یہہ لوگ اوسپر کیا فتوی لگاوینگے کہ موافق نص کو اونہون نے نامناسب و موجب
مضحکہ لکہا ہے اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے جو اپنی زوجہ مطہرہ رض کو بسبب خوف ظلم بادشاہ ظالم کے
بہن کہدیا تو وہ کذب صورۃً قرار دیا جاتا ہے اور آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ تین کذب اونسے صادر ہوے ایک
اونمین جو آنحضرت صلعم نے فرمائے ہین یہہ ہین یعنے اپنی زوجہ کو بہن کہنا ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام بہی حشر کو
اپنے کذبات صوریہ کے سبب سے کہ ایک اونمین سے یہی زوجہ کو بہن کہنا ہے شفاعت اول دہلہ مین نہ کرینگے اور
ان تینون کے خیال سے شفاعت کرتے ہوئے شرماوینگے چونکہ انبیاء علیہ السلام کذب سے معصوم ہین صدور کذب کا
اونسے ممتنع ہے علما محققین اونکے اس بہن کہدینے کو توریہ و تعریض فرماتے ہین کہ اونہون نے اخوت دینی کے اور
اسلامی کے سبب سے اونکو بہن کہدیا تہا اور اونکے چچا کی بہی بیٹی تہین اگر نفس بشریت مین ابراہیم علیہ السلام سے اونکی حوا
مساوات تہین اور یہہ نص کے موافق ہے جیسا کہ حضرت جامع براہین فرماتے ہین تو علماء مین سے کسی نے آجتک
یہہ وجہ رفع کذب کے کیون نہ گذاری اور عرصہ صدہا برس کا ہوا کہ علماء اس اعتراض کے جواب مین جو لکھتے ہین تو یہی

لکھتے ہین کہ اخوت اسلام کے سبب سے کہا تہا اور چچا کی بیٹی ہونیکے وجہ سے فرمایا تہا تمام محققین نے اس سے کیون اعراض
کیا جبسکو نص کے موافق جامع براہین بتاتے ہین اگر علماء محققین وفضلاء مدققین کے نزدیک یہہ موافق نص ہوتا تو
کوئی تو اونمین سے اسکو بھی ذکر کرتا تمام کا اس وجہ سے غفلت کرنا اور اس جواب کی طرف متوجہ نہونا باوجود جواز اور
موافق نص ہونے اس جواب کے عقل سلیم وفہم مستقیم کے نزدیک بہت مستبعد ہے ہان جامع براہین یہہ کہدے کہ اونکو
یہ جواب سوجہا ہی نہین ہمکو ہی سوجہا ہے تو بات علیحدہ ہی پہر ایسے تو نیچریہ بھی جو قرآن کے معنے اپنی رای سے
مخالف تمام جہان کے گھڑنے لگے ہین وہ بھی یہہ کہہ سکتے ہین اور اونکے معانے بھی صحیح ہوجاوینگے اور اگر
یہہ کہو کہ بعض وجوہ جواب کے کافی ہین دوسرے بعض کے ذکر نکرنے سے یہ لازم نہین آتا ہے کہ صحیح نہووے
تو اسکے جواب مین ہمکو یہ کہنے کی گنجایش ہے کہ ایسے مقامات مین جو یہ متعدد علماء دیا کرتے ہین اور جتنی الامکان جمیع
جوابات ہوسکتے ہین سب ذکر کرتے ہین اگر ایک محقق کل کو ذکر نہین کرتا ہے تو ہر ایک اپنے پسند کے موافق
بعض بعض جوابات ذکر کردیتے تمام جوابات ممکنہ معلوم ہوجاتے اور جب کہ یہہ جائز تہا کہ مساوات فی البشریۃ
کے سبب سے وہ بہن نہین تو یہ جواب تو بہت ظاہر تہا اسکو کوئی بھی ذکر نہ کرے یہہ کسطرح عقل سلیم قبول کرسکے پس
سوا اسکے دوسری وجہ ترک اس جواب کی کوئی معلوم نہین ہوتی کہ یہہ جواب علماء محققین کے نزدیک جائز
عقلاً وشرعاً کسیطرح نہین ہے **قولہ** خود حق تعالے فرماتا ہی قل انما انا بشر مثلکم الخ **اقول**
نزول اس آیت کا ان صاحبون نے شاید اپنے بہائی بنانے کیواسطے سمجہا ہے چاہئے تہا کہ مفسرین کا کلام دیکہتے
شیخ محی السنہ رحمۃ اللہ سورۂ حم السجدہ مین اس آیت کے تحت مین لکھتے ہین قال الحسن علمہ التواضع
اور روح البیان مین بھی اس جگہہ لکہا ہے قال الحسن رضی اللہ عنہ علمہ التواضع بقولہ قل انما انا بشر مثلکم اور یہہ
آیت سورۂ کہف مین بھی ہے وہان بھی شیخ محی السنہ لکھتے ہین معالم مین قال ابن عباس رضی اللہ عنہ
علم اللہ رسولہ التواضع الی آخرہ اور تفسیر کبیر سورۂ کہف مین امام رازی فرماتے ہین امر محمدًا صلی اللہ
علیہ وسلم ان یسلك طریقۃ التواضع فقال قل انما انا بشر مثلکم الی آخرہ سید التابعین امام حسن بصری
رضی اللہ تعالے عنہ اور سند المفسرین ابن عباسؓ کی تفسیر سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالے انما انا بشر مثلکم نازل
فرما کر طریق تواضع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تعلیم فرمایا ہے اب تواضع کے معنے معلوم کرنی چاہئے کہ زبان
عرب مین کسکو کہتے ہین منتخب اللغات مین ہی تواضع فروتنی کردن اور قاموس مین ہے تواضع تذلل وتخاشع
اور غیاث اللغات مین ہے فروتنی نمودن وخود را فرو نہادن اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ یہ کلمہ مین ایک آدمی ہون
جیسے تم سب آدمی ہو عجز اور فروتنی اور کسر نفسی کا کلمہ ہے اور کسر نفسی کو سب جانتے ہین کہ اوس کلمہ مین ہوا کرتی ہے

جو متکلم کی شان سے کم درجہ کا ہوتا ہے پس یہہ کلمہ فرمانا آپ کا بہ نسبت شان عالی حضور کے کم درجہ ٹھہرا اور لفظ کم درجہ کا قاعدہ یہی ہے کہ اگر کوئی ذیشان خود اپنی نسبت کہے تو وہ بُرا نہین بلکہ اوسکے حق مین محمود و داخل حُسن خلق گنا جاویگا اور اگر دوسرا آدمی اوس ذیشان کو لفظ کم درجہ سے مخاطب کرے تو قبیح و مذموم شمار کیا جاتا ہی اور وہ آدمی گستاخ و بے ادب ٹھہرتا ہے مثلاً سردار عظیم الشان نے ماتحت کے آدمیون کو از راہ اشفاق فرمایا کہ مین تم سب صاحبون کا خادم ہون یا مثلاً کسی وزیر اور بادشاہ نے اپنے سائیس کو بھائی کہکر پکارا تو یہہ کہنا اوسکا خوش اخلاقی مین داخل ہے اور اگر وہ آدمی بھی کہنے لگین ہان بیشک تم ہمارے خادم ہو اور وہ سائیس بھی اوس وزیر و بادشاہ کو بھائی کہکر پکارا کرے تو یہہ اون سب کی نہایت درجہ کی گستاخی قرار دیجاویگی بناءً علیہ امتیون کا یہہ کہنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین کہ وہ بھی ایک آدمی تھے جیسے سب آدمی اور بشریت و آدمیت مین ہمارے برابر تھے پس ادنی آدمی کے بھی وہ بھائی ہوئے کلمہ گستاخی کا ہی اور آپ نے جو خود فرمایا کہ مین ایک آدمی ہون جیسے تم سب آدمی ہو یہہ اسواسطے کہ آپ کو حکم ہوا تھا قل انما انا بشر مثلکم اور عاجزی اور فروتنی کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہہ بھی صراحۃً دیا ہے وخفض جناحک للمؤمنین یعنے پست رکھہ بازو اپنے واسطے مومنین کے پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو مامور تھے جناب باری تعالےٰ سے ساتھہ عجز و فروتنی اور پست کرنے بازو کے تم کہان مامور ہوئے ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فروتنی کیا کرو اور کہا کرو کہ وہ بھی ایک آدمی تھے جیسے سب آدمی ہین وہ بھی ہمارے بھائی تھے جیسے سب بنی آدم

قولہ پس اگر کسی نے بوجہ بنی آدم ہونے کے آپ کو بھائی کہا تو کیا خلاف نص کے کہدیا وہ خود نص کے موافق کہتا ہی **اقول** جامع براہین کو اپنے محدث اور فقیہ اور اصولی ہونے کا اس قدر دعوی اور لن ترانی اور مقام استدلال مین ایسی حواس نداد ہوئی کہ لفظ نص کے معنے بھی نہ سمجھے کہ اصول مین کیا لکھا ہے قال فی مسلم الثبوت وشرحہ بحر العلوم النظم ان ظہر معناہ فان لم یسق لہ بالذات لا یکون مقصودا اصلیا فہو الظاہر وان سیق لہ بالذات فان احتمل مع ذلک السوق التخصیص والتاویل فہو النص انتہی اس سے واضح ہو کہ جس لفظ کی مراد ظاہر ہووے یعنے ہر عارف باللغۃ اوس مراد کو بغیر قرینہ کے فقط لفظ سنے سے پہچان لی اور اوس مراد کیواسطے بالذات وہ لفظ نہ بولا گیا ہووے اور مقصود اصلی وہ نہووے تو اوسکو ظاہر کہتے ہین اور اگر مراد تو اوس لفظ کی ظاہر ہووے لکن بالذات بولا گیا بھی اوسی مراد کیواسطے ہووے اور مقصود اصلی متکلم کی وہی مراد ہووے اور احتمال تخصیص تاویل کا بھی رکھتا ہووے تو وہ نص ہے پس نص ہونے واسطے مراد کا ظاہر ہونا اور اوسی مراد کیواسطے بولنا متکلم کا ضرور ہے اب جامع براہین دونون پیر و مرید ارشاد فرماوین کہ یہہ آیت کریمہ قل انما انا بشر مثلکم اللہ تعالے نے کیا اسیواسطے نازل فرمائی تھی کہ تم لوگ رسول اللہ صلعم کو بھائی کہا کیجو اور یہہ بھی بیان فرماوین کہ

آیت مین کونسا لفظ ہی جسکی مراد ظاہر یہہ ہے کہ آنحضرت صلعم کو بہائی کہو بشر کا لفظ یا مثل کا تو ایسا نہین ہے
کہ عارف باللغۃ بدون قرینہ اوس سے بہائی سمجہتا ہووے کسی عربی فارسی اُردو دان سے دریافت کرو انِ دونون
لفظ مین سے کسی سے یہہ مراد کوئی جانتا ہووے اور کسی نے لغت مین معنے بشر و مثل کے بہائی کے لکہے
ہووین یا کسی قوم خاص کی اصطلاح جاری ہوئی ہووے کہ ان دونون لفظ مین سے کسی کے معنے بہائی
اون لوگون نے قرار دیے ہوین یا عرف عام مین بشر و مثل کے معنے بہائی کے لیتے ہوین پس ان لفظون کے
معنے بہائی کسیطرح نہین ہین تو موافق نص کے بہائی کہنا کہان ہوا اگر نص سے مراد یہان تمہاری فقط آیت
قرآنیہ ہی نہ مصطلحہ اہل اصول تاہم تمہارا مقصود حاصل نہین ہے اس آیت قرآنیہ مین اسپر دلالت ہی کوئی دلالت
ہووے دلالت معتبرہ مین سے کہ آنحضرت صلعم کو بہائی کہو عبارت نص و اشارت نص و دلالت نص و اقتضاء النص
کسی طرح اسکا ثبوت نہین ہے فمن ادعی فعلیہ البیان پس آیت مذکورہ کے یہہ معنے بیان کرنا کہ اس سے یہ ثابت ہی کہ آنحضرت
صلعم کو بہائی ادنی آدمی کا کہنا درست ہی تفسیر بالرای ہی جو اوسپر وعید ہے وہ ماہرین خوب جانتے ہین اور بشر کا لفظ
تو عام ہی بہائی و بیٹا و باپ و مرید و پیر و شاگرد و استاد و زوجہ وغیرہم تمام رشتہ دارون و تعلق دارون وغیرہم کو شامل
ہے حاکم و بادشاہ و ہر قوم والے سبہی اسمین شامل ہین بہائی مراد لے لینا بالخصوص اس سے کسطرح صحیح ہو سکتا ہے
دعوی خاص و دلیل عام کی قباحت تو ہر ادنی و اعلی طالب بہی جانتا ہے دلیل عام سے تخلف مدعی جائز و ممکن ہے حیوان
کی تحقق سے انسان کا اور انسان کے تحقق سے خاص زید کا تحقق لازم نہین ہی پہر اس دلیل کو دعوی سے کیونکر مناسبت ہو سکتی
ہے آدمی کچہ سوچکر تو کہے آنحضرت صلعم کو اپنے بہائی بنانے کی خوشی مین سب کچہ پس پشت ڈالا ذرا بہی قواعد کا لحاظ نہ رکہا
اور کچہ ادب کا خیال نہ کیا رعیت و ماتحت لوگ حاکمون کو اپنا مان باپ وقت عاجزی کے کہتے ہین یہ اونکا کہنا مذموم نہین
قرار دیا جاتا ہی اگر اس فرقہ کے لوگون مین ذرہ بہی ادب ہوتا اور اپنا رشتہ ہی آنحضرت صلعم سے قرار دینے تو یہی کہتے کہ آنحضرت
صلعم ہمارے باپ ہین تاکہ ادب بہی باقی رہتا اور ایہام مساوات کا جو لفظ بہائی مین لازم ہے نہ آتا اور باپ کہنا آنحضرت صلعم کو
شرعاً بہی گنجائش رکہتا ہی اور عرفاً بہی حاکم و سردار و آقا کو باپ کہدینا مذموم نہین گنا جاتا ہے عرفاً مذموم نہونا تو ظاہر ہے
اور شرعاً بہی اہل علم منصفین پر واضح ہے معاندین و جاہلین کے واسطے لکہا جاتا ہے کہ مشکوٰۃ کے آداب الخلا مین ہے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے انا لکم مثل الاب لولدہ یعنے مین تمہارے واسطے ایسا ہون
جیسا باپ اپنے بیٹے کیواسطے ہوتا ہے اور نیز قرآن شریف مین ہی وازواجہ امہاتہم یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
بیبیان مومنین کی مان ہین پس بیبیون کا مان ہونا مقتضی ہی کہ اونکے خاوند مثل باپ کے ہوین نہ مانند بہائی کے
اور امام رازی تفسیر کبیر مین تحت آیت کریمہ وللآخرۃ خیر لک من الاولی لکہتے ہین وللآخرۃ خیر لک

تجتمع عندك امتك اذالامة کالاولاد قال تعالیٰ وازواجه امهاتهم وهواَبٌ لهم الی آخرہ اور صاحب تفسیر
روح البیان نے سورہ احزاب مین لکہا ہی کہ اُبَیّ کے قرآن شریف مین اور قرأت عبداللہ بن مسعود مین یہ لفظ اسطرح آیا ہی
وهواب لهم وازواجه امهاتهم اس تقریر پر مثل باپ کے ہونا آپ کا خود قرآن شریف سے ثابت ہوگیا اس فرقہ وہابیہ مین
اگرادب وتمیز ہوتا اور آنحضرت صلعم سے برابری حاصل کرنا انکی غرض نہوتی گو بشریت مین ہی سہی تو آنحضرت صلعم کو باپ کہتے
نہ بہائی اس لئے کہ ہر نبی اپنی امت کیواسطے باپ ہی اگرچہ حقیقی نہو کیونکہ امت کو اوسنے یعنے اپنے نبی سے حیات ابدی اور تعلیم
ادب دینی حاصل ہوا ہے اسیواسطے ابراہیم علیہ السلام کے حق مین خدائے تعالیٰ فرماتا ہے ملة ابیکم ابراهیم
اور قرأت شاذہ مین آنحضرت صلعم کے حق مین پڑہا گیا ہی هواَبٌ لهم اور اسواسطے بہی نبی اپنی امت کے باپ ہین
کہ تمام مؤمنین اصل واحد کیطرف منسوب ہین کہ وہ ایمان ہے کہ آنحضرت صلعم سے حاصل ہے پس تمام مومنین آپسمین
بہائی ہوئے قال اللہ تعالیٰ انما المؤمنون اخوة چنانچہ یہ تمام شفا وشرح شفاء ملاعلی مین موجود ہے
ازواجه امهاتهم ای هن فی الحرمة کالامهات تحرم نکاحهن علیهم بعده تکرمة لهم
اوخصوصیة ولامنه له ازواج فی الآخرة وقد قرئ ای فی الشواذ قیل وهی قرأة مجاهد
ونسبت الی ابی بن کعب ایضا هواَبٌ لهم اذکل نبی اب لامته کما قال
اللہ تعالیٰ ملة ابیکم ابراهیم من حیث انه حیاتهم الابدیة وتعلم الآداب
الدینیة ومن ثم صاروا اخوة فی الدین کما قال اللہ تعالیٰ انما المؤمنون
اخوة من حیث انتسابهم الی اصل واحد هو الایمان الناشی عنه صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم
اس تمام کو چہوڑ کر اس فرقہ نے آنحضرت صلعم کو اپنا بہائی بنانا چاہا اور ماکان محمدا ابا احد من رجالکم مین ابوت
حقیقی نسبی کی نفی ہے جسطرح بہائی کہنے والے بہی آنحضرت صلعم سے اخوت حقیقی نسبی کو نفی کرتے ہین ولکن رسول
اللہ وخاتم النبیین جو متصل اسکے ہی یہہ استدراک مفید ثبوت ابوت مجازی وغیر حقیقی کو ہے بایں طور کہ جب ابوت کی
نفی کی تو توہم ہوا کہ آنحضرت صلعم کسی اعتبار سے باپ نہین ہین تو اس توہم کو جو ناشی کلام سابق سے ہی خدای تعالیٰ نے
دفع فرمایا کہ آنحضرت صلعم خاتم النبیین ہین یعنے اس سبب اور اس اعتبار سے باپ ہین پس ابوت کا ثبوت ہوگیا یہ معنے
نہونگے تو استدراک کی صحت نہوگی اور محققین علم حقائق نے تشریح کی ہے کہ آپ کی روح ابوالارواح ہی اور یہہ بہی کہ آپ کا
نور اصل وجود ہے باقی جمیع موجودات کی شاخین اوسمین سے ہوئی ہین ؎ تو اصل وجود آمدی از نخست
بنا بر علیہ اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہہ لوگ مثل باپ کے کہتے تو جمیع اصول وفروع وقرآن وحدیث واقوال محققین
سے بہی تطبیق ہوجاتی اور نص انما انا بشر مثلکم کی بہی تصدیق ہوجاتی کیونکہ بشر کا باپ بہی مثل بیٹے کے

بشر ہوتا ہے اور گستاخی وابہام مساوات کا الزام بھی انپر نہ آتا جامع براہین نے بڑے برہان قاطع قرآن شریف سے بہائی
بنانے کیواسطے جو پیش کی تھی وہ تو پیش نہ چلی ناچار اب تنزل فرما کر حدیث سے دلیل پکڑ کر اپنا دل خوش کرتے ہیں وہ یہہ ہے
قولہ اور فخر عالم نے بھی فرمایا وددت انی قد رایت اخوانی الحدیث **اقول اولاً** مسلم اور مشکوۃ اور
مجمع البحار میں دیکھو صحیح روایت اس حدیث کی یہہ ہے وددت انا قد رأینا اخواننا یعنے میرا جی چاہتا ہے کہ کاش میں
اور جو لوگ میرے ساتھ ہیں ہم سب دیکھتے اپنے بہائیون کو یعنے اون لوگون کو جو آگے کو ہونگے انتہی یہہ ترجمہ کیا
شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے اشعۃ اللمعات میں واضح ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت احادیث میں آیا ہے
کہ آپ اپنی امت کو بلفظ امت یاد فرماتے تھے لا یجتمع امتی علی الضلالۃ اور فرمایا ستفترق امتی اور فرمایا رب
ہبلی امتی اور فرمانا آپ کا امتی امتی جمیع امت کو روشن ہے کہان تک نظیرین بیان کیجاوین بناء علیہ ہم کہتے ہیں کہ یہان بھی
آپ وددت انی قد رایت صلحاء امتی موافق عادت شریفہ کے فرماتے لیکن چونکہ آنحضرت صلعم کے دل میں فقط یہہ تمنا
نہ تھی کہ فقط آپ ہی اونکو ملاحظہ فرماوین بلکہ یہہ چاہتے تھے کہ میرے صحابہ بھی اونکو دیکھتے اس صورت میں اگر آپ
فرماتے وددت انا قد رأینا امتنا تو صحابہ پر صادق نہ آتا کیونکہ مؤمنین ومومنات صحابہ کی امت نہیں ہیں بناء علیہ
لفظ اخواننا فرما دیا اس قاعدہ کو عربی میں تغلیب کہتے ہیں کہ دو چیز جدا جدا کو اگر ایک جائے بالاختصار ذکر کرنا چاہتے
ہیں تو ایک ہی لفظ میں اوسکو شامل کر لیتے ہیں مثلاً چاند و سورج کہنا منظور رہا تو ایک لفظ کو غلبہ دیکر دوسریکو اوسکے تابع کر دیا
اور کہدیا کہ شمسین یا قمرین اسیطرح حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو عمرین اور ماں و باپ کو ابوین کہتے ہیں بناءً علیہ
اس مقام پر آنحضرت صلعم کو یہہ فرمانا منظور رہا کہ میں اپنی صلحاء امت کو دیکھوں اور صحابہ اپنے بہائیون کو دیکھیں آپنے
بقاعدہ تغلیب بہائیون کا لفظ لیکر امت کو اوسمین مندرج فرما دیا انا قد رأینا اخواننا اور اگر کوئی کہے کہ امت کے
لفظ کو کیون تغلیب ندی بہائیون کو اوسمین مندرج فرما دیتے جواب یہہ ہے کہ آپ اپنی ذات مبارک سے ایک تھے اور صحابہ بہت
تھے پس مستحق لفظ امت ایک تھے اور مستحق لفظ اخوت بہت بناء علیہ بہت کو ترجیح دیکر لفظ اخواننا فرما دیا اور جامع براہین نے
اس غرض سے صیغہ جمع متکلم کی جگہہ واحد متکلم کو یعنے اخواننا بدلہ اخوانی روایت فرمایا تاکہ یہہ احتمال ساقط ہو جاوے یہہ
حرکت آپکی اہل دین کو قابل یادگار رہے **ثانیاً** بالغرض تنزلاً اگر روایت لفظ اخوانی مانکر یہہ بھی تسلیم کیا جاوے کہ
آپ نے خاص اپنی اخوت ثابت فرمائی ہے تو جواب یہہ ہے کہ شراح حدیث اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ اسمیں اون لوگونکی
دیکھنے کی تمنا ہے جو ابھی تک پیدا نہیں ہوئی اور یہہ بات بہت صاحبونکو معلوم ہے کہ تمنا اوسکے دیدار کی ہوا کرتی ہے جو افراد
کاملین دیکھنے قابل ہوتے ہیں آپکی امت میں بڑے بڑے مقبول اولیاء غوث قطب ابدال اوتاد اور ائمہ مجتہدین جنکی
تعریفیں احادیث میں وارد ہیں بعد عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہوئی جائز ہے کہ آپ نے اصحاب کے سامنے انکو

بھائی کہکر اور تمنا دیدار بیان فرماکر اصحاب مین اونکا شرف ظاہر کیا ہوا ور جو امتی آپ کے مرتکب اعمال شنیعہ اور صاحب عقاید باطلہ ہین آپ اونکو کسطرح بہائی کہکر اونکے دیدار کی تمنا صحابہ ہین بیان فرماتے اور محبت اور پیار اون بدکارون سے ظاہر فرماتے اونسے خود روح نبی کریم علیہ التسلیم بیزار ہی وہی حدیث جسکا ٹکڑا او ددت انا قد رانا اخواننا ہی صحیح مسلم مین نکالکر دیکہو اوسمین لکہا ہی کہ بہت سے ایسے امتی ہونگے جو حوض کوثر کے پاس سے ذلت وخواری کے ساتھ ہٹا دیئے جاوینگے اور صلی اللہ علیہ وسلم اونکو فرماوینگے سحقًا سحقًا یعنے دوری ہو جیو انکو دوری ہو جیو انکو پہر اونکو بہائی کہنا اور تمنای دیدار ظاہر کرنا سخت بعید ہی اور ظاہر ایہہ فرقہ بے ادب گستاخ جو لیس خوردہ چاٹنے والا **عبد الوہاب نجدی** کا ہی شامل اونہین لوگون مین معلوم ہوتا ہی جنکی بابت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سحقًا سحقًا فرماوینگے اسلئے کہ اینسے بہت فتنے اور تفرقی اہل اسلام مین پڑے مین مشکوۃ کے باب الیمن والشام مین بخاری سے روایت کی ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی یا اللہ برکت دے ہمارے شام ویمن مین صحابہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ صلعم دعا فرمائیے اللہ ہماری نجد مین بھی برکت دے آپ نے پہر وہی فرمایا کہ یا اللہ برکت دے ہمارے شام ویمن مین پہر صحابہؓ نے دوبارہ عرض کی کہ نجد کے لئے بھی دعا کیجئے راوی کہتا ہی کہ مین گمان کرتا ہون کہ پہر تیسرے بار بھی صحابہؓ نے وہی عرض کی تب تیسرے بار مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہان یعنے نجد مین زلزلی اور فتنے ہونگے اور نکلے گی وہان سے گروہ شیطان کے پس جب یہہ فریق تابع عبد الوہاب نجدی ہوکر وہابی کہلایا اور وہ نجد کا ہے اور نجد موافق حدیث صحیح کے مقام شیطان کے گروہ کا ہے بہلا ایسے ذات شریف جنکے یہ صفات لطیفہ ہون اونکو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کسطرح محبت اور پیار سے یہہ پیارا نام بہائی کا صحابہ کے سامنے فرماتے اور تماشا یہہ ہے کہ جناب صلی اللہ علیہ وسلم کو بہائی بتانے پر جو لڑتے مرتے ہین وہ بہی فریق نجدیہ ہین اور جو لوگ کہ ائمہ دین اور رہنمائی حق و یقین تھے جنکی تمنای دیدار آپ نے ظاہر فرمائے اون لوگون نے کبھی یہہ مباحثہ نہ کیا بلکہ صحابہؓ نے بھی نہ کیا کہ ہم بھائی ہین رسول اللہ صلعم کے اور کبھی عبد اللہ بن عباس و فضل بن عباس علی و عقیل وغیرہم رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آنحضرت صلعم کو لفظ بہائی یعنے اخی سے خطاب نہ کیا اور کبھی روایت احادیث مین بھی قال اخونا رسول اللہ صلعم کسی نے صحابہؓ مین سے نہ کہا اور نہ یہہ بہائی کہنا تابعین وتبع تابعین مین جاری ہوا اور نہ ائمہ مجتہدین اور دیگر علماء صالحین نے ایسے لفظ سے آنحضرت صلعم کو تعبیر کیا اگر اسکا جواز تہا اور موافق نص تہا اور کوئی اسمین حرج نہ تہا تو سلف وخلف تمام فراس سے کیون اعراض کیا عجب بات ہی کہ موافق نص کے ہو وے بڑے بڑے جامع براہین اور کوئی بہی اس کا عامل سلف وخلف متقدمین ومتاخرین مین سے نہو وے سوائے فرقہ بدعتیہ وہابیہ کے اہل سنت جماعت کے اعمال صالحہ کو تو فقط اس وجہ سے کہ زمانہ ثلاثہ مین بحیثیت کذائیہ موجود نتہی بدعت وضلالت کہا جاوے اور اسکا وجود بعد زمانہ ثلاثہ کے بہی نہوا تب بہی جائز بنایا جاوے اور موافق نص کہکر اسکو کہا جاوے اسلئے بعض معتقد اون کے اسقدر

ارتکاب ہوگیا ہی وہی دلیل شرعی انکی واسطے کافی وافی ہے نعوذ باللہ من ذلک اور یہہ بھی واضح ہووے کہ جامع براہین نے
اثبات اخوت مین اسلام و ایمان کی بھی شرط نہین لگائی آیۂ انما انا بشر مثلکم سے یہ فائدہ نکال چکے ہین کہ اولاد آدم
ہونا علت اخوت ہی جس نے آپ کو بوجہ بنی آدم ہونے کے بہائی کہا موافق نص کے کہا اس تقریر سے معلوم ہوا
کہ جسقدر قومین شریف و رذیل کافر و مومن دنیا مین ہین معاذ اللہ گویا وہ سب بہائی ہین پس تقریر کے موافق گویا آپنے
اون سب بہائیون کے دیدار کی تمنا اس حدیث مین بیان فرمائی کہ انا قد رأینا اخواننا تو بہ توبہ استغفر اللہ اور اگر
یہہ لوگ اس حدیث سے کفار و مشرکین وغیرہم کو خارج فرماوین گے تو ہم کھینگے اسیطرح تم بھی اس حدیث سے خارج ہو
کیونکہ اس حدیث مین اونہی لوگون کو بہائی فرمایا ہے جو بباعث نور عرفان و تجلی ایمان و ہدایت عام و ارشاد تام اس قابل
ہین کہ اونکے دیکھنے کی تمنا کیجائے من الصدیقین والشہداء والصالحین پھر ایسے امتی لوگون نے تو آپ کو
بہائی کہا نہین اور آنحضرت صلعم کو آپنے بہائی بنانے مین منازعہ نہ کیا تیرا صدی کے لوگون فرقہ وہابیہ کے کھنے سے
کیا ہوتا ہے اور صاحب انوار نے تو تشنیع اسبات پہ کی تھی کہ ذلیل ذلیل آپ کو اپنا بہائی کہہ رہا ہی چنانچہ عبارت صاحب انوار
ساطعہ صاف یہ مضمون ادا کر رہی ہے بشرطیکہ کوئی نور بصیرت والا اوسکو دیکھے وہ عبارت یہ ہی (اس زمانہ مین ایک دنی سا
آدمی ہے کہ وہ یہہ کہہ رہا ہے رسول اللہ میرے بہائی ہین) افسوس معاندین کے حال پر کہ مغز کلام صاحب انوار تک
ذرہ بہر نہ پہنچے قلم یاوہ گوئی پر اوٹھا کر جو چاہا لکھنے لگے ؎ چشم بد اندیش کہ برکندہ باد + عیب نماید ہنرش
در نظر + پس جامع براہین پر لازم تھا کہ ایسے دلیل بیان کرتا جس سے یہہ واضح ہوجاتا کہ ذلیل ذلیل آدمی آنحضرت
صلعم کو بہائی کھے تو جائز ہے اور حدیث مذکور مین جس سے آنحضرت صلعم کو بہائی فرمانا ثابت ہی اوسکا شمول ذلیل ذلیل
آدمیون کو نہین ہے چنانچہ معلوم ہوا کہ جو شرعاً ذلیل ہون مانند فرقہ نجدیہ کے اون کے رویت کی تمنا آپ نے
نہین فرمائی پس اونکو بہائی و اخواننا بھی نہین فرمایا پس اس حدیث سے مقصود حاصل جامع براہین کا کہ وہ رد قول صاحب
انوار ہے نہوا اور ذلیل آدمی کا بہائی فرمانا ثابت نہوا **ثالثاً** اگر یہ تمہارا مضمون معاذ اللہ انما انا بشر مثلکم کہ سب آدمی
خواہ صالح خواہ فاجر خواہ کافر سب آپکے بہائی ہین اور آپ نے اون سب کے دیکھنے کی آرزو فرمائی ہی معاذ اللہ
بطور تنزل و فرض محال تسلیم بھی کیا جاوے تب بھی تمہاری حجت پوری نہین ہوتی کہ تمکو اپنے منہ سے یہ کہنا جائز ہوجائے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے بہائی ہین اسلئے کہ آپ نے اگر امتیونکو بہائی فرمایا تو وہ تواضع و فروتنی اور کسر نفسی سے
فرمایا ہے چنانچہ مشکوٰۃ شریف کے باب عشرۃ النساء مین ایک حدیث ہی کہ آنحضرت صلعم کو اونٹ نے سجدہ کیا مہاجرین
و انصار صحابہ موجود تھے اونھون نے عرض کیا یا رسول اللہ صلعم آپکو جانور اور درخت سجدہ کرتے ہین پھر ہم تو اونسے
زیادہ مستحق ہین کہ آپ کو سجدہ کرین ارشاد فرمایا اعبدوا ربکم اکرموا اخاکم یعنے عبادت کرو اپنے رب کی اور تعظیم کرو

اپنے بھائی کی صاحب مجمع البحار اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین اراد نفسہ صلی اللہ علیہ وسلم ھضمًا لنفسہ اور شیخ عبد الحق
دہلوی بھی تحت حدیث اکرموا اخاکم کے فرماتے ہین اپنے شرح مشکوٰۃ لمعات مین یرید نفسہ الکریمۃ تواضعًا وتنبیہًا
علی انہم بشر مثلہم فی عدم جواز السجدۃ والعبادۃ لــــہ انتہی یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
لفظ بھائی سے مراد اپنے ذات مبارک رکھی ہے اور یہہ لفظ اپنی نسبت آپنی واسطے کسر نفسی کے فرمایا ہضم کے معنے
عربی مین توڑنا ہے چنانچہ منتخب اللغات وغیرہ مین موجود ہے پس آپ نے اپنی ذات مبارک کو جو بھائی قرار دیا اونکا
شارحین حدیث لکھتے ہین کہ آپ نے اپنے نفس کو توڑا جو لفظ کم درجہ بولا اب دانایان اسرار سمجھین کہ آپ نے
اوسوقت اکرموا اخاکم صحابہؓ کو خطاب فرمایا تھا کہ اونمین وہ بھی تھے جو آپ کے نسب شریف مین شریک تھے
باعتبار اشتراک نسب بھی اونکو بھائی کہدینا بجا تھا لیکن اونکے بھائی کہدینے کو تم سُن چکے کہ صاحب مجمع البحار وغیرہ
محدثین محمول تواضع اور کسر نفسی پر کررہے ہین پھر افسوس ان بے انصافون کے حال پر کہ باوجود اپنی حالت روی
وذلیل ہونیکے آنحضرت صلعم کو بھائی لکھکر اپنے منہ سے کسر شان عالی آنحضرت صلعم کے کرتے ہین اور یہہ ہم اوپر تحقیق
کرچکے کہ کوئی عظیم القدر اگر اپنے مُنہ سے اپنی نسبت کلمہ کسر نفسی کا کہے تو وہ حسن اخلاق مین داخل ہے دوسرونکو
جائز نہین کہ کسر شان کا کلمہ اوس ذیشان کی نسبت کہا کرے جامع براہین اپنے آپکو احقر الناس بعض جگہہ لکھتا ہے اوسکے
مرید وچیلہ ومعتقد وشاگرد وغیرہم ماتحت اس کلمہ کو اوسکے حق مین کسر نفسی کا کلمہ قرار دیتے ہین اور وہ ماتحت لوگ جامع
براہین کو یہہ کیون نہین کہتے کہ جامع براہین ہمارے پیر واستاد احقر الناس ہین اگر ایسے کلمہ سے کوئی جامع براہین کو تعبیر
کرے اور خطاب کرے یا خط مین لکھے تو جامع براہین ودیگر لوگ تمام اوس شخص کو بے ادب وگستاخ قرار دینگے
اور یہہ کوئی نہ کہیگا کہ جامع براہین نے خود اپنے آپ کو یہہ لکھا ہے پس اسیطرح یہان جان لینا چاہئے کہ گو آنحضرت صلعم
بطور کسر نفسی کے خود کو بھائی فرماوین لیکن دوسرون کو یہہ کلمہ کہنا اور اپنا بھائی بتانا درست وجائز نہین ہے
بلکہ وہ کہنے والا بے ادب وگستاخ ہی ہان جسکے دلمین آنحضرت صلعم کی عظمت نہین ہے اور رسول مقبول صلعم کے
توقیر سے وہ خالی ہے تو وہ ایسے کلمات جس سے کسر شان آنحضرت صلعم ہو کہنا درست قرار دیگا اور تاویلات
بعیدہ سے اوسکو جائز بتا دیگا اور منصفین اذکیا تو جانتے ہین کہ یہہ تاویلات پیش نہین چل سکتے ہین شفاء قاضی
عیاض وشرحہ للملا علی قاری مین ہے کہ ابن حاتم منفقہ نے آنحضرت صلعم کو یتیم وختن حیدرہ مناظرہ کے درمیان
کہدیا تھا اور آنحضرت صلعم کا زہد قصدًا نہ تھا طیبات پر قدرت ہوتی تو آپ کہاتے فقہائی اندلسؒ نے ابن حاتم
مذکور کے قتل کا فتوی دیا اسواسطے کہ یہہ احتقار آنحضرت صلعم کا اوسنے کیا تھا چنانچہ بعض عبارت شرح ومتن کی
لکھی جاتی ہے وافتی فقہاء الاندلس بقتل ابن حاتم المنفقہ الطلیطلی وصلبہ بما شہد علیہ بہ من استخفافہ

بحق النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولعل تفسیرہ قولہ وتسمیۃ ایاہ اثناء مناظرتہ بالیتیم وختن حیدرہ وزعمہ ان
زھدہ علیہ الصلوٰۃ والسلام لم یکن قصدا ولو قدر علی الطیبات اکلھا انتہی مختصر اور اوسی کتاب مین یہی
ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ کے حق مین کلام قبیح کہا جب کسی دیندار نے اوسکو جھڑکا کہدیا کہ رسول اللہ سے
مراد مین نے عقرب یعنے بچھولی ہے کہ وہ بچھو بھی خدائے تعالے کے پاس سے بھیجا گیا ہے اور مخلوق پر مسلط کیا گیا ہی
یعنے اوسنے رسالت عرفیہ کی تاویل ساتھہ رسالت لغویہ کے کی تو یہہ تاویل اوسکی مقبول نہوئی اسلئے کہ صریح لفظ
مین ادعاء تاویل مقبول نہین ہے اسلئے کہ یہہ حقارت کرنا واستخفاف ہی اور قائل اسکا غیر معزز ومبجل وغیر معظم شان نبی کا ہی
پس اباحت اوسکے دم کی واجب ہے عبارت بقدر حاجت شفاء وشرح شفا یہہ ہے (وقال) ای ابن ابی سلیمن (فی)
رجل قیل لہ) ای بیانا لما قالہ لا وحق رسول اللہ قال فعل اللہ برسول اللہ کذا وکذا وذکر کلاما قبیحا) ای لا
ینبغی ان یذکر صریحا (فقیل لہ) انکارا علیہ (ما تقول یا عدو اللہ فی حق رسول اللہ فقال
اشد) ای کلاما اقبح (من کلامہ الاول ثم قال انما اردت برسول اللہ العقرب) فانہ ارسل من
عند الحق وسلط علی الخلق تاویلا للرسالۃ العرفیۃ بالارادۃ اللغویۃ وھو مردود عند القواعد الشرعیۃ
(فقال ابن ابی سلیمن للذی سالہ یرید فی قتلہ وثواب ذلک قال حبیب بن الربیع لان ادعاء التاویل
فی لفظ صراح) معناہ خالص لا لبس فیہ ولا قرینۃ تنافیہ فیکون دعوی مجردۃ خالیۃ عن علامۃ
(لا یقبل) ای ادعاوہ (لانہ امتہان) ای احتقار لہ صلی اللہ علیہ وسلم (وھو) ای والحال ان صاحب
ھذا المقال (غیر معزر) ای غیر مبجل (لرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ولا موقر لہ) ای ولا معظم بشانہ حیث غیر وصفہ
الخالص بہ وارادہ بہ حیوانا استحق مہانتہ (فوجبت اباحۃ دمہ لتقصیرہ فی توقیرہ وقد قال تعالے لتؤمنوا باللہ ورسولہ وتعزروہ وتوقروہ
انتہی مختصرا اس سے واضح ہے کہ معنے عرفی کے خلاف بلا قرینہ وعلامت کے معنے لغوی مراد بطور تاویل لینا
مقبول نہین اور تعظیم وتوقیر مین تقصیر کرنیکے سبب سے اباحت دم واجب ہی اسمین کوئی شبہ نہین ہی کہ آنحضرت صلعم کو
ادنی کا بھائی بنانا آپ کی حقارت ہے اور تقصیر ظاہر ہے آپکی تعظیم وتوقیر مین آپ منصفین انصاف کرین کہ جامع براہین کا
یہ کلام کس درجہ کا قبیح ونامناسب ہی **رابعًا** یہ کہ یہہ کیا ضرور ہے جو الفاظ نص کتاب وحدیث مین ہون اون کا
تلفظ علی العموم سبکو جائز ہو حضرت آدم علیہ السلام نے خود کہا ربنا ظلمنا لکن دوسرا آدمی اونکو کہے کہ اونھون نے
ظلم کیا تھا تو جائز نہین ہے اللہ تعالی نے اونکو فرمایا ہے عصی آدم ربہ فغوی ہر آدمی مجاز نہین کہ آدم علیہ السلام کو
نافرمان غاوی بہکا ہوا نعوذ باللہ من ذلک کہے اسیطرح حضرت یونس علیہ السلام نے کہا انی کنت من الظالمین
ہر آدمی اونکو کہنے لگے وہ ظالمین مین سے تھے جائز نہین بناء علیہ اگر آپ نے اپنی زبان مبارک سے براہ اشفاق

اپنے مرتبہ تنزل عالی فرماکر لفظ اخوت فرمادیا تو اُمتیون کوکب لازم ہے بلکہ کب درست ہی کہ یہہ بھی وہی کلمہ تنزل اپنے
مُنہ سے جاری کرین کہ ہم تو موافق نص کے کہتے ہین اور طرفہ ماجرا یہہ ہی کہ یہہ نص کہان وارد ہے کہ اے اُمتیو
تم بھی بھائی کہا کیجو صیغہ امر موجود نہین پھر موافق نص کہان ہوا نص ہین تو فقط اسیقدر ہی کہ آنحضرت صلعم نے
ہمارے بھائی فرمایا ہے اور اوپر معلوم ہوچکا ہی کہ یہہ بطور کسر نفسی و براہ اشفاق فرمایا ہے پس موافق نص کے
یہ ہوتا ہے کہ اسطرح کہا جاوے کہ آنحضرت صلعم نے بطور کسر نفسی و براہ اشفاق بھائی فرمایا ہی یہ موافق نص کے
ہرگز نہین ہے کہ ادنی ادنی آنحضرت صلعم کو بھائی کہے تو درست ہی این ہذا من ذلک ع ببین تفاوت رہ از کجا
است تا بکجا ✣ خدائے تعالی انکو راہ راست دکھاوے کہ ایسے اولٹے معنے حدیث و قرآن کے کرکے ضلال
و اضلال کے مرتکب نہووین **خامسًا** یہہ کہ صاحب انوار کے کلام مین نہ نفی بشریت کا ذکر ہے نہ نفی اخوت کا
البتہ ممنوع ہونا اطلاق لفظ اخوت کا بباعث نقص ایہام موجود ہے اور یہہ بات اولی الالباب سے مخفی نہین ہے
کہ بہت سے ایسے لفظ ہوتے ہین جو فی نفسہ کسی وجہ سے صحیح ہوتے ہین لیکن ایک وجہ ایہام اونمین ایسی لگجاتی ہی
کہ بُرے معنے بھی اونمین نکلنے لگتے ہین اوس وجہ سے بولنا اون الفاظ کا قطعًا منع ہوجاتا ہے شرعًا جیسا کہ صحابہؓ
آنحضرت صلی اللہ کی خدمت مین یہ کلمہ عرض کیا کرتے تھے (راعنا) یعنے آپ متوجہ ہوجیے ہمارے طرف لیکن چونکہ
یہود بھی یہ کلمہ کہا کرتے تھے اور وہ اپنی شرارت و خبث نفس کے باعث اس لفظ کے احمق کے معنے لیتے تھے معاذ اللہ
بناءً علیہ صحابہؓ کو روک دیا گیا کہ (لا تقولوا راعنا و قولوا انظرنا) یعنے مت کہو تم راعنا و قولوا انظرنا ہرچند صحابہ جو معنے
سمجھکر کہتے تھے وہ صحیح تھے لیکن ایہام یعنے وہ معنے یہودانی نکل سکتے تھے اور یہود کیواسطے یہہ ذریعہ بُرا کہنے کا تھا
بناءً علیہ جناب رسالت مآب کے حضور مین اوس کلمہ کا بولنا حق سبحانہ نے پسند نفرمایا اور آیت ممانعت نازل فرمادی
جسکا ذکر اوپر ہوچکا ہے چنانچہ تفسیر عزیزی مین یہ قصہ مذکور ہے اور تفسیر کبیر مین سات وجہ اسکے عدم جواز کے ذکر کیے
ہین چوتھی وجہ یہہ لکھی ہے کہ یہ لفظ موہم مساوات درمیان مخاطبین کی ہے اسلئے خداے تعالی نے منع فرمایا اور بیان کیا
کہ تعظیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطاب مین کرنا ضرور ہے لقولہ تعالی لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم الایہ عبارت
یہہ ہے و رابعها ان قوله راعنا مفاعلة من الرعی بین اثنین فکان هذا اللفظ موهما للمساواة بین
المتخاطبین کانهم قالوا ارعنا سمعك لنرعيك اسماعنا فنهاهم الله تعالى عنه وبين ان لابد من تعظيم
الرسول فی المخاطبة علی ما قال لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضًا انتہی اس سے واضح ہی کہ ایہام
امر ناجائز سے بھی عدم جواز آجاتا ہے بلکہ تفسیر کبیر سے لائح ہے خطاب مین ایہام مساوات کے سبب سے اس قول سے
منع فرمایا یہی بعینہ صاحب انوار ساطعہ نے کہا کہ ایہام مساوات کے سبب سے بھائی آنحضرت صلعم کو ادنی ادنی کا

بنانا منع ہی اور اسکو خود مولوی رشید احمد صاحب بھی لطائف رشیدیہ مطبوعہ مطبع گلزار احمدی مراد آبادی صفحہ ۹۲ مکتوب دہم
دیکھو لکھتے ہین اور اسی صفحہ مین ایک مضمون دوسرا بھی آپ لکھ رہے ہین وہ یہ ہے (صحابہ کا پکار کر بولنا مجلس شریف
آنحضرت صلعم مین ہرگز بوجہ اذیت وگستاخی معاذ اللہ نہ تہا بلکہ حسب عادت وطبع تہا لیکن چونکہ اذیت و بے اعتنائی
شان والا کا اوسمین ایہام تہا یہ حکم ہوا یا ایہا الذین آمنوا لاترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولاتجہروا لہ بالقول
کجہر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لاتشعرون کیا صاف حکم ہی کہ اگرچہ تمہارا قصد گستاخی نہین مگر اس فعل سے حبط اعمال
تمہارے ہوجاوین گے اور تمکو خبر بھی نہوگی انتہی کلامہ اور جامع براہین اپنے براہین قاطعہ صفحہ ۱۲۲ مین مجرد ایہام منع کو
دلیل منع بیان کرتے ہین اور اسپر دو عبارتین درمختار اور ردالمحتار سے نقل کی ہین رد بمجرد ایہام اللفظ مالایجوز
کاف فی المنع کما تقدم انتہی ام دوسری عبارت یہ ہے ان مجرد ایہام اللفظ المعنی المحال کاف فی المنع من التلفظ بہذا
الکلام وان احتمل معنی صحیحا ولذا علل المشائخ بقولہم لانہ یوہم ونظیرہ ماقال فی انا مومن انشاء اللہ تعالی
فانہم کرہوا ذلک وان قصد التبرک دون التعلیق لمافیہ من الایہام کما قررہ التفتازانی وابن الہمام انتہی ہی صاحب انوار
ساطعہ ایہام منع و مانع محال کے سبب سے لفظ بہائی کا آنحضرت صلعم کی شان مین بولنا اور یہ کہنا ادنی ادنی کا کہ رسول اللہ
میرے بہائی ہین ناجائز کہتے ہین بڑے افسوس کی بات ہی کہ خود جامع براہین ایہام منع و معنے محال کو وجہ عدم جواز
بتاتے ہین اور یہی وجہ صاحب انوار بیان گذارتے ہین اور فی الواقع یہ وجہ یہان بھی موجود ہے اور جامع براہین
یہان عدم جواز اس قول ادنی ادنی کو کہ (رسول اللہ میرے بہائی ہین) قبول نہین کرتے اور اپنے لکہے ہوئے کو یاد
نہین رکہتے مثل مشہور ہے (دروغ گو را حافظہ نباشد) بلکہ قول مذکور مین (کہ رسول اللہ میرے بہائی ہین) ادعاء
رسالت کا وہم بمقتضائے اس قاعدہ کے کہ اوسکو جامع براہین نے براہین قاطعہ کے صفحہ ۱۶ مین لکہا ہی کہ (مشتق مین
مشتق منہ علت حکم کے ہوتا ہے) ہونا ضرور ہے کیونکہ لفظ رسول مشتق ہی رسالت سے اور رسول اللہ پر جو حکم قائل
مذکور کرتا ہے کہ میرے بہائی ہین بحسب قاعدہ مذکورہ مسلمہ جامع براہین اسکے علت رسالت ہوگی پس قائل نے شرکت
فی الرسالۃ کے سبب سے یہ حکم کیا اگرچہ اوسکی نیت نہو وے لکن لفظ تو اسکا موہم ہی پس ایہام ادعاء رسالت ثابت ہوا اور
یہ لفظ قائل کا موہم معنے محال کو ہوا پس عدم جواز اسکا واضح ہوا اور اسمین یہ تاویل کہ وہ بسبب مساوات فی البشریۃ
کے بہائی کہتا ہے مع ان المساواۃ فی البشریۃ غیر مسلم رافع اس ایہام کی نہین ہے اور ایہام کیواسطے نیت قائل و ارادہ
قلبی اوسکا ضرور نہین ہے اور اگر رسالت سے قطع نظر کرے وہ قائل تب بھی اوسکو مفید نہین اور قطع نظر کرنا ایہام لفظ کو
واقع نہین ہے اور نیز مساوی سمجھنا آنحضرت صلعم کو گھٹانا شان عالی رسالت ومحبوبیت وخاتمیت کا ہے اور سخت گستاخی ہے
اگرچہ بہائی کہنے والا ارادہ گستاخی کا نہ کرے لیکن ایہام گستاخی موجود ہی مبادا اوسکے اعمال حبط ہوجاوین اور اوسکو

خبر نہووے جیسا کہ مسئلہ رفع اصوات مین حکم تسلیم کیا ہوا مولوی رشید احمد صاحب کا گذر چکا ہے پس یہہ تاویل کہ وہ
شرف و تقرب مین مساوات نہین جانتا جو جامع براہین کی ہے اوس سے صاحب انوار کو کچہہ ضرر صاحب براہین کو کچہہ
فائدہ نہین ہوا و مساوات ثابت کرنا بشریت مین وہ بھی لغو ہے ا ساد سًا یہہ کہ بعض احکام شرعیہ بہ تبدل زمانہ
بدل جاتے ہین چنانچہ یہہ مضمون خود جامع براہین کا تسلیم کیا ہوا ہے صفحہ ۵۳ براہین مین موجود ہے پس جائز ہے کہ بھائی کا
لفظ اول زمانہ مین ایسا نہووے جیسا اب ہے اس زمانہ مین یہہ لفظ اکابر کی نسبت بولنا اونکی سخت گستاخی ومے توقیری
مین شامل ہے مثلاً پیر یا استاذ یا آقا عالی رتبہ جیسا بادشاہ کو مرید و شاگرد و نوکر و رعیت بھائی کہے تو عرفًا اوس قائل کو
غیر مہذب و گستاخ و بیباک تمام لوگ کہین گے اور اوسکا یہہ عذر کہ مین بسبب اولاد آدم ہونیکے بھائی کہتا ہون کوئی
قبول نہ کریگا اور جنکو یہہ کلمہ کہا ہے کہ وہ پیر و استاذ و بادشاہ ہین اونکو بھی یہہ کہنا نہایت درجہ کا ناگوار خاطر ہوگا
اور درمختار کے باب وصیۃ الاقارب وغیرہ مین ہے قیل من قال للوالد قریب نہو عاق انتہی جو شخص اپنے باپ کو قریب کہے
تو عاق ہے اسکے تحت مین ردالمختار مین ہے قال فی المعراج اذ فی الخبر من سمی والدہ قریبا عق وقد عطف
الاقربین علی الوالدین فی قولہ تعالیٰ الوصیۃ للوالدین والاقربین ویعطف الشئی علی غیرہ حقیقۃ وعرف ان
القریب فی لسان الناس من یتقرب الی غیرہ بواسطۃ کذا فی المبسوط ای والوالدان والولد یتقربان لا بواسطۃ انتہی اس سے واضح و لائح ہے
کہ قریب لوگون کی زبان مین اوسکو کہتے ہین جو بواسطہ قریب ہووے اور باپ سے قرابت بیٹی کی بواسطہ نہین ہے
بلکہ بلاواسطہ قرابت ہے اسلئے کہ باپ کو قریب کہنے سے عاق ہوجاتا ہے اور بھائی کو قرابت بھائی سے بواسطہ ماں و باپ کے
ہے پس بھائی ہی قریب ہوا اور لفظ بھائی کا ہے دلالت واضحہ کرتا ہے اسپر کہ بواسطہ قرابت ہے نہ بلاواسطہ اور قریب جو بواسطہ
قرابت رکھتا ہے اوسکے کہنے سے باپ کے حق مین عاق ہوجاتا ہے تو باپ کو بھائی کہنے سے بھی عاق و نافرمان ہوگا
پس جب استاذ و پیر و بادشاہ کو بھائی کہدینا شاگرد و پیرو و نوکر و رعیت کا گستاخی و بے ادبی ہے عرفًا اور باپ کو قریب و بھائی
کہدینا عاق ہوتا ہے شرعًا تو بہ نسبت اوس ذات عالی شان کے جنکا رتبہ بعد خدای تعالیٰ کے ہے ع بعد از خدا بزرگ
توئی قصہ مختصر + بھائی کہدینا بطریق اولیٰ گستاخی و بے ادبی و بے باکی و خلاف شرع کے ہے اس تحقیق سے سیری نہین ہوتی
تو لیجئے خدای تعالیٰ نے قرآن شریف مین بہت جگہہ پر فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندون کو تعلیم فرمایا ہے قولہ تعالیٰ
علم آدم الاسماء و قولہ تعالیٰ علم الانسان مالم یعلم و قولہ تعالیٰ وعلمک مالم تکن تعلم اور بہت سے آیات اس
طرح کے ہین ان تمام آیات سے واضح و لائح ہوتا ہے کہ موافق نص خدائی تعالیٰ کو معلم کہنا جائز ہووے کیونکہ مادہ تعلیم خدای
تعالیٰ مین موجود ہوا تو اوسکا مشتق جو معلم ہے ضرور اوسپر صادق ہونا چاہئے جیسے کلام و ترزیق و تخلیق و احیاء وغیرہ
کے قیام کے سبب سے متکلم و رازق و خالق و محی وغیرہا اوسکو کہنا جائز ہے اور حال آنکہ علماء ربانی نے خدای تعالیٰ کو

معلم کہنے سے منع فرمایا ہے چنانچہ تفسیر بیضاوی میں ہے لم یصح اطلاق المعلم علیہ لاختصاصہ
بمن یحترف انتہی یعنے خدا تعالی کو معلم کہنا درست نہیں کیونکہ لفظ معلم خاص ہوگیا ہے پیشہ وروں کے
ساتھہ جو کہ بچونکو پڑہاتے ہیں پس متبدل ہوگیا یہ لفظ عرف عام میں بنا بر علیہ بولنا اس کا جناب باری تعالی پر
سوء ادب ٹھہرا اسیطرح فتاوی عالمگیریہ میں ہے کہ کسی شخص نے کہا کہ جب آدم زمین پر آئے تب
اونہوں نے کپڑا بنا تہا پس ہم سب جولاہے کے بچے ٹہرے یہ کلمہ کہنا اوس شخص کا کفر ہے انتہی مترجمہ
ملخصاً اب دیکھئے آدم علیہ السلام نے کپڑا بنا تہا اور جولاہے کا کام ہی کپڑا بننا ہوتا ہے اور جولاہہ آدمی ہی
ہوتا ہے کوئی کلب و خنزیر نہیں ہوتا نعوذ باللہ من ذالک بنا بر علیہ بولنا اس لفظ کا آدم علیہ السلام پر ہرگز
عقل کے خلاف نہ تہا لیکن چونکہ عرف عام میں جولاہہ بنظر خلقین ایک گرا ہوا اور کم وقعت ہے صرف اس باعث سے اطلاق
لفظ جولاہہ کا آدم علیہ السلام پر درست نہوا ان نظیروں سے ثابت ہوگیا کہ جو لفظ عرف عام میں ایسا ہو جاوے کہ ہرگز
شرف و منزلت پر دلالت نکرے بولنا اوسکا صاحب شرف و منزلت پر درست نہیں ہے فَانْتَبِهُوْا
یَا اَیُّهَا الْغٰفِلُوْنَ سابعاً واجب و لازم فرمائے اللہ تعالی نے ہمپر تعظیم و توقیر نبی کریم صلی
علیہ وسلم کی چند آیات قرآنی سے انمین سے ایک آیت ہے وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ کلمہ اولی کی تفسیر
ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما یہ فرماتے ہیں ای تُجِلُّوْهُ مشتق اجلال سے ہے یعنے جلال حضرت صلعم کا
ثابت ظاہر کرو اور کہا مبرد نے اسکی تفسیر میں ای تبالغوا فی تعظیمہ یعنی مبالغہ کرو آنحضرت صلعم کی
تعظیم میں اور ایک قرأت اس لفظ کی زا معجمہ کے ساتھہ بھی ہے مشتق عز سے ای تعززوہ یعنی عزیز رکھو تم
انکو یہ بیان شفاء قاضی عیاض میں موجود ہے اسکی شرح میں ملا علی قاریصاحب فرماتے ہیں کہ لفظ تعززوا
دو زا کے ساتھہ مجرد اس کا عز بمعنے شدت و قوت کے ہے جیسا کہ خدا تعالی اسی معنی میں فرماتا ہے
فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ تخفیف و تشدید کے ساتھہ اور اس جگہہ یعنی تعززوہ میں تعزیز کیطرف منقول ہوا ہے
جو باب تفعیل سے مبالغہ و تکثیر کیواسطے اس بیان ملا علی قاریصاحب سے واضح ہے کہ معنی تعززوہ کے یہ ہوئے
کہ بہت عزیز رکھو آنحضرت صلعم کو اور آیت کریمہ کا کلمۂ ثانیہ یعنے توقروہ خود ظاہر ہے کہ مشتق
توقیر سے ہے یعنے ادب رکھو آنحضرت کا اور تعظیم کرو اور اوپر وجوہ مذکورۃ الصدر میں معلوم ہو چکا
ہے کہ بہائیکا لفظ موافق عرف عام کے ایک کلمہ مساوات ہے اور مساوات انکو تعظیم سے منافات ہے بنا بر علیہ
بہائی کہنا مخالف اوس نص کے ہوگیا جو تعظیم کیلئے وارد ہوئی ہے لیکن جامع براہین
کو چاہئے کہ خواب خرگوش سے بیدار ہو کر اوس عقیدہ سے ہاتھہ اٹہا لے کہ ادنی ادنی آدمی جو رسول مقبول

علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھائی لکھتے پھرتے ہین کبھی انکو موافق نص نہ کہے اس سے خود بھی توبہ کرے اونسے بھی
توبہ کرائے اور آیندہ کو ہمیشہ بچہ کیا کرے کہ بھائی کہنا مخالف نص تعظیمی کے ہے **قولہ** پس اخوت بوجہ اولاد آدم
ہونیکے کہنا اور یہی وجہ قائل کی ہے موافق قرآن حدیث کی ہوا **قول** جامع براہین نے قرآن شریف
کی آیت قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ لکھے اور حدیث وَدِدْتُ اَنِّيْ قَدْ رَاَيْتُ اِخْوَانِيْ لکھی بھائی لکھنا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا نہ آیت سے ثابت نہ حدیث سے آیت مین لفظ بشر ہے اخ نہین اور بشر کو یہ ضرور نہین کہ بھائی
ہوا کرے جایز ہے کہ بادشاہ وحاکم وپیر واستاد وباپ ہو جیساکہ اوپر گذر چکا ہے اور یہ بھی معلوم ہو چکا ہے
کہ باعتبار جسم وظاہر کے انبیا علیہ السلام بشر ہین نہ حسب باطن کے اور یہ بھی معلوم ہو چکا ہے کہ آنحضرت
صلعم نے فرمایا ہے مین نہین ہون مانند صفت وماہیت تمہاری کے چنانچہ بھی تفسیر لست کھیئتکم
کی ملا علی قاری سے گذر چکی ہے اور یہ بھی معلوم ہو چکا کہ یہ بطور کسر نفسی کے تکلم ہوا تھا اور یہ بھی گذر چکا ہے
اوس سے یہ ہرگز معلوم نہین ہوتا کہ دوسرا کوئی آنحضرت صلعم کو کہے کہ میرے بھائی ہین تو جایز ہے پس لفظ بشر
منصوص فی القران سے مقصود جامع براہین ہرگز حاصل نہین ہوا اور لفظ مثلکم سے اگر جامع براہین ثابت
کرنا چاہئے تو لفظ مثل سے بھی اخوت کا ثبوت ہرگز نہین ہوسکتا ہے مماثلت بین الشیئین مستلزم اخوت کو نہین
ہے مماثلت فقط اشتراک ہے کہ کسی امر خارجی مین بھی ہووے تو ثابت ہو جاتی ہے دیکھو خدائے تعالی فرماتا ہے
مَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا طَائِرٍ يَطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّا اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ اس آیت مین خدا تعالی نے تمام جانورون اور
پرندون کو مثل تمہارے فرمایا ہے اسمین خنزیر وغیرہ بھی ہین پس جو شخص مماثلت کو مستلزم اخوت کا جانے
تو خود کو بھائی خنزیر کا ہونا بھی قبول کرے اور علما تو اس آیت مین بھی امور خارجیہ مین مماثلت جانتے ہین اور
آیت قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ مین بھی امور خارجیہ مین مماثلت فرماتے ہین چنانچہ تفسیر کبیر آیت وَمَا مِنْ دَابَّةٍ
کی تحت مین مماثلت کے باب مین ستّ قول نقل کئے اول قول منقول ابن عباس رضی اللہ سے ہے کہ جانور مماثل
تمہارے یعنی انسان اور بشر کے اس امر مین ہین کہ معرفت وتوحید وتسبیح وتحمید مانند انسان وبشر کے
ان سے بھی صادر ہوتی ہے اس قول کی طرف طایفہ عظیمہ مفسرین کا گیا ہے عبارت تفسیر کبیر یہ ہے الاول
نقل الواحدی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما انہ قال یرید یعرفوننی ویوحدوننی ویسبحوننی
ویحمدوننی والی ہذا القول ذہب طائفۃ عظیمۃ من المفسرین الخ **دوسرا قول** یہ ہے کہ یہ جانور مثل تمہارے
امت وجماعت ومخلوق ہوتے ہین کہ بعض بعض کے مشابہ ہے بعض بعض سے انس پکڑتا ہے اور بعض بعض سے
پیدا ہوتا ہے مانند انسان کے عبارت یہ ہے والقول الثانی المراد الامم امثالکم فی کونہا امما وجماعات وفی

کونہا مخلوقۃ بحیث یشبہ بعضہا لبعض و یانس بعضہا ببعض و یتوالد بعضہا من بعض کالانسان الخ
اور **تیسرا** قول یہ ہی کہ اس امر مین مماثلت یہ ہی کہ مانند انسان کے انکو بہی خدا تعالی نے پیدا کیا اور انکی تدبیر کی
اور انکے رزق کا کفیل ہوا عبارت یہ ہی القول الثالث المراد انہا امثالنا فی ان دبرہا و خلقہا و تکفل برزقہا
الخ **چوتھا** قول یہ ہی کہ جسطرح خدا تعالی نے کتاب یعنی لوح محفوظ مین بشر کے حالات عمر و رزق و اجل و سعادت
و شقاوت کا احصاء کیا ہے ایسے ہی یہ تمام حالات حیوانات کی احصاء رکہی ہین **پانچوان** قول یہ ہے کہ
مماثلت اسمین ہی کہ مانند انسان کے حشر حیوانات کا اور ان کے حقوق کا پہونچانا ہوگا عبارت یہ ہی القول الخامس
اراد تعالے انہا امثالنا فی انہا تحشر یوم القیمۃ یوصل الیہا حقوقہا الخ **چھٹا** قول یہ ہی کہ کفار نے
آنحضرت صلعم سے معجزات طلب کئے تہے اسکے جواب مین خدا تعالی نے بیان فرمایا کہ خدا تعالی کی عنایت
عام حیوانات پر ایسی ہی جیسے انسان پر پس جس ذات کا رحم و فضل ایسا ہی کہ بخل حیوانات کے ساتہہ بہی رحمت
و فضل کرنے مین اسکو نہین ہی تو وہ رحمت و فضل کرنے مین انسان کے ساتہہ بطریق اولی بخل کریگا
پس معجزہ مطلوبہ ظاہر نکرنہین طلب کرنے والون کے واسطے مصلحت ہی اور اسکے اظہار مین انکا ضرر
ہی عبارت یہہ ہے القول السادس ما اخترناہ فی نظم الآیہ وھو ان الکفار طلبوا من النبی صلی اللہ علیہ وسلم
الایتان بالمعجزات القاہرۃ الظاہرۃ فبین تعالی ان عنایتہ وصلت الی جمیع الحیوانات کما وصلت
الی الانسان ومن بلغت رحمتہ وفضلہ الی حیث لا یبخل بہ علی البہائم ثم کان بان لا یبخل بہ علی الانسان
اولی فدل منع اللہ من اظہار تلک المعجزات القاہرۃ علی انہ لا مصلحۃ لاولئک السائلین فی اظہارہا
وان اظہارہا علی وفق سواء لہم واقتراحہم یوجب عود الضرر العظیم الیہم اور **قول ساتوان** سفیان
بن عیینہ سے منقول ہی کہ اونہون نے بیان کیا کہ ہر آدمی کو مشابہت بعض حیوان سے ہی بعضے پیش قدمی مانند شیر کے
کرتے ہین بعض مانند بہیڑئے کے دوڑتے ہین بعضے مانند کتے کے آواز و نوحہ کرتے ہین بعض فعل مانند طاؤس
کے کرتے ہین بعض مشابہ خنزیر کے ہین کہ وہ جسطرح طعام طیب نہین کہاتا ہے گندگی اسکی کہاتا ہے
ایسے ہی اسکے مشابہ جو انسان ہی وہ پچاس باتین حکمت علم کی نہین محفوظ رکہتا ہے اور کلمہ خطا اور برے کو
محفوظ رکہتا ہی ایک بار سنکر اور ہر جگہہ بیٹہتا ہے اوس بد کلمہ کو ذکر کرتا ہی عبارت یہہ ہے القول
السادس ما رواہ ابو سلیمن الخطابی عن سفیان بن عیینۃ انہ لما قرأ ہذہ الآیۃ قال ما فی الارض آدمی الا وفیہ
شبہ من بعض البہائم فمنہم من یقدم اقدام الاسد ومنہم من یعدو عدو الذئب ومنہم من ینبح نباح الکلب
ومنہم من یتطوس کفعل الطاؤس ومنہم من یشبہ الخنزیر فانہ لو القی الیہ الطعام الطیب ترکہ واذا

قائم الرجل عن رجیعہ ولغ فیہ فکذلک نجد فی الآدمیین من لو سمع خمسین حکمة لم یحفظ
واحدة منہا فان اخطئت مرة واحدة حفظہا ولم یجلس مجلسا الا رواہ عنہ ثم قال فاعلم یا اخی انہا انما
تعاشر البہائم والسباع فبالغ فی الحذار ولاحتراز فہذا جملة ما قیل فی ہذا الموضع انتہی یہ تمام
ساقط **قول** علماء کہ اس مماثلت کی بارہ میں ہین درمیان انسان وحیوانات کہ کسی سے یہ مفہوم نہین کہ مماثلت
کو اخوت لازم ہووے اور یہ تمام امر خارج مین مماثلت کے مذاکرتے ہین جس سے اخوت کو کچھہ علاقہ نہین،
اسیطرح آیت قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ ہی کہ اسمین مماثلت سے مراد یہ ہی کہ جسطرح دوسرے لوگ کلمات
بی نہایت خدا تعالی کو احاطہ نہین کرسکتے مین اسیطرح آنحضرت کو حکم ہوا کہ کہدو کہ مین اس امر مین مثل تمہارے
ہون کلمات بی انتہا خدا تعالی کا احاطہ نہین کرسکتا ہون اور اس احاطہ مین مدعی نہین ہون چنانچہ
تفسیر بیضاوی مین ہے وسبب نزولہا ان الیہود قالوا فی کتابکم ومن یوت الحکمة فقد اوتی خیرا
کثیرا وتقرؤن وما اوتیتم من العلم الا قلیلا (قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ) لا ادعی الاحاطة علی کلماتہ
یُوْحٰٓی اِلَیَّ اَنَّمَآ اِلٰـہُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ ؕ انما تمیزت عنکم بذالک انتہی **پس** اس سے یہ ثابت ہوا کہ آنحضرت
صلعم کو کلمات بی غایات خدا تعالی کے احاطے کا دعوی نہین ہی پس معنے نص کے تو یہی ہوئے اور یہی
موافق نص کے ہے اس پر دلالت کہان ہی کہ آنحضرت صلعم کو یہ کہدینا درست ہی کہ آنحضرت صلعم سب کے بہائی
ہین پس یہ ادعاء جامع براہین کا یہ کہ موافق قران کی ہی سراسر باطل ہے اور تفسیر بالرائے ایسی ہے حدیث
مین بہی جسکو جامع براہین نے پیش کیا ہی یہہ لفظ موجود نہین جسکے معنی یہ ہوین کہ آپنے امر فرمایا کہ تم
مجکو بہائی کہا کیجیو پہر موافق حدیث کی کہان ہوا اور آپنے لفظ جواخوان فرمایا وہ کسر نفسی سے تہا
جیساکہ مفصلاً اوپر مکرر ذکر کیا گیا ہی پہر اس کہنے کو کہ رسول اللہ میرے بہائی ہین موافق قرآن و حدیث کے
سمجہنا بڑی کمفہمی کی بات ہی بلکہ سراسر قرآن و حدیث پر افترا ہی **قولہ** اس پر طعن کرنا
قران و حدیث پر طعن ہے **اقول** چہ خوش اے حضرت یہ طعن سب آپکے جہل مرکب پر ہین
قرآن و حدیث کا نام لیکر ایسے موقع مین کیون دین کی اہانت کرتے ہو اپنی شرمندگی قران و حدیث
پر لاتے ہو معاذ اللہ معاذ اللہ یاد رکہو قرآن ہمارا نور ایمان ہی اور حدیث حیات بخش روح و روان ہے
اس پر طعن کرنا کار اہل کفر و طغیان ہی **قولہ** آپکی ذات کو بشریت سے نکالکر جو اشرف المخلوقات
ہی کسی دوسرے نوع مین داخل کرنا محض گستاخی ہے اور ہتک شان رفیع آپکا ہی **اقول** یہ بات
تو ایسی ہی جیسے کوئی آدمی بخار کی ہذیان مین باتین کیا کرتا ہی جسکا کوئی سر ہوتا ہی نہ پاون اسلئے

کہ کلام صاحب انوار موجود ہی دیکھو آمین کب شریعت سے نکالکر معاذ اللہ معاذ اللہ دوسری نوع مین
داخل کیا ہے **قولہ** سو مولف کو ہنوز یہ بھی خبر نہین کہ قائل کی کیا مراد ہی **اقول** مولف یعنی صاحب
انوار بخوبی مراد قائل کی سمجھی ہوئی ہین لیکن چونکہ موقع ایہام مین محققین قایل کی مراد سے قطع نظر
کرکے بباعث ایہام حکم عدم جواز دیتی ہین جیسا کہ اوپر لفظ راعنا و انظرنا اور دوسری تحقیقات گذر
چکی ہین بنا بر علیہ صاحب انوار نے قائل کی مراد کو حسب قواعد شرعیہ ساقط الاعتبار کرکے اطلاق
اخوت کو بباعث ایہام منع کیا چنانچہ عبارت انکی بعینہ یہ ہے اس لفظ مین ایہام دعوی برابری حضرت
فخر الانبیاء کی ساتھہ ہی معاذ اللہ انتہی کلامہ اب سخن فہمان ژرف نگاہ انصاف کی نظر سے ملاحظہ فرماوین
کہ مطلب کون نہین سمجھا صاحب انوار نے دریائے عمیق کے تہ مین سے گوہر حکم شرعی نکالکر اہل اسلام
کو ہدیہ کیا اور جامع براہین نے صرف سطحی نظر سے اوپر اوپر نصوص کو دیکھکر بلا تعمق نظر اہل اسلام
کو مغالطہ مین ڈالدیا پھر تماشہ یہ ہے کہ اولٹا الزام کم فہمی کا صاحب انوار کو دیا جہل مرکب اسی کا نام ہے
کما قال سے آنکس کہ نداند و بداند کہ بداند در جہل مرکب ابد الدہر بماند **قال** صاحب الانوار الساطعہ
اب کس کس اختلاف کو بیان کیجئے ایک کہتا ہے وتر ایک پڑھو تین رکعت ضرور نہین **قال جامع**
البراھین القاطعۃ وتر ایک رکعت احادیث صحابہ مین موجود ہے اور عبد اللہ بن عمر اور
عباس رضی اللہ وغیرہ ہی صحابہ اوسکے مقر اور مالک شافعی واحمد کا وہ مذہب پھر اس پر طعن کرنا مولف کا
ان سب پر طعن ہے کہو اب ایمان مولف کا کیا ٹھکانا جب آنکھہ بند کرکے آئمہ مجتہدین پر اور صحابہ
اور احادیث پر تشنیع کی پس یہ تحریر بجز جہل مرکب کے اور کیا وجہ رکھتی ہے معاذ اللہ **اقول**
سخن فہمان بالغ نظر براہین کا کلام جلا بھنا ہوا سنکر اسکے غیظ و عناد قلبی کو سمجھہ گئے ہونگے کہ یہ شخص
عدل و انصاف کا ایک شمہ رائحہ نہین رکھتا ہے کلام صاحب انوار مین کونسا لفظ طعن کا ایسا ہے کہ جس سے
ایمان جاتا ہے معاذ اللہ واضح ہو کہ رسالہ انوار ساطعہ مین مناظرہ اپنی ہم عصرون سے ہی نہ امام شافعی
و مالک وغیرہما سے رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اور یہ سبکو معلوم ہے کہ ہمارے اس قرب و جوار مین کل بنی آدم
قدیم الایام سے حنفی مذہب تھے اب غیر مقلدون نے یہ رائج کر دیا کہ ایک رکعت وتر پڑھا کرو حالانکہ
یہہ ان کی زیادتی قابل رد ہے اسلئے کہ اگر کوئی ایک رکعت پڑھیگا تو بعضون کے نزدیک جائز اور بعضون کے
نزدیک ناجائز ہوگا اور اگر تین پڑھیگا تو بالاتفاق جائز ہوگا جو علماء وتر کو کم و بیش کرتے ہین انکے نزدیک
بھی تین رکعت وتر کی پڑھنی ناجائز ہونا ثابت نہین ہے پھر نادان وہ آدمی کہ ایسی بات مین خواہ مخواہ

سینکڑون برس کا باہمی اتفاق ہندوستان کا توڑکر اختلاف و فساد اہل اسلام مین پیدا کرے بنائے علیہ
صاحب انوار نے لکھا (کس کس اختلافکو بیان کیجیئے ایک کہتا ہی کہ وتر ایک رکعت پڑہو) جامع براہین کے
چشم انصافکو شدت غیظ نے ایسا اندہا کیا کہ یہ بہی نہ دیکہا کہ صاحب انوار نے اپنے ہمعصرونکو لکہا ہے
کیونکہ لفظ ایک کہتا ہی) صیغہ مضارع ہی صیغہ ماضی نہین جو صحابہ یا دیگر مجتہدین سلف مراد ہوتی خیر اگر اس
مین کچہ صاف طور پر صراحۃً بیان سلف و خلف کا نہ تہا تو اس مقام سے ذرا آگے چلکر خود دیباچہ
انوار ساطعہ مین یہ عبارت موجود ہے (تیرہوین صدیکے ین لوگون کا حال کیا غضب تہا اب جو دہوین شروع
ہوئی دیکہیے کیا قیامت ہو) یہ صریح دلیل ہی کہ اپنے ہمعصر اختلاف اندازون سے یہ کلام ہی اور انسے بھی یہ کلام
تو کچہ تشنیع الفاظ سے نہین فقط یہ لفظ (ایک کہتا ہی کہ وتر ایک رکعت پڑہو) اسمین کونسا لفظ
سلب ایمان کا ہی خود غیر مقلدین نے اس لفظ سے برا نہین مانا اور ایسا نکہا جیسا جامع براہین نے
ہان جامع براہین کے زخم قلبی مین مرچین خواہ مخواہ لگ گئین کہ آپ انکا سلب کرنیکو تیار ہوگئے ہم کہتے ہین
کہ بالفرض اگر کوئی حنفی المذہب مذہب شافعیہ و مالکیہ پر بہی اعتراض کرے تو اسکو بہی یہ کہنا درست نہین
کہ اسکے ایمانکا کیا ٹھکانا ہی اسلیے کہ برابر سب حنفی علماء رد کرتے ہین ایک رکعت کو دیکہو کتاب ہدایہ جو
مذہب حنفی مین بڑی مستند درسی کتاب ہے اسمین لکہا ہے حکی الحسن رحمہ اللہ
اجماع المسلمین علی الثلث علامہ عینی نے اس قولکی شرح مین لکہا ہے کہ یہ
حسن حضرت حسن بصری ہین انہون نے حکایت کیا اجماع مسلمانونکا تین رکعت پر اور اسی ہدایہ
کے باب سجود السہو مین ہے لان الرکعۃ الواحدۃ لا تجزیہ لنہیۃ علیہ السلام
عن البتیراء تبیراء کے معنے حنفیہ نے رکعت واحدہ کے کئے ہین اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے اوس سے منع فرمایا ہے پس رکعت واحدہ حنفیہ کے نزدیک از روئے حدیث ممنوع
اور منہیہ عنہ ہوئی اور اجماع مسلمین کے خلاف ٹہری اب جامع براہین بیان کردیں کہ مخالف
اجماع اور مخالف حدیث کو اگر انسان رد نکرے تو کیا کرے خود صاحب ہدایہ امام شافعی اور مالک کو الزام
دیتے ہین اسطرح والحجۃ علیہما ما روینا جامع براہین نے نہ فقط صاحب انوار کو بلکہ تمام علماء و مشائخ کو
حنفیہ و امام حسن بصری و مجمعین علی الرکعات الثلث کو مطعون کیا اور انکے ایمانکا ٹہکانا نہ ہونا
بتاتا ہی کیونکہ جو وجہ طعن کی صاحب انوار مین ہی کہ وہ انکار رد ایک رکعت وتر کا ہی وہی وجہ ان اکابر مین موجود
ہی کہ یہ سب تین رکعت کو ثابت اور ایک رکعت کو رد کرتے ہین اور جامع براہین ان سب کے

مقابلہ میں زور لگا کر فرماتے ہیں کہ احادیث صحاح اور صحابہ اور شافعی اور مالک اور احمد سے ایک رکعت ثابت ہے
تو گویا جامع براہین نے ان تمام اکابر و امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو جو کہ مثبت رکعات ثلاثہ ہیں مخالف احادیث
صحاح و مخالف صحابہ ٹھہرایا اور میدان مناظرہ میں حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ و دیگر اکابرین مذکورین کو
ایسا کورا چھوڑ دیا کہ انکی ایک دلیل بھی درج کتاب نکی ناظرین رسالہ کو یہ ثابت کرا دیا کہ وہ بالکل بے
دلیل ہیں اب ہمارا جی چاہتا ہے کہ مقلدان حنفی کی تحسنگی عقاید کیلئے کچھ دلایل تین رکعت وتر کی نقل کریں
اور مذہب حنفی کی نصرت کریں واضح ہو کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے
تین رکعت وتر کا پڑھنا ثابت ہوا ہے اس اسناد سے روی ابو حنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ عن زبید عن زر عن
عبد الرحمن بن ابزی عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یوتر بثلاث رکعات
اور دوسری اسناد سے یوں ہوئی روی ابو حنیفۃ رح عن حماد عن ابراھیم عن الاسود عن عائشۃ
رضی اللہ تعالی عنہا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوتر بثلاث یقرأ فی الاولی بسبح
اسم ربك الاعلی وفی الثانیۃ قُلْ یَا اَیُّہَا الْکٰفِرُوْنَ وفی الثالث قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَد اور تیسری اسناد
سے روی ابو حنیفہ عن مخول بن راشد المھدی عن مسلم البطین عن سعید بن جبیر عن ابن عباس
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یوتر بثلاث رکعات یقرأ فی الاولی بسبح اسم ربك الحدیث اور امام محمد
نے موطا میں روایت کی ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان لا یسلم
فی رکعتی الوتر اور عبد اللہ بن مسعود رض سے روایت لکھی ہے کہ فرمایا انہوں نے ما اجزأت رکعۃ واحدۃ
قط اور یہ بھی روایت انہوں نے فرمائی الوتر ثلث کثلث المغرب اور ابن عباس رضی اللہ نے فرمایا
الوتر کصلوۃ المغرب اور امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا ما
احب انی ترکت الوتر بثلث وان لی حمر النعم اور عینی شرح ہدایہ میں ہے کہ روایت کی ہے ابن
ابی شیبہ فی حدثنا حفص حدثنا عمرو عن الحسن قال اجمع المسلمون علی ان الوتر ثلث
لا یسلم الا فی آخرھن اور سعد بن ابی وقاص نے جب ایک رکعت پڑھی تو انکار کیا ان پر عبد اللہ بن
مسعود رض نے ما ھذہ البتیراء التی لا نعرفہا علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسیطرح انکار
کیا حضرت عمر رضی اللہ نے اور فتح القدیر وغیرہ میں مدینہ منورہ کے فقہا سبعہ سے روایت ان الوتر ثلث لا یسلم الا فی آخرھن
ہمنے یہ چند روایتیں بنظر اختصار لکھے ہیں ورنہ بہت روایتیں تین رکعت وتر کی بابت آئی ہیں اور وہ روایتیں
جو مخالفین بمقابلہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے لائے ہیں ان سبکی جوابات علماء حنفیہ کی کتابوں میں مندرج ہیں

امام طحاوی نے شرح معانی الآثار میں مذہب تین رکعت کا ثابت اور ایک رکعت کا مخدوش کرکے
آخر میں یہ لکھا فہذا عندنا مما لا ینبغی خلافہ لما قد شہد لہ من حدیث رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم ثم فعل اصحابہ واقوال اکثرہم من بعدہ ثم اتفق علیہ تابعوہم یعنی اس کا خلاف
نہیں چاہئے کیونکہ اس پر شاہد ہے حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور فعل صحابہ اور انکے
مابعد اکثروں کے اقوال پھر متفق ہو گئے ان کے اتباع کرنیوالے انتہی دیکھیے یہ قول بھی اسی معنے
میں ہے جو حضرت حسن بصری سے اجماع اہل اسلام تین رکعت پر منقول ہو چکا ہے پس معلوم ہوا کہ
اب جو کوئی اختلاف ڈالتا ہے وہ اس اجماع کے خلاف ہے افسوس جامع براہین ظاہر میں حنفی
مشہور ہو کر سب حنفیوں کا دشمن نکل آیا کہ جن دلیلوں کا جواب کتب علماء حنفیہ میں دیا گیا ہے وہ دلیلیں
مخدوش لوگوں کو مغالطہ دینے کیواسطے لکھدیں اور منجملہ دلائل راسخہ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک بھی
دلیل نہ لکھی اور یہ جو لکھا کہ مولف کے ایمان کا کیا ٹھکانا یہ صاحب انوار کے ساتھ خاص نہیں ہے در پردہ کل
حنفیوں پر راجع ہو گیا چنانچہ اوپر معلوم ہو چکا اور پھر بھی سنو کہ ابھی معلوم ہو چکا ہے کہ ایک رکعت کو حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے اور اجماع کے خلاف ہے کہ ایک رکعت سنت نہیں حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ
علیہ سے لیکر آج تک کل حنفیہ کا یہی ایک قول ہے اس لیے صاحب انوار نے لکھا کہ پس اختلافکو سکیا
کیجیے ایک کہتا ہے کہ وتر کی ایک رکعت پڑھو تین رکعت ضرور نہیں اس پر جامع براہین نے لکھا کہ مولف کے ایمان کا کیا ٹھکانا تو گویا اسکے
نزدیک تمام علماء حنفیہ کے ایمان کا ٹھکانا نہ رہا معاذ اللہ معاذ اللہ یہاں حال آپکی زبانی جمع خرچ دعوی تقلید کا
کھلگیا بہت اچھی طرح غیر مقلدیکی داد دی آفرین ہے اور جامع براہین صاحب صفحہ ۱۳۲ میں فرماتے ہیں (اور
مختلف فیہ مسئلہ تو یوں ہی بلا ضرورت جائز ہو جاتا ہے) اور صفحہ ۹۹ میں کہتے ہیں عوام کا مذہب معین نہیں
ہوتا یہ دونوں مسئلہ خوب ظاہر طور پر جامع براہین کی لامذہبی ظاہر کر رہے ہیں اکثر عوام لوگ
ہوتے ہیں وہ تو یوں ہی لامذہب بنے جو ایک دو مرد خاص کسی شہر میں ہونگے وہ دعوی کرینگے کہ ہم خود
مبصر ہیں پس لامذہبی کو خوب مدد ملی اور مختلف فیہ مسئلہ میں الشافعیۃ والحنفیۃ لامذہب لوگ بے
ضرورت استعمال کرتے ہیں تو وہ مولوی رشید احمد کے نزدیک جائز عمل کر رہے ہیں لا
حول ولا قوۃ الا باللہ پھر صفحہ ۲۹ میں جو ثبوت تقلید کیا تو وہ منافی و مناقض و مخالف اسکی سوا
ایسی اقوال متناقضہ کوئی [illegible] کرے تو عجب نہیں ہے اہل عقل و عالم مستدین کا یہ کام نہیں عوام جہال
کیواسطے آزادی ہے اور تقلید شخصی کی عدم وجوب پر دونوں مسئلونکی حجت خوب تھی لیکن اور ان کیواسطے

دروازہ ضلالت کا کہولدیا اور راستہ فسق کا فراخ و کشادہ کردیا کہ بلاضرورت جس کے مسئلہ پر چاہین عمل کریا
کرین جو امر قلبی تہا وہ کتنا ہی چھپایا آخر کہل ہی گیا اور زبانی مقلدی جو صفحہ ۲۹ مین ظاہر کی اُسنے کچھ
پردہ پوشی نکی الاناء یترشح بما فیہ ؂ مستی او وجہرین انچہ در او بدو لست ؛ **قال**
صاحب انوار الساطعہ اور تراویح بیس رکعت بدعت ہین آٹھہ سنت ہین **قال** جامع البراہین القاطعہ تراویح
آٹھہ سے زیادہ کو بدعت کہنا قول کسی عالم کا نہین ہے بلکہ قول سفہا کا ہے ایسے اقوال ساقطہ کا ذکر بیان مین محل
ہی البتہ بعض علمائے جیسے ابن ہمام آٹھہ کو سنت اور زائد کو مستحب لکہا ہے سو یہ قول قابل طعن کے نہین **اقول**
الحمد للہ اب تو آپنے بھی ان لوگونکو جوکہ آٹھہ رکعت سے زیادہ یعنے پورے بیس رکعت تراویح
پڑھنے کو بدعت کہتے ہین لفظ سفہا رقم فرمادیا لیکن اگر صاحب انوار کے قلم سے یہہ لفظ نکلتا تو معلوم
نہین کیا قیامت برپا ہو جاتی کاش جامع براہین کو حق سبحانہ تعالی اتنا سلیقہ عنایت فرماوے کہ وہ
عبارت انوار ساطعہ سمجہہ جاوے واضح ہو کہ صاحب انوار نے ایک رکعت وتر مین بہی ایسے ہی لوگون پر اعتراض
کیا کہ جنکو آپ سفہا فرماتے ہین اسلیئے کہ اس ملک مین جو لوگ فقط آٹھہ رکعت تراویح کو سنت کہتے ہین
وہی وتر کو ایک رکعت کہتے ہین اسواسطے صاحب انوار ساطعہ نے ان دونون مسئلونکو ایک کا مقولہ بیان
کیا ہے نہ دو فریق کا دیکہو آنکہین کہولکر عبارت انوار ساطعہ یہ ہے (کس اختلاف کو بیان کیجے ایک
کہتا ہے کہ ایک رکعت وتر پڑہو تین ضرور نہین اور تراویح بیس پڑہنی بدعت ہین آٹھہ سنت ہین)
پس جب کہ صاحب انوار کے مخاطبین بہ نسبت ایک رکعت وتر کے بہی وہی لوگ ہین جو کہ بیس رکعت کو بدعت
کہتے ہین تو بڑی سفاہت جامع براہین کی ظاہر ہو گئی کہ اوسنے ایک رکعت وتر مین بے سمجہے بوجہے امام شافعی
اور امام مالک و صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم کو مخاطب عبارت انوار کا بنا دیا اور ایسے مقبولین کا نام خواہی نخواہی بے محل
لکہکر گستاخ بنا معاذ اللہ منہا اور مجتہد سے خطا واقع ہووے تب بہی وہ لایق سرزنش و
مذمت لوگونکی شرعاً نہین ہے اور غیر مجتہد اگر اخراج و استنباط مسایل کرے گو مصیب ہووے تو
بہی اُسکا یہ صنع ناجائز ہے اُسکو اس پر سرزنش کرنا شرع سے ممنوع ثابت نہین ہے پس صاحب انوار نے
جو کچہ لکہا ہے وتر ایک رکعت کے بارہ مین تو انہین لوگونکو کہا ہے جو بدون لیاقت کے استخراج کرکے
مجتہدین و محققین کو خلاف حدیث و مرتکب بدعت بتاتے ہین انکو ایسا کہنا شرعاً ممنوع ثابت نہین ہے سوا
جیسا کہ صاحب انوار نے کہا ہے اور اسکو مجتہدین کے حق مین جامع براہین کا جانلینا عدم افہام قول
صاحب انوار پر دلالت واضح کرتا ہے پس بے سمجہے مطلب عبارت انوار کی مخاجت و مخاصمت کرنا مصد

آیت فلم تحاجون فیما لیس لکم بہ کا بنا ہے **قولہ** ایسے اقوال ساقط کا ذکر یہان بیمحل ہے **اقول**
صاحب انوار نے جو قول اُن سفہا کا نقل کیا وہ تو بیمحل جامع براہین کے زعم مین ہوگیا اور انہین سفہا کا
قول مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی نے رسالہ مصباح التراویح مطبوعہ میرٹھ کی صفحہ ۱۴ سطر ۶ مین لکھا
ہے (سطر ۶) این تماشہ دیدنی است کہ ان بست رکعت یازدہ را سنت می شمارند و بست را
بدعت می انگارند) مولویصاحب موصوف کا لکھنا بیمحل نہوا کہ انھون نے کیون سفہا کا قول نقل کیا
نہ اُسکو ذکر کیا ہوتا نہ اُس پر طعن کیا ہوتا کیونکہ وہ خود قول ساقط تھا منصف لوگ خوب ترازو سے
عدل مین تول رہے ہونگے کہ ایک قول کو دو شخصون نے نقل کیا ایک کا لکھنا آمنا وصدقنا ہوا اور دوسرے کا
لکھنا مورد طعن وتشنیع ٹھیرا یہ کیا سبب ہے یہہ بغض وعناد کی مار ہے اللہ بچائے معاندین الد الخصام سے آمین
قولہ البتہ بعض علما نے جیسے ابن ہمام آٹھ کو سنت اور زائد کو مستحب لکھا ہے سو یہ قول قابل طعن کے نہین ہے
اقول اولاً یہہ کہ صاحب انوار نے اون لوگون کا ذکر کیا ہے جو آٹھ سے زیادہ کو بدعت کہتے ہین قول ابن ہمام کا
ذکر ہی نہین کیا پھر کیون جامع براہین نے بیمحل اسکو نقل کیا تماشہ یہہ ہے کہ اورون کی عبارت برمحل کو بیمحل
قرار دیتے ہین اور اپنی بیمحل عبارت کی میانکو خبر نہین ابھی آپنے بیمحل اعتراض کیا تھا ابھی بیمحل منہ کی کھائی
کیا خوب سود النقد ہے اس ہاتھ دے اُس ہاتھ لے ثانیاً یہ کہ ہم کہتے ہین یہ قول ابن ہمام بھی بیشک قابل طعن ہے
کیونکہ مستحب کام کی تارک پر عذاب تو کیا ملامت وعتاب تک بھی نہین ہے کتب فقہ واصول مین مصرح ہے
پھر اگر یہہ حکم دیا جائے کہ سنت مؤکدہ آٹھ رکعت ہین باقی بارہ مستحب یعنی نفل ہین تو تم ایک عالم کو دیکھو گے
کہ چھوڑ کر بیٹھ رہا کرینگے اور آٹھ رکعت پڑھکر چلدیا کرینگے پس وہی مذہب اس نواح مین جاری ہو جائیگا
جو غیر مقلدین نے جاری کر رکھا ہے جامع براہین نے اس مذہب کو لکھا کہ قابل طعن نہین یہ بھی تائید
لامذہبی کی کرتا ہے جامع براہین مرید و پیر چھپ چھپکر کیون باتین کرتے ہین کھل کھیلین گنگوہ اور انبیٹھ
مین بھی ظاہر لامذہبی کا ڈنکا بجا دین اب یہ معلوم ہو چکا ہے کہ انھون نے براہین مین کہا ہے کہ عوام کا مذہب معین نہین
ہوتا اسکو اب جاری کرنا ان پیر ومرید کی طرف سے باقی ہے یہ لامذہبی نہین ہے تو اور کیا ہے کیسا ہی کوئی اپنے
مذہب وعقیدہ پوشیدہ کرے لیکن خدا تعالی کبھی نہ کبھی اُس کے اقوال یا افعال سے اسکا ترشح کرا دیتا ہے اور
ثالثاً ہم کہتے ہین کہ ابن الہمام رح کے قول سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اونکا یہی مذہب ہے کہ تراویح بیس رکعت سنت
نہین ہے آٹھ رکعت ہی سنت ہے ان کے قول سے فقط اسیقدر ثابت ہے کہ دلیل جو انھون نے اوپر ذکر کی ہے اوسکا مقتضے
یہی ہے کہ آٹھ سنت باقی مستحب اور یہہ اس امر کو چاہتا ہے کہ کوئی دوسری دلیل جہان مین موجود نہین ہے یا ایسے

دلیل کا خاصہ علم ابن الہمام رح کو نہیں جس سے واضح ہو جاوے کہ تراویح بیس رکعت سنت ہے کیون نہین جائز ہے
کہ دوسری دلیل کے جہت سے ابن الہمام سنیت بیس رکعت کے قائل ہووین اور یہی گمان ہمارا اونکے حق مین
ہے کہ وہ بھی بیس رکعت کے قائل ہین کیونکہ اسصورت مین کہ وہ اسکے قائل نہووین بھلا لازم آتا ہے کہ
جم غفیر و جماعت کثیر مذاہب مختلفہ علماء کی مخالف ہووینگے اور تمام جہان سے انکا مذہب نیا قرار پاویگا
تراویح کے باب مین اور انکو اسکی کب گنجایش ہے پس اس سے بچالینے کے واسطے وہی گمان وظن نیک اونکی حق مین
کرنا اولی ہے جو ہمنے اوپر ذکر کیا ہے اور یہہ کہدینا انکا کہ مقتضی دلیل سنیت آٹھہ رکعت تراویح کا ہے
جائز ہے کہ بطور ابراز سوال و ابداء احتمال ہووے اور ایسی عادت متقدمین کی تھی کہ بطور اظہار اشکال کے
فرما دیا کرتے تھے اگرچہ انکا مذہب نہین ہوتا تہا شاہ ولی اللہ صاحب تفسیر فوز کبیر مین ابن عباس رضی اللہ
کا یہہ قول کہ قران شریف سے تو پاؤن پر مسح ہی ثابت ہوتا ہے مگر لوگ دہوتے ہین اسپر محمول کرتے ہین کہ
اظہار اشکال کے طور اونہون نے یہہ فرمایا ہے اس سے یہہ نہین معلوم ہوتا ہے کہ انکا یہی مذہب ہے اور انکی نزدیک
آیہ مذکورہ مسح کے رکن ہونے پر ہی محمول ہے چنانچہ عبارت انکی یہہ ہے انما هو تفتیش علمی یعنی
بعض المجتهدین علی بعض و الفقیر علی هذا المحمل یحمل قول ابن عباس رض فی آیة فامسحوا
برؤسكم وارجلكم الى الكعبين لا اجد فی كتاب الله الا المسح لكنهم ابوا الا الغسل
فالذی یفهم الفقیر انه لیس بذهابا الی وجوب المسح ولیس فیه جزم بحمل الآیة
علی رکنیة المسح فالذی تقرر عند ابن عباس الغسل و لكنهم یقررون هنالك اشكالا و یظهرون
احتمالا لا يعلم بای وجه یذکر علماء العصر التطبیق فی هذا التعارض و ای مسلك یسلكون
من لم یطلع علی حقیقة محاورة السلف یظنه قول ابن عباس و یعده مذهبا له حاشا
حاشاه انتهی پس کسی منصف و ذکی کو گنجایش نہین ابن الہمام رح کی قول کو یہ سمجھہ جاوے کہ فقط آٹھہ
تراویح کی سنت ہونیکا اونکا مذہب ہے اور بالفرض انکا یہ مذہب بھی ہووے تو اس سے یہ کہان لازم آیا کہ بمقابلہ
جمہور کے ان کے قول کو رد نکیا جاوے اور قابل طعن نہووے اور اُس پر طعن بسبب مخالفت جمہور کے جائز نہووے
اور اُس پر اعتراض واسطے طرفداری مذہب جمہور کے صحیح نہووے دیکھو حضرت مجدد الف ثانی امام ربانی شیخ
احمد سرہندی صاحب قدس سرہ مکتوبات کی مکتوب دوسو بارہوین ۲۱۲ مین عدم رفع سبابہ ثابت کرکے اور احادیث
اشارہ مین اضطراب ثابت کرکے اور عدم اشارہ کا ظاہر مذہب امام ہونا بیان فرماکے فرماتے ہین شیخ ابن الہمام
نے کیون ایسا کیا کہ عدم اشارہ کو مشایخ کثیر سے منقول ہونا بیان کرکے خلاف روایت و درایت کہدیا اور سطر

علماء مجتہدین کیطرف نسبت تجہیل کی جو قدرت و ملکۂ قیاس نہ رکھتے ہیں کہ اصل رابع شرع کی ہے اور حال آنکہ
وہ عدم اشارہ ظاہر مذہب و ظاہر روایت امام ابی حنیفہ رح سے ہے اور خود اس شیخ نے بسبب اضطراب کے جو کثرت
اختلاف رواۃ سے حاصل ہے حدیث قلتین کو ضعیف بتایا ہے یعنے یہی وجہ ضعف کی اشارہ سبابہ کے
احادیث میں بھی موجود ہے اب دیکھو امام ربانی کو مولوی رشید احمد و خلیل احمد نے کیا لکھوایا ہے پیران کبار
میں سے جانتے ہیں ابن الہمام کی تحقیقیں بسبب مخالفت مشائخ کثیر و ظاہر الروایۃ کے ایسا فرماتے ہیں اس مسئلہ
تراویح میں لیس الامر کا خلاف ابن الہمام کرین کہ مجتہدین متقدمین و متاخرین اس پر متفق ہیں تو کیونکر اونکا
قول قابل رد و طعن نہوگا اور اسطرح طرفداری ان کم عقلوں نے لکھا ہو یگی جامع براہین کو خدا تعالی انصاف و فہم
عطا کرے کہ ایسی فہم کی باتیں زبان سے نکالے اب کچھ روایتیں بیس رکعت تراویح کے سنت ہونیکے بارہ میں
مذاہب اربعہ کے پیش کیجاتی ہیں امام غزالی رح احیاء العلوم میں فرماتے ہیں التراويح وهي عشرون
ركعة وكيفيتها مشهورة وهي سنة مؤكدة یہ امام غزالی رح مذہب شافعی کے رہنما کل بیس رکعت کو سنت مؤکدہ
فرماتے ہیں اور حضرت سید عبد القادر جیلانی صاحب قدس سرہ غنیۃ الطالبین میں فرماتے ویکون فعلها
بعد صلوة الفرض بعد ركعتين سنة لان النبي صلى الله عليه وسلم هكذا صلاها وهي
عشرون ركعة وينوي في كل ركعتين أصلي ركعتي التراويح المسنونة یہ حضرت شریعت و طریقت
کے پیشوا غوث اعظم مذہب حنبلی کے محدث و فقیہ بیس رکعت سنت ہونا فرماتے ہیں اس سے ظاہر ہوا کہ امام احمد رح
کی روایت بیس کے اونکے مقلدین کے درمیان میں مفتی بہا و معمول بہا ہے اور آٹھ کی اگرچہ روایت آٹھ کی
بھی ان سے یعنی امام احمد رح سے ہووے لیکن مفتی بہا اور معمول بہا نہیں ہے اور عینی شرح ہدایہ میں ہے وعند
مالك تسع ترويحات ستة وثلثين ركعة غير الوتر واحتج على ذلك بعمل اهل المدينة اس سے
امام مالک صاحب کے نزدیک ۳۶ ثابت ہوتی ہیں اور ایک روایت ان سے چالیس کی بھی ہے الغرض انکے
مذہب میں بھی آٹھ نہیں بیس تو ہیں بلکہ چھتیس یا سولہ اور زیادہ ہیں اونکے یہاں اب مذہب حنفی جاننا چاہئے
منیۃ المصلی و کنز الدقائق و شرح وقایہ اور قہستانی اور ابو المکارم اور ہدایہ غرر الافکار و شرح وقایہ
و ملتقی الابحر اور متن تنویر الابصار و سراجیہ وغیرہا کتب میں بیس رکعت کو سنت لکھا ہے اور در مختار میں ہے
التراويح سنة مؤكدة وهو عشرون ركعة الخ علامہ شامی فرماتے ہیں هو قول الجمهور وعليه
عمل الناس شرقا وغربا اور عینی شرح ہدایہ میں ہے احتج الشافعية بمذهبهم بما رواه البيهقي
باسناد صحيح عن سائب بن يزيد الصحابي قال كانوا يقومون على عهد عمر رضي الله عنه

بعشرین رکعۃ وعلی عہد عثمان وعلی رضی اللہ عنہما مثلہ وفی المغنی عن علی رضی اللہ
عنہ انہ امر رجلاً ان یصلی بہم فی رمضان بعشرین رکعۃ قال ہذا کالاجماع اس سے
ظاہر ہے کہ سند صحیح سے ثابت ہے کہ خلفاء ثلاثہ حضرات عمر و عثمان و علی رضوان اللہ علیہم اجمعین بیس رکعت
پڑھتے تھے اور حضرت علی رضی نے امر بیس رکعت کا فرمایا اور یہ مانند اجماع کے ہے اس لیے کہ انکار بیس کا کسی نے نہیں کیا
اور اسی عینی میں چند سطور کے بعد ہے قیل من اراد ان یعمل بقول مالک ینبغی لہ ان یفعل
کما قال ابو حنیفۃ رضی اللہ عنہ یصلی عشرین رکعت کما ہو السنۃ ویصلی الباقی فرادی
کانہ لیس من التراویح بل ہو نفل مبتداء اذا لجماعۃ فیہ مکروہۃ انتہی اس سے واضح
ہے کہ بیس سنت ہیں امام ابی حنیفہ رح کے نزدیک اور زیادہ اس سے جیسا کہ مذہب امام مالک کا ہے نفل ہیں اس لیے اون
زیادہ کو جماعت سے نہیں پڑھنا چاہیے ہمارے نزدیک اور آنحضرت صلعم کا بیس رکعت پڑھنا بھی حدیث میں
وارد ہے تخریج احادیث ہدایہ للزیلعی میں ہے روی ابن ابی شیبۃ فی مصنفہ والطبرانی
والبیہقی من حدیث ابراہیم بن عثمان ابی شیبۃ عن الحکم عن مقسم عن ابن عباس
ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان یصلی فی رمضان عشرین رکعۃ سوی الوتر
زاد الفقیہ ابو الفتح سلیم بن ایوب الرازی فی کتاب الترغیب فقال ویوتر بثلث
وہو معلول بابی شیبۃ ابراہیم بن عثمان جد الامام ابی بکر بن ابی شیبۃ وہو متفق
علی ضعفہ انتہی لکن یہ ضعف جو سند کی جہت سے اس حدیث مرفوع میں ہے ہمارے مدعا کو کہ وہ ثبوت بیس
رکعت تراویح پڑھنا آنحضرت کا ہے مضر نہیں ہے اس لیے کہ حدیث کی صحت اس سے بھی ثابت ہو جاتی ہے کہ علماء اسکے
موافق عمل کریں اور اسلیے کہ صحت ثابت ہو جاوے ترمذی وغیرہ بعد روایت حدیث غریب کے کہہ دیتے ہیں کہ
یہ معمول بہ ہے نزدیک علماء کے اور اس پر عمل مسلمانوں کا ہے اور امام مالک رح جو نجم الحدیث ہیں وہ فرماتے ہیں کہ
شہرت حدیث کے مدینہ منورہ میں صحت سند سے بے پروا کر دیتی ہے چنانچہ شیخ امام ابن الہمام فتح القدیر جلد
ثانی کے صفحہ ۱۶۰ میں فرماتے ہیں وما یصحح الحدیث ایضاً عمل العلماء علی وفقہ قال الترمذی
عقیب روایتہ حدیث غریب والعمل علیہ عند اہل العلم من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم وغیرہم وفی الدارقطنی قال القاسم وسالم عمل بہ المسلمون وقال مالک
شہرۃ الحدیث بالمدینۃ یغنی عن صحتہ سندہ انتہی اور شیخ ابن الہمام جلد ثانی کتاب
مذکور صفحہ ۹۹ میں فرماتے ہیں وقولہ فی اسانیدہا مقال لا یضر بعد تلقی الامۃ بالقبول

انتہی اس سے واضح ولائح ہے کہ جب علمائے صحابہ وغیرہم کسی حدیث ضعیف الاسناد کے موافق عمل کریں اور امت محمدیہ
تلقی بالقبول کرے تو وہ حدیث صحیح ہو جاتی ہے اور اسکے سند کا متکلم فیہ ہونا مضر نہیں ہوتا ہے پس اسیطرح
حدیث بیس رکعت تراویح پڑھنی آنحضرت صلعم کی ہے کہ جب حضرات عمر و عثمان و علی رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عہد میں
بیس رکعت تراویح بدون انکار و اختلاف کے عمل ہوا اور اجماع سکوتی صحابہ کا اس پر قرار پایا اور بعد کو بھی آئمہ
مجتہدین مذاہب کے اسی کے عامل ہوئے شرقا و غربا اسیہی پر عمل ہوا تو بلاشبہ یہ عمل موافق حدیث مذکور کے ہے
اس سے صحیح ہونا اور ضعف سند مضر نہونا واضح ہوگیا پس حدیث مرفوع و عمل خلفاء راشدین و من بعدہم
سنت بیس رکعت ثابت ہوئی اور حدیث نبوی علیکم بسنتی و سنت الخلفاء الراشدین میں کلمہ
علیکم بمعنے الزموا کے ہے چنانچہ نحو میر پڑھنے والا بھی جانتا ہے جس سے یہ مفہوم ہوا کہ میری سنت لازم پکڑو اور سنت
الخلفاء الراشدین کا عطف آنحضرت صلعم نے سنتی پر کیا اور معطوف و معطوف علیہ کا ایک حکم ہونا واضح ولائح ہے پس
سنت خلفاء راشدین کے حق میں بھی حکم صادر ہوا کہ انکی سنت کو بھی لازم پکڑو اس سے سنت نبوی و سنت خلفاء
دونوں کا ایک حکم معلوم ہوا جسطرح آنحضرت صلعم کی سنت کی تاکید اکید مفہوم ہے ایسی ہی سنت خلفاء راشدین رض کے
تاکید اس حدیث نبوی سے معلوم ہے کیونکہ کلمہ الزام کا دونوں کے حق میں وارد فرمایا ہے اور یہ تراویح بیس رکعت سنت
خلفاء راشدین ہونا حدیث صحیح سے اوپر معلوم ہو لیا پس اسکے لازم پکڑنیکا حکم بھی واضح ہوگیا پس تراویح کے بیس رکعت
سنت مؤکدہ ہونا اس دلیل سے معلوم و مفہوم باحسن وجہ ہے **اب** اگر امام ابن الہمام استحباب سنت خلفاء رض
فرماتے ہیں تو گویا تو کلمہ علیکم کو الزموا کے معنی میں نہیں لیتے ہیں جو معنی حقیقی اسکے ہیں اور بلا تعذر حقیقت کی اور بلا وجود
قرینہ صارفہ کے معنی حقیقی سے طرف معنی مجازی انصراف فرماتے ہیں تو یہ انصراف انکا جائز نہیں ہے بسبب قاعدہ
کیونکہ علم اصولین مبرہن ہو لیا ہے کہ بدون تعذر حقیقت بلا قرینہ صادقہ رجوع حقیقت سے مجاز کے طرف درست
نہیں اور علم کلام سے واضح ہو چکا ہے کہ صرف نصوص کا ظاہر سے بدون معارض کے جائز نہیں ہے پس یہاں امر ناجائز
لازم آتا ہے اور یہ بھی لازم آتا ہے کہ جب لفظ علیکم حدیث مذکور میں اپنے معنی حقیقی پر نہیں ہوا اور الزام اس سے
مراد نہیں ہے اور یہی ایک کلمہ سنت نبوی و سنت خلفاء راشدین دونوں کے حق میں وارد ہے تو دونوں سنت کا الزام
ثابت نہیں دونوں عمل مندوب و مستحب ہے پس کوئی سنت نبوی بھی لازم ہمیں نہوئی جیسے کہ سنت خلفاء راشدین لازم
نہیں اور آٹھ رکعت بھی سنت مؤکدہ نہوئی کیونکہ جب سنت نبوی کا لزوم ثابت نہیں ندب ثابت ہوا تو مؤکدہ
ہونیکی کیا معنی ہیں پس انکا آٹھ سنت کو مؤکدہ فرمانا بھی باطل ہوا جاتا ہے اور اگر اسیہی ایک لفظ علیکم سے جو حدیث
شریف میں وارد ہے آنحضرت صلعم کی سنت کا الزام اور خلفاء راشدین کی سنت کا ندب و استحباب مراد لیتے ہیں

تو جمع درمیان حقیقی و مجاز لازم آتا ہی وہ بھی ہمارے نزدیک ناجائز ہی اور عموم مجاز کا قایل ہونا وہ بھی مجاز کا ہی قایل ہونا ہے
کیونکہ عموم مجاز بھی قسم مجازی کی ہی پھر وہی اعتراض اول کے انصراف معنی حقیقی سے طرف مجازی کی بدون قرینہ صارفہ و
و بلا تعذر حقیقت و صرف نص کا ظاہر سے بدون معارض کے لازم آتا ہی پس یہ کہنا انکا کہ مقتضی الدلیل ماقلنا کہ
درست و راست ہی اور کیونکر اقوال صریحہ جم غفیر سے جو سنیت بیس تراویح کی محققین واقع ہین انحراف فقط
ایسا قول دیکھکر کیا جاوے اور بمقابلہ جمہور کی انکی اس قول کو کوئی غیر مقبول مطعون تھی اور صحابہ یعنی خلفاء راشدین رض
جو بیس رکعت تراویح مقرر فرمائی ہین تو وہ بھی اپنی طرف سے نہین مقرر فرمائی کیونکہ جب حدیث سے جسکی صحت ابھی معلوم ہو چکی
اور عدم اضرار ضعف سند جانا گیا ہے بیس رکعت تراویح آنحضرت صلعم سے ثابت ہی تو ظاہر یہی ہی کہ وہی بیس رکعت تراویح
آنحضرت صلعم کو صحابہ کرام یعنی خلفاء راشدین رضوان علیہم اجمعین نے اجراء اور احیاء فرمایا ہی جسکو بخوف افتراض
آنحضرت صلعم نے ترک کیا تہا فتح المنان بمذہب النعمان مین شیخ عبدالحق دہلوی فرماتے ہین فالظاہر انہ
قد ثبت عندہم صلواۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عشرین رکعۃ کما جاء فی حدیث ابن
عباس فاختارہ عمر رض انتہی اور کیونکر ہوسکے کہ تعین بیس رکعت تراویح کی آنحضرت صلعم سے ثابت
نہووے اور حضرت عمر رض اسکو اجراء فرماوین اور تعین بیس رکعت کی کرین اور جم غفیر صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم
اجمعین مین سے کوئی بھی انکار نہ کرے جو چیز آنحضرت صلعم کی زمانہ مین نہین نکلی ہوئی ہوتی تہی اگر وہ چیز
ہوتی تہی تب بھی ایک نئی بات دیکھکر بعض صحابہ اوس پر جرأت نہین کرتے تہے اور اس سے انکار کا اظہار کرتے تہے
چنانچہ جمع کرنا قرآن شریف کا خیر و احسن تہا لیکن اول دفعہ مین صحابہ نے انکار کیا کہ جو چیز آنحضرت صلعم نے نہین کی
ہی ہم کسطرح کرین اگرچہ آخر مین اتفاق ہوگیا اور اس بارہ مین کسی صحابی کی گفتگو ثابت نہین ہی پس اگر
آنحضرت سے کسیطرح ثبوت بیس تراویح نہوتا تو صحابہ رض کا گفتگو نکرنا اور سب کا چپ رہنا شان صحابہ رض سے
بعید بلکہ ابعد ہے اور نعمت البدعۃ ہذہ فرمانا حضرت عمر رض کا اس امر کا مقتضی نہین کہ بیس رکعت کو ہی حقیقتین ہے
کیون نہین جائز ہی کہ دوسرے بعض حیثیات کے سبب ہووے مثلاً اول شب مین پڑہنا اور کوئی دوسری حیثیت
سے ہونا پس جب یہ بیس رکعات سنت آنحضرت صلعم کی ہوئی اور اسکو حضرت عمر و دیگر صحابہ رض نے اختیار کیا اور
اجراء فرمایا تو سنت نبوی جسطرح آٹھ رکعت کو قرار دیکر امام ابن الہمام سنت موکدہ کہتے ہین ایسے ہی یہ بیس رکعت
بھی جب سنت نبوی ہوئی تو یہ بھی تمام سنت موکدہ ہوئین نہ فقط آٹھ بہر صورت فقط آٹھ رکعات سنت موکدہ
کہنا اور باقی کو مستحب کہنا نہ مقتضی دلیل کا ہی اور نہ یہ مذہب منصور جمہور کا ہی بلکہ یہ قول ساقط و غیر مقبول و قابل رد و
طعن کے ہے اور حضرت عائشہ رض سے جو آٹھ سے زیادہ کا انکار مروی ہی تو اس سے حدیث ابن عباس مثبت بیس کا رد ہونا

لازم نہین آتا اسلیے کہ حضرت عایشہ رض تو فقط وہ حال آنحضرت کا جانتی ہین جو حضرت عایشہ کے موجودگی
مین ہوا اور ہوا ہی آنحضرت صلعم سے باہر یا مسجد مین یا سفر مین یا غیر بی بی صاحبہ ام المومنین کے حجرہ مین جو آنحضرت
صلعم نے عبادت وغیرہ کی ہی حضرت عایشہ رض کے موجود نہونیکے سبب سے انکو حال معلوم نہوا اور اس حال کی نفی اونکی
قول سے ہرگز نہین ہوتی ہی ایسے کسی صحابی رض سے جو روایت آٹھ کی ہی تو وہ بھی محمول بعض اوقات و احیانا پر ہوسکتے ہین
پس روایت آٹھ سے رفع بیس رکعات کا ہرگز متصور نہین اور جو شخص اکتفا فقط آٹھ تراویح پر کرتا ہی تو وہ حدیث بیس
رکعات والے و سنت خلفا راشدین کا کہ اُن کے سنت بیس تراویح ہین جسکا لازم و موکد ہونا حدیث قولی علیکم سے
ثابت ہی مخالف ہی پس سنت بیس تراویح کی ثابت ہی اور قول ابن الہمام ساقط ہی و قابل رد و طعن کے ہی جامع براہین
جو قابل طعن نہ ہونا کہتا ہی صرف بے علمی و نادانی سے کہتا ہی خدا تعالی اسکو ہدایت نصیب کرے اب جامع براہین
کا ایمان ساتھ خدا تعالی کے اور آنحضرت کے اور اعتقاد و حسن ظن مجتہدین امام ابی حنیفہ و دیگر حنفیہ کے
ساتھ معلوم ہوا کہ خدا تعالی کو کاذب بالامکان بتایا ہی اور آنحضرت صلعم کو ادنی آدمی کا بھائی کہہ دینا درست
رکھا ہی اور وتر کی ایک رکعت کے منکر کو ایمان کا ٹھکانا نہونا لکھتا ہی جس سے لازم آتا ہی کہ نعوذ باللہ من ذالک
امام ابی حنیفہ و بعض صحابہ کرام رض جو منکر ایک رکعت وتر کے ہین و امام حسن بصری و تمام حنفیہ علماء و غیرہم
کی ایمان کا ٹھکانا اسکے نزدیک نہین ہی کیونکہ یہی انکار ایک رکعت وتر علت اس حکم کی یہان بھی موجود ہے
پس ایسے شخص کے ایمان و اسلام و دعوی تقلید کا کیا ٹھکانا ہی اور یہ **قول** جامع براہین کا صفحہ ۱۳۱
مین اور یہ اجرت علی التعلیم مسئلہ مجتہد فیہ ہی کہ شافعی اسکو جائز فرماتے ہین کہ اسکی اصل شرع سے
اونکے نزدیک ثابت ہی تو اوسکی کراہت بھی مختلف فیہ ہوئی اور مختلف فیہ مسئلہ تو یون بھی بلا ضرورت
جائز ہو جاتا ہی کسقدر بے علمی ہے استغفر اللہ انتہی جامع براہین کی لامذہبی خالص پر باحسن وجہ
دال ہی اہل سنت مقلدین و اہل بدعت و لامذہب لہم کا اسبھی امر مین اختلاف ہی کہ مقلدین اہل سنت
محققین بلا ضرورت کی مثلا مسئلہ امام شافعی کا مقلدین امام ابی حنیفہ کو حق مین استعمال کرنا جائز نہین کہتے ہین
اور لامذہب لہم جائز کہتے ہین یہی جامع براہین کہتا ہے اور اس قول جامع براہین سے واضح ہی کہ اُسکے
نزدیک کوئی حنفی فاتحہ خلف الامام پڑھے اور رفع یدین کرے اور آمین بالجہر کرے اور منی لگی ہوئی
کپڑے لیے نماز پڑھ لے اور قلتین سے وضو کرکے نماز پڑھے اور ضب کو کھائے اور تین بال پر مسح کرکے نماز پڑھ لے اور دوسرے مسائل مختلف
فیہا عمل مین لاوے بلا ضرورت کی تو درست ہی پس یہ خالص لامذہبی ہے اور تقلید شخصی کے عدم
وجوب کا اظہار کامل ہی اور یہ مناقض ہے اوس قول کے جو صفحہ ۲۹ مین آیت فاسئلوا اہل الذکر

اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ الآیہ کو دلیل وجوب تقلید شخصی کے قرار دی ہی اور تصریح کی ہی کہ اسمین وجوب تقلید کا حکم ہی
اور باطلاقہ شخصی وغیر شخصی دونونکو محتوی ہی الخ اور یہ تناقض وتدافع بین القولین دلیل جہالت وبی علمی
جامع براہین کی ہی اب بتائی بی علمی تمہاری ہی یا صاحب انوار ساطعہ کی پس اب یہ بھی گائی **مصرع**
ہین الزام انکو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا ۔ پس بے علمی ولاعذہبی جامع براہین کے واضح ہی اور صاحب انوار
اسکی بہتان سے بری ہی اور ایمانکا حال بھی معلوم ہی اور آیت فاسئلوا اھل الذکر سے تقلید مطلق
کا ثبوت بلاریب ہی لکن تقلید شخصی کے وجوب کے دلیل اُسکو قرار دینا خوش فہمی جامع براہین کی ہے
اگر تقلید شخصی کی مفہوم سے یہ شخص واقف ہوتا تو ایسا نکہتا علماء محققین نے اسہی سبب سے کہ یہ دلیل تقلید
شخصی کے نہین ہوسکتی ہین ادلہ تقلید شخصی کے دوسری قرار دی ہین اور یہ واضح ہی کہ تقلید شخصی مقید ہے
قید تعین اوسمین مطلق پر زائد ہی اور یہ قائل یعنے جامع براہین دلیل مطلق کا شمول تقلید شخصی کو مانتا ہی
پس دلیل مطلق شامل مقید کو ہوئی اور دلیل مطلق سے بحسب قول اسکیلئے اسکی نزدیک امر مقید مخصوص کا ثبوت ہوجاتا ہے
اسہی واسطے یہ تقلید شخصی کی ثبوت کی یہ دلیل قرار دیتا ہی پس بناءً علیہ ہم کہتے ہین کہ مجلس میلاد وفاتحہ
وسوم وغیرہم کو جو بدون قید کے یہ جائز جانتا ہی اور قید تعین کے سبب سے ناجائز جانتا ہے چنانچہ اسکے
اقوال متقدمہ ومتاخرہ باعلی صوت اسکی ندا کرتی ہین تو چاہیے کہ جس دلیل شرعی سے ان امور کو حالت
اطلاق مین بدون قید کے جائز جانتا ہی اسہی دلیل سے مقید کو بھی جائز جانے کیونکہ وہی تقریر اسکی ان
امور مقید مین جاری ہی کہ وہ دلیل باطلاقہ شامل مقید وغیر مقید دونونکو ہی الیس کے ہی قول سے امور مذکور مقید
کا ثبوت ہوگیا اور اسی سے یہ رسالہ براہین قاطعہ بالکل مردود ہوگیا دوسری یہ کہ اگر تسلیم کیا جاوے کہ یہ امور
متنازع فیہا میلاد شریف وقیام وطعام سوم وغیرہا مختلف فیہا ہین چنانچہ محفل میلاد کو ملا علی رح وجلال الدین
سیوطی رح وابن جزری وابن جوزی وسخاوی ودیگر علماء محققین جائز جانتے ہین اور فاکہانی وچند وہابیہ
ناجائز جانتے ہین اور طعام سوم وغیرہ کا جواز قول مرقاۃ ملا علی رح سے جو تحت حدیث عاصم کی کلیب رض
کی ہی واضح ہے اور حدیث جریر کی محامل متعددہ نکالکر طعام سوم وغیرہ کا جواز باقی رہنا ملا علی رح نے بیان
فرمایا ہی اور قیام میلاد کا ائمہ دو درایۃ وروایۃ نے مستحسن جانا ہی چنانچہ علامہ برزنجی اپنی میلاد شریف مین
تحریر فرماتے ہین اور بعض وہابیہ نے انکار کیا ہے پس غایۃ الامر کہ مختلف فیہا ہونا ان امور کا ثابت ہوا اور امور مختلف فیہا کا
بلاضرورت یون بہی جائز ہونا یہ قایل بتاتا ہی پس یہ امور بھی بلاضرورت یون بہی جائز ہوئی پس اول
سے آخر تک جو قائل تھے ان امور کے رد مین جانفشانی اور ہٹ دہرمی کرتے تمام اپنی تقریر اس نے یہ مسئلہ بیان

کرکے رایگان ولغو کردی اور اپنے رسالہ کو مردود ولچر اسنے کر دیا عاقلین پر واضح ولائح ہی کہ یہ تقریر اسکی
اسکے حقمین مفید ہی یا ہمارے حقمین الحق یعلو ولا یعلی کا مضمون یہان سے مفہوم ہی کہ ہمارا مقصود
ہمارے حسود کے منہ سے ہی ثابت ہوگیا ان حضرتکو یہ بھی خبر نہین کہ مین خود کیا دعوی کرتا ہون اور
کیا دلیل لاتا ہون اور کون مقصود پر ظفریاب ہوا جاتا ہے اس قسم کی امور بہت سے اس شخص غافل کے
ہین کہ اسکے اقوال کے مناقض اور اسکو مضر اور ہمکو مفید ہین اور جو علمی قواعد و مسائل شرعیہ سے اسکی
ظاہر ہی چنانچہ اس کے چند اقوال اور بیان کیجاتے ہین **قال** صاحب انوار ساطعہ الحاصل وہ جو بات
کیوقت مین جب ہجوم ہی محفل میلاد شریف ہونیلگی ایک مولوی نے اسمین یہ عذر کیا کہ یہ تخصیص کہ خاص
ربیع الاول ۱ بارھوین تاریخ ہی کو ہوا کرے فرض واجب یا سنت ہو کر وہ تو کسی کے نزدیک نہین باقی رہی یہ کہ
مستحب یا مباح ہووے سو یہ بھی نہین اسلئے کہ بدعت دین مین درست نہین پس لابد اسکو یا مکروہ کہئے
یا حرام اور سوائے اس عالم کے جسقدر علماء تھے سب نے اسکے قول کو رد کیا اور فتوی دیا کہ یہ **مستحسن** مستحب ہے اور بدعت
وہ منع ہی جو سیئہ ہو یہ حسنہ ہی پس ایسے فتوے پر عمل ہوگیا اور تمام اسوقت بڑی بڑے علماء اور مشائخ صوفیہ
مولود شریف مین حاضر ہوتی چنانچہ سبط ابن جوزی نے لکھا ہی وکان یحضر عندہ فی المولد اعیان العلماء والصوفیہ
اور رائج ہوگیا یہ تمام شہرون مین ملکونمین چنانچہ ملا علیقاری اور علامہ حلبی وقسطلانی وغیرہ نے لکھا ہی الخ **قال** جامع برا ہین
فی صفحہ ۱۶۶ اقول تسلیم کیا کہ ایک علامہ عالم نے ہی انکار کیا مگر اسکے انکار کا آجتک کسی سے جواب نہین دیا گیا
اور فقط اوسکے انکار نے اجماع کو جو مزعوم مولف ہی باطل کر دیا اور قیاس کی کیفیت معلوم ہو چکی کہ یہان کام
کا نہین قرآن وحدیث سے کچھہ ثبوت نہین پس سب آپکی علماء کا فتوے لا یعباء بہا ہو گیا اور بدعت
ہونا مقرر ہو گیا اور حاضر ہونیسے مشایخ اور علماء کی کچھہ حجت جواز کی نہوئی اگر کروڑون علماء بھی فتوی دیوین
بمقابلہ نص کے ہرگز قابل اعتبار کے نہین اگر کچھہ بھی علم وعقل ہو تو ظاہر ہے پس قول سبط ابن جوزی کا کہ یحضر
عندہ فی المولد اعیان العلماء والصوفیۃ بمقابلہ نصوص کے ملتفت نہین اور تمام بلاد مین اشتہار اسکا
دلیل شرعی نہین صلوۃ لیلۃ البراۃ اور رغایب تمام دنیا مین شائع ہوئی اور بدعت ہی رہی پس اشتہار غیر
مشروع کا موجب جواز کا نہین ہوتا ہے پس سخاوی کے اس قول مین کوئی حجت نہین اور علی ہذا ملا علیقاری کا لکھنا کہ
تمام ملکون مین رائج ہی **اقول** وباللہ التوفیق یہ قول تسلیم کیا کہ ایک علامہ نے ہی انکار کیا اور اسکے انکار
کا آجتک کسی سے جواب نہین دیا گیا انتہی سراسر خلاف واقع کے اور جھوٹ ہے بلکہ انکار فاکہانی کا جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ
نے وہ دندان شکن جواب دیا ہی کہ آجتک کسی منکر کو کلام کرنیکی گنجایش نہوسکے چنانچہ انکی رسالہ حسن المقصد مین حر

حرف فاکہانی کا جواب موجود ہے اور سیرت شامی و زرقانی مین بھی انکی جواب کو نقل کیا ہے اور تسلیم رکھا ہے اور طرف
داری فاکہانی اور عدم تمامیت جواب جلال الدین رح ذکر نہین کی اور ایسی ویسی تو انکے کلام سمجھنے کے لیاقت بھی نہین رکھتے
ردّ و انکار تو کیا اور فی الواقع جواب جلال الدین سیوطی رح کا تام و کامل ہے اور قول فاکہانی باطل و عاطل ہے اقوال
فاکہانی و جلال الدین کا مطلب ہم اردو مین ذکر کرتے ہین تاکہ متانت کلام جلال الدین سیوطی رح کی اور حقیقت انکی رد کی اور سبکی وقت
و مردودیت قول فاکہانی کی ظاہر ہو جاوے **قال** الفاکہانی نہین جانتا ہون مین کوئی اصل اس مولد کی کتاب
و سنت مین **قال** جلال الدین رح نفی علم سے نفی وجود و ثبوت کی نہین لازم آتی ہے حافظ ابو الفضل ابن
حجر نے اس کے اصل حدیث سے نکالی ہے اور مینے بھی ایک اصل استخراج کی ہے اور دونون اصل کا ذکر آگے آویگا
مراد جلال الدین کی یہ ہے کہ فاکہانی کے علم مین اصل نہو پہنچی اور فاکہانیکا علم اصل مولد تک نہ پہنچی اور
فاکہانیکو تنبیہ اصل پر نہو نیسے یہ لازم نہین آتا کہ واقع مین اسکی اصل موجود نہین ہے اور دوسرے علماء و فضلا
کی علم مین بھی اسکی اصل ثابت و موجود نہین ہے یہ کلام جلال الدین سیوطی رح کا بہت متین و قوی ہے ہمارے
حنفیہ وغیرہم نے بھی اسکی تصریح کی ہے کہ عدم علم کسیکا دین الہی مین صلاحیت و لیاقت دلیل ہونیکی نہین
رکھتا ہے چنانچہ امام شافعی و سفیان بن عیینہ نے حدیث زکی کا نہ معلوم ہونا ذکر کیا تو امام ابن الہمام جنکو
درمختار مین لکھا ہے کہ رتبہ اجتہاد کو پہونچ گئے تھے اسکے جواب مین فرماتے ہین فدفع بان عدم علمہما لا یصلح
دلیلاً فی دین اللہ انتہی اور حدیث معقل بن سنان فی حق زوجہ ہلال بن مرۃ کا انکار حضرت
علی رض نے کیا چنانچہ توضیح مین موجود ہے لحدیث معقل بن سنان فی بروع مات عنہا ہلال
بن مرۃ وما سمی لہا مہرا وما دخل بہا فقضی علیہ السلام لہا بمہر مثل نسائہا فقبلہ ابن
مسعود وردہ علی رضی اللہ اور بہت سے اسکے نظائر احادیث و دیگر اقوال علماء و فضلا مین موجود ہین
کہ بعض نے اسکا انکار کیا ہے اور بعض نے قبول کیا ہے اور منکرین کی انکار کو دلیل شرعی کسی نے قرار دیکر اسکو
یعنی اس چیز کو جسکا منکر انکار کرتا ہے رد و منکر نہین جانا ہے پس جب امام شافعی و سفیان و حضرت علی رض کے
انکار و عدم علم سے اور انکی نزدیک ثابت نہونیسے عدم وجود و عدم ثبوت واضح نہین ہوا اور انکا انکار اور عدم علم
قابل اعتبار نہین ہوا اور دلیل شرعی نہین قرار دیا گیا تو فاکہانی کی انکار و عدم علم سے کسطرح عدم ثبوت
و عدم وجود فی الواقع لازم آویگا اور قول فاکہانی دلیل شرعی قرار پاویگا پس یہ انکار فاکہانی بلا دلیل ہوا
اور یہ انکار کسیطرح سے مضر نہین ہے مثبتین و مخرجین اصل مولد کو **قال الفاکہانی** محفل مولد شریف
بدعت ہے دعوت کہانیوالون اور بطال لوگون نے اسکو نکالا ہے اور اسکی بدعت ہونیکی دلیل یہ ہے کہ جب

ہم اسکو احکام خمسہ شرعیہ پر پیش کرتے ہین تو یا وہ واجب ہے یا مندوب یا مکروہ یا مباح پس اجماعاً وہ واجب نہین ہے
اور نہ مستحب ہے کیونکہ مستحب وہ ہے جو مطلوب شرع کا ہووے بدون ملامت کے اسکے ترک پر اور اسکی اجازت شرع مین
نہین ہے اور صحابہ و تابعین و علماء متدینین سے اسکا ثبوت نہین ہے میرے علم مین **قال** جلال الدین سیوطی رح اول
معلوم ہو چکا ہے کہ اس محفل کو بادشاہ عادل و عالم نے نکالا ہے اور قصد اسنے تقرب الی اللہ کا اس محفل سے کیا ہے
اور اسکے پاس اس محفل مین علماء و صلحاء بلا انکار کے حاضر ہوتے تھے اور پسند کیا اور راضی ہوا اس محفل کے ساتھ
ابن وحیہ اور اس محفل کے بارہ مین ابن وحیہ نے اس بادشاہ عادل و عالم کیواسطے ایک کتاب تصنیف کی
پس علماء دیندارون نے اسکو پسند کیا ہے اور اسکو ثابت و مقرر رکھا ہے اور انکار نہین کیا ہے یہ قول علامہ
جلال الدین سیوطی کا بھی بہت درست ہے اور کتب تواریخ سے ایسا ہی ثابت ہے پس نسبت کرنا فاکہانی کا کہ بطال
اور دعوت کہانیوالون نے اسکو نکالا ہے غلط محض ہے یہ دلیل کسیطرح نہین ہو سکتا ہے اور اپنے علم کی موافق
جو فاکہانی نے اس محفل کے مندوبیت کی نفی کی ہے تو یہ وہی عدم علم ہے جسکا دین الہی مین دلیل نہونا اوپر
معلوم ہو چکا ہے پس یہ قول بھی فاکہانیکا کوئی دلیل شرعی وعقلی نہین ہے **قال** الفاکہانی یہ محفل مندوب بھی
نہین ہے کیونکہ حقیقت مندوب کے یہ ہے کہ شرع اسکو طلب کرے **قال** جلال الدین سیوطی مندوب و مستحب
کبھی نص سے ثابت ہوتا ہے اور کبھی قیاس سے اگرچہ اسکے بارہ مین نص وارد نہوئی ہووے تب بھی اس کا استحباب
و مندوبیت دو اصلون آئندہ آنیوالی پر قیاس کرکے ثابت ہے اس قول جلال الدین سے واضح ہے شرعاً
استحباب و مندوبیت اسکی بدلیل قیاس ثابت ہے اور ثبوت استحباب و مندوبیت نص صریح پر موقوف نہین ہے
پس رد قول فاکہانیکا قول جلال الدین رح سے واضح ہے **قال** الفاکہانی یہ مباح بھی نہین ہے کیونکہ
ابتداع دین مین باجماع مسلمین جائز نہین ہے **قال** جلال الدین رح یہ کلام مستقیم و راست نہین
اور یہ مسلم نہین کیونکہ بدعت کا انحصار حرام و مکروہ مین نہین بلکہ بدعت کبھی مباح ہوتی ہے کبھی مندوب
و کبھی واجب امام نووی نے تہذیب الاسماء واللغات مین فرماتے ہین کہ بدعت شرع مین وہ چیز ہے جو بعد عہد
آنحضرت صلعم کی احداث کی گئی ہووے اور اسکی دو قسم ہین حسنہ و قبیحہ شیخ عزالدین بن سلام نے فرمایا ہے
قواعد مین کہ بدعت کی پانچ قسمین ہین واجب حرام مندوب مکروہ مباح اور طریقہ اسکے معلوم کرنیکا یہ ہے کہ قواعد
پر بدعت پیش کیجاوے قاعدہ ایجاب کے تحت مین داخل ہووے تو واجب ہے قاعدہ تحریم کی تحت مین داخل
ہووے تو حرام ہے قاعدہ ندب کے تحت مین داخل ہووے تو مندوب ہے قاعدہ مکروہ کے تحت مین داخل ہو تو مکروہ ہے
قاعدہ مباح کے تحت مین داخل ہو تو مباح ہے اور ہر قسم کو ان پانچ اقسام مین مثالین ذکر کین یہان تک

فرمایا کہ بدعت مندوبہ کے چند مثالین ہین اسمین سے احداث مرابط و مدارس و کل احسان جو عصر اول مین نہ تھا
اور اسی بدعت مندوبہ مین سے تراویح ہاین ہیئت مخصوصہ و کلام دقایق تصوف و جدل مین سے اور
اور اسہی مین سے جمع ہونا محافل کا واسطے استدلال فی المسائل کی بشرط قصد لوجہ اللہ ہووے اور امام بیہقی نے
اپنی اسناد کی سا تہہ مناقب شافعی مین امام شافعی رح سے روایت کی کہ فرماتی ہین یعنے امام شافعی امور محدثہ
کی دو قسمین ہین ایک وہ جو مخالف کتاب اللہ او سنت رسول اللہ او اثر و اجماع کے ہوا اور یہ بدعت
ضلالت ہی اور **دوسری** وہ جوان چارونمین سی کسیکے مخالف نہووے اور یہ بدعت غیر مذمومہ ہے
حضرت عمر رض نے قیام شہر رمضان کے حقمین فرمایا ہی نعمت البدعۃ ہذہ یعنے اچہی بدعت ہے یہ اسلئے کہ اول نہ
تہی اور اسمین کسی دلیل قران و سنت و اثر و اجماع کا خلاف نہین ہی معنے اچہی ہونیکی وجہ خلاف دلیل سے
نہونا ہی یہ آخر کلام شافعی کا ہی اس سے پہچانا جاتا ہی ممنوع و مردود ہونا کلام فاکہانیکا جو یہ ہی کہ مباح جائز
نہین اس قول تک کہ فاکہانی نے کہا ہی کہ یہ بدعت مکروہ ہے اور ممنوع اور مردود ہونا کلام فاکہانیکا
اس سے اس دلیل سے پہچانا جاتا ہی کہ یہ محفل مولد شریف کی ایسی بدعت مین سے نہین ہی جو مخالف قران
و حدیث و اثر اجماع کی ہووے پس بدعت غیر مذمومہ ہی جیسا کہ عبارت امام شافعی رح سی ظاہر ہے اور یہ
ایسی نیکی و احسان مین سے ہی کہ عصر اول مین معہود و معروف نہ تہا اسلئے کہ کہانا کہلانا بدون اقتران
گناہ کے احسان ہی پس وہ بدعت مندوبہ مین سی ہوئی جیسا کہ عبارت ابن سلام مین ہی یہ تمام کلام جلال الدین
سیوطی کا مطلب ہی اس سے ظاہر ہی کہ فاکہانی نے بدون تدبر و فکر و بے خیال کرنے اقسام بدعت کی کہ واجب
و مندوب مباح بہی ہوتی ہی بدعت کو منحصر مکروہ و حرام مین ہی کرکے کراہت و بدعت ہونا محفل مولد کا منہ
سی نکالدیا اس سبب سے کلام فاکہانی غیر مستقیم و ممنوع و مردود قرار پایا اور یہ فاکہانی نے نہین جانا کہ بدعت و مکروہ
و حرام جب ہوتی ہی کہ قران یا حدیث یا اثر یا اجماع کے مخالف ہووے یعنے جس سے کسی حکم کا رفع جو آیت و حدیث
و اثر اجماع سے ثابت ہووے لازم آوے اور اسمین کوئی حکم جوان ادلہ سے ثابت ہووے مرتفع نہین ہوتا ہی پس قول
فاکہانی باطل و مخالف قواعد شرعیہ کے ہوا پس ایسا قول مخالف قواعد شرعیہ کی کہ بدون فرق کرنیکی درمیان بدعت
مکروہہ و مندوبہ و مباحہ و واجبہ کے ہی جو فاکہانی سے صادر ہوا ہی کیونکر مقبول عند الشرع ہوسکتا ہی پس قول فاکہانیکا
بہی کوئی دلیل شرعی و عقلی نہین ہی اسیواسطے علمائے فحول و فضلاء بطول محققین و مدققین کے نزدیک قابل التفات
نہوا وہابیہ کے نزدیک سو واسطے مقبول ہوا کہ اونکی مذہب فاسد کے موافق ہوا تو اس سے اسکا دلیل شرعی ہونا
لازم نہین آتا ہی **قال** الفاکہانی ثانی وجہ یہ ہی کہ اوس محفل مولد مین خرچ کرنا اور دنیا خوشی سے ہووے

اور دینیوالیکو افسوس وحسرت اوس خرچ کرنے اور دینے کے ہووے اور اس دینے کے سبب سے دینیوالیکا دل درد و رنج
مین آوے تو یہ مثل غصب کرنیکے ہی ساتھہ تلوار کی خصوصًا جب اسکی ساتھہ گانا و طبل و دیگر آلات لہو باطلہ دف
وغیرہ کا ہووے اور مرد و عورتین مجتمع ہووین اور عورتین گانیوالے اور رقص و انعطاف و استغراق لہو وغیرہ مین
پس اسکی حرمت مین اختلاف نہین ہی **قال** جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ یہ کلام فی نفسہ صحیح ہی مگر یہ تحریم ان امور محرمہ کے
سبب سے آئی ہی اجتماع لاظہار شعار المولد کی حیثیت سے یہ تحریم نہین ہی اگر یہ امور محرمہ اجتماع نماز جمعہ مین بہی مثلاً
پائی جاوین تو قبیح و شنیع ہو جاوینگی لکن اس سے اصل اجتماع نماز جمعہ کا مذموم و قبیح نہو جاویگا جیسا کہ یہ ظاہر ہی اور ہم نے بعضے
ایسے امور رمضان مین تراویح کی اجتماع مین بہی دیکہے ہین ان امور کے سبب سے تراویح کے واسطے مجتمع ہونا منع نکیا جاویگا بلکہ یہ ہم کہینگے کہ
اصل اجتماع واسطے نماز تراویح کے سنت و قربت ہی اور یہ امور غیر مشروعہ جو منضمہ اسکیطرف ہین وہ قبیح و شنیع ہین اسیطرح ہم کہینگے کہ اصل اجتماع واسطے
شعار مولد کی مندوب ہے اور قربت اور امور مذمومہ اوسکی طرف جو منضوم ہین وہ مذموم و ممنوع ہین یہ کلام
علامہ جلال الدین رح کا بہی بہت قوی و متین ہی اور فاکہانی نے جو بیان کیا ہے مذموم ہونا امور غیر مشروعہ
کا کہ خرچ کرنیوالا ناراضی قلبی کے ساتھہ خرچ کرے اور طبل و دیگر آلات لہو و رقص و انعطاف مردون و عورتون کا
ملا ہوا ہونا تو ان امور کا وجود اس ہمارے محفل مین جو متنازع فیہ ہی ہرگز نہین ہی فاکہانی کے زمانہ مین ہوتی ہوگی
اوسکا رد فاکہانی نے کیا ہی اس ہمارے محفل متنازع فیہ کا رد اس لئے نہین ہوتا ہی یا فرضی ٹہرائی ہوگی یا کسی
جاہی بیرہ ہوتی ہوگی ایسے محفل کے ان امور کو یعنی ناچنے اور باجے بجانے اور عورتین ناچنی اور گانیوالیون
اور گویا بزور شمشیر مال و زر لے لینے کو منع ہم بہی کرینگے اور ناجائز قرار دینگے لکن اصل اجتماع کے
منع ہونے پر کوئی دلیل فاکہانی نے قائم نہین کی اور کسی دلیل شرعی و عقلی سے یہ ثابت نہین کیا کہ
اجتماع لاظہار شعار مولد سے بہی منع کرنا چاہئے اور ان امور ممنوعہ کا انضمام مستلزم اس اصل اجتماع
کی ممنوعیت کو نہین ہے **قال** الفاکہانی جس مہینہ مین آنحضرت صلعم پیدا ہوئے ہین کہ وہ مہینہ
ربیع الاول کا ہی اسیہی مہینہ مین آنحضرت صلعم نے وفات پائی ہے پس خوشی بکرو اس مہینہ مین ہمکو اوسکے
غم و حزن سے نہین ہی **قال** جلال الدین سیوطی رح علیہ جواب اس قول فاکہانی کا یہ ہو کہ آنحضرت صلعم کی
ولادت ہم پر بہت بڑا احسان ہے اور وفات آپکی ہمارے واسطے بہت بڑی مصیبت ہو شریعت نے حث و ترغیب
شکر نعمت پر ثابت ہی اور شارع علیہ السلام نے وقت ولادت کے کہ نعمت الٰہی ہے واسطے اظہار فرح و سرور
مولد کے اور واسطے اداء شکر کے عقیقہ کرنا فرمایا ہی اور وقت نزول مصیبت کے صبر و سکون کا امر فرمایا ہے
اور نوحہ و اظہار جزع سے منع فرمایا ہے اور وقت موت کے ذبح کے کرنے وغیرہ کا امر نہین فرمایا

پس قواعد شرعیت دال ہین کہ اس مہینہ مین اظہار فرح وسرور بسبب ولادت آنحضرت صلعم کے حسن ونیک
ہے اور اظہار غم وحزن بسبب وفات آنحضرت صلعم کے حسن ونیک نہین ہے یہ قول بہی جلال الدین سیوطی
کا بہت متین ہے اور موافق قواعد شرعیہ کے ہے اور فاکہانی نے بدون تدبر وبلا لحاظ قواعد شرعیہ اظہار
فرح وسرور کو اولی اظہار غم وحزن سے نہونا بتا دیا ہے پس تمام اقوال فاکہانی کے مردود وباطل ہوگئے اور
مخالف قواعد شرعیہ کی بلا دلیل ہونا واضح ہوگئے ساتھ بیان جلال الدین سیوطی رحمہ کے پس باطل ودروغ ہوگیا
قول جامع براہین کا جو کہتا ہے کہ فاکہانی کے انکار کا جواب آجتک کسی سے نہین دیا گیا ایسی دروغگوئی
اہل علم کی شان سے بہت بعید ہے اس فرقہ وہابیہ کو جھوٹ بولتے بہی کچھ شرم نہین آتی ہے جہلاء
وسفہاء کو ایسی ہی دروغگوئیون وبہتانبازیون سے گمراہی مین ڈالتے ہین خدا تعالی انکے اضلال سے مسلمانو
کو اپنے حفظ وامان مین رکہے اور یہ جو کہا کہ فقط اسکے انکار نے یعنے فاکہانی کے انکار نے اجماع کو جو مزعوم
مولف ہے باطل کر دیا کلام بی معنی ہے کیونکہ اب ہی معلوم ہو چکا ہے اوپر کہ فاکہانیکا انکار یعنی دلیل
شرعی پر نہین ہے فاکہانی کے اقوال سے واضح اوپر ہو چکا ہے کہ وہ اپنے علم مین دلیل جواز نہ ہونا بیان
کرتا ہے اور عدم علم کسیکا دین الہی مین صلاحیت دلیل شرعی ہونیکی نہین رکہتا ہے اور امر واقعی کسیکے
بی علمی سے مرتفع نہین ہو سکتا ہے اور بدعت کو منحصر مکروہ وحرام مین کرنا مخالف نص من سن سنۃ
حسنہ کے اور اقوال آئمہ کی ہو کر ساقط وباطل ہوا پس اس پر جو مبنی کیا تھا کراہت وحرمت محفل کو
اوسکا بطلان اظہر من الشمس ہوا اور ایسے انکار بلا دلیل کو تمام علماء غیر معتبر جانتے ہین اور اسکو
خلاف کہتے ہین نہ اختلاف اور معتبر ومعتد بہا اختلاف ہوتا ہے نہ خلاف قال فی الدر المختار والاصل ان
القضاء یصح فی موضع الاختلاف لا الخلاف والفرق ان للاول دلیلاً لا الثانی
انتہی چونکہ انکار فاکہانی خلاف ہے نہ اختلاف اسواسطے یہ انکار صحیح القضاء ومعتبر نہین پس اجماع
واتفاق کو ہرگز مضر نہین ہے اور مخالفت فاکہانی دلیل اجتہادی کے سبب سے نہین ہے چنانچہ
اسکے اقوال جو اوپر گذرے اونکا حال معلوم ہے کہ ایسے اقوالکو کوئی دلیل اجتہادی نہین کہہ سکتا ہے
کوئی معاند ومتعصب کہے تو منصفین کے نزدیک اسکا کیا اعتبار ہے اور جب دلیل اجتہادی کے سبب سے
مخالفت نہ ہوئی تو اجماع کو مضر نہین دیکہو تمام مہاجرین اور تمام انصار خزرج واوس نے بیعت
حضرت ابی بکر صدیق رض سے کی اور صدیق رض کا خلیفہ ہونا قبول کیا حضرت سعد بن عبادہ رض نے بیعت
کرنیمین مخالفت کی چونکہ انکی مخالفت اجتہادی نہتہی اور دلیل اجتہادی قابل قبول پیش انہون نے نکی

تو علماء حنفیہ نے تصریح کی ہی کہ ان کے مخالفت مضر اجماع کو نہیں شرح مسلم الثبوت بحر العلوم کی بحث اجماع
مین ہی فبایع الانصار کلهم من الخزرج والاوس ولم یبایع سعد لما کان له حب السیادة
واذا لم یکن مخالفته عن الاجتهاد فلا یضر الاجماع انتہی مختصراً ایسی صحابی انصاری بدری
جنتی کی مخالفت جو دلیل اجتہادی کی سبب سے تھی مضر اجماع کو نہوئی تو فاکہانی کی مخالفت خلاف کرنا
وانکار کیونکر مضر اجماع کو ہو جائیگا اگر فقط انکار کسی کا خواہ وہ مبنی دلیل اجتہادی پر ہووے یا نہووے
موجب بطلان جامع براہین کے نزدیک ہی تو لازم آتا ہی کہ خلافت حضرت صدیق اکبر رضہ کی اجماعی
نہووے اور حالانکہ تمام اہل سنت وجماعت قائل ہین کہ خلافت حضرت صدیق رضہ کی اجماعی ہی باوجودیکہ
سعد بن عبادہ رضہ نے بیعت سے تخلف اختیار کیا اور آخر تک ونسے رجوع محقق نہین ہے اور کوئی روایت
قابل قبول اس سوال نہین ہی من ادعا فعلیه اقامة البرهان پس سیصوتمیز کہ خلافت ابی بکر
صدیق باجود خلاف سعد بن عبادہ رضہ کی اجماعی نکہیگا جامع البراہین تو عقیدہ اہل سنت وجماعت کے
مخالف عقیدہ رکہنا خود کا قبول کریگا اور اپنے منہ سے بدعتی بنیگا اور اگر اجماعی ہونا قبول کریگا باوجود
خلاف ایک صحابی رضہ کے تو اسیطرح فاکہانی کے خلاف ہوتی ہوئی محفل مولد کا اجماعی ہونا ماننا پڑیگا
بڑی تعجب کی بات ہی کہ خلاف سعد بن عبادہ رضہ صحابی بدری کے تو اجماع کا بطلان نہ قبول کرے اور فاکہانی کے خلاف سے اجماع کا
بطلان قبول کرے باوجودیکہ خلاف اجتہادی دونوں نہین ہے اس سے لازم آویگا کہ فاکہانی جامع براہین کے نزدیک صحابی
رسول اللہ صلعم سے بہی معتبر ومعتمد زیادہ ہی پس فاسد العقیدہ ہونا ظاہر ہوگا جامع براہین کے عقلکو
معلوم نہین کیا ہوا کہ فاکہانی کے انکار سے اجماع محققین کا بطلان گمان کرتا ہی اور یہ نہین جانتا کہ
جسطرح فاکہانی نے انکار جمہور کا کیا ہی اسیطرح جمہور نے انکار قول فاکہانیکا کیا ہے اور کسی نے
اون جمہور مین سے اسکے قولکو معتبر وقابل التفات نہین جانا پس انکار موجب بطلان قول
جمہور ہو تو انکار جمہور موجب بطلان قول فاکہانی کیون نہین ہو سکتا ہی اور یہ کسطرح عقل سلیم وفہم
مستقیم مین آسکتا ہی کہ جمہور کے انکار کا تو یہ اثر نہووے کہ قول فاکہانی باطل ہو جاوے اور فاکہانی کے
انکار کا یہ اثر ہووے کہ جمہور کا قول باطل وغیر معتبر قرار پاوے اور فاکہانیکا قول معتبر مانا جاوے اور اسکو
دین قویم وصراط مستقیم بنایا جاوے جیسا کہ یہ جامع براہین نے کیا ہے **شعر** راستی سے اسعد وہ کج ادا بیگانہ ہے
اسکے ابرو کی کمانکو تیر کی حاجت نہین .... کہ قول فاکہانی غیر معتبر عند الجمہور کو ایسا معتبر قرار
دیا ہی کہ قول جمہور کو بدعت ضلالت جانتا ہی ایسی ضلالت ونادانیکا کیا ٹھکانا ہو (ہمین عقل ودانش بباید گریست

علماء محققین معتبرین تو اپنی تصانیف میں تصریح فرماتے ہیں کہ بمقابلہ جمہور کے قول اقل قلیل بدعت قرار دیا جاتا ہے
اور مخالفین کی ایک جماعت معتدبہا بھی بمقابلہ جمہور ہووے تب بھی ملامت سے خالی نہیں ہے اور عاقبت محمود
نہ ہونیکا خیال ہے رضیاء المکین الاصابۃ چنانچہ صاحب مجمع البحار محمد بن طاہر پٹنی مجمع البحار میں فرماتے ہیں وانکان
ذلک البعض من اہل السنۃ فللثانی وجہ اذ مخالف الجمہور خصوصًا اذا کان المخالف اقل
قلیل مبدع کمن یخالف العمل بخبر الواحد یبدع ولو سلم ان المخالف فیہ جمع معتد بہ فلا
یخلو عن الملامۃ فان مخالفۃ الجمہور لکن لیس لہ رای لا یحسن وای فائدۃ ولعلہ
یترتب علیہ ما لا یحمد عواقبہا انتہی نخعی وشعبی رحمہما اللہ تعالی کا قول کراہت زیارت قبور کے بارہ میں
جو انسے صادر ہوا تو انکا قول بسبب اجماع غیرہما شاذ وغیر معتبر قرار دیا ہے اور ابن تیمیہ نے تحریم زیارت نبی صلعم کا
قول کیا تھا اسکی تکفیر بعض نے کی ہے اجماع وغیرہ کے سبب سے چنانچہ شرح شفاء قاضی عیاض کی
بحث زیارت قبور میں ملا علی قاری رح فرماتے ہیں وما وقع للشعبی والنخعی مما یقتضی کراہۃ زیارۃ
القبور شاذ لا یعول علیہ المخالفۃ اجماع غیرہما وقد فرط ابن تیمیۃ من الحنابلۃ حیث حرم السفر
لزیارۃ النبی صلعم کما افرط غیرہ حیث قال کون الزیارۃ قربۃ معلوم من الدین بالضرورۃ وجاحدہ
محکوم علیہ بالکفر ولعل الثانی اقرب الی الصواب لان تحریم ما اجمع العلماء فیہ بالاستحباب
یکون کفرًا لانہ فوق تحریم المباح المتفق علیہ فی ہذا الباب انتہی بقدر الحاجت اور
فتوی حمادیہ کی کتاب الوقف احکام المسجد میں ہے بیچ صفحہ ۳۴ ذکر فی التجنیس فی موضعین فی الوقف والبیوع
ونحن لا ناخذ بقول محمد رح ولا نفتی بجواز بیعہ وان خرب ما حولہ تعظیمًا للمسجد و
احترامًا لہ من السغناقی ولما اجتمع فقہاء الامصار علی شیء فقول واحد یخالف
قولہم یکون خلافًا ولا یکون اختلافًا انتہی ان عبارت علماء سے واضح ہے کہ بمقابلہ جمہور کے قول شاذ و نادر
کا اور اقل قلیل کا اعتبار نکیا جاوے تا کہ قول جمہور باطل نہو جاوے اور غیر معتبر قرار نہ پاوے اگر علم وفہم جامع
براہین کو ہوتا تو ایسا انکشاف طرہ امر سے کہ اپنی بے علمی و بے فہمی سے صاحب انوار پر قصور علم کا بہتان لگاتا ہے
یہ وہی مضمون ہے کلام شاعر کا **رباعی** ایک روز وقت یاس کہا میں نے انسے یوں : آزردہ خاطر نہ ہو ستانیسی فائدہ
بولے وہ واقعی بڑے بیدادگر ہیں ہم : ہمسے کسی کو دل کے لگانیسی فائدہ کسی سے آپنے سن لیا ہے کہ کتب
اصول میں لکھا ہے کہ ایک کا انکار بھی مانع اجماع ہے اوسکا مطلب بے علمی کے سبب سے کچھ کا کچھ سمجھ گیا
اور یہ نہ سمجھا کہ وہ انکار بدلیل اجتہاد ہووے تو معتبر ہے نہ یہ کہ کیف ما کان معتبر ہو جاوے کہ فاتحہ کا انکا

بہی معتبر قرار دیا جاوے اور اسکے معتبر ہونیکی یہ معنی نہین کہ اُس ایک قولکا اعتبار کیا جاوے اور اُس ایک کے قول کے موافق جو
مسئلہ ہووے وہی حق ہووے باقی تمام علماء اہل اجتہاد و تحقیق کا قول باطل ہوجاوے جیساکہ یہ جامع براہین جانتا ہے اور اسی
پر عمل درآمد اُسکا اسی رسالہ براہین مین ہے کہ موافق قول فاکہانی کے محفل کو بدعت ضلالت بتاتا ہے یہ تو کوئی
احمق سے احمق بہی گمان کریگا بلکہ اوس کے معتبر ہونیکی یہ معنی ہین کہ تحقق اجماعکا نہوگا اور تحقق اجماع نہونے سے یہ
لازم نہین آتا کہ جمہور کا قول کسیطرح معتبر ہرگز نہووے اور اسکو ضلالت و جمہور کو ضالین اعتقاد کیا جاوے یہ تو جہالت
صرف ہے بلکہ وہ قول جمہور قوی و عمدہ قرار دیا جاویگا اور اُس بعض کا قول غیر قوی و غیر عمدہ بلکہ شاذ و غیر معمول قرار دیا
جاویگا چنانچہ ان عبارات مذکورہ بالا سے یہی مفہوم ہے اہل فہم پر روشن ہے کہ مفہم کیلئے سمجھے مسائل واقعہ کو اور
یہی جامع براہین صفحہ ۱۳۱ مین یہ قول کہچکا ہے (اور پھر اجرت علی التعلیم مسئلہ مجتہد فیہا ہے کہ شافعی اوسکو جائز فرماتے
ہین کہ اُسکی اصل شرع سے اونکے نزدیک ثابت ہے تو اُسکی کراہت ہی مختلف فیہ ہوئی اور مختلف فیہ مسئلہ تو یون
بہی بلا ضرورت جائز ہوجاتا ہے کسقدر بے علمی ہے استغفر اللہ) انتہی دیکہو اُس قول سے اسکی واضح ہے
کہ مختلف فیہ مسئلہ بلا ضرورت جائز ہے اور جسکی کراہت مختلف فیہ ہوئی تو وہ بلا ضرورت جائز ہوجاتا ہے
یعنی مکروہ بہی نہین ہوتا پس اسیطرح محفل مولد کے بارہ مین یہ قول اپنا جاری اسنے کیون نہین کیا کہ محفل
مولد کی کراہت جو قول فاکہانی سے مفہوم ہے اوسمین اختلاف جمہور علماء کا ہے اور مختلف فیہ مسئلہ
کہ یہان محفل مولد ہے یون بہی بلا ضرورت جائز ہے پس اسہی جامع براہین کے قول سے جواز محفل مولد لازم آتا
ظاہر ہے اب یہی تقریر اُسکی یہان جاری ہے یہان اُسکا اعتبار نہین کرتا ہے اور معتبر نہین جانتا ہے اور اجرت
علی التعلیم کے بارہ مین کچہ جو مفید مطلب تہے کہ اہل دیوبند کی روزی حرام و مکروہ ہوتی تہی مکروہ نہ ملنے کے سبب
اس تقریر کو جاری کرنا اور معتبر جاننا کسقدر بے علمی ہے اور امام شافعی رحمہ کہ مخالف مذہب ہمارے ہین اُنکے
نزدیک اصل ثابت ہونا اگرچہ اپنے نزدیک اصل شرعًا ثابت ہووے اسنے معتبر قرار دیا ہے جس سے واضح و لائح ہے
کہ مخالف کے نزدیک اصل ثابت ہونا جواز مسئلہ کیلئے کافی ہوتا ہے پس اسیطرح یہان بھی جاننا چاہئے تہا کہ جمہور
کے نزدیک اصل ثابت ہونا محفل مولد کے جواز کے واسطے کافی ہے اس بیچارے کو اپنے اقوال اگلے پچہلے کی بہی خبر نہین اور اسقدر
تمیز بہی نہین کہ اسکے اقوال باہم متناقض ہین اور سبہی کے اقوال سنکر مدعی کی بیخ کنی کرتے مین اور اپنے
بے علمی دوسرون پر ڈالتا ہے اپنی شرمندگی مٹانیکو اسواسطے مضمون کلام مومن خان دہلوی کا اس محل پر
خوب راست آیا **رباعی** جب کہا مین نے کہ تم بیداد گر نا آشنا ۔ بیمروت بیوفا بیگانہ احباب ہو
ہنس کے فرمایا کہ مین تو خیر جو کچہہ ہون سو ہون ۔ تم بہی تو بیصبر ہو بیچین ہو بیتاب ہو ۔ اگر کسی عالم کی صحبت بہی ہوئی

ہوتی تو

ہوتی تو اوس عالم کی سنی سنائی بات اسکو یاد ہوتی کہ رسم مفتی مین ثابت ہو چکا ہو کہ آئمہ مذاہب سے کسی حادثہ
مین کوئی جواب ظاہر نہ پایا جاوے اور مشایخ متاخرین کا جواب ایکہی ہووے اوس مسئلہ مین تمام متفق ہوجاوین تو
اسکو اخذ کرنا اور قبول کرنا چاہیے اور اگر مشایخ متاخرین کے درمیان اختلاف ہووے تو اکثر کا قول اخذ کرنا
اور قبول کرنا چاہیے رد المحتار حاشیہ درمختار مین یہ مصرح ہو واذا لم یوجد فی الحادثۃ عن واحد
منہم جواب ظاھر وتکلم فیہ المشایخ المتاخرون قولاً واحداً یوخذ بہ فان اختلفوا یوخذ
بقول الاکثرین انتہی ایس محفل میلاد مین آئمہ مذاہب اربعہ سے جواب منقول نہین ہی اور غایت
یہ قرار دیجاوے کہ بالفرض یہ مسئلہ مختلف فیہا درمیان علماء و مشایخ کی ہو کہ ایک جانب مین فقط فاکہانی اور
دوسرے جانب مین تمام علماء ہین تو اون تمام علماء کے قول کو قبول کرنا موافق رسم مفتی مصرح رد المحتار کے چاہیے تھا
یہ کہ جیسے جامع براہین نے کیا کہ کچہ خوف و خشیت خدا تعالیٰ سے نہین کیا صدق قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
اذا لم تستحی فاصنع ما شئت الکل یحوجو منہ مین آیا کہنا شروع کر دیا ایسی جرأت سوائے جاہل و
شقی کے کوئی دوسرا مسلمان نہین کر سکتا ہی ایسے مواقع مین مفتی کو نظر تامل چاہیے اور لیاقت
ہو تو نظر تدبر و اجتہاد کرے اور بدون لیاقت کے زبان پر لانا کیونکر اسطرح درست ہی فقہاء نے
ایسی جرأت کو منع فرمایا ہے وان لم یوجد منہم جواب البتۃ نصاً ینظر المفتی فیہا نظر
تامل و تدبر واجتہاد لیجد فیہا ما یقرب الی الخروج عن العہدۃ ولا یتکلم فیہا جزافاً
ویخشی اللہ تعالیٰ ویراقبہ فانہ امر عظیم لا یتجاسر علیہ الا کل جاھل شقی انتہی ایسے شخص کو
جیسا کہ جامع براہین ہی لیاقت نظر اجتہاد کرنیکی کہان ہی اور خصوصاً بمقابلہ جماعت کثیر و جم غفیر علماء
تحاریر اسکی بابت کے فاکہانی کی کب چل سکتی ہی مثلاً مشہور نقار خانے مین طوطی کی آواز کون سنتا ہے
خیر فاکہانی تو پہر صاحب علم ہین گو اس مسئلہ مین خاطی سخت ہین لکن یہ جامع براہین بیچارہ کس شمار مین ہے
اسنے خود کو کیا خیال کر کے دست اندازی اسمین کی طرفداری جمہور علماء کی کرتا تو اسمین سرزنش نہتی
اور ملا علی قاری نے مورد الروی فی مولد نبوی مین بادشاہان عادلین قاسمین بدعت ملک مصر
و ملک اندلس و ملک مغرب و ملک ہند و حرمین شریفین و ملک روم و ملک شام و دیگر بلاد اسلام مین
اس محفل کا جاری ہونا اور علماء اعیان و صوفیہ ذیشان کا بلا انکار و منع کے شامل ہونا بیان کرتے ہین
اور علامہ سخاوی و ابن حجر و ابن جرزی و دیگر متبحرین و محققین کا اس محفل کو جائز کہنا بتاتے ہین
قدرے عبارت بقدر حاجت نقل کیجاتی ہی اونکی رسالہ کی تا کہ یہ امر ظاہر ہوجاوے وقال الاصل

عمل المولد الشريف لم ينقل من احد من السلف الصالح فی القرون الثلاثة الفاضلة
وانما احدث بعدها بالمقاصد الحسنة والنية للاخلاص الشاملة ثم لا زال اهل
الاسلام فی سائر الاقطار والمدن العظام يحتفلون فی شهر مولده صلعم وقال
الامام شمس الدين ابن الجزری المقری والمجرب من خواصه انه امان تام فی ذلك
العام وبشری تعجيل بنيل ما ينبغی ويرام قال واكثرهم بذلك عناية
اهل المصر والشام ولسلطان مصر فی تلك الليلة من العلم اعظم مقام قال ولقد
حضرت فی سنة خمس وثمانين وسبعمائة ليلة المولد عند الملك الظاهر برقوق رحمه الله
بقلعة الجليل العلية فرأيت ما هالنی وسرنی ولا ساءنی وحررت ما انفق فی
تلك الليلة علی القراء والحاضرين من الوعاظ والمنشدين وغيرهم من الاتباع
والغلمان والخدام المترددين بنحو عشرة آلاف مثقال من الذهب العين
ما بين خلع ومطعوم ومشروب ومشموم وشموع وغيرهما مما يستقيم به الضلوع
قال السخاوی قلت ولم يزل ملوك مصر خدام الحرمين الشريفين ممن وفقهم الله
لهدم كثير من المناكير والشين وانظر فی امر الرعية كالوالد لولده وشهروا
انفسهم بالعدل فاسعفهم بجده ومدده واما ملوك الاندلس والغرب فلهم فيه ليلة
تسير بها الركبان يجتمع فيها ائمة العلماء الاعيان فمن يليهم من كل مكان وتعلوا ما
بين اهل الكفر كلمة الايمان واظن اهل الروم لا يتخلفون عن ذلك اقتفاء بغيرهم من الملوك
فيما هنالك وبلاد الهند تزيد علی غيرها بكثير كما اعلمنيه بعض اولی النقل والتحرير قلت واما
العجم فمن حيث دخل هذا الشهر المعظم والزمان المكرم لاهلها مجالس فخام من انواع الطعام
للقراء الكرام والعلماء العظام وللفقراء من الخاص والعام وقرأت الختمات والتلاوات
المتواليات والانشادات المتعاليات واجناس المبرات والخيرات وانواع السرور واصناف الحبور حتی بعض العجائز
من غزلهن ونسجهن يجمعن ما يقمن لجمعهن الاكابر والاعيان وضيافتهن ما يقدرن عليه
فی ذلك الزمان ومن تعظيم مشائخهم وعلماءهم هذا المولد المعظم والمجلس المكرم انه لا يابا ه
احد فی حضوره رجاء ادراك نوره وسروره وقال السخاوی واما اهل مكة معدن الخير فيتوجهون
الی المكان المتواتر بين الناس انه محل مولده رجاء بلوغ كل منهم بذلك المقصد ويزيد اهتمامهم

به علی یوم العید حتی قل ان یتخلف عنه احد من صالح وطالح ومقل وسعید بیماب الشریف صاحب
اللوأ والحجاز ولاهل المدینه کرمهما الله احتفال وعلی فعله اقبال انتهی اس عبارت سے ان تمام بلاد اسلام
مشہور ومعروف میں محفل میلاد شریف کا ہونا اور بلا انکار علماء متحرین کا شامل ہونا ثابت ہے اگر بالفرض فاکہانی کا انکار
بدلیل اجتہادی ہوتا اور مسئلہ مختلف فیہا قرار دیا جاتا تب بھی بعد زمانہ فاکہانی کے بلا نکیر جاری ہونا مثبت اجماع ہے
اگرچہ زمانہ لاحق میں اجماع ہوا ہے اور اصول ان پر واضح ہے کہ ایک زمانہ کے علماء مختلف ہوویں اور دوسرے زمانہ کے علماء
جو بعد زمانہ اختلاف کے ہے کہ وہ زمانہ دوسرا ہے ایک طرف پر اتفاق کرلیں تو اجماع ہوجاتا ہے اور اختلاف زمانہ سابق
مانع اجماع لاحق کو نہیں ہوتا ہے اور اختلاف کرنیوالے کی دلیل اگرچہ موافق شرائط تھی وہ دلیل باقی نہیں رہتی ہے اسلیے
کہ وقت اجماع کے اس دلیل سے قوی تر دلیل پیدا ہوگئی کہ وہ اجماع ہے اور اختلاف والے کی دلیل اس وقت میں
اب وہ نہیں رہی فی التوضیح اذا اختلفوا واقام کل واحد منہم الدلیل مقرونا بشرائط لا یکون
احد منہم ضالا ولا مخطیا بالنظر الی الدلیل ثم اذا انعقد الاجماع بعدہم علی احد الطرفین
فدلیل المخالف لم یبق الآن دلیلا لانہ حدث دلیل اقوی وہو الاجماع انتہی وقال بعید
ذلک لان دلیلہم کان دلیلا فی ذلک الزمان لکنہ لم یبق دلیلا فی زمان حدوث الاجماع
انتہی وفی مسلم الثبوت اتفاق العصر الثانی بعد استقرار الخلاف فی العصر الاول ممتنع عند
الاشعری والمختار انہ واقع حجۃ وعلیہ اکثر الحنفیۃ والشافعیۃ لنا علی الوقوع اجماع التا
بعین علی جواز متعۃ العمرۃ وقد کان امیر المؤمنین عمر وامیر المؤمنین عثمان ینہی عنہ ولا
یلزم تضلیل بعض الصحابۃ لان رأیہ کان حجۃ قبل حدوث الاجماع وانما یلزم خطاءہ وہو لازم
فی کل اختلاف لان الحق واحد انتہی مختصرا پس جب بعد زمانہ فاکہانی کے اتفاق تمام متحرین علماء وفضلاء
صالحین کا اسکے جواز پر ہوگیا جیسا کہ بیان ملا علی قاری سے واضح ہے اگر زمانہ ملا علی قاری میں مثلا مخالف کوئی
اسکا ہوتا تو منقول ہوتا اور بدون نقل صحیح معتبر فقط احتمال سے مخالفت ثابت نہیں ہوتی ہے پس زمانہ اتفاقیہ میں
اجماع متحقق ہوگیا اور اختلاف زمانہ فاکہانی کا مرتفع ہوگیا اور دلیل فاکہانی بعد تسلیم موافق شرائط ہونیکی باقی
نہ رہی اگرچہ اسکے زمانہ میں وہ دلیل بالفرض والتقدیر تھی اگر اجماع کو تحقق کیواسطے مجتہدین کا ہونا
شرط مانو اور اتفاق کرنیوالوں کو مجتہد نہیں مانتے ہو تو بعد تسلیم کے ہم کہتے ہیں کہ اتفاق محققین علماء
علی ممر الاعصار اس محفل پر ہونا واضح ہے اور انکار اسکا مکابرہ ہے ابھی عبارت ملا علی قاری سے واضح ہوچکا
ہے اور اتفاق علماء محققین علی ممر الاعصار حجت بھی مثل اجماع کے کتب اصول میں لکھا ہے قال فی المسلم وشرحہ

بحر العلوم ان اتفاق العلماء المحققين على امر الاعصار وان كانوا غير مجتهدين حجة كالاجماع
فانه يابى العقل من اجتماعهم من غير ان يكون واضحا لديهم وانكان باستماع عن مجتهدين لهم انتهى
اگر بالفرض اتفاق نہوتا تب بھی اکثر اس محفل کی جواز میں ہیں اور اختلاف کی حالت میں اکثر کے قولکو اخذ کرنا رجحان
سے اوپر گذر چکا ہے پس مدعی ہمارا بہر حال ثابت ہے الغرض قول فاکہانی یا اسواسطے دلیل شرعی نہیں ہے کہ بلا دلیل شرعی
ہے وہ اپنے عدم علم کا اس امر میں اظہار کرتے ہیں اور عدم علم کسی کا دین الٰہی میں دلیل نہیں ہوسکتا ہے اور باوجود اسکے
فاکہانی نے جو اس محفل کو کراہت یا حرمت میں داخل کیا تو بدعت کو حرمت و کراہت میں منحصر جانکر کیا اور یہ بھی دلیل شرعی
نہیں بدعت کا حسنہ ہونا بھی حدیث من سن سنۃ حسنۃ سے واضح ہے اور واجب و مستحب و مباح ہونا بھی اقوال علماء سے
اوپر گذر چکا ہے پس بدعت کو منحصر کرنا حرمت و کراہت میں کوئی دلیل شرعی نہوئی تو اس پر متفرع کرکر حرمت و کراہت
محفلکو بلا دلیل شرعی ہوا لیس خلاف فاکہانی مضر اجماع محققین اسکے اہل زمانہ کو نہیں ہے یا یہ قول فاکہانی اکثر
کی مخالف ہے اسواسطے مقبول نہیں ہے یا یہ کہ قول فاکہانی اگرچہ دلیل شرعی اسکے زمانہ میں تہا بعد کو جب
اختلاف نرہا اور اتفاق محققین واقع ہوا تو دلیل فاکہانیکی دلیل شرعی نرہی بسبب حدوث اتفاق و اجماع
لاحق کی پس اب قول فاکہانی پر حکم کرنا اور فتوی اسکے موافق دینا بسبب اسکی کہ غایت یہ ہے کہ قول فاکہانیکو باطل
نکہا جاوے فقط ضعیف کہا جاوے تب بھی جہالت و خرق اجماع سے خالی نہیں ہے کیونکہ قول ضعیف پر حکم فتوی دینا علماء
نے جہل و خرق اجماع قرار دیا ہے قال فی الدر المختار وان الحکم والفتیا بالقول المرجوح جهل وخرق للاجماع انتهى
اب خوب ظاہر ہوگئی بے علمی و نادانی حزب شیخ نجدی کی جو فاکہانی و امثال اسکے اقوال ضعیفہ و مرجوحہ و غیر مدللہ و مردودہ
سے حجت اوپر عدم جواز محفل میلاد شریف کی لاتے ہیں اور واضح و لائح ہوگیا جواز محفل میلاد شریف کا اور
سالم رہنا اجماع کا بھی بطلان سے جو زعم فاسد جامع براہین نے کیا تہا کہلگیا اور جامع براہین کا یہ قول فی الواقع
باطل ہونا معلوم ہوگیا اور صفحہ ۱۹۹ میں جو لکہا ہے کہ ظاہر حال وہی ہے جو علامہ فاکہانی نے فرمایا الخ اور جس جس
محل میں اول و آخر اسے فاکہانیکے قولکو پیش کیا ہے سب کا جواب شافی بیان ہوگیا ہر جگہہ علیحدہ علیحدہ تردید
کی ضرورت نرہی **قولہ** اور قیاس کی کیفیت معلوم ہوچکی کہ یہاں کام کا نہیں اور قرآن و حدیث سے
کچھ ثبوت نہیں اقول باللہ التوفیق فاکہانیکی قول کا بطلان و بلا دلیل و غیر معتبر ہونا و ضعیف و مرجوح و مقابل
جمہور ساقط ہونا یا بالفرض اول اسکے پاس دلیل کا وجود ہونے مع انہ باطل بعد کو زمانہ اتفاق کل علماء میں
بعد فوت فاکہانی کے اوس دلیل کا باقی نرہنا بخوبی ابھی معلوم ہوگیا ہے اور اس محفلکی اصل جو علماء نے نکالی ہے اور دوسرے
متبحرین و محققین نے اوسکو تسلیم کیا ہے اسکو یہ جامع براہین کہتا ہے کہ اسپر قیاس کرنا کام کا نہیں ہے امام جلال الدین

سیوطی و ابن حجر و علامہ ملا علیقاری وغیرہم متبحرین فضلاء و علماء تو اُس قیاسکو جائز و پسند کرین اور یہ
گنگوہی کہ بمقابلہ ان علماء کی طفل مکتب ہونیکی بھی لیاقت نہین رکھتا ہی اور اُن کی کلام کی فہم کی بھی اسکو
تمیز نہین چنانچہ آگے معلوم ہوگا یہ اُس قیاس کو کام کا نہ بتاوے بلکہ اوسکو بیفہمی و بیعلمی سے رد کرے
مولوی احمد علی سہارنپوری جو ہمارے معاصر تھے اور ہم اُنسے اچھی طرح واقف ہین کہ جمیع علوم کماحقہ
کے وہ فاضل بھی نہ تھے مشکوۃ و بخاری پر حواشی مختلفہ شروح علماء سے دیکھکر اونھون نے لکھدئے تھے اور بعض
لوگونکو اونھون نے آخر عمر مین احادیث پڑہائی ہے یہ بہت بڑی علم و فضل کی کوئی بات نہین اُن کے قولکو جو مخالف
جمہور بلکہ خلاف علم و اصول کے تہا کر ادنی طالب علم بھی انکی غلطی پر واقف ہوسکتا ہی چنانچہ معلوم ہو جائیگا
صاحب انوار ساطعہ نے رد کیا تہا تو براہین کے صفحہ ۱۵ و کیرہ ۵۳ مین جامع براہین نے یہ کہا کہ دیگر بیان بیساختہ
طبع نے یہ شعر لکہا ؎ ظہور حشر ہو کیونکہ کلچڑی گنجی :: حضور بلبل بستان کرے نوا سنجی سبحان اللہ مولانا
احمد علی صاحب مرحوم محدث کی حدیث نقل کردہ اور اسکے تنقید مین عبد السمیع کلام کرے قیامت آئی صدق رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اذا توسد الامر الی غیر اہلہ فانتظر الساعۃ رواہ البخاری انتہی دیکھو آسمان
کا تہوکا منہ کو آیا اور اسکو لکا ہدف خود مولوی رشید احمد گنگوہی اور چیلہ اونکا ہوا اب ہم کہتے ہین کہ بیساختہ
یہ شعر مولوی رشید احمد و چیلہ پر صادق آیا اور خدا تعالی نے اُنکو اور اونکو مصداق اسکا بنایا ؎ ظہور حشر نہو
کیونکہ کلچڑی گنجی :: حضور بلبل بستان کرے نوا سنجی مولوی رشید احمد و اونکا چیلہ ابن حجر و جلال الدین و دیگر
علماء محققین مقبولین معروفین کا رد کرین اور انکی اصل لکالی ہوئے پر کلام کرین اور انکے قیاس کو کہین کہ
کام کا نہین قیام قیامت کیون نہووے صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا توسد الامر الی غیر اہلہ فانتظر
الساعۃ رواہ البخاری سچ ہی کہ جو کوئی بہائی کیواسطے کنوان کہودتا ہی خود گرتا ہی اور جامع براہین نے حدیث
غریب کے بارہ مین صفحہ ۱۵۱ مین تقریر بالکل لچر کی ہے اور کلام صاحب انوار کو ہرگز نہین خیال کیا ہے بہلا صاحب
انوار کے قول سے یہ کب مفہوم ہی کہ غریب حدیث منحصر ضعیف مین ہے اور شیخ کے مقدمہ مین حدیث صحیح ایک
راوی والیکو ذکر کیا ہے اُسکا صاحب انوار نے کب انکار کیا ہے جو حوالہ مقدمہ شیخ و علل ترمذی جامع براہین
دیتا ہے اسکی غرض تو یہ ہی کہ بعض محل مین غریب بمعنی ضعیف و مطعون بہی آتی ہے اور عادت ترمذی
کی ہی کہ غریب کیساتھ حسن و صحیح کو ذکر دیتا ہی اور ظاہر و متبادر یہی ہے کہ جسجگہ ترمذی نے غریب فقط لکہا
تو اسکے نزدیک اس حدیث کا حسن یا صحیح ہونا ثابت نہین ہوا ہے ورنہ ہر غریب ترمذی کے نزدیک
صحیح ہے یا حسن ہی مثلاً تو کہین لفظ صحیح و حسن ذکر کرنا اور کہین ذکر نکرنا لغو و بیفائدہ ہوگا اور کلام عاقل کو لغو سے

حتی الامکان بچانا ضرور ہے اور اسکی یہی سبیل ہے کہ غریب ترمذی کے نزدیک ہی دو قسم ہے ایک مطعون وضعیف دوسری غیر مطعون وغیر ضعیف پس جسجگہ مطعون نہیں ہوتی تو اوسکو حسن یا صحیح کہدیتا ہے اور جسجگہ مطعون وضعیف ہوتی ہے وہان فقط غریب کہکر چپ ہوجاتا ہے اس احتمال قریب کے ہوتے حالت مین قول ترمذی مین لغو بیفائدہ ہونا لازم نہین آتا ہے شیخ کے مقدمہ کی عبارت خود جامع براہین کی سمجھ مین نہیں آئی شیخ کی عبارت سے یہ ہرگز مفہوم نہین کہ سوائے صاحب مصابیح کے دوسرے کسی سے حدیث غریب سے یہ مراد نہین ہوتی ہے بلکہ شیخ کی عبارت هذا هو المراد من قول صاحب المصابيح من قوله هذا حديث غريب كما قال بطريق الطعن کا یہ ظاہر مطلب کہ صاحب مصابیح کے قول مین غریب سے مراد یہی مطعون حدیث غریب مراد ہوتی ہے اس سے یہ مفہوم ہوا کہ کسی دوسرے محدث کی یہ مراد ہوتی ہی نہیں ہے مثلاً کوئی شخص کہے زید جب لفظ عالم کا اطلاق کرتا ہے تو اوس سے عمر ہی مراد لیتا ہے اب اس سے یہ کہان مفہوم ہوا کہ کوئی دوسرا اطلاق لفظ عالم کا کرتا ہے تو اوس سے عمر ہرگز نہین لیتا ہے اور ترمذی کی اصطلاح جدید فقط حسن حدیث مین ہے باقی اقسام مین ترمذی مانند دیگر محدثین کی ہے جس معنے مین جس لفظ کو مانند غریب صحیح کی دوسرے محدثین استعمال کرتے ہین ترمذی بھی کرتا ہے قال فی شرح النخبة فعرف بهذا انه انما عرف الذی یقول فیه حسن فقط اما ما یقول فیه حسن صحیح او حسن غریب او حسن صحیح غریب فلم یعرج علی تعریفه کما لم یعرج علی تعریف ما یقول فیه صحیح فقط او غریب فقط فکانه ترک ذلك استغناء لشهرته عند اهل الفن واقتصر علی تعریف ما یقول فی کتابه حسن فقط اما لغموضه واما لانه اصطلاح جدید ولذالك قیده بقوله عندنا ولم ینسبه الی اهل الحدیث انتهى پس غریب وصحیح کے بارہ مین جب ترمذی کوئی اصطلاح جدید نہین ہے تو اوسکو غریب کہدینا بھی مانند دوسرون کے ہوا پس جسطرح صاحب مصابیح غریب سے مراد مطعون لیتا ہے اسطرح ترمذی بھی لیتا ہے بعض مواقع مین چنانچہ مشکوۃ کے کتاب العلم مین یہہ حدیث ابی ہریرہ رضہ کی ہے قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الکلمة الحکمة ضالة الحکیم فحیث وجدها فهو احق بها رواه الترمذی وابن ماجة وقال الترمذی هذا حدیث غریب وابراهیم بن الفضل الراوی یضعف فی الحدیث اس سے ظاہر ہے کہ ترمذی کے نزدیک غریب ضعیف کیساتھ جمع ہوجاتی تھی اور ہر غریب اوسکے نزدیک صحیح نہین یہ فی الواقع کم فہمی جامع براہین کی ہے اور صاحب انوار پر اتہام بیفہمی وناوانیکا صفحہ ۱۵۲ مین لگاتا ہے اور حدیث غریب کو بدون اثبات بحسب قواعد واصول حدیث کے صحیح بتاتا ہے اور یہ شعر ہے ؎ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ؛ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ ؛ بیش کرتا ہے اب ہماری طرف سے یہی شعر جامع براہین کے وارد ہے اور جہل مرکب کا تحقق اوسکے حق مین ہی یہ دوسرا امر یہ ہماری طرف سے

ہی **بیت** آنکس کہ نداند وبداند کہ بداند :: درجہل مرکب ابدالدہر بماند :: اب صاحب انوار اس سے بری ہے اور حدیث
سالم بن عبید جو جامع براہین گنگوہی صاحب اپنی خوش فہمی سے صفحہ مذکور بالا میں ذکر کرتے ہیں اُس سے یہ کہاں ثابت
ہوا کہ وقت عطس کے زیادت والسلام علی رسول اللہ پر طعن ابن عمر رض کا نہی کے سبب نہیں تہا اس حدیث سے یہ مفہوم
ہوا کہ عاطس نے جو ترک وظیفہ کیا تہا اوس پر تنبیہ آنحضرت صلعم نے اوسکو کی یہ صاحب انوار کے مخالف نہیں ہے بلکہ
موافق ہے کیونکہ نہی صریح اور ترک سنت معنیہ دونون کا ایک حکم ہے اور ایک حکم کا مستلزم ہی نہی ضد اسکی کو جیسا کہ ماہرین
پر روشن ہے اور یہ حدیث مفید منع زیادت کی نہیں ہے بلکہ یہ مفید منع ترک وظیفہ کی ہے اور دعوی تمہارا
کراہت اثبات زیادت کا تھا اور نہی زیادت کے تم مدعی تھے اور تمنی ترک کسی سنت کا ادعا کیا ہوتا اور ترک سنت
کی کراہت وممنوعیت پر اس سے حجت لاتے تو درست ہوتا اس حجت کو دعوے سے کچھہ علاقہ نہیں ہے پس اسکا
ذکر تمہاری نافہمی صرف ہے اب آپ ہی فرمائیے تمہید خوب آپکی ہے یا صاحب انوار کی × ہنوز طفلی واز نوش نیش بیخبری
زعشق ما چہ کہ از حسن خویش بیخبری :: اور کیا ضرور تہا کہ تمہارا انا نصلی فی ہذا المواطن صراحتاً ابن عمر کہدیتے ایک مقصود
چند عبارات سے ادا ہوسکتا ہے جو مفید وقت ہوتا جانا وہ فرمادیا مقصود حاصل ہوگیا الغرض اسی قسم کے بہت سے
ہذیانات ووساوس بی غایات جامع براہین کے جس سے سراسر بیعلمی ظاہر ہوتی ہے اور بعد تسلیم اس امر کی کہ یہ حدیث مفید
منع زیادت کی ہے ہم کہتے ہیں کہ جامع براہین کو یہ خبر نہیں کہ بعض امور شرعیہ محدود ومقدر ہیں اور بعض غیر محدود
وغیر مقدر محدود ومقدر میں زیادت نقصان جائز نہیں اور غیر محدود وغیر مقدر میں زیادت کا جواز ہے چنانچہ تلبیہ میں
اسیواسطے ہمارے علماء زیادت کے جواز کے قائل ہوئے ہیں اور امام شافعیؒ اذان والتحیات پر قیاس کرتے ہیں
کہ جسطرح اذان وتشہد میں زیادت درست نہیں ہے تلبیہ میں بھی درست نہیں ہے فی الہدایۃ ولو زاد فیہا جاز خلافا
للشافعی رحمہ فی روایۃ الربیع رحمہ وہو اعتبرہ بالاذان والتشہد من حیث انہ ذکر منظوم انتہی اور ہمارے علماء حنفیہ
یہی جواب دیتے ہیں کہ تشہد حرمت وعزت نماز میں ہے اور نماز میں وہی جائز ہے جو وارد ہے اور وارد کے ساتھ ہی
مقید ہے غیر وارد میں جائز نہیں ہے فی فتح القدیر بخلاف التشہد لانہ فی حرمۃ الصلوۃ والصلوۃ
یتقید فیہا بالوارد لانہا لم یجعل شرعا الحالۃ عدمہا ولذا قلنا یکرہ تکرارہ بعینہ حتی اذا کان للتشہد لنا
قلنا لا تکرہ الزیادۃ بالماثور لانہ اطلق فیہ من قبل الشارع نظرا الی فراغ اعمالہا انتہی اس سے واضح ہے کہ امور
نماز کے اور اذان وتشہد کے اسی قسم کے ہیں کہ انمین زیادت وکمی جائز نہیں ہے اور تلبیہ میں زیادت جائز ہے وہ
اس قسم میں نہیں ہے کہ زیادت جائز نہو وسے رد المحتار میں بھی ہے کہ امور صلوۃ کے امام صاحب کے نزدیک محصور ومحدود
ہیں لہذا قال فی السراج ویکرہ ان یزید فی التشہد حرفا ویبتدی بحرف قبل حرف قال ابو حنیفہؒ ولو نقص من

تشہد او زاد فیہ کان مکروھا لان اذکار الصلوۃ محصورۃ فلا یزاد علیھا انتھی پس امور شرعیہ کا دو قسم ہونا واضح ہوگیا اور ذکر عطسہ کہ الحمد للہ واسطے عاطس کے محدود و محصور ہے وہ بھی مانند اذان وغیرہ کے ہے کہ زیادت و نقصان کا محتمل نہیں ہے قال الشیخ فی اللمعات شرح المشکوۃ تحت الحدیث المعھود انما علمنا فیھا ان نقول الحمد للہ علی کل حال فقط من غیر زیادۃ سلام فیہ علی انہ ینبغی فی الذکر والدعاء الاقتصار علی الماثور من غیر ان یزاد او ینقص فالزیادۃ فی مثلہ نقصان فی الحقیقۃ کما لا یزاد فی الاذان بعد التہلیل محمد رسول اللہ وامثال ذلک کثیر انتھی پس جب امور شرعیہ دو قسم کے ہوئے کہ ایک مین زیادت درست اور دوسری قسم مین زیادت درست نہین جو ذکر مخصوص و معین وارد ہوا ہے ہی درست ہے اور مقام عطسہ کا اونہین امور محدود و محصور مین سے ہے تو اس حدیث عطسہ سے استدلال کراہت محفل پر پکڑنا نہایت درجہ کی بیعلمی و نافہمی ہے کیونکہ محفل میلاد مین کسی امر محدود و محصور شرعی کا ثبوت اول ہولیا ہوتا اور اوسپر کوئی امر زیادہ کیا جاتا تو اس سے استدلال ممکن تھا اور محفل میلاد مین تو کوئی امر محصور و محدود موجود ہی نہین ہے کہ اوس پر زیادت ممنوع ہووے اگر کسی وہابیکو ادعا ہو کہ فلان امر اس موقع محفل میلاد شریف مین بفرمان شارع علیہ السلام محصور و محدود و معین ہے کہ زیادت اوسپر جائز نہین تو ثابت کرے فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ کا مصداق یہ فرقہ وہابیہ ہے اور اس محفل میلاد شریف مین تقیید ہرگز نہین ہے فقط اپنی جہالت و عدم اطلاع سے اوپر معنے و ماہیت تقیید کے کوئی تقیید مطلق بتا دے تو اوسکو اپنی جہل مرکب پر رونا چاہیے انشاء اللہ اقوال آیندہ مین حال تقیید مطلق کا بھی آتا ہے جس سے بیعلمی جامع براہین کی واضح ہو جاویگی کہ اوس بھلے آدمی کو معنی تقیید مطلق سے بالکل خبر نہین ہے اور کسی اہل علم سے تقیید مطلق کے معنے اوس نے سنے بھی نہین ہین فقط لفظ سن بھاگا ہے الغرض اس جامع براہین نے قبل بیان اوسکی کے قیاس جلال الدین و ابن حجر کا دونون اصلونپر باطل ہے اس قسم کی بدیانات فاسدہ لکھکر اپنے نامۂ اعمال سیاہ کئے ہین اور اپنی بیعلمی و نافہمی کا اظہار اوسکیا پر بخوبی کر دیا ہے اور دیکھو اپنے مطلب فاسد کی ثابت کرنیکو عبارت حسن المقصد جلال الدین سیوطی کے جو یہ ہے فان لم یرد فیہ نص ففیہ القیاس علی الاصلین جامع براہین نے بدلدیا ہے باین طور کہ ولیس فیہ نص ولکن فیہ قیاس علی الاصلین اور اس سے یہ ثابت کیا کہ نص و اجماع بلکہ ہر سہ حجت کا سیوطی نے صاف انکار کیا اور جامع براہین صاف فرماتے ہین کہ اجماع کے ہوتے ہوئے قیاس کی کیا ضرورت جامع براہین کو یہ خیال نہین کہ قطع بحث کیواسطے سند اجماع کے اظہار کا قصد سیوطی نے کیا ہو اسواسطے قیاس کی ضرورت جائز ہو فلا بد لرفع ھذا الاحتمال من دلیل اس سے انکار اجماع جاننا جامع براہین کی فہم سے بعید ہے باہر جو عبارت انوار الانوار ساطعہ مین پیش کی

کہ اجماع کیواسطے اتفاق مجتہدین صالحین چاہیئے اور منار کی عبارت لکھی کہ شرط اجماع کل کا ہی اور خلاف احد مانند خلاف اکثر کے ہے یہ بھی عدم علمی پر دال ہے اسواسطے کہ عبارت نور الانوار و منار سے یہ واضح نہین ہے کہ بلا دلیل والے لوگ و با دلیل والے سب کا اتفاق ہووے تو اجماع ہے ورنہ نہین اور خلاف دلیل اجتہادی و بلا دلیل فقط عدم علم کے سبب سے اور توہمات کے باعث سے بہی کوئی خلاف کرے تو اجماع کا تحقق نہین ہو سکتا ہے یہ اوپر علم اصول سے معلوم ہو چکا ہے کہ خلاف جو مضر اجماع ہی وہ بہی جو دلیل اجتہادی سے ہووے اور عدم علم و انحصار بدعت و کراہت و حرمت مین شرعًا و عقلًا کوئی دلیل نہین ہے اور فاتحہ کا انکار ایسا ہی بلا دلیل ہے پس وہ ہرگز مضر اجماع کو نہین مگر یہ بات پڑہا ہوا آدمی و صحبت یافتہ علما جانے جامع براہین جیسے کیا جانے اور گنگوہی ہر قرن مین علما کا خلاف کرنا بیان کرتا ہے اگر یہ دعوے سچا ہے تو زمانہ فاتحہ کا نبی سے آجتک ہر قرن مین خلاف کرنیوالونکا نام اور اُنکے اولہ شرعیہ جنکے سبب سے اونہون نے خلاف کیا ہو بیان کرے اور انکا لائق خلاف کرنیکی ہونا ثابت کرے ورنہ جسطرح جامع براہین نے بیچ صفحہ ۱۴۹ صاحب انوار ساطعہ کے حق مین لعنۃ اللہ علی الکاذبین لکہا ہے اوسکا مرجع اپنے کو جانے اور جسطرح نذیر حسین غیر مقلد دہلوی نے معیار مین لکہا ہی کہ اجماع کی سند معلوم ہونا چاہیئے ورنہ اجماع باطل ہے ہو وہی یہ گنگوہی صاحب بھی فرماتے ہین اور عبارت تلویح و توضیح دونون مین خیانت کر کے آخر سے اوڑا کے لکھتے ہین (اور بہر سند اجماع کی بھی ضروری ہے علی المختار قال فی التوضیح و سند الاجماع خبر الواحد و القیاس عندنا و الجمہور علی انہ لا یجوز الاجماع الا عن سند من دلیل او امارۃ لان عدم السند یستلزم الخطاء اذ الحکم فی الدین بلا دلیل خطاء انتہی من تلویح) یہ عبارت جامع براہین صاحب کی ہے اس سے انکی اگر یہ غرض ہو کہ سند اجماع کی ہمکو معلوم ہونا ضرور ہو ورنہ اجماع باطل ہے تو فساد اوسکا اظہر من الشمس ہے کہ اسواسطے ہر کس و ناکس کو سند اجماع کی معلوم ہونا ضرور نہین فقط مجمعین کو معلوم ہونا چاہیئے اور اگر یہ غرض ہے کہ سند اجماع واقع مین ضرور ہوتی ہی تو یہ آپکو اس محل مین مفید نہین اور نہ کسی کو مضر ہے پس ذکر اوس کا لغو بیفائدہ ہے اور سند موقوف علیہ اجماع کے باینطور کہ سند نہووے تو اجماع لذاتہ حجت نہووے ہرگز نہین ہی بلکہ اجماع لذاتہ حجت ہی توضیح و تلویح مین اسہی عبارت کے ساتھ یہ موجود ہے جامع براہین نے وہ عبارت نقل نہین کی ہی اور خیانت ظاہر کی ہے پوری عبارت توضیح کی یہ ہی و اما الخامس ففی السند و الناقل یجوز ان یکون سند الاجماع خبر الواحد و القیاس عندنا و عند البعض لا بد من قطعی قلنا یکون الاجماع لغو اح و کونہ حجۃ لیس من قبل دلیلہ بل بعینہ کرامۃ لہذہ الامۃ انتہی اس عبارت توضیح مین لفظ یجوز ان یکون کے لفظ کو اول ہی جامع براہین نے اوڑا دیا کہ اسکی مدعی کے خلاف تہا اسہی سند کی ضروری ہونیکا دعوی کیا اور لفظ مذکور چہوڑ دیا اور بیچ میں سے لفظ عندنا سے لیکر آخر تک تمام عبارتکو اوڑا دیا جس سے ثابت ہی کہ اجماع حجت دلیل و سند کے سبب سے نہین بلکہ بعینہ واسطے کرامت کے حجت ہے یہ بالکل جامع براہین نے صحت کا

قاطع ہی اسمین یہ عبارت جامع براہین نے کی اور تلویح کی بہت سی عبارت آخر سے کاٹ ڈالی چونکہ قطعاً و قاطبۃً اوسکی حق مین
سم قاتل تھی اور آخر تلویح کی عبارت یہ ہی وجوابہ ان کون الاجماع حجۃ لیس مبنیا علی دلیل ای سندہ بل ھو حجۃ
لذاتہ کرامۃ لھذہ الامۃ واستدامۃ لاحکام الشرع انتہی اس عبارت تلویح سے بھی واضح ہی کہ اجماع لذاتہٖ حجت ہے
کسی سند پر نہین ہی صاحب انوار ساطعہ نے فقط اس سبب سے کہ جامع براہین کی زعم مین ترجمہ بعض عبارت شیخ کا نہین لکھا تھا
اردو مین اور پوری عبارت نقل کر دی تھی صفحہ ۱۱۱ براہین مین یہ **مصرع** چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد
لکھدیا اب منصفین انصاف کرین کہ دزدی و خیانت یہ ہی کہ گنگوہی جامع براہین نے عبارت توضیح و تلویح مخالف
اپنے مقصود کو اوڑا دیا ہی یا وہ جو صاحب انوار نے کیا ہی شاید جامع براہین کے نزدیک عبارت مین فردے درست سے
اور خیانت عبارت کی جائز ہو اور ترجمہ نکرنا درست نہین ہے یہ بھی کسی شرع جدید وہابیہ مین لکھا ہوگا نعوذ باللہ
من ھذا الخدعۃ والضلالۃ بعد ان واھیات مزخرفات کی اس ورطہ ظلمات سوء ادبی و جہل مرکب مین جامع براہین
آنکہ گرا کہ وہ اصلین کہ وہ دو حدیثین ہین جو ابن حجر و جلال الدین سیوطیؒ نے استحباب محفل میلاد شریف کی نکالی ہین
صفحہ ۱۶۱ براہین گنگوہی وجیلہ نے کہا کہ (وہ دونون اصل فاسد بھی ہین) اور کہا کہ (مگر حق یہ ہی یہان قیاس بھی
صحیح نہین ہے اسواسطے کہ منجملہ شرائط صحت قیاس کے یہ بھی شرط ہی کہ فرع مین کوئی نص مخالف حکم قیاس کے موجود نہو اگر ایسی
نص موجود ہوگی تو قیاس باطل ہوجاویگا اور یہ بھی شرط ہی کہ قیاس فرع مین حکم نص کو متغیر نکرے اعنی مطلق
مقید مثلاً قال فی التوضیح ولایصح القیاس ان کان فی الفرع نص لانہ ان کان موافقا للنص فلا حاجۃ الیہ
وان کان مخالفا یبطل وان لایغیر القیاس حکم النص فلا یصح شرطیۃ التملیک فی طعام الکفارۃ قیاسا علی الکسوۃ
لانہا تغیر حکم قولہ تعالی فکفارتہ اطعام عشرۃ مساکین وکذا شرط الایمان فی کفارۃ الیمین قیاسا علی کفارۃ
القتل مخالف اطلاق النص انتہی ما تفوہ گنگوہی اب منصفین کو غور کرنا چاہئے کہ چھوٹا منہ بڑی بات جامع براہین
جس کا علم و امانت کا حال اوپر کچھ معلوم ہوگیا اور فہم کا حال کہلگیا وہ مجتہدین و محققین کے قیاسکو باطل کرے
اور اصل انکی فاسد بتاوے یہان وہ جو اوپر ہمنے لکھا ہے اور اوسکا لکھا ہوا اسہی پر منقلب کیا ہی یعنے
ظہور حشر نہو کیونکہ کلیجڑے گنجے ؛؛ حضور بلبل بستان کرے نواسنجے ؛؛ اس پر کیونکر صادق نہو و آب گنگوہی کے
فہم کو اور علم کو یہان بھی معلوم کرنا چاہئے توضیح کی عبارت تو نقل کر دی لکن اس سے کچھ بحث نہین کہ یہ اس محلمین
منطبق ہی یا نہین پس جاننا چاہئے کہ توضیح کی عبارت کا جو مطلب ہی وہ تو درست و بجا ہے لکن وہ مطلب قیاس
جلال الدین سیوطی و ابن حجر پر مستقیم نہین ہے جس سے بطلان قیاس جلال الدین سیوطی و ابن حجر لازم آوے
اس لئے کہ صاحب توضیح اس قیاس کو باطل فرماتے ہین جو مخالف نص ہووے یا حکم نص کو متغیر کر دے جبکہ نص اہل

اصول نے لکہا ہے اور وہی مراد صاحب توضیح کی اس محل مین ہے تو وہ نص اس محل مین موجود نہین ہے کہ قیاس جلال الدین
و ابن حجر اس سے مخالف ہو کر اور اُسکے حکم کا مغیر ہو کر باطل ہو جاوے اور اہل اصول صاحب توضیح وغیرہ تمام اہل اصول
اوس لفظ کو نص کہتے ہین کہ اوسکی مراد نفس صیغہ سے ظاہر ہووے اور اوسکے ہی واسطے اوس لفظ کا سوق بھی ہو
قال فی الحسامی الظاهر هو ما ظهر المراد منه بنفس الصيغة والنص هو ما ازداد وضوحا على الظاهر بمعنى
فی المتكلم نحو قوله تعالى فانكحوا ما طاب لكم من النساء الآية فانه ظاهر في الاطلاق نص في بيان العدد لانه
سيق الكلام لاجله انتهى وقال فی التوضيح اللفظ اذا ظهر منه المراد يسمى ظاهرا بالنسبة اليه ثم ان زاد الوضوح
بان سيق الكلام له يسمى نصا انتهى اور یہ ظہور مراد کا نفس صیغہ سے بہ نسبت عارف باللسان ہے کہ جو شخص
عارف باللسان لفظ سنے تو مراد جان لیوے یہ مخصوص مجتہد کی یا عالم محقق کے ساتھ نہین ہے چنانچہ کتب
فن سے ماہر پر واضح ہے اور باوجود ایسے ظہور مراد کے متکلم نے اوسیمی مراد ظاہر کیواسطے اونکا سوق بھی کیا ہوا
ہووے اور یہ امر یہی ہے کہ ایسی کوئی آیت حدیث موجود نہین کہ جس سے کہ محفل میلاد کی ممانعت ثابت ہووے
کہ قیاس جلال الدین سیوطی و ابن حجر جو مثبت جواز ہے اوس نص صریح الدلالہ و سوق لاجل ممانعت محفل
میلاد کے مخالف و مضاد ہو اور باطل قرار پاوے اور کوئی نص مثبت وجوب اطلاق ہووے اور قیاس مقید
مطلق ٹھہرا کر مغیر نص جانکر فاسد قرار دیا جاوے اور جسکو یہ جامع براہین نص بتاتا ہے اپنے زعم فاسد سے اُسپر تعریف
نص کی ہرگز صادق نہین ہے اور جسقدر امثلہ نصوص کے علماء نے ذکر کیے ہین اونکے موافق نص قرار داده جامع براہین
ہرگز نہین ہے وہ تمام امثلہ ایسی ہی ہین کہ صراحتہ اونسے مقصود واضح اور مراد لائح و سوق لاجلہ ہین ہر عارف باللسان
آنکی مراد ظاہر سے جانتا ہے توضیح کی عبارت منقولہ جامع براہین مین قولہ تعالی فکفارتہ اطعام عشرۃ کی مراد عارف باللسان جانتا ہے
کہ کھانا کھلانا دس مساکین کو مراد ہے صراحتہ لفظ سے ثابت ہے اسی غرض کیواسطے اوسکو خدا تعالی نے بیان فرمایا ہے
اور تحریر رقبہ سے مراد آزادی غلام کی ہے ایمان والا ہو یا نہو اور قولہ مثنی و ثلاث و رباع سے مراد اعداد ہین اور
اور احل الله البيع وحرم الربوٰ جواب مین کفار کے ہے جو انما البيع مثل الربوٰ کہتے ہین جس سے مراد ظاہر ہے اور
سوق لاجلہ واضح ہے کہ واسطے فرق کے درمیان حکم بیع و ربوٰ کے یہ قول باریتعالی نے فرمایا ہے و علی ہذا القیاس
تمام نصوص عند العلماء ایسے ہی ہین کہ ایسی دلالت ظاہری بہ نسبت عارف باللسان اونمین موجود ہے اور سوق
متکلم نے اوسیمی مراد ظاہری کیواسطے کیا ہے اب منصفین غور کرین اول و آخر جو کچھ یہ گنگوہی پیش کرتا ہے اور انکو نصوص
بتاتا ہے وہ ایسے کہان ہین پس کوئی عاقل و عالم انکو نصوص منزل حق محفل میلاد شریف مین نہین کہہ سکتا ہے
گنگوہی اور اتباع اوسکے نصوص اونکو محفل میلاد کے حق مین بتاوین اپنی بیعلمی سے تو کوئی عالم تو کیا ادنی طالب

علم جس نے نتاشی بڑی ہوگی وہ بھی ہرگز انکو نصوص فی حق محفل المولد نہین تسلیم کریگا اور کان نہ کہیگا اور ثبوت مطلق ذکر آن
حضرت صلعم کا بطور کلیت کے کسی آیت سے مستلزم اس امر کا نہین کہ وہ آیت نص مصطلح اہل اصول ہو جاوے جو کہ
مراد عبارت توضیح وغیرہ ہی کہ جس سے مخالفت و تغیر حکم سے قیاس کا باطل و غیر مقبول ہوتا یا ہے صاحب توضیح وغیرہ نے
لیس جب کسی نص کے مخالفت اور نص مطلق کی تغیر قیاس سے بسبب عدم وجود نص ثابت نہین ہی تو موافق عبارت توضیح بطلان
قیاس کا بھی ہرگز ثابت نہین ہوا اور اس عبارت توضیح کے بعد جو جامع براہین کا یہ ہذیان ہے (پس اب سنو کہ سابقاً
محقق ہو چکا کہ احادیث سے ثابت ہو لیا کہ مطلق کو مقید کرنا ممنوع ہے کہ تغیر حکم شرع کا ہی اور اوس پر اجماع
تمام امت کا ہی اور شرح منیہ سے بہی اوسکو خوب واضح اسیواسطے لکھا تھا اور ذکر فخر عالم اور شکر آپ کے وجود کا
نصوص مین مطلق وارد ہوا ہی مثلاً قولہ تعالی واما بنعمۃ ربک فحدث الایۃ واشکروا نعمۃ اللہ الایۃ پس
مطلق نصوص ندب ذکر فخر عالم کو قیاس سے مقید کسی ہیئت مین کرنا کسطرح درست ہوگا کہ یہ قیاس خلاف حکم نص کے
ہی اور مغیر حکم نص کو پس یہ قیاس ہرگز صحیح نہین ہو سکتا ہے اور حسب قاعدہ اصول شرع کے یہ قیاس باطل ہے
کہ مغیر اور مخالف حکم نص کے ہی کہتا ہون مین کہ یہہ سراسر سودائی خام واثر سرسام بدانجام ہی یہ مسلم ہی کہ مطلق
کو مقید کرنا ممنوع لکن یہہ کلیۃً مسلم نہین ہے کہ تقیید بدون واجب جاننے کی بہی اور اوسکی تاثیر ماننے کی بھی جائز نہووے
چنانچہ اقوال آیندہ مین انشاء اللہ تعالی معلوم ہو جائیگا اور عدم تقیید مطلق پر اجماع بتانا ہی سراسر جہالت ہی بعض
مواضع مین تقیید مطلق وحمل مطلق پر مقید امام شافعی صاحب کا مذہب ہے چنانچہ عنقریب آویگا انشاء اللہ تعالی پھر اجماع
کہان ہی آپکو یہ بھی نہین خبر کہ اجماع کس چیز کا نام ہے پس یہ کلام ناشی ہے فرط جہالت یا قلت تدبر سے اور جو
کچہہ شرح منیہ سے لکھا ہی اوسکا بھی حال معلوم ہو جاویگا ان شاء اللہ تعالی حق و باطل کہل جاویگا اور آیت اما بنعمۃ
اور آیت واشکروا سے ابہاماً واجمالاً وعموماً نہ تنصیصاً وتصریحاً تحقیقاً ذکر فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور شکر آپکے
وجود با جود کا ثبوت مفہوم ہی ایسی آیات کو نصوص کہنا اہل اصول کے نزدیک مستقیم نہین عارف بالسان ذکر
میلاد کا ظہور وسوق لاجلہ یعنے بطور نص اوس قسم کے آیات سے خیال ہرگز نہین کر سکتا ہے اور انکو نصوص مصطلحہ
بتانا صرف جہل مرکب ہی اور یہ ایہام واجمال مانع وغیر مجوز اظہار سرور مخصوص بایام معہودہ جو قیاس سے جلال الدین
سیوطی وابن حجر ودیگر علماء ثابت کرتے ہین ہرگز نہین ہے اور یہ بھی جہالت محض ہی کہ ان آیات کو نصوص ندب کہا
جس سے واضح ہی کہ شکر نعمت واجب نہین ہے ندب ہی اور اس صفحہ سے دوسرے صفحہ ١٦٢ مین آیت لقد من اللہ
علی المومنین وقولہ تعالی واشکروا نعمۃ اللہ کو ذکر کیا اور شکر کو واجب کہا یہ تناقض صرف ہے جو دال جہالت
ہی ہی ایسے مزخرفات جہالت وحماقت سے قیاس علماء کو باطل بتاتا ہی شرم و حیا اوسکو نہین جو منہ مین آتا ہی وہ کہتا ہے

اتنی تمیز وفہم بیچارے کو کہان ہی جو سمجھے کہ یھان قیاس سے کوئی مطلق مقید نہین ہوا ہے اول یہان نصوص بالمعنی المذکور
نہین ہی کہ انکی اطلاق کا مقید ہونا جو یہ بتاتا ہی وہ ثابت ہووے دوسرے بعد تسلیم وجود نصوص کے قیاس جلال الدین سیوطی
وابن حجر ودیگر علماء سے تقیید مطلق جو ممنوع ہے لازم نہین آتی کیونکہ تقیید من حیث ہو ہو مقتضی ہوتی ہی ایجاب شیئی زائد کو
مطلق پر قال سلم الثبوت وشرحہ بحر العلوم ان التقیید من حیث ھو ھو یقتضی ایجاب زائد علی المطلق
انتھی وقال قبل ورقۃ فی ذلک الکتاب وان کانا مثبتین فان وردا معًا والسبب واحد حمل المطلق
علیہ ای یراد بالمطلق المقید ضرورۃ ان السبب الواحد لا یوجب المتنافیین من الاطلاق والتقیید فی وقت واحد
ولو لم یحمل یلزم ذلک والمعیۃ قرینۃ البیان کما فی التخصیص وفیہ اشارۃ الی ان الحمل انما ھو اذا کان الحکم
الایجاب دون الندب والاباحۃ اذ لا تمانع فی اباحۃ المطلق والمقید بخلاف الایجاب فان الایجاب المقید
یقتضی ثبوت المواخذۃ بترک القید وایجاب المطلق اجزاءہ مطلقا انتہی وقال فی التلویح اذ لو حمل المطلق علی المقید
یلزم ابطال المطلق لانہ یدل علی اجزاء المقید وغیر المقید وفی الحمل علی المقید ابطال للامر الثانی انتھی
اول عبارت سے واضح ہی کہ تقیید مطلق کی ایجاب زائد کو مقتضی ہے دوسری عبارت سے لائح ہی کہ مطلق مقید دونون
مثبت ومعًا وارد ہون اور سبب بھی واحد ہو تو مطلق سے مراد مقید ہے کیونکہ سبب واحد متنافیین یعنے اطلاق وتقیید دونون
کو ایکوقت مین واجب نہین کرتا ہی اور اس قول مین کہ متنافیین کو سبب واحد ایکوقت مین واجب نہین کرتا ہی اشارہ اسطرف
ہی کہ حکم ایجاب ہو تو مطلق سے مراد مقید حالت مذکورہ مین ہوگا اور ندب واباحت مین یہ نہین ہی کہ مطلق سے مقید مراد ہو
اور حمل مطلق کا مقید پر ہو کیونکہ ممانعت وتمانع اباحت مقید ومطلق مین نہین ہی یعنے مطلق اور مقید دونون مباح ہون تو
اسمین تمانع نہین اور دونونکی اباحت کی حالت مین مطلق کو مقید پر حمل کرنا نہین ہی اور عبارت تلویح سے ظاہر ہی کہ حمل
مطلق کا مقید پر کرنیسے بطلان مطلق کا لازم آتا ہی کیونکہ مطلق دال ہے اس پر کہ مقید وغیر مقید دونون کافی ہوتے ہین
اور مطلق کو مقید کرنا غیر مقید کے کافی ہونیکو باطل کرتا ہی پس قیاس جلال الدین سیوطی وابن حجر کسی صفت وہیئت کا واجب
ہونا ثابت نہین کرتے ہین جو مقتضی تقیید کہ وہ ایجاب زائد علی المطلق ہے اوس پر صادق آوے اور قیاس تقیید مطلق کہا جاوے
جب اقتضاء تقیید یھان موجود نہین تو یہ قیاس مقید مطلق کا ہرگز نہین ہے اور یہ قیاس واسطے اثبات اباحت وندب محفل کے
ہی نہ واسطے اثبات ایجاب کسی صفت وہیئت محفل کی پس تقیید مطلق ممنوع کہ جس سے ایجاب قید لازم آوے وہ یھان نہین ہے
اور دوسری عبارت سلم الثبوت وشرحہ بحر العلوم سے مفہوم ہی کہ اباحت مطلق ومقید کی درمیان تمانع نہین ہی یعنے
مطلق ومقید دونون جائز ہون نہین کچھ تنافی وتمانع نہین ہے پس قیاس سے جو جواز واباحت وندب ثابت ہوا تو رافع
ومانع ومخالف مطلق کے نہوا پس بطلان قیاس ہرگز نہین ہے اور عبارت تلویح سے یہ واضح ہو چکا ہی کہ مطلق کو مقید

کہ نیسے ابطال غیر مقید کا ہوتا ہے اور مطلق سے مقید و غیر مقید دونوں کا نفی ہونا ثابت ہوتا ہے اور قیاس جلال الدین سیوطے
و ابن حجر سے یہ امر ثابت ہوا کہ مقید جائز ہے اور قیاس مذکور سے ابطال غیر مقید ہرگز مفہوم نہیں ہے پس تقیید مطلق
جو مقتضی ابطال غیر مقید کو ہے قیاس سے لازم نہیں آتی ہے پس قیاس مذکور سے تقیید مطلق کا گمان کرنا سراسر نافہمی ہے
الغرض تقیید مطلق و تغیر حکم نص اُسوقت ہوتا ہے کہ قید شرط جواز قرار دیجاوے اور موقوف علیہ جواز کو مانی جاوے کہ قید پائی
جاویگی تو جواز پایا جاویگا اور قید نہوگی تو جواز نہوگا جامع براہین نے جو عبارت توضیح کی نقل کی ہے اُس سے یہی واضح
ہے کہ قید کا موقوف علیہ و شرط قرار دینا مطلق میں صحیح نہیں ہے چنانچہ یہ الفاظ توضیح کے ہیں وان لا یغیر القیاس
حکم النص ہذا ہو الشرط الرابع فلا یصح شرطیۃ التملیک فی طعام الکفارۃ الخ یعنے تغیر دینا قیاس کا حکم نص کو ناجائز ہے اس پر
یہ متفرع ہے کہ تملیک طعام کفارہ میں شرط کرنا کیونکہ یہ قیاس کر کے صحیح نہیں ہے اور اسیطرح کفارہ یمین میں جو غلام
آزاد کیا جاوے اوسکے مومن ہونیکو شرط کرنا صحیح نہیں ہے دیکھو توضیح میں شرط کرنا تملیک طعام و ایمان کا غیر
صحیح کہنا اسواسطے ہے کہ شرط موقوف علیہ ہوتی ہے کہ بدون اوسکے مشروط جائز نہیں ہوتا ہے یہ تقیید مطلق و مغیر حکم
نص ہے اگر قیاس سے جلال الدین سیوطے و ابن حجر نے یہ ثابت کیا ہوتا کہ جواز ذکر ولادت آنحضرت صلعم کے واسطے
ہیئات مخصوصہ شرط ہیں اور بدون ہیئات مخصوصہ کے ذکر ولادت آنحضرت صلعم کے مشروط اس تقدیر پر نہونا
ہی جائز نہیں ہے تو تقیید مطلق و تغیر حکم نص مطلق ہوتا اور جب قیاس سے شرط و موقوف علیہ ہونا ثابت نکیا تو
تقیید مطلق و تغیر حکم جو توضیح کی عبارت سے واضح ہرگز نہیں ہے اور قیاس سے استحباب کا ثابت کرنا مبطل مطلق کا نہیں ہے
اور یہ تقیید مطلق نہیں ہے کیونکہ اوپر عبارت تلویح سے واضح ہو گیا کہ مقید مبطل مطلق ہوتا ہے پس واضح ہے کہ جو مقید مبطل
غیر مقید کا نہیں ہے وہ مقید ہی نہیں ہے اور استحباب کے ثبوت سے مطلق مرتفع و باطل نہیں ہوتا ہے پس اثبات استحباب
سے تقیید مطلق لازم نہیں آتی ہے بلکہ افادہ استحباب قید و فضل قید کرے تو مقید عزیمت ہے اور مطلق رخصت ہے تلویح
میں بیچ بحث مطلق کے ہے فان قیل حکم المقید یفہم من المطلق لو لم یحمل علیہ یلزم الغاء المقید اجیب بانہ
یفید استحباب القید و فضلہ وانہ عزیمۃ والمطلق رخصۃ و نحو ذلک وبالجملۃ ہو اولی من ابطال حکم
الاطلاق انتہی اسیقدر بیان سے خوب واضح ہے کہ قیاس امام جلال الدین سیوطے و ابن حجر بطلان فساد سے سالم
ہے اور عبارت توضیح سے ہرگز اوسکا رد نہیں ہوتا ہے اگر جامع براہین کے فہم میں عبارت توضیح آئی ہوتی تو ہرگز اس عبارت کو
جوابا علی صورت ہذا کرتی ہے کہ تغیر و تقیید مطلق جو مبطل قیاس سے ہے وہ ہے جبکہ قید کا شرط ہونا ثابت ہووے اور
وہ یہاں مفقود ہے پیش نکرتا اور عار جاہلیت کی ظہور کی اپنے اوپر نہ لیتا جس جس مقام پر اس کتاب میں جامع
براہین نے قیاس مذکور کو باطل و خلاف یا کسی امر کو امور متنازع فیہا سے مقید مطلق قرار دیا تمام کا جواب بیان ہو گیا ہے

اور مولوی احمد علی سہارنپوری کی عبارت مین جو کچھ تقریر واقع ہوئی ہی اور مجلس میلاد شریف کو اسبہی تقیید مطلق کی زعم
سے مکروہ و نا جائز و بدعت قرار دیا ہی اوسکا بطلان بہی ظاہر ہوگیا ان حضرات کو علم اصول سے کچھ خبر نہین ہی تقیید مطلق کی حقیقت
سے بالکل واقف نہین انکی غرض یہہ ہی کہ ہیئت مذکورہ مجلس میلاد کا عدم ضروری ہی جواز کیواسطے اور انکو اتنا خیال نہین کہ عدم
ہیئت کا ضروری جاننا جواز مجلس کیواسطے اور بدون اس ہیئت مروجہ کے جائز کہنا اور ساتھ ہیئت کے نکہنا یہی تقیید مطلق ہے
یہان عدم ہیئت مذکور کو یہہ لوگ شرط جواز زعم کرتے ہین یہان انکی قول پر تقیید مطلق صادق آتی ہی اور تقیید مطلق
ایسی ہی کہ سوائی زعم فاسد انکے کے کوئی دلیل یقینی و ظنی و قوی و ضعیف اسپر موجود نہین ہی جامع براہین و ہم مشرب
گنگوہی کو مطلق و مقید کے معانی سے خبر ہوتی تو ایسے کلمات نکرتے خود کی تقیید مطلق کو فراموش نکرتے اور علما پر بہتان
تقیید مطلق کا نہ لگاتے اور ایسے انگہر باتین نکرتے کفارہ یمین مین رقبہ مومنہ و کافرہ دونونکی آزادی کو علما حنفیہ جائز فرماتی ہین
اور اسکو تقیید مطلق نہین جانتی اسیواسطے کہ اسمین ابطال جواز رقبہ کافرہ کا نہین ہے ہان اسکو تقیید مطلق جانتی ہین کہ فقط
رقبہ مومنہ کافی جانا جاوے اور کافرہ کو کافی نجانا جاوے یعنے ان دونون فردون مومنہ و کافرہ مین سے ایک فرد
یعنی مومنہ مین کفایت کو منحصر کرنا جسطرح شافیہ کرتے ہین ممنوع جانتی ہین پس جو شخص مطلق کو ایک فرد مین منحصر کرے اور دیگر
افراد کو غیر جائز جانے تو اوسنے تقیید مطلق کی اور جو تمام افراد کو جائز جانتا ہی وہ مطلق کو مقید کرنیوالا علما کے ہرگز نزدیک نہین ہے
ہم اہل سنت و جماعت ذکر ولادت آنحضرت صلعم کو منحصر کسی فرد مین نہین کرتے اور آجتک کسی نے ہم مین سے یہ نہین کہا
ہیئت مخصوصہ مروجہ ہووے تو ذکر ولادت آنحضرت صلعم جائز ہی اور بدون ہیئت مذکور کے درست نہین ہی اور ہیئت کو
مستحب کہنے سے ہرگز عدم جواز لازم نہین آتا ہی اور وہابیہ لوگ بدون ہیئت مخصوصہ کے جواز کے قائل ہین اور ساتھ
ہیئت مخصوصہ کے جواز کے قائل نہین ہین بلکہ غیر جائز کہتے ہین اور حال آنکہ مع ہیئت بہی فرد مطلق کا ہی پس وہابیہ نے
ایک فرد مین انحصار جواز کیا اور ایک سے نفی کی جواز کی تو یہی تقیید مطلق کی ہوئی اسکو ادنی فہم والا بہی جانتا ہی اور یہ
بزرگ تو فقط تقیید مطلق کا نام سن بیٹھے ہین مگر جانتے نہین کہ یہ نام کس جانور کا ہی اور اس جہل مرکب پر تمام اہل سنت سے انکو تشنیع
ہین تحریر دیکہو تو ایک مجذوبکی بڑ ہی جس صفحہ قرطاس کو نقش بست کردیا ہی پہر اوسمین سرقات گوناگون اور تلبیسات بوقلمون بہت بڑی دلیل انکی
بزرگی کی ہی پس مولوی احمد علی سہارنپوری و گنگوہی و دیگر منکرین جو ہمپر حجت لاتے ہین وہ انکھین پر ہے ہمپر اہل فہم خوب
جانتے ہین نادان مجبور و معذور ہین امام جلال الدین و ابن حجر کی قیاس کے بطلان و فساد کی ثبوت مین جو کچہ اپنی
نافہمی و بیعلمی جامع براہین نے ظاہر کی اوسکا تو حال معلوم ہو چکا اب جو کچہ ہذیان جامع براہین ان دونون اماموںکی دو اصلکی
رد کرنے مین صادر ہوا ہی اوسکو معلوم کرنا چاہیئے اور اوسکی فہم فراست پر نفرین کرنا چاہیئے جلال الدین سیوطی رح نے
اصل مولد کے حدیث انس مروی بیہقی کی فرمائیے اوس حدیث کا مضمون یہ ہے کہ آنحضرت

بعد نبوت کے عقیقہ اپنا کیا تھا باوجودیکہ وارد ہوا ہے کہ آنحضرت صلعم کا عقیقہ عبد المطلب نے ساتوین دن
پیدایش سے کر دیا تھا اور عقیقہ دوبارہ نہین کیا جاتا ہے پس عقیقہ کرنا آنحضرت صلعم کا واسطے شکر اوس امر کے تھا
کہ اللہ تعالی نے آنحضرت صلعم کو رحمۃ للعلمین پیدا کیا ہے اور یہ تشریع واسطے امت کے ہے جسطرح درود اپنے نفس پر آنحضرت
صلعم پڑھتے تھے پس ہمکو اظہار شکر پیدایش باجتماع اخوان واطعام طعام ونحو ذلک من القربات واظہار مسرات مستحب ہوا
جلال الدین کے کلام کا یہ مضمون ہے جامع براہین گنگوہی کا چہوٹا منہ بڑی بات وہذیانات ومزخرفات اوسکے اوس سیر مین صفحہ ۱۶۲
مین کہا اور سمین فرح کا ذکر ہی ہے تاریخ واجتماع واطعام کا اسمین ذکر نہین ہے پس باقی قیود سب کے سب اونکی نزدیک بھی یعنے
جلال الدین کے اصل بدعت وکراہت وحرمت وانکار پر باقی ہین انتہی گنگوہی کی خوب عقل ہے اتنی فہم نہین کہ جب عقیقہ کا
ثبوت ہوا تو عقیقہ مین اجتماع اخوان واطعام ہوتا ہے ذکر کی کیا ضرورت تھی اور تاریخ کے سبب سے کسی نے انکار کیا ہوتا تو
جلال الدین ضرور اوسکا جواب بھی دیتے انکو وہابیہ طاغیہ نافہم کی خبر نہین تھی کہ وہ تاریخ معین مین کرنا ہی موجب کراہت وحرمت گمان
کرینگے پھر اوسکے بعد جامع براہین گنگوہی نے وہی رونا رویا کہ یہ تقیید مطلق ہے جسکا بطلان اب ہی معلوم ہوگیا حاجت اعادہ نہین
اور تشبیہ کفار کا اور مداہنت فقہ کا اتہام مومنین پر لگایا اور روشنی کا اسراف بتاتا ہے یہ اقوال بلا دلیل موجب بدظنی بامومنین
امکان حمل نیک کے کہنا قائل کو مخالف قرآن بتاتے ہین اور فسق مین ڈالتے ہین اپنی بلا دوسرون پر گنگوہی کیون ڈالتا ہے
یہ کہنا کہ بہرحال حدیث ضعیف موجب عمل کے نہین ہوتی ہے پس قیاس اس سے کرنا ہی لایق اعتماد کے نہوگا یہ سراسر غلطی ہے کیونکہ
جلال الدین سیوطی محدث مشہور وامام وشیخ فن ہے اوسکا حجت حدیث سے پکڑنا اوسکے نزدیک صحت حدیث پر دال ہے جلال الدین
سیوطی کی کتاب موضوعات دیکھو بہت سی احادیث جو دوسرون کے نزدیک موضوع وضعیف ہین اونکا ثبوت دیگر طرق غیر
مجروحہ سے دیکر قابل حجت ہونا ثابت کر دیا ہے اور یہ کیونکر ممکن ہے کہ جلال الدین کے نزدیک حدیث قابل حجت نہووے اور جلال الدین
اوس سے حجت پکڑے پس دوسرونکا ضعیف کہدینا جلال الدین پر حجت نہین ہے اور اجماع ہے صحت حدیث واضح ہے پس حدیث کا ضعف مسلم نہین ہے
اور جلال الدین کی تصانیف غیر عدیدہ مین کسی نہ کسی مین ہوسکتا ہے کہ اس حدیث کو قابل حجت ہونا بیان کیا ہووے اور اگر حدیث
ضعیف کے موجب عمل نہونیسے یہ مراد ہے کہ واجب ہونا عمل کا اوس سے ثابت نہین ہوتا ہے تو مسلم ہے لیکن جلال الدین نے استحباب
حدیث سے ثابت کیا ہے وجوب ثابت نہین کیا ہے اور اگر یہ مراد ہے کہ کوئی عمل کسیطرح یعنے اباحت واستحباب کے طور پر بھی ثابت نہین
ہوتا ہے تو یہ غلط ہے اور ناشی عدم اطلاع علی الکتب سے ہے قول بدیع کتاب علامہ سخاوی مین ہے وعن احمد انہ یعمل بہ
اذا لم یوجد غیرہ وفی روایۃ عنہ ضعیف الحدیث عندنا احب من رای الرجال وذکر ابن حزم الاجماع علی ان
مذہب ابی حنیفۃ ان ضعیف الحدیث اولی عندہ من الرای والقیاس اذا لم یجد فی الباب غیرہ انتہی وفی خاتمہ مجمع البحار
قیل کان مذہب النسائی ان یخرج عن کل من لم یجمع علی ترکہ وکذا ابوداؤد وکان یخرج الضعیف اذا لم یجد

فی اللباب وغیرہ وموجہ علی الرای انتہی ان عبارات سے حدیث ضعیف کا قابل عمل ہونا ثابت ہو جامع براہین گنگوہی کا ثابت
عمل لکھنا سراسر غلط ہی اس شخص کو کچھہ خوف حق تعالی کا نہیں اس نے اپنے زبان کو ہی حکم الہی گمان کرلیا ہی جو زبان پر آجاتا ہی
وہی مسئلہ شرعیہ قرار دیدیتا ہی نعوذ باللہ من ذلک اور حالانکہ عبارات کتب متداولہ تک کے سمجھنے کی لیاقت و استعداد نہیں ہے
جامع براہین کو دیکھو اور یہ اعتراض جلال الدین سیوطی پر دیکھو کہ عقیقہ کے معنی لغوی و شرعی دونونکو سیوطی نے ترک کرکے ایک معنے
مجازی لئے کہ دم شکریہ کا ہی سو بلا دلیل قوی محض احتمال سے ثبوت حکم مذہب کا اس سے نہیں ہوسکتا ہی اب وہی شعر گلہری
گنبی کا بیان صادق ہے بلکہ حق یہ ہے **بیت** شیران حق کے سامنے روباہ بی ثبات ۔ میدان معرکہ میں کہیں کیا لیک کے پاؤن
اور بعد تسلیم معنی مجازی لینے عقیقہ کے ہم کہتے ہیں معنے مجازی لینے میں درصورت تعذر حقیقت کے کوئی محذور عقلی و شرعی
وغیرہ نہیں ہی اور سیوطی رح نے تعذر معنے حقیقی کی ثبوت کیواسطے یہ کہا ہی کہ اعادہ عقیقہ کا نہیں ہوتا ہی یعنے اعادہ عقیقہ متعذر
شرعی ہوا تو یہ معنی مجازی متعین ہوئی اور ایسی حالت تعذر معنے حقیقی میں مجازی معنے مراد ہونا قرآن و حدیث و کلام
فصحاء میں شایع و ذائع ہی گنگوہی معنی مجازی لینے کو قبیح جانتا ہی تو قران و حدیث کے معنے مجازیکو بھی قبیح جانکر اپنی
بیدانی و نادانی لوگوں میں بخوبی ظاہر کردی اور جلال الدین سیوطی رح نے جب تعذر معنی حقیقی کے وجہ گنادی ہی تو بلا دلیل معنی مجازی
محض احتمال سے نہیں لئے پس اعتراض گنگوہی کا بھی جلال الدین سیوطی پر بسبب اسکی ہی کہ کلام جلال الدین کو ہرگز گنگوہی
نہیں سمجھا ہے **چوتھا** اعتراض گنگوہی کا جلال الدین سیوطی پر وہی صدا برانی پڑتکی ہی کہ مطلق کا مقید کرنا ہے
جسکا بطلان ہم اول بیان کرچکے ہیں کہ بدون ابطال غیر مقید کی تقیید مطلق نہیں ہی پس یہ چوتھا اعتراض جہلکا
بھی ساقط ہوا **پانچوان** اعتراض نافہمی کا یہ ہی کہ حدیث عقیقہ سے تاریخ و ماہ و اطعام و سرور و اجتماع ثابت نہیں
اور صحابہ اور تابعین نے یہ عمل کیوں نہیں کیا اور ان قرونمیں کیوں متروک ہوا اور ان قرونمیں متروک ہونا دلیل
اسکی ہی کہ اسکی کچھہ اصل بھی نہیں ہی اور فاکہانیکا اعتراض کہ اطلاق حکم شکر کو زمانہ و ہیئت سے مقید کرنا بدعت ہی رفع ہوا
اور کوئی امر قیاس سے ثابت نہوا اس اثبات سیوطی سے تعجب ہے فاکہانیکا اعتراض قائم و سیوطی کا قیاس باطل یہ تمام
خرافات جامع براہین کے منہ سے نکلے ہیں اونکو لکھکر اپنا نامہ سیاہ جامع براہین نے کیا ہی ہم عنقریب بیان کرچکے ہیں کہ ادنی
فہم والا بھی جانتا ہی کہ جانور آنحضرت صلعم نے ذبح کیا تو موافق سنجہ مرضیہ کے اپنے اصحاب رض کو ضرور جمع کیا ہوگا اور شکر
وقت سرور کے ہوتا ہی کہ اور اصحاب رض کو کہانا کھلانیکی آپکو عادت تھی اپنے ضرور کھلایا ہوگا پس اجتماع و سرور و اطعام
ثابت ہی یہ گنگوہی کا گمان صرف کہ ایسے مواقع میں آنحضرت صلعم کے اصحاب کا اجتماع و اطعام آنحضرت کے پاس نہیں
ہوتا تہا یہ نہ ہونا محال عادی ہے اس عدم کا قائل کوئی عاقل نہیں ہوسکتا ہی جامع براہین ہو وے تو ہو وے اوسکا
کیا اعتبار ہی اور تشریح کے ظہور ہونا مقتضی اعادہ کا ہی غور چاہئے اور فہم سلیم ضروری تاریخ معین کا انکار کسی دلیل سے

مفہوم ہوتا یا فاکہانی نے انکار کیا ہوتا تو اوسکا جواب بھی جلال الدین رح دیدیتے فاکہانی نے اصل مولد کا انکار کیا ہی کہ کتاب
وسنت مین موجود نہین تو اوسکا ثبوت جلال الدین رح نے دیا اور فاکہانی کے قول سے تاریخ کا انکار بھی خیال کرنا فہم
جامع براہین سے ہی ورنہ فاکہانی کے قول مین اس پر دلالت ہرگز نہین ہی فاکہانی کے رسالہ مین سوال وجواب دونون مین
ذکر تاریخ معین کا نہین ہی اجتماع ماہ ربیع الاول مین ہونیپر سوال ہی اور اسکا جواب فاکہانی نے یہ دیا ہی کہ کتاب وسنت وغیرہ
کہین ہما مین اسکی اصل ہونا مجھکو معلوم نہین ہی چنانچہ عبارت رسالہ فاکہانی کی یہ ہی اما بعد فانہ تکرر سوال جماعۃ من المبارکین
عن الاجتماع الذی یعملہ بعض الناس فی شہر ربیع الاول یسمونہ المولد لہ اصل فی الشرع او ھو بدعۃ وحدث
فی الدین وقصد فی الجواب عن ذلک مبینا والایضاح عنہ معینا فقلت باللہ التوفیق لا اعلم لہذا المولد اصلا فی
کتاب اللہ ولا سنۃ رسول اللہ الخ تاریخ معین کو وجہ بدعت قرار دینا خاصہ وہابیہ کا ہی وخاصۃ الشیء لا یوجد فی غیرہ
اور تاریخ کی وجہ ظاہر تھی صوم اثنین واسطے شکر ولادت یوم معین اثنین ہی مین رکھتے تھے اور اوسکی وجہ بھی آنحضرت
صلعم نے ولادت گذاری صحیح مسلم مین ہی سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن صوم الاثنین قال فیہ ولدت
وفیہ انزل علی شیخ عبد الحق دہلوی ترجمہ مشکوۃ مین فرماتے ہین ف صوم اثنین بر بہ تقدیر سبب آن شکر نعمت
وجود آنحضرت صلعم ووجود دین وشریعت اوست انتہی اس سے دن معین نزول مین ہی اعادہ شکر کرنا ثابت ہی اور خاص
اعادہ شکر ولادت کا بہی ثابت ہی اور اس روز دوشنبہ کے روزہ جو واسطے شکر نعمت ولادت وشریعت کی آنحضرت صلعم
رکہتے تہے اس سے خصوصیت شہر ربیع الاول کی بہی مفہوم ہی چنانچہ ابن حاج رح فرماتے ہین اشار علیہ السلام بفضل
ھذا الشہر العظیم بقولہ للسائل الذی سئلہ عن صوم الاثنین ذلک یوم ولدت فیہ فتشریف ھذا الیوم متضمن
لتشریف الشہر الذی ولد فیہ الخ اور عاقلین اس سے ہی تاریخ معین بہی جانسکتے ہین لیس تاریخ وماہ ودن بہت واضح
تہا اسواسطے کسی عالم نے اس سے تعرض نہین کیا منکر بداہۃ وہابیہ کا کیا اعتبار ہی اور صحابہ تابعین کا یہ عمل نکرنا استحباب کے منافی
نہین ہی خلاصہ کیدانی ہے کو گنگوہی نے اٹہا کر دیکہ لیا ہوتا تو جان لیتا کہ ایک یا دوبارہ آنحضرت صلعم کا ایک امر کو کرنا بہی
مثبت استحباب ہی والمستحب ما فعلہ النبی صلعم مرۃ او مرتین وترکہ اخری شاید گنگوہی یہ کہدے کہ اس عبارت
کے بعد وما احبہ السلف بہی موجود ہی جس سے یہ ثابت کرے کہ مستحب وہ ہی کہ فعل آنحضرت صلعم کے ساتھ محبوب جاننا سلف کا
بہی جمع ہووے اور عمل مذکورہ مین یہ دونون امر موجود نہین ہین یہ قول بہی قابل مضحکہ اطفال ہوگا کہ جب فعل آنحضرت صلعم
اعتبار اسکے نزدیک اوسوقت مین ہی کہ احباب سلف فعل آنحضرت صلعم کے ساتھہ مجتمع ہو تو معلوم ہوا اثبات کیواسطے فعل
آنحضرت صلعم کافی نہین ہی بلکہ احباب سلف کی ضرورت ہی یہ عقیدہ تو کسی منکر صریح کا ہوگا مگر ان ذات بزرگ سے یہ
بہی کچہ اتنا کچہ بعید نہین اسیطرح مخالفت آنحضرت صلعم کو موجب دخول نار گنگوہی کہین تو اوسوقت یہ جانین کہ

مخالفت سبیل مؤمنین آنحضرت صلعم کی مخالفت کی ساتھ جسوقت مضموم مجتمع ہووے اور دلیل ومن یشاقق الرسول ویتبع غیر سبیل المؤمنین الآیتہ کو لاوے جسطرح عبارت خلاصہ مین وما احبہ السلف کی عطف سی جمع ہونا ہر دو امر کا حاکم مجموع پر حکم استحباب کا کرین نہ ہر واحد پر اسیطرح آیت مین بھی کرین اور شاید کوئی طالب العلم سمجھا ہووے کہ عبارت خلاصہ کا مطلب یہ ہی کہ ہر واحد سے استحباب ثابت ہوجاتا ہی جسطرح ہر مخالفت سے دخول نار کا استحقاق ہوجاتا ہی تو مانلی تب بھی ہمارا یہ اعتراض باقی رہیگا کہ جب فعل آنحضرت صلعم تنہا حجت ہی اور عمل صحابہ وتابعین پر استحباب کا ثبوت موقوف نہین ہے تو تمہارا یہ کہنا کہ یہ عمل صحابہ وتابعین نے کیون نہین کیا اور ان قرونین کیون متروک ہوا لغو ہی کیونکہ دلیل فعل آنحضرت صلعم اس عمل کے ثبوت کیواسطے کافی ہی اور کیون نہین جائز ہی کہ عمل اسکا سلف مین ہوا ہووے اگرچہ ایسا مشہور نہ ہوا ہو کہ منقول ہووے اور عدم نقل نقل عدم پر دال نہین پھر عدم عمل سلف تمنے کسطرح جانلیا کیا عدم نقل عدم عمل ہے اور ممکن ہی عمل مذکور کلی متعدد الافراد ہونیکے سبب سی سلف مین دوسرے فرد پر عمل درآمد ہوا ہو اسلئے مقصود بالذات عمل مین لانا اوس کلی کا ہی کسی فرد کے ضمن عمل مین آجاوے ہر ہر فرد کا علیحدہ ثبوت ضروری نہین ہی پس عمل سلف ہوا ہو لیکن گنگوہی غربت فرد کے سبب سے نہ سمجھا ہو اور قرون صحابہ وتابعین مین نہونا کسی امر کا اگر مقتضی اسکا ہی کہ اسکی کچھہ اصل نہین ہی جیسا کہ زعم فاسد گنگوہی کا ہی تو شروح احادیث بخاری ومسلم ونسائی وغیرہم کی بھی زمانہ تابعین مین نہین اور دیوبند کا جلسہ امتحان و دستاربندی کا بھی اون قرونمین نہ تھا اور تقویت ایمان کے اقوال متنازع فیہا دیگر امور جو وہابیہ بھی اوسکو کرتی ہین ان کل کی اصل کچھہ نہونیکے سبب سے بدعت ہونا چاہئے اور یہ تمام ضلالت ماننا چاہئے اور فاکہانیکا اعتراض جو یہ گنگوہی بتاتا ہی کہ اوسنے یہ اعتراض کیا کہ حکم شکر کو زمانہ وہیئت سے مقید کرنا بدعت ہی غلط محض ہے فاکہانی کے اقوال کا ترجمہ معہ جوابات جلال الدین سیوطی رح کے اوپر گذرچکا ہی اون اقوال فاکہانیمین یہ اعتراض ہرگز نہین یہ سفاہت کا اعتراض تو گنگوہی وہم مشرب اوسکے ہی کو مبارک ہو اور یہ اعتراض اختراع وابتداع کیا ہوا تو فرقہ بدعیہ وہابیہ کا ہی اوسکا جواب بھی بفضل خدا تعالی بخوبی ہوگیا کہ تعقید مطلق اسمحل مین ہرگز صادق نہین ہے سفہائے سفاہت سی زعم کرین تو اونکی کون سنتا ہی اور فاکہانی نی جو اپنے عدم علم اصل مولد کے بارہ مین ظاہر کی تہی سو اصل نکالکر جلال الدین رح وابن حجر نے پیش کردی اور غفلت عدم تدبر سی جو بدعت کا منحصر ہونا کراہت وحرمت مین فاکہانی نے گمان کرلیا تہا اور اوسپر کراہت وبدعت ہونا مولد کا مبنی کیا تہا اوسکا بناء فاسد علی الفاسد ہونا اور عدم انحصار بدعت کا کراہت وحرمت مین اور واجب ومستحب ومباح ہونا بھی بوجہ احسن ثابت کردیا پس بطلان زعم فاکہانی ابین من الشمس ہے کوئی بےعلم ونافہم ہو دیتو کسی دوسرے کا اوسمین کیا قصور ہے قیاس جلال الدین سیوطی رح سے تو بخوبی ثبوت ہوگیا گنگوہی اپنے عدم انفہام کے باعث مانند اقوام سابقہ کہ جو اہل حق کے کلام پر تعجب کرتی تھے اور مجنون کہدیا کرتے تھے وحشت کا بیان بھی انکو وحشت معلوم ہوتا تھا ایسی گنگوہی کچھ مسائل

مسائلہ حقہ کو سمجھتے نہ تھے اور اہل حق کی

جلال الدین سیوطی رحمہ پر تعجب ہوتا ہی اور اعتراض باطل اوٹھاتا انکو حق بتاتا ہی اور قیاس حق کو باطل اہل باطل کی تزئین بتانا چاہتا ہے
اتنی خبر نہین کہ بہلا کوئی آفتاب پہ بھی خاک ڈال سکتا ہے کیون ڈالتا ہی خاک اپنا گر زمین سے تو ؛ پڑتی کہین ہی خاک بہلا آفتاب پہ
جلال الدین سیوطی رحمہ کی اصل کے بارہ مین تو مصداق شعر ظہوری حشر ہو کیونکہ گل چہرے گنجے ؛ حضور بلبل بستان کری نوا سنجے
گنگوہی ہو چکا ہی اور جلال الدین رحمہ کی جلال کی تاب نہ لا کر زک فاش اوٹھا چکا ہی اور علامہ ابن حجر بلبل بستان علم و فضل بلکہ
طوطی ہزار داستان گلستان عقل و نقل کے مقابلہ مین گلچڑے گنجے کے مانند کچہ آواز نکالنا چاہتا ہی مگر کوے کے غاغا
نغمہ عندلیب خوش الحان کے مقابلہ پر کون سنتا ہی شاید بیہودہ ناداری و متانت علمی اور جہل فہم و فضل سے واقف نہین زبان
حال اوس علامہ سے یہ واضح ہی انا صخرة الوادی اذا ما ازحمت واذا نطقت فانی الجوزاء گنگوہی بیچارہ اوس جبل علم و فضل
کو ٹکر لیسے کب ہلا سکتا ہی یہ سنگین طبع پتھر اوسکے ٹھوکر کہان اوٹھا سکتا ہی بقول نطاقی ؎ نہ شاید زدن تیغ با آفتاب
نہ البرز را کرد شاید خراب ؛ جب جلال الدین کے مقابلہ زک پا چکا اور میدان مقابلہ مین اوندھے منہ گرا ہے کہ اوٹھنے تک کی تاب نہ رہی
اور ملامت بی ادبی کی اپنے اوپر لی اور مخالفت جمہور کے موافقت دوسرے فرقون باطلہ کے کی قولہ (دوسری اصل شیخ
ابن حجر کی سنو کہ صحیحین مین ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کو یوم عاشورہ روزہ رکہتے دیکہکر پوچھا کہ تم کیون
اسدن روزہ رکہتے ہو یہود نے کہا کہ اس روز مین فرعون غرق ہوا اور حضرت موسی کو نجات ہوئی تو حضرت موسی نے
شکرانہ روزہ رکہا تہا تو ہم بھی رکہتے ہین تو آپنے فرمایا کہ ہم حق ہین ساتہ موسی علیہ السلام کے تمسے پس آپنے روزہ رکہا اوس سے
معلوم ہوا کہ روز منت و احسان کے اعادہ سرور اور شکر کرنا درست ہوا سنو یہ قیاس بھی درست نہین ہے اول تو وہی تقریر
سابق بیان ہی ہی کہ شکر وجود پر وجود پر آپکا نص مطلق سے ثابت ہوا ہی پس قیاس لغو ہوا اور بسبب تغیر حکم نص کے اطلاق سے
تقیید کیطرف یہ قیاس باطل ہے انتہی **اقول** و باللہ التوفیق وہی شعر گنگوہی پر منطبق ہے ؛ ظہوری حشر ہو کیونکہ گلچڑے گنجے
حضور بلبل بستان کری نوا سنجے ؛ ابن حجر و مولوی رشید احمد گنگوہی کا اعتراض اور قیاس کو باطل بتانا باوجودیکہ اس
اس قیاس کو جلال الدین سیوطی و ملا علیقاری وغیرہما علما محققین تسلیم کر چکے ہین عاقلین کیواسطے اسیقدر کافی ہے
کہ اس قیاس مین بطلان و فساد کی بو بھی ہوتی تو محققین کسطرح قبول کرتے ہان جامع براہین مانند سفہاء الامت
لہم کے یہ کہیگا کہ یہ محققین متعصبین مین سے تھے اور بدعتی تھے اور ادلہ شرعیہ سے اعتراض کرتے تھے اور قیاسات فاسدہ
پر انکا مدار تہا اور انمین سے کسیکو فہم فساد و بطلان قیاس کے جانچنے کی لیاقت نہ تھی ایسا بیہودہ کلام سوائے چند جہلاء
و سفہاء وہابیہ عدو ذکر خیر حضرت فخر البریہ صلعم کے دوسرا کوئی عاقل نہین کہسکتا ہے اگر گنگوہی یا اوسکا کوئی چیلہ جانتا ہی کہ
مجتہد سے خطا ہوتی ہی یہ قیاس خطا ہی تو عاقلین جانتے ہین کہ مجتہد کی خطا غیر مجتہد جو کہ درجہ رتبہ اجتہاد نہ رکہتا ہو کے جیسا کہ گنگوہی ہے بلکہ اقوال اضحیہ آتیہ سے یہ
ظاہر ہی کہ جامع براہین کو اسقدر فہم بھی نہین کہ عبارات علماء و فضلاء کا مطلب سمجہے وہ کیونکر مجتہد کے قیاس کی خطا جان سکتا ہے

اگر ایسی ہو کہ غیر مجتہد مانند جامع براہین کی تقریر تزویر کے مقابلہ میں اہل ترجیح کا اعتبار نہووے تو تمام لامذہب لیہم قیاسات حقہ
کو باطل بتاتے ہیں اور جامع براہین کو بھی ادعاء ظاہرے لسانی تقلید کا ہی اگرچہ اوسکے اقوال سابقہ سے لامذہبیت ظاہر ہی پس تمام قیاسات
حقہ موافق لامذہب لیہم کے باطل بتاوے اور کہلا ہوا لامذہب ہو جاوے تقیۃً مقلد بننا چھوڑے اور اگر کہو کہ انکے بعض لامذہب لیہم کے تقریر
کی ہم جوابات دیتے ہیں تو اسیطرح جامع براہین کنگوہیکی تقریر تزویر ہذیانات کی بھی ہم جوابات دیتے ہیں الغرض یہ تقریر جامع براہین کی کوئی علمی
نہیں ہے ایک زٹل ہی کہ بمقابلہ صاحب انوار ساطعہ کچھ نہو سکا تو ہمیشہ یونکی روکدی کیواسطے کہ راہ راست پر نہ آجاوین تو زٹل ہی شروع کر دے ۔ تاکہ مشہور ہووے کہ
ہم بھی ہیں پانچویں سواروں میں ۔ دیکھو اس قول میں بھی وہی رونا رویا کہ مطلق مقید ہوجاتا ہی جسکو ہم اوپر کتب اصول سے بخوبی ثابت
کر چکے ہیں کہ تقیید مطلق اوسوقت ہوتی کہ مقید کا جواز اور غیر مقید کا بطلان و عدم جواز مفہوم قیاس سے ہوتا جسطرح امام شافعی نے صفت
رقبۂ مؤمنہ کا جواز و عدم جواز رقبۂ کافرہ کا ثابت کرتے ہیں قیاس سے اور مقید و غیر مقید دونوں کا جواز یہ عین مقتضی مطلق کا ہے اور
جامع براہین وغیرہ دوسرے وہابیہ کی غرض یہ ہی کہ ان قیودات کے ساتھہ یہ محفل جائز نہیں ہی تو اونہوں نے تقیید مطلق کی کہ غیر مقید کے
ساتھہ جواز کو خاص کیا اور مقید کو جواز سے خارج کیا یہی تقیید مطلق کی کہ ایک فرد کو خارج کر دیا اتنی فہم و انصاف ہوتا جامع
براہین وغیرہ تو راہ مستقیم پر آجاتے ایسے واہیات اقوال باطلہ سے قیاس محققین کا ابطال ثابت کرنا ایسے ہی باطل دوستوں کا کام
ہی نہ کسی مسلمانکا قولہ اور اس اصل سے فقط جواز اعادہ شکر یوم ورود نعمت میں ابن حجر نے ثابت کیا ہی کہ اوسکی حقیقت بھی اب
معلوم ہوئی جاتی ہی اور سوائے اسکے کوئی قید قیود مولود مروجہ کے اس سے ثابت نہیں ہوتی پس مؤلف کو کیا نافع ہوا اور
خود مثبت اجماع جو فاکہانی کا اعتراض ہی قائم ہے **اقول** وباللہ التوفیق ابن حجر کا مقصود سمجھنے سے بمنازل جامع
براہین بعید ہی یہ جو کہتا ہی کہ فقط جواز اعادہ شکر یوم ورود نعمت میں ابن حجر نے ثابت کیا ہے اس سے واضح ہی کوئی دوسرا امر ابن
حجر نے ثابت نہیں کیا جامع براہین کے زعم میں اللہ اتنی خبر نہیں کہ یہ اصل ہی اور باقی امور اسکے فروع ہیں اور اصل کی ثبوت سے
فروع کا ثبوت ہو جاتا ہی وہ حکم کلی میں جمیع مندرج ہوتی ہیں یوم ورود نعمت کو سرور لازم ہی جس دن میں نزول نعمت ہوتا ہے
سرور ضرور ہوتا ہی کوئی نعمت بدون سرور کے نہیں ہوتی ہی خواہ دینی خواہ دنیاوی اور شکر لازم کیا گیا ہی نعمت پر اور شکر
کا حکم بدون نعمت کے نہیں ہی جب اعادہ شکر کا بروز ورود نعمت کی ہوا تو ملزوم اوسکا کہ نعمت ہی جو ملازم سرور کا ہی کہ سرور
اس سے منفک نہیں ہوتا ہی اسروز اعادہ شکر ضروریاد ہوگا اور اعادہ سرور کا ہوگا پس شکر کے اعادہ سے بروز ورود نعمت
ضرور سرور کا اعادہ ثابت ہوگا پس شکر کے ثبوت سے سرور کا ثبوت عاقلین ضرور خیال کرتے ہیں اور یہی مراد ابن حجرؒ کی
جامع براہین کو فہم حاصل نہیں تو اسمیں ابن حجرؒ یا کسی دوسرے کا کیا قصور ہے باقی رہے قیود اجتماع لوگوں کا و اطعام طعام
فرش و روشنی و شیرینی یہ تمام مناسبات و مرافقات سرور ہیں اور کل معین سرور کے ہیں اور لواحق و ملاحق سرور کے
ساتھہ ہیں جب سرور ثابت ہوا تو مناسبات بھی اسکے ثابت ہو گئے اور ان میں کوئی امر ممنوع شرعی نہیں ہے جامع براہین اپنی

نافہمی سے انکو ممنوعات شرعیہ مین سے قرار دی تو عاقلین اہل علم خوش عقیدہ کب سنتے ہین اور علامہ ابن حجر نے تصریح کی ہے
کہ جس چیز سے شکر مفہوم ہووے وہ مانند تلاوت قرآن اور امور محرکۃ للقلوب الی فعل الخیر والعمل للآخرۃ سے ہین اور
جو امر مباح ہووے اور یوم ولادت کے سرور کی اعانت کرے تو وہ بھی اوس مذکور بالا کے ساتھ یعنی جن سے شکر مفہوم ہو ملحق
ہے پس ابن حجر رحمہ نے تو تمام امور متعلقہ محفل میلاد شریف کو ثابت کر دیا ساتھ اس تقریر کے جامع براہین نہ سمجھے تو ابن حجر
پر کیا ملامت ہے شیخ سعدی اول ہی ایسے لوگونکی حق مین فرما گئے ہین ع گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ۞ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ
پس قول جامع براہین کا کہ کوئی قید قیود مروجہ اس سے ثابت نہین ہوتی اور فاکہانی کا اعتراض ہیئت اجتماع پر قائم ہے ساقط ہوا
فاکہانی کا اعتراض بناء فاسد علی الفاسد کو اول ہی جلال الدین سیوطی رحمہ نے ہباءً منثورا کر دیا اور اوسکا خاکہ اوڑا دیا
اور یہ ظاہر ہو چکا کہ بدون تدبر و بغیر خیال صحیح کے فاکہانی نے بدعت کو حرام و مکروہ مین منحصر کر کے یہ اعتراض لغو کیا تہا
جب حصر باطل مقرر و مخترع فاکہانی کا بے اصل ہونا محقق ہو گیا اور بدعت کا واجب و مستحب و مباح ہونا بھی ثابت ہو گیا اور بدعت سیئہ
کی حقیقت بھی معلوم ہو گئی کہ وہ ہے جو مخالف کتاب و سنت و اجماع کے ہووے اور اس اجتماع کے مخالفت کتاب و سنت و اجماع
سے ثابت نہین ہے اور بہ نیت خیر یہ اجتماع ہوتا ہے کہ ذکر ولادت نبی صلعم کا ہو کہ موجب سرور مؤمنین و حزن شیاطین ہے اور
بلاشبہ مستحب ہے تو قول فاکہانی کا باطل و زاہق ہو گیا جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا **قولہ** اب تحقیق اس
کی سنو کہ بخاری و مسلم مین ہے کہ رسول اللہ صلعم اس روزہ کو قبل ہجرت کی مکہ مین رکہتے تہے عن عائشۃ قالت کان یوم عاشوراء
تصومہ قریش فی الجاہلیۃ وکان رسول اللہ صلعم یصومہ فلما قدم المدینۃ صامہ (علی عادتہ قسطلانی) وامر الناس بصیامہ
فلما فرض رمضان (فی السنۃ قسطلانی) ترک یوم عاشوراء فمن شاء صامہ ومن شاء ترکہ انتہی اس حدیث سے معلوم
ہوا کہ یوم عاشوراء کا روزہ اول سن مین آپ نے حسب عادت رکہا تہا کہ قسطلانی خود علی عادتہ لکہہ رہے ہین اور خود ابن حجر عسقلانی
بہی شرح بخاری مین یہی اقرار کرتے ہین اور لوگونکو امر فرمانا بہی بامر اللہ تعالی تہا کیونکہ افتراض صوم کا بدون امر حق تعالی کے
نہین ہو سکتا پس روزہ علی عادت رکہا مگر فرض کا حکم اب زائد ہو گیا پہر دوسرے سال فرضیت منسوخ ہو گئی تو صاف ظاہر ہے کہ
شکر نجات حضرت موسی کیوجہ سے یہ روزہ نہ ہوا تہا بلکہ بعادت و افتراض اللہ تعالی تہا **اقول** باللہ التوفیق حدیث حضرت
عائشہ سے جو مفہوم ہے اور قسطلانی و ابن حجر کی تفسیر سے جو واضح ہے کہ اول سن مین آنحضرت صلعم نے روزہ عاشورا کا
بحسب عادت رکہا تہا اسمین دلالت اس پر کہان ہے کہ واسطے اداے شکر اوس نعمت کے جو زمانہ حضرت موسی علیہ السلام
مسلمانون پر وارد ہوئی تہی کہ عدو اللہ فرعون کو خدا تعالی نے غرق کیا تہا اور اوسکے رنج و الم تکلیف رسانی سے نجات ہوئی
موسی علیہ السلام و دیگر مسلمانونکو کبھی آنحضرت صلعم نے یہہ روزہ نہین رکہا اور یہ کونسا استحالہ عقلی و شرعی ہے کہ بعد بیان یہود کے
اور تحقیق اس امر کے کہ موسی علیہ السلام نے یہہ روزہ رکہا تہا بطور اداے شکر کے خواہ یہ تحقیق ساتھ وحی کے ہوا ہووے یا بنقل

متواتر یہود کی کہ تواتر مین ایمان و عدالت شرط نہین ہی یا ساتھ بیان اُن علماء یہود کے جو اسلام کے ساتھ مشرف ہو چکے تھے
آنحضرت صلعم نے بہ نیت شکریہ روزہ رکھا ہووے اور علی عادتہ رکھنے سے یہ زعم فاسد کرلینا کہ کسی وقت مین مدوسری نیت
ہو جانا نہین ہو سکتا ہی کو دماغ مغزی ہی جامع براہین کی اگر علی عادتہ ایکوقت مین ہونا منافی دوسری نیت کی ہی تو دوسرے وقت مین بطور فرضیت
رکھنا بھی دوسرے وقت منافی ہونا چاہئے اور فرضیت کے نیت سے رکھنا خود جامع براہین بھی قبول کرتا ہی اور پھر منسوخ ہونا بھی مانتا
ہی پس یہ نیت اداء شکر بعد بیان یہود کے روزہ رکھنا ہی وسیہی طرح جاننا چاہئے کہ قبل بیان یہود کی فقط علی عادتہ تھا
اور بعد بیان یہ نیت اداء شکر کی ہو گئی اور بعد منسوخیت فرضیت کی بھی نیت ہونا جائز ہی پس علی عادتہ پر یہ مرتب کرنا جامع
براہین کا کہ یہ روزہ شکر نجات موسی علیہ السلام کیواسطے نہوا تھا بناء فاسد علی الفاسد ہی و قول سفاہت و تقریر کا سد ہے
اس جامع براہین کو صحبت ہی علماء کی ہوتی تو جانلیتا کہ احکام شریعت انبیاء علیہ السلام کی جو سابق گذر چکی ہین اور وہ منسوخ
نہین ہوئی ہین اگر ثبوت کو وہ احکام پہونچ جاوین کہ یہ احکام شریعت ما تقدم کی ہین تو ہمکو یعنے امت محمدیہ صلعم کو کرنا اونکا
اور ماننا اونکا لازم و ضرور ہی بلکہ آنحضرت صلعم بھی اوس حکم مین شامل ہین اور یہ مذہب جمہور حنفیہ و مالکیہ و شافعیہ کا ہی طریق ثبوت
کا علماء محققین بیان فرماتی ہین قصہ کرنا اللہ تعالی و رسول اللہ کا اون احکام شریعت ما تقدم کو ہمپر بدون انکار کے اور
اور دلیل یہ کہ شرع انبیاء سابقین علیہم السلام کی حکم الٰہی ہی زمان خطاب کے مکلفین کو اور بعد زمانہ خطاب والونکو جبتک ناسخ
ظاہر نہووے تسلیم و عمل اوس پر کرنا لازم ہی دوسرے اجماع امت کا اوپر استدلال کے ساتھ **قولہ** تعالی کے وکتبنا
علیهم فیها ان النفس بالنفس والعین بالعین والانف بالانف والاذن بالاذن والسن بالسن وجوب قصاص
پر ہماری شریعت مین بھی روزہ عاشورا کہ آنحضرت صلعم کو جب خبر ہوئی کہ یہود لوگ واسطے اقامت سنت موسی علیہ السلام
کی رکھتے ہین تو فرمایا کہ مین احق ہون ساتھ اوسکے چنانچہ کتب اصول مین یہ موجود ہی مسلم الثبوت و شرحہ بحر العلوم مین یہ
یہ موجود ہی بطور اختصار کے یہ عبارت متن و شرح کی نقل کیجاتی ہی المختار انہ علیہ وعلی آلہ وسلم بعد البعث ونحن معشر الامۃ
متعبدون بشرع من قبلنا ویجب علینا العمل بہ ما لم یظهر ناسخ لکن علی انہ شرع نبینا لا علی انہ شرع نبی آخر وعلیہ
جمہور الحنفیۃ والمالکیۃ والشافعیۃ وطریق ثبوتہ عند الحنفیۃ قصص اللہ ورسولہ بانہ شرع نبی قبلنا بلا انکار
ومن ثم ای لاجل طریق معرفۃ اخبار اللہ تعالی او رسولہ لم یکن شرع من قبلنا اصلا خامسا بل صار داخلا فی الکتاب والسنۃ
لنا اولا ان شرع من قبلنا حکم اللہ تعالی فیلزم المکلفین الذین وجدوا زمن الخطاب وبعدہ ما لم یظهر ناسخ یرفعہ
ولنا ثانیا الاجماع علی الاستدلال بقولہ تعالی وکتبنا علیهم فیها ان النفس بالنفس والعین بالعین والانف بالانف
والاذن بالاذن والسن بالسن علی وجوب القصاص فی شرعنا ولنا ثالثا ما صح عن النبی صلعم صوم یوم عاشوراء
حین لما اخبروا ان الیہود یصومونہ اقامۃ لسنۃ موسی علیہ السلام قال انا احق بموسی انتہی اس سے واضح و لائح ہے کہ

آنحضرت صلعم و امت آپکی متعبد شریعت سابق ہیں اور غیر منسوخ پر اُنکو عمل کرنا واجب ہے جیسے کہ شریعت ہمارے
نبی صلعم کی ہے اسطرح سے کہ شریعت نبی دوسرے کی ہی اور اسکے چند احکام اور فرمان ہیں ایک یہ بھی ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا
کی بارہ میں فرمایا کہ میں موسیٰ کے ساتھ موافقت کرنے میں احق ہوں تم سے واضح ہو کہ جب سابق نبی نے جس پر عمل کیا ہے اور وہ
ثابت ہووے اور غیر منسوخ ہووے تو اوس پر عمل کرنا ہمارے نبی صلعم کو اور ہمکو چاہئیے اور یوم عاشورا کا روزہ بجہت اداء شکر
الٰہی کے بدلیل موافقت موسیٰ علیہ السلام کے جو انا احق سے ثابت واضح ہے دوسرے طور پر کہنا کسی دلیل شرعی و عقلی
معتبر سے ثابت نہیں پس بلاشبہ بناءً علیہ آنحضرت صلعم نے اداء شکر کیواسطے وہ روزہ کیا تھا اور ہم بھی اداء شکر کیلئے
رکھتے ہیں بمتابعت آنحضرت صلعم کے جسطرح موسیٰ علیہ السلام نے اداء حکم الٰہی جانکر رکھا تھا اور یہی طرح آنحضرت
صلعم نے رکھا تھا یعنی اتباع موسیٰ علیہ السلام کر کے نہ مثل اپنے نبی صلعم کی اتباع کرتے ہیں جسطرح اوس روزہ کی اداء شکر
موسیٰ علیہ السلام سے ہوئی آنحضرت سے بھی ہوئی پس انکار روزہ بطور شکر رکھنیکا کرنا سراسر بیعلمی و نافہمی ہے **قولہ**
دوسری حدیث ابن حجر کی اصل یہ ہے کہ عن ابن عباس قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قدم المدینة فوجد الیہود
صیاما یوم عاشوراء فقال لهم رسول اللہ صلی اللہ علیہ ما هذا الیوم تصومونه فقالوا هذا یوم عظیم انجی اللہ فیہ موسیٰ
وقومه وغرق فرعون وقومه فصامه موسیٰ شکرا فنحن نصومه فقال رسول اللہ علیہ السلام فنحن احق بموسیٰ منکم
فصامه وامر الناس بصيامه الحدیث پس اس حدیث میں اول کلام تو یہ ہے کہ یہود کا کہنا کہ فنحن نصومه ہی اتباع لموسیٰ ہے خود یہود کا
روزہ باتباع سنت موسیٰ علیہ السلام کے تھا نہ بوجہ شکر کے کیونکہ شکر روز نجاة کا تھا اور پھر شکر نعمت کا مثل سب نعمائی کے ہردم
رہتا ہے اس سے بحث نہیں پس فخر عالم صلعم کا روزہ بھی شکر کا نہوا بلکہ اتباع حضرت موسیٰ کے سنت کا ہوا **اقول** وباللہ التوفیق
تقریر و تزویر جامع براہین کی دیکھو اپنی طرف سے فنحن نصومه کی تفسیر مخالف حدیث کی کی اور اتباعاً لموسیٰ مفعول لہ اوسکا نکالا
تاکہ آنحضرت صلعم کو تابع موسیٰ علیہ السلام کا بناوے اور خود صحیح مسلم میں موجود ہے فقالوا هذا الیوم الذی اظهر الله فيه
موسیٰ وبنی اسرائیل علی فرعون فنحن نصومه تعظیما له فقال النبی صلعم نحن اولی بموسیٰ منکم فامر بصومه دیکھو
خود حدیث مسلم میں موجود ہے نصومه تعظیما اسکو چھوڑ گنگوہی نے اپنی طرف سے اتباعاً لموسیٰ نکالا اور یہ اسواسطے ترک
کردیا جو دوسری حدیث میں وارد ہے کہ اس تقدیر پر آنحضرت صلعم کا تابع ہونا موسیٰ علیہ السلام کا ثابت نہیں ہوگا اور جامع
براہین کو تابع بنانا منظور ہے اور یہ قصر فساد و عناد جناب منظر ہے کہ روزہ بطور اداء شکر خداتعالی کے کہنا آنحضرت
صلعم کا ثابت نہووے تاکہ محفل میلاد آنحضرت صلعم کا ثبوت نہو ادعا اسنی ہونیکا کرتا ہے اور خود امت آنحضرت صلعم کو بنا
ہے اور حتی المقدور تحقیر جہانتک اوس سے ہوسکتی ہے آنحضرت کی کرتا ہے اور اسیہی تحقیر میں اول سے آخر تک سرگرم ہے اور
انحطاط رتبہ آنحضرت صلعم کے کوشش وسعی میں اتم ہے اور واقعی امر یہ ہے کہ مدار اس فرقہ نجدیہ کا دغابازی و جعلسازی

اور تحقیر شان سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کچھ بے حمیتونکو خوف خدا نہین آنکہین بند کرلین منہ پھاڑ لیا جو جا بکبہ یا
دین و ایمان ہی تو کچہہ علاقہ نہین شرم و حیا کا کام ہی کیا الغرض کچہہ ہی ہو خواہ ایمان رہے یا نہ رہے خدا پر بہتان ہو
رسول اللہ پر طعن ہو مگر انوار ساطعہ کے رد کے نام سے جیتے ہین اور انوار کی عداوت تمکو اوس ظلمت مین ڈالیگی
کہ قریب ہی جو دیکہو گے تم انشاء اللہ تعالی اب ہم بآواز بلند منکرین کی جانب خطاب کرتے ہین کہ خواب جہالت سے بیدار ہو
اور نشہ شراب سفاہت سے ہوشیار ہون اور شیران بیشہ تحقیق کے مناظرہ اور مقابلہ کو تیار ہون اس عدیم الادب کو
اتنی خبر بہی نہین ہی کہ علما محققین کتب اصولیین تصریح کر چکے ہین کہ آنحضرت صلعم متعبد بشرع سابق تہے قبل بعثت کی
بہی لکن چونکہ آنحضرت صلعم وقت خمیر آدم علیہ السلام کے یعنی اُس زمانہ مین کہ آدم علیہ السلام درمیان روح وجسد کی تہے
آنحضرت صلعم نبی تہے اور دیگر انبیاء ورسل علیہ السلام گویا کہ خلفاء آنحضرت صلعم کے ہین اسواسطے آنحضرت صلعم
تعبد بشرع قبل البعثت کی حالت مین تابع کسی رسول کے نہ تہے اور تعبد آپکا اس جہت سے تہا کہ وہ حکم الہی ہی نہ کسی کے رسول کے
جیسے کہ فی مسلم الثبوت وشرح المختار انہ صلی اللہ علیہ وسلم متعبد بشرع قبل بعثہ قیل بشرع آدم وقیل بشرع
نوح وقیل بشرع ابراھیم وقیل بشرع موسی وقیل بشرع عیسی والاشبہ ما بلغ ای تعبدہ بشرع بلغہ
من الشرائع لا بل الاشبہ بشرع لم ینسخ لکن علی انہ حکم اللہ تعالی لا حکم ذلک النبی لان العمل بشرع منسوخ
حرام لان بقول المنسوخ واجب علیہ وھو علیہ وآلہ واصحابہ الصلوۃ والسلام معصوم من ارتکاب الحرام وترک
الواجب ثم انہ کان نبیا وآدم بین الروح والجسد فلا یتبع احدا من الرسل الذین ھم کالخلفاء لہ فلا یتعبد
الا من جہۃ انہ حکم اللہ تعالی لا لغیرہ انتہی اس سے واضح ہی کہ جناب رسالتمآب صلعم تابع کسی نبی و رسول کے قبل بعثت
بہی نہ تہے اور شرائع غیر منسوخہ رسل پر عمل احکام الہی ہونیکی سبب سے کرتے تہے وحدیث نبوی لو کان موسی حیا
لما وسعہ الا اتباعی سے ظاہر ہی کہ موسی علیہ السلام آنحضرت صلعم کے حیات ظاہری مین اگر زندہ ہوتے تو بجز اتباع آنحضرت
صلعم کی اونکو چارہ وگنجایش نہوتی اور جامع براہین اس حدیث کے خلاف عقیدہ رکہتا ہی اور آنحضرت صلعم کو اس عید
عاشورا کے رکہنے مین تابع موسی علیہ السلام کا ٹہراتا ہی پس یہ مخالف قول مختار علما فقہا واصولیین کی اور برعکس حدیث
مذکور کے ہی پس بےعلمی و بے انصافی ومخالف قول مختار وحدیث کی ہو کر اُسکا یہ قول بدعت ہوا اور اسکی آنحضرت صلعم کے تحقیر
کوشش منقصت شان کرنا اور ابلہ فریبون سے آنحضرت صلعم کو تابع موسی علیہ السلام کی بنانا اور جائز بمقصود نہو تا
ثابت ہوا یہی مقتضی محبت وایمان ہی کہ باوجود قول مختار حدیث نبوی موجود ہونیکی جو دال اسپر ہین کہ آنحضرت صلعم تابع
کسی نبی کی اور خصوصًا موسی علیہ السلام کی نہین تہے اور یہ تابع ہونا ثابت کرے اور قول مختار وحدیث سے اعراض کرکے
لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اور یہ قول جامع براہین کا کہ کیونکہ شکر روز نجات تہا جس سے واضح ہو کہ بعد روز نجات کے

بسرور و درود و نعمت اعادہ شکر ثابت نہیں ہے پس سراسر غلطی و بیعلمی ہے اول تو اسیہی حدیث روزہ عاشورا سے واضح ہے
کہ یہ روزہ آنحضرت صلعم نے واسطے شکر کے ہی رکھا تھا اور دوسرے حدیث مسلم سئل رسول اللہ صلی اللہ عن صوم الاثنین
قال ولدت فیہ وفیہ انزل علی جو مع ترجمہ شیخ عبد الحق اوپر گذر چکی ہے وہ باعلی صوت ندا کرتی ہے کہ اعادہ شکر کا بسرور و
نعمت کے ثابت ہے اور آنحضرت صلعم خود اپنی پیدائش کی شکر کی اعادہ کیواسطے دوشنبہ کے دن روزہ رکھتے تھے اور سہی
ولادت کو آنحضرت صلعم نے وجہ اس روزہ کی فرمائی پس اعادہ شکر ولادت و شکر دین کا بسرور و نعمت ثابت ہوا اور زعم
جامع براہین کا باطل و مخالف احادیث و اقوال علماء کے ہوا **قولہ** صفحہ ۱۶۵ اور اگر تسلیم کریں اسکو کہ یہود کے کہنے پر روزہ
رکھا تھا سو یہود دو کام کرتے تھے ایک صوم کہ وہ سنت حضرت موسیٰ کی تھی یا اوسپر فرض ہو گیا تھا تو مفروض من اللہ
تھا دوسری سرور و عید بیوم النجاۃ سو اوسکو خود فخر عالم نے رد کر دیا تھا چنانچہ حدیث مسلم میں مصرح ہے تو اس صورت
میں اس سے استدلال صحیح نہیں کیونکہ اس میں اعادہ شکر ہرگز نہیں اور جس فعل میں اعادہ شکر و سرور کا ہے وہ شارع نے بوجہ
مخالفت یہود کے چھوڑ ہی دیا تھا **اقول** وباللہ التوفیق یہ کہنا اوسکا کہ اگر تسلیم کریں اسکو کہ یہود کے کہنے پر روزہ رکھا
تھا دلالت واضحہ کرتا ہے کہ یہود کا قول اسکے نزدیک مسلم نہیں ہے اور ظاہر و متبادر یہی ہے کہ علی الاطلاق قول یہود کا خواہ
متصف بالتواتر ہووے خواہ نہو خواہ ان یہود کا قول ہو جو ایمان آنحضرت صلعم پر لائے تھے اور وہ علماء میں سے تھے یا اون کے
غیر کا کہ ایمان نہ لائے تھے خواہ یہود کے قول کے موافق وحی نازل ہوئی ہووے واسطے تصدیق قول یہود کے یا ایسا نہو
اس جامع براہین کے نزدیک مقبول نہیں ہے اور یہ مطلقاً غیر مقبول ہونا اور تسلیم کی نفی مطلق کرنا جہالت صرف ہے
بلکہ علماء محققین نے تصریح کی ہے اسیہی روز عاشورا کے بارہ میں کہ خبر یہود تصدیق کو وحی یا تواتر کے سبب یا جز علماء یہود
کی جو ایمان لے آئے تھے مقبول ہے ہاں مجرد خبر احاد یہود کفار کی غیر مقبول ہے قال النووی فی شرح مسلم فصامہ النبی
صلعم وامر بصیامہ قال نحن احق بموسی منہم قال المازری خبر الیہود غیر مقبول فیحتمل ان النبی صلی اللہ
علیہ وسلم اوحی الیہ بصدقہم فیما قالوہ او تواتر عندہ النقل بذلک حتی حصل لہ العلم بہ قال القاضی عیاض
ردا علی المازری قد روی مسلم ان قریشا کانت تصومہ فلما قدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ
صامہ فلم یحدث لہ بقول الیہود حکم یحتاج الی الکلام علیہ وانما ہی صفۃ حال وجواب سوال فقولہ صامہ
لیس فیہ انہ ابتداء صومہ حینئذ بقولہم ولو کان ہذا لحملناہ انہ اخبرہ من اسلم من علمائہم کابن سلام وغیرہ وقال
القاضی وقد قال بعضہم یحتمل انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یصومہ بمکۃ ثم ترک صیامہ حتی علم ما عند اہل الکتاب
فیہ فصامہ قال القاضی وما ذکرناہ اولی بلفظ الحدیث قلت المختار قول المازری ومختصر ذلک انہ صلی اللہ
علیہ وسلم کان یصومہ کما یصومہ قریش فی مکۃ ثم قدم المدینۃ فوجد الیہود یصومونہ فصامہ ایضا بوحی

اونہوں نے قرار دیا جنہما ذالا بمجرد اخبار احادھم واللہ اعلم انتہی اس عبارت سے واضح ہے کہ صور مخصوصہ مین یعنے جب خبر یہود متواتر ہو گئے تہی یا خبر یہود کی تصدیق وحی سے ہو گئی تھی یا اونکی علما نے خبر دی تہی جو ایمان لائے تھے ان صور تو مین خبر یہود مقبول ہو گئے اور اسیسی خبر کیموافق آنحضرت صلعم نے روزہ رکہا پس روزہ شکریہ کا ہوا اگر یہود کے کہنے پر روزہ نہ رکہا تھا اور بمجرد وحی وافضا من اللہ کے سبب سے روزہ رکہا تھا تو ہم کہینگے اس سے یہ کب مفہوم ہوا کہ بطور شکریہ کے یہ روزہ نہ تھا ظاہر و متبادر یہی ہے کہ بطور شکریہ تہا کوئی قرینہ و علامت صارفہ ظاہر و متبادر سے بھی اس محلمین موجود نہین ہے جسکے سبب سے روزہ شکریہ ہونیکا انکار کیا جاوے خواہ یہود کے کہنے سے آنحضرت صلعم نے روزہ رکہا ہو وے یا دوسرے طریق سے ثبوت ہو جانیکے بعد آنحضرت صلعم نے رکہا ہووے مقصود حاصل کہ روزہ شکریہ کا رکہا تھا یہود کے کہنے پر یا نہ کہنے سے جامع براہین کو مفید اور ہمکو مضر نہین ہے پس اسمین کلام کرنا بھی جامع براہین کا لغو ہے خدا آباد رکھی اوس گلی کو :: کہ اوٹھتا ہے یا فتنہ جہانسے :: اور یہ جو کہا کہ (یہود دو کام کرتے تھے ایک روزہ دوسرے سرور و عید لیوم النجاۃ سو اوسکو مخبر عالم نے ردکر دیا تھا چنانچہ حدیث مسلم مین مصرح ہے اسصورت مین اس سے استدلال صحیح نہین کیونکہ اسمین اعادہ شکر کا ہرگز نہین اور جسمین اعادہ شکر و سرور کا ہے اوسکو شارع نے بوجہ مخالفت یہود چھوڑ دیا تھا) سراسر بیعقلی و نافہمی و بے انصافی و کجروی بر دال ہے آنحضرت صلعم کا صراحۃً رد کرنا اور یہود مدینہ منورہ کی موافقت نکرنا حدیث مسلم مین ہرگز مصرح نہین ہے روزہ کے بارہ مین چنانچہ قول آتے ہین اسکا حال معلوم ہوگا بالفرض اگر رد کر دیا ہوتا تو رد کرنے اتخاذ عید و اظہار سرور رد کر دینا اور روزہ عاشورا کا بطور شکر کے ہرگز لازم نہین آتا ہے اور اعادہ شکر کا اور روزہ عاشورا مین نہ جاننا اور بنا ر فاسد بر یہ قصر فساد جتنا کہ استدلال صحیح نہین ہے یہ ایک ہذیان ہے جو قابل اصغائے اہل ایمان نہین ہے اعادہ شکر کا ساتھ روزہ رکہنے کے یوم ورود و نعمت مین بتصریح آنحضرت صلعم مع بیان شیخ عبدالحق دربارہ صوم اثنین کے اوپر واضح ہو چکا ہے اور یہی روزہ عاشورا بطور ادائے شکر رکہنا معلوم ہو لیا ہے پس اعادہ شکر روزہ عاشورا سے واضح ہے اور جو یہ اس نے کہا کہ (جسمین اعادہ شکر و سرور ہے اوسکو شارع نے بوجہ مخالفت یہود چھوڑ دیا تھا) اس سے ظاہر ہے کہ اعادہ شکر و سرور کا اسکے نزدیک اتخاذ عید مین تھا جسکو چھوڑ دینا بتاتا ہے اور عبادت محضہ روزہ مین جسکا اعادہ شکر کیواسطے ہونا مانند صوم اثنین کے واضح ہے اعادہ شکر نہین ہے یہ کسقدر جہالت صرف ہے کہ لباس زینت وغیرہ عور تونکو پہننا جیساکہ یہود ظہر کرتے تھے جو **قول** آیندہ مین آتا ہے اوسمین اعادہ شکر بتاتا ہے روزہ شکر نہین مانتا ہے اور اسپر کوئی حجت عقلی نقلی قابل التفات نہین قائم کرتا ہے ایسے ہذیانات اور خرافات کو کون سنتا ہے **قولہ** ١٦٥ دوسری یہ کہ قصہ مین کوئی نص نہین کہ یہود کے کہنے سے آپنے روزہ رکہا تہا اور بوجہ نجات حضرت موسیٰ کے رکہا تھا بلکہ اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ بعد سوال و جواب یہود کے آپنے روزہ رکہا سو پہلے حدیث خود صاف کہہ رہی ہے کہ بعض رضی اللہ تعالیٰ وعلی عادتھم پس یہ احتمال رفع ہو گیا اور احق بموسیٰ منکم ای اتباعاً لا سیرہ او شکراً کیونکہ سرور کا امر تو آپنے ترک ہی کر دیا علی الموسے

قال کان یوم عاشوراء یوماً یعظمه الیهود وتتخذه عیداً فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صوموہ انتم دوسری روایت میں خالفوا الیهود پس آپ یہود کے عید کی مخالفت کا حکم فرما چکے کہ صوم عید کے خلاف ہوتا ہے اور یہ قول الحق ہوئے منکم بطریق الزام کے تھا کہ تم کس امر میں متبع موسیٰ کے ہو تم تو بہر امر میں اپنے نبی کی تابع ہو اور مخالف شرع و حکم سے کی ہو پھر دعوی اتباع تمہارا بے محل ہے ہاں ہم متبع موسیٰ کے ہیں پس یہ الزام تھا نہ وجہ صوم کی پس بہر حال یہ صوم اعادہ شکر و سرور کا نہ ہوا اور نہ اس حدیث سے یہ معلوم ہوا پھر قیاس کیونکر کیا جاتا ہے عجب ہے کہ ابن حجر جیسا ایسے فرماتے انتہی

اقول باللہ التوفیق یہ جو کہا کہ قصا میں کوئی نص نہیں کہ یہود کے کہنے سے آپ نے روزہ رکھا تھا اور بوجہ نجات حضرت موسیٰ کے رکھا تھا بلکہ اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ بعد سوال و جواب یہود کے رکھا تھا کلام بے معنی ہے اسلئے کہ لفظ فا لفظ صاموہ پر داخل ہے اور فا واسطے تعقیب کے ہے کہ جزاء و معلول پر داخل ہوتی ہے فی المسلم وشرحہ الفاء للترتیب علی سبیل التعقیب ولو فی الذکر ومنہ عطف المفصل علی المجمل نحو قولہ تعالیٰ فازلہما الشیطن عنہا فاخرجہما مما کانا فیہ وھو ای التعقیب فی کل شیئ حسبہ کتزوج فولد فیصح اعتبار التعقیب وانکان المدۃ بینہما اقل من السنۃ لانہ لایمکن القرب فیہ عرفاً من ھذا فلا یعد ھذا التراخی تراخیا عرفاً واذا کانت للتعقیب قد خلت فی الاجزیۃ والمعلولات فانما یکون عقیب الشرط والعلۃ وکثیرا ما یدخل العلل ومنہ نحو ادفانت حرای لانک واسئل فانت آمن لانک آمن انتہی مختصر **وقال** العلامۃ الچلپی فی حاشیۃ علی شرح الوقایۃ لان الفاء تدخل علی الحکم لما انہ یعقب العلۃ کما فی قولک ضرب فاوجع واطعم فاشبع انتہی ان عبارات سے جزاء و معلول پر دخول فا معلوم ہے اور اس محل میں کوئی صارف جو مانع ہو وے دخول فا سے مانند معلول پر موجود نہیں ہے اور ظاہر یہی ہے کہ یہود کے کہنے سے آنحضرت صلعم نے روزہ رکھا تھا اور مازری اور نووی کے قول سے جو اوپر گذرا ہے یہی مفہوم ہے عدم مقبولیت خبر یہود کے اعتراض کو ساتھ تصدیق وحی یا تواتر وغیرہما کے مرتفع کر دیا ہے پس جب ظاہر لفظ فا اور بیان نووی و مازری سے بھی مفہوم ہوا کہ یہود کی کہنے سے روزہ رکھا تھا اگرچہ مع تصدیق وحی کے یا تواتر کے سبب سے ہو وے شکر نجات مومنین و موسیٰ علیہ السلام وآلہ کے باعث سے ہونا اقوال سابقہ سے واضح ہو چکا ہے تو اس محل میں جو جامع براہین انکار کرتا ہے اور ظاہر حدیث کے الفاظ سے اعتراض کرتا ہے اور تحریف معنوی کرکے یہود کی کہنے پر روزہ نہ رکھنا اور بوجہ نجات کے نہ رکھنا بتاتا ہے خلاف حدیث و اقوال کے ہو کر یہ بدعت ضلالت موجب ہلاکت ہے اور بعد سوال و جواب یہود کی رکھنا جامع براہین تسلیم کرتا ہے یہ بھی بظاہر اسی پر دلالت کرتا ہے اور متبادر اس سے یہی ہے کہ ان کی کہنے سے رکھا تھا اگرچہ مع تصدیق وحی ہو وے یا تواتر کے سبب سے ہو وے بہر صورت خبر یہود ہی پر روزہ رکھنا مبنی ہوا انکار اسکا مکابرہ صرف ہے جسکا مرتکب جامع براہین ہے اور یہ جو اس جامع براہین نے کہا کہ اس سو پہلے حدیث خود صاف کہہ رہی ہے کہ اغراض مدعو علیہ

عادتہ تہا یہ احتمال رفع ہوگیا) سراسر روباہ بازی وفتنہ اندازی ہے کیونکہ اس سے اس جامع براہین کی غرض فاسد
ومراد کاسد ہی کہ یہ روزہ بطور سرور و شکر کے نہ تہا اور یہ معلوم ہو چکا ہی کہ علی عادتہ ہونا اس امر کو نہین چاہتا کہ بعد سوال
وجواب یہود کے اور تصدیق اونکی خبر کی خواہ یہود یا بہ تواتر یا دوسرے طریق سے آپنے نیت ادا و شکر کے نہین کی تھی
اور بفرض اللہ ایک وقت مین ہوگیا تو بعد نسخ فرضیت کی بھی تو آنحضرت صلعم نے رکہا ہی اور حکم رکہنے کا دیا ہی اوسوقت
مین بھی یہ نیت ادا و شکر ہونیکو کوئی دلیل عقلی ونقلی مانع نہین ہی صرف وہم جامع براہین اور اوسکے ہم مشربونکا اس
بارہ مین ہے کیونکہ حجت شرعیہ ہوکر ادا و شکر کے طور پر رکہنے کو مانع ہوسکتا ہی اور ہمنے اوپر یہ تحقیق تمام ثابت کر دیا ہے کہ بطور ادا و
شکر کے ہے یہ روزہ عاشورا کا آنحضرت صلعم نے رکہا تہا اور حکم دیا تھا پس زعم جامع براہین باطل ہوا اور یہ جو کہا کہ
(اور احق بموسی منکم اتباعًا لا سرورًا وشکرًا کیونکہ سرور کا حکم تو آپنے ترک ہی کر دیا تہا عن ابی موسی قال کان
یوم عاشوراء یعظمہ الحدیث) جامع براہین نے یہ صراحۃً تحریف معنوی حدیث کے کی ہے اور آپنے نادانی
وبیعلمی سے باوجود فقدان لیاقت وفہمائش حدیث دانی کے شرح حدیث کی اپنے مذہب فاسد کے موافق گھڑ لی ہے
اور حدیث کی غیر واقعی مراد لیکر آنحضرت صلعم کو تابع موسی علیہ السلام کا بتاتا ہی اس بے انصافی ومخالفت دینیہ کا کیا
ٹھکانا ہی اور یہ بخوبی معلوم ہو چکا ہی حدیث صحیح واقوال اصول سے کہ آنحضرت صلعم موسی علیہ السلام یا کسی دوسرے
نبی کے تابع نہ تھے کسی کے شریعت پر جو قبل بعثت ہی آنحضرت صلعم نے عمل کیا ہے تو حکم الٰہی ہوتی کی حیثیت سے عمل
کیا ہی نہ اس حیثیت سے کہ وہ شریعت نبی دوسرے کی ہے پس جب ثبوت اوسکا بخوبی ہوگیا کہ آنحضرت صلعم متبع موسی
علیہ السلام کے ہرگز نہین ہین اور حدیث صریح بھی اس بارہ مین آچکی ہی تو ضرور لازم ہوا معنی قول آنحضرت صلعم
انا احق بموسی منکم کے یہ قرار دیے جاوینگے کہ مین احق والیق ہون ساتھ موافقت موسی علیہ السلام کے بہ نسبت
تمہارے جسکے الفاظ عربیہ یہ ہوسکتے ہین انا احق بموسی منکم ای موافقۃً اور یہ ظاہر ہی کہ موافقت موسی علیہ السلام
کی اوسوقت مین ہوگی کہ شکرًا و سرورًا روزہ آنحضرت صلعم کا قرار دیا جاوے جیسا کہ موسی علیہ السلام نے شکرًا و سرورًا
رکہا تہا دیکھو اس حدیث مین دلالت واضحہ ہے اہل علم کے نزدیک اوپر حصول مقصود علامہ ابن حجر کے اور ایام ولادت
کے امثال مین سرور و شکر کرنے پر بطور قیاس واستنباط کو استخراج ثبوت اس حدیث سے بخوبی ہے جامع براہین چاہیے
کوئی حاسد ومعاند نہ مانے تو اوسکا کیا اعتبار ہے **بیت** آنکہین اگر ہین بند تو پہر دن بھی رات ہی ؛ اسمین قصور کیا ہی بہلا آفتاب کا
اور آنحضرت صلعم کی نسبت جامع براہین نے یہ جو کہا کہ سرور کا امر تو آپنے ترک ہی کر دیا تہا اور اسکے واسطے حدیث
ابی موسی مسلم کی روایت کہی ہوئی پیش کی جسکے معنے یہ ہین کہ یہود یوم عاشورا کی تعظیم کرتے تھے اور اوسکو عید ٹھہراتے
تھے تو آنحضرت صلعم نے صحابہ رض کو حکم دیا کہ تم روزہ رکہو انتہی خلاصہ ترجمہ اس حدیث سے ثبوت دعوے جامع براہین کا ہرگز

نہین ہوتا ہی کہ سرور کا امر ترک کر دیا تہا کیونکہ اس حدیث مین کوئی لفظ موجود نہین ہی کہ وہ دلالت ترک سرور پر کرتا ہو
اسمین تو روزہ رکہنیکا حکم جو آنحضرت صلعم نے دیا ہی اوسکا ذکر ہی فعل و ترک سرور سے اس محلمین سکوت ہی ان حدیث ما
تقدم ہی سرور کا ثبوت معلوم ہوگیا ہی جسکا سفاہت یا تعصب سے جامع براہین انکار کرتا ہی مسلم مین دوسری حدیث بروایت
ابی موسی رضہ موجود ہے عن ابی موسی قال کان اھل خیبر یصومون یوم عاشوراء یتخذونہ عیدا ویلبسون
نساءھم فیہ حلیھم وشارتھم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صوموہ انتم یعنے یہود خیبر روزہ رکہتی تہے عاشورا کے
دن اور اوسکو عید ٹھراتی تہے باین طور کے اپنی عورتونکو زیور و لباس زینت پہناتے تہے پس آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تم روزہ
رکہو اس سے بہی انکار سرور ہرگز مفہوم نہین ہی اگر اس فرمانے سے کہ تم روزہ رکہو کوئی انکار دوسرے امر کا خیال کرے تو بطور مفہوم مخالف
کی خیال کریگا اور تخصیص بالذکر مستلزم نفی ما عدا زعم کرکے یہ مدعی حدیث نبوی سے حاصل کریگا اور مفہوم مخالف معتبر
حنفیہ کے نزدیک لینا جائز نہین ہے چنانچہ کتب اصول اس سے مملو ہین اور بعض کتب فقہ مین بہی موجود ہی قال فی رد المحتار
فی صفحہ ۱۱۴ والمفاھیم جمع مفھوم وھو دلالۃ اللفظ علی شیئ مسکوت عنہ وھو قسمان مفھوم الموافقۃ وھو ان یکون
المسکوت عنہ ای غیر المذکور موافقا للمنطوق ای المذکور فی الحکم کدلالۃ النھی عن التافیف علی حرمۃ الضرب
وھذا یسمی عندنا دلالۃ النص وھو معتبر اتفاقا ومفھوم المخالفۃ بخلافہ وھو اقسام مفھوم الصفۃ والشرط
والغایۃ والعدد واللقب وھو معتبر عند الشافعی الا مفھوم اللقب قال فی التحریر والحنفیۃ ینفون مفھوم المخالفہ
باقسامہ فی کلام الشارع فقط اھ فافاد انہ فی الروایات ونحوھا معتبر باقسامہ حتی مفھوم اللقب وھو علی تعلیق الحکم
بجامد کقولک صلوۃ الجمعۃ علی الرجال الاحرار فیفھم منہ عدم وجوبھا علی النساء والعبید وفی شرح التحریر عن شمس
الائمۃ الکردری ان تخصیص الشیئ بالذکر لایدل علی نفی الحکم علی ما عداہ فی خطابات الشارع انتہی اس عبارت سے
ہویدا و پیدا ہی کہ کلام شارع مین مفہوم مخالف لینا درست نہین حنفیہ کے نزدیک الا خطابات شارع مین تخصیص ذکر شیئی
دلالت نفی حکم ما عدا پر نہین کرتا ہی پس اس حدیث سے ثبوت ترک و نفی سرور بطور مفہوم مخالف کرنا او تخصیص بذکر صوم کو دلیل
اوپر ترک نفی سرور کے ماننا ہم حنفیہ کے نزدیک درست نہین ہی اور کیونکر تخصیص بذکر صوم نفی سرور پر دال ہوگی اگر یہ صحیح
و درست ہو جاوے تو لازم آویگا کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰہ مین جو تخصیص ذکر محمد رسول اللہ کی ہے یہ دال ہووے
حضرت موسی و عیسی علیہما السلام پر اور آیت لاتاکلوا الربوا اضعافا مضاعفہ مین ربوا دو چند حرام ہو اور دو چند سے
کم حرام نہو اور اسکا قائل تجہے زندیق ہی ہوگا پس خوب واضح ہوگیا کہ حدیث مذکور مین دلالت اوپر ثبوت مطلوب جامع براہین معترض کے
پر ہرگز نہین ہے اگر یہ حدیث ابی موسی رضہ موہم انکار سرور و عید بالفرض مانی جاوے تو انکار عورتونکو زیور و لباس پہنانیکا جیسا کہ
یہود خیبر کرتے پہناتے تہے متوہم ہوگا نہ انکار ہر قسم کے سرور کا اور یہ ہمکو مضر و جامع براہین اور اوسکے ہم مشربون معاندین کو مفید

نہین ہی اور حدیث ابی موسی رضؓ سے اگر مخالفت یہود کے مفہوم ہی تو یہود خیبر کے مفہوم ہی چنانچہ حدیث ابی موسیٰ رضؓ جو صحیح مسلم سے
نقلکی ہے اس سے اہل خیبر کی نسبت اس حدیث کا ورود ظاہر ہی اور گنگوہی نے جو حدیث نقلکی ہے وہ حدیث مختصر اسی
حدیث کا ہی جو ہم نے نقلکی ہے اوسکے حدیث مین مراد یہی یہود خیبر ہین پس حدیث مذکور مین مخالفت یہود کے مفہوم ہی بالفرض
تو اہل خیبر کی مفہوم نہ اہل مدینہ کی چنانچہ قول آتی ہین عبارت مجمع البحار سے یہ واضح ہو جائیگا فانتظر یہ جو کہا اسنے کہ دوسری
روایت مین ہی خالفوا الیہود پس آپ یہود کی عید کی مخالفت کا حکم فرما چکے کہ صوم عید کے خلاف ہوتا ہی) سراسر ابلہ فریبی
وناشی عدم اطلاع علی الکتب سے ہی اور آنحضرت صلعم پر افتراء محض ہے آنحضرت صلعم نے اتخاذ عید و سرور کے رد مین
خالفوا الیہود ہرگز نہین فرمایا ہی اور یہ جامع براہین اسیہی براہین قاطع کے صفحہ دوسو ستہتر مین کہتا ہے (کہ عید عاشوراء کو بخاری
ومسلم کی حدیث صریح ہی کہ فخر عالم علیہ السلام نے رد کر دیا ہی اور خالفوا الیہود اوسمین ارشاد فرمایا) دیکھو یہ جامع براہین نے
آنحضرت صلعم پر افترا کیا کہ عید عاشوراء کے رد مین یہ حدیث آنحضرت صلعم نے فرمائی ہے اور بخاری و مسلم کا حوالہ دیدیا
حالانکہ بخاری و مسلم مین رد عید عاشوراء کے بارہ مین یہ صراحۃً آنحضرت صلعم کا فرمانا ہرگز موجود نہین ہی محض افتراء
جامع براہین کا ہی منصفین علماء کو چاہئے کہ بخاری و مسلم کی بحث صوم عاشوراء مین اسکو دیکھین ہرگز یہ الفاظ صریحہ اونمین موجود
نہین ہین پس یہ کذب ہوا آنحضرت صلعم پر اور جامع براہین ایک مدت سے بخاری و مسلم اپنے ہم مشربونکو پڑہاتا بہی ہی اور بکثرت
یہ مواقع اس جامع براہین گنگوہی کی نظر سے گذرے ہین یہ دلیل محکم ہی اس امر کی کہ بخاری و مسلم مین خالفوا الیہود عید عاشوراء کے
بارہ مین نہونا اس جامع براہین کو معلوم ہی اور باوجود معلوم ہونے کے کہ یہ آنحضرت صلعم نے اس بارہ مین نہین فرمایا ہی اور یہ گنگوہی
اس بارہ مین یعنے عید عاشوراء کے رد کی بارہ مین ارشاد فرمانا بتاتا ہی پس اس سے تعمداً یہ کذب آنحضرتؐ پر باندہا ہی پس مصداق
حدیث نبوی مروی صحاح کا ہی از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من تعمد علی کذب فلیتبوأ مقعدہ من النار یعنے
جو شخص قصداً جھوٹ مجھپر بولے تو چاہئے جگہ اپنی آگ سے بناوے اور آنحضرت صلعم پر جھوٹ متعمداً بولنا اگر حلال جانکر ہے
تو کل علماء کی نزدیک کفر ہی اور اگر حلال جانکر نہین ہی تو شیخ ابو محمد جوینی والامام الحرمین ابی المعالی کے نزدیک بدون حلال
جانکے بھی کفر ہے قال النووی فی شرح صحیح مسلم والثانیۃ تعظیم تحریم الکذب علیہ صلی اللہ علیہ وسلم وانہ
فاحشۃ عظیمۃ وموبقۃ کبیرۃ ولکن لایکفر بھذا الکذب الا ان یستحلہ ھذا ھو المشہور من مذاہب العلماء من الطوائف
وقال الشیخ ابو محمد الجوینی والد امام الحرمین ابی المعالی من ائمۃ اصحابنا یکفر بتعمد الکذب علیہ صلی اللہ علیہ
وسلم انتہی وھکذا فی شرح نخبۃ الفکر یہود کی عید کے مخالفت کا حکم فرما چکنا اور عید کو مخالف صوم ہونا جو یہ گنگوہی
بتاتا ہی اپنے فہم فاسد وزعم کاسد سے بتاتا ہی آنحضرت صلعم کے قول ہی عید بمعنے سرور و کلہو تنازع فیہ ہی ممنوع ہونا اور
باین معنی مخالفت کرنا کہ سرور کسی قسم کا اہل اسلام نکرین ہرگز مفہوم نہین اور تمام یہود کی مخالفت کہ اونمین مدینہ منورہ کی یہود بہی ہون

جنکی کہنے کیموافق آنحضرت صلعم نے روزہ رکہا تھا اور رکہوایا تھا آنحضرت صلعم کی فرمان سے معلوم ہونا ہرگز مسلم نہین ہی ہان بعض
یہود کی مخالفت کہ غیر مدینہ کے ہین ایک قسم خاص کی سرور ہین جسکا ذکر اوپر ہو چکا ہی اور ہمکو مضر نہین ہی اور صوم مخالف ہر
عید کے ہونا بہی مسلم نہین ہے اور عید عاشورا سے مراد عید حقیقی نہین ہی جو منافی و مخالف صوم ہووے فقط سرور و خوشی
نعمت الٰہی یاد کر کے کرنا صوم کے ساتھ جمع ہو سکتی کوئی مخالفت عقلی و شرعی نہین ہے اور ایسے عید جائز الصوم ہو سکتی ہے
قال فی مجمع البحار قوله صامه ظاهره یشعر بان هذا کان ابتداء صومه یعاشوراء فیاول بانه ثبت علی صیامه
ازعلم من الحدیث الاول انه کان یصومه قبل قدوم المدینة وقیل لعله کان یصومه بمکة ثم ترکه ثم لما علم ما عند
اهل الکتاب صامه قوله عیدا فان قیل لتخاذهم عیدا نیافی صومه وایضا فصوموا اشعر بان الصوم کان
لمخالفتهم قلت لعل عیدهم کان جائز الصوم اذهولاء الیهود غیر یهود المدینة فوافق المدنیون فخالف
غیرهم انتهی اس عبارت سے عدم مخالفت عید کی ساتھ صوم اور مخالفت غیر یہود مدینہ اور موافقت یہود مدینہ کے
ثابت ہوئی اور پہر قسطلانی نے روزہ عاشورا کا علی عادتہ رکہنا جامع براہین نے نقل اسواسطے کیا کہ یہ ثابت ہو جاوے
یہ روزہ شکر نہ تہا اسکی بی انصافی دیکہو کہ خود قسطلانی مین ہی موجود ہی کہ ابن عباس کے حدیث سے ثابت ہی کہ باعث
روزہ رکہنے کا موافقت یہود مدینہ کے ہی سبب روزہ مین کہ وہ واسطے ادا شکر خدا تعالی کے نجات موسیٰ علیہ السلام کرتے ہے مع موافقت
عادتہ کے یا وحی کے چنانچہ عبارت صفحہ ۳۴۴ قسطلانی کے یہ ہی فالباعث علی الصیام فی غیر الباعث فی حدیث ابن عباس السابق
اذهو باعث علی موافقة یهود المدینة علی السبب وهو شکر الله تعالی علی نجاة موسی معه موافقة عادته او الوحی
کما مر تقریره ویحتمل ان یکون من العظمة عند یهود خیبر فی شرعهم صومه وقد وقع التصریح بذلک عند مسلم من
وجه آخر عن قیس بن مسلم قال کان اهل خیبر یصومون یوم عاشوراء یتخذونه عیدا انتهی دیکہو اس عبارت سے
واضح ہی کہ روزہ موافقت یہود مدینہ کے باعث سے سبب روزہ مین کہ وہ شکر الٰہی ہی تہا اور موافقت عادتہ یا وحی بہی اور اسکے
ساتھ مفہوم تہی پس موافق عادت ہونا منافی شکر اللہ کہان ہی خود قسطلانی کی عبارات سے شکر و عادت دونونکا جمع ہونا ثابت ہے
اور یہ بی انصافی محض علی عادتہ کی لفظ سے جو قسطلانی نے کہا ہی اوس سے منافات شکر اللہ و عادت مین ثابت کرتا ہی اور اس عبارت قسطلانی
کو پوشیدہ کرتا ہی ایسے خیانت فی الدین کرنا اہل ایمان کا کام نہین ہے گنگوہی کی عقل و فہم تو خوب معلوم ہو چکی ہے شاید کہنے لگے
کہ عبارت مجمع البحار سے عید کا جائز الصوم یہود کے یہان مفہوم ہی نہ اہل اسلام کے یہان تو گنگوہی کی چونکہ فہم موٹی ہے اسواسطے
جواب بہی بہت ظاہر و بدیہی ہم دیتے ہین وہ یہ ہی کہ عبد اللہ بن عباس نے جمعہ و عرفہ پر اطلاق عید کا کیا ہی فی الترمذی
عن عمار بن ابی عمار قال قرأ ابن عباس الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا وعنده یهودی
فقال لو انزلت هذه الاية علینا لاتخذنا یومها عیدا فقال ابن عباس فانها نزلت فی یوم عیدین فی الجمعة ویوم

عرفة هذا حديث حسن غريب وحديث ابن عباس انتہے اور حضرت عمر رضہ کے قول سے بھی ارشاد اسی طرف ہے کہ یوم عرفہ
عید ہی فی الترمذی فقال عمر انی لا علم ای یوم انزلت هذه الاية انزلت یوم عرفة فی یوم الجمعة هذا حديث حسن صحيح انتہے
قال البغوی اشار الی ذلک الیوم کان عیدًا لنا انتہی حضرت عمر رضہ کے قول سے ساتھ بیان بغوی رح کے واضح ہے
کہ یوم عرفہ کو عید فرمایا ہے پس جب عرفہ و جمعہ دونوں کا عید ہونا ساتھ اقوال صحابہ رضہ کے ثابت ہو اور روزہ عرفہ کا
مستحب و موجب ثواب ہونا احادیث سے ثابت ہے اور جمعہ کا روزہ ایک اول یا آخر دن ملا کر رکھے تو ثابت ہے پس عید جائز الصوم
ہوئی دیکھو حدیث کے ساتھ کہ وہ جمعہ و عرفہ ہی روزہ کا اجتماع شرعًا جائز ہوا اور روزہ مخالف عید شرعًا نہوا اگر مخالفت ہے روزہ
عید سے تو عید الفطر و عید الاضحی ہی سے ہے نہ دیگر اعیاد سے پس روز عاشورا جو کہ عیدین مذکورین سے خارج ہے اگرچہ مانند جمعہ و
عرفہ کی عید ہو اوسمین یعنے روز عاشورا مین روزہ کا حکم دینا مخالف و منافی عید ہونیکے اور اظہار سرور کے نہوا اور
آنحضرت صلعم کی فرمانے سے جو منقول ہوا انتم سے روزہ عید و اظہار سرور کسطرح معلوم و مفہوم ہوا گنگوہی کو علم صحبت نہین
اگرچہ درس حدیث اپنے یہان جاری کیا ہے تحت لفظی ترجمہ غلط سلط کرا دینا عالم ہونے پر دلالت نہین کرتا ہے اور ایسا
آدمی علما مین شمار نہین ہوتا ہے اس بے علمی و نافہمی سے جامع براہین خیال کر گئے کہ ہر عید منافی روزہ کی ہے اور یہ وہم کر لیا
کہ عید عاشورا عید ہے اور ہر روز عید منافی و مخالف روزہ کو ہے پس عید عاشورا بھی منافی و مخالف روزہ کو ہے
اور جب منافی روزہ کے ہوئی تو حکم روزہ کا اوسمین فرمانا عید کا دافع و رافع ہے اور یہ خیال نکیا کہ احادیث صحاح سے سوائے
عیدین معروفین کے دیگر اعیاد مین روزہ دافع و رافع عید کا نہین ہے اور کلیت کبری جو شرط انتاج شکل اول ہے اوسکی فقدان
کی سبب سے دلیل مستقیم نہین ہو سکتی ہے اور قول حق ہو سکتی متکلم کو بطور الزام کے جو یہ جامع براہین قرار دیتا ہے
اور یہ وجہ صوم ہونیکو منعکس کرتا ہے اور اسپر یہ متفرع کرتا ہے کہ یہ صوم آنحضرت صلعم کا بطور اعادہ کے شکر و سرور کے تھا سراسر جہالت
و سفاہت ہے بلکہ بدعت ضلالت ہے کہ معنی حدیث کی خلاف ظاہر و سلف اور تمام علماء کے خلاف یہ جامع براہین بیان کرتا ہے
کسی نے یہ معنی خلاف ظاہر نہین کئے ہین اور کوئی دلیل مساوی یا قوی معارض معنی اس ظاہر کی کہ یہ وجہ صوم کی آنحضرت صلعم نے
فی بیان فرمائی موجود نہین ہے اور کسی حدیث سے معارض ہونا ان معنی ظاہر کا اس جامع براہین نے بیان کیا ہے پس صرف نص
حدیث کا ہی ظاہر ہے بدون معارض کے جو دلیل قطعی ہووے اور یہ مخالف مسئلہ عقائد کے ہے کہ نص کتاب و سنت محمول ہیں
ظاہر پر جبتک کوئی صارف قطعی موجود نہووے فی شرح العقائد والنصوص من الكتاب والسنة تحمل على ظواهرها
مالم يصرف عنها دليل قطعي كما في الآيات التي تشعر بظواهرها بالجهة والجسمية ونحو ذلك انتہی کوئی دلیل
قطعی صارف معنی ظاہر سے یہان حدیث کی بارہ مین موجود نہین ہے اور باوجود اسکے معنے ظاہر ہی کو جامع براہین محمول نہین
کرتا ہے پس مخالف عقائد اہل سنت کی اوسکا عقیدہ ہوا اور بطور الزام کے یہ فرمانا آنحضرت صلعم کا جو بتاتا ہے تو اوسکو یہ خبر

نہیں ہے کہ الزام کا کونسا محل و موقع ہوتا ہے و کسوقت دلیل الزامی بیان کیجاتی ہے اور کس چیز کے ساتھ الزام دیا جاتا ہے امام ابن الہمام فتح القدیر کی جلد ثانی صفحہ ۱۵۹ مین فرماتے ہین کہ الزام بعد استدلال کے ہوتا ہے اسلئے کہ حقیقت اوسکی یعنی الزام کی نقض مذہب خصم کا ہے ایسی چیز کے ساتھ جسکی صحت کا ملزم معتقد نہین ہوتا ہے اور نقض مذہب خصم سے مذہب ملزم کی صحت ضروری و واجب نہین ہوتی مگر بطریق عدم قائل بالفصل کے اور یہ اوسہی وقت مین ہے کہ جس چیز کے ساتھ نقض کرتا ہے وہ اوسکے نزدیک بھی صحیح ہووے والالزام انما یکون بعد الاستدلال لان حقیقتہ نقض مذہب الخصم بما لا یعتقد الملزم صحیحا ولا یکون نقض مذہب خصمہ فقط یوجب صحۃ مذہب نفسہ الا بطریق عدم القائل بالفصل وھذا لا یکون الا اذ کان ما نقض بہ مما یعتقدہ صحیحا انتہی بقدر الحاجۃ پس جب الزام کا حال معلوم ہوچکا تو جاننا چاہئے کہ یہ محل تنازع و مناظرہ کا یہود سے ہونا حدیث سے ثابت نہین کہ آنحضرت صلعم نے یہود سے مناظرہ کیا ہووے اور اپنے مدعی حق پر اول استدلال لاچکے ہووین بعدہ الزام آنحضرت صلعم انکو ایسے چیز سے دیتے ہووین کہ آنحضرت صلعم اسکی صحت کے معتقد ہووین اگر گنگوہی یا کوئی اسکا چیلہ چاپا سچا ہے اور صحبت کسی عالم سے فیض یاب حاصل ہے تو ثابت کرے کہ جو جو امر الزام کیواسطے ہونا ہم نے بنقل امام ابن الہمام بیان کئے ہین اس محل مین موجود ہین ورنہ اوسکے جہالات و سفاہت و بعدم اطلاع علم مناظرہ سے ثابت ہے پس جب الزام ہونا باطل ہے تو یہ ان وجہ صوم کی طور پر ہونا اوسکا واضح ہے اور بطور بنا فاسد علی الفاسد جو کہا تہا کہ یہ صوم بطور اعادہ شکر کے تہا باطل ہوا اگرچہ اول بھی بطلان اسکا معلوم ہوچکا ہے اسکے آگے جو گنگوہی نے کہا ہے اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ قیاس کس چیز پر کیا جاتا ہے عجب ہے کہ ابن حجر جب ایسا فرماوے ۔ یہ تمام جہالات و سفاہات سابقہ پر اسنے مبنی کیا ہے جسکا بطلان اظہر من الشمس ہے اسلئے کہ جب امور ما تقدم کا فساد ظاہر ہوگیا یہ مبنیات خود عاطل و باطل ہوگئی اور قیاس ابن حجر پر یہ تعجب کرنا بھی جہالت و سفاہت کے سبب سے ہے صدہا برس کا عرصہ ہوا فضلاء بڑے بڑے گذرے کسی نے قیاس ابن حجر کو باطل و غلط نہ بتایا اور اوسپر تعجب نکیا اور کیونکر تعجب کرتے و باطل بتاتے جبکہ وجود صحت و فقدان وجوہ بطلان ہے جب یہ قیاس موصوف ہے چنانچہ ہمارے اقوال بالا سے معلوم ہوگیا ہے اور جامع براہین کی علم و انصاف کا حال کہلگیا ہے اور جامع براہین کو قیاس ابن حجر سے اسواسطے تعجب ہوا کہ اسمین علم و انصاف نہین جو صحت قیاس سے واقف ہووے اور عقیدہ باطلہ سے تائب ہووے اور کیونکر اقرار صحت قیاس کرے اور تعجب ظاہر نکرے اسکی پیشوایان مولوی اسمعیل وغیرہ کہ یہ خلاف ہے اور گنگوہی کی ترک اتباع اپنے ابا و پیشوایونکا نہایت دشوار ہے جسطرح پہلے لوگ توحید سے تعجب کرتے تھے جن کا مقولہ خدا تعالی فرماتا ہے اجعل الالہۃ الہا واحدا ان ھذا لشیئ عجاب یعنی کیا گرداندیا اور کر دیا نبی صلعم نے الوہیت کو جو تمام معبودونکی واسطے ہے فقط ایک ہی معبود کیلئے یہ تو بڑی عجیب بات ہے اسلئے کہ یہ ہماری متبعین کے خلاف ہے اور جسطرح تعجب کیا تھا اس سے کہ رسول منذر اونکی ہی جنس سے اونکے پاس آئے تہے بل عجبوا ان جاءھم منذر منھم فقال الکافرون ھذا شیئ عجیب ایسے تعجبات کچھ نئے نہین ہین ہمیشہ سے اہل باطل اہل حق کے اقوال سے تعجب کرتے چلے آئے جامع براہین نے تعجب ابن حجر کی قول و قیاس سے کیا تو کیا ہوا

اس تعجب سے کسی مسلمان کو نقصان جامع براہین کو کچھ فائدہ نہیں ہو اب جامع براہین اپنے گریبان مین منہ ڈالکر دیکھے کہ صاحب
انوار ساطعہ کا تعجب امکان کذب باریتعالی پر محض لاعلمی ہے جو یہ بتاتا ہے اول کتاب مین باوجودیکہ امکان کذب باریتعالی مخالف
تمام اہل اسلام بلکہ تمام عقلا، حکما، وغیرہم ہے تو اب اوسکیا پر خوب واضح ہوگیا کہ صاحب انوار کی لاعلمی ہے یا ابن حجر کے قول پر تعجب
کرنیمین اس گنگوہی کی لاعلمی ہے **قال** جامع براہین فی صفحہ ۱۶۵ اگر کوئی تسلیم بھی کرتا تو اعادہ نفس شکر یوم معین نکلنا فاکہانی
کی دو اعتراض تھے سو ہیئت اجماعی کا بدعت ہونا تو اب بھی رفع نہ ہوتا بہرحال اول اس حدیث کی اصل ہو نہین ہی کلام ہی کہ اگر
اس سے اعادہ شکر و سرور کا یوم معین مین نہین نکلتا اگر معلوم ہوئے تاہم قیاس کے بطلان کی وجہ معلوم ہوچکی اور مولود مروجہ
کو تو کسی وجہ سے مشابہ نہین پس محقق ہوگیا کہ جواز قیود مین حجت قیاس سے بھی کچھ ثبوت نہین لہذا حجج اربعہ سے بدعت ہونا اس مروجہ
کا محقق ہوگیا فللہ الحمد اب مؤلف کے اقوال بی معنی کو دیکھنا چاہئے **اقول** وباللہ التوفیق جسقدر روباہ بازیان وابلہ فریبیان
جامع براہین نے کہین سبکا بطلان واضح ہوگیا اور اعادہ شکر روز معین مین ثابت ہوگیا اور معلوم ہوگیا کہ قول فاکہانی
کوئی دلیل شرعی نہین اوسنے جو انکار کیا تو اسکا انکار دین الہی مین دلیل نہین ہے اور بدعت جو قرار دیا اجتماع کو تو اوسکو مینی
اس غلطی فاحش پر کیا کہ بدعت کو منحصر حرام و مکروہ مین کیا اور اس انحصار پر کوئی دلیل نہ اوسنے پیش کی ہے اور نہ
فی الواقع کوئی دلیل اس انحصار پر موجود ہے بلکہ باقوال مجتہدین محققین جو مذکور ہوئے اونسے بطلان انحصار بدعت کراہت
و حرمت مین معلوم ہوگیا اور ظاہر ہوگیا کہ بدعت واجب و مستحب و مباح بھی ہوتی ہے پس اعتراض فاکہانیکا ہرگز وارد ہی
نہین ہے اسیواسطے جمہور نے قول فاکہانی اوسکی ہی زمانہ مین اور بعد زمانہ اوسکی کے لغو جانکر اور اوسکیطرف التفات
اور اوسکی خلاف بلا دلیل کا اعتبار نکیا بلکہ اوسکو محققین نے بڑے زور شور کے ساتھ رد کر دیا کما بیّنّا سابقًا اور آن کے زمانہ
کی بعد کسی محقق و منصف و ناصح نے انکار نکیا اور تمام ملکون اہل اسلام مین اس محفل مبارک کا شیوع ہوا اور اکابر علما و فضلا
نے اسکو جائز رکھا جنکا استحسان دلیل شرعی و مانند اجماع اصطلاحی کے حجت ہے اگر بالفرض انکار فاکہانی پر کوئی دلیل بھی قائم
ہوتی تب بھی بعد حدوث اتفاق محققین و استحسان مسلمین صالحین کے جو ملحق بالاجماع ہے قال فی نور الانوار فی صفحہ ۵ یا نچ
و تعامل الناس ملحق بالاجماع انتہی دلیل فاکہانیکا باقی نہ رہنا و بمقابلہ اتفاق و استحسان ساقط ہونا ظاہر ہے چنانچہ توضیح
سے اوپر گذر چکا ہے اور اوپر فتاوی سے نافلا من السناقی گذر چکا ہے لما اجتمع فقہاء الامصار علی شیٔ فقول واحد بخلاف
قولہم یکون خلافًا لا اختلافًا انتہی جس سے واضح ہے بمقابلہ فقہاء امصار قول مخالف کا اختلاف نہین ہے خلاف ہے اور خلاف کے
معنی بھی در مختار سے اوپر واضح ہوچکے ہین کہ بے دلیل ہوتا ہے اور معتبر نہین ہوتا ہے اور اس محفل مین حاضر ہونا علماء و فضلاء کا اور انکا
نکرنا کسی کا بھی قول ملا علیقاری سے اوپر گذر چکا ہے اور بمقابلہ جمہور قول بعض مرجوع ہونا اور فتوی قول جمہور پر دینا چاہئے
اور مخالفت جمہور سے عاقبت و انجام بخیر ہوتا ہے اوپر معلوم ہوچکا ہے پس قول فاکہانیکو معتبر و قابل التفات بمقابلہ جمہور جاننا اور لوگوں

اعتراض کا لحاظ کرنا جامع براہین جیسے آدمی کا کام ہے جسکی فہم و عقل مختل کا حال جا بجا ظاہر ہوتا جاتا ہے اور عقیدہ ایمان کہلاتا جاتا
ہی حدیث مذکور کا اصل ہونا اور اعادہ شکر و سرور کا ثبوت بھی بخوبی معلوم ہوگیا پس حدیث کی اصل ہونیمیں کلام ہونا جو
جامع براہین کہتا ہے اور یوم تعین اعادہ شکر و سرور کا اوس سے نہ نکلتا جو بتاتا ہے سب کا ابطال واضح ہے اور قیاس بطلان کیواسطے جو وجہ
اس گنگوہی نے پیش کی تھی اوسکا باطل ہونا اور عدم فہم معانی عبارات علما و خصوصاً عبارت توضیح و تلویح اوسکا [illegible] بخوبی
ظاہر ہوگیا پس قیاس محفوظ مصئون بطلان سے رہا اور مولود مروجہ کو مقید ہونا قیاس کا باحسن وجہ ظاہر ہے کوئی اپنی جہالت سے
مقید نجانے تو اوسکو اپنی عقل فہم پر رونا چاہیے اسمیں ابن حجر و جلال الدین سیوطی رحمہم اللہ یا دوسرے کسی مسلمان کا کیا قصور معاندین
تو بدیہیات و قطعیات و ضروریات دین سے بھی انکار کرتے ہیں اور ادلہ قطعیہ کا مفید نہونا بتاتے ہیں جامع براہین اور اوسکے ہم مذہب
قیاس ابن حجر و جلال الدین سیوطی رح کا مقید نہونا مولود مروجہ کے حقمیں نہیں مانے تو کیا بڑی بات ہے ہاں کوئی مسلمان منصف ایسا کہتا
تو اوس سے تعجب تھا وہابیہ سے کچھ تعجب نہیں اور جواز قیود کا ثبوت حجت قیاس سے بخوبی ثابت ہے اور جو کچھ وساوس جامع براہین
نے قیاس پر پیش کئے تھے اون تمام کا ابطال اوپر معلوم ہوچکا ہے اعادہ کی کچھ ضرورت نہیں ہے اور یہ جو جامع براہین نے کہا کہ لہذا
حجج اربعہ سے بدعت ہونا اس مروجہ کا محقق ہوگیا فللہ الحمد اب مولف کے اقوال بہ معنی دیکھنا چاہیے اس سے معلوم ہوا کہ اس جامع براہین
کم علمی کی انتہا نہیں ہے اب ہی جلال الدین سیوطی و ابن حجر رح کے قیاس پر وساوس پیش کر رہا تھا اور [illegible] بازیان او
ادلہ فریبیان کین کچھ پیش نچلی الزام فاش اٹھایا اور زک سخت کہائی اور مغلوب علیہ وجہ ہوا اور قیاس کی سلامتی وساوس سے ثابت ہوئی
اور کوئی وسوسہ اوسکا کارگر نہوا ابن حجر کے مقابل ہوکر اوپچھاڑ میں سر مار کر شجوج و مرضوض ہو لیے اپنا سر پھوڑا اور کچھ نہ
ہوسکا روتی روتے یہ نالہ و فریاد ہی شروع کردی کہ حجج اربعہ سے بدعت ہونا محقق ہوگیا اتنی فہم نہیں اور اسقدر ہوش و حواس
نہیں کہ آئی کونسی آیت و کونسی حدیث و کونسا اجماع اور کونسا قیاس پیش کیا ہے بدعت محقق ہونیکے واسطے جو حجج اربعہ سے
بدعت ہونا بتاتا ہے ہر ادنی طالب علم بھی جانتا ہے کہ حجج اربعہ قرآن حدیث و اجماع و قیاس ہے ان چاروں سے ثبوت کسی چیز کا ہو
جب یہ کہنا سچ ہوتا ہے کہ حجج اربعہ سے محقق ہے اور جب چاروں سے ثبوت نہیں تو حجج اربعہ سے ثبوت محقق ہونا کوئی کہے تو وہ سراسر
جھوٹا ہے گنگوہی تو بدعت ہونا تو ایک سے بھی ثابت نہیں کیا چہ جائی کہ چاروں سے ثابت کیا ہو اگر جامع براہین یا اوسکا کوئی
چیلہ یہ کہے کہ چاروں حجتوں سے جب محفل میلاد ثابت نہوئی تو چاروں سے ثبوت بدعت کا ہوگیا ہے یہ مراد قول مذکور سے ہے تو اوسکو جواب
میں کہا جاویگا کہ یہ بھی سراسر سفاہت و بے علمی ہے کہ کسی دلیل سے کسی چیز کا جواز مثلاً ثابت نہیں ہوا تو اوس سے عدم جواز ثابت ہوگیا دیکھو
یہ قضیہ مقررہ کہ عدم ثبوت الشیئ لا یستلزم ثبوت عدمہ محدثین کے نزدیک بھی مسلم ہے کہ عدم ثبوت حدیث سے ثبوت عدم
حدیث لازم نہیں آتا ہے اور اسقدر سے موضوعیت حدیث کا حکم نہیں دیا جاتا ہے چنانچہ قول زرکشی سے یہ مفہوم ہے جامع براہین بیچارہ
کو اسقدر علم و فہم کہاں ہے کہ یہ سمجھے اور اہل سنت و جماعت کا تو ادنی طالب علم بھی یہ سمجھتا ہے طرفہ تر یہ ہے کہ اس بے علمی پر اور جھوٹ

ہر الحمد للہ یہی آپ فرماتے ہیں اور اعجوبہ یہ ہے کہ آپکی فہم و علم کا یہ حال اور مؤلف انوار کے اقوال کو جس کے انوار ساطعہ کی چمک و دمک آسمان تک پہونچی ہوئی ہے اور اوسکے لمعات کی جھلک قلوب صافیہ از کدورات نفاق و عناد میں سمائی ہوئی ہے بیمعنی ہونا قرار دیتے ہیں ہاں جامع براہین صاحب کے فہم عناد و تعصب سے خالی نہیں ہے اسواسطے مؤلف انوار کے اقوال کے معنی اوسکے فہم میں نہیں آتے اسلیئے بیمعنی ہونا کہدیا ہے جامع براہین اور جب مرض عناد و تعصب دور ہوگا اور دیدہ حقبین حاصل ہوگا اوسوقت جامع براہین و دیگر وہابیہ کو معنے اقوال انوار ساطعہ کے معلوم ہوجاوینگے اور نور علی نور ہوکر نظر آجاوینگے اوسوقت جامع براہین و دیگر وہابیہ کے حق میں مؤلف انوار ساطعہ کیطرف سے یہ شعر کافی ہے ؎ ولو خفیت علی الغبی فعاذرۃ ان لاتراہا مقلۃ عمیاء

پھر اب ہم طرف قول جامع براہین صفحہ ۱۶۶ کی رجوع کرتے ہیں چونکہ صفحہ مذکورہ میں اس گنگوہی نے کہا تھا کہ قیاس کا حال معلوم ہوچکا اگرچہ بعض اقوال جامع براہین کے تردید کرکے اوسکے فہم علم پر اور بے انصافی و تعصب تام پر واقف کردینا منظور ہے اسواسطے صفحہ مذکورہ سے ماتقدم کے بعض اقوال ہمنے نہیں لئے تھے لیکن اس ضرورت سے کہ شاید بعض لوگ دہوکا کہاویں کہ قیاس جلال الدین و ابن حجر جس سے استحباب اس محفل میلاد شریف کا ثابت ہے فی الواقع جیساکہ جامع براہین کہتا ہے کام کا نہیں ہے اسواسطے اون ماتقدم کو جنمیں قیاس کے ابطالکیواسطے جامع براہین نے سعی کیا ہے اور کچھ نہو سکا ہے اور بعض اقوال قول قیاس والوں سے پہلے کی بھی ذکر کردئے تاکہ بخوبی حال قیاس کا معلوم ہوجاوے کہ وساوس جامع براہین سے کچھ اوس قیاس میں نقصان نہیں آیا اور یہ تمام وساوس مدفوع ہیں اور بعضے مخل اسلام لا الہ الا اللہ و اعوذ باللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ مردود و مطرود ہیں اور قیاس جلال الدین سیوطی و ابن حجر کو کام کا نہونا ان وسوسوں کے سبب سے گنگوہی کہتا ہے پس جب تمام وساوس اوسکی رفع ہوئی اور کوئی وجہ خرابی قیاس میں ہونا ثابت نہوئی تو بلاشبہ قیاس کام کا ہے اور جامع براہین کے حقمیں خسران ثابت ہے صفحہ ۱۶۶ میں جامع براہین نے بعد قول خود کے (اور قیاس کی کیفیت معلوم ہوچکی کہ یہاں کام کا نہیں یہ قول کہا ہے (اور قرآن و حدیث سے کچھ ثبوت نہیں پس سب آپکے علماء کا فتویٰ لا یعبأ بہا ہوگیا اور بدعت ہونا مقرر ہوگیا جامع براہین کا کام عناد و انکار بدیہیات ہے خدا تعالیٰ کا خوف نہیں اور بندوں سے شرم نہیں مؤلف انوار ساطعہ نے اثبات محفل میلاد شریف کیواسطے و رفعنا لک ذکرک اور اسکی تحت کی عبارت تفسیر کبیر کے کان اللہ تعالیٰ یقول املأ العالم من اتباعک کلہم یثنون علیک و یصلون علیک لکھی اور بیان کیا کہ آیت مذکورہ میں یہ محفل داخل ہے اسلیئے کہ اسی محفلمیں کثرت درود شریف کی اسقدر ہوتی ہے کہ اور مجالس وعظ و تدریس میں نہیں ہوتی اور معجزات و کرامات و حلیہ شریف کا ذکر ہوتا ہے پس یثنون علیک و یصلون علیک اس محفل پر صادق ہے اور منبر چوکی پر با آواز بلند بڑہنے سے شان رفعت و رفعنا لک ذکرک کے ظاہر ہے اور وہ روایتیں مذکور ہوتی ہیں جو صحابہؓ نے تابعین میں اور تابعین نے مجالس تبع تابعین میں اونکو بیان فرمایا ہے اور طبقہ بعد طبقہ ہم تک وہ ذکر پہونچا اگر یہ ممنوع ہوتا تو نہ صحابہؓ ذکر کرتے نہ ہم مدائح و مناقب آنحضرت صلعم کے مجالس میں بمقتضائی و رفعنا لک ذکرک کے افاق میں منتشر کرتے یہ بیان مؤلف انوار کا بہت عمدہ ہے جامع براہین اس تقریر کے انوار دیکھکر

متحیر و پریشان ہو کچھہ جواب نہ بن پڑا عاجز ہو کر جھنجھلا کر صفحہ ۱۴۶ مین مؤلف انوار ساطعہ کے حقمین زبان درازی کرنے لگا کہ
مؤلف کو بالکل ہوش نہین کہ سمجھے اور گنگوہی کہنے لگا کہ یقیناً و قطعاً یہ محفل آیت سے خارج ہو بسبب قیود غیر مشروعہ کے اگر اوس مین
حیرات و میرات بھی ہون ہان اگر یہ تمام قیود و امور غیر مشروعہ رفع ہو جاوین تو بیشک آیت مین یہ محفل داخل ہے اوسپر و تحقیق کے
بلکہ منارہ پر چڑھ جاوے جب بھی رفعت نہین ہو یہ قول جامع براہین کی کہکر عبارت رد المحتار کی ذکر کی و اقبح منہ النذر
بقرأۃ المولد فی المنائر مع اشتمالہ علی الغناء و اللعب و ایہاب ثواب ذلک الی حضرۃ المصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اوسکے
بعد کہا کہ منارہ پر پڑھنے مین رفعت نہین بلکہ اشتمال لعب و غنا کی سبب سے اقبح ہو گیا یعنے منارہ پر پڑہنا مولف کا مولود کیونکر
رفعت مین داخل ہی کہ مبتدعین و فجار کی تو قیر ہوتی ہو اور فنا دیل و تبذیر سے وہ محفل مظلم ہوتی ہے اور دو لوامر کی مذمت نصوص
مین موجود ہی اور آیات معجزات کی جواب مین جامع براہین فرماتی ہین کہ ہیئت کذائیہ صحابہ سے ثابت نہین ہو لہس اس ہیئت سے
ممنوع و بدعت ہونا ہمکو صحابہ سے منقول ہو کر معلوم ہوا پھر مؤلف انوار کو کہا کہ مولف کی عقل ناتمام کو دیکھنا ہو کہ جواز دس
ذکر فخر عالم کو یہان ثابت کرتا ہی تابعین کے مراد سے بیخبر ہی کہ وہ اوسکے مانع ہین جسکا ممنوع ہونا منصوص ہے اور ثابت بالاصل
ہونا جو مؤلف انوار نے ذکر کیا ہی سو جامع براہین فرماتی ہین کہ ذکر و کثرت ذکر کا کسیکو انکار نہین مؤلف کی فقط کمفہمی ہے
ان روایات سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ طبقہ عاشق فخر عالم کا تھا بار بار ذکر آپکا کرتے تھے جو کچھہ اونکا ذکر تھا وہ عین محبت تھی جسکو
اس ذکر مین غلط نکیا بلکہ ذم اوسکی فرمائی وہ ممنوع کہا پس اوس طبقے کے متروکات و مذمومات جملہ شنیع ہوئے سو قیود بر وجہ
مجلس ہمارے وقت کی مذموم ہوئی مگر مؤلف کو کچھہ فہم نہین) یہ جواب جامع براہین نے مولف انوار کے قول کا دیا جس سے علم و فہم جامع
براہین کا ظاہر ہی منصفین خود جانتے ہین کہ یہ جواب نہ موافق عقل کے نہ موافق نقل کے بلکہ ایک ہذیان ہی بمقابلہ آیت قرآن کے
و عبارت تفسیر وغیرہا کے جامع براہین سے صادر ہوا ہی اور مقدار تحکم اپنا اذکیا ہر ظاہر کیا ہی کہ تا بکجا رسیدہ است بار بار جل
جلکر مؤلف انوار پر تبرا کا اظہار ہو تو یہ طریقہ روافض و خوارج کا ہی یہ جامع براہین بسبب قیود و غیر مشروعہ کہ اس محفلکو آیت
مذکورہ سے خارج یقیناً و قطعاً اقسم المحروف کہتا ہی کہ جہل مرکب کے سبب سے خارج ہونا جامع براہین بتا دے اور یہی جہل
مرکب ہی کو یقین و قطع خیال کرے تو یہ خیال بر اختلال جامع براہین کا دوسرون پر حجت نہین ہی جسکے منہ کا مزا بسبب مرض صفرا کی
کی تلخ ہووے وہ ماکولات و مشروبات کو تلخ کہی تو دوسرونکی نزدیک جو مریض نہین وہ ماکولات و مشروبات تلخ کیونکر ہو جاوینگی
اور دوسرون کے نزدیک وہ یقیناً و قطعاً کیون تلخ قرار پاوینگی محفلین قیود اجتماع و تاریخ معین وغیرہا جنہین کلام
غیر مشروع ہرگز نہین ہین یہ ابھی اوپر گذر چکا ہی اور قیاس سے جلال الدین سیوطی و ابن حجر نے ثابت کر دیا ہی اور اوس قیاس
کا سالم ہونا بطلان سقوط سے واضح ہو چکا ہی پس قیود محفلکو غیر مشروع قرار دینا اپنی طرف سے شرع بنانا ہی اور ادعاء
شارع ہونیکا کرنا ہی جامع براہین کو خود فہم نہین شرو ہمکو غیر مشروع بدون اقامت دلیل غیر مشروعیت کی صرف اپنے

قول سے جو مؤلف انوار پر حجت نہین ہی بلکہ کسی مسلمان پر حجت نہین ہی بناتا ہی اور اُس پر خارج ہونا محفلکا آیت سے
بنا کرتا ہی اور مؤلف انوار پر طعن کرتا ہی الغرض قیود کا غیر مشروعہ ہونا مؤلف انوار کے مسلمات سے بھی نہین اور نہ کسی دلیل
قابل قبول علمائے فحول سے اون قیود کا غیر مشروعہ ہونا جامع براہین نے ثابت کیا ہی اور نہ اقوال علمائے معتبرین محققین اُسنے
پیش کیئے ہین جن سے غیر مشروع ہونا قیود مذکورہ ثابت ہو جاوے اور فاکہانیکا قول جو اُس نے پیش کیا تھا اوس
قول کا بمقابلہ جمہور محققین ساقط الاعتبار ہونا اور جمہور کے مقابلہ مین اوس پر فتوی دینے سے جاہل و خارق اجماع ہونا
اور اوسکے قول فی نفسہ کا دلیل شرعی نہ ہونا اوپر مذکور ہو چکا ہی پھر قیود محفل کا غیر مشروع ہونا کسطرح مولف انوار
و دوسرے اہل حق کے نزدیک مسلم ہووے اور اُس پر مبنی خروج محفل آیت مذکورہ سے ہووے پس بلاشبہ آیت مذکورہ مین
محفل داخل ہی اور فہم جامع براہین پر آفرین ہی کہ بلا دلیل اپنے مدعی کا ثبوت کرتا ہی اور الزام مالایلزم دیتا جاتا ہی یہ فہم و
الزام کسی وہابی پر حجت ہویگا جو جامع براہین کے فہم و قولکو حجت شرعیہ جانیگا اور ان الحکم الا للہ کا منکر ہوگا کوئی
مسلمان تو جامع براہین کے قول و فہم کو قبول ہرگز نہین کریگا بلکہ یہ صاحب قول مولف انوار کو بھی نہین سمجھے ہین
مولف انوار دخول محفل میلاد کا آیت مذکورہ مین بسبب کثرت ورود و ثنائی مانند ذکر معجزات و کرامات وغیرہا کے لکھتے
ہین اور اس حیثیت سے دخول کو جامع براہین بھی مانتا ہی چنانچہ خود کہتا ہی کہ قیود غیر مشروعہ رفع ہو جاوین تو بیشک
آیت مین یہ محفل داخل ہے اور ورود ثنا مین فی حد ذاتہا کوئی غیر مشروعیت نہین ہی اور یہ امر بدیہی ہی قطع نظر دوسرے قیود کے
کہ وہ مشروع ہین یا نہین یہ اپنی جگہہ پر ہی اور مولف انوار نے اسکی تصریح نہین کی کہ بحیثیت قیود متنازع فیہا یہ محفل داخل
آیت مین ہے جو جامع براہین انکار کرنے لگا اور محفلکو خارج آیت سے کہنے لگا الغرض جس حیثیت سے مولف انوار
کے قول سے دخول محفل آیت مین مفہوم ہی اوس کا رد قول جامع براہین سے نہوا اور جسکو گنگوہی رد کرنے لگا ہی اوس سے
قول مؤلف انوار ساکت ہی اگرچہ اپنی جگہہ پر ثابت ہی کہ جب قیود اجتماع و تاریخ کا مثلاً غیر مشروع ہونا ثابت نہوا اور
استحسان جمہور علمائے محققین علی مر الاعصار سے اون قیود کا ثبوت ہی تو اونکے یعنے قیود کے مشروعیت بلاشبہ ثابت ہے
پس اس حیثیت سے بھی یہ محفل خارج آیت سے نہین ہی پس جامع براہین کے قول سے نہ اوس حیثیت کا رد ثابت ہوا
جس حیثیت سے دخول محفل مؤلف انوار کے قول سے مفہوم ہی اور نہ اوس حیثیت کا رد ہوا جس سے قول مؤلف انوار
ساکت ہی اس محلین کیونکہ وہ حیثیت قیود کی غیر مشروع نہین ہی پس یونہی لچر و پوچ ہی یہ قول جامع براہین کا اگر بالفرض
والتقدیر کوئی قید کراہت بھی اس محفلین موجود ہوتی اور خیرات و مبرات جسکے سبب سے محفل آیت کے تحت مین داخل ہے
فی الواقع موجود ہین تب بھی یہ مسلم نہین کہ وہ قید کراہت محفل کی دخول تحت آیت کو منافی ہووے اور کسطرح سے مصداق
آیت نہ قرار دیجاوے اور مع قید کراہت اداکرنے سے یہ کہا جاوے کہ مقتضی آیت کا اس محفل مین مفقود ہی اور مقتضی آیت کا

وجود ہرگز کسیطرح نہین ہوا ہی دیکھو آیت اقیموا الصلوٰۃ آیت قرآنیہ ہی مقتضی اسکا طلب ادا نماز ہی اگر کوئی شخص نماز مع
قید کراہت ادا کرے تو اوس نماز مع قید کراہت کو یہ کوئی عاقل نہین کہہ سکتا ہی کہ یہ مقتضی آیت اقیموا الصلوٰۃ کا نہین ہی
اور مقتضی اوسکا موجود نہین ہوا ہی اور یہ قید کراہت ادا کی منافی ہی اور یہ فرد ادا نماز کا نہین ہی اور ذمہ اوس مصلی کا فرض
وقت سے بری نہین ہوا ہی ہان جامع براہین سا کوئی سمجھدار آدمی ہووے یہ کہدے تو کچھ تعجب نہین ہی کیونکہ جامع براہین کا
فہم و مذہب تمام جہان سے نرالا ہے قیام کراہت کو برابر قیام فساد کے خیال کرنا اور مقتضی ادا سے خارج کر دینا انہین کا کام
ہی علماء محققین تو مثبت بالنص کو اگرچہ مستلزم کراہت کی ہو اوسکو بھی مامور بہ مطلوب شارع مین داخل ہونا فرماتے ہین
اور کراہت کا مفقود ہونا اظہار کرتے ہین یہ نہین کہتے کہ امر مثبت بالنص کو کراہت کی لزوم کے سبب سے ترک کرو بلکہ بعض
محققین قائل ہین کہ امر مطلق سے انتفاء کراہت نہین ہوتی ہی اسلئے وقت غروب کے اوسہی روز کی عصر کی نماز و طواف
محدث باوجود مکروہ ہونے کے مامور بہ مانتے ہین اور جو محققین امر مطلق سے انتفاء کراہت کے قائل ہین وہ بھی ان دونون
کو مامور بہ مانتے ہین اور کراہت نفس مامور بہ مین نہونیکے سبب سے امر خارج مین کراہت کا ہونا مامور بہ کی حق مین غیر مضر
فرماتے ہین نور الانوار مطبع مصطفائی کے صفحہ ۳۱ مین ہے والصحیح عند الفقہاء انہ تثبت بہ صفۃ الجواز للمامور
بہ وانتفاء الکراھۃ ای المذھب الصحیح عندنا انہ تثبت بمجرد ایجاد الفعل صفۃ الجواز للمامور بہ وھو
حصول الامتثال علی ما کلف بہ والا یلزم تکلیف ما لا یطاق ثم اذا ظھر الفساد بدلیل مستقل بعد ذلک یعیدہ
واما الحج فقد اداہ بھذا الاحرام وفرغ عنہ والامر بالحج صحیح فی العام القابل بامر مبتداء وعند ابی بکر الرازی
لا یثبت بمطلق الامر انتفاء الکراھۃ لان عصر یومہ مامور بالاداء مع انہ مکروہ شرعا والطواف محدثا مامور بہ مع انہ مکروہ شرعا
قلنا ذلک الکراھۃ لیس لنفس المامور بہ بل بمعنی خارج وھو التشبہ لعبدۃ الشمس وکون الطائف محدثا ومثل ھذا غیر مضر
انتہی اور کبھی کراہت بجامع اقبال علی العزیمۃ نہین ہو سکتا ہے تو کراہت معفو عنہا ہوتی ہی جیسے نور الانوار کی صفحہ ۳۸ مین ہے لا یقال ان من شرع صلوۃ العصر فی اول الوقت
ثم مدھا بالتعدیل والتطویل الی ان غربت الشمس فان ھذہ الصلوۃ قد تمت ناقصۃ وکان شروعھا فی الوقت الکامل لانا نقول انما یلزم
ھذا ضرورۃ ابتنائہ علی العزیمۃ فی کل صلوۃ ان یودی فی تمام الوقت فالاحتراز عن الکراھۃ مع
الاقبال علی العزیمۃ مما لا یجتمع قط فیجعل ھذا القدر من الکراھۃ عفوا انتہی پس جب ذکر صلوٰۃ و ثنا مین کراہت
کچھ نہین اور کسی امر خارج مین کراہت پائی جاوے یا عزیمت ذکر و صلوۃ و ثناء کو لازم ہو جاوے تو یہ مقتضی آیت کی پائے
جانیکو غیر مضر ہی اور اس کراہت کی سبب سے آیت سے خارج ہونا محفل میلاد کا لازم نہین آتا ہی بہر تقدیر قول جامع براہین
کا بیفہمی و بیعلمی سے صادر ہوا ہی ایسے محلین کراہت کا وہم ہووے تب بھی عفو قرار دینا چاہی جیسا کہ صلوٰۃ عصر مذکور کے کراہت
عفو علماء نے قرار دی ہی یہ تو وہ کرے جسکو علم و فہم و انصاف کی نعمت ملی ہوئی ہووے جو اس سے بے بہرہ ہی وہ اسکا عامل کسطرح

ہوسکتا ہی نعوذ باللہ من ذلک لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم اور رد المحتار کی جو عبارت جامع براہین نے نقل کی سواسطے
کہ منبر وچوکی پر پڑھنے سے رفعت مولود کو نہین ہوتی ہی یہ بھی سراسر بیعلمی ہے کیونکہ عبارت شامی کا تو یہ مطلب ہی کہ نذر کرنا ایسے
مولود خوانیکا جو لہو وغناء یعنے راگ و باجے کے ساتھ ہو وے منارہ پر قبیح تر ہی قباحت کیوجہ ظاہر ہی کہ راگ و باجہ حرام ہونا آیت
قرآنیہ واحادیث نبویہ سے صراحتًا ثابت ہی اور اسپر اتفاق جمہور محققین بلکہ مجتہدین فقہاء کا ہی چنانچہ من یشتری لہو الحدیث
وبعثت لمحق المعازف والمزامیر ودیگر احادیث نبویہ اسپر دال ہین اور صاحب تفسیر احمدی مطلق غناء کی حرام جانی پر ۲۷ یاء ۱۵ کے
مجتہدین کا متفق ہونا تفسیر احمدیہ مین فرماتی ہین اور علامہ تفتازانی ومیر سید شریف شرح خلاصہ کیدانی مین حرام متفق علیہ
مثال سماع زمانہ کو فرماتی ہین جسکا استحلال کفر ہی او آمر محقق ہی کہ نذر معصیت حرام ہی یہ وہ محفل میلاد جو متنازع فیہ ہمارے
ہی کہاں ہی یہ اور چیز ہی اور وہ اور چیز ہے لفظ مولد جامع براہین نے اوس عبارت مین دیکھ لیا ہی اتنی خبر نہین کہ ایک لفظ
کو حقائق متضادہ مین بھی استعمال کیا کرتی ہین اوسکی حقیقت اوسکی سے بالکل مغائر ہی وہان ورود ثنا و ذکر معجزات
وکرامت کا ذکر کہاں ہی اور ہماری محفلین یہ تمام ہوتا ہی اور مولف انوار نے یہ کب کہا ہی کہ غناء ولہو کو بھی کوئی منارہ وچوکی پر
پڑھے تو اوسمین بھی رفعت شان ہی جو جامع براہین اس غناء ولہو کی محفلکو لے دوڑے اور منارہ سے رفعت نہونا او قبیح
ہونا عبارت شامی سے ثابت کرنے لگے اب کہئی آپکو ہوش نہین یا مولف انوار کو اور آپکی فہم پر آفرین ہی یا مولف انوار کے مولف
انوار کے کلام کو جامع براہین صاحب سمجھتے ہی نہین ہین اور رد کرنیکو موجود ہوگئے مولف انوار کا حضرت سلامت
مولف انوار نے اس محفل میلاد شریف کو چوکی ومنبر پر پڑھنا رفعت شان بتایا ہی اور یہ وہ محفل ہے کہ اوسکا انکار
کسی عالم وفاضل سے صادر نہونا اور تمام بلاد اہل اسلام مین اسکا جاری ہونا ملا علی قاری و دیگر علما وفضلا ربانی ہین
اور بڑے بڑے وفضلا اسکا جواز ثابت کرتے ہین اور شامی نے جو رد المحتار مین ذکر کی ہے اوسکے جواز کا تو آجتک ایک
بھی قائل نہین ہوا ہی اوسکا ذکر اسمحل مین سراسر نادانی ہی اگر کہو اسواسطے وہ عبارت رد المحتار پیش کی ہے کہ معلوم ہو جاوے
کہ منارہ پر امر نامشروع کا کرنا موجب رفعت نہین ہوتا ہی جواب یہ ہی کہ کس نے دعوی کیا ہی کہ امر نامشروع منارہ پر کرنے سے
موجب رفعت ہو جاتا ہی مولف انوار کے کسی قول سے یہ وہم ہی نہین ہوتا ہی اور جن امور کے کرنیکو مولف انوار کہہ رہے ہے
اونکی عدم مشروعیت ہرگز ثابت نہین ہے اور اول سے آخر تک اسہی پر الزام کہاتی اور زک فاش اٹھاتے چلے آتے ہو کہ تم ان
امور کو غیر مشروع بتاتے ہو تمہارے پاس کوئی دلیل شرعی وعقلی اسپر موجود نہین ہی بطور اپنی عادت قدیمہ کے کہتی ہو
کہ یہ امور محفل نامشروع ہین اس امر مین کوئی احمق تمہارے قولکو تسلیم کریگا اور مشروعیت انکی بارہا باقوال علما ثابت
ہوگئی اقوال سابقہ دیکھو مولف انوار کے قول مین غور کرو کسی عالم سے سمجھلو پس یہ امر غیر مشروع کا منبر وچوکی ومنارہ پر کرنا
کہاں ہی پس یہ عبارت تمکو ہرگز مفید اور ہم کو مضر نہین ہے اور اگر یہ مراد ہی کہ منبر وچوکی ومنارہ پر ثنا آنحضرت صلعم اور درود

پڑہنا مطلقا درست نہین ہی خواہ امور غیر مشروعہ اوسمین شامل ہون یا نہون اور یہی مراد رد المحتار کے عبارت کی قرار دو تو بدیہی البطلان ہی آنحضرت صلعم کی ثنا منبر پر حسان بن ثابت نے پڑہی اور آنحضرت صلعم نے خود پڑہوائی اور آنحضرت صلعم وصحابہ وکرام رضہ نے سنی بخاری و مسلم سے یہ واضح ہے منکر اسکا معاند و منکر صرف ہی اگر تم پہر عود کرو گے کہ وہ ثنا مشروع تہی اور یہ محفل غیر مشروع ہی تو پہر ہم بہی عود کرینگے اور کہینگے کہ غیر مشروع کہدینا تمہارا قول باطل ہے جو قابل التفات نہین ہے اور تمہاری وسادس جو کچہہ اس بارہ مین ہین سب کا بطلان ظاہر ہوچکا ہی ہمارے اقوال سابقہ کیطرف رجوع کرو اور اپنے گریبان مین منہہ ڈالکر دیکہو تو تمہارا کیا حال ہے اور پہر تم وہی قول باطل زبان پر لاتے ہو اور عبارت رد المحتار سے یہ ہرگز مفہوم نہین ہی کہ منارہ پر پڑہنا اُن امور کا بہی جسکو مولف انوار بیان کرتا ہی موجب رفعت شان نہین ہے اوس سے تو یہ ندر معصیت کہ راگ و باجہ ہی جو حرام عند العلما ہے گویئے کے ساتہہ اوس راگ مین کوئی نعت بہی ہو مراد ہی اُسکو قبیح کہا ہے چونکہ وہ منارہ پر لوگ کرتے تہے اسواسطے منارہ کو ذکر کیا جامع براہین کو فہم معانی عبارات سمجہنے کی کہان ہے جو یہ سمجہے اور محفل مولود مین مبتدعین و فساق کی توقیر ہونا اور قنادیل و تبذیر سے متظلم ہونا جو یہ جامع براہین بتاتا ہی یہ بہی بناء فاسد علی الفاسد ہے کہ اگر فی مجوزین محفلکو مبتدعین و فساق قرار دیا ہی اور قنادیل سے منور و روشن ہونے محفلکو بسبب عناد و سواد و تاریکی باطنی اپنی کی سے متظلم کہتا ہی اور جبا اوپر معلوم ہوچکا ہی کہ اوس محفل کا ثبوت قیاس شرعی و تعامل الناس سے ہی کہ وہ بہی ملحق بالاجماع ہی تو مجوزین کو بدعتی کہنا سوا ضلالت کے اور کیا ہی ایسے شخص کے قول کا کیا اعتبار ہی اور اگر مراد یہ ہو کہ دوسرے مبتدعین و فساق مانند روافض و خوارج کی توقیر اس محفلین کیجاتی ہے تو یہ سراسر دروغ ہی کوئی اہل سنت اپنی محافل میلاد شریف روافض و خوارج کو نہین بلاتا ہی اور نہ توقیر کرتا ہی بلکہ اہل سنت وہابیکی توقیر اہل سنت سے کوئی نہین کرتا ہی اور قنادیل واسطے روشنی کے مشروع تہین ہین انکو تبذیر مین داخلکرنا تلبیس و تدویر ہے ایسے موقع مین حاجت ضرورت ہی کسیقدر زیادہ بہی ہون تو جواز اُسکا کتب شرعیہ سے مفہوم ہی اسلئے کہ اسمین عظمت و شوکت شان ذکر ولادت آنحضرت صلعم کی متصور و متخیل ہے اور امر شرعی ہی اور امر شرعی کہ جس سے عظمت متصور ہووے وہ جائز ہی چنانچہ قران شریف پر سونا اور چاندی چڑہانا اور مسجد کے دیوارونکا منقش چاندی و سونے و گچ سے کردینا اگرچہ ضروری نہین ہے اور اسکی حاجت نہین ہی لکن چونکہ عظمت متصور ہے اسلئے درست لکہا ہی فی در المختار وجاز تحلیة المصحف لما فیہ من تعظیمہ کما فی نقش المسجد انتہی وفی رد المحتار قولہ جاز تحلیة المصحف ای بالذہب و الفضة خلافا لابی یوسف کما قدمنا وقولہ کما فی نقش المسجد ای ماخلا محرابہ ای بالجص وماء الذہب لا من مال الوقف انتہی مختصرا اور بعض علما اسکے استحباب کے بہی قائل ہوئی ہین چنانچہ ہدایہ میں ہے قیل ہو قربة انتہی بطور دلالت کے نہ بطریق عبارت و اشارت کے اس عبارت سے مفہوم ہی کہ قنادیل تعظیم کیواسطے زیادہ حاجت سے بہی محفل میلاد مین درست ہین اور ایسے محل مین تبذیر نہین قرار دیجاتی ہے اگر تبذیر فقہاء ایسے محلین قرار دیتے تو سونا و چاندی و گچ کا صرف کرنا مصحف و مسجد مین بہی تبذیر قرار

دینے جسطرح وہان تبذیر نہین یہان بہی نہین ہے اور دوسری دلیل تعامل الناس خصوصًا علما کا ہے جو قیاس معتبر پر بہی حاکم ہے
پس جواز قنادیل کا بہی ثابت ہوا جامع براہین نے صفحہ ۱۳۳ مین کہا ہے کہ زینت مساجد کے بارے مین کہ زینت مساجد بوجہ ازالہ شین
اسلام کے ہے اور رفع شین اسلام کا فرض، انتہی اس قول جامع براہین سے فرضیت زینت مساجد کی ثابت ہوتی ہے یہ بہی غلطی ہے
زینت مساجد کو فرض کسی نے نہین کہا ہے پس یہ قول گنگوہی باطل ہے تب بہی ہمارا مدعی حاصل ہے کہ ہم کہدینگے کہ روشنی مین بہی
رفع شین مجلس ذکر ولادت آنحضرت کا ہے پس تمہارے مسلک کے موافق یہ روشنی بہی ضرور ہوئی اگر اسکو منع کروگے تم تو ہم تمہارے
قول کو منع کرینگے جسطرح تم جوابدوگے اوسیطرح اسطرف سے جواب ہوگا باقی رہی یہ بات کہ فساق لوگ بعض ریش بریدہ و
خلاف شرع لباس والے آجاوین اس ذکر پاک کے سننے کو تو محفل مین کراہت نہین آجاتی ہے جسطرح عید کی نماز و جمعہ کی
نماز و مجلس وعظ و مجلس نکاح و مجلس وعظ و ہر روز کی نماز جماعت مین آجاتے ہین مجالس مذکورہ و نماز جماعت ہر روزہ و عیدین و جمعہ مکروہ نہین ہو جاتی ہین
اور ان امور مذکورہ کا مکروہ ہو جانا ایسے لوگونکی حضور سے کتاب شرع مین مصرح نہین ہے راقم کی نظر مین جو مدعی ہووے
ثابت کرے اٹکل پچو باتین بنانے سے کچہہ نہین ہوتا ہے اور کراہت و بدعت کے ثبوت کیواسطے فقط جامع براہین یا کسی دوسرے کا کہدینا کافی
نہین ہے اگر کسی فاسق کو اس محفل مین بلایا ہے تب بہی کچہہ خرابی نہین ہے اسمین نیت خیر ہے تو بلانیوالا مستحق ثواب کا ہے کیونکہ مقتضائے
شعر ۔ تنہا عشق از دیدار خیزد ؛ بسا کین دولت از گفتار خیزد ؛ جب آنحضرت کی اوصاف پسندیدہ و حالات حمیدہ وہ
فاسق سنیگا تو محبت آنحضرت صلعم سے پیدا ہوگئی اور مقتضی محبت کا اطاعت و اتباع محبوب کے ہے ان المحب لمن یحب مطیع تو
فسق و فجور چہوڑ کر متبع آنحضرت صلعم کا ہوگا یہ مصلحت فساق کے بلانیمین بہت بڑی متصور ہے اور اوسمین گویا بلانا سبیل رب
کیطرف ساتہہ حکمت موعظت حسنہ کے پایا جاتا ہے جو مامور بہ قران شریف کا ہے لقولہ ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ
الحسنۃ اور یہ محفل سناتا ہے اون فساق کو نصیحت کرتا ہے اور ضمنًا اتباع آنحضرت صلعم کا اس پیرایہ مین حکم کرتا ہے ؎
خوشتر آن باشد کہ سر دلبران ؛ گفتہ آید در حدیث دیگران ؛ بلکہ اس محفل میلاد سے غرض ہی ترغیب اتباع آنحضرت صلعم
کی ہے باینطور کہ خود بخود اوصاف جمیلہ و کمالات جزیلہ سنکر سامعین کو محبت پیدا ہو جوش اتباع کا پیدا ہووے اور یہ اوقع
فی النفس ہے بہ نسبت زبانی کہدینے کہ اتباع کرو اور اس محفلمین بلانا اونہین لوگونکا مفید ہے جو اتباع آنحضرت صلعم مین قصور
بہت کرتے ہین مثل فساق کے مصرعہ مستحق کرامت گنہگارانند اور آیت قرآن احد من المشرکین استجارک فاجرہ حتی یسمع
کلام اللہ ثم ابلغہ مامنہ ذلک بانہم قوم لایعلمون سے ثابت ہے کہ کوئی مشرک امن طلب کرے تو اوسکو تم محمد صلعم امن دو
تاکہ وہ قران سنکر تدبر کرے اور حقیقت امر پر مطلع ہو جاوے اگر ایمان نہ لاوے تو موضع امن مین اوسکو تو پہنچا دو اور یہ امر سواسطے
ہے کہ وہ ایسے قوم ہین کہ حقیقت ایمان کو نہین جانتے ہین امن دینا سننے اور تدبر کرنیکیواسطے ضرور ہے پس اس آیت سے
واضح ہے کہ کافر کو بہی ذکر قران سنانا چاہیے تاکہ باعث ایمان پر ہووے پس بطور دلالت النص اس سے یہ بہی ثابت ہے کہ اسیطرح

ذکر اوصاف آنحضرت صلعم فساق کو جو مقر ایمان کے ہین بطریق اولی سنانا چاہی کہ فسق و فجور چہوڑ دینا اونکو بنسبت ترک شرک
مشرکین کے سے آسان ہی اور یہ سنانا موقوف بلانے پر اور مجلس مین آنے دینے پر ہی پس فساق کا آجانا اور اونکو طلب کرنا
غرض مذکور حاصل ہونیکی نیت محمود شرعی ہی نہ مذموم شرعی جامع براہین کو فہم کہان ہی مسائل شرعیہ جان لینے کی
اور اپنے کجروی سے ہنر کو بہی عیب جانتا ہی ؎ چشم بد اندیش کہ برکندہ باد * عیب نماید ہنرش در نظر * جس مقام
پر براہین قاطعہ مین حضور و طلب فساق کو اس جامع براہین نے وجہ کراہت محفل میلاد قرار دی ہے سب کا جواب یہان ہو گیا
منصفین انصاف کریں اون تمام مواضع کی مردود ہیں اس محفلین خیال فرمائنگے اور روایات معجزہ صحابہ رضہ کے جواب مین جو گنگوہی
نے ہیئت کذائیہ سے نہونا اور یہ موجب بدعت قرار دیا ہی اور اس ہیئت سے نہونا منقول صحابہ رضہ سے اپنی تک ٹہرایا ہی یہ بہی سراسر
بیعلمی ہے اس ہیئت کا ممنوع ہونا اس سے ثابت نہین ہوتا ہی کہ صحابہ رضہ نے یہ نہین کیا ہی بعد تسلیم اس امر کی کہ اس ہیئت
سے صحابہ رضہ نے نہین کیا ہی تو یہ مسلم نہین کہ تمام ہیئات مشروعہ فعل صحابہ رضہ مین منحصر ہین اور جس ہیئت پر فعل صحابہ رضہ وارد
نہین ہین بدعت ہی اور ہم تک وہ بدعت منقول ہے صحابہ رضہ سے اس ادعاء باطل پر کوئی دلیل جامع براہین یا کسی دوسرے
وہابی نے نہین قائم کی ہے پس دعوی بلا بینہ غیر مسموع ہی اور لازم آتا ہی کہ مدرسہ دیوبند جس ہیئت سے جاری ہے اور
جابجا سے چندہ جمع کیا جاتا ہی اور جلسہ امتحان ہر سال مین اور جلسہ دستاربندی کا ہوتا ہی اور سنا ہے کہ لوگ طلب کئے جاتے ہین
اور کتب حدیث مانند بخاری و مسلم کی جمع کرنا اور یہ ہیئت رکہنا جو بخاری و مسلم کی ہے اور باقی ہیئات کا صحابہ رضہ سے صدور
نہین ہوا ہی پس یہ تمام بدعت ضلالت و ممنوع ہونا چاہئے پس تمام وہابیہ کا مرتکب بدعت و ضلالت ہونا لازم آیا اور ہم معشر
اہل سنت و جماعت کے نزدیک تو جبتک کسی ہیئت و حالت کا ممنوع ہونا ایسے دلیل شرعی سے ثابت نہو جاوے کہ اوسکو
محققین نے قبول کیا ہووے تو ہم اہل سنت و جماعت اوس ہیئت و حالت کو ممنوع و بدعت نہین کہسکتے ہین ہمارے نزدیک جیسے
ہیئت بخاری و مسلم و مدرسہ ممنوع نہین یہ محفل میلاد کی ہیئت بہی ممنوع نہین ہے مولف انوار ساطعہ نے مدرسہ کے ہیئت
کذائیہ قرون ثلاثہ مین نہ پایا جانا اور اس ہیئت کذائیہ کے نہ پائے جانیکی سبب سے اصل تعلیم دین باطل ہونا اور بدعت
ضلالت ہونا بسبب وجود ہیئت کذائیہ کے بیان کیا تہا اسیطرح ہیئت کذائیہ سے محفل میلاد کا بہی بدعت نہونا ثابت
کیا تہا جامع براہین گنگوہی کا ہذیان صفحہ ۱۸۵ مین اس کے جواب مین یہ ہی کہ حال مدارس خلاف زمان آنحضرت صلعم کے
نہین ہی اور تعمیر مکان مدرسہ اسکو خلاف کہتا ہی محض کمفہمی گنگوہی بتاتا ہی صفہ اصحاب صفہ کو مدرسہ قرار دیتا ہی فقط
نام کا فرق ہونا بتاتا ہی اور حال مدارس و مکان کی تعمیر مین سنت کہتا ہی اور تغیر صورت باطلاق نص ثابت ہونا کہتا ہی اور بسبب
عناد کے ذکر ولادت آنحضرت صلعم کے امور لاحقہ محفلکو مغائر و منافی و موجب بدعت کہتا ہی یہ ہٹ دہرمی دیکہو کہ مدارس
کے بارے مین کہ خوب مال مارتے ہین دیوبند والے مثلاً تو ہیئت کذائیہ جو صحابہ رضہ کے زمانہ مین موجود نہ تہی وہ بہی درست ہو گئی اور

عین سنت ہی اور اطلاق نص کی تحت مین داخل ہی اور یہ مکان مدرسہ کا صفہ اصحاب صفہ مین بھی داخل رہا اور محفل میلاد
جس سے عناد ہی کہ فی الواقع اوس سے عناد صاحب ذکر سے عناد ہی جو علامت نفاق کی واضح ہی اوس کے ہیئت کذائیہ فقط
اسیوجہ سے کہ صحابہ رضؓ سے ثابت نہین بدعت ہوگئی اور اس محفل مین مشابہ کفار سے بناتا ہی اور دیوبند کے مدرسہ کو مشابہ
مدرسہ کفار کے نہین بتاتا ہی باوجودیکہ جسطرح امتحان سال بسال انگریزی مدارس مین تحریری ہوتا ہی دیوبند مین
بھی ہوتا ہی اور جسطرح وہان انعام تقسیم ہوتا ہی یہان بھی ہوتا ہی اور جسطرح انگریزی مدرسہ کا مکان پختہ بنایا جاتا ہے
دیوبند مین بھی یہ تمام امور تشبہ کے موجود مین ہان مدرسہ دیوبند سے اسلئے بدعت نہین ہی کہ وہان لوگ ہمشرب اسکے ہین
اب حال اس جامع براہین کا اسکے ایمان پر دلالت کرتا ہی یا مؤلف انوار کا الغرض ہیئت کذائیہ سے نہ پڑھنا صحابہ رضؓ کا معجزات
آنحضرت صلعم کو موجب بدعت ضلالت جو جامع براہین بتاتا ہی سراسر بے انصافی و بیعلمی و عناد محض ہے خدا تعالی ایسے
عناد و بے انصافی سے مسلمان کو بچاوے کہ اپنی مدعی کی ثبوت کیوقت ہیئت غیر منقولہ از صحابہ رضؓ کو موجب بدعت نہ بتاوے اور
ذکر میلاد شریف کی انکار کرنے کیواسطے باوجودیکہ اوس پر تعامل علماء و فضلاء و صوفیہ کا جاری ہی اوسکو موجب بدعت بتاوے سوائے
اوسکے کیا کہا جاوے کہ من الناس من یقول امنا باللہ وبالیوم الاخر الایۃ کا ایسا شخص مصداق ہی اور یہ جو کہا کہ اوس طبقہ کے
یعنی صحابہ کے متروکات و مذمومات جملہ شنیع ہوئی قیود مروجہ مجلس میلاد ہمارے وقت کے مذموم ہوئے مولف کو فہم نہین
ہذیان صرف ہی قیود مجلس میلاد طبقہ صحابہ کے مذمومات مین کہان ہین جو اوس پر مذموم ہونا قیود مروجہ میلاد کو مذموم بتانے
جامع براہین اور کوئی اوسکا چیلہ سچا ہے تو ثابت کرے کہ فلان قید مجلس میلاد کو صحابہ رضؓ نے مذموم بتایا ہی ورنہ یہ بہتان صرف
صحابہ رضؓ پر ہے جو جامع براہین کو مستحق دخول نار کرتا ہی اب مسلمان اہل انصاف غور کرین کہ ہذیانات جامع براہین کے
آیت ورفعنا لک ذکرک وعبارت تفسیر کبیر و ذکر معجزات وغیرہ کے بارہ مین ہین جو جواب مؤلف انوار ساطعہ مین پیش کی گئی
بھلا کوئی مسلمان منصف یہ کہہ سکتا ہی کہ مؤلف انوار کا جواب جامع براہین کیطرف سے ان ہذیانات بیان کرنے سے ہوگیا ہرگز
کوئی مسلمان منصف یہ نہین کہیگا بلکہ مؤلف انوار کا قول وراقم الحروف کی یہ تحریر لاظہار تغیر جامع براہین اہل تمیز کے
دیکھکر تمام اقوال جامع براہین کو سر منصف ہی علم ہذیانات محض جانیگا پس انوار ساطعہ کا قول غبار انگیز سے جامع
براہین سے ہرگز مکدر و منغبر نہوا اوسکا افاضہ انوار ویسی ہی باقی رہا غبار انگیزی سے جامع براہین کے جامع براہین کو دی نقصان
و خسران نصیب ہوا و مکبوب چلے وجہ رہا پس صفحہ ۱۶۶ کا قول جو اوپر گذرا کہ قرآن و حدیث سے کچھہ ثبوت نہین باطل ہوا
کیونکہ آیت قران ورفعنا لک ذکرک سے ثبوت باقی رہا محفل میلاد شریف کا اور احادیث سے بھی ثبوت محفل کا اوپر معلوم
ہوچکا ہی ایک حدیث عقیقہ بعد نبوت جسکو جلال الدین سیوطی نے پیش کیا ہی دوسری حدیث صوم عاشورا کی جسکو ابن
حجر نے اصل قیاس قرار دیا ہی تیسری حدیث صوم اثنین کے جس سے اعادہ شکر ولادت آنحضرت صلعم کا ثابت ہی جو کہ

حدیث حضرت عمرؓ و حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کی کہ روز نزول آیت الیوم اکملت لکم دینکم کو اتخاذ عید موافق قول یہودی کے
اوس سے مفہوم ہی جس سے ظاہر ہی کہ یوم ورود نعمت کو عید بنانا درست ہی اور یہودی نے جو کہا تھا ہم پر ایسی آیت نازل ہوتی
تو ہم عید بنا لیتے ایسے دنکو تو حضرت عمرؓ نے اوسکے قول کو رد نکیا بلکہ اوس دنکی عید بنانیکی طرف اشارہ کیا چنانچہ اوپر گزر
چکا ہی تو اوس سے واضح ہی کہ موافقت دوسرے فرقہ کفار سے کسی امر مین ہمارے امر کی ہو جاوے تو مذموم نہین ہی پس یوم
ولادت آنحضرت صلعم بھی یوم ورود بہت بڑی نعمت کا ہی اسکا عید بنانا اور سرور و جہو ظاہر کرنا حدیث مذکور سے معلوم
ہوا اور بالغرض مشابہت بھی کسی سے ہو جاوے تو مقبوح و مذموم نہین ہی پس یہ قرآن و حدیث سی ثبوت اس محفل میلاد
شریف کا ہی پس جامع براہین کا قول کہ قرآن و حدیث سے کچھہ ثبوت نہین سفاہت و بےعلمی یا کتمان حق و تعصب صرف سے
ناشی ہی اور یہی صفحہ ۱۶ اکے قول مین جو جامع براہین نے کہا کہ سب تمہارے علما کا فتوی لایعبأ بہا ہوگیا اور بدعت ہونا
مقرر ہوگیا افراط جہالت و سواد بے شدید سے یہ قول صادر ہوا ہی کیونکہ یہ قول مبنی ہی انکار فاکہانی پر و زعم فاسد جامع
براہین پر کہ قرآن و حدیث سی کچھہ ثبوت نہین اور فاکہانی کے انکار کا حال بخوبی معلوم ہوا اور اوسکا قول بلا دلیل و ساقط
ہونا اور مردود و غیر مقبول فضلا و علما ہونا ظاہر ہوگیا اور بمقابلہ جمہور کے لایعبأ بہ ہونا واضح ہوگیا اوس پر مبنی کرنا
اس قول مذکور کو جہالت و سفاہت یا حق پوشی دیدہ و دانستہ و تعصب صرف نہین ہی تو اور کیا ہی اور آیت قرآنی جو مولف
انوار نے پیش کی اوسکا جواب باوجودیکہ جامع براہین سے نہو سکا اور احادیث مذکور مثبتہ اس بارہ مین موجود ہین باین ہمہ قرآن
و حدیث سے ثبوت کا انکار کرتا ہی جسطرح شفاعت اہل کبائر کا انکار معتزلہ کرتے ہین باوجودیکہ قرآن و احادیث سے ثبوت ہی تو
یہ جہالت و سفاہت صرف یا عناد خالص نہین ہے تو اور کیا ہی اور یہ کہنا سب تمہارے علما کا فتوی لایعبأ بہا ہوگیا اس قول سے
واضح ہی کہ جن علما نے فتوی اس محفل کے جواز کا دیا ہی کہ اونمین ملا علی قاری و ابن حجر و سیوطی و سخاوی و ابن جزری و ابن جوزی
و شیخ عبد الحق دہلوی و محمد بن طاہر و ابن دحیہ وغیرہم علماء اعیان و فضلاء زمان یہ سب ہمارے یعنے اہل سنت و جماعت کے
علما ہین اور اس جامع براہین کے یہ علما نہین ہین یہ بطور مفہوم مخالف کی جو متفاہم عرف مین معتبر ہی ثابت ہوا اور ان
فتوے کو غیر معتبر کہنا بہت بڑی بے ادبی ہے کہ ایسے معتبرین علما کی فتوی کو غیر معتبر قرار دیتا ہی اپنی گستاخی و انحراف سے
جب ایسے معتبرین کے فتوے کا اعتبار نہین ہے آجکل چند وہابیہ گستاخ اور انکا شیخ جو مولوی اسمعیل مقتول جنکو طفل
مکتب ہونیکی نسبت بھی اون علما سے حاصل نہین ہے اور بمقابلہ اونکی جاہل صرف ہین اور ان کے اقوال سے اونکی دین و
ادب کا حال معلوم ہی کیونکر جامع براہین معتبر ہونا بمقابلہ اہل سنت و جماعت کے ثابت کر سکتا ہی جامع براہین گستاخ کو
یہ خیال نہ آیا کہ یہ قول جس سے صراحتاً گستاخی ساتھہ علماء متبحرین کے ثابت ہی کوئی اہل عقل کیونکر تسلیم کریگا اور کسطرح
جامع براہین کو بے ادب نجانیگا اور اس قول باطل پر یہ متفرع کیا کہ بدعت ہونا مقرر ہوگیا جسکا بطلان واضح ولائح

ہو کہ انہی اقوال باطلہ سے کسطرح امر مستحسن علماء متجبرین مثبت ساتھ قرآن و احادیث کی بدعت ہو جاویگا لاحول ولا قوۃ
الا باللہ العلی العظیم صفحہ ۱۶۶ کی قول میں حجیہ جامع براہین نے کہا ہی کہ (حاضر ہونے سے مشائخ و علما کے کچھہ حجت جواز
کی نہوئی اگر کروڑون علما بھی فتوی دیوین بمقابلہ نصوص کی ہرگز قابل اعتبار کے نہین) سراسر جہالت و سفاہت ہی کہ
حضور مشائخ و علما کو حجت جواز ہونا و فتوی کروڑون علماء کو غیر ملتفت ہونا زعم کرتا ہی خدا کا خوف اسکو کچھہ نہین ہے اور
شرم و حیا سے کچھہ کام نہین اتنی خبر اوسکو نہین کہ جس امر پر کروڑون علما فتوی دینگے تو سبیل مومنین قرار پاویگا اور کروڑون
علماء کا فتوے ہوجاویگا تو کوئی خایف من اللہ متخلف اوس سے نہین ہوسکتا ہی اور کوئی معتبر و لائق اعتماد انکار اوسکا نہین
کرسکتا ہی پس وہ اجماع امت کا ہوگا اور اجماع امت کو غیر قابل اعتنا رکہنا انکار مضمون آیت قرآن و من یتبع غیر
سبیل المومنین نولہ ما تولی و نصلہ جہنم کا ہی اور جامع براہین نے غیر معتبر ہونا فتوی اسقدر علما کو لکہا جن سے
اجماع امت متصور و متخیل ہے تو گنگوہی پر لازم آیا کہ اجماع امت کا غیر حق و صلاحیت پر ہونا ہی جامع براہین کے نزدیک
اور یہ عقیدہ بھی خلاف حدیث لا تجمع امتی علی الضلالہ کے ہوا اور جب اس قدر علمائے یعنے کروڑون نے ایک امر پر فتوی دیا تو
اونھون نے اس امر کو مستحسن جانا اور جو مسلمانون کے نزدیک مستحسن ہے وہ خدا تعالی کے نزدیک بھی مستحسن ہے بحدیث ما راٰہ المسلمون
حسنا فهو عند اللہ حسن اور اس مستحسن کو غیر معتبر جامع براہین بتاتا ہی تو جو خدا تعالی کے نزدیک مستحسن ہے وہ اوس نے
غیر معتبر بتایا ہی پس اسکے عقیدہ کا کیا ٹھکانا ہی جامع براہین یا اوسکے ہمشربون کے فہم سے بعید نہین کہ کہین کہ کروڑونکا فتوی
بمقابلہ نصوص غیر معتبر ہونا ہمنے کہا ہی اور بمقابلہ نصوص کروڑون کا فتوی ایسا ہی ہے یعنے غیر معتبر ہے جواب اسکا
یہ ہی کہ کروڑونکا فتوے بمقابل و مخالف نصوص ہونا ممکن نہین ہے کیونکہ اجماع امت کا ضلالت پر بقولہ علیہ السلام لا تجمع علی الضلالۃ
ممکن نہین ہے بلکہ اجماع اکثر کا بھی ضلالت و غیر حق پر ہونا مسلم نہین ہے بقولہ علیہ السلام اتبعوا السواد الاعظم اتباع اکثر
کا مامور بہ ہی اگر ضلالت و غیر حق پر اکثر کا اجماع ہوگا تو لازم آویگا کہ شارع علیہ السلام نے ضلالت و غیر حق کے اتباع کا
حکم دیا ہو اور یہ لازم باطل ہے اسیطرح ملزوم بھی باطل ہے اور محفل میلاد شریف کے جواز کا فتوے کسی نص کے مقابل و مخالف
ہونا ہرگز مسلم نہین ہی اور کوئی نص قرآن و حدیث موجود نہین ہے جو عدم جواز محفل میلاد پر دال ہووے صرف قول باطل جامع
براہین کا ہی جو نص کے مقابل و مخالف زعم کرتا ہی مسلمانونکو معلوم ہووے کہ فرقون بدعیہ جو خارج دائرہ اہل سنت و جماعت مین انکی
یہ ہمیشہ کی عادت ہی کہ اہل سنت و جماعت کے علما جس مسئلہ پر ہوتے ہین اعدا اوس مسئلہ پر فتوی دیتے ہین اور جم غفیر علما اہل
سنت و جماعت اوس مسئلہ کو جائز بتاتے ہے تو وہ یعنے فرقہ بدعیہ بے محل آیت و حدیث پیش کرکے جم غفیر کے مسئلہ کو اٹھانا
چاہتے ہین دیکھو اہل سنت و جماعت کے نزدیک چار عورتون سے زیادہ نکاح مین لانا درست نہین بعض فرقہ بدعیہ خارج اہل سنت
سے چار سے زیادہ کا نکاح بتاتا ہی اور اہل سنت و جماعت کے خلاف چلتا ہے اور آیت فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنی

وثلث وربٰع کو پیش کرتا ہی کہ ما طاب لکم مطلق ہے جمیع کیواسطے بدلیل صحت استثنا رکی عدد سے اور قول مثنیٰ وثلث وربٰع سے
آیت کی تخصیص نہین قبول کرتا ہی اور کہتا کہ تخصیص بالذکر بعض عداد کے مستلزم نفی حکم کو باقی اعداد مین نہین ہے بلکہ یہ عدد
ذکر کرنا دلالت کرتا ہی اوپر رفع حرج وحجر کے مطلقًا اسلئے کہ کوئی شخص اپنے بیٹے کو کہے جو جاے تو وہ کر بازار مین جا یا شہر مین
یا باغمین تو یہ تصریح نہی امر کی اوسکے ہاتھہ مین زمام اختیار کی مطلقًا تفویض اسنے کردی اور حرج وحجر اوس سے مطلقًا
رفع کردیا اور یہ مراد نہین اسکے اس سے ہوتی ہی کہ اذن مخصوص ان ہی امور مذکورہ کے ساتھہ ہے بلکہ یہ اجازت مذکور وغیر مذکور
دونونکی ہوتی ہی اسیطرح یہان اعداد زوجات سے مرادی کہ مذکور وغیر مذکور سبکو شامل ہے آیت سے اسطرح مخالف مذہب اہل سنت وجماعت
کے وہ فرقہ مسئلہ ثابت کرتا ہی اور حدیث سے اسطرح ثابت کرتا ہی کہ بالتواتر ثابت ہی کہ آنحضرت صلعم کے نو زوجات امہات مومنین رض تہین اور اللہ تعالی نے آنحضرت صلعم
اتباع کا سبکو حکم فرمایا ہی بقولہ فاتبعوه اور اقل مراتب امر کا اباحت ہی پس نو ہمارے واسطے بہی درست ہوئین دوسری
یہ کہ سنت نام طریقہ کا ہی اور آنحضرت صلعم کا چار سے زیادہ نکاح کرنا ہی پس چار سے زیادہ نکاح کرنا سنت ہی آنحضرت صلعم نے
فرمایا ہی فمن رغب عن سنتی فلیس منی ظاہر حدیث سے ثابت ہی کہ جو شخص چار سے زیادہ نکاح کرنا ترک کرے تو اوس پر
ملامت لوم متوجہ ہی پس اولی یہ ہی کہ اصل جواز ثابت ہی دیکھو اسیطرح فرقہ بدعیہ مسئلہ اہل سنت وجماعت کی مخالفت قرآن
وحدیث پیش کرکے کہتا ہی اور مسئلہ اہل سنت جماعت کو مخالف قرآن وحدیث کی بتاتا ہی اور اتفاق واجماع اہل سنت کا غیر ملتفت جانتا ہی اور
اہل سنت وجماعت اثبات حصر کیواسطے یہ جواب دیتے ہین کہ غیلان ایمان لائے تھے اور انکی نکاح مین دس عورتین تہین آنحضرت صلعم نے انکو فرمایا کہ چار رکھو اور
اور باقیکو چھوڑ دو اور مروی ہے کہ نوفل بن معاویہ اسلام لائے تھے انکی نکاح مین پانچ عورتین تہین آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ چار رکھو اور باقی چھوڑ دو اور دونونکا یہ جواب اس فرقہ
بدعیہ نے دیا ہی کہ جب قرآن شریف سے عدم حصر چار مین مفہوم ہوا اور اس حدیث سے حصر مفہوم ہوگا تو نسخ ہوگا عدم حصر کا حدیث سے جو خبر واحد
ہی اور یہ غیر جائز ہی دوسرا جواب یہ ہی کہ حدیث واقعہ ایک حال کا ہی کہ اسمین چند احتمال ہین محتمل ہے کہ چار کو رکھنے اور باقی کو ترک
کرنیکو آنحضرت صلعم نے اسواسطے فرمایا ہو کہ ان چار اور باقی کے درمیان مین جمع کرنا بسبب نسب کی جائز نہووے یا بسبب رضاع
جائز نہووے یہ اقوال قائم ہین ایسے حدیث سے نسخ قرآن جائز نہین ہے اب اوس فرقہ بدعیہ کو جواب ہم معشر اہل سنت وجماعت
کیطرف بہت بڑا معتمد ومحکم یہ ہی کہ اجماع فقہاء امصار کا ہی کہ چار پر زیادت درست نہین ہے اس امر پر بہی دو شبہ وارد ہین اول یہ
اجماع ناسخ ومنسوخ نہین ہوتا ہی پہر کسطرح اجماع کو ناسخ آیت مذکورہ کا کہینگے دوسرا شبہ یہ ہی کہ امت محمدیہ مین قید
دو تین چار سے زیادہ کی حرمت کی قائل نہین ہے اور اجماع مع مخالفت واحد واثنین کے منعقد نہین ہوتا ہی جواب اول شبہ کا
یہ ہی کہ اجماع ناسخ نہین ہے لیکن اجماع کاشف ہی حصول اوس ناسخ کا زمانہ آنحضرت صلعم مین تہا جب اجماع ہوا تو معلوم ہوا کہ عدم حصر
وزیادت چار عورتونکی آنحضرت صلعم کے زمانہ مین منسوخ ہوچکا ہے ورنہ اجماع نہوتا اور جواب دوسرے شبہ کا یہ ہی کہ مخالف اس
اجماع کے اہل بدعت ہین اونکی مخالفت کا اعتبار نہین ہے دیکھو جسطرح یہ فرقہ بدعیہ اہل سنت جماعت کے مسئلہ کو مخالف قرآن وحدیث کے

بتاتا ہی اور جم غفیر اہل سنت وجماعت کی فتوے کا اعتبار نہین کرتا ہی اسیطرح یہ جامع براہین فتوی کروڑون علمار کو مخالف نصوص قرار دیکر غیر ملتفت الیہا قرار دیتا ہی مانند فرقہ بدعیہ کے مسئلہ نکاح چار عورتون سے زیادہ کی بارہ مین اور مسئلہ مذکورہ کا جسطرح بہت بڑا محکم جواب اجماع فقہار امصار کا ہی اور کوئی جواب قرآن وحدیث سے اُسکے موافق نہین ہے چنانچہ اوپر ابھی معلوم ہوا پس جامع براہین کے قول کے موافق انکا بمقابلہ نصوص کروڑونکا فتوے غیر معتبر ہے تو چاہی کہ بمقابلہ آیت فانکحو ماطاب لکم ومقابلہ حدیث نو زوجات ہونے آنحضرت صلعم کے وبمقابلہ فمن رغب عن سنتی فلیس منی کی کہ یہ تمام نصوص ہین فتوے اہل سنت وجماعت یعنے فقہار امصار کا عدم زیادت چار کے بارہ مین غیر معتبر ہونا چاہی اور جامع براہین کو لازم ہی کہ اُس فرقہ بدعیہ کے موافق ان نصوص کو حجت لاکر بمقابلہ انکی فتوے فقہا امصار کا اعتبار نکرکے چار سے زیادہ عورتونکی نکاح کا قائل ہو جاوے اور فرقہ روافض وغیرہ مین سے ہو نا خود کا بظاہر قبولکرے اور اگر یہی جواب اُسکے نزدیک مسلم ہی کہ فقہار امصار کا اجماع کاشف ناسخ ہی تو اول کوئی نص آیت وحدیث جس سے مسئلہ نکاح عورتونکی بارہ مین ہی میلاد شریف کے بارہ مین موجود ہی ہرگز نہین ہی اگر اوسکے زعم فاسد مین ایسے نص کا وجود ہی تو اوس نص کا جواب بہی اسہی قسم کا جاننا چاہی اور میلاد کی محفل کا جواز ماننا چاہی اگر اوسہی اپنی ہٹ پر باقی رہیگا تو مانند اوسہی فرقہ کے جو فقہار امصار کا مسئلہ مذکورہ مین اعتبار کرکے اور انکی اجماع واتفاق کو کاشف ناسخ جانکی موافقت اہل سنت کے نہین کرتا ہی اُسکو یعنے جامع براہین کو بھی جانا جاویگا الغرض مخالفت نصوص کے فتوی کروڑون علما کا ہرگز نہین ہوسکتا ہی جن نصوص سے کے مخالفت کوئی ناواقف گمان کرے تو اوسکی زعم فاسد کی خرابی ہے مخالفت ہرگز نہین ہے کسی اہل سنت وجماعت کا یہ قول نہین ہے کہ کروڑون علمار کا مخالف نصوص کے فتوے دینا ممکن ہے جہان مخالفت معلوم ہوتی ہی تو وہان ایسی قسم کی تاویل اہل سنت وجماعت کرتی ہین جس سے وہ مسئلہ جمہور علما کا باقی رہے اور مخالفت اوٹھجاوے جیسا کہ ابہی مسئلہ نکاح عورات معلوم ہوا پس قول جامع براہین سراسر باطل ولوچ ولچر بدعت ضلالت موجب استحقاق عذاب نار ہی اور استحسان جمہور علمائے مشائخ وفضلار کا محفل میلاد شریف مین بلاشبہ حجت جواز ہی کوئی وہابی بیعلم نمانی تو نہ مانی اور یہ قول جامع براہین کا اوسہی صفحہ ۱۶۶ مین کا اگر کچھ بھی علم وعقل ہو تو ہی پس قول سبط ابن جوزی کا کہ یحضر عندہ فی المولد أعیان العلماء والصوفیۃ بمقابلہ نصوص ہرگز ملتفت الیہ نہین ہی اور تمام بلاد مین اشتہار اوس کا دلیل شرعی نہین صلوۃ لیلۃ البراۃ اور رغائب تمام دنیا مین شائع ہوئی اور بدعت ہی رہے پس اشتہار امر غیر مشروع کا موجب جواز نہین پس سخاوی کے اس قول مین کوئی حجت نہین اور علی ہذا علی قاری کا کہنا کہ تمام ملکون مین رائج ہی اوسہی قول باطل پر مبنی ہے کہ بمقابلہ نصوص کروڑونکا فتوے غیر معتبر ہی جسکا بطلان بخوبی معلوم ہو چکا ہے اور اس سے وہی اہل بدعت کا قول کی تائید ہی کہ فقہا امصار کے فتوی واجماع کو نہ ماننا چاہئے اور جنکو آپنے زعم فاسد مین نصوص قرار دیلیا ہین اون ہی پر عمل کرنا چاہی پس چار سے زیادہ عورتونکی جواز کے جو نصوص ہین اونپر ہی عمل کرنا چاہئے

اور فقہاء امصار کے اجماع کا معتبر ہونا اور تمام ملکون مین اہل سنت وجماعت کے نزدیک چار سے زیادہ نکاح کرنا رائج ہے یہ کوئی
حجت شرعیہ جامع براہین کے نزدیک نہین ہے تو پس چار سے زیادہ عورتون کا نکاح کا جواز ثابت ہونا قول جامع براہین سے
لازم آیا اس بدعقیدہ کا کیا ٹھکانا ہی اگر کچہہ بھی علم و فہم جامع براہین کو ہوتا تو ایسا نہ کہتا ایسا کلمہ مؤلف انوار کے
حقمین کہا تہا یہ خود جامع براہین پر عائد ہوا اپنے فہم پر جامع براہین کو رونا چاہیے حضور صوفیہ اور اعیان علما کا مولد
شریف کی محفل مین اور اشتہار تمام بلاد مین اور تمام ملکونمین رائج ہونا جو قول سبط ابن جوزی و سخاوی و ملا علی قاری سے
ثابت ہی بلا شبہ دلیل شرعی ہی کیونکہ یہ تعارف و استحسان علما کا ہوا اور تعامل و استحسان علما بلا شبہ دلیل شرعی ہی اور ملحق اجماع کے
ساتھہ ہی چنانچہ اوپر نور الانوار سے گذر چکا ہی اور یہ بھی گذر چکا ہی مسلم الثبوت و شرح سے کہ اتفاق علمای محققین علی ممر الاعصار
حجت ہی مانند اجماع کے اور اس محفل میلاد شریف پر تعامل واقع ہونا علما کا علی ممر الاعصار اور اتفاق کرنا محققین کا اس پر واضح
ہی پس یہ تعامل و اتفاق دلیل شرعی ہے منکر اوس کا معاند و مکابر ہے اور کتب اصول پر نظر اسکو ہرگز نہین ہی بلکہ کتب فقہ مین
بھی عرف تعامل کا دلیل شرعی ہونا اور استحسان کا حجت ہونا لکھا ہی چنانچہ فتح القدیر مین ہے لان العرف انما صار حجة بالنص
وهو قوله عليه السلام ما راه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن وما لم ينص فهو محمول على عادة الناس في الاسواق لانها اي
العادة دالة على الجواز فيما وقعت عليه لقوله ما راه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن وفي ذلك دخول الحمام وشرب
ماء السقاء لان العرف بمنزلة الاجماع عند عدم النص انتهى مختصرا رومال ناک منہہ کی صفائی کیواسطے رکہنا جائز
اسواسطے لکہا ہی کہ عامہ مسلمین عامہ بلاد مین استعمال کرتے ہین قال في العناية قوله هو الصحيح لان عامة المسلمين
استعملوا هذا في عامة البلدان لدفع الاذى ما راه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن انتهى یہ محفل بہی تمام
مسلمین عامہ بلاد مین کرتے ہین فرقہ بدعیہ وہابیہ بحث سے خارج ہین اونکا تخلف مضر اتفاق کو نہین ہی پس یہ بہی یعنی محفل
میلاد شریف بہی جائز و داخل تحت حدیث ما راہ المسلمون کی ہوئی اور عرف اس پر جاری ہی اور نص ممانعت
یہان مفقود ہی مزعومات فاسدہ جامع براہین سے نص ہونا ثابت نہوا اور نہ ہو سکتا ہی اور عرف بمنزل اجماع ہونا وقت
عدم نص کی عبارت فتح القدیر سے ثابت ہی پس یہ عرف واقع محفل پر بمنزل اجماع ہوا جسکا دلیل شرعی ہونا واضح ہے
اور نتائج الافکار مین ہی کتاب الاجارہ مین لان التعامل اذا وقع من غير نكير منكر فقد حل محل الاجماع وفيما نحن فيه وقع
كذلك على ما صرح به من قال بجواز العقد في كل الشهور والاجماع دليل قطعي والدليل الذي خالفه التعامل
ههنا انما هو كون جهالة المدة مفسدة للعقد وهو موجب القياس والقياس دليل ظني لا يصلح المعارضة الدليل القطعي
اصلا فضلا ان لا يعتبر القطعي في مقابلة انتهى وفي الدر المختار انتهى في كتاب الوقف لان التعامل يترك به القياس لحديث
ما راه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن بخلاف ما لا تعامل فيه كثياب ومتاع وهذا قول محمد وعليه الفتوى

انتہی وقال العلامۃ الشامی علیہ لان التعامل یترک بہ القیاس فان القیاس عدم صحۃ وقف المنقول لان من شرط الوقف علی التابید والمنقول لایدوم والتعامل کما فی البحر عن التحریر ہو الاکثر استعمالا وفی شرح البیری عن المبسوط ان الثابت بالعرف کالثابت بالنص وتمام تحقیق ذلک فی رسالتنا المسماۃ نشر العرف فی بناء بعض الاحکام علی العرف وظاہر ما مر فی مسئلۃ البقرۃ اعتبار العرف الحادث فلا یلزم کونہ من عہد الصحابۃ وکذا ہو ظاہر ما قدمناہ انفا من زیادۃ بعض المشائخ اشیاء جری التعامل فیہا وعلی ہذا فی الظاہر اعتبار العرف فی الموضع والزمان الذی اشتہر فیہ دون غیرہ انتہی بقدر الحاجۃ وقال الشامی فی موضع آخر من ذلک الکتاب اعنی رد المحتار والعرف فی الشرع لہ اعتبار لذا علیہ الحکم قد یدار انتہی یہ تمام عبارات کتب معتبرہ فقہ کی باعلی صوت نداکرتی ہین کہ تعامل بمنزل اجماع کی ہے اور تعامل کے مقابلہ مین دلیل قیاسی ساقط ہی کیونکہ یہ یعنے تعامل دلیل قطعی ہی اور قیاس دلیل ظنی ہے اور شرع مین عرف کا اعتبار ہی اور عرف سے جو مسئلہ ثابت ہی وہ ایسا ہی جیسا کہ نص سے ثابت ہی اور عرف و تعامل زمانہ صحابہ رض سے ہونا ضرور نہین ہے عرف حادث کا بھی اعتبار ہی پس بخوبی واضح ہی کتب فقہ و اصول سے کہ عرف و تعامل دلیل شرعی ہی اور تعامل یہ ہی کہ اکثر الاستعمال ہو چنانچہ عبارت شامی مین ناقلا عن التحریر موجود ہی اور اس محفل پر یہ تعریف تعامل و تعارف و عرف صادق اور تمام ملکونمین رائج ہونا اور مشائخ و صوفیہ و اعیان کا اس محفلمین حاضر ہونا یہی تعامل ہے پس اسکا یعنے تعامل کا دلیل شرعی قطعی ہونا ظاہر ہی جامع براہین نے اسکی حجت ہونیکا انکار بسبب جہالت کے کیا ہی کہ علم فقہ و اصول سے بی بہرہ ہے اور نہ کسی عالم کامل سے صحبت ہی کہ سنکر ہی اوسکو معلوم ہو جاتا ایسے شخص کے قول کا کیا اعتبار ہی کہ جسکو علم فقہ و اصولکی خبر نہ اوسکو فقیہ و اصولی کامل کی صحبت حاصل اور صلوۃ رغائب پر اس محفل کے تمام ملکونمین مروج ہونیکو قیاس کرنا اور مانند صلوۃ رغائب کے بدعت و مکروہ قرار دینا جہالت صرف ہی اسلئے کہ صلوۃ رغائب پر تعامل علماء و فضلاء و مشائخ صوفیہ کا کہان واقع ہوا ہی اور اوسکے اثبات مین کتب و رسائل علمانے ایسے کہان لکھے ہین اور جسطرح اس محفل کے منکر کو رد کیا ہی صلوۃ رغائب کے منکر کو کہان رد کیا ہی بلکہ صلوۃ رغائب کے موضوع ہونیکی علمانے تصریح کی ہے اور اوسکی یعنے صلوۃ رغائب کے علماء ہر مذہب نے مذاہب اربعہ مین سے سخت تردید کی ہے اس کے یہانتک کہ بہت سے بلاد مین اس صلوۃ کا نام و نشان اون علماء کے تردید کے باعث مٹ گیا چنانچہ صاحب مجمع البحار خاتمہ مین فرماتے ہین وقد جعلہا جہلۃ ائمۃ المساجد مع نحو صلوۃ الرغائب شبکۃ لجمع العوام وطلبا للریاسۃ والتقدم وملاء بذکرہا القصاص مجالسہم ثم ان اللہ تعالی اقام ائمۃ الہدی فی سعی ابطال الصلوۃ وامثال ہذہ المنکرات فتلاشی امرہا وتکامل ابطالہا فی البلاد المصریۃ والشامیۃ فی اوائل المائۃ الناجیۃ انتہی اس عبارت سے واضح ہی کہ صلوۃ رغائب کو ائمہ مشہورین مصر و شام نے بالکل مٹا دیا اوسکے ابطال مین کوشش کرکے اور یہی خاتمہ مین صاحب مجمع البحار فرماتے ہین وصلوۃ الرغائب موضوع بالاتفاق انتہی اس نماز کو یعنے صلوۃ الرغائب کو تو بالاتفاق علماء محققین معتبرین محدثین وغیرہم موضوع قرار دیتے ہین اور اس نماز کی بارہ مین

جو احادیث بتائی ہین وہ تمام موضوعہ ہین اور حدیث موضوع پر عمل بالاجماع حرام ہے قول صاحب درالمختار وفی صفۃ
بخط ثقۃ وکذا صلوۃ الرغائب انتہی کے تحت مین علامہ شامی فرماتے ہین ثم ان مانقلہ قال الرحمتی ہو من الحواشی الموحشۃ
ویمنع التوثیق بذلک الخط اجماعہم علی حرمۃ العمل بالحدیث الموضوع وقد نصوا علی وضع حدیث ہذہ الصلوات
والفقہ لاینقل من الحواشی المجہولۃ سیما ماکان فسادہ ظاہرا انتہی وقال فی شرح المنیۃ قال ابو الفرج بن الجوزی
وابو بکر الطرطوسی صلوۃ الرغائب موضوعۃ علی رسول اللہ صلعم وکذب علیہ انتہی قال العلامۃ الشامی
فی موضع آخر قال فی بحر ومن ہنا یعلم کراہۃ الاجتماع علی صلوۃ الرغائب التی تفعل فی رجب فی اول جمعۃ
منہ وانہا بدعۃ وما یحتالہ اہل الروم من نذرہا لتخرج عن النفل والکراہۃ فباطل انتہی قلت وصرح بذلک
فی البزازیۃ کما سیذکرہ الشارح آخر الباب وقد بسط الکلام علیہا شارح المنیۃ مصرحا بان ماروی فیہا باطل
موضوع وبسط الکلام فیہا خصوصا فی الحلیۃ وللعلامۃ نور الدین المقدسی تصنیف حسن سماہ ردع الراغب
عن صلوۃ الرغائب احاط فیہ بغالب کلام المتقدمین والمتاخرین من علماء المذاہب الاربعۃ انتہی قال النووی
فی شرح مسلم واحتج العلماء علی کراہۃ ہذہ الصلوۃ المبتدعۃ التی تسمی الرغائب قاتل اللہ واضعہا ومخترعہا
فانہا بدعۃ منکرۃ من البدع التی ہی ضلالۃ وجہالۃ وفیہا منکرات ظاہرۃ وقد صنف جماعۃ من الائمۃ مصنفات
نفیسۃ علی تضلیل مصلیہا ومبتدعہا ودلائل قبحہا وبطلانہا وتضلیل فاعلہا اکثر من ان تحصر واللہ اعلم انتہی
الغرض صلوۃ الرغائب کو علماء محققین نے مستحسن نہین جانا ہے اور اسکا رواج علماء وصوفیہ ومشائخ مین نہین ہوا اور علماء اعیان
تعامل اس پر واقع نہین ہوا بلکہ جہال مین اس نماز نے شیوع پایا تھا اور اسکے ابطال مین علماء وفضلاء نے بہت بڑی کوشش
کرکے نیست ونابود کردیا اور چارون مذاہب کے علماء متقدمین ومتاخرین سے اوسکی تردید ثابت ہوئی اور اسکو بالاتفاق
موضوع وکذب آنحضرت صلعم پر بتایا اور موضوع پر عمل بالاجماع حرام فرماتے ہین جسکا حاصل یہ ہوا کہ یہ صلوۃ بالاجماع
ناجائز ہے پس جسکو بالاجماع حرام وموضوع علماء فرماوین اور چارون مذہب کے فضلاء اوسکو رد کرین اوس پر قیاس
محفل میلاد کو کرنا کہ اوسمین کسی حدیث موضوع پر عمل نہین ہے اور اس محفل کو کسی نے موضوع ہی نہین فرمایا ہے اور اس پر
تعامل فضلاء وصوفیہ ومشائخ واقع ہے اور اس محفل کے وہ علماء بھی قائل ہین جو صلوۃ رغائب کو ناجائز وموضوع بتاتے
ہین چنانچہ صاحب مجمع البحار صلوۃ مذکور کو موضوع بتاتے ہین بالاتفاق اور اس محفل کو جائز فرماتے ہین اور ابن جوزی
بھی صلوۃ رغائب کو موضوع فرماتے ہین اور محفل میلاد شریف کی تعریف کرتے ہین اور امام نووی کے استاد ابو شامہ اس
محفل کے مجوز ہین اور امام نووی اور انکے استاد صلوۃ رغائب کو مردود ہونا فرماتے ہین اور اوسکے رد کے بارہ مین ائمہ دین کی غیر محصور
تصانیف ہونا فرماتے ہین پس اس محفل کا مروج ہونا مانند مروج ہونے صلوۃ رغائب کے ہرگز نہین ہے جانے برائے فہم علم تا

توجو جیسر دود علماء کی نزدیک ہی اور اوسکی بارہ مین بی نہایت تصانیف موجود ہین اوسکو اور اس محفل میلاد شریف کو جسکی
اثبات کی بارہ مین بکثرت تصانیف موجود ہین علماء فضلاء کی ایکسان قرار دینا یہ کمفہمی کا ثمرہ اور عدم علمی و بے انصافی کا
باعث ہی کہ نور ظلمت مین فرق کرنا اسکو حاصل نہین اوسکو حق و باطل کی تمیز نہین اور اسکو اسقدر خیال نہین کہ جب
ابن حجر و جلال الدین سیوطی و سخاوی و ابن حجزری و ملا علی قاری و صاحب مجمع البحار و ابن جوزی و غیرہم فقہاء و
محدثین کا کچھ اعتبار یہہ نہین کرتا ہی اور ایسے متبحرین کی اقوال فتاوی کو غیر معتبر کہتا ہی اور قابل اعتبار نہین جانتا ہی بلکہ
کہتا ہی کروڑون فتوی دین تو تب بہی اعتبار نہین تو تحقیقات احادیث و دیگر مسائل کے بارہ مین پہر کسکا اعتبار کریگا
اور ایسا جھوٹا حیلہ اپنی طرف سی فرض کر کے اقوال فقہاء و محدثین محققین معتبرین جم غفیر و جماعت کثیر کو نہ مانا جاوے
اور تاویلات رکیکہ سے اونکی اقوال کو رد کر دیا جاوے اور جو حجت اونکی ہو اونکو اسیطرح سے واہی تباہی باتین کر کے
جیسی کے اس جامع براہین نے کی ہین اٹہا دیا جاوے تو احکام شرعیہ تمام برہم و درہم ہو جاوین اور ایمان سے ہاتھ دہو
بیٹہین دیکھو ایک فرقہ اہل کتاب کا ہی وہ نبوت آنحضرت صلعم کا اور قران کی حقیقت کا مقر ہے لکن باوجود اسکی وہ کافر
اسلیے کہ نبوت آنحضرت صلعم کو مخصوص ساتھ حجاز کی قرار دیتا ہی اور دلیل فاسد اپنے مدعی کاسد پر یہ لاتا ہی کہ خدا تعالی
قرآن شریف مین فرماتا ہی وکذلک اوحینا الیک قراٰنا عربیا لتنذر ام القری ومن حولها فی البضاوی لتنذر ام القری اهل
ام القری وهی مکة ومن حولها من العرب انتهی اس آیت مین آنحضرت صلعم کو حکم ہی کہ ام القری یعنی مکہ شریف والے
لوگونکو اور اسکی گرداگرد کے لوگونکو کہ فقط حجازی انذار کا حکم ہی پس اس آیت سے نعوذ باللہ من ذلک وہ فرقہ نبوت
آنحضرت صلعم کو مخصوص حجاز کی ساتھ ہی کرتا ہی اگر ارسلناک الی الناس کافة ونحوها و احادیث پیش کیجاوے ہماری طرف سی تو انکو
بھی ایسے تاویلات رکیکہ سے مخصوص حجاز کی ساتھ کر دیگا جسطرح تاویلات و توہمات کاسدہ سے جامع براہین محفل میلاد کا
انکار کرتا ہی اور اتفاق و اجماع امت پیش کیا جاوے تو مانند جامع براہین کے کہدیگا کہ اجماع و اتفاق بمقابلہ نصوص کے مقبول
نہین اور بمقابلہ نصوص کے کروڑون کا فتوی بہی غیر معتبر ہے اور قابل التفات کی نہین ہی اب دیکھو اسی تقریر جامع براہین سے
کفر تک بھی ثابت ہو سکتا ہی اور ایسے گفتگو مزخرفات سی ایمان بھی کہو سکتا ہی کوئی ایسا آدمی ہے جیسا کہ جامع براہین ہے
اور تحریف معنوی آیت قرانی ین کر دینا بہی جامع براہین کے نزدیک جائز ہے چنانچہ والعاملین علیها جو نص ہے
صدقات کی بارہ مین اور شروع و صدر اس آیت انما الصدقات للفقراء والمساکین الایة ہی اس سے اجرت مدرس
کا جواز ثابت کرتا ہی اور کہتا ہی صفحہ ۱۸۵ مین کہ زمان فخر عالم مین عمال کو عمالہ ملتا تھا قرآن مین فرمایا ہی والعاملین علیها
سو وہی امر دینی پر لینا اب بہی کوئی امر زائد نہین ہے ہان تغیر وصف ہوا ہی کہ اوس وقت بطور رزق و کفلیہ کی تھا اور رزق
قضاة و ولاة و غزاة و غیرہ سب یہی قسم ین اب بطور اجرت ٹھہر گیا ہی انتہی) جامع براہین اجرت خود کہتا ہی اور پھر صدقہ کی آیت

سے اسکا اثبات کرتا ہی اجرت وصدقہ کو ایک قرار دیتا ہی تحریف معنوی آیت کی ہی ایسے تحریفات یہود کیا کرتے تھے کسی مسلمان کا
کام نہین ہے بلا شبہ صدقہ وزکوۃ اور چیز ہے اور اجرت اور چیز ہی صدقہ وزکوۃ تملیک بلا عوض کی ہی اور اجرت بمقابلہ عوض کے
ہوتی ہی یعنے جو اجرت من کل الوجوہ ہی وہ بلا عوض نہین ہوتی اور زکات پر جو عامل ہوتا ہی اوسکو بقدر عمل دیا جاتا ہے اور
و من وجہ صدقہ اور من وجہ اجرت ہے شبہ اجرت وصدقہ دونونکا اوسمین ہے، اسیواسطے ہاشمی عامل ہو اوسکو دینا درست نہین
ہی اور نصف سے زیادہ دینا درست نہین ہے اور اگر مال زکوۃ جمع کیا ہوا ہلاک ہوجاوے تو کچھہ ندیا جاویگا چنانچہ درمختار
وشامی مین یہ بیان موجود ہی اور یہ جو عامل کو دیا جاتا ہی جو ذی شبہین ہے، اجارہ کے طور پر نہین ہوتا ہی اسلئے کہ اجارہ بدون
مدت معلوم وعمل معلوم واجرت معلوم کے نہین ہوتا ہی چنانچہ شرح ہدایہ مین ہے، اور مدرسین کو جو دیا جاتا ہی وہ اجرت کے ہی
طور پر ہوتا ہی اجرت معلوم ومدت معلوم اوسمین ہوتی ہے بیس یا تیس یا چالیس روپیہ مثلاً یہ اجرت معلوم ہوئی اور
ایکماہ مین اسقدر مدرسہ کا وقت معلوم ہوتا ہی علوم معروفہ مروجہ معلوم ہوتی ہین ایسی بطور اجارہ کے ہے اور من کل الوجوہ
اجرت ہوتی ہے یہ بلا شبہ آیت سے ہر طرح سے خارج ہی داخل قرار دینا آیت مین تحریف معنوی ہی جو ہمیشہ یہود نے اور
اور قضاۃ وغزاۃ وغیرہ کو بہی قسم کہنا مثبت اس امر کا ہی کہ صدقات مین سے ہی اونکو دیا جاتا ہی اور عاملین جسکی مصرف ہین
اوسکے ہی مصرف قضاۃ وغزاۃ وغیرہما ہی ہین یا یہ کہ بطور اجرت کے جسطرح مدرسین کو دیا جاتا ہی اسیطرح انکو بہی دیا جاتا
تو بہی سراسر غلطی ہے کیونکہ قضاۃ وغیرہا مصرف اور چیز کے ہین کہ جسکی مصرف عاملین علی الصدقات ہین اوسکے مصرف
قضاۃ وغزاۃ وغیرہا ہرگز نہین ہین اور یہ بطور اجرت بہی ہرگز نہین دیا جاتا ہی بلکہ علما ومعلمین بلا اجرت کو یعنے جو بلا اجرت
ایسی بطور تعلیم وتدریس کرتے ہین اوسکو بطور کفایہ دینے کا حکم قال فی در المختار مصرف الجزیۃ والخراج ومال التغلبی وھدیتہ
للامام وما اخذ منہم بلا حرب ومن ترکۃ ذمی وما اخذہ عاشر منہم (مصالحنا) کسد ثغور وبناء قنطرۃ وجسر
وکفایۃ العلماء والمتعلمین وبہ یدخل طلبۃ العلم والقضاۃ والعمال ککتبۃ قضاۃ وشہود وقسمۃ ورقباء سواحل
ورزق المقاتلۃ وذراریہم ای ذراری من ذکر مسکین فہذا مصرف جزیۃ وخراج ومصرف زکاۃ وعشر مر فی الزکاۃ
ومصرف خمس ورکاز مر فی السیر وبقی رابع وھو لقطۃ وترکۃ بلا وارث ودیۃ مقتول بلا ولی ومصرفہا لقیط
فقیر وفقیر بلا ولی وعلی الامام ان یجعل لکل نوع بیتا یخصہ ولہ ان یستقرض من احدھا لیصرف للآخر ویعطی
بقدر الحاجۃ والفقہ ان لفضل فان قصر کان اللہ علیہ حسیبا انتہی اس عبارت سے واضح ہی کہ مال چار قسم کا
ہی ہر ایک قسم کی مصارف جدا جدا ہین امام پر واجب ہی کہ ہر ایک مال کو علیحدہ علیحدہ مکانین رکہے اور جدا جدا مستحق کو دیوے
علماء وقضاۃ وغزاۃ کو جزیہ وخراج ومال تغلبی وہدیۃ تغلبی وما خوذ من الکفار بلا حرب وما خوذ عاشر از کفار مین سے
دیا جاوے یہ لوگ مصرف اس مال کے ہین اور مصرف زکوۃ وعشر دوسرے ہین جو مصرف زکوۃ وعشر مین مذکور ہین اور

مصرف خمس درکاز کی دوسرے ہین کتاب الجہاد مین گذری ہین اور مصرف ترکہ بلاوارث و لقطہ و دیتہ مقتول بلا ولی کا لقیط فقیر و فقیر بلا ولی ہی دیکھو یہ تمام اقوال جدا جدا اقسام مین ہر ایک کے مصارف جدا جدا ہین جامع براہین سبکو ایک قسم اپنی بےعلمی سے زعم کرتا ہی اور علما رحسب علم مصرف زکوۃ کہتے ہین اور یہ والعاملین علیہا مین شامل کرتا ہی جو مصرف زکوۃ کے ہین اور جزیہ و خراج وغیرہما مذکورہ کی مصرف معلمین بھی ہین لکن وہ معلمین جو بلا اجر کی تعلیم کرتے ہوویں چنانچہ شامی مین مصرح ہی اور عمال سے مراد درمختار مین کاتب قضاۃ و گواہ قسمت مین الورثہ والشرکاء کیوقت جو حاضر ہوتے ہین اور نگہبان کناروں دریا کے ہین چنانچہ یہ عبارت درمختار مین ہی موجود ہی اور عمال مین مذکر و واعظ بحق و علم و والی و طالب علم و محتسب و قاضی و مفتی و معلم بلا اجر بھی داخل ہین فی رد المحتار قولہ والعمال من عطف العام علی الخاص لما فی القہستانی انہ بالضم والتشدید جمع عامل وھو الذی یتولی امور رجل فی مالہ و عملہ کما قال ابن الاثیر فیدخل فیہ المذکر والواعظ بحق علم کما فی المنیۃ وکذا الوالی وطالب العلم والمحتسب والقاضی والمفتی والمعلم بلا اجر کما فی المضمرات انتہی عاملین مین وہ معلم داخل ہے جو بلا اجر تعلیم کرے اور عاملین وہ ہین جو مصرف زکوۃ کے ہین یہ وہ نہین جو مصرف جزیہ و خراج وغیرہما مذکورہ بالا کے ہین الغرض والعاملین علیہا شامل کسیطرح مدرسین و معلمین بالاجر نہین ہے اور ہر ایک قسم مال کے علیحدہ ہی اور ہر ایک کا مصرف علیحدہ جامع براہین کا بسبب بے علمی کے تحریف معنوی آیت قرآن مین کرنا ثابت ہی اور جامع براہین مفسر بالرای بنتا ہی اور تمام امت کی خلاف مدرسین و معلمین بالاجر کو آیت قرآنیہ مین داخل مانکر جواز اجرت تدریس قرآن سے ثابت کرتا ہی اسقدر خبر نہین کہ اگر قرآن سے اجرت علم دین و تعلیم قرآن پر ثابت ہوتی جیسا کہ یہ زعم فاسد و وہم کاسد جامع براہین کا ہی تو آنحضرت صلعم یہ کیون فرماتی اقرؤا القرآن ولا تاکلوا بہ امروین پر لینی کے یہی معنی ہین کہ اجرت لینا درست ہی اور آیت کا بھی مطلب یہی ہے تو فرمانا آنحضرت صلعم وان اتخذت مؤذنا فلا تاخذ علی الاذان اجرا مخالف قرآن کے ہوگا اگر یہ کہو کہ قرآن سے تو جواز مفہوم ہی لکن حدیث ناسخ ہے تو باوجودیکہ خبر واحد سے نسخ ثابت نہین ہو سکتا ہی تب بھی مطلب ہمارا حاصل ہے کہ جواز منسوخ ہوا حدیث سے تو عمل و قول جواز کیواسطے منسوخ سے حجت جامع براہین نے پکڑی ہی و مرتکب حرام کا ہوا یا یہ کہو کہ جامع براہین کہ حدیث احاد بمقابلہ قرآن شریف کے متروک تو جامع براہین سے یہ کہنا چاہیے کہ جامع براہین صاحب آپ مصداق اس قول کے ہین خشکہ باگندہ بہر وزہ اگرچہ گندہ لکن ایجاد بندہ امام ابوحنیفہ و صاحبین و مشائخ نے تو آجتک یہ جواب بنایا اور امام صاحب و صاحبین الی آخر العمر عدم جواز کی قائل رہی اور اوباوجود مجتہد ہونے کے یہ حکم قرآن مجید مین موجود تھا اور امام اعظم لقب تھا اونکو نہ معلوم ہوا اور تمام متقدمین کو بھی وقوف اس جواب پر نہوا بلکہ مشائخ متاخرین مین سے بھی جو جواز اجرت کی قائل ہوئی اون پر بھی یہ جواب پوشیدہ رہا اور جواز کی علت بالاتفاق کل نے ضرورت قرار دی اور فقہاء ابتک مصرح ہین کہ بعضون نے حکم جواز دینے مین مخالفت امام صاحب

وصاحبین کی کی ہے اور اصل مذہب عدم جواز ہی قال فی رد المحتار فہذہ مجموع ما افتی بہ المتاخرون من مشائخنا وھم
البلخیون علی خلاف فی بعضہ مخالفین ما ذھب الیہ الامام وصاحباہ وقد اتفقت کلمتھم جمیعًا فی الشروح
والفتاوی علی التعلیل بالضرورۃ وھی خشیۃ ضیاع القرآن کما فی الھدایۃ وقد نقلت لک ما فی مشاھیر متون
المذھب الموضوعۃ للفتوی فلا حاجۃ الی نقل ما فی الشروح والفتاوی وقد اتفقت کلمتھم جمیعًا
علی التصریح باصل المذھب من عدم الجواز انتہی اب اس فتنہ وفساد کی اور انتشار جہل وفساد عقائد کو زمانہ
مین جامع براہین سے بعلم آدمی ونافہم کی کو یہ معانی قرآن کے معلوم ہوئے جو حدیث وفقہا دکی بالکل مخالف ہین ہان جامع
براہین وحی کا ادعا کری کہ وحی سے یہ معنی جدید معلوم ہوئی ہین اور یہ معنی اب ہی قرار دیگئی ہین اس آیت کی بحکم وحی جدید
نعوذ باللہ من ذلک تو یہ امر دوسرا ہی ایسے خرافات سی اسکو شرم وحیا نہین آتی ہی کہ کوئی دیکھیگا تو کیا کہیگا باین
ہمہ مولف انوار کو کم فہم وبعلم بتاتا ہے ان حضرت پر اپنی ذات کا پرتو پڑتا ہی اور اپنے اوصاف معلوم ہوتے وہ دوسرے
قرار دیتے اپنے پر قیاس مولف انوار کو بھی کرتے ہین الغرض جامع براہین کی مسلک سے تمام جہان کے بدعات وکفریات کا ثبوت
ہو سکتا ہی اور اسکی تقریر پر سید احمد خان کی تقریر سے جس نے تفسیر احمدی اردو لکھی ہے اور قرآن شریف کی معنے بدلے ہین
اور اپنے نفس کے موافق کئی ہین کم نہین ہے بلکہ بڑہکر ہے پس ایسے شخص کا کیا اعتبار ہی اب منصفین کو خوب واضح ولائح ہو گیا
ہوگا کہ قول فاکہانی ذکر کرنا سراسر سفاہت ہی اور بمقابلہ جمہور قول فاکہانی بالکل مردود ہے اور قیاس جلال الدین وابن
حجر صحیح ودرست ہی وسواس جامع براہین اوسکی بارہ مین جسقدر ہین سب باطل ہین اور فتوی علما کا اس بارہ مین معتبر ہے
اور اس محفل پر تعامل وتعارف علما کا واقع ہی وہ ملحق ساتھہ اجماع کے جو دلیل قیاس سے بڑہکر ہے اور تقاریر جامع براہین
مانند فرقون بدعیہ کی ہین جو قابل التفات نہین اور ایسے تقاریر سے بدعات کا ثبوت وسنن واحکام شرعیہ کا رفع لازم آتا ہی
پس ثبوت محفل میلاد شریف کا جو مولف انوار نے دیا ہے حق ہے اور اہل سنت وجماعت کو فتح نصیب ہے وہابیہ کو ہاتھہ مین
سوائی نقصان وخسران شکست وزک فاش کے کچھہ نہین ہے اور ذکر ولادت آنحضرت صلعم کا وہ چیز ہی کہ بڑے بڑے فضلا
وعلمانے اور مشائخ وصوفیہ نے اسکو قبول کیا ہی جامع براہین یا کوئی دوسرا حیلہ سازی وروباہ بازی سے کسطرح
اسکو نہین اوٹھا سکتا ہی انکے ایسے مزخرفات سی کیا ہوتا ہی اہل سنت وجماعت کا اس سے کچھہ نہین کرسکتے ہین اپنا سیر پیٹتے ہین
شعر ناقصی گر کند این طائفہ را طعن قصور ؛ حاشا للہ کہ برآرم بزبان این گلہ را ؛ ہمہ شیران جہان بستہ این سلسلہ اند
روبہ از حیلہ چسان بگسلد این سلسلہ را ؛ قال صاحب انوار ساطعہ اس سے ظاہر ہوا کہ وہ جو کوئی ایک دو آدمی ادہر اودہر انکار کرتا
رہا وہ مخالف ہزارون بلکہ لاکہون کے اور خلاف سواد اعظم کے سمجہکر ہر دورہ مین اور ہر عہد مین وہ منکر اپنے علما ومعاصرین
کی نزدیک غیر مقبول ومتروک العمل رہا **قال** جامع البراہین القاطعۃ صفحہ ۱۶۶ اور وایک عالم موافق نصوص شرعیہ کے فرماوے

اور اوسکے تمام دنیا مخالف ہوکر کوئی بات خلاف نصوص اختیار کرے تو وہ ایک دو ہی عالم مظفر و منصور اور عند اللہ مقبول ہونگے
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یزال طائفۃ من امتی علی الحق منصورین لا یضرہم من خالفہم حتی یاتی
امر اللہ طائفہ خود قطعہ شئی کا ہوتا ہی اور قلت پر دلالت کرتا ہی پس ارشاد مخبر عالم ہی کہ جو موافق کتاب و سنت کے کہے وہ
طائفہ قلیلہ اگرچہ رجل واحد ہی ہو وہ علی الحق ہے اور اوسکے مخالف تمام دنیا ہی ہو تو مردود ہے اور یہان خود مبرہن ہوچکا
ہی کہ یہ مجلس مروج ادلہ اربعہ شرعیہ کے خلاف ہی اور ادلہ اربعہ سے بدعت ہونا اسکا ثابت ہی فماذا بعد الحق الا الضلال
اب مؤلف ممالک کے شمار کرکے اپنی کرم کہانی لکہی جاوے بندہ احقر پہلے عرض کرچکا کہ مولف کے پاس کوئی دلیل سوائے
اسکے نہین کہ تمام علما کرتے رہے اور یہ بشرط ثبوت و تسلیم کوئی حجت شرعیہ نہین حجت وہ ہی کہ ادلہ اربعہ سے پیدا ہووے
اب مؤلف کا مایہ علم اور دلیل اثبات اوسکے مدعی کی یہانتک نوبت پہونچی کہ ہمایون وغیرہ بادشاہونکی حکایت سے استشہاد
کرنے لگا اور کفار فرنگ کے تعطیل کو بہی حجت جواز بنالیا کل کو رام لیلہ کے تعطیل کو حجت جواز رام لیلہ کے نہ لکہدی
استغفر اللہ استغفر اللہ مؤلف کی حواس مین بے شک فتور اور اوسکو ضعف دماغ سے مالنخولیا ہوگیا ہے افسوس انتہی

اقول وباللہ التوفیق وبیدہ ازمۃ التحقیق جامع براہین صاحب قول صاحب انوار کو تو سمجہتے نہین ہین اٹکل پچو جو
چاہتے ہین احادیث رسول اللہ صلعم کے مراد خلاف لیکر موافق اپنے مطلب کی کہدیتے ہین اتنی خبر نہین کہ یہ تحریف کرنا
بہی افترا علی رسول اللہ صلعم مین داخل ہے اور غیر مراد شارع کو مراد ٹہرانا ضلالت ہی چنانچہ عجالہ شاہ عبدالعزیز صاحب
مین موجود ہے صاحب انوار ساطعہ کے الفاظ مذکور بالا سے واضح ہی کہ ایک آدمی کا اکا بمقابلہ ہزارون و لاکہون علما
کی غیر مقبول اور متروک ہی جامع براہین صاحب فرماتے ہین کہ دو ایک عالم کے مخالف تمام دنیا ہو تو وہ ایک دو ہی عالم
مظفر و مقبول عند اللہ ہونگے اگر مراد تمام دنیا سے جہال تمام دنیا کی ہین تو وہی بات ہوئی کہ من چہ میگویم و طنبورہ
من چہ میسراید صاحب انوار ساطعہ تو جہال تمام دنیا کی مقابلہ مین ایک عالم کا قول غیر مقبول نہین فرماتے ہین معلوم نہین یہ کسکو جامع براہین صاحب جواب
دیتے ہین نشہ شراب غفلت سے بیدار ہوکر جامع براہین صاحب کو بات کرنا چاہئے ورنہ قابل مناظرہ و خطاب نہین ہے اور اگر ایک دو عالم کی مقابلہ مین تمام
دنیا کے علما کا قول جو ہزارون و لاکہون ہوویں جامع براہین غیر مقبول زعم کرتے ہین تو یہ وہی بدعت سخت و ضلالت کرخت ہی اور لاکہون علما اور تمام فضلا کی حق مین یہ عقیدہ
فاسد و عقیدہ رکہنا کہ یہ نصوص کے مخالف ہین اور دو ایک مخالف نہین ہین کسی اہل سنت و جماعت کا یہ عقیدہ نہین ہے اور کوئی
دلیل شرعی و عقلی اسکی مثبت نہین ہے اگر لاکہون علما امت محمدیہ صلعم اور تمام دنیا کے فضلا مخالف نصوص
ہوویں تو وہ نصوص ایسے ہونگی جیسے اہل بدعت و اہل کفر پیش کرتے ہین مانند فانکحوا ما طاب لکم کے جس سے چار
عورتون سے زیادہ کا نکاح جائز ہونا اہل بدعت ضلالت مانند روافض وغیرہ کے ثابت کرتے ہین اور مانند لتنذر
ام القری ومن حولہا کی کہ اوس سے اہل کفر و طغیان مخصوص ہونا نبوت آنحضرت صلعم کا ساتھ ملک عرب کے ثابت

کرتی ہین جسکا ذکر اوپر گذرا ہے اور مانند آیت وامسحوا برؤسکم وارجلکم کے جس سے روافض بلکہ بعض اہل سنت بھی
جواز مسح رجل ثابت کرتے ہین چنانچہ محمد بن جریر طبری سنی وہ بھی تخییر کا درمیان غسل ومسح کے
قائل ہوا ہے تکملہ مجمع البحار مین ہے تحت لفظ عرقوب کے فیہ جواز التعذیب بالنار من الصغائر لان ترک
بعض عضو الوضوء لیس کبیرۃ لاختلاف الامۃ فی فرض الرجلین فان محمد بن جریر الطبری
وھو سنی یقول بالتخییر بین المسح والغسل انتہی بلکہ عینی شرح ہدایہ مین ہے کہ امام حسن بصری کے بھی تخییر کے
قائل ہین جامع براہین کو اگر غرہ ہووے کہ نص حدیث ویل للعراقیب من النار وھل للاعقاب من النار
موجود ہے پس قول مجوزین ومخیرین بین الغسل والمسح کا خلاف نص حدیث ہے تو کہا جاویگا کہ محمل حدیث یہ ہونا ممکن
ہے کہ یہ اوسوقت مین فرمایا ہے کہ اعقاب وعراقیب پر مسح وغسل کچھ بھی نکیا ہووے پس حدیث مین دلالت
انحصار غسل پر نہوئے اتفاق جمہور علما رجامع براہین پیش کریگا تو وہی جواب جامع براہین کا جامع براہین کے سر پر
مارا جاویگا کہ قول وفتوی لاکھون وکروڑونکا بمقابلہ نص غیر مقبول ہے اور یہان وارجلکم موجود ہے اگر دوسرے
قراۃ وارجلکم سے جو ساتھ نصب کی ہے غسل کا ثبوت باینطور کریگا کہ عطف وجوہکم پر ہے تو کہا جاویگا کہ غسل کے جواز
کا کسکو انکار ہے اس سے جو آپ غسل کا اثبات کرنے لگے ہین دو قرائین بمنزل دو آیتونکی ہین ایک کا مقتضی غسل ہے دوسریکا
مقتضی مسح ہے دونون مین سے جو چاہو کرلو تخییر کی ممانعت نص قرآن سے مفہوم نہین ہے اور تخییر مین دونون
پر عمل بحسب تبدل اوقات ممکن ہے پس تخییر متعین ہے پس جسطرح یہ نصوص ہین جو جمہور کے مقابلہ مین پیش
کیجاتی ہین اور انکو باین معانی کر مخالفین قرار دیکر پیش کرتی ہین ہم معشر اہل سنت وجماعت نہین ملتے اور اونکی ایسے
معانی بیان کرتی ہین اور ایسے وجوہ ذکر کرتے ہین جن سے موافق جمہور کے یہ نصوص ہو جاتی ہین پس ایسے ہی جن نصوص
کو جامع براہین تمسک ایک دو عالم کا بناتا ہے اور جمہور کو اوسکا مخالف قرار دیکر سبکو ناحق پر زعم کرتا ہے اونکی معانی
بھی ہم معشر اہل سنت کے نزدیک ایسے ہی ہین کہ وہ موافق جمہور کے ہی ہو جاتی ہین اور ایک دو عالم کے ہاتھ مین کچھ
بھی نہین رہتا ہے ابتک جامع براہین نصوص نصوص کہتا چلا آتا ہے لیکن کوئی ایسے نص پیش ابتک نہ کی جو موافق جمہور کے
نہ ہو سکتی ہو پس ایک دو عالم جنکو یہ جامع براہین حق زعم کرتا ہے وہی خطاء و باطل پر ہین نہ جمہور اور حدیث
لا یزال امتی الخ سے یہ مراد ہرگز نہین ہے ایکطرف تمام دنیا کے عالم ہووین اور ایکطرف دو ایک عالم ہووین تو دو ایک
ہی مقبول ہین اور تمام دنیا کے عالم جسپر ہین اوسکو حق جانتے ہین وہ امر مردود ہے یہ معنی تو اس حدیث کے کسی
لفظ اور کسی قرینہ وکسی حالت سے کسیطرح مفہوم نہین ہین اور یہ افحش ہے اس حدیث مین لفظ طائفہ سے مراد
ایک ہی رجل لے لیا ہے اور ایک کا قول بمقابلہ تمام دنیا کے مسلمان علماء کے مقبول ہو اور تمام دنیا کے علما کا قول مردود

ہو یہ غیر مراد شارع کو مراد شارع دینا ہی جو بقول شاہ عبد العزیز صاحب ضلالت و گمراہی ہے اور حدیث مذکور چند الفاظ
سی ہے اور بعض روایت میں کچھ زیادہ ہی بعض مین کچھ ہے اور بعضے روایت مین اونکا مقام بھی آنحضرت صلعم نے
یہان بیان فرمایا ہی اور مراد اس طائفہ سے علماء محققین نے وہ گروہ لی ہے جو اظہار علم و افشا شعار دین اور کوشش
باب جہاد میں ساتھ کفار و ملحدین کے کرین قال فی شفاء القاضی عیاض قوله ای کما رواہ مسلم عن سعد بن
ابی وقاص مرفوعًا (لا یزال اهل الغرب ظاهرین علی الحق) ای علی طریق الحق ونهج الصدق وسبیل الطاعة
من الجهاد وتعلیم العلوم للعباد (حتی تقوم الساعة) ای الی قرب القیامة ذهب ابن المدینی الی
انهم) ای اهل الغرب (العرب لانهم المختصون بالسقی بالغرب وهی الدلو) وغیره ای غیر المدینی
یذهب الی انهم اهل المغرب وقد ورد المغرب کذا فی الحدیث بمعناه وفی حدیث آخر من روایة ابی امامة
کما رواه الطبرانی عنه مرفوعًا (لا تزال طائفة من امتی) ای امة الاجابة ظاهرین علی الحق ای مستعلین
علیه غیر محققین لدیه (قاهرین لعدوهم) ای غالبین علیهم من غلبه واللام للتقویة (حتی یاتیهم
امر الله) ای بفنائهم وخفائهم (وهم کذلك) ای لا ثبون علی ما هنا لك (قیل یا رسول الله این هم قال
ببیت المقدس) ولعل مثل هذا الحدیث حمل ابن المدینی علی تاویل ما تقدم وقال غیره المراد
باهل الغرب اهل الشام لانه غرب الحجاز بدلالة روایة هم بالشام لکن لا منع من الجمع بان یوجد فی کل
منهما جمع یقومون بامر الحق من اظهار العلم وافشاء شعار الدین والاجتماع فی باب الجهاد مع الکفار والملحدین ویؤیده
ما رواه مسلم عن جابر بن سمرة مرفوعًا لن یبرح هذا الدین قائمًا یقاتل علیه عصابة من المسلمین حتی تقوم
الساعة انتهی اس عبارت سے واضح ہی کہ وہ طائفہ یا اہل عرب ہین یا اہل بیت المقدس سے یا دونون جا کے ہین
اور وہ اپنے اعدا پر ہمیشہ جہاد وغیرہ مین غالب رہتی ہین چنانچہ یہ غلبہ و قہر اعدا پر اوس جانب لوگونمین اس زمانہ مین بھی
حاصل ہے اور وہ ایک جماعت ہین نہ ایک رجل جیسا کہ زعم فاسد جامع براہین کا ہی اور اس حدیث مین حجیت اجماع ہونا اور
مراد اس سے بہادران مجاہدین نبرد آزما و فقہا و محدثین و زہاد و آمرین بالمعروف جو متفرق اطراف و اقطار زمین مین ہین
مراد ہونا اور اہل حدیث مراد ہونا اور اہل سنت و جماعت مراد ہونا اور جو اونکی اعتقاد مین شامل ہے مراد ہونا بھی علمانے
ارقام فرمایا ہی قال فی مجمع البحار تحت لفظ طوف لا یزال طائفة من امتی ظاهرین علی الحق هم اهل العلم ای معاونین
علیه ویحتمل ان یکون علی الحق خبرا ثانیا فیه حجیة الاجماع وامتناع خلو العصر عن المجتهد ولا یعارضه
لا یقوم الساعة الا علی اشرار الناس اذ المراد ان اغلبهم شرار ودلیل انهم اهل العلم انه انما یتم الاستقامة
بالفقه، و یحتمل ان هذه الطائفة مفرقة فی اقطار الارض من شجعان مقاتلین وفقهاء محدثین

وزهاد والامرين بالمعروف ولا يلزم كونهم مجتمعين قوله حتى ياتى امر الله وهو الريح الاخذة روح مؤمن قال احمد هم اهل الحديث قال القاضى اراد اهل السنة ومن يعتقد مذهب اهل الحديث انتهى و شيخ عبد الحق دہلوی محدث در ترجمہ مشکوۃ میفرمایند بعضی مراد باین گروہ اصحاب حدیث داشتہ اند کہ ترویج سنت و تجدید دین می نمایند و اکثر بر آنند کہ مراد غزاۃ اند کہ بجہاد با کفار تقویت و تائید دین میکنند و در آخر زمان بسر حدہای اسلام مرابطت دارند و در بعضی روایات آمدہ کہ ہم با شام ایشان در شام اند و در بعضی آمدہ حتی تقاتل آخرہم المسیح الدجال و این روایات ناظر در ارادہ غزاۃ اند و ظاہر عبارت حدیث عموم است واللہ اعلم انتہی یہ تمام عبارات علمائی با علی صوت ندا کرتی ہین کہ مراد طائفہ سے حدیث مین جماعت ہی جو کفار و ملحدین پر غالب رہتی ہین اور وہ ملک شام مین یا عرب یا دونون جگہہ یا تمام عالم مین متفرق ہین اس حدیث مین طائفہ سے ایک دو عالم مراد نہین ہین پس زعم جامع براہین کا کہ ایک دو عالم کے حق ہونے اور باقی تمام دنیا کی علماء کے ناحق پر ہونیکی بارہ مین جو پیش کرتا ہی اس حدیث سے سراسر باطل ہے اور اگرچہ طائفہ کا اطلاق ایک پر بھی آتا ہی لکن یہ مستلزم اس امر کو نہین کہ اس حدیث مین بھی مراد ایک ہی ہووے جماعت مراد نہووے یہ جامع براہین کی بڑی نادانی ہی کہ تمام شراح و محشین تصریح جماعت کی کرتے ہین اور یہ ایک جاہل اس سے مراد لیتا ہی اب بتائی دماغ مین خلل و فتور و ضعف مرض و مالیخولیا جامع براہین کی ہی کہ الٹی معنے حدیث کی کرتا ہی یا صاحب انوار ساطعہ کے موافق قواعد شرعیہ گفتگو کرتا ہے بلکہ راقم الحروف کہتا ہی کہ یہ حدیث آنحضرت صلعم نے واسطے تسلی مسلمانون کی فرمائی ہے کہ کثرت اہل کفر و باطل کی اونکو یعنے مسلمانونکو تعجب مین نڈالیگی اور اہل باطل اونکے کثرت کو سبب سے مسلمان مغلوب نہونگے بلکہ غالب رہینگے اگرچہ اونسے عدد مین کم ہوونگے اور وہ یعنے اہل کفر و باطل زیادہ ہووینگے فی مجمع البحار تحت لفظ طیف وفیہ لا یزال طائفۃ من امتی علی الحق الطائفۃ الجماعۃ من الناس ویقع علی الواحد کانہ اراد نفسا طائفۃ ابن راهویہ هی دون الالف وسیبلغ وهذا الامر لیہ ان یکون عدد المتمسکین بما کان علیہ النبی صلعم واصحابہ الفا یسلی بذلک ان لا یعجبهم کثرۃ اهل الباطل انتهی اور قول اکثر علماء کا کہ مراد اس سے غزاۃ و مجاہدین ہین دلالت واضح اس پر کرتا ہی کہ یہ طائفہ بمقابلہ کفار و اہل الحاد کے ہوگا کیونکہ جہاد و غزا بدون کفار کے نہین ہوتا ہی اور کوئی لفظ ایسا عام اسمین نہین کہ بمقابلہ علمائے تمام دنیا کی بقول جامع براہین اس حدیث کا ہونا ممکن ہووے پس یہ حدیث اس تقریر پر بھی بمقابلہ مجوزین مجلس میلاد شریف پیش کرنا جہالت صرف و سفاہت خالص ہے اور آنحضرت صلعم پر یہ محض افترا ہی کہ اس حدیث سے مراد آنحضرت کی یہ کی کہ ایک شخص بمقابلہ علماء تمام دنیا کی حق پر ہے یہ کوئی مسلمان ہرگز یقین و ظن معتبر نہین کر سکتا ہی یہ ایسے ہی لوگونکا کام ہے جیسے کہ جامع براہین صاحب ہین اور یہ جو کہا کہ یہان خود مبرہن ہو لیا کہ یہ مجلس مروج ادلہ اربعہ شرعیہ کے خلاف ہی اور ادلہ اربعہ سے بدعت ہونا اسکا ثابت ہی انتہی یہ وہی ہذیان سفاہت توامان قدیمی ہے جو اثر مرض دماغی کا ہی بر اونکی تمام مقدمات یقینیہ سے ثابت ہو چکی ہین

ورنہ برہان نہین جامع براہین کا کوئی مقدمہ ظنیہ بھی نہین ہے تمام وہمیات بلکہ مغالطات ہین پھر برہان کہان و
مبرہن ہونیکی کیا معنے اور مجلس مروج کا قیاس و استحسان سے ثبوت استحباب ہوگیا دعوی خلاف ہونے ادلہ اربعہ کا
کرنا اور ادلہ اربعہ سے بدعت بتانا نادانی ظاہر ہے فماذا بعد الحق الا الضلال کا مصداق خود جامع براہین ہے نہ
مؤلف انوار اور مؤلف انوار کا ممالک شمار کرنا اور اس امر کا ثبوت دینا کہ تمام علماء کرتے رہے اثبات استحسان علماء کا ہے
اس مجلس کے بارہ مین اور استحسان ملحق ساتھ اجماع کے ہونا عبارات کتب فقہ و اصول سے بخوبی اوپر معلوم
ہو چکا ہی اوسکی حجت شرعیہ ہونیکا انکار کرنا اجماع کے حجیت کا انکار کرنا ہی اور اہل بدعت ضلالت کی دائرہ مین شامل
ہوتا ہی اور استحسان علماء کو ادلہ اربعہ مین سے نجاننا دلیل واضح اس امر کی کہ جامع براہین کو بالکل علم و فقہ و اصول سے
بھی خبر نہین ہے جسطرح حدیث سے خبر نہین ہے یا یہ علم و دلیل اثبات مؤلف انوار پر تو جامع براہین کیا بیجا طعن کرتا ہے
اوسکی ہی مایہ علم و دلیل اثبات کا یہ حال ہے کتب فقہ و اصول سے کچھہ خبر نہین اور استحسان علماء کو حجت نہین جانتا ہے
باوجودیکہ کتب مین موجود ہی کہ حجت شرعیہ ہے اور ہمایون بادشاہ وغیرہ بادشاہون عادلین و قسادمین جنکی مجالس
مین فضلاء و علماء متدمین حاضر ہوتے تھے اور وہ اولوالامر تھے جنکی اتباع و اطاعت قرآن سے ثابت ہی قال اللہ تعالی
اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ اونکی حالات و معمولات اس محفل کے بارہ مین واسطے تائید
اثبات کی ذکر کرنا طریقہ علماء و فضلاء کا ہی چنانچہ ملا علی قاری و سخاوی و جلال الدین سیوطی وغیرہم علماء ذکر کرتے چلے آتے ہین
جامع براہین کی رائی فاسد مین یہ خوب نہین ہے تو اوسکو علاج اپنے مرض قلبی کا کرنا چاہئے اور کفار فرنگ کی تعطیل
بہ نیت اہل اسلام یوم ولادت آنحضرت صلعم ہوئی تو اس سے یہ مفہوم ہوا کہ باوجود عداوت مذہبی کی ایسے لوگ بھی
لحاظ یوم ولادت کا کرین اور عظمت سمجھین تو اہل اسلام اگرچہ نام ہی کے مسلمان ہون اونکو بطریق اولی اسدنکی
عظمت و اوس محفلکی رعایت کرنا چاہئے اور باوجود ادعاء ایمان کے پھر کوئی نہ کرے مانند وہابیہ کے اوسکی حال پر
افسوس کرنا چاہئے یہ مراد مؤلف انوار ساطعہ کے ہی اسکو جامع براہین سمجھا نہین اور رام لیلی کو پیش کرنیگا
اتنی فہم جامع براہین صاحب کو نہین کہ محفل میلاد کی رعایت سے تعطیل فرنگ مین رعایت ذکر نبی صلعم کی جو اہل
اسلام کا ایمان ہی مفہوم ہی رام لیلہ مین یہ رعایت کہان ہے فکیف القیاس اسکی ایسی مثال ہوئی کہ کوئی شخص باوجود
اسلام کی قرآن شریف کو پیٹھ کر کے بیٹھے باوجود جاننے اور امکان احتراز کے اور کوئی ہندو اس سبب سے پیٹھ نکرے
کہ یہ کتاب بزرگ عظمت والی اہل اسلام کی ہے تو اوس مسلمان بےادب کو ہر کوئی کہیگا کہ ہندو مخالف مذہب و عقیدہ نے
جب یہ ادب کیا قرآن کا کہ پیٹھ اوسکو بسبب عظمت بزرگی کے نکی تو تجکو بطریق اولی پیٹھ نکرنا چاہئے تھا تو اسکے
جواب مین وہ مدعی اسلام کہے کہ ہندو کا قرآن کو پیٹھ نکرنا تو حجت عدم جواز پیٹھ کرنیکی لاتا ہی ہندو کو بت کو پیٹھ

نکرنے سے کل تو کہین دلیل نہ پکڑنے لگے تو اوس مدعی اسلام کو عاقلین کیا کہینگے سوا اسکے کہ بیوقوف ہے اور وہ
دونون قومے برابر سمجھہ لیا وہان بیٹہ نکرنا برعایت اہل اسلام کی ہے اور یہان برعایت اہل کفر کی ہی دونون
کسطرح برابر ہوسکتی ہین پس یہی جواب جامع براہین کا ہی کہ رام لیلا و محفل میلاد دونونکی تعطیل کا تو ایک سا حال
جانتا ہی امر متعلق اسلام و امر متعلق کفر دونونکو ایک ہی گنکر خارج از اہل اسلام بنتا ہی ایسے ناانصاف نام کے
مسلمانونکا یہی حال ہے کہ بے ادبی سخت کے سبب سے ساتھ محفل میلاد شریف کے ایسی ہی کفریات سی مشابہت
دیتے ہین اور ایمان سے ہاتھ دہوتے ہین وہابیہ کو ایمان سے کیا کام ہے زبانی ایمان اونکو چاہئے استغفر اللہ استغفر اللہ
سچے دل سے جامع براہین کو پڑہنا چاہئے اور انکار محفل میلاد شریف سے باز رہنا چاہئے اور ایسے مشابہت دینے
سی بلاشبہ استغفار کرنا واجب ہی جامع براہین کو نہ معلوم یہان کس نیت سی یہ استغفر اللہ استغفر اللہ کہہ رہا ہی یا فقط
استغفار کے ساتھ ہی اسکو استہزا کرنا ہی منظور ہے اب منصفین غور کرین کہ اسکے دماغ مین مرض سالب عقل ہے
یا نہین جو ایسے کلمات ناشایستہ و بیمحل کہہ رہا ہے اسکی حال پر افسوس کرنا چاہئی یا نہین **قال** صاحب انوار
ساطعہ ہم اسوقت تک کا ثبوت کامل دیچکے کہ مشرق سے مغرب تک کل ممالک اسلامیہ مین اہل اسلام اس عمل پاک کو
محمود اور مستحسن جانتے ہین پس کافی ہے ہمکو حدیث ابن مسعودؓ کی کہ فرماتے ہین ما راٰہ المسلمون حسناً فہو عند اللہ
حسن یعنے جس چیز کو مسلمان لوگ اچھا جانین وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھے ہین اور ہندوستان کے کسی نواح
یا ضلع مین اگر دس پانچ مولوی اس آخری دورہ مین کہ یہ فتنہ فساد کا وقت ہی اپنا ایک جرگہ باندہکر کچہہ اس عملکو
برا کہنے لگین تو کب عند اللہ مقبول ہوسکتا ہی اسکا تصفیہ بھی رسول اللہ صلعم فرماچکے آپ نے ارشاد فرمایا ہے اتبعوا
السواد الاعظم اس حدیث کے معنے مین لاکہہ یہ لوگ سر پٹکا کرین اور کسی کسی کے اقوال شاذہ نقل کیا کرین
جو معنی اس حدیث کے جمہور محدثین کے نزدیک ہین وہ یہی ہین جسکو مولوی احمد علی صاحب محدث سہارنپوری نے
اپنے مطبع کے مشکوۃ مین ملا علی قاری سے نقل کئے ہین سواد اعظم کو لکہا ہی یعبر بہ عن الجماعۃ الکثیرۃ والمراد ما علیہ اکثر
المسلمین اور اسیطرح مولوی محمد اسحاق صاحب نے مشکوۃ کے ترجمہ مین اس حدیث کے یہ معنی لکہے ہین کہ جو عقائد
اور قول و فعل اکثر علماء کے ہون اونکی پیروی کرو چونکہ یہ دونون عالم اس فرقہ کے نزدیک کمال مستند ہین
اسلئے انکی قول پر بس کرتا ہون نقل اقوال اور محدثین کی کچہہ حاجت نہین انتہی **قال** جامع براہین مولف نے
الفاظ یاد کرلئے ہین معنی تو کسی سے پڑہی ہی نہین یہ سمجھہ لیا کہ جس کام مین بہت سے مسلمان جمع ہوگئے تو وہ
امر جائز ہوگیا اور حال انکہ مبتدعین فسقہ متبعین سنت سے زائد ہین اس زمانہ مین ہزار گونہ کی نسبت ہوگئی
اور حدیث لایزال طائفۃ من امتی کو جواب ہی لکہی گئی اور حدیث بدا الاسلام غریباً وسیعود غریباً فطوبے

للغربا الحدیث اور مثل اسکے سبکو پس پشت ڈالدیا ہی کہ ان احادیث مین طائفہ اور غربا کی مدح ہو رہی ہے اب جب بدعت
مین انکو رد کردی تو اوس سے عجب نہین **اقول** وباللہ التوفیق مؤلف انوار ساطعہ نی گویا اسطرح دلیل استحسان محفل
میلاد شریف بیان کی کہ اوس محفلکو مسلمانونکے تمام ملکومین علمانے مستحسن جانا ہی اور جسکو تمام ملکونکے علما مستحسن
جانین وہ خدائیتعالی کے نزدیک بہی مستحسن ہے پس یہ محفل خدائیتعالی کے نزدیک مستحسن ہے ثبوت جملہ اولی کہ صغری دلیل
کا ہی مؤلف انوار نے اسطرح جواب دیا کہ تمام ملکو اسلام مین اس محفل کا بطور استحسان ہونا اور علما و فضلا کا اسمین شامل ہونا
اور اس محفلکی مدح و تعریف کرنا کتب سے ثابت کردیا چنانچہ انوار ساطعہ مین عبارات علما کی منقول ہین اور ثبوت جملہ ثانیہ کا
جو کبری دلیل کا ہی ساتھ حدیث ابن مسعود ما راٰہ المسلمون الحدیث کے جواب دیا اور بعضے لوگ جو بہ نسبت مجوزین کے اقل مین انکی
برائی سے کچھہ ضرر نہونا ساتھ حدیث اتبعوا السواد الاعظم کے ثابت کیا جسکے معنی اکثر مسلمان و اکثر علما کو نقل
مولوی احمد علی و مولوی قطب الدین کی بیان کی اور اس بیان سے دوسری دلیل کا بیان ہوگیا باینطور کہ بعد تسلیم کے کہ ایک
گروہ جو بمقابلہ مجوزین کی اقل اس محفل کے منکر بہی علما ہین تب بہی ہمارا مدعی حاصل باینطور کہ اس محفل کے مجوزین اکثر علما ہین
چنانچہ کتب سے منقول ہوا اور جس چیز کے مجوزین اکثر علما ہون وہ مامور بہ شارع کا ہی بقولہ علیہ السلام اتبعوا السواد
الاعظم اور سواد اعظم سے اکثر علما ہونا تمہارے دو مستند عالمون کے قول سے ثابت ہی دیکھو اس دلیل مین کوئی خدشہ نہین ہے گنگوہی
سفاہت سے نہ سمجھے یا مصداق یکتمون الحق وھم یعلمون کا بنی تو اوسکا علاج نہین ہے خدائیتعالی اوسکو کافی ہی اور مؤلف
انوار کیطرف نسبت برہنی معنی کے کرنا بدیہی البطلان ہی ہان جامع براہین نی معنے اپنی طرف سی گہڑ رکہے ہین جو تمام دنیا کے خلاف ہین
اور وہ نہ مراد شارع ہی جیساکہ حدیث لایزال طائفہ کے معنی قرار دئے ہین کہ ایک جماعہ بمقابلہ تمام دنیا کی علما کے جو کروڑون ہون
حق پر ہی اور تمام دنیا کے کروڑون علما باطل پر ہین کسی نے آجتک یہ معنی حدیث کے نکی اور نہ کسی نے مراد شارع علیہ السلام
بیان کی جامع براہین دہاتی سے نے یہ مراد گہڑی ایسی معنے تو بیشک مؤلف انوار کیا صحابہ رسول اللہ صلعم بلکہ رسول اللہ صلعم سے
لیکر آجتک کسیکو نہین آتی ہین اور نہ ایسی معنے کسی نے کسیکو بتائی ہین ہان شیخ نجدی کو آتے ہونگے اوسکو جو کوئی استاد بنائے
یا جس نے بنایا ہی وہ جانتا ہی مؤلف انوار و دیگر اہل اسلام تو اوسکی شاگردی سے پناہ ہی مانگتے ہین اور یہ جو کہا کہ (یہ سمجھہ لیا ہے
کہ جس کام مین بہت سی مسلمان جمع ہوسئے تو وہ امر جائز ہوگیا) بیشک جو مسلمان ہی اور آنحضرت صلعم کو اس قول مین سچے
اتبعوا السواد الاعظم اپنا مقتدی جانتا ہی اور اُسپر اعتقاد رکہتا ہی اور اس پر عامل بہی ہے تو ایسا ہی جانیگا کہ جسپر اکثر علما ہون
اوسکی پیروی کرنا چاہی تمہارے مولوی احمد علی و مولوی قطب الدین نی ان معنی کو کیون قبول کیا اگر یہ معنی حق نہین ہین تو کیا زمانہ
مولوی احمد علی و مولوی قطب الدین تک تو ان معنی کی حقیقت تہی اب جامع براہین پر وحی آنی سے نعوذ باللہ من ذلک
یہ معنی منسوخ ہوگئی یہ تو وہی قبول کریگا جو جامع براہین پر وحی آنیکا معتقد ہوکر اپنا ایمان کہو دیگا و ہابیہ کو اپنا کیا پروا ہے

شیخ نجدی و مولوی اسمٰعیل مقتول کا قول غلط نہ ہوجانیکا خوف ہی اسواسطے یہ مزخرفات جامع براہین وغیرہ وہابیہ کو
اختیار کرنا پڑا ہی اور یہ جو کہا کہ (حالانکہ مبتدعین فسقہ مستعلین سنت سے زائد ہین اس زمانہ مین ہزارگونہ کی نسبت ہوگئی) یہ قول
جامع براہین کا اس پر مبنی ہی کہ آنحضرت صلعم نے جو معیار تمکو واسطے دریافت حق و باطل کے بتا دیا ہی اوسکو یہ جامع براہین
نہین مانتا ہی اسواسطے کہ اوس معیار پر کہنے سے وہابیہ کا اہل باطل ہونا بخوبی معلوم ہوجاتا ہی مسلمانونکو چاہئے کہ اوس معیار کو خوب
محکم پکڑ لین تاکہ درمیان اہل بدعت و اہل باطل اور اہل حق و اہل سنت کے درمیان تمیز حاصل رہی اہل حق و اہل
باطل کے تمیز اوسی معیار سے ہی ہوتی ہے اور اس دعوی مین کہ حق وہ ہی جسپر آنحضرت صلعم و اصحابہ رض آنحضرت صلعم کے
ہین اور وہ ہم مین ہی پایا جاتا ہی تمام فرقہ مدعی اسلام شامل ہین اور ہر ایک فرقہ اپنے اعتقاد و فعل کو آنحضرت صلعم
و صحابہ کیطرف منسوب کرتا ہی اور اس معیار مین کوئی کچھہ نہین کرسکتا ہے وہ معیار وہی حدیث ہی جو مؤلف انوار سے
بیان کی ہے اتبعوا السواد الاعظم محققین تصریح فرماتے ہین مراد اس حدیث کی یہ ہی کہ اتباع اکثر علماء مسلمین کرو
اسواسطے کہ جس اعتقاد و فعل و قول پر وہ ہین حق ہے اور ما عداہ اوسکا باطل ہے چنانچہ صاحب مجمع البحار فرماتی ہین
اتبعوا السواد الاعظم عبر به عن الجماعة الكثيرة فط اى انظروا الى ما عليه اكثر علماء المسلمين من
الاعتقاد والقول والفعل فاتبعوهم فيه فانه هو الحق وما عداه الباطل فى اصول الدين واما الفروع فيجوز
فيها اتباع كل من المجتهدين انتهى اس سے صاف ظاہر ہی کہ جسپر اکثر علماء مسلمانونکے ہوویں وہ ہی حق ہین اور ما عدا
اوسکا باطل ہے پس اہل بدعت وہی علماء ہین جو مخالف اکثر علماء مسلمین کے ہین اور اس زمانہ مین بھی اہل بدعت روافض و خوارج
وغیرہم تہتر فرقونکے علماء تمام ملکون کے جمع کئے جاوین کہ اونمین وہابیہ کو بھی لے لیا جاوے تب بہی تمام ملکونمین جو علماء
اہل سنت و جماعت ہین اونکے ربع بلکہ ثمن کو بہی نہ پہونچیگی چہ جائے ہزار گونہ کی نسبت اون علماء اہل بدعت کو ہووے
علماء اہل سنت و جماعت سے جامع براہین جو نسبت درمیان اہل سنت و اہل بدعت کی بتاتا ہی اگر اوس سے یعنے دونون فریق
سے مراد لیتا ہی تو کذب و دروغ ظاہر ہی اور اگر جہال مراد لیتا ہی قطع نظر اوس سے کہ جہال اہل سنت کی وہ برابر بھی نہین چہ
جائیکہ زیادہ ہوویں ہم کہتے ہین کہ اعتبار مسائل مین علماء کا ہی نہ جہال کا اختلاف مسائل مین کرنا علماء کا کام نہ جہلاء کا
پس جہلاء کا اعتبار ہونا ہرگز مسلم نہین ہے جامع براہین کو بیعلمی کے باعث سے اتنی خبر نہین کہ معیار تمیز حقیقین کہ حدیث
اتبعوا ہی مراد علماء ہین بدون سمجھے و سوچے مبتدعین زیادہ بتانے لگا ہی اور ادعاء باطل کرنے لگا ہی اگر جامع براہین
سچا ہی تو تمام ملکون کے علماء اہل بدعت تہتر فرقونکی مع وہابیہ کے شمار کرکے اور اہل سنت کی بہی تمام ملکونکے علماء شمار کرکے
زیادت اونکی ثابت کرے ورنہ جھوٹ صرف کا مرتکب ہی اور اگر جہال بھی اس شمار مین معتبر ہونا جانتا ہی تو کسی محقق
کی کتاب سے ثابت کرے کہ اونکا بہی اعتبار ہی الغرض علماء فریقین حدیث اتبعوا السواد الاعظم مین مراد ہین

اور جس میں اکثر علماء ہوں اوسکی حقیقت اور اوسکی مخالف کا بطلان ثابت ہی اور ہرگز علماء اہل بدعت نہ اول کبھی زیادہ
ہوئے علماء اہل سنت وجماعت سے اور نہ اس زمانہ مین زیادہ ہین اور نہ آیندہ انشاء اللہ زیادہ ہونگے جامع براہین
دو چار یا دس بیس وہابیہ کو ہی اہل سنت وجماعت مین شمار کرتا ہے اور باقی تمام امت کو اہل بدعت بتاتا ہے
اس زعم فاسد پر مبنی کرتا ہی کہ اہل سنت سے اہل بدعت زیادہ ہین اور یہ خیال خام جامع براہین کا ہی بلکہ اہل سنت وجماعت
وہی علماء ہین جو اکثر ہین موافق حدیث آنحضرت صلعم کے جسکا بیان ہو چکا ہی اور اب بہی وہی زیادہ ہین علماء اہل بدعت
سی اور وہابیہ ہرگز اہل سنت وجماعت مین نہین ہین اور یہ عقیدہ جامع براہین کا بہی خلاف حدیث نبوی کے ہی کہ جماعت
قلیلہ علماء کے حق پر اور جماعت کثیرہ علماء کے حق پر نہین ہے اور حال آنکہ حدیث نبوی سے بہی جماعت کثیرہ کا حق پر ہونا
ثابت ہی پس اس سے بہی اہل بدعت مین سے ہونا جامع براہین کا معلوم ہوا اور حدیث لا یزال طائفۃ من امتی کا حال بہی
بخوبی واضح ہوگیا کہ وہ طائفہ اہل اسلام کا مراد ہی بمقابلہ کفار وملحدین کے نزدیک اکثر کی اور یہ مراد ہرگز نہین ہی کہ طائفہ
قلیلہ علماء کا بمقابلہ طائفہ کثیرہ وجماعت کثیرہ علماء کے حق پر ہوتا ہی اور بدأ الاسلام غریبا وسیعود غریبا فطوبی للغرباء
الحدیث کا یہ بہی یہ مطلب و مراد ہرگز نہین ہے کہ جماعت قلیلہ علماء کی بمقابلہ جماعت کثیرہ حق پر ہووے اسکی یہ مراد لینا ہی غیر مراد
شارع کو مراد شارع زعم کرتا ہی جو ضلالت وگمراہی ہی بلکہ اس حدیث کی مراد شارحین حدیث نے یہ بیان فرمائی ہے کہ اسلام غریب
ہوکر شروع ہوا یعنے اول مین اسلام پر چلنے والے قلیل تھے تہوڑے لوگ اسلام لائے تھے اور کفار بہت کثرت سے تھے اور آخر مین
بہی مسلمان لوگ کم ہونگے اور کفار بہت ہونگے پس طوبی ہی یعنے جنت ہی غربا کیواسطے یعنے مسلمانونکے واسطے اول اسلام
وآخر اسلام مین بسبب صبر کرنے انکی کے اذا رسانی کفار پر چنانچہ مجمع البحار مین ہے نہ ان الاسلام بدأ غریبا ای کان فی
اول امرہ کوحید لا اہل عندہ لقلۃ المسلمین وسیعود ای یقلون فی آخر الزمان فطوبی ای الجنۃ للغرباء
ای المسلمین فی اولہ وآخرہ لصبرھم علی اذی الکفار ولزومہم الاسلام انتہی دیکہو حدیث نبوی کی کیا مراد ہی اور یہ
جامع براہین اپنے بدعت ضلالت کی ثبوت کیواسطے اور اپنے وہابیہ کو ہی اہل سنت وجماعت مین منحصر کرنے کیلئے اور
اہل سنت وجماعت کو دائرہ اہل سنت وجماعت سے خارج کرنیکے سبب سے ارتکاب ان مزخرفات وتحاریف معنویہ
احادیث نبویہ کا کرتا ہی نعوذ باللہ من ذلک خدا تعالی کا خوف اوسہی شخص کو ہوتا ہی جو ایمان والا ہوتا ہی وہابیہ کو
اس سے کیا علاقہ ہی پس حدیث لا یزال طائفۃ وحدیث بدأ الاسلام غریبا وامثالہما کا پس پشت ڈالدینا جو یہ جامع
براہین ہی مؤلف انوار ساطعہ کیطرف نسبت کرتا ہی یہ بہی بناء فاسد علی الفاسد ہی کہ جسنے اپنی اسکو مبنی کیا ہی کہ ان
دونون حدیثون وامثالہما کی مراد اسنے یہ قرار دی تہی کہ بمقابلہ جماعت کثیرہ علماء کی جماعت قلیلہ علماء کے حق پر ہوتی ہین
اور جماعت کثیرہ علماء کے باطل وناحق ہوتی ہین جب اسکا ابطلان بخوبی واضح ہوگیا وفساد لائح ہوگیا تو پس پشت ڈالنے کی نسبت کرنا

بہی فاسد و باطل ہوئی اور بمقابلہ جماعت کثیرہ علمار مسلمین کی مدح طائفہ کے کہ جامع براہین کے نزدیک ایک مرد ہے
اور غربا ہی کہ جامع براہین کے نزدیک فرقہ وہابیہ ہی نہونا واضح ہوگیا اور جامع براہین کی بے علمی و تعصب و سفاہت کو بہی
منصفین نے جانلیا اور یہ جو کہا کہ جب بدعت مین انکو رد کرو ہی تو اوسکے عجب نہین اس سے مفہوم ہوتا ہی کہ جامع
براہین اپنی تقریر پر تزویر کو لچر و لغو اول سے ہی جانتا ہی اور اوسکو خیال ہی کہ اسکے اہل سنت و جماعت ٹکڑے
اوڑا دینگے اور ہباءً منثورا کر دینگے اور بفضلہ تعالی ایسا ہی ہوا کہ اوسکی تقاریر کا ہم سنت جماعت نی خاکہ اوڑا دیا
اور اسکے عقیدہ فاسدہ و بغض قلبی پر جو اسکو ذکر ولادت و فضائل با تعظیم سے ہے مسلمانونکو آگاہ و خبردار کر دیا
یہ ہمارے حق مین جب بدعت کا قول کرتا ہی تو مرض قلبی کے سبب سے اسکو حب سنت حب بدعت معلوم ہوتی ہی کرتا ہی جیسے
لوگ آنحضرت صلعم کے زمانہ مین بہی تھے زبانی مسلمان تھے اور ایسے ایسے طعن اہل حق کے بارہ مین کرتے اور اونکی افعال
محمودہ کو قبیحہ بتاتے تھے اس زمانہ مین ہوا کیا عجب ہے **قال** جامع براہین سو سنو کہ ان احادیث سے تو مراد یہ ہی کہ
جسوقت مین کہ تمام دنیا مین حب دنیا و جاہ و اتباع ہوئی ہوجائیگا اوسوقت مین وہی دو چار متبع سنت مقبول ہوونگے
انکو طوبی ہو انتہی **اقول** و باللہ التوفیق ان احادیث کے معنے ہم بنقل از شراح احادیث معتبرین بیان کر چکے اور جو انکے
معانی ہین وہ خوب واضح ہوچکے کہ کوئی سفیہ کو دن ہوگا جو شراح حدیث کی معانی بیان کئے ہوئے کو نہ مانیگا او جامع
براہین کی مزخرفات کیطرف جو کسی شرح وغیرہ کا حوالہ نہین دیتا ہے اور آنحضرت صلعم کے احادیث کی معانی جو چاہتا ہے
اپنی خواہش کیموافق بنا لیتا ہی التفات کریگا اور ایسے معانی دو چار وہابیہ ہی سنینگے اہل سنت و جماعت کیواسطے
جو شراح سابقین نے مراد احادیث نبویہ بیانکی ہے کافی ہے یہ مزخرفات جامع براہین کی سننے کی حاجت نہین ہے
مصرع ما چشم گوش خویش بجز خیر نکنیم نکیا یہ گنگوہی ملا علی قاری و جلال الدین سیوطی و ابن حجر و ابن جزری و ابن
جوزی و سخاوی و ابو شامہ و قسطلانی و محمد بن صاحب مجمع البحار و شیخ عبد الحق محدث دہلوی و دیگر محدثین اور
فقہا کو جو مجوزین محفل مذکور کی ہین اون تمام کو متبع سنت نہین جانتا ہی اگر انکو متبع سنت یہ نہین جانتا ہی جنکی
کتابون پر آجکل سمجھنا و سمجہانا احادیث کا موقوف ہی تو دوسرے کونسے علمار کو متبع سنت جانیگا اور کونسے علمار کے
اقوال پر عمل کریگا اگر متبع سنت جانتا ہی تو یہ تمام محفل میلاد شریف کے قائل ہین یہ تو دو چار سے بہی زیادہ ہین
بطریق اولی اونکا قول مقبول جامع براہین کو جاننا چاہئے اب یہ عذر شاید جامع براہین پیش کریگا کہ دو چار جو تھے
وہ مراد مین جو فرقہ وہابیہ مین سے ہون اور یہ علمار فرقہ وہابیہ مین سے نہ تھے پہر تو خوب حال جامع براہین کا کہلجائیگا
کہ اسکے نزدیک امت محمدیہ صالحہ جب ہی سے ہوئی کہ جب سے محمد بن عبد الوہاب نجدی پیدا ہوا لکن اہل سنت و جماعت کا پہر بہی
وہی اعتراض باقی رہیگا کہ دو چار کو بمقابلہ جم غفیر و جماعت کثیرہ علمار کے متبع سنت مقبول کہتا اور جم غفیر و جماعت

کثیرہ علماء کو متبع ہوی و ناحق پر بتانا عقیدہ خلاف حدیث کے اور بدعت ضلالت ہی اور وہابیہ کا متبع سنت ہونا
ہرگز ہمکو مسلم نہین ہے مخزن و معدن بدعات وہابیہ ہی ہین لانہ یہی و نیچریت و آخر مین عیسائی ہو جانا ہم نے انہین
مین دیکھا ہی ناواقف یا متعصب انکار کرے تو ہمارا علم کسی انکار سے مرتفع نہین ہوا جاتا ہے پس متبعین بدعت کو
اہل سنت قرار دینا استہزا سنت کی ساتھ کرنا ہی اور اپنا ایمان بگاڑنا ہی پر حیلہ و بہانا و دغابازی و ابلہ فریبی جامع براہین
یہی چاہتا ہی کہ وہابیہ نے جو بدعت نکالی ہے اوسکا رواج ہو جاوے اور اہل سنت و جماعت انکی گمراہی کی حقیت قائل ہو
جاوین لکن کچھہ نہین چلتی جامع براہین کی للہ در القائل ؎ وما کل ما یتمنی المرء یدرکہ ٭ تجری الریاح بما لا تشتہی السفن
قال جامع براہین او حدیث ما راٰہ المسلمون اسکے یہی معنی ہین کہ اگر کسی امر مین نص صریح و قرآن و حدیث و
اجماع امت سابقہ سے نہو اور اوسپر باشارۃ نص و دلالت نص تمام علماء جمع ہو جاوین کیونکہ لام استغراق کا المسلمون
مین موجود ہی اور اسلام مطلق سے فرد کامل اہل اسلام کی مراد ہی تو کمل مسلمین علماء مجتہدین ہی ہوتے ہین پس تمام
علماء کملاء اوسکو دلالۃ النص سے بوجہ اسلام کامل کے حسن اعتقاد کرین اور جانین کیونکہ مشتق مشتق منہ حکم کی ہوتا ہی
پس ایسا امر عند اللہ بھی حسن ہوگا اور اسکے معنی بعینہ وہی ہین کہ فرمایا لا تجمع امتی علی الضلالۃ اور یہ اور وہ
دونون حدیث اجماع قطعی کو ارشاد فرماتی ہین انتہی **اقول** و باللہ التوفیق یہ معنی بھی حدیث ما راٰہ المسلمون کے
جامع براہین کے اختراع صرف ہی جو کسی نے آجتک بیان نہین کی ہین اشارہ نص و دلالت نص کے ساتھ جمع ہونیکے
قید لگانا اور بدون اوسکے اجتماع علماء کو حجت نجاننا باوجودیکہ یہ کسی عالم محققین نے نہین فرمایا ہی اور کسی مجتہد سے
یہ منقول نہین ہی اگرچہ کسی درجہ کا مجتہد ہووے یہ حدیث ما راٰہ المسلمون مین قید اپنی طرف سے لگا کر نص حدیث
کو مقید کرنا رہا ہے ہی یہ جامع براہین اول سے آخر تک براہین قاطع مین یہی گاتا ہی کہ تقیید مطلق جائز نہین اور نص
کا مقید کرنا ناجائز ہے یہان غشاوہ تعصب کے سبب سے سب کچھہ بھول گیا اور اپنی رائے ناقص و فاسد و باطل سے یہ قید
حدیث مین بڑہائی جو کسی لفظ حدیث مین کسیطرح مفہوم نہین ہی اور المطلق یجری علی الاطلاق کو جو جابجا لکھتا
چلا آتا ہی اسکو یہان ہضم کر گیا عجب آدمیت ہی کہ قیاس جلال الدین سیوطی و قیاس ابن حجر و اقوال دیگر علماء محققین
کو اس قاعدہ سے رد کرتا چلا آتا ہی باوجودیکہ وہان ہرگز تقیید مطلق کی موجود نہین ہے چنانچہ اوپر گذرا ہی اور یہان
بلاشبہ تقیید مطلق کی ہونا واضح ہے اوسکا کچھہ خیال نہین منصفین اس جامع براہین کی تعصب و بیعلمی کو خیال کرین
اور اوسکی بیعقلی کی داد دین سند اجماع قیاس ہونا بھی تو جائز ہے اور دلالت نص و اشارت نص کو کوئی قیاس
نہین قرار دیتا ہے اور کسی نے ہمارے علماء محققین مین سے اشارت نص و دلالت نص کی قیاس ہونیکی تصریح نہین
فرمائی ہے اور سند اجماع کا قیاس بھی ہونا تمام کتب اصول مین لکھا ہی اور اوپر عبارت توضیح و تلویح کی گذر بھی چکی ہے

اور اس قول جامع براہین سے مفہوم ہوا کہ اجماع و استحسان تمام علماء کی سند قیاس ہووے تو وہ اجماع و استحسان جائز
نہین ہی اس امر کا ثبوت جامع براہین کے قول ساتھ مفہوم مخالف کی ہے جو متفاہم عرف مین معتبر ہے اور سے عبارت
شامی سے گذر چکا ہے اور اعتبار قیاس کا نکرنا واسطے اجماع و استحسان کی مخالف ہی اقوال فقہاء کے پس مردود
ہونا اس قول جامع براہین کا ظاہر و باہر ہے بلکہ تلویح و توضیح سے اوپر گذر چکا ہی کہ اجماع امت لذاتہ حجت شرعیہ
ہی موقوف و مبنی سند پر نہین ہے اور یہ اعتبار و حجت شرعیہ ہونا اجماع کا بسبب کرامت امت کی ہے چنانچہ عبارت
عبارت توضیح و تلویح مین مصرح ہے جو اوپر گذری پس بطلان شرط جامع براہین کا ظاہر ہی اور جامع براہین نے تمام علماء کا
جمع ہونا بہی شرط کیا ہی اور قید ایک زمانہ کی علماء کی نہین لگائی ہے جس سے مفہوم ہو کہ ایک زمانہ کے علماء کا جمع ہونا
ثبوت اجماع و استحسان کیواسطے کافی نہین ہی یہ خلاف تمام جہان کی ہے کہ تمام محققین کتب اصول مین قید عصر واحد اسکے
لگاتی ہین اور یہ جامع براہین اپنی نادانی سے نہین لگاتا ہی اگر جامع براہین یا کوئی اوسکا چیلہ یہ جواب دیوے کہ ایک زمانہ
کی تمام علماء مراد ہین تصریح اسکی اسواسطے نکی کہ کتب مین موجود تہی تو جواب اوسکو دیا جاویگا کہ تم کتابون کے موافق
کہان چلتے ہو اگر کتاب کے موافق تمہاری مراد ہوتی تو بہلا بتاؤ کون سی کتاب مین یہ شرط دلالت نص و اشارت نص
کی جو تمنے شرط ثانی ہی لکہی ہے کیا افتؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض کی مصداق اور بہت سی اقوال تمہارے
اوپر گذر چکی ہین کہ کتب سے بالکل خلاف ہین پہر یہ کسطرح تمہارے حق مین مان لیا جاوے کہ تم کتاب کے موافق کہتے ہو
اور ما راٰہ المسلمون مین لام استغراق کا جو یہ کہتا ہی جس سے تمام علماء کا جمع ہونا شرط اجماع و استحسان کی ثابت
کرنا چاہتا ہی تو استغراق کی دو قسم ہین ایک حقیقی و دوسری عرفی قال فی المطول (و ہو) ای الاستغراق (ضربان
حقیقی) وهو ان یراد کل فرد مما یتناوله اللفظ بحسب اللغة (نحو عالم الغیب والشهادة) ای کل غیب و
شهادة (وعرفی) وهو ان یراد کل فرد مما یتناوله اللفظ بحسب متفاهم العرف (کقولنا جمع الامیر الصاغة
ای صاغة بلده (او مملکته) لانه المفهوم عرفا لا صاغة الدنیا انتهی اگر استغراق حقیقی لیا جاوے تو تمام مسلمان
اولین و آخرین حاضرین و غائبین کو لفظ المسلمون شامل ہے خواہ کسی زمانہ اور کسی مکان کے ہون اس تقریر سے
تو کوئی اجماع متحقق نہین ہو سکتا ہی اور لازم آتا ہی کہ آجتک کسی امر پر اجماع تحقق نہین ہوا کیونکہ اس اعتبار سے
قیامت تک جو مسلمان پیدا ہونگے جب تک اونکا بہی اتفاق نہووے تو اجماع کا تحقق نہین ہے اور بطلان اسکا بدیہی ہے
تو پس واضح و لائح ہی کہ استغراق حقیقی مراد ہرگز نہین ہی استغراق عرفی حدیث ما راٰہ المسلمون مین لیا جاوے
تو استغراق عرفی کا تحقق اسطرح ہی ہو سکتا ہی کہ ایک زمانہ اور ایک مکان خاص کہ تمام مسلمان اہل علم کو شامل ہووے
اور مسلمون سے مراد فرد کامل ہین جنکے ایمان و اسلام مین شک و شبہ نہین وہ سوای اہل سنت و جماعت و دوسرا

کوئی فرقہ روافض و خوارج و معتزلہ و جبریہ و قدریہ و مرجیہ و وہابیہ وغیرہ نہیں ہو سکتا ہی کیونکہ سبب وقوع و شک شبہ کی اونکے ایمان مین وہ فرد کامل نہیں ہین اسیواسطے اجماع مین اونکا اعتبار نہین ہے امام رازی تفسیر مین تحت آیت کے یا ایہا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم یہی فرماتی ہین اور عامی کو بہی اسی سببسے خارج کرتی ہین کہ اطاعت اولوالامر کا حکم آیت مین ہی اور عامی آمر و ناہی فی الشرع نہین ہے اور علماء غیر مستنبطین کو بہی اسی سببسے خارج کرتی ہین کہ انکے امر و نہی کا شرعًا اعتبار نہین ہے اور لکہتی ہین اونکے یعنی علماء مستنبطین کی مجرد قول سے اجماع منعقد ہوجاتا ہی اور بعد خلاف کی بہی اجماع حاصل ہوجاتا فرماتی ہین اور انقراض عصر شرط نہین ہے چنانچہ عبارت انکی جسمین تمام امور مذکور ہین یہہ ہے المسئلہ الحادیۃ عشر قد دللنا علی ان قولہ واولی الامر منکم یدل علی ان الاجماع حجۃ بہ منقول کما انہ دل علی ہذا الاصل فکذلک دل علی مسائل کثیرۃ من فروع القول بالاجماع ونحن نذکر بعضہا الفرع الاول مذہبنا ان الاجماع لا ینعقد الا بقول العلماء الذین یمکنہم استنباط احکام اللہ من نصوص الکتاب والسنۃ وہولاء ہم المسلمون باہل الحل والعقد فی کتب اصول الفقہ فنقول الآیۃ دالۃ علیہ لانہ تعالی اوجب طاعۃ اولی الامر والذین لہم الامر والنہی فی الشرع لیس الا ہذا الصنف من العلماء لان المتکلم الذی لا معرفۃ لہ بکیفیۃ استنباط الاحکام من القرآن والحدیث فدل علی ماذکرناہ فلما دلت الآیۃ علی ان اجماع اولی الامر حجۃ علمنا دلالۃ الآیۃ علی انہ ینعقد الاجماع بمجرد قول ہذہ الطائفۃ من العلماء واما دلالۃ الآیۃ علی ان العامی غیر داخل فیہ فظاہر لانہ من الظاہر انہم لیسوا من اولی الامر (الفرع الثانی) اختلفوا فی ان الاجماع الحاصل عقیب الخلاف ہل ہو حجۃ والاصح انہ حجۃ والدلیل علیہ ہذہ الآیۃ وذلک لانا بینا ان قولہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم یقتضی وجوب طاعۃ جملۃ اہل الحل والعقد من الامۃ وہذا یدخل فیہ ما حصل بعد الخلاف وما لم یکن کذلک فوجب ان یکون الکل حجۃ (الفرع الثالث) اختلفوا فی ان انقراض اہل العصر ہل ہو شرط والاصح انہ لیس بشرط والدلیل علیہ ہذہ الآیۃ وذلک لانہا تدل علی وجوب طاعۃ المجمعین وذلک یدخل فیہ ما اذا انقرض العصر وما اذا لم ینقرض (الفرع الرابع) دلت الآیۃ علی ان العبرۃ باجماع المؤمنین لانہ تعالی قال فی اول الآیۃ یا ایہا الذین آمنوا ثم قال واولی الامر منکم فدل ہذا علی ان العبرۃ باجماع المؤمنین مع ما سائر الفرق الذین یشک فی ایمانہم فلا عبرۃ بہم انتہی الغرض استغراق عرفی کی تقدیر بمعنے حدیث کرتے ہوئی یہ ہین کہ جس زمانہ کسی مکان کی علماء اہل سنت وجماعت کسی قول و فعل کو حسن و نیک جانین تو وہ اللہ کے نزدیک بہی حسن و نیک ہی اور تمام علماء بہیئت زمانونکی بہیئت تمام مکانونکی حسن جانین تو اوس کا بطریق اولی حسن و نیک ہونا ثابت ہوگا خدا تعالی کی نزدیک

پس اشارت نص و دلالت نص و تمام علما رجحان و تمام زمانون بہت زمانون کا اتفاق استحسان کے تحقیق کیواسطے ضرور نہین ہے
اور کسیطرح اس مراد پر حدیث مین دلالت نہین ہے لام استغراق کیواسطے ہونا ہرگز اس محلمین اسکو نہین چاہتا ہی اور ہمارے فقہا
عرف و تعامل اگرچہ ایک موضع و ایک زمانہ کا ہو شرعًا معتبر ہونا فرماتے ہین اوس زمانہ اور اوس مکانمین بدلیل اسیہی حدیث کے درمختار
کی کتاب الوقف مین ہے لان التعامل یترک بہ القیاس لحدیث ماراه المسلمون حسنا فہو عند الله حسن انتہی
اسکی تحت مین رد المحتار مین ہے وعلی ہذا فالظاہر اعتبار العرف فی الموضع والزمان الذی اشتہر فیہ دون
غیرہ فوقف الدراہم متعارف فی بلاد الروم دون بلادنا ووقف الفاس والقدوم کان متعارفا فی زمن
المتقدمین ولم نسمع بہ فی زماننا فالظاہر انہ لا یصح الآن وان وجدنا ولا یعتبر لما علمت من ان التعامل ہو
الاکثر استعمالا فتامل انتہی یہہ عبارت اوپر بھی گذر چکی ہے یا ۲۴ نی کو بہر ذکر کردے اس سے صاف معلوم ہی کہ جس موضع
و مکانمین عرف پایا جاتا ہو وہان معتبر ہی اور اسکے سوا مین معتبر نہین اور دلیل یہی حدیث ہی اگر ایک زمانہ کے تمام مکانون کے
علما رکا نیک جاننا عرف و تعامل کے اعتبار کیواسطے ضرور ہوتا اور حدیث کی بھی یہی مراد فقہا کے نزدیک ہوتی تو فقط ایک
موضع کا عرف و تعامل معتبر کیونکر فرماتے اور ہمارے علما نے جو اس حدیث کو اجماع کی دلیل قرار دیا ہی تو وہ اسطرح مستقیم ہی کہ جب
ایک موضع کے مسلمانونکا کسی چیز کو حسن جاننا موجب اوسکے حسن عند الله ہونیکو ہے تو تمام مواضع کے علما مجتہدین
کسی چیز کو حسن جانین تو وہ چیز بطریق اولی عند الله حسن ہے پس استدلال علما رکا اس حدیث سے بطور دلالت نص
اولی کے ہے جسطرح ولا تقل لہما اف سے استدلال حرمت ضرب پر کوئی کرے پس دلیل اجماع ہونا مانع ہمارے مقصود
کو نہوا اور عبارت فقہا عرف و تعامل کے بارہ مین جو کتب فقہیہ مین ہی چنانچہ بعض کتب کی عبارات اوپر گذر بھی چکی ہین
اور اب یہ دوبارہ بھی درمختار و رد المحتار سے نقل کی گئی ہین ان عبارات فقہا سے عرف و تعامل کے ثبوت کیواسطے جسکی دلیل
حدیث ماراه المسلمون ہے یہ معلوم و مفہوم نہین ہوتا ہی کہ وہ اہل عرف و تعامل مجتہدین ہووین اور غیر مجتہدین کا
عرف و تعامل معتبر نہین ہے اور اوپر مسلم الثبوت و شرحہ لبحر العلوم سے گذر چکا ہی کہ اتفاق علما محققین علے مر الاعصار
حجت مانند اجماع کے ہے اگرچہ وہ اتفاق کرنیوالے مجتہدین نہون پس اس سے خوب واضح ہی کہ تعامل و تعارف کی معتبر
ہونیکے واسطے اجتہاد ضروری نہین ہے ہان اجماع اصطلاحی کے واسطے مجتہدین کا اتفاق ضرور ہی اور استحسان
و تعارف ملحق بالاجماع ہے چنانچہ اوپر مکرر نور الانوار سے گذرا ہے و تعامل الناس ملحق بالاجماع انتہی اگر استحسان
و تعامل و تعارف کے واسطے مجتہدین کا اتفاق ضرور ہوتا اور بدون مجتہدین کے غیر مجتہدین سے استحسان و تعامل کا
تحقق نہوتا تو تعامل و استحسان عین اجماع ہوتا نہ ملحق بالاجماع اور نتائج الافکار سے بھی اوپر گذر چکا ہی کہ تعامل
بمنزل اجماع کے ہے جب اتفاق مجتہدین اسکی ثبوت کیواسطے شرط ہوتا نزدیک فقہا کرام کے تو بمنزل اجماع کیون

فرماتے ہیں اجماع فرماتی اور اجماع میں اتفاق ایکزمانہ کے تمام مجتہدین کا شرط ہی فقط ایک موضع کے علمار کا اتفاق کافی
نہیں ہی اور استحسان میں ایکموضع کے علمار وسلمین کا اتفاق ہی کافی ہے چنانچہ اوپر عبارت ردالمحتار سے واضح ہوگیا
ہی پس اتفاق تمام مجتہدین کو استحسان کے تحقق کیواسطے شرط کہنا اور بدون اسکے ثبوت استحسان نہ ماننا دلالت
واضحہ عدم علم جامع براہین پرکرتا ہی اور مسلمون سے فرد کامل مجتہدین کاملین کو ہی بتانا بھی سفاہت صرف ہی آجتک اسکا
بہی کوئی قائل نہین ہوا ہے فمن ادعی فعلیہ البیان اور اولی الامر واہل الذکر سے مراد تو مجتہدین ہونا لکھا ہی ہے
مومنین ومسلمین سے مراد مجتہدین ہونا یہ ایجاد بندہ ہے شاید تحجال وروش سید احمد خان تفسیر احمدی اردو والی
سیکھی ہے ہر ایک حدیث کے معانی تمام جہان سے علیحدہ ہی اختراع کئے جاتی ہین قرآن شریف واحادیث مین مومنین
ومسلمین کیواسطے دخول جنت کی خبر دی ہے سب جگہہ مجتہدین ہی مراد لیکر دخول جنت کا کو بہی مجتہدین کے ہی واسطے خاص
کرے یہ جامع براہین کا ہی وہابیہ جہلار کا حرمان دخول جنت سے قبولکرے بلکہ فرد کامل اسلام صحابہ کرام ہین بہ نسبت
مجتہدین تابعین کے اور بہ نسبت صحابہؓ کے انبیار علیہم السلام فرد کامل اہل اسلام کر ہین پس یہ تمام امور استحسان و دخول
جنت وغیرہا مخصوص انبیار علیہم السلام کے ساتھ کرنا چاہیئے باقی تمام کو خارج ماننا چاہیئے ایسے جہالت کا کیا ٹھکانا ہی کہ
جس سے تمام احکام شرعیہ درہم برہم ہو جاوین اور مشتق مین لبدا علت حکم ہوتا ہی یہ مسلم ہی لکن یہان مبدا اسلام ہے اجتہاد
نہین ہے اسلام سے مراد اجتہاد لینا یہ اجتہاد فاسد واستنباط کاسد جامع براہین کا ہی یہ وہابیہ کے حق مین حجت ہوگا
جنکے واسطے جامع براہین احکام جدیدہ گھڑنیکو مجتہد بنا ہے اہل سنت وجماعت مین کوئی ایسے اجتہاد جامع براہین یا کسی
دوسرے وہابی کو تسلیم نہین کرتا ہے اور اس حدیث یعنے ماراٰہ المسلمون اور لاتجمع امتی علی الضلالۃ کے
معنی ایک ہی بعینہ بتانا بہی غلط محض ہے حدیث اول مفید استحسان کو ہی جو ملحق بالاجماع و بمنزلہ اجماع ہے حکم مین
اور حدیث لاتجمع امتی مثبت عین اجماع ہے وبینہما بون لبعید اور اجماع قطعی کا ارشاد ہونا بہی ان دونون مین متکلم
فیہ ومنظور فیہ اب منصفین غور فرماوین کہ جامع براہین نے فقط الفاظ کسی سے سن سنا کر یاد کرلئے اور معنی انکو کسی سے
نہین پڑہی یا صاحب انوار ساطعہ نے اتنی اس جامع براہین کو خبر نہین کہ جو صاحب انوار کو یہ کہتا ہی وہ انجام کار اسی مین
نکلتا ہے سچ ہے آسمان کا تھوکا منہہ پر آتا ہی **قال** جامع البراہین پس مولف آنکہ کہولکر دیکہے کہ اجماع کسکا معتبر ہوتا ہے
اور اجماع کس وقت اور کس شرائط سے قابل اعتماد ہوتا ہی اور یہان قیود مروجہ مولود مین وہ شرائط ہین یا نہین یہ بہی
بحث ادلہ اربعہ مین کہا گیا ہے اگر مولف کو کچہہ علم ہے تو دیکہہ لیوے تو شاید سمجہہ جاوے کہ یہ ہی جرگہ دشمنان نبی کا طائفہ
من امتی اور طوبی للغربا کا مورد ہی اور یہ مجلس مروجہ خارج از ادلہ اربعہ ہے زیادہ تطویل کرنا اور بار بار اعادہ کرنا
مضامین کا کچہہ ضرور نہین **اقول** وباللہ التوفیق اب ہی ہم تمکو بتاتے ہین کہ اجماع منعقد ہوتا ہی ساتھ قول مستنبطین

اہل سنت وجماعت اور مجبر وقول اونکی سے انعقاد اوسکا ہوجاتا ہے اور کوئی وقت خاص اجماعکا نہین ہے جسوقت اتفاق
علماء مستنبطین ہوگا اجماع ہوجاویگا اور بدعتی وفاسق نہونا شرط ہے یہان قیود مروجہ مین اتفاق علماء مستنبطین
مانند جلال الدین وابن حجر وابن جزری وسخاوی وملا علی وا عیان علماء امصار علی ممر الاعصار پایا گیا ہے یہ علماء
اگرچہ مجتہد مطلق نتھے لیکن اہل استنباط ہونے سے خالی نتھے اسی واسطے جلال الدین سیوطی وابن حجر نے استنباط
وقیاس حدیث عقیقہ وعاشورہ پر کرکے محفلکو ثابت کیا اہل استنباط مین سے یہ لوگ نہ ہوتے تو استنباط انکو کرنا ہرگز درست
نہوتا یہ قیاس انکا مسند اجماع جاننا چاہئے اور مستنبطین انکی زمانہ اور زمانہ لاحق کے اس محفل کی جواز واستحباب پر
متفق ہوئی تمام ملکونمین بلکہ ان سے قبل بھی متفق تھے اور کسی اقل قلیل کا انکار مانند فاکہانی کہ بلا دلیل اوسکا انکار ہے
مضر اجماع واتفاق کو نہوا چنانچہ اوپر گذر چکا ہے اور بالفرض اگر اس اتفاق کو اجماع نکہو تو اتفاق محققین فی الامصار
علی ممر الاعصار ہونیمین شک نہین ہے منصفین کے نزدیک اور ایسا اتفاق مانند اجماع حجت شرعیہ ہے چنانچہ اوپر گذر
چکا ہے اور استحسان علماء امصار علی ممر الاعصار کو بھی جو ملحق بالاجماع ہے اب جامع براہین آنکہ کہولکر دیکہے کہ یہ
ادلہ شرعیہ جواز قیود کے موجود ہین یا نہین اگر جامع براہین کو کچہہ بھی علم ہے تو دیکہنیکے بعد یہی سمجہہ جاویگا کہ مذہب اہل سنت
وجماعت اس محفل کے بارہ مین حق ہے اور مذہب وہابیہ باطل ہے اور یہ دستور ہے نجکا جبکہ وہابیہ کا اہل سنت وجماعت
چنانچہ علماء نے اسکی تصریح کی ہے انکا عقیدہ یہی ہے کہ سوای اپنے جبکہ دس پانچ کے باقیکو مشرک جانتے ہین ایسا
عقیدہ خوارج کا تھا جس پر خروج کرنا چاہتے ہین تو اوسکے کفر کے معتقد ہوتے ہین اور عبد الوہاب نجدی کے اتباع کا بھی
حال ہے اور اسی سبب سے اہل حرمین شریفین اہل سنت وجماعت اور اونکے علماء کے قتل کو مباح جانتا تھا خدا تعالی نے
لشکر اسلام کو مظفر ومنصور اونپر کیا اور انکی شوکت کو توڑ دیا چنانچہ یہ واقعہ حرمین شریفین مین سنہ ۱۲۰۳ مین ہوچکا
ہے قال فی رد المحتار علمت ان هذا غیر شرط فی مسمی الخوارج بل هو بیان لمن خرجوا علی سیدنا علی رض والا
فیکفی فیهم اعتقادهم کفر من خرجوا علیه کما وقع فی زماننا فی اتباع عبد الوهاب الذین خرجوا من نجد
وتغلبوا علی الحرمین وکانوا ینتحلون مذهب الحنابلة لکنهم اعتقدوا انهم هم المسلمون وان من خالف
اعتقادهم مشرکون واستباحوا بذلك قتل اهل السنة وقتل علمائهم حتی کسر الله شوکتهم وخرب
بلادهم وظفر بهم عساکر المسلمین عام ثلث وثلثین ومائتین والف انتهی اور یہ جامع براہین بھی مذمت
اہل حرمین شریفین بیان کرچکا ہے اور اونکو فساق واہل بدعت بنا چکا ہے اور دیوبند کو اون پر ترجیح دیچکا ہے اسکے
قبضہ قدرت مین اہل حرمین واونکے علماء کا قتل کرنا نہین ہے اسواسطے فقط زبانی اہانت اونکی کرتا ہے اور فرقہ نجدیہ
کی مذمت احادیث نبویہ سے بھی مفہوم ومعلوم ہوتی ہے اور آنحضرت صلعم نے نجد کے حق مین دعاء خیر نفرمائی باوجودیکہ

استدعا بالتکرار صحابہ رضؓ نے کی اور وہاں زلازل وفتن کا ہونا اور وہان سے طلوع کرنا قرن شیطان کا فرمایا چنانچہ
بخاری مین روایت ابن عمر رضؓ سے ہے قال ذکر النبیؐ قال اللہم بارک لنا فی شامنا اللہم بارک لنا فی یمننا
قالوا یا رسول اللہ وفی نجدنا فاظنہ قال فی الثالثۃ ھناک الزلازل والفتن وبہا یطلع قرن الشیطن
بہت سے فتنہ وفساد نجد کیطرف سے برآمد ہوچکی ہین اور ہوونگی بھی چنانچہ یاجوج ماجوج اوسہی طرف سے ہوکر
آوینگے اور واقعہ جمل وصفین وخروج خوارج وفتنہ مفتاح کبرے قتل حضرت عثمان رضؓ بھی اوسی جانب سے نکلا ہے
قال العینی شارح البخاری فاخبر ان الفتنۃ تکون من تلک الناحیۃ وکذلک کانت وھی واقعۃ صفین ثم ظہور
الخوارج فی ارض نجد والعراق وما وراءھا من المشرق وکانت الفتنۃ الکبری التی وھی کانت مفتاح
فساد ذات المبین قتل عثمان رضی اللہ تعالی عنہ وکان علیہ السلام یحذر من ذلک ویعلم بہ قبل وقوعہ
وذلک من دلالات نبوتہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال الکرمانی فاخبر ان الفتنۃ تکون من ناحیتہم کما ان وقعۃ
الجمل وصفین وظہور الخروج فی ارض نجد والعراق وما وراءھا کانت من المشرق وکذلک یکون خروج
الدجال ویاجوج وماجوج انتہی بقدر الحاجۃ واخرج البخاری عن ابی سعید الخدری عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
قال یخرج ناس من قبل المشرق یقرأون القرآن لا یجاوز تراقیہم یمرقون من الدین کما یمرق السہم من
الرمیۃ ثم لا یعودون فیہ حتی یعود السہم الی فوقہ قیل ما سیماہم قال سیماہم التحلیق او قال التسبید
اور مراد مشرق سے اس حدیث مین مشرق مدینہ طیبہ ہے کہ وہ نجد وما بعد نجد کا ہے قال الکرمانی مشرق المدینۃ
الطیبۃ علی صاحبہا افضل الصلوۃ والتسلیم مثل نجد وما بعدہ انتہی کوئی یہ گمان نکرے کہ خوارج اس حدیث سے
مراد ہین اتباع محمد بن عبد الوہاب جو وہابیہ ہین مراد نہین اور اسکے ثبوت کیواسطے کہ خوارج مراد ہین عبارات علماء پیش
کرے کیونکہ ہم جواب مین کہینگے کہ جن علماء نے لکھا ہی کہ خوارج مراد ہین اونکی زمانہ تک اتباع عبد الوہاب کا خروج وہاں سے
نہوا تہا اور اونکے زمانہ مین ہوچکا ہوتا تو ان وہابیہ کو بھی اونمین وہ شمار کرلیتے اور علت بیدینی وبدعت ضلالت جو
خوارج مین ہے کہ سوائی اپنے جرگہ کے باقی کے کافر ہونیکا اعتقاد کرتی ہین اور اہل سنت وجماعت کے قتل کو حلال ومباح
جانتی ہین یہی اس فرقہ وہابیہ مین موجود ہی کہ اہل سنت وجماعت کو مشرک بتاتی ہین اور قتل بھی علماء حرمین شریفین
اہل سنت وجماعت کو یہ کرچکی ہین اور خاص حرم محترم مین خون ریزی انہون نے کی اور ایسے امور کی اباحت کے
یہ قائل ہین اور اتباع عبد الوہاب کا یہ فعل بد کوئی وہابی نہین کہتا ہی پس یہ اور خوارج دونون برابر ہین اور عادت
خوارج کی یہ ہے کہ جو جو آیات کفار کے حقمین نازل ہین وہ مومنین کے حقمین قرار دیتی ہین اسلیے حضرت ابن عمر رضؓ اونکو
بدترین خلائق جانتے تھے مجمع البحار مین تحت لفظ حدیث کی جلد اول مین موجود ہی یقولون لقول خیر البریۃ الی آخرہ

صلی اللہ وھو القرآن وکان ابن عمر یری الخوارج شرار الخلق لانہم انطلقوا الی آیات نزلت فی الکفار
فجعلوھا علی المؤمنین انتہی یہی حال وہابیہ کا ہے اتخذوا احبارھم ورھبانہم اربابا من دون اللہ اور
آیت ما الفینا علیہ اباءنا وغیرہما منزل فی الکفار کو حق مومنین مین پڑہتے ہین چنانچہ مولوی اسمعیل مقتول اس
فرقہ کے سرگروہ جس نے امکان کذب باریتعالی کا مسئلہ اختراع اور کفریات مین دوسرے جہال وہابیہ کو ڈالا ہے
اپنی بعض تصانیف مین ان آیات کو حق مقلدین ائمہ مین پڑہا ہے پس صفات خوارج ان وہابیہ مین موجود ہین اور بعض
صفات دوسرے فرقون بدعیہ کے بہی انمین ہین کہ تفصیل اوسکی مقتضی تطویل ہے اور امکان کذب باریتعالی اور ادنی کا
کہنا کہ رسول اللہ صلعم میرے بہائی ہین یہ جامع براہین صاحب گہڑی ہین اور منکر ایک رکعت وتر کے ایمانکا ٹھکانا نہین
بتاتی ہین جس سے لازم آتا ہے کہ امام ابی حنیفہ وحسن بصری وتبعین اونکے وبعض صحابہ رض کے ایمانکا ٹھکانا نہین ہے اور بہت سے
مزخرافات اوسکے اوپر گذر چکی ہین اسیطرح تمہارے مقتدای مولوی اسمعیل نے اپنے رسالہ ایضاح الحق مین آب
دہ درود کو جو تمام حنفیہ کے نزدیک معمول ومعتبر ہے بدعۃ حقیقیہ لکہا ہے اور طریق اولیاء امت محمدیہ درباب اذکار
وضربات وجلسات کو بہی اوسی رسالہ مین بدعت کہا ہے ذرا آنکہین کہولکر دیکہو اور شرم کرو کہ اولا تم یا شی لا مذہب کے
تمہارے زین دلیر وہی بزرگ کر گئی ہین اگر تمنے ایک رکعت وتر کے انکار کرنیوالونکے ایمان مین شک کیا تو کیا تعجب ہے
یہ مرض تو تمہارا موروثی ہو چکا ہے کچہہ آبہی کو یہ نئی ہڑک نہین اوٹہی ہے منصفین کے نزدیک بلا شبہ یہ احادیث
جو اوپر گذری ہین اونکی حق مین صادق ہین پس اہل بدعت ضلالت ہونا اس فرقہ کا واضح ہے اور امکان کذب باریتعالی کا
قائل ہونا تو موجب کفر ہی ہے اور مولوی عبد الحلیم صاحب لکہنوی حاشیہ نور الانوار مین* ومضلل کالروافض
والخوارج والمعتزلۃ ونحوھم کی فرماتی ہین قولہ نحوھم کالوھابی المنکر للشفاعۃ انتہی تقویت الایمان
مین انکار بعض اقسام شفاعت کا حق مومنین مین کیا ہے اور اقسام اپنی طرف سے گہڑی ہین انکار کرنے کیواسطے پس
اس جرگہ وہابیہ کا تو یہ حال ہے کوئی مسلمان باوجود اطلاع کے اس جرگہ وہابیہ کی ضلالت پر اوسکو مورد طائفۃ من امتی
وطوبی للغرباء کیونکر تصور کر سکتا ہے جامع براہین گنگوہی اپنے منہ سے مورد بنتا ہے بلا دلیل کے تو کون سنتا ہے ایسے
تو تمام فرقون باطلہ کی عادت ہے کہ اپنے کو ایساہی بتاتی ہین حق پر وہی سواد اعظم مومنین علماء کا ہے جو اہل سنت ہین
نہ وہابیہ جو سواد اعظم سے جدا ہو کر مصداق ومورد من شذ شذ فی النار کی ہین اور طائفۃ من امتی وطوبی للغرباء
کا حال اوپر بخوبی معلوم ہو چکا ہے دوبارہ ذکر کی ضرورت نہین ہے اب جامع براہین آنکہہ کہولکر دیکہے کہ جرگہ من شذ
من شذ فی النار کا مصداق ہے یا نہین خوب اسمین فکر کرے اور خوب سوچے سمجہہ مین نہ آوے تو بمقتضائی فاسئلوا اھل
الذکر ان کنتم لا تعلمون علماء اہل سنت وجماعت سے جو سواد اعظم ہین دریافت کرے اور مجلس مروج کی حقیقت کا قائل

* مخفی قول صاحب نور الانوار

ہووے اور انکار سے توبہ کرے **قال** جامع البراہین مگر اسقدر ہر عاقل سمجھ لیوے کہ ماراٰہ المسلمون اوسوقت ہی کہ
ادلہ ثلثہ شرعیہ سے کچھ اوسکا ثبوت نہو ورنہ جب ان ادلہ سے قبح کسی شی کا ثابت ہے تو شی عنداللہ قبیح ہو چکی اب تمام دنیا کی
حسن جاننے سے بھی وہ حسن نہین ہو سکتی مگر ہان جب ادلہ ثلثہ مین صریح نہین تو ضرور خفی طور پر کچھ ہوگا اوسوقت جب
سب علما اوس پر متفق ہو جاوین اور کسی خفی امر سے استنباط کرکے مجتمع ہو جاوین کہ ایک بھی اوس سے منفرد نہو تو وہ
عنداللہ حسن ہو گیا اجماع اسکا مظہر اوس حکم کا ہو گیا تامل درکار ہے پس یہان تو ادلہ اربعہ سے قبح ان قیود کا ثابت ہو لیا اب
مولف کی مسلمون کے جاننے سے قبح اوسکا رفع نہین ہو سکتا مولف ذرا ہوش کرے کلمہ پڑھکر سوچے **اقول** وباللہ التوفیق گنگوہی
جامع براہین اپنی ناعاقل وہابیہ کو یہ مزخرفات اپنی سمجھا دے اہل سنت وجماعت تو ایسے واہیات پر کبھی کبھی کان نہی لگاوینگے
قبول کرنا تو چہ معنی دارد مطلقاً یہ حکم کرنا کہ جب ادلہ شرعیہ سے کچھ ثبوت نہو اور قبیح کسی شئے کا ان ادلہ سے ثابت ہے تو تمام دنیا کی
حسن جاننے سے وہ حسن نہین ہو سکتی ہے سراسر جہالت وسفاہت ہے دیکھو اجرت قرآن وفقہ واذان پر مثلاً لینا بدلیل حدیث
واقوال امام ابی حنیفہ وقول صاحبین قبیح ہے اور غیر جائز ہے اور باوجودیکہ متاخرون نے اوسکو حسن جانا ہے اور وہابیہ بھی بلکہ خود
گنگوہی بھی اوسکو جائز کہتا ہے اور دیوبند والے جنکو اہل حرمین شریفین پر ترجیح دیتا ہے وہ تمام تعلیم علم دین تفسیر
وحدیث وفقہ پر اجرت لیتے ہین اب گنگوہی کا انکار اس حدیث اور قول امام وصاحبین کا جنسے عدم جواز اجرت کا ثبوت ہوا ان
امور پر کر جاوے یا کہدیوے کہ اجرت ان امور پر کسیطرح اور کسی حیثیت سے قبیح نہ تھے لکن آنحضرت صلعم نے اور امام صاحب
وصاحبین نے غیر جائز کہدیا ہے تو آنحضرت صلعم اور امام صاحبین کیطرف گنگوہی جھوٹا مسئلہ بتانیکی نسبت
کرکے اپنے ایمان کا حال ظاہر کر دی اور اگر انتہا حکم بسبب انتفاء علت کو محبت قرار دیگا اور وجہ گذاریگا تو اپنے منہ سے
اپنے قول کو اس سے رد کر دیا کہ ہان جس شئے کا ادلہ شرعیہ سے قبیح ثابت ہووے وہ بھی حسن جاننے مسلمونکی سے حسن ہو جاتی ہے
اور قبیح اوسوقت ہے کہ مسلمون نے اوسکو حسن نہین جانا ہے پس یہ نہ رہا کہ کسی چیز کا اول سے قبح ثابت ہو جاوے تو کسی وقت
اوسکا قبح مرتفع نہین ہوتا ہے اور حسن جاننے سے وہ حسن نہین ہوتی ہے اسہی کا قائل گنگوہی ہوا تھا لیس اوسکا بطلان
اظہر من الشمس ہے اور سفاہت گنگوہی کی ظاہر ہے اور جہالت ثابت ہے اور یہ قول کہ (سب علما متفق ہو جاوین اور
کسی امر خفی سے استنباط کرکے مجتمع ہو جاوین کہ ایک بھی اوس سے منفرد نہو وہ عنداللہ حسن ہو گیا) اس سے بھی عدم علم
گنگوہی ظاہر ہے کیونکہ کسی امر خفی سے جب استنباط ہوا تو استنباط خود مستقل دلیل شرعی ہے اور قبل اس سے بھی گنگوہی
کہہ چکا ہے کہ اوسمین باشارہ نص ودلالت نص تمام علما جمع ہو جاوین الخ اسیطرح دلالت نص واشارہ نص بھی دلیل شرعی
مستقل ہے اگر اشارہ نص قرآن ہے تو قرآن مین داخل ہے اور اشارہ نص حدیث ہے تو حدیث مین داخل ہے علی ہذا القیاس
دلالت نص قرآن ودلالت نص حدیث بھی قرآن وحدیث مین داخل ہے پس جو امر استنباط سے ثابت ہے وہ قیاس سے ثابت ہے

اور جو اشارہ نص و دلالت نص سے ثابت ہی قرآن و حدیث سے ثابت ہے بس جو استنباط و قرآن و حدیث سے ثابت
ہووے اوسکے حسن ہونے کیواسطے نزدیک اللہ تعالی کے تمام علما جمع ہونیکی قید لگانا بالکل صوت نہ اکرتا ہے کہ بدون اجماع
تمام علماء کے اگرچہ اکثر علماء کا اتفاق ہو اور بعض دوچار کا اتفاق نہووے تو وہ امر یعنے وہ امر جو استنباط و اشارہ نص
قرآن و حدیث و دلالت نص قرآن و حدیث سے ثابت ہے خدا تعالی کے نزدیک حسن نہین ہے جسکا حاصل یہ ہوا کہ فقط استنباط
و اشارہ نص و دلالت نص سے جسکا ثبوت ہو تو وہ خدا تعالی کے نزدیک حسن نہین ہے اور حسن اوسوقت ہوگا کہ تمام علما کا
اجتماع ہی ہو جاوے اسطرح سے ہو کہ ایک بھی منفرد نہووے حالانکہ کوئی آجتک اوسکا قائل ہوا ہی کہ فقط اشارہ
نص و دلالت نص جو قرآن و حدیث مین ہی داخل ہے کسی امر کے جواز پر دال ہووے تو وہ حسن عند اللہ نہین ہے اجماع
تمام علما کا ہی اوسکے ساتھ منضم ہووے اوسوقت حسن عند اللہ ہووے اور نہ یہ عقل سلیم و فہم مستقیم مین آسکتا ہی اور کوئی
ادنی طالب علم بھی نہین مانتا ہی بلکہ کسی جاہل نے بھی صحبت کسی عالم کی اوٹھائی ہوگی تو وہ قبول نہ کریگا کہ استنباط
و اشارہ نص و دلالت سے جو ادلہ شرعیہ ہین کوئی امر ثابت ہووے اور استحباب اوسکا ان ادلہ سے معلوم ہو جاوے
اور اجماع کامل ہووے تو وہ عند اللہ حسن نہین ہے یہ امر بدیہی ہے کہ ادلہ شرعیہ سے جسکا استحباب ثابت ہی اسکا حسن
ہونا ضرور ہے ورنہ لازم آویگا کہ استحباب لیسا ہی ہوتا ہی اوسکا ثبوت قرآن و حدیث و قیاس سے ہوتا ہی اور وہ عند اللہ
حسن نہین ہوتا ہی جسکا امتناع و استحالہ ظاہر ہے ایسے اقوال باطلہ کہنے کی جرأت ان حضرت گنگوہی کو ہی کہ خلاف عقل
و نقل کے ایسے اقوال باطلہ کہتی ہین انکو کہتے ہوئے شرم بھی نہین آتی کہ یہ اقوال لائق مضحکہ اطفال ہین اپنے منہ سے
کسطرح نکالون اب تامل درکار ہونا جو گنگوہی مولف انوار کے حق مین کہتا تہا منصفین غور کرین کہ خود گنگوہی کے حق مین
ہی یا مولف انوار کے حق مین اور یہ اوپر معلوم ہو چکا ہی کہ استحسان کی ثبوت کیواسطے اور عرف تعامل کے تحقق کیلیے تمام علماء کا
حسن جاننا ضرور نہین ہے بعض زمانہ و بعض مواضع کے علما کا حسن جاننا ہی کافی ہے چنانچہ اوپر عبارت رد المحتار سے
واضح ہو چکا ہی اور اگر یہی ہی کہ تمام علماء کا اجماع و تمام کا اتفاق ہووے کہ کوئی بھی منفرد نہووے اوسوقت استحسان ثابت
ہوتا ہی اور خدا تعالی کے نزدیک اوسوقت مستحسن ہوتا ہی تو قبیح ہونے کیواسطے بھی اتفاق کل علما کا کہ کوئی بھی منفرد
نہووے ضرور ہونا چاہیئے اور ایک بھی منفرد ہووے تو قبیح ہونا نزدیک خدا تعالی کے ثابت نہووے اسلئے کہ پوری حدیث
یہ ہی عن ابن مسعود قال ان اللہ نظر فی قلوب العباد فاختار محمدا صلی اللہ علیہ وسلم فبعثہ برسالتہ ثم نظر فی
قلوب العباد فاختار لہ اصحابا فجعلہم انصار دینہ و وزراء نبیہ فما راہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن وما
راہ المسلمون قبیحا فہو عند اللہ قبیح ذکرہ ابن حجر و رواہ احمد و بزار طیالسی طبرانی اس حدیث میں جسطرح لفظ مسلمون معرف
باللام حسن ہونیکے بارہ مین وارد ہی اسطرح لفظ مسلمون معرف باللام قبیح ہونیکی بارہ مین نازل جیسے وہان یعنے حسن ہونیکے بارہ مین لام

واسطے ضرور جاننا ہو پس لازم ہو گنگوہی پر کہ بیان بہی یعنے قبیح ہونے کیواسطے ہی لام استغراق لیکر تمام علماء کا اتفاق
قبیح ہونے پر بدون انفراد کسی ایک کے بہی ضرور جانے اور اگر ایک بہی علماء مین سے قباحت کا انکار کرے تو اوسکی
قباحت کا ثابت ہونا نہ مانے پس اس تقدیر پر قباحت محفل میلاد شریف فاکہانی اور ہم مشرب چند جہال وہابیہ کی
قبیح جاننے سے باوجودیکہ اسکی قباحت کی ایک جماعت کثیر و جم غفیر منکر ہے ہرگز ثابت نہ ہوگی اور لازم آویگا کہ قباحت
کسی چیز کی قیاس سے اور دلالت نص حدیث و قرآن و اشارت النص قرآن و حدیث سے جس پر اجماع کل علماء کا نہیں ہوا ہے
ہرگز ثابت نہووے اور اوسکو گنگوہی بہی ہرگز قبول نہ کریگا پس یہ زعم گنگوہی بخوبی باطل ہے یہ جہالت صرف ہے
جامع براہین کی کہ کہتا ہے کہ (پس یہان تو ادلہ اربعہ سے قبح ان قیود کا ثابت ہولیا) خیال کرنا چاہئے کہ ادلہ اربعہ سے
قبح تو اوسوقت ثابت ہوتا کہ قرآن کی آیت سے اسکا قبح ثابت ہوا ہوتا ایک آیت بہی گنگوہی نے مفید اسکی نقل نکی
اور ایک حدیث بہی مثبت قباحت اسکی موجود نہین ہے اور اجماع سے اسکی قباحت ہونا تو کوئی بچہ بہی جسکو تعریف
اجماع معلوم ہے تسلیم نہ کریگا اور جامع براہین کو جہوٹا جانیگا کہ یہی تمام مجتہدین کا اتفاق بدون اسکی کہ ایک بہی
منفرد ہووے اور جدا ہووے اوس اتفاق سے استحسان کیواسطے اور اجماع کیواسطے ضرور کہا تہا اسی مقام مین اور
اوپر فقط فاکہانی کے انکار ہی سے اتفاق تمام علماء محققین کو باطل بتا چکا ہے اور یہان سب کچہہ بہول گیا اور مدہوش
ہوکر قبح قیود کا ادلہ اربعہ سے کہ اونمین اجماع بہی ہونا ضرور ہی زعم کرنے لگا دروغ گو را حافظہ نباشد کونسے زمانہ کے
تمام مجتہدین نے قیود محفل میلاد کو قبیح کہا ہے سچا ہو تو ثابت کرے ورنہ کذب صریح اسکا واضح ہے اور کونسے مجتہد کا
قیاس صحیح اوسکے قبیح ہونے مین موجود ہے پس جامع براہین کا کذب و مدہوشی واضح ہے اپنی بلا دوسرے پر ڈالنے
کو مولف انوار کو مدہوش کرنا سکہاتا ہے اور یہ جو گنگوہی نے کہا ہے کہ (مولف کی مسلمونکے حسن جاننے سے قبح اسکا
رفع نہین ہوسکتا ہے) بیشک مسلمون تو مولف کی ہین اور اخوت اسلامی مسلمون و مولف کی درمیان مین ثابت ہے
اور تمام مسلمانونکا یہی حال ہے کہ باہم اخوت اونکی ہے لیکن وہابیہ نہ مسلمانونکے ہین اور مسلمان وہابیہ کے ہین کیونکہ
وہابیہ مین اسلام نہین تو وہ کسطرح مسلمانونکے برادران اسلام ہوسکتے ہین باین معنی گنگوہی کا کہنا پس یہ قول جامع
براہین راست و مستقیم ہوسکتا ہے اور مولف انوار و دیگر تمام اہل سنت ہم مشرب مولف انوار ساطعہ کے کلمہ ایمان
واسلام پڑہتے ہین اور نور الایمان اونکے دلونمین حاصل ہے وہ کلمہ جسکی نسبت جامع براہین لکہتا ہے کہ (کلمہ پڑہکر سوچے
معلوم نہین جامع براہین کا کونسا کلمہ اپنا ٹہرایا ہے جسکو پڑہنا چاہتا ہے شاید شیخ نجدی کا وہ کلمہ ہوگا جو وہابیہ نے
ٹہرایا ہوگا سو وہ بجای کلمہ طیبہ و کلمہ شہادت کی اہل اسلام ہرگز نہین پڑہینگے اور ایمان و اسلام وہابیت کے عوض
مین ہرگز فروخت نکرینگے اس سے گنگوہی خاطر جمع رکہے اور اگر یہ مراد جامع براہین کی ہو کہ مولف انوار بہی کلمہ طیبہ و کلمہ

شہادت پڑہکر مسلمان ہوکر سوچے تو جامع براہین کو یہ بھی شریعت جدیدہ ہی کہ مولف انوار پر جو حدیث ماراٰہ المسلمون
سے استحسان کا اثبات کرتا ہی جسکی حقیقت اوپر معلوم ہو چکی ہے اس سے سلب ایمانکا حکم کرتا ہی ایسے حکم کا جواز
شریعت جدیدہ وہابیہ میں ہی ہوگا جو مخالف شریعت محمدیہ کی ہے ورنہ کوئی اہل عقل ایسا حکم نہین کر سکتا ہی ایسے حکم
سے لازم آتا ہی کہ فقہا جو ثبوت استحسان کی دلیل اس حدیث کو گردانتے ہین اور اسی حدیث سے ایک موضع کا تعامل و تعارف کا
معتبر ہونا فرماتے ہین چنانچہ اوپر گذر چکا ہی بلکہ بعضے فقہا قائل ہین کہ نص کی تخصیص بھی تعامل و تعارف سے ہو جاتی ہے اگرچہ
ایک ہی شہر کا تعامل ہو اور بعض فرماتے ہین کہ تعامل کل شہرون کی سے قیاس متروک ہوتا ہی اور اثر و حدیث کی تخصیص
ہو جاتی ہے ایک شہر کے تعامل سے نہین ہوتی ہے قال فی رد المحتار قال فی التبیین ومشائخ بلخ والنسفی یجوزون
حمل الطعام ببعض المحمول ونسج الثوب ببعض المنسوج لتعامل اهل بلادهم بذلک ومن لم یجوزه
قاسه علی قفیز الطحان والقیاس یترک بالتعارف ولئن قلنا انه لیس بطریق القیاس بل النص
یتناوله دلالة فالنص یخص بالتعارف الا تری ان الاستصناع ترک القیاس فیه وخص من القواعد
الشرعیة بالتعامل ومشائخنا رحمهم الله لم یجوزوا هذا التخصیص لان ذلک تعامل اهل بلدة واحدة
وبه لا یخص الاثر بخلاف الاستصناع فان التعامل جری فی کل البلاد وبمثله یترک القیاس ویخص الاثر
انتہی پس جو جو فقہا اس حدیث سے استحسان و تعامل ایک شہر یا کل شہرونکو معتبر فرماتے ہین سب پر حکم سلب
ایمان کرنیکا لازم آتا ہی اس سے پس جامع براہین اپنے ایمان کے خبر لی کہ کچھ باقی رہا یا نہین اور اتنی خبر نہین کہ
آنحضرت صلعم مسلمان سے ایمان سلب کرنیوالے کے حق مین کیا فرماتے ہین کہ یہ سلب کرنے والے پر رجوع کر تا ہے
قال النبی صلی الله علیه وسلم من دعا رجلا بالکفر او قال عدو الله ولیس کذالک الا حار علیه متفق علیه اب
جامع براہین مستحق اسکا ہوا یا نہین کہ جامع براہین ذرا ہوش کرے اور کلمہ پڑہکر سوچے منصفین غور کرین کہ جو حق مین
مولف انوار کے زعم کیا تہا وہ جامع براہین کی ہی حق مین راست ہوا اور مولف اس سے بری ہے **قال** جامع البراہین
صفحہ ۱۶۴ علی ہذا قوله علیه السلام علیکم بالسواد الاعظم کو مؤلف یہ سمجہا کہ اختلاف مسائل مین جسطرف بہت آدمی ہون
اوسکو لیوے اور بظاہر یہی وجہ ہوئی کہ مولف نے طریقہ سنت کا چہوڑکر اگرچہ ظاہر و باہر موافق حدیث و فقہ کے تہا طریقہ
بدعت کو اختیار کیا اور تاویلات رکیکہ بعیدہ کو گہڑکر اس طریقہ کا اثبات چاہا کیونکہ اہل سنت اس دورہ مین کم ہین جیسا
خود مخبر عالم نے فرمایا سیعود غریبا اوسکا ظہور ہے اور اہل طغیان کے کثرت ہی مولف نے اسکو سواد اعظم جانکر عمل
کیا ہی حالانکہ یہ معنی نہین ہرگز ہرگز قال فی التوضیح السواد الاعظم عامة المسلمین ممن هو امة مطلقة والمراد
بالامة المطلقة اهل السنة والجماعة وهم الذین طریقتهم طریق الرسول علیه السلام والصحابة دون

اهل البدع انتہی اس سے معلوم ہوا کہ سواد اعظم اہل سنت ہین بمقابلہ اہل البدع والاہوا کہ نہ مطلق کثرۃ الرجال
جیسا کہ مولف نے سمجھ لیا **اقول** وباللہ التوفیق الاتیق وعلیہ الاعتماد فی احقاق الحق الحقیق جامع براہین بے سمجھی
و سوچے کلام مولف انوار کو اٹکل پچو رد کرتا ہی اور نفسانیت کر کے اپنے نامۂ اعمال سیاہ کرتا ہی اور احکام شرعیہ کی تبدیل
کرنا چاہتا ہی مولف انوار کا قول پورا اوپر گذر چکا ہی ناظرین ملاحظہ فرماوین اوسمین یہ کہان ہی کہ اختلاف مسائل مین جسطرف
بہت سی آدمی ہون اوسکو لیوے جسکی یہ مراد کوئی قرار دیوے کہ بہت آدمی خواہ کافر ہون خواہ مسلمان خواہ جاہل ہون
خواہ عالم کسی قسم کے ہون جسطرف ہووین اوسکو لینا چاہئی مولف انوار نے تصریح کر دی ہے کہ جو معنی محدثین
کے نزدیک ہین وہ یہی ہین جنکو مولوی احمد علی ملا علی قاری سے نقل کرتے ہین سواد اعظم کے معنی تعبیر عن الجماعۃ
والمراد ما علیہ اکثر المسلمین اور مولف انوار نے نواب قطب الدین خان کے حوالہ سے لکھا کہ جو اعتقاد و قول
و فعل اکثر علماء کے ہون اونکی پیروی کرو چنانچہ پوری عبارت مولف انوار کی اوپر گذر چکی ہے اس سے واضح ہو گیا ہے
کہ مولف انوار حدیث مذکور سے اکثر علماء جسطرف ہون اُنکی پیروی کرنا مراد لیتا ہی نہ مطلق کثرۃ الرجال جیسا کہ
جامع براہین سمجھا ہے اگر کثرت علماء مراد ہونا ہی گنگوہی کو پسند نہین ہے تو مولوی احمد علی و ملا علی قاری قطب الدین
خان و شیخ عبد الحق محدث دہلوی کے ساتھ گنگوہی نفسانیت کرے اور اونکو کہے کہ اونہون نے طریقہ سنت کو چھوڑ
کر بدعت کو اختیار کیا ہی نہ مولف انوار ساطعہ کو کیونکہ مولف نے یہ اپنی طرف سے نہین کہا ہی بلکہ تمہارے متقدا مولوی
احمد علی و قطب الدین خان بھی اسکی قائل ہین اور صاحب مجمع بحار کا قول بھی دال ہی یہ ہے کہ اکثر علماء مسلمین مراد
ہین اوپر گذر چکا ہی اور علماء نے بھی یہی معنے لکھے ہین گنگوہی کسی پڑھے ہوئے سے دریافت کر لے پس مولف انوار پر یہ
افترا محض ہی کہ وہ مطلق کثرۃ الرجال سمجھا ہی اور یہ افترا کرنا یا جاننا ہی مولف کی مراد گویا جانفے وہ سمجھے دونونکی قباحت
ظاہر ہے اور مولف انوار کیطرف نسبت ترک سنت و اختیار بدعت کرنے کے بھی برایتہ باطل ہے اور مبنی اوسکا بھی بے
سمجھی یا جانکر افترا کرتا ہی اور یہ بھی سراسر نادانی ہے کہ اس دورہ مین اہل سنت کم ہین اور شیعہ وغیرہا سے اول تو یہ معلوم
ہی نہین ہوتا ہی کہ قلت اہل سنت کی مراد ہی بلکہ قلت اہل اسلام بہ نسبت کفار کے مراد ہی چنانچہ اوپر معلوم ہو چکا ہی دوسری
کہ اگر یہ مراد بھی ہوتی تو اس حدیث سے یہ کہان معلوم ہوتا ہی کہ اس دورہ مین کم ہین اور کمی کا دورہ یہی ہے اور فرقہ اہل
سنت وجماعت کا فرقہ وہابیہ کا ہی ہے جو امکان کذب باریتعالی کا قائل ہے اور آنحضرت صلعم کو بھائی اپنا اور بھی کہدی
تو یہ جائز کہتا ہی اور آنحضرت صلعم کی محفل میلاد کا دشمن سخت ہی اور دیگر خرافات و مزخرفات اوسکے عقیدہ و اعمالمین
موجود ہین جب تک ان تمام کا ثبوت نہو گا مقصود جامع براہین و دیگر وہابیہ کا ہرگز حاصل نہو گا اور قولین محققین مین سے جسکے
قبول کرنیکا حکم دیا ہی تو وہ ہی قول ہے جسپر اکثر علماء ہون بہ نسبت علماء دوسرے فرقون مخالفہ کے اور سواد اعظم سے بھی

مراد ہے چنانچہ اوپر گذر چکا ہی ساتھ نقول علما کی کہ اونمین بعضے مقتدائی وہابیہ کی بہی ہین اور یہی معنی سواد اعظم کی مولف
انوار ہمنے مراد لئی ہین اور اس محفل میلاد مین بہی معنی ثابت کرکے اوسکا قائل ہوا ہی جامع براہین انکار ان قولونکا
تعصب سے کرتا ہی اور اپنے بیعلمی کا اظہار برادنی واعلی پر کرتا ہی اور عبارت توضیح کی اس جامع براہین کو ہرگز مفید
نہین بلکہ مضر ہے اور اہل سنت وجماعت مجوزین محفلکو مفید ہے اسلئے کہ اس سے واضح ہی کہ سواد اعظم عامہ مسلمین
ہین جو بمعنی اکثر کے ہین اور وہ عامہ مسلمین یعنے اکثر مسلمان اہل سنت وجماعت ہین جنکا طریقہ وہ ہی جو طریقہ رسول اللہ صلعم کا تہا اور صحابہ
کرام رضوانہ کا نہ اہل بدعت پس اس سے صاف ظاہر ہو کہ اہل سنت وجماعت وہی ہین جو اکثر مسلمین ہین اور جو اہل بدعت ہین
وہ اکثر نہین ہین یہی ہم معشر اہل سنت وجماعت مجوزین محفل کہتے ہین جامع براہین اوسلئے معانی سواد اعظم سے جانگیا
کہ مخالف سواد اعظم واکثر مسلمین جو فرقہ ہی کہ بہ نسبت سواد اعظم کے قلیلہ ہی اوسکو سواد اعظم بنانے لگا اور عبارت توضیح کے
پیش کردی اتنی خبر نہین کہ عبارت توضیح تو موافق مدعی خصم جامع براہین کے ہے اور جامع براہین کی مدعا کے قاطع ہی بیعلم ایسے ہی
لوگ ہوتی ہین کہ خود عبارت نقل کردیتے ہین اور معانی ومطلب سے کچہہ انکو بحث نہین ہوتی ہے اور ایسے جہالت وسفاہت کو
علم جان لیتے ہین اور اہل علم پر طعن وتشنیع کرتے ہین بقول کسے خود فراموشی کند استاد را تہمت دہد منصفین انصاف
فرماوین کہ یہ لغو وتکبر وخرافات تقریر پر تزویر جامع براہین کے مطالب انوار ساطعہ کو کب حضرت رسان ہو سکتی ہین اور یہ تحریر
انوار ساطعہ کے مقصود کو کہان ردکر تیرہے اب اسکو سوای تسوید اوراق کے اور کیا کہا جاوے بلکہ اسکو نامہ اعمال
سیاہ کرنا کہا جاوے تو بجا ودرست ہی **قال** جامع البراہین اور اسکی شرح دوسری حدیث کرتی ہے قال علیہ السلام
من یعش منکم فسیری اختلافا کثیرا فعلیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المہدیین تمسکوا بہا وعضوا
علیہا بالنواجذ وایاکم ومحدثات الامور فان کل بدعة ضلالة وکل ضلالة فی النار پس اپنے ایسے وقت
اختلاف مین طریق اہل سنت کی التزام کو تاکید فرمایا تہا کہ وہ سواد اعظم ہے اور بدعات کی اجتناب کی تاکید کی تہی نہ یہ
کہ مبتدعین کو کثیر دیکہکر اونکے ساتھ ہو جانا سو تصفیہ فخر عالم کا تو یہ سنت کا راہ بتانا تہا ورنہ حدیث غربا کی کیا معنے
ہو وینگے انتہی **اقول** وباللہ التوفیق جامع براہین کی فہم پر افسوس ہے کہ حدیث سواد اعظم کی شرح اس حدیث کو
قرار دیتا ہی اس حدیث مین اختلافات کثیر ہونیکا ذکر ہے اور سنت نبویہ وسنت خلفاء راشدین کی تمسک کرنے کا اور محدثات
امور سے بچنیکا حکم ہے اسکو شرح حدیث سواد اعظم سے کیا علاقہ ہے کوئی عاقل اسکو شرح حدیث کی ہرگز نہین کہہ
سکتا ہی سواد اعظم اسسے مناقشہ دفع ہو جاتا ہی اور حدیث من یعش منکم ہر فرقہ یہ کہہ سکتا ہی کہ سنت آنحضرت صلعم
وخلفاء راشدین کی ساتھ ہم ہین تمسک کرتی ہین اور ہم ہی موافق اونکی ہین اور جب حدیث سواد اعظم کے معنی مین غور
کیا جاوے اور جو معنی واقعی ہین کہ مراد اس سے اکثر علماء دین امت محمدیہ صلعم کے تو فیصلہ ہو جاتا ہی کہ جسپر اکثر علماء

امت محمدیہ صلعم کی ہون وہ حق وماموربہ شارع قرار پاتا ہی اب اسمین فرقہ قلیلہ کو گنجایش نہین رہتی کہ کہہ سکین کہ ہم ہی حق پر ہین کیونکہ اونکا اکثر ہونا اور اقل ہونا اس کہنے سے مانع آتا ہی پس جس سے حقیقت خوب ظاہر ہو جاوے اور مناقشہ بدیہی اوسکی شرح وہ حدیث جسمین مناقشہ باقی رہے اور حقیقت اس سے خوب ظاہر نہووے کیونکر ہوسکتی ہے یہ خوش فہمی گنگوہی جامع براہین کی ہے کہ معانی احادیث نبویہ سے اُسکو بالکل مس تک نہین ہی اور شرح حدیث مذکور دوسرے حدیث کو جامع براہین اپنی زعم فاسد سے بتاتا ہی اور اہل سنت وجماعت کا اس دورہ مین کم ہونا اوپر بتا چکا ہی باعث اسکا بےعلمی ہے کہ معانی احادیث سواد اعظم کی جو علماء نے لکھے ہین اور اسکو معیار حق بر باطل کا قرار دیا ہی اوس سے واقف نہین ہے علماء مصرح ہین اسکی کہ اہل بدعت کل بہتر فرقہ مین تمام ملکر بھی دسوین حصہ اہل سنت وجماعت کی اعداد کو نہین ہو پہنچینگے اور نہ پہونچے ہین سماح حاشیہ ابن ماجہ مین ہے فعلیکم بالسواد الاعظم ای جملۃ الناس ومعظمہم الذین یجتمعون علی طاعۃ السلطان وسلوک النہج المستقیم کذا فی المجمع لھذا الحدیث معیار عظیم لاھل السنۃ شکر اللہ سعیہم فانہم ھم السواد الاعظم وذلک لا یحتاج الی برھان فانک لو نظرت الی اھل الاھواء باجمعہم مع انہم شتان وسبعون فرقۃ لا یبلغ عددھم عشر اھل السنۃ واما اختلاف المجتہدین فیما بینہم وکذلک اختلاف الصوفیۃ الکرام والمحدثین العظام والقراء الاعلام فھو لا یضلل احدھم الاخر لم اس سے واضح ہی کہ اہل بدعت واہل حق کے شناخت کی معیار یہی حدیث ہی جسپر اکثر ہون وہ اہل سنت کا طریقہ ہے اور مخالف اوسکی اہل بدعت ہین اور اہل بدعت دسوین حصہ کو بھی نہین پہونچ سکتے ہین چہ جائی زائد پس زعم گنگوہی باطل ہے بلاشبہ وقت اختلاف مین طریق سنت کے التزام کی تاکید کی کہ سواد اعظم ہین جو اکثر علماء ہین اور بدعات سے اجتناب کا حکم ہی یہی مقصود ومطلب مولف انوار کا ہی اسکو رد مین مولف انوار کے ذکر کرنا کمال نادانی ہے جس سے ثابت ہی کہ جامع براہین ہرگز مطلب انوار ساطعہ کا نہین سمجھتا ہی اور فخر عالم صلعم تو بلا شبہ تصفیہ فرما گئے اور اتباع سواد اعظم کا حکم دیکے اور اپنے طریقہ سنت بتا یا ہی اور معیار حقیقت وبطلان کی پہچانیکا یہی عنایت فرمایا ہی کہ جو مسلک اکثر علماء کا ہووے وہ حق ہی وفرقہ اقل علماء کا اہل بدعت ہی جو مخالف اکثر علماء کی ہے لکن یہ اختلاف باعث تضلیل ایک دوسرے کا ہووے اور ایک دوسرے کو اہل بدعت وضال قرار دیتا ہووے لیس یہ تمام موافق ہم اہل سنت وجماعت مجوزین محفل میلاد شریف کی ہی جامع براہین البلہ فریبی سے اسکو رفع کرنا چاہتا ہے اور آنحضرت کی معیار سے انکار کرتا ہی اور سواد اعظم کے معنے مفقط اہل سنت کی لیتا ہی اگرچہ دوسرے فرقہ کے علماء سے وہ کم ہووین اور اہل سنت کو منحصر اپنے فرقہ وہابیہ مین ہی جانتا ہی ایسے دغابازی وتحریف معنوی احادیث کی کرکے کسی کا کیا نقصان کرتا ہی اپنے مذہب باطل کے بطلان کا اظہار اہل انصاف کی نزدیک کرتا ہی اور اکثر علماء مراد سواد اعظم کے ہونا مخالف حدیث سیعود غریبا کی زعم کرتا ہی اسہی واسطے یہ ہذیان اوسکا ہے

(ورنہ حدیث غربا کی کیا معنی ہونگے) حدیث غربا کی معنی ہم اوپر علماء شراح حدیث سے نقل کر چکے ہین کہ غربا سے
مراد مسلمان لوگ ہین جو بمقابلہ کفار اول اسلام مین کہ بہت سے مسلمان نہین ہوئی تھے کم تھے بہ نسبت کفار
اور کفار کے ایذا رسانی پر صبر کرتے تھے اسیطرح آخر زمانہ مین جو مسلمان بہت کم بمقابلہ کفار ہونگے اگرچہ عزت وقوت
کفار
انکو ہوگی اور انکو ایذا دینگے اور وہ صبر کرینگے اور غربا سے یہ مراد نہین کہ کوئی فرقہ قلیلہ مدعیہ اسلام ہو بمقابلہ دوسرے
فرقہ اہل اسلام کے جو جم غفیر و جماعت کثیر ہے تاکہ جامع براہین اپنے وہابیہ معتقدین شیخ نجدی کو مصداق حدیث بناوے
قال جامع البراہین پس اب سوچو کہ مولف اور سب اوسکے مقتدی اس طریقہ مروجہ مولود کو چھٹے سو کا ایجاد
کہتے ہین مجھ سے اوسمین اختلاف ہوا تو مانعین تو طریقہ معمولہ مروجہ صحابہ کے ہدایت کرتے ہین اور اس بدعت مروجہ کو خلاف
اوس طریقہ کے ثابت کرتے ہین اور اس بدعت مروجہ کو خلاف طریقہ ائمہ کے ثابت کر کے منع کرتے ہین اور مجوزین اسکے ہونیکا اقرار
کر کے حسن کو بدلائل رکیکہ اثبات کرتے ہین پس سواد اعظم مانعین ہوئے ہر عاقل جان سکتا ہے اگر کوئی جاہل قواعد شرعیہ
اتنا سمجھ لیوے کہ اس فعل کے بدعت سئیہ و حسنہ ہونے مین اختلاف ہوا تو ترک ہے مناسب اور احوط ہے کیونکہ یہ
فعل مندوب ہی ہے واجب تو نہین تو یہی کافی ہے متدین کو مگر جسکے دل مین بدعت کا شراب ہوا اوسکا کیا علاج
چھ جائے کہ یہان اولہ اربعہ سے اس امر مروج کی ضلالت ثابت ہو چکی ہو **اقول** وباللہ التوفیق چھ سو برس سے
ایک امر مندوب کا اجراء بحسب اقتضاء وقت واضح ہو واقع ہے تو اسمین کوئی محذور شرعی نہین ہے اور یہ سراسر دروغ
ہے کہ مانعین اس بارہ مین طریقہ صحابہ کے ہدایت کرتے ہین صحابہ رض کا طریقہ انکار محفل میلاد اور بدعت سئیہ کہنا محفل میلاد
کہان تہا صحابہ رض کی طرف اسکی نسبت افتراء محض کرنا ہے صحابہ رض پر اور محفل میلاد شریف جسکو شیخ نجدی کی اتباع سے
جامع براہین بدعت سئیہ بتاتا ہے خلاف طریقہ صحابہ رض کے اس شیخ یا کسی دوسرے وہابی نے آجتک ثابت نہین کیا ہے
اور کوئی دلیل عقلی و نقلی اسپر کسی نے قائم نہین کی ہے جو کچھ کسی نے اسکے بارہ مین کہا ہے وہ لیاقت دلیل
ہونیکی نہین رکھتا ہے پس منع مانعین بلا دلیل شرعی ہو کر باطل ہے اور مجوزین مصنفین نے اسکے استحسان کو بدلائل
قویہ ثابت کر دیا ہے ہو سکی ادلہ کی قوت کسی جاہل کو نہ معلوم ہووے تو اوسمین مجوزین محققین کا کیا قصور ہے اور
وہابیہ مملوءہ جہالت کو لیاقت و علم استعداد کہان کہ قوت و ضعف ادلہ محققین مجوزین معلوم کر سکین یہ شعر بیان
خوب چسپان ہے ~~شعر~~ مانکہ کبھی و کشف اسرور سخن کجا + کور اہنر شناختن ملل است + جامع براہین ادلہ مجوزین محققین
مانند ملا علی قاری و جلال الدین سیوطی و سخاوی و ابن جزری و ابن جوزی و سبط ابن جوزی و ابن حجر و شیخ عبد الحق
دہلوی و محمد بن طاہر و قسطلانی و زرقانی و محمد شامی صاحب سیرت شامیہ وغیرہم علماء کو رکیکہ بتاوے مولف انوار
کی مراد کو سمجھہ ہی نہین سکتا ہے ایسے محققین علماء کے ادلہ کی رکاکت کو جانسکیگا چھوٹا منہہ بڑی بات اور سواد اعظم

کو مانعین بنانا بہی سراسر افترا محض ہے جس زمانہ مین یہ محفل میلاد شروع ہوئی اوس زمانہ سے لیکر آجتک کسی زمانہ مین سواد اعظم مانع محفل میلاد شریف نہین ہوئی ہین بلکہ سواد اعظم مجوزین اسکے اوس زمانہ سے اس زمانہ تک رہے ہین اوسکا بیان اوپر گذر چکا ہے اور اسکا تعامل اہل اسلام مین ہونا جو ملحق بالاجماع ہی ثابت ہو چکا ہی چنانچہ عبارات ملا علی قاری وغیرہ سے ظاہر ہے پس سواد اعظم کو مانعین بنانا سراسر جھوٹ اور ابلہ فریبی ہے اگر کسیکو ادعا ہی کہ سواد اعظم مانعین ہین تو بنقول علماء متبحرین محققین کے ثابت کرے ورنہ اپنے کذب پر نادم ہوکر چپ رہے اور خدا تعالی کا خوف کرکے توبہ کرے اور فعل کو یعنے محفل میلاد شریف کو جس کسی نے بدعت سیئہ کہا ہی تو اسکا قول بلا دلیل شرعی ہونا اور بدعت سیئہ کے مولف کہ رافع حکم قران شریف یا حدیث یا اجماع ہووے اوس پر صادق نہ آنا اوپر چند مرتبہ واضح ہو چکا ہی اور مستحسن ہونا اوسکا بدلیل وجہ معلوم ہو چکا ہی اور جمہور علما نے اسکا استحسان تسلیم کیا ہی پس مخالفین کا خلاف اس محل مین بسبب بلا دلیل ہونے کے اور مخالف استحسان جمہور علما کے ہونیکی غیر معتبر ہے ایسا خلاف یعنے جو بلا دلیل ہو اور مخالف استحسان ہووے موجب اسکا ہرگز نہین ہی کہ ترک اس فعل کا مناسب و احوط قرار دیا جاوے ترک اوس محل مین مناسب و احوط ہی کہ دلیل منع و دلیل اباحت دونون پائی جاوین تو تغلیبا للحرمۃ بمقتضائی اذا اجتمع الحلال والحرام غلب الحرام اوس فعل کا ترک مناسب و احوط ہوگا اور یہ بہی مطلقا نہین بلکہ اوسی جگہ ہے کہ دلیل حرمت و کراہت قوی ہووے دلیل اباحت کے یا برابر ہووے دلیل اباحت کے اور اگر دلیل اباحت قوی ہووے تو حرمت و کراہت کو ترجیح نہین ہے اور وہ فعل ترک کرنا مناسب نہین ہے چنانچہ کتاب الرلوت فتح القدیر کے صفحہ ۱۴۹ مین ہے فان قیل بالنظر الی اتحاد الاصل فی الصوف والشعر لایجوز بیعہما متفاضلا وزنا وبالنظر الی الحاضر اختلف فیجوز متفاضلا فینبغی ان لایجوز متفاضلا تغلیبا للحرمۃ فالجواب ان ذلک عند تعارض دلیلہا وتساویہما فیہ ترجیح المحرم وہنا لیس کذلک فانہ لایقاوم الصورۃ المعنی انتہی بقدر الحاجۃ اس سے واضح ہی کہ دلیل حرمت اگرچہ موجود ہووے لکن بسبب ضعف معارض و مقاوم نہو سکے تو حرمت کو ترجیح نہین ہوتی ہے پس جب محفل میلاد مین دلیل حرمت و بدعت موجود نہین ہے اور خلاف مخالفین کا مدار فقط توہم ہی نہ دلیل شرعی پر تو یہ قاعدہ اس محفل مین جاری کرکے ترک مناسب کہنا بی انصافی ظاہر ہے اور بالفرض اگر کوئی دلیل ہوتی ہی تو ایسی ہی دلیل ہوتی جیسے فاکہانی نے پیش کی ہی کہ جسکا بطلان اوپر معلوم ہو چکا کہ وہ کوئی آیت قرآنی و حدیث نبوی یا اجماع و قیاس صحیح نہین ہے فقط رائی صرف ہی وہ توہم بحت ہوتا ہی اور اس فعل کے جواز پر دلیل استحسان و تعامل علماء و بلاد ہو جود ہے اور اکثر علما کا ہونا ظاہر ہی اور استحسان و طریقہ اکثر علما کے مقابلہ سقوط بطلان قیاس صحیح ہی اظہر من الشمس ہے چنانچہ اوپر معلوم ہو چکا تو پس قیاس

کسی حدیث کی دلالت سے بہی کراہت اسکی مفہوم ہوتی تو اوپر معلوم ہو چکا ہی رد المحتار سے کہ تعامل بلاد مخصص اثر
و حدیث کا ہو جاتا ہی پس کسی وجہ سے ترک کو مناسب و احوط کہنا درست نہیں ہے اور کوئی دلیل اسپر قائم نہیں
ہی فقط تقول باطل و تشریع من عند نفسہ ہے جو شان اہل اسلام سے بعید ہے جسکے دلمین نور الفت و محبت آنحضرت
صلعم موجود ہی اوسپر یہ خوب واضح ہے اور جسکا دل بدعت سیئہ وہابیت سے مظلم ہے اوسکا کیا علاج ہی اور ادلہ اربعہ
سے ثابت ہوتا جو یہ جامع براہین گنگوہی بتاتا ہی افترا محض قرآن و حدیث و اجماع و قیاس مجتہدین سے کوئی آیت
قرآنی اور کوئی حدیث و اجماع علما محققین معتبرین و قیاس کسی مجتہد معتبر کا اس جامع براہین نے پیش نہیں کیا ہے
اور ضلالت کا ثبوت ادلہ اربعہ سے زعم کرتا ہی اوپر بھی فقط فاکہانی اور اوسکے ہم مشربونکا انکار تاسکے قول
سے یعنے جامع براہین کے قول سے واضح ہے اور اس محل مین بھی خلاف کا قائل ہے اور اوپر قول ملا علی
قاری وغیرہ سے معلوم ہو چکا ہی کہ اسکے اباحت پر استحسان علما کا واقع ہے اور مشاہدہ بہی موجود ہی کہ علما و فضلا
کی جماعت کثیرہ ملکون اہل اسلام مین اوسکے جواز کے قائل موجود ہین اور یہ جامع براہین تمام سے چشم پوشی کرکے
ادلہ اربعہ سے ضلالت کا ثبوت زعم کرتا ہی اسکو اسقدر بہی خیال نہین کہ ادلہ اربعہ مین تو اجماع بہی ہی اور اجماع اسکی
ضلالت پر نہونا امور مذکورہ بالا سے واضح ہے پہر کیونکر ادلہ اربعہ سے ضلالت کا ثبوت بتاتا ہی شعر چہ دلاور ست دزدی کہ بکف چراغ دارد
ایسا کذب صریح یہ وہابیہ کہ ہی یہان جائز ہوگا کسی مسلمان کے یہان تو درست نہین ہی **قال** جامع البراہین صفحہ ۱۶
الحاصل مثل آفتاب نصف النہار کے واضح ہوگیا کہ اکثر المسلمین اور جماعت کثیرہ اور سواد اعظم اہل سنت و جماعت ہین
اور انکا طریقہ موجب نجات اور سنت ہی اور اوسکی ہی التزام کا حکم ہے پس جو اوسکے موافق ہے اگرچہ ایک ہی عالم وہ سواد اعظم
اور حق ہے اور جو اوسکے خلاف کرے اگرچہ تمام عالم ہو باطل ہے اور اس مسئلہ مین تو ادلہ اربعہ سے عدم جواز ان قیود کا ثابت
ہوگیا پس ذکر ولادت وغیرہ فخر عالم کا مستحق اور جملہ امور عارضہ بدعت ضلالت ہین اور کثرت و قلت جماعت کا اعتبار نہین
موافقت سنت طریقہ صحابہ واجب التمسک ہے والہ الہادی **اقول** وباللہ التوفیق سواد اعظم و اکثر المسلمین جماعت کثیرہ
بلا شبہ اہل سنت ہین اور انکا طریقہ موجب نجات ہی اور اسکی ہی التزام کا حکم ہے اس قول مین جامع براہین سچا ہی لیکن سواد
اعظم ایک عالم کو کہنا باوجودیکہ عامہ المسلمین ہونا توضیح سے ہی نقل کر چکا ہی اور اوسکو مان چکا ہی جہالت و سفاہت
صرف ہے اور تنافی و تخالف بین الکلامین ہے جو ثمرہ جہالت ہی اور ایک عالم مقابلہ مین تمام عالم کے علما کو باطل پر بتانا
بدعت سخت ہی کسی نے اہل سنت و جماعت مین یہ نہین فرمایا ہی کہ ایک ہی عالم سواد اعظم ہے اور اوسکی مقابلہ مین تمام عالم کے
علمائے مسلمین باطل پر ہین یہ مذہب جدید حضرت گنگوہی صاحب کا ہی ہے ایسا قول کوئی صبی و ابلہ بہی نکریگا چہ جائیکہ کوئی
عاقل کہ جماعت کثیرہ اور اکثر المسلمین ایک ہے آدمی ہین ایک آدمی کو اکثر آدمی و جماعت کثیرہ کہنا یہ عقل و فہم جامع براہین

گی ہے اس پر اسکو رد نا مناسب ہے اور ادلہ اربعہ سے عدم جواز قیود بتانا وہی ہمیشہ کی جہالت و نادانی صرف ہی بہلا کس زمانہ
مین اسپر اجماع واقع ہوگیا ہی اور وہابیہ سچے ہین تو ثابت کرین کہ فلان زمانہ مین قیود کی ضلالت پر اجماع واقع ہوچکا ہے
ورنہ افترا بر خدا و رسول و اہل اجماع و اہل قیاس پر واضح ہے اور کثرت و قلت جماعت کا اعتبار نہونا مخالف حدیث سواد
اعظم کی ہے کہ اوپر شراح حدیث سے معلوم ہوچکا کہ حالت اختلاف مین کثرت کا معتبر ہونا اس حدیث سے واضح ہے
اور موافق سنت طریقہ جماعت کثیرہ مین ہی ہے اور یہی معیار بدعت و سنت کی شناخت کی ہے پس قول جامع براہین
بدعت ضلالت ہی جو مخالف حدیث و اقوال اہل سنت و جماعت کی ہے یہ تمام بے حیائیان و بے شرمیان و بے دینیان
و کذب و افترا بر خدا و رسول پر اور اپنی طرف سے شریعت جدید نکالنا جامع براہین سے صادر ہوا ہے اور ایسے امور بے شمار
اس کتاب براہین مین موجود ہین کوئی جواب مؤلف انوار سے نہوسکا الزام سخت پایا و رنگ فاش اٹہائی اپنی شرمندگی
مٹانے اور اپنے معتقدین حمقا کو خوش کرنے کو مولف انوار پر تبرا کرتا ہی چنانچہ صفحہ ۱۰ مین کہتا ہی (کہ مولف کو غیرت
و شرم کا تو نام و نشان نہین) اور اسی صفحہ مین کہا کہ (کچھہ تو شرم کرکے آدمی بولے) اور پھر صفحہ ۱۷ مین کہا کہ (مولف
کی ابلہ فریبی سے دو ورق کہانیکے سیاہ کرکے دعوی ثبوت کامل کا کرتا ہی) اور صفحہ ۲۰ (کہا مؤلف کی کیا فہم غوی ہے
ایک بہی دلیل مدعی پر نہین لایا اور دعوی ثبوت کامل کا کرتا ہی) اب منصفین غور کرین کہ یہ بیشرمی جامع براہین اوپر
معلوم ہوئی ہے اور ابلہ فریبی جامع براہین اور فہم غوی جامع براہین کی ظاہر ہوئی ہے یا مولف انوار ساطعہ کے مولف
انوار نے جو آیت و رفعنا لک ذکرک پیش کیے اسکا جواب جامع براہین سے ہرگز نہوا اور محفل میلاد پر استحسان علما کا استناد
قول ملا علی وغیرہ سے ثابت کیا جو صغرے دلیل مؤلف کا ہی اوسکا جامع براہین نکر سکا اور مستحسن مسلمین کا مستحسن ہونا
عند اللہ حدیث ما راہ المسلمون سے ثابت کیا اوسمین جو کچھہ دغا بازیان اور ابلہ فریبیان جامع براہین کی ظاہر ہوئین اوسکا
حال معلوم ہوچکا اور کبرے دلیل مولف کا صحیح و سالم شبہات سے رہا بعض کے خلاف سے نقصان جواز محفل میلاد
مین نہونا حدیث اتبعوا السواد الاعظم سے ثابت کیا اور گنگوہی نے بہت کچھہ ہاتھہ پاؤن اسمین مارے اور طرح طرح سے
تحریف معنوی کی اور چالاکی کو اور دہوکہ بازی کو کام فرمایا کچھہ پیش نچلی منہ کے بل گرا چنانچہ اوپر حال معلوم ہوا الحاصل
مولف نے محفل متنازع فیہ کا ثبوت کامل دیا جامع براہین دعوی پر دلیل لانیکا انکار تعصب اور نہ پہونچنے حقیقت کے
سبب سے کرتا ہی اور جہوٹے کہانیان یہ خود پیش کرتا ہے اور افسانہا معرض بیان مانند دیگر فرقون باطلہ درمیان
مین لاتا ہی ایسے ہی اہل باطل کے حق مین اول ہی حافظ شیرازی فرما گئے ہین ؎ جنگ ہفتاد و دو ملت ہمہ را عذر بنہ
چون ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند ؎ اس دلیل استحسان سے جسطرح محفل میلاد شریف کا مع قیود متنازع فیہا ثبوت
ہوا ہی اسی طرح قیام میلاد شریف کا بہی اس سے ثبوت ہوگیا کیونکہ قیام میلاد پر بہی استحسان علما و ائمہ و مسلمین واقع

اور تعامل عامہ بلاد مین علی ممر الاعصار جاری ہے اور صدہا برس گذر گئے کہ علما محققین اسکے استحسان کی تصریح
فرما گئی ہین اور عادت محبین آنحضرت صلعم کا جاری ہونا بتا گئی ہین چنانچہ خود مولف انوار بہی نقل کرچکا ہی چنانچہ سیرت
حلبی نقل کیا ہی قام الامام السبکی وجمیع من فی المجلس فحصل انس کبیر اور روح البیان سے نقل کیا ہے جرت
عادۃ کثیرۃ من المحبین اذا سمعوا بذکر وضعہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یقوموا تعظیما لہ اور عقد الجوہر
فی مولد النبی الازہر امام برزنجی سے نقل کیا قد استحسن القیام عند ذکر ولادتہ الشریفۃ ائمۃ ذوو روایۃ وروية
پس جب عادت محبین جاری ہونا اسکا ثابت ہی جو بدلیل قاعدہ اشباہ العادۃ محکمۃ دلیل شرعی ہے اور ائمہ دین کا
اسکو مستحسن جاننا معلوم ہے جو ایسے دلیل شرعی ہی کہ جسکے مقابلہ مین قیاس متروک ہوجاتا ہی اور اثر و حدیث
بہی تخصیص ہو جاتی ہے چنانچہ یہ بالتفصیل مع نقول عبارات فقہا اوپر گذر چکا ہی تو قیام میلاد کے جواز مین کلام کرنا
سوا جہالت و بیعلمی و عدم تدبر و تفکر اور عدم اطلاع مضامین کتب دینیہ و قواعد شرعیہ کے اور کیا متخیل و متصور ہوسکتا ہے
اگر کوئی مجتہد بہی قیاس صحیح کرکے عدم جواز قیام ثابت کر دیتا تو بمقابلہ استحسان ساقط و متروک ہوتا اور اگر دلالت نص سے
بہی کوئی عدم جواز کا اظہار کرتا تو اوس نص کو مخصوص ماننا جاتا چاہئے کہ کوئی مجتہد قیاس سے ثابت نکرے اور
کسی نص سے دلالۃً ثبوت بہی نہووے تو کیونکر فقط بس ہذیانات جامع براہین گنگوہی کی یا دوسرے کسی وہابی احمق
کی نقول باطل سے اہل اسلام محبین آنحضرت صلعم قیام کو بدعت ضلالت جانینگے اور بعض کا انکار بلا دلیل مضر استحسان
کو نہین ہے اور خلاف منکرین غیر معتبر ہے اگر بالفرض خلاف منکرین معتبر ہووے تب بہی بمقابلہ مجوزین سواد اعظم کے
مرجوح و غیر معتبر ہے اور حدیث اتبعوا السواد الاعظم اس پر دال ہے جامع براہین سے جسطرح مجلس میلاد کا
رد نہوسکا مفت اپنے نامہ اعمال کو اوسنے سیاہ کیا اور مولف انوار کے دلیل کا کوئی مقدمہ اوس سے نہ اوٹھ سکا نہ صغری
کو باطل کرسکا اور نہ کبری مین اظہار بطلان و نقصان کیا لچر و لغو تقریر کرکے اسیطرح قیام کے بارہ مین جو تقریر مولف
انوار کی ہی اوس کا رد بہی کسیطرح نہوا نہ اسکا اثبات اوس سے کہ ہوا کہ استحسان علما قیام کے بارہ مین جو صغری سے
مرتفع ہوجاتا اور استحسان کا دلیل شرعی ہونا بہی اوسنے نقول علما سے ثابت نہ کیا اور مولف انوار اپنے دونون
مقدمہ کا ثبوت دیچکا جسنے صغری و کبری رسالہ معقول پڑہا ہوگا اور اوسکو کچہہ شعور ہوگا تو جانلیگا کہ گفتگو جامع
براہین کو مولف کی تقریر سے علاقہ ہی نہین ہے معلوم نہین کسکا رد کر رہا ہی اور کیا ہذیان اوس سے ظاہر ہو رہا ہی منصفین
غور کرین کہ وہان سے یہان تک سقدر اوراق جامع براہین نے سیاہ کر ڈالے اور کوئی مقدمہ بہی اس سے موافق
ادلہ شرعیہ و عقلیہ انوار ساطعہ کا مطلب اوسکے فہم مین نہین آیا تہا تو مولف انوار زندہ موجود ہے اوس سے
پڑہہ لیتا تو کچہہ تو فہم مین آتا قیام میلاد کے بارہ مین جو کچہہ ہذیانات و مزخرفات جامع براہین سے صادر ہوئے ہین اونمین

کچھہ ظاہر کیئے جاتے ہین **مولف** انوار ساطعہ سے آیت فاذکروا اللہ قیاما و قعودًا و علی جنوبکم تمسک کرد انکریہ
کہا تہا کہ ذکر کے تین شکلین ہو سکتی ہین ایک یہ کہ بالکل ذکر قیام مین ہووے دوسری بالکل قعود مین تیسرے کچھہ قیام مین
اور کچھہ قعود مین یہ تینون شکلین مضمون قرآن مین داخل ہین ایک شکل یہان منطبق بالکل ہے حلیہ و روایات معجزات مثلاً
بیٹھکر پڑہی جاتی ہین اور درود سلام قیام میلاد مین مثلاً یہ مضمون داخل قرآن مین ہے پس سند اس فکر کی کہ
قیام و قعود مین ہوتا ہی قرآن سے ثابت ہوئے تو اطلاق بدعت اس پر درست نہوا اسلیئے کہ بدعت وہ ہی جو کتاب
و سنت سے نہ لفظاً نہ اشارۃً کسی طرح ثابت ہووے ہان اسوجہ سے کہ میلاد شریف کا ہی ذکر تو وقت قیام کردین
قبل و بعد کو نہین کرتے و دائمی یہ قیام کیا جاتا ہی لفظ بدعت کا اطلاق صحیح ہے لکن یہ بدعت سیئہ نہین ہے کیونکہ
سیئہ وہ ہی جو مخالف قرآن یا حدیث یا اجماع ہو اور یہان کوئی آیت و حدیث و اجماع موجود نہین جس سے یہ ثابت ہووے
کہ سلام درود قیام وقت ذکر ولادت مین منع ہی پس بدعت سیئہ ہرگز نہین ہے یہ قیام اور چونکہ اکثر حنفیہ و شافعیہ کے
نزدیک اباحت اصل ہے تو قیام مباح ہوا اور جب اس مباح مین بہت تعظیم شان آنحضرت صلعم کی ہوئی تو مستحب و مستحسن ہوا
چنانچہ مولد کبیر ابن حجر سیرت حلبی اور تفسیر روح البیان و عقدۃ الجواہر وغیرہ مین استحبا کی تصریح موجود ہی اور عمل اس پر
حرمین شریفین و جمیع بلاد اہل اسلام جن ملکونکا ذکر اس رسالہ مین ملا علی قاری وغیرہ کے کلام سے نقل کیا گیا ہے
جو عمل باتفاق سواد اعظم مستحب مستحسن ہوا اوسکو بدعت ضلالت کہنا انصاف و تدین کے خلاف و کفر کہنا جنون ہے شرح
عقائد مین شرک وہ ہی کہ غیر اللہ کو واجب الوجود یا لائق عبادت کہ جانے اور قیام مولود مین یہ موجود نہین) یہ خلاصہ کلام مولف
انوار کا ہی اس پر ہذیانات و خرافات جامع براہین کی جنکو کچھہ علاقہ اسکے جواب سے نہین ہے سنو آپ فرمائی (معترض
کہ مرد خاص قیام کے تعظیم غیر اللہ مین کہ جسمین شرک و بدعت لازم آجاوے اوسکو منع کرتا ہی علی ہذا ذکر فخر عالم پر
بحث اور نہ اوسکے قیام و قعود سے استفسار مگر ایک فرد خاص مین کلام ہی پس سب تقریر مولف کی فضول ہے جواب کے
کسیکو تعلق نہین لہذا اسکو ترک کرتا ہون مگر مطلق کسی فرد کو خاص کرنا بدعت ہی ذکر اللہ مین یا ذکر رسول اللہ صلعم مین
خاص ذکر ولادت پر ہے قیام کرنا معترض اسکو کہتا ہی اور مولف بہی مقر ہی کہ فرد مطلق مخصوص کرنا بدعت ہی اب
مولف کے قولکو کہ ایک شکل قیام مولد پر منطبق ہے یہ کلام بی معنی ہے کلام خصوصیت معلومہ مین ہی ایک حالت اور ایک
وضع مین اختیار کرنیکا اعتراض ہے اوسکا جواب درکار ہی مگر فہم خداداد مولف کو نہین کہ سمجھکر جواب دیکو اور مدت کے
بدعت ہونیکو قبول کرتا ہی سیئہ ہو یا نہین مانا) **اقول** وباللہ التوفیق منصفین غور کرین یہ صاحب انوار کے اقوال
مذکورہ کا کیا جواب ہو سکتا ہی اور اس سے اقوال صاحب انوار کب مرتفع ہو سکتے ہین مولف انوار بدعت سیئہ ہونا اس قیام کا
بسبب نہ صادق ہونے کے اس پر تعریف و تفسیر بدعت سیئہ کے جو مخالف قرآن و حدیث و اجماع کے ہووے باطل کر چکا

واصل اشیاء مین اباحت ہونیکے سبب سے اباحت قیام وبہ نیت تعظیم شان آنحضرت اسکا استحباب واستحسان
اور عمل اس پر ہونا بلاد اسلام کا بتا چکا ہی اور شرک نہونا بحوالہ شرح عقائد دفع کر چکا ہی یہ اوسہی فرد خاص وقت
ذکر ولادت کے قیام کا ذکر ہے کسی اور کا یہ اوسہی قیام کے جواز واستحباب کا ثبوت ہی نہ مطلق قیام کا معلوم نہین جامع
براہین کونسے فرد خاص قیام کے جواب کا طالب ہے اور اسکا معترض کونسے قیام میلاد مین گفتگو کرتا ہی جو اس
قیام خاص وقت ولادت کے ثبوت سے اوسکا ثبوت قبول نہین کرتا ہی اور وہ کونسا قیام ہے جس مین شرک وبدعت
لازم آجاتا ہی جو قیام میلاد شریف کا ہی اوسمین شرک وبدعت ضلالت لازم نہ آنا تو مولف انوار نے بتا دیا ہی مولف
انوار کے کلام کا رد یہ جامع براہین کرتا تو قیام مذکور بدعت وشرک ہونا جن ادلہ سے رفع کر دیا ہے اون ادلہ کا جواب
دیا ہوتا یہ کہ گفتگو مجنونانہ شروع کر دیتا کبہی مولف کی تقریر کو فضول بتاکر اوسکو ترک کر دینا لکھتا ہی اور کبہی اوسہی مین
گفتگو لایعنی شروع کرتا ہی اور طرفہ تر یہ ہی کہ مولف کو فہم نہونا بتاتا ہی منصفین سے انصاف طلب ہے کہ جامع براہین
خود بے فہم ہے یا مولف انوار کو فہم خداداد نہین ہے جواب سے جامع براہین عاجز آکر واہی تباہی شروع کر دیتا
ہی ایسے لاغی کی گفتگو سے بہی پناہ مانگنا چاہئے جواب مولف انوار کا حضرت جامع براہین کے فہم شریف مین آیا نہین
اور اسکے جواب مین جواب درکار ہونا منہ سے نکال دیا اور بدعت کے سیئہ ہونیکو مولف نے دلیل سے دفع کر دیا تو کیونکر
سیئہ ہونا مولف تسلیم کرے بلا دلیل سیئہ ہونا کیونکر مان لے جامع براہین کے نزدیک سیئہ ہونا بدلیل شرعی
ثابت ہی تو وہ دلیل کیون نہین ذکر کرتا ہی اور مخالف قرآن حدیث واجماع ہونا اور اسمین آیت قرآنیہ یا حدیث یا
اجماع مانع جواز قیام وقت ولادت کیون نہین بیان کرتا ہی اور قیام شرک ہی تو اشتراک فی الالوہیۃ استحقاق العبادۃ
لغیر اللہ ہونا کیون نہین ثابت کرتا ہی پس بلا دلیل بدعت سیئہ وشرک کہتا ہی قیام کو دوسرا ہذیان جامع براہین کا
صفحہ ۱۹۹ مین (تخصیص دائمی قیام کرنے سے ممانعت ادلہ اربعہ سے نہین یہ محض غلط ہے کیونکہ اطلاق کا مقید کرنا کسی
فرد مین جب عموما منع ثابت ہوگیا تو جملہ افراد کلیات مین ظاہر ہوگیا) الخ بلاشبہ تخصیص دائمی قیام کی ممانعت قیام مین
ادلہ اربعہ سے ثابت نہین ہے اوسکو غلط کہنا حماقت ہی غلط اوسوقت ہوتا کہ کسی دلیل سے ثابت کر دیتے ہوتے اور تقیید
اس محل مین بنانا سراسر ہذیان ہے اس بارہ مین کوئی نص وارد نہین ہے جسطرح رقیہ وغیرہ کے بارہ مین
وارد ہی کہ اوسکی اطلاق کی تقیید ہے اول تو نص ہونا اس بارہ مین ضرور ہے اور جسکو نص گنگوہی قرار دیتا
ہی بعض جانی تو وہ بے فہمی سے نص قرار دیتا ہی امثلہ نصوص جنکی اطلاق کے تقیید ممنوع ہی اوپر توضیح وغیرہ سے
گذر چکی ہین اوسطرح کی بیان مثال چاہئے اگر عموم آیات واحادیث سے جو نفس تعظیم وتوقیر آنحضرت صلعم پر دال
ہین قیام مطلق کا اثبات یہ گنگوہی یا دوسرا کوئی بعلم کریگا جن سے فرضیت ووجوب مفہوم ہوگا قیام کا تب بہی اس

محفل میلاد شریف کی امور کو کوئی موقوف علیہا جواز ذکر ولادت نہین جانتا ہی کہ امور متنازع غیہا ہونگے تو ذکر ولادت
جائز ہوگا اور قیام کو بھی کوئی موقوف علیہ ذکر ولادت کا نہین جانتا ہی پس ذکر ولادت کے ادلہ مطلقہ کا ہی یہ قیام
وغیرہ منافی و رفع نہین ہے اور تقیید مطلق بدون اسکے نہین ہوتی ہے کہ غیر مقید کو جائز نہ جانا جاوے بلکہ
ضرور ہے تقیید مطلق ممنوع کے تحقیق کیواسطے کہ مقید کا جواز اور غیر مقید کا عدم جواز جانا جاوے چنانچہ یہ تلویح
وغیرہ سے اوپر گذر چکا ہے اور یہان قیام مذکور کے بارہ مین یہ موجود نہین ہے پس تقیید یہان بتانا سراسر غلطی و ہذیان
گنگوہی کا ہی کسی نے نام تقیید مطلق نہ سنا لیا ہی اوسکی حقیقت سے بالکل آگاہ ہی نہین ہیں لہذا یہ تقریر گنگوہی کی
مدفوع ہے اور غلطی و سراسر ہذیان ہونا واضح ہے اور مسلم و شرح مسلم العلوم سے اوپر واضح ہو چکا ہی کہ تقیید کا مقتضی ایجاب
شئی زائد علی المطلق ہے حیث قال التقیید من حیث ھو ھو یقتضی ایجاب شئی زائد علی المطلق انتہی یہ
بھی گذر چکا ہی تقیید و حمل المقید مطلق پر ایجاب مین ہوتا ہی نہ ندب و اباحت مین حیث قال فی شرح المسلم فیہ
اشارۃ الی ان الحمل انما ھو اذا کان الحکم الایجاب دون الندب او الاباحۃ اولا تمانع فی اباحۃ المطلق
والمقید انتہی پس یہ قول گنگوہی کا (جب یہ حکم ہوا کہ کسی ہمارے حکم مطلق کو مقید مت کرو تو یہ بھی حکم ہوگیا کہ
حکم ندب قیام کو مقید مت کرو تو ثابت ہوگیا کہ ندب قیام مقید بذکر ولادت مت کرو) سراسر سفیہی ہے کیونکہ اہل
اصول سے معلوم ہوا کہ ندب و اباحت مین تقیید نہین ہوتی اور یہ گنگوہی ندب و اباحت مین تقیید مانتا ہی اور یہ شارع
پر افترا کرتا ہی کہ شارع کا حکم ہوگیا کہ ندب قیام کو مقید مت کرو اپنی کمفہمی سمجھا ہے ورنہ علما فقہا و اصولیین سے
معلوم ہوا کہ ندب و اباحت مین یہ حکم نہین ہے ایسے افترا و دروغ کا کیا ٹھکانا ہی خواہ مخواہ حکم شارع بتائی دیتا ہے
اور اپنے رائی سے غلط سلط احکام شرع گھڑتا ہی کوئی مسلمان تو ایسے بے باکی نہین کرسکتا ہی یہ خاصہ وہابیہ کا ہی ہے
اگر بالفرض و التقدیر یہان تقیید بھی ہووے تو یہ تقیید حدیث سے ثابت ہے اور احادیث عامہ کی تقیید مصداق
ہی حدیث ما راٰہ المسلمون واتبعوا السواد الاعظم دونوں کی مصداق یہ تقیید قیام وقت ذکر ولادت کی ہے
کیونکہ استحسان اس کا واقع ہونا اور سواد اعظم کا اسکو مستحسن جاننا ثابت ہے کما مر آنفا اور استحسان مسلمین و سواد اعظم کا دلیل
شرعی حدیثین مذکور سے ثابت ہے پس یہ تقیید حدیث سے ثابت ہوئی اور ما قیل و قال منصفین کا مسدود ہوا
اور قول گنگوہی کا مردود و مطرود ہوا اسکے بعد جو تیسرے مولف انوار کے ہے اور وہی تباہی کلمات فتنہ سے نکالے
اون سب کا جواب اس قول ہمارے سے ہوا اور یہ قول گنگوہی کا ہے صفحہ ۲۰ (مین قیام مباح تو تہا مطلقاً اور تعظیم
شان ذکر فخر عالم علیہ السلام کے واسطے مستحب بھی تہا مگر جہلا کی تقیید و تخصیص و عوام کے سنت و وجوب سے
بدعت و مکروہ ہوا تہا ارے مولف کہین تو سمجھ کیا تجبیر بلادت ختم ہوگئی پس اصل اباحت و ندب معارض اس بدعت عارضیہ نے

نہین اور مولد کبیر وغیرہ مین جو مستحسن کہاہی تو اصل مطلق کے دو کے وجہ سے کہاہی بظن غالب وہان عروض اس قید
وتاکد کا نہوا تہا) ایک ہدیان ہے ندب واباحت کو قبول کرتا جاتاہے اور مولد کبیر وغیرہ مین خاص وقت ذکر ولادت کے
قیام کرنیکو مستحسن لکہاہے اوسکو بہی تسلیم کرتاہی پس گنگوہی کی زبان ہی سے بیان واباحت واستحباب قیام وقت ذکر ولادت
خدا تعالی نے نکلوادیا لیکن عار وشرم حکم شرعی قبول سے گنگوہی آتی ہے اور عار کیواسطے نا قبول کرتاہی اور فقط
اپنی سند بدعت ومکروہ بلا دلیل کہتاہے بیچارے مسلمانون پر افترا و بہتان سنت ووجوب وتاکد کا کرتاہی حال آنکہ
یہ بدظنی قرآن وحدیث واقوال فقہا علما رسے حرام ہے گنگوہی حرمت بدگمانی ساتھ اہل اسلام قرآن وحدیث و
اقوال فقہا رسے معلوم نہووے کسی پڑہے ہوئے سے دریافت کرے لولا اذا سمعتموہ ظن المؤمنون والمومنات خیرا
کی تفاسیر کو دیکہے روایت مین غور فکر کرے ورظنوا المؤمنین خیرا مضمون حدیث تو زبان اوپر خاص وعام کاہی ہدایہ
وشرح وقایہ دیکہے قول وفعل عاقل کو حتی الامکان صلاحیت پر فقہا حمل کرتے ہین اور باوجود احتمال حرام کے اوس سے
بچاتے ہین ان تمام امور کو پس پشت ڈالدیا وقرآن وحدیث واقوال فقہا رسے اعراض کیا اور نفس کے اتباع کرکے
بدگمانی اہل اسلام کے ساتھ کرنے لگا اچہی کراہت قیام کی ثابت کی کہ خود مرتکب حرام قطعی کا ہوا مثل مشہور ہے کہ
دوسرے کی بدشگونی کیواسطے اپنی ناک کٹانا کونسے عقلکی بات ہے الغرض ثبوت کراہت اس گنگوہی کے نزدیک تقیید
وتخصیص اور عوام کے سنت ووجوب کے جاننے کے سبب سے ہے تقیید وتخصیص کا جواب تو بخوبی ہوگیا اور جہالت
وسفاہت وبیعلمی گنگوہی کی ظاہر ہوگئی ووجوب وسنت کی اعتقاد کرنیکی نسبت طرف عوام کے کرنا بہتان وافترا ہے
اونپر جو حرام ہے پس یہ نسبت کرنا جائز نہین بلکہ حرام ہے اور کسی نے آجتک مجوزین مین سے اوسکو واجب وسنت
موکدہ نہین کہاہے اگرچہ وہابیہ بدعت حسنہ کو بہی سنت کہتے ہین جو اون کے نفس کے موافق ہوتی ہے اور ہمنے
باوجودیکہ محافل میلاد شریف مین ہم جاتے محفل مین کہ سوائے اسکے کبہی کسی عام وخاص کے زبان سنت وواجب
کہتے نہ سنا گنگوہی کبہی ذکر ولادت آنحضرت صلعم جنم کنہیا کہتا اور مانند فعل روافض کے بتاتاہی اور قیام کو شرک
شرک کہچکاہے اوسنے عوام مجوزین سے سطرح بدون اختلاط کے سن لیا کہ وہ سنت و واجب ہونیکا اعتقاد کرتے
ہین گنگوہی ہے تو کسی عام وتحریر یا درس ہی بیٹہ رہ عوام سے ہلا تو دے کہ وہ اپنی اعتقاد قیام مذکور کو سنت
وواجب کہتے یہ حشر تک اوس سے نہو سکیگا پس افترا محض وبہتان صرف ہے گنگوہی یہ ایسا بہتان جیسے
بعض ہنود سے راقم نے بگوش خود سنا ہی کہ وہ کہتے ہین کہ مسلمان لوگ محراب مسجد کو ہی سجدہ کرتے ہین جسطرح ہنود
بت کو کرتے ہین وقت گفتگو کے بعض ہنود نے بت پرستی کی مساوات نماز سے ثابت کرنیکو یہہ دیا تہا اسیطرح یہ
گنگوہی اپنی افترا وبہتان وبدگمانی سے قیام کی کراہت وبدعت ثابت کرتاہی اگر کوئی وہابی کہوے ہمیشہ قیام وقت

ذکر ولادت کرنا موہم اسکا ہی ہے کہ عوام کو وجوب و سنت مؤکدہ کا اعتقاد ہو جاوے اور اسقدر کراہت کیواسطے کافی ہے
تو جواب اسکا ظاہر ہے کہ استحباب قیام مشہور و معروف ہے باوجود شہرت استحباب کے یہ وہم وجوب سنت مؤکدہ
کسی کو ہونا امید ہے عند العقل اگر بالفرض ہزاروں ایک دو کو یہ وہم ہووے تو نادر پر حکم شرعی نہین لگا
کرتا ہے النادر کالمعدوم شائع و ذائع ہے دوسرے یہ احتمال کراہت مستحبات نماز مین بھی قائم ہے مثلاً نماز مین حالت
قیام مین موضع سجود کو دیکھنا اور حالت رکوع مین ظہر قدمین کو دیکھنا و حالت سجدہ مین طرف ناک دیکھنا یہ تمام
مستحبات ہین ہمیشہ کرنے یہ احتمال کہ اسکو عوام سنت و واجب نہ اعتقاد کر جاوین مکروہ و بدعت کہدینا چاہئے اور
اسیطرح واجبات کو فرض قطعی و سنت کو واجب اعتقاد جاننے کے احتمال اور ایہام سے سبکو بدعت و کراہت
کہدینا چاہئے یہ حماقت تو سوائے وہابیہ کے دوسرے کسی سے نہوگی اور تیسری یہ کہ غایت یہ ہے کہ دلیل قیاسی ہوگی اور سہی قیاس
بمقابلہ استحسان متروک ہوتا ہے چنانچہ بالتفصیل اوپر گذر چکا ہے اور قیام پر استحسان واقع ہے پس اسمعلین کی دلیل
معمول ہرگز نہین ہوسکتی ہے پس یہ قول گنگوہی کا صفحہ ۳ بھی بیعلمی و تعصب ہونا ظاہر ہوا اور یہ قول گنگوہی کا صفحہ ۲۰۰
پس قیام دست بستہ بخشوع یہ چونکہ ایک رکن نماز کا ہے کہ حق کے روبرو دست بستہ کھڑے ہوتے ہین تو اگر اسیطرح
فخر عالم کو حاضر بعالم استقلالی محفل مولود مین جانکر دست بستہ کھڑا ہوگا جیسا جہلا کا عقیدہ ہے تو لاریب مشرک ہووےگا
پس معترض کا یہ کلام جہلا کے عقیدہ پر ہے اگرچہ فہمیدہ کی نسبت شرک حقیقی نہین مگر بدعت سے خالی نہین کیونکہ
بدون اس عقیدہ تخصیص مطلق تو حاصل ہی ہے پس وقت ولادت دست بستہ بدین عقیدہ شرک ہوا کہ صفت
علم خاصہ حق تعالی کے فخر عالم مین ثابت کی) سراسر بیعلمی و بہتان اہل اسلام پر ہے قیام دست بستہ بخشوع مجموع
کو رکن کہنا سراسر بیعلمی ہے فقط قیام رکن نماز کا ہے وہ بھی اندرون نماز کے ہے نہ باہر نماز کے دست بستہ ہونیکو بھی رکن
مین داخل کرنا سراسر جہالت ہے دست بستن تو رکن مین اوسوقت داخل ہوتا کہ فرض ہوتا آجتک کوئی بہتر تہتر
فرقو مین دست بستن کی فرضیت کوئی قائل نہین ایسے بیعلمی کو کیا کہا جاوے اتنی خبر بھی نہین کہ دست بستن نماز کے
رکن مین داخل نہین ہے اور موقوف قیام نہین ہے اور مفہوم قیام سے جو رکن اندرون نماز ہے شرعاً عقلاً خارج
ہے معلوم نہین کہ بلادت گنگوہی مین اور بیعلمی اسقدر کہان سے آگئی ہے اور کوئی اہل عقل و اہل اسلام آجتک
خواہ جاہل خواہ اسکا قائل نہین ہوا کہ آنحضرت صلعم کو علم استقلالی ہے ازل سے یہ جانتا ہے کہ تمام اوصاف آنحضرت
صلعم کو اللہ تعالی کیطرف سے ملی ہوئی ہین علم بھی آنحضرت صلعم کو جس چیز کا حاصل ہوا ہے تو خدا تعالی کی ہی
طرف سے حاصل ہوا ہے اور ہوتا ہے ہان کوئی فرقہ وہابیہ مین سے ایسا جاہل ہووے کہ علم استقلالی کا کسی اپنے
مقتدی مانند مولوی اسمعیل مقتول و شیخ نجدی کے حق مین قائل ہووے تو اوسکو بدون قیام کر بھی کافر ہم

کہدیوے

کہدینگے کوئی اہل اسلام مین ایسا نہین ہے کہ علم استقلالی کا غیر خدا تعالی کے حق مین قائل گنگوہی اپنی ہی فرقہ وہابیہ
سے صحبت وملاقات رہی ہے اہل اسلام واہل سنت سے تو گنگوہی فرمن القسورہ کا مصداق ہے اہل سنت کے
جہلا ر وعلما ر سے وہ ایسے خبردار کہان ہے جیسا کہ اپنے جہلا ء وعلما ر سے خبردار ہے پس یہ اعتقاد علم استقلالی کا
اسکو معلوم ہوا ہی تو وہابیہ کے ہی جہلا ر کا حال معلوم ہے نہ اہل سنت کا اور اہل سنت کے حق مین یہ کہنا اگر ہر بہتان
ہی سچا ہے تو ثابت کرے ورنہ کذب واضح ہے اور فہمیدہ کے حق مین بدعت سے خالی ہونا جو کہتا تو یہ وہی خرافات
اسکی قدیمی ودائمی ہے کہ بلا دلیل شرعی وعقلی مسائل گہڑ کر شارع بنتا ہی اور آخرت برباد کرتا ہی وہی لغو تقریر جسکا
ابطال اوپر بارہا ہوچکا ہی کہ تخصیص مطلق ہی یہان بہی پیش کی ہے اثبات بدعت واسطے اسکا بطلان کسیے یاد نرہا ہو
تو ہمارے اقوال سابقہ کیطرف رجوع کر کے معلوم کر لے اور بعلمی گنگوہی پر ہر واقف ہو جاوے کہ یہ تخصیص مطلق
جو ممنوع ہے ہرگز نہین ہے گنگوہی سے تقریر مولف انوار دیکہکر متحیر ہوگیا اور قیام کے رد مین کچہ نہو سکا تو
اوسمین قید علم استقلالی خاصہ خدا تعالی زیادہ کر کے اوسکا رد کرنا شروع کیا جسطرح ہمپر اعتراض بوسہ
حجر اسود کا کرتے ہین اور بت پرستی بتاتے ہین یہ قید زیادہ کر کے کہ بطور عبادت پتہر کے اوسکا بوسہ تم لیتے ہو یا تمہارے
جہال لیتے ہین پس اسیطرح یہ قید زیادہ کر کے قیام میلاد کا شرک ہونا گنگوہی بتاتا ہی شاید معترضین بوسہ
حجر اسود سے یہ ڈہنگ سب کا سونا ادعا را سلام اور یہ حال کہ خواہ مخواہ اہل اسلام کو کافر مشرک بتاتا ہی مضمون حدیث
مذکور پر اعتقاد واعتبار اسکو نہین کہ کفر وشرک کہنے والے کیطرف رجوع کرتا ہی **مولف** انوار ساطعہ نے عبارت
تفسیر عزیزی کی (قیام اختصاص بہ نماز بلکہ بعبادت ہم ندارد) وعبارت شرح منیہ کبیری کی (والقیام لم یشرع عبادۃ وحدہ)
اس امر کی ثبوت کیواسطے پیش کی تہی کہ قیام فی نفسہ عبادت نہین ہے اور نماز عبادت کے ساتھ اسکو خصوصیت
نہین ہے **گنگوہی** کی تقریر لغو اسپر دیکہو لکہتا ہی قیام ہی صلوۃ کا رکن فرض ہے اور طاعت اور عبادت ہے
قوموا للہ قانتین پس نفس قیام اگرچہ عام ہے عبادت وغیر عبادت سے مگر قیام دست بستہ بخشوع وقنوت عبادت
ہی اور تفسیر عزیزی مین جو فرماتے ہین کہ قیام اختصاص بعبادت نہین رکہتا ہے یعنے قیام بغیر عبادت کی ہی ہوتا
ہی مگر قیام دستہ بستہ بخشوع کو نہین فرماتے ہین کیونکہ وہ عبادت ہے اور شرح منیہ مین قیام کو عبادت مقصودہ
سے نکالا ہے بقولہ لم یشرع عبادۃ وحدہ نہ عبادت ہونے سے اسواسطے یہ نفس قیام غیر کیواسطے جائز ہے خلاف
قیام موصوف کے پس قیام موصوف کی عبادت غیر مقصودہ ہوتے یہ لازم نہین کہ غیر کیواسطے جائز ہے پس قیام
موصوف غیر کیواسطے اگرچہ شرک حقیقی نہو مگر تشابہ تو ہے لقول علیہ السلام ان کدتم انفا تفعلون فعل فارس
والروم یقومون علی ملوکہم وہم قعود فلا تفعلوا انتہی قال النووی فیہ النہی عن قیام الغلمان التباع

علی راس متبوعہم المجالس بغیر حاجۃ) منصفین غور کرین کہ کیا لچر و لغو تقریر گنگوہی کے ہے قیام کو رکن اور عبادت
و طاعت بتاتا ہی اور قرآنکی آیت پیش کرتا ہی اتنی فہم و سمجھ اسمین نہین کہ مولف انوار نے نفی خصوصیت کی کی ہے
کہ قیام ساتھ عبادت کے خاص نہین ہے اور یہ کب مولف نے کہا ہی کہ نماز کے اندر کا قیام فرض و رکن نہین
آیت کو بے محل پیش کرتا ہی اوس سے یہ کہان مفہوم ہی کہ باہر نماز کے بہی قیام خاص ہے خدا تعالی کے عبادت کے
ساتھ ہے اوس سے یعنے آیت سے نماز کے قیام کا ثبوت ہے اسمین اثبات خصوصیت قیام ساتھ عبادت کی کہان ہے
اور غیر نماز کے قیام سے اوسکو کیا علاقہ ہے اور اس آیت مین کونسا کلمہ حصر کا موجود ہی کہ قیام خاص خدا تعالی
کیواسطے ہی ہے جو خصوصیت ثابت ہوکر منافی مقصود مولف کی ہووے اور نماز مین قیام مع امور دیگر کے عبادت
ہوگیا تو اس سے یہ کہان مفہوم ہوا کہ بدون نماز بدون وضو بدون روبقبلہ و بدون وسیلہ الی السجود کے بہی
عبادت ہے نہایت درجہ کا کوئی احمق ہوگا وہ بہی اس آیت سے یہ خیال نکریگا کہ بدون نماز و بدون ان امور کے
بہی قیام عبادت ہی اول کلام مولف انوار کو سمجھ لیتا اوسوقت کچھ کہتا بے سمجھے سوچے واہی تباہی کہنا شروع
کردیا یہ اہل عقل کا کام نہین ہے یہ تمام گنگوہی کی لغو و لچر ہے اسکو مولف انوار کے قول کے جواب سے کچھ
علاقہ نہین ہے اور قیام دست بستہ بخشوع و قنوت کو باہر نماز کے عبادت کہنا بہی بلا دلیل ہے کسی دلیل شرعی سے
اسکا ثبوت نہین ہے اور آیت سے جو کچھ ثابت ہے وہ اندرون نماز کے قیام کا جو خاص واسطے خدا تعالی کے
مع وضوء و روبقبلہ کیا جاتا ہی ثبوت ہے وہ مقید اسقدر امور کے ساتھ ہے ایک اندرون نماز کے دوسرے مع وضو تیسرے
روبقبلہ چوتھے واسطے اللہ کے پانچوین مع قنوت کے فرمانبرداری کے چھٹی اوسمین قرأت قرآن حقیقۃ یا حکما
اور دست بستہ ہونا تو قرآن سے ہرگز ثابت ہی نہین ہے بلکہ بقول علماء محققین کے حدیث صحیح سے تحت سرہ
کا ثبوت نہین ہے پس جس قیام میں یہ تمام امور نہوون اوسکو عبادت کہنا اور اس آیت کو اوسکے ثبوت کیواسطے پیش کرنا
کمال نادانی ہے قیام میلاد مین قیود اندرون نماز کے ہونا اور خاص واسطے خدا تعالی کے ہونا اور باوضوء ہونا اور
روبقبلہ ہونا ہرگز موجود نہین ہین پہر مصداق آیت قرآنیہ قرار دینا سراسر سفاہت و حماقت نہین ہے اور کیا ہے
اور ایسے قیام آجتک کسی نے عبادت نہین قرار دیا بلکہ نفی کی ہے چنانچہ قول شارح مینہ و شاہ عبد العزیز سے
مفہوم ہی اور قیام دست بستہ کے عبادت ہونیکا دعوے بلا دلیل ہے زبردستی غیر عبادت کو عبادت بناتا ہے
خوف خدا کا کچھ نہین ہے بنفس قیام کی عبادت ہونیکی تو یہ گنگوہی بہی مانتا ہی دست بستہ ہونا و بخشوع ہونا اوس کے ساتھ
ختم کرکے اوسکو عبادت بناتا ہے منصفین کو چاہی کہ اسقدر جواب اسکا کافی جانین کہ عبادت کا ثبوت بلا دلیل شرعی کے
معتبر کے نہین ہوسکتا ہی آجتک تو کوئی اسکا قائل ہوا نہین ہے اور دلیل کسی معتبر عالم کی اس پر پیش کی نہین ہے

گنگوہی سے مطالبہ اسکا کرنا چاہئے کہ قیام خارج نماز کو بدون قید وضو و رو بقبلہ کے و بدون اسکی کہ خدا تعالیٰ کیواسطے ہووے کسی امام نے ائمہ اربعہ سے یا دوسرے ایسے محققین امام جو معتبر ہووے اسکو عبادت قرار دیا ہی اور ابن حجر و برزنجی وغیرہم علما و فضلا جو قیام مولد مستحسن جانتے ہین او سکو بہی کسی دلیل و کسی معتبر کے قول سے یہ معلوم نہوا کہ ایسا قیام عبادت ہے اور موجب شرک ہی اور اس گنگوہی کو جسکے علم کا حال ہر جگہہ معلوم ہوتا جاتا ہی اور اسکی بیفہمی ظاہر ہوتی جاتی ہے ایسے قیام کا عبادت ہونا معلوم ہوگیا جب فقط اسیقدر سے عبادت ہونا قیام کا ثابت ہوگیا اس گنگوہی کے نزدیک دستہ بستہ بخشوع ہووے اور یہ آنحضرت صلعم کیواسطے کیا جاتا ہی تو عبادت لغیر اللہ کی جاتی ہے جو کوئی ایسا قیام کرے وہ مشرک حقیقی ہونا ثابت ہونا چاہئے پہر اس گنگوہ نادان نے اپنے قول مین جو اس سے پہلے گذرا ہی کہ وہ قول صفحہ ۲۰ براہین مین شرک حقیقی کرنے کیواسطے قید علم استقلالی کی کیون لگائی اس قید لگانے سے ظاہر ہے کہ بدون اس قید یعنے علم استقلالی شرک حقیقی نہین ہوتا ہی اس گنگوہی کے نزدیک بلکہ اوسہی قول مین تصریح گنگوہی نے کی ہے کہ بدون اس عقیدہ کے بدعت ہی شرک حقیقی نہین اور اس قول مین فقط اسکے قیام دستہ بستہ بخشوع اگرچہ عقیدہ مذکور نہو عبادت ہوگیا جسکے کرنے سے واسطے بغیر اللہ کے شرک حقیقی لازم آیا پس دونون قول گنگوہی کے باہم منافی و متخالف ہوئی اقوال باطلہ ایسے منافی و مخالف باہم ہوئے ہین لوکان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا خدا تعالیٰ فرماتا ہی اب جاننا چاہی کہ خشوع لغیر اللہ عبادت و کوئی امر غیر جائز نہین ہی بلکہ آنحضرت صلعم کیواسطے حیات مین و بعد ممات کے خشوع کرنا موجب ثواب و اعمال صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ہی اور طریقہ علما تابعین سے ہے بلکہ محققین نے تصریح فرمائی ہے کہ واجب ہی ہر مسلمان پر کہ جب آنحضرت صلعم کا ذکر خود کرے یا کسی سے سنے تو خضوع ظاہر مین اور خشوع باطن مین کرے اور تکلف و وقار و درانت اپنی ہیئت مین کرے اور اپنی حرکات کو ساکن کرے اور شرو علکرے ہیبت و اجلال مین مقام تعظیم و اکرام مین جسطرح فرضاً اگر روبرو آنحضرت صلعم کے ہووے تو ویسے تعظیم و اکرام ہیبت و اجلال کرتا اسہی سبب سے جب مناظرہ کیا ابو جعفر منصور خلیفہ عباسی نے امام مالک رحمہ اللہ سے اور آواز بلند کیا مسجد آنحضرت صلعم مین تو امام مالک رحمہ نے رفع آواز سے منع فرمایا اور فرمایا کہ آنحضرت صلعم کی حرمت و عزت حیات و ممات مین ایک سی ہے تو امام مالک کے کہنے پر ابو جعفر نے خضوع و خشوع کیا اور امام مالک رحمہ نے منع فرمایا چنانچہ شفا قاضی و شرح ملا علی قاری کی جلد ثانی مین یہ موجود ہے واعلم ان حرمة النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعد موته وتوقیره وتعظیمه) بنصبهما ای بعد وفاته (لازم) ای علی کل مسلم (کما کان) ای مالکو واجباً (حال حیاته) ای لانه الآن حی یرزق فی علو درجاته و رفعة حالاته (وذلك) ای التعظیم والاکرام (عند ذکره علیه الصلوة والسلام وذکر حدیثه) ای کلامه (وسنته) ای ذکر طریقته (وسماع اسمه) وکذا نعته (وسیرته) ای فی جمیع هیئاته من حرکاته وسکناته (ومعاملة آله) ای اهل بیته

(وعترته) ای ذریته وقرابته (وتعظیم اهل بیته) ای ازواجه وخدمه ومموالیه (وصحابته) ای اهل صحبته، قال ابو ابراهیم التجیبی واجب علی کل مؤمن متی ذکره) ای بنفسه (او ذکر عنده) ای علی لسان غیره (ان یخضع) ای ظاهرا (او یخشع) ای باطنا (ویتوقر) ای یتکلف الوقار والرزانة فی هیئته و یسکن من حرکاته ویاخذ) ای یشرع ویسرع (فی هیبته واجلاله) فی مقام تعظیمه واکرامه (بما کان یاخذ به نفسه) ای یطلب منها (لو کان) ای فرضا (بین یدیه) ای امام عینیه (ویتادب بما ادبنا الله به) ای من وجوب تعظیمه وتکریمه وخفض الصوت ونحوه (قال القاضی ابو الفضل) یعنی المصنف (وهذه) ای الطریقة المرضیة (کانت سیرة سلفنا الصالح) ای المتقدمین من الصحابة والتابعین (وائمتنا الخاضین) ای العلماء العاملین، ناظر ای جادل وباحث (ابو جعفر) بذا هو المنصور عبد الله بن محمد علی بن عبد الله بن عباس ثانی خلفاء بنی العباس (ای امیر المومنین مالکا فی مسجد رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال له) ای مالک یا امیر المومنین فقال لا ترفع صوتك فی هذا المسجد فان الله تعالی ادب قوما فقال لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی الآیة ومدح قوما فقال ان الذین یغضون اصواتهم عند رسول الله الآیة وذم قوما فقال ان الذین ینادونك من وراء الحجرات الآیة وان حرمته میتا کحرمته حیا واستکان لها ابو جعفر ای خضع وخشع بمقالة مالک رحمة الله انتهی بقدر الحاجة

اس عبارت سے واضح ہو کہ آنحضرت کے ذکر کرنے یا سننے کے وقت مسلمان پر تعظیم و توقیر و خشوع و خضوع واجب ہے مانند حال حیات جیسے کہ روبرو آنحضرت صلعم کے خشوع و خضوع ہیبت و اجلال و تعظیم و اکرام واجب ہو تو وقت قیام کے خشوع و خضوع بسبب ذکر ولادت و سلام و درود و مدح سننے کے خشوع و خضوع کوئی کرے تو شرک و بدعت کس طرح ہو جاویگا اور خشوع قیام کیطرف ضم ہونے عبادت ہو جاوے اور خشوع موجب عبادت کا ہووے تو ممنوع و حرام ہونا چاہئے تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیواسطے اسکو علما واجب فرماتے ہیں اور ائمہ اسکو جائز رکھتے ہیں اور یہ طریقہ سلف صالح ہے پس واضح ولائح ہے کہ خشوع و خضوع واسطے آنحضرت صلعم کے کرنے عبادت لغیر اللہ لازم ہونا لازم نہیں آتا ہے یہ بے علمی گنگوہی کی ہے کہ خشوع و خضوع کے سبب سے عبادت لغیر اللہ ہونا خیال کرے اور ہاتھ باندھنا مثلاً ناف کے نیچے وقت تعظیم کے بھی عبادت کی ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ فقط ایک تعظیم اس سے مفہوم ہوتی ہے گنگوہی نے نماز میں ہاتھ باندھنا دیکھ لیا تو بے علمی کے سبب سے یہی خیال فاسد کر لیا کہ یہ نماز ہی کا خاصہ ہے ہرگز نماز کا خاصہ نہیں ہے بلکہ نماز ایک امر تعظیمی ہے اور اسمیں فقط تعظیم کے واسطے ہاتھ باندھے جاتے ہیں اور زیر ناف ہاتھ باندھنے میں تعظیم ہونا ہمارے علما حنفیہ اسیسے ثابت کرتے ہیں کہ بادشاہوں و امراء کے روبرو خدام زیر ناف ہاتھ باندھکر تعظیم کیواسطے کھڑے ہیں تو اسواسطے زیر ناف

نماز مین بھی ہاتھ باندہنا چاہئے چنانچہ امام ابن الہمام جنکو در مختار مین مجتہد لکہا ہی زیر ناف ہاتھ باندہنے کے بارہ جو
مذہب معشر حنفیہ کا ہی فرماتے ہین کہ احادیث سینہ پر اور زیر ناف باندہنے کے دونون ضعیف ہین موجب عمل
نہین ہین اسلیئے حوالہ کیا جاتا ہی معتاد و معہود پر کہ عادت ہاتھ باندہنے کی حالت قصد التعظیم فی القیام کہان ہے
آیا زیر ناف یا سینہ پر معہود و معتاد شاہد مین باندہنا ہاتھ کا زیر ناف ہی تو زیر ناف باندہنا چاہیئے چنانچہ عبارت اس
مضمون کی یہ ہے فتح القدیر شرح ہدایہ مین وکونہ تحت السرۃ او علی الصدر کما قال الشافعی لم یثبت
فیہ حدیث یوجب العمل فیحال علی المعہود من وضعہا حال قصد التعظیم فی القیام والمعہود فی ما
اشاہد منہ تحت السرۃ انتہی اور امام ابو محمد محمود بن عینی بھی نہایت شرح ہدایہ مین نماز مین زیر ناف باندہنے مین
تعظیم ہونیکا ثبوت اسی حوالہ سے ثابت کرتے ہین کہ بادشاہونکے روبرو ایسے ہی کیا جاتا ہی یعنے زیر ناف ہی تعظیم
کیواسطے اوقت قیام کے ہاتھ باندہے جاتے ہین قلت الوضع تحت السرۃ الی التعظیم وابعد من التشبہ باہل الکتاب
واقرب الی سترۃ العورۃ وحفظ الازار عن السقوط ومقالۃ الماوردی ممنوع ووضعہما علی العورۃ
لا یضر فوق الثیاب وکذا لو کان بغیر حائل لان العورۃ لیس لہما حکم العورۃ فی حق نفسہ ولہذا
یضع المرأۃ یدیہا علی صدرہا وان کان عورۃ وما قلنا اقرب الی التعظیم کما یفعل بین یدی الملوک
انتہی ان دونون اماموں معتبرین کے قول سے واضح ہی کہ نماز مین تعظیم قیام کی حالت مین زیر ناف ہاتھ باندہنے
اس سے ہی مفہوم ہی کہ بادشاہون کے روبرو ایسا ہی کیا جاتا ہی اس سے واضح ہی کہ دست بستہ قیام کرنا فقط تعظیم کیواسطے
ہی اور تعظیم کیواسطے چونکہ خارج مین بھی ہے اسواسطے نماز مین کیا جاتا ہی پس دست بستہ قیام نماز کے ساتھ اور عبادت
کی ساتھ خاص نہین ہے بلکہ اصل اسکی یہی ہے کہ فقط تعظیم بدون عبادت کیواسطے ہے گو نماز مین بسبب امور دیگر عبادت
مین شمار ہووے تو ہووے لکن خارج نماز کی وہی فقط تعظیم پر ہی رہیگا عبادت سے اوسکو کچہہ علاقہ نہین ہے
اور غیر کیواسطے قیام دست بستہ بخشوع کے عدم جواز کیواسطے حدیث و عبارت امام نووی پیش کی یہ اوسکی فہم
و علم کی نقصان کی دلیل واضح ہی اوسکو قیام دست بستہ بخشوع سے کیا علاقہ ہی اُس سے تو مراد ظاہر یہی ہے
کہ متبوع بیٹہا رہے اور خدام و تابعین اسکے بیٹہے رہنے تک بغیر حاجت کہڑے رہین چنانچہ امام نووے رح کی عبارت سے
یہ واضح ہی اور یہ کہڑا رہنا اعاصم مال و منصب دنیاوی کے سبب سے ہووے چنانچہ عنقریب عبارت مجمع البحار مین
یہ آتا ہی اور یہ قیام بمعنے وقوف ہی جو منہی عنہ نہ بمعنی نہوض کی کہ اہل علم و فضل کیواسطے قیام کیا جاوے وقت خدام
کی اوسمین خشوع و دست دلبستہ بھی ہووے تو کچہہ مضائقہ نہین کیونکہ منہی عنہ یہ نہین ہے منہی تو وقوف کہڑا رہنا یا جلوس
متبوع کیواسطے دنیا کی ہے اور حضرت رض کے واسطے قیام کرنیکا امر آنحضرت صلعم فرماچکے اور قول سیدکم مشتق مین

اور مشتق مبدا علت حکم ہوتا ہی چنانچہ گنگوہی بھی اسکو تسلیم کرچکا ہو پس قیام وجہ بیان سیادت ہو گیا نہ کوئی دوسرا
امر جیسا کہ بعض نے وہم کیا ہی اور آنحضرت صلعم کا منع فرمانا قیام سے بطور نہی عن المنکر کے نہ تہا بلکہ بطور شفقت و اتحاد
موجب لرفع الحشمۃ کے تہا اور جمہور علما قیام لاکرام اہل فضل کی جواز کی حجت حدیث قوموا الی سیدکم کو ہی قرار دیتی
ہین قال فی مجمع البحار قوموا الی سیدکم فیہ استحباب القیام عند دخول الافضل وهو غیر القیام المنهی
لان ذالك بمعنى الوقوف وهذا بمعنى النهوض وليس هو القيام الذى يتعاهده الاعاجم تعظيما
وانما كان سعد وجعا لما رمى فى اكحله فخادهم بالقيام ليعينوه عن النزول من الحمار ولئلا ينفجر عرقه
بالاضطراب ولو اراد التعظيم لقال قوموا لسيدكم وفيه نظر فان الى تجى كانه قيل قوموا واذهبوا
اليه تلقيا وكرامة يشعر به وصف السيادة واحتج به الجماهير لاكرام اهل الفضل بالقيام اذا
اقبلوا القاضى وليس هو من القيام المنهى عنه وانما هو فيمن يقومون عليه وهو جالس يمثلون
طول جلوسه وح لايقوموا كالاعاجم يعظم بعضها بعضا اى لايعظم لاجل ماله ومنصبه بل يعظم
اصلاحه وعلمه وح كانوا اذا راوه لم يقوموا له وذلك للاتحاد الموجب لرفع الحشمة ومهما
صفت القلوب استغنى من تكلف اظهار ما فيها والحاصل ان القيام وتركه بحسب الازمان و
الاحوال والاشخاص انتهى اور رد المحتار مین مشکل الآثار امام طحاوی سے منقول ہی کہ قیام بعینہ مکروہ نہین ہے
مکروہ محبت قیام اوسکے واسطے کہ قیام اوسکے لئے کیا جاتا ہی اور ابن وہبان سے منقول ہے کہ ہمارے زمانہ مین ایسے
قیام مستحب ہونا چاہیے اسلئے کہ اسکے ترک سے کینہ و بغض عداوت پیدا ہوتی ہے خصوصاً جسجگہ عادت اس قیام کے ہو
اور قیام مذموم منہی عنہ اوس شخص کے حق مین ہے جو اپنے روبرو کہڑا رہنا جلوس تک دوست رکہتا ہو اور عنایہ
وغیرہ مین شیخ حکیم ابی القاسم سے منقول ہی کہ غنی کیواسطے قیام کرتے تہے اور تعظیم اوسکی کرتے تھے اور فقرا
وطلبا کیواسطے نہین کرتے تھے اس حال سے سوال کی گئی تو جواب دیا کہ غنی بہی تعظیم کی توقع رکہتی ہین
ترک سے ضرور تکلیف پاتی ہین اور فقرا و طلبا فقط طمع جواب سلام و کلام ہوتی ہین فی مشکل الآثار القیام لغیرہ
لیس بمکروہ بعینہ انما المکروہ محبۃ القیام لمن یقام له فان قام لمن لا یقام له لا یکرہ قال ابن وهبان
اقول وفى عصرنا ينبغى ان يستحب ذلك اى القيام لما يورث تركه من الحقد والبغضاء والعداوة لا
سيما اذا كان فى مكان اعتيد فيه القيام وما ورد من التوعد عليه فى حق من يحب القيام بين
يديه كما يفعله الترك والاعاجم اه قلت يؤيده ما فى العناية وغيرها عن الشيخ الحكيم ابى القاسم
كان اذا دخل عليه غنى يقوم له ويعظمه ولا يقوم للفقراء وطلبة العلم فقيل له فى ذلك فقال الغنى

يتوقع التعظيم فلو تركته تنضرر والفقراء والطلبة انما يطمعون جواب السلام والكلام معهم فی العلم وتمام ذلك فی رسالة الشرنبلالی انتهی اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی ترجمہ مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں وہم یلبی از محی السنہ نقل کردہ کہ اجماع کردہ اند جماہیر علماء باین حدیث بر اکرام اہل فضل از علم اصلاح یا شرف بقیام و امام محی السنہ محی الدین نووی رحمۃ اللہ گفتہ کہ این قیام مر اہل فضل را وقت قدوم آوردن ایشان مستحب است واحادیث در این باب ورود یافتہ و در نہی از ان صریحا چیزے صحیح نشدہ و در مطالب المؤمنین از قنیہ نقلکردہ کہ مکروہ نیست قیام جالس از برائی کسیکہ در آمدہ است بروی بجہت تعظیم و قیام مکروہ لعینہ نیست بلکہ مکروہ محبت قیام است از کسیکہ قیام کردہ شدہ است برائی وے و اگر وی محبت قیام نکرد و قیام برائی وے مکروہ نبود قاضی عیاض مالکی گفتہ کہ قیام منہی عنہ در حق کسی ست کہ نشستہ باشد و ایستادہ باشند پیش وی مردم تا نشستن وی چنانچہ در حدیث بیاید و در قیام و تعظیم برائے اہل دنیا بجہت دنیائی ایشان وعید شدید وارد شدہ مکروہ است در غایت کراہت انتہی ان عبارات فقہاء و محدثین و محققین معتبرین سے جواز و استحباب قیام واسطے غیر کے ثابت ہوا اور قیام منہی عنہ سب کے نزدیک وہی کہ جسکے واسطے قیام کیا جاوے وہ دوست رکہتا ہووے کہ اوسکے روبرو لوگ کہڑے رہیں اوسکے بیٹہے رہنے تک اور حدیث جو گنگوہی نے نقل کی اوسکے یہی معنی علماء محققین فقہاء و محدثین نے قرار دیے ہیں اور منہی قیام کو اسیہی میں منحصر جانا ہے گنگوہی دست بستہ قیام کرنے کے عدم جواز کیواسطے ان حدیث کو پیش کرتا ہے قیام دست بستہ بخشوع و خضوع کے تحقق کیواسطے یہ لازم نہیں کہ جلوس جالس تک ہووے اور قیام کردہ شدہ کی محبت بہی ہووے اور واسطے دنیا دار کی بجہت دنیا کے ہووے جو ممنوعات ہیں پس جو حدیث سے ثابت ہے وہ قیام دستہ بخشوع میں لازم نہیں اور قیام دست بستہ بخشوع میں اوسکے نفی حدیث مذکور سے ثابت نہیں گنگوہی ایسے ہی بے محل احادیث و اقوال علماء پیش کر دیتا ہے اور ملا علی قاری کا قول جو شرح عین العلم سے نقل کیا بعد تصحیح نقل کی اوسکے بہی وہی معنے ہیں کہ تا جلوس جالس قیام کیا جاوے اور اوسکی محبت ہو و دنیا کے سبب سے کیا جاوے تا کہ تمام علماء کے موافق قول ملا علی قاری ہو جاوے اور امام نووی نے علاموں و تابعین کے کہڑے ہونیوالوں کی کہڑے ہونیکی ممنوعیت کو مقید ساتھ غیر حاجت کے اس سے واضح کیا ہے حاجت و مصلحت ہووے تو جلوس جالس تک بہی کہڑا رہنا درست ہے اور ہمارے فقہاء حنفیہ بہی اوسکے قائل ہیں چنانچہ اعوان قاضی کا کہڑا رہنا قاضی کے روبرو واسطے تحقق ہیبت کے درست فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ قاضی حکم کے واسطے بیٹہے تو ایک شخص واسطے منع کرنے لوگوں کی تقدم سے طرف قاضی کی کہڑا رہے اور متخاصمین روبرو قاضی کے کہڑا کرے اور خصومت کیواسطے قیام محدثات میں سے واسطے حاجت کے ہے ابن عمر رضہ وقت سفر کے

ایک شخص بد ادب ہمراہ لیتے تھے اور فرماتے تھے کہ شر کو ساتھ شر کے دفع کیا جاتا ہی الغرض لوگونکی حالات و اداب مختلف ہین اور ان زمانوں مین امور و سفہا پیدا ہوگئے ہیں موافق مقتضی حال عمل کرنا چاہئے اور ارادہ ایسے امور سے جو کہ ہووے حشمت نفس جو عجب کیطرف پہونچاوے قال فی فتح القدیر ویقف اعوان القاضی بین یدیہ لیکونوا اھیب الی ان قال قیل ینبغی ان یقوم بین یدیہ اذا جلس للحکم رجل یمنع الناس من التقدم الیہ معہ سوط یقال الجلواذ وصاحب المجلس یقیم الخصوم بین یدیہ علی البعد والشہود تقرب من القاضی واعلم ان القیام بین یدی القاضی للخصومۃ لم یکن معروفا بل ان یجلسہم علی ما ذکرنا فہذہ ایضا من المحدثات بما فیہ من الحاجۃ الیہ وعن ابن عمر رض انہ کان اذا سافر استصحب رجلا سیئ الادب فقیل لہ فی ذلک فقال اما علمت ان الشر بالشر یدفع والمقصود ان الناس یختلفوا الاحوال والادب وقد حدث فی ہذہ الازمان امور وسفہا فیعمل بمقتضی الحال یراد الخبر لاحشمۃ النفس المودی الی الاعجاب انتہی وقال الامام العینی فی شرح الہدایۃ ویقف اعوان القاضی بین یدیہ لیکونوا اھیب فی اعین الناظرین انتہی دوسرے کتب فقہ مانند رد المحتار مین بھی موجود ہے قیام آنحضرت صلعم کے واسطے کرنا گنگوہی جائز جانتا ہی چنانچہ اوسکے اقوال ہرا بین سے ظاہر ہے خشوع و دست بستہ اوسکے ساتھ منضم کرکے اوسکو عبادت بنانا بدلیل شرعی کے جاہیہ واضح ہو کہ اگر خشوع بدون عبادت کے ہوتا عین یا مساوق و ملازم عبادت کا ہوا اور دست بستن بھی ایسا ہی ہوتا تو اونکے انضمام سے قیام کو عبادت کہدیا جاتا اور جب معلوم ہولیا کہ خشوع واسطے آنحضرت صلعم کے وقت ذکر اسم مبارک و مسرت و حالات کے ہر مسلمان کو کرنا لازم ہی تو یہ عبادت لغیر اللہ نہین ہے اور خارج نماز کے ہاتھ باندھ کے کہڑے ہین تعظیم معلوم کرکے نمازین بھی ہاتھ باندھنیکا جواز علماء ثابت کرتے ہین اور یہ بھی عبادت لغیر اللہ نہین ہوا پس ان دونونکے معنی خشوع دست بستن کے انضمام سے قیام عبادت نہوا پس عبادت کہنا اسکا باطل ہوا اور جو قیام کے منع ہونیکے واسطے گنگوہی نے پیش کیا اوس سے قیام مقید نہین ہوا فقط ایک قسم خاص قیام کی ہے جو بیان صادق نہین ہے ممنوع ہے بلکہ بوقت حاجت و مصلحت کے خصوصًا اس زمانہ مین جلوس حالس تک بھی قیام کا جواز عبارات علماء سے معلوم ہوا پس قیام میلاد شریف کے محفل کا حرام و مکروہ ہونا شرک ہونا نہ کسی دلیل قابل قبول سے و نہ کسی معتبر کے قول سے ثابت ہوا وہی جو مولف انوار کی تقریر کے موافق مباح دیتا و تعظیم آنحضرت صلعم مستحب و بنابر استحسان علماء و فضلاء بلاد اسلام کے مستحسن رہا مولف انوار نے کہا تہا کہ قیام دست بستہ شرک ہوا تو علماء وقت آنحضرت صلعم کیونکر جائز رکہتے اور اس پر عبارت جذب القلوب کی نقل کے در وقت سلام آنحضرت صلعم وقوف در آنجناب با عظمت

دست

دست راست بر دست چپ نہد در حالت نماز کرمانی کہ از علماء حنفیہ است تصریح باین معنی کردہ انتہی اور مولف انوار ساطعہ نے
کہا کہ ملا علیقاری نے یہ دست بستہ قیام کتاب در مضیہ سے نقل کیا اور مولف نے عبارت علامہ محمد بن سلیمان
مکی کی کتاب حاشیہ مناسک خطیب شربینی کی نقل کی فالاولی وضع یمینہ علی یسارہ کالصلوات کما اقتصر
علیہ فی الحاشیۃ وافرہ ابن علان وآخر کلامہ فی الجوہر المنیر اور فتاوی عالمگیریہ سے یہ عبارت نقل کی
باب زیارت قبر شریف سے ویقف کما یقف فی الصلوۃ انتہی ان عبارات سے ظاہر ہے کہ علماء حنفیہ شافعیہ کے
نزدیک نماز کا سا قیام دست بستہ جائز ہے واسطے زیارت آنحضرت صلعم کے پس خوب واضح ولائح ہے کہ دست بستہ
قیام مانند نماز کے عبادت ہوتا اور غیر اللہ کیواسطے ناجائز و شرک ہوتا جیسا کہ زعم فاسد گنگوہی کا ہی تو علماء مصححین
کیونکر واسطے زیارت آنحضرت صلعم کی اُسکو جائز کہتے گنگوہی کی تمام تقریر لغو ولچر ہوگئی کہ دست بستہ بخشوع قیام کو
عبادت بتاتا تہا **گنگوہی** اوسکے جواب مین حیران و پریشان ہوکر یہ کہنی لگا کہ پہلے **قول مین** تصریح ہوئی کہ یہ
مسئلہ زیارت کا مختلف ہے اور دونون روایت نقل ہوئین اور کرمانی مجیز اُسکا ہی شیخ عبدالحق بہی اوس سے نقل کرتی مین
اور علیقاری نے بہی یہان اُسکو اختیار کیا ہی لہذا علی قاری شرح عین العلم مین اسکو حرام لکہتی ہین اب فرق مجوزین
کی نزدیک یہان یہ ہی کہ اسجگہ استقبال قبلہ نہین وہ قبلہ کہ معین اور مشخص ہو رہا ہی پشت پیچہے ہو جاتا ہی تو قطعا مخالفت
ہیئت صلوۃ کی ہوگئی اور مظان شرک بہی نہین کہ حیوۃ النبی موجود ہین اور یہان مولود مین کوئی جہت مشخص
نہین دوسرے مظان شرک ہی کہ عوام کا عقیدہ حاضر ہونیکا ہے پس اسمین اور اومین فرق ہوگیا پس تعامل حرمین
زیارت مین حسب روایت احادیث کی اگر ہے تو فارق موجود ہے اور پہر خلاف قیاس ہے دیکہو کہ صلوۃ جنازہ مشابہ
بشرک ہے مگر اجازت ہوگئی تو اب امام صاحب غائبانہ صلوۃ جنازہ کو جائز نہین کہتے اور تکرار کو منع کرتے ہین پس
زیارت پر قیاس کرکے اس قیام کی اجازت نہین نکل سکتی **اقول** وباللہ التوفیق مولف انوار کے مطلب و مقصود
کو گنگوہی سمجہا ہی نہین ہے الٹی تیچو واہی تباہی کہنا شروع کردیتا ہی مولف انوار نے تو اپنی تقریر سے منقول
علماء اس قول سے ڈول وہابیہ کو رفع کیا کہ قیام دست بستہ عبادت ہی اور شرک ہی باین طور کہ قیام دست بستہ
کو عبادت ہونا لازم ہی تو جسجگہہ قیام دست بستہ پایا جاوے تو عبادت ہووے اور جسجگہہ غیر اللہ کیواسطے قیام
کیا جاوے تو شرک لازم آوے اور حال آنکہ زیارت قبر آنحضرت صلعم قیام دست بستہ کو علماء نے جائز کہا ہے
اور کسی نے یہ عبادت غیر اللہ قرار دیکر شرک نہین کہا پس واضح ولائح ہے کہ علماء کے نزدیک قیام دست بستہ
عبادت لازم نہین ہے اور غیر اللہ کے واسطے کرنے سے شرک لازم نہین آتا ہی یہ مطلب صاف عبارت انوار ساطعہ
سے واضح ہے گنگوہی اردو زبان کے مطلب کو بہی نہین سمجہتا ہی اور رد انوار ساطعہ کے واسطے باوجود عدم لیاقت

مناظرہ کی اپنی ٹانگ اڑادی ہے یہ جو گنگوہی نے کہا ہی کہ زیارت کا مسئلہ مختلف ہی بالفرض مختلف ہووے تو قیام دست
بستہ کیواسطے عبادت کا لزوم و غیر اللہ کیواسطے قیام دست بستہ کرنے شرک کا ثبوت اہل خلاف نہیں فرماتی ہین پھر
مختلف ہونے مولف انوار کو کیا نقصان اور گنگوہی کو کیا فائدہ ہوا اور مسئلہ کے خلافی ہونیکے واسطے درر مضیہ پہلی قول کی
یہ عبارت نقلکی ہے هل یضع یمینه علی شماله ام لا مضیه خلاف انتہی قال الکرمانی یصح وقال غیره الاولی
الارسال لیلا یشبه بالمصلی انتہی یہ عبارت گنگوہی نے براہین کے صفحہ ۲۰۲ مین نقل کا گنگوہی کی خیانت کرنا عبارات
کتب اوپر معلوم ہوچکا ہی اور کتاب درر مضیہ اسوقت موجود نہین ہے معلوم نہین گنگوہی نے اس عبارت مین بھی
خیانت یا مخالف عادت کے پوری بے زیادت و کمی کے نقلکردی اس سے درگذر کرکے ہم کہتی ہین کہ لفظ انتہی درمیان
عبارت کی موجودہی اوس سے واضح کہ لفظ انتہی سے قبل کی عبارت کسی دوسرے کے مولف درر مضیہ نے نقلکی ہے اور
اوسمین لفظ فقیہہ خلاف واقع بعد لفظ انتہی کے مولف درر مضیہ اوس خلاف کو بیان کرتے ہین کہ کرمانی نے داہنے ہاتھ کو بائین
پر رکہنا صحیح کہا ہی و غیر کرمانی نے ارسال یعنے ہاتھ چہوڑ رہنے کو اولی کہا ہی تاکہ مشابہ نمازی کی ہووے اس بیان
خلاف سے جو مولف درر مضیہ نے بیان کیا ہی واضح ہی کہ خلاف اولیت مین ہی اور غیر کرمانی نے ہاتھ نہ باندہنا
اولی کہا ہی جس سے ثابت ہی کہ مخالفین ہاتھ باندہنا اولی نہین جانتی ہین اور یہ ظاہر ہی کہ اولی نہونے سے عدم جواز
ثابت نہین ہوتا ہی بلکہ اولی کے نفی مشعر جواز غیر اولی کی ہے پس خلاف جواز مین نہین ہے اولی و غیر اولی مین ہے
ہاتھ باندہنا جائز دونون فریق کے نزدیک ہی اور ملا علیقاری کا قول شرح عین العلم سے صفحہ ۲۰۱ گنگوہی نے یہ
نقل کیا ہی فکما لا یجوز ان یسجد احد لاحد لا یجوز ان یرکع وکذا القیام علی هیئة الموقوف فی الصلوة
لحدیث من سره ان تمثیل له الرجال فلیتبوأ مقعده فی النار انتہی بعد تصحیح نقل بلا تغیر حرف کی جواب
اسکا یہی ظاہر ہی کہ جب ملا علیقاری نے قیام دست بستہ کو زیارت کیواسطے اصلا کر لیا ہی جیسا کہ خود گنگوہی
اقرار کرچکا ہی تو شرح عین العلم مین اونکا یہ قول ہے اس سے مراد کسی محل خاص کا قیام ہی کہ وہ قیام کسی جالس کے
جلوس تک فقط واسطے حشمت و عجب کے ہووے جسطرح منکرین کسیواسطے غلام و تابعین کیا کرتے ہین اور قرینہ
اسپر استدلال حدیث سے ہی جو ملا علیقاری نے کیا ہی اور اوس حدیث مین تمام علما محققین معتبرین ہی قیام مذکور مراد لیتے
ہین جو ہم نے ذکر لیا ہی چنانچہ عبارت مجمع البحار و شیخ عبد الحق محدث دہلوی رح سے مفہوم ہے پس ملا علیقاری
قیام زیارت و قیام میلاد کو حرام نہین کہتے ہین گنگوہی اپنی خوش فہمی سے اونکی قول سے یہ خیال پر استدلال
کرے تو ملا علیقاری کا اسمین کیا قصور ہے جب گنگوہی اردو عبارت سلیس مولف انوار کا مطلب نہین سمجہتا ہے
تو شرح عین العلم کی عبارت کا مطلب کسطرح سمجھہ سکتا ہی پس جب قیام دست بستہ زیارت آنحضرت

صلعم کا عدم جواز کسی معتبر کے قول سے ثابت نہوا ور فقط اولیت مین خلاف ہو تو قطع نظر اس کے جو موافق استحسان
علماء حرمین شریفین بلاد کی ہے وہ بھی اولی نہ غیر اوسکا تو قیام دست بستہ بخشوع و خضوع کا عبادت وغیرہ مین پایا
جانا اسکا شرک نہ ہونا منقوض ہو گیا مقصود اس محل مولف انوار کا تہا وہ برقرار رہا اور گنگوہی نے جو کچہہ
سمجہی سے کہا تہا برباد رہا اور گنگوہی جو قیام زیارت قبر آنحضرت صلعم کے جواز و بطلان شرک ہونیکی یہ جواز
گذرا ہے کہ استقبال قبلہ یہان نہین ہوتا ہے اور حیوۃ النبی موجود ہین تو یہی مولف انوار کو مضر نہین ہے کیونکہ کی
غرض قیام دست بستہ بخشوع کو جو غیر اللہ کیواسطے کیا جاوے اور اسکا عبادت لغیر اللہ ہونیکو او شرک ہونیکو
جیسا کہ یہ گنگوہی کہتا چلا آتا ہے منقوض کرنا ہے وہ یہان حاصل ہے کیونکہ قیام دست بستہ یہان موجود ہے اور عبادت
لغیر اللہ و شرک نہین ہے اور گنگوہی فقط اسقدر کو شرک کہتا تہا وہ باطل ہو گیا اور اسوجہ سے جو قیام دست بستہ
زیارت قبر آنحضرت صلعم کو مجوزین کے نزدیک جائز ہوتا ہے تو یہ بہی تاویل الشئے بما لا یرضی بہ قائلہ ہے اسوجہ سے کہ سبب
مجوزین کے نزدیک جائز ہوتا کو فتحے اللہ مجوزین سے ثابت ہے کیون نہین جائز کہ عدم استقبال قبلہ و وجود حیوۃ النبی
اونکے نزدیک وجہ جواز قیام مذکور نہووے فقط ادب وجہ ہووے یہی وجہ ادب کے سبب سے قیام میلاد کو علماء نے
اس حیثیت مستحسن جانا ہے اور کسی نے عدم استقبال قبلہ کو شرط نہین کیا ہے گنگوہی اگر سچا ہے کہ استقبال
واستدبار قبلہ موجودگی حیوۃ النبی وعدم موجودگی وجہ جواز و عدم جواز قیام دست بستہ کی ہے تو علماء محققین کی
تصریحات اس بارہ مین دکہاوے ورنہ گنگوہی کی ہذیانات کون تسلیم کرتا ہے اور بلا دلیل ایسی شئے جو عقلی یہ وجہ جواز و عدم
جواز کسطرح کوئی عاقل مانلیگا اور فرق بنفسہی سے جو نکال رہا ہے یہ کوئی دلیل شرعی نہین ہے کیونکہ یہ فرق ہوکا مسلم ہووے
اور یہ جو کہا کہ بر خلاف قیاس کے دیکہو صلوۃ جنازہ مشابہ شرک الخ قیام زیارت آنحضرت صلعم کو مانند نماز جنازہ کے
خلاف قیاس رکہنا اور نماز جنازہ کو مشابہ بشرک کے ہونیکی وجہ سے امام صاحب کے نزدیک غائبانہ نہونا اور تکرار
ناجائز ہونا سراسر جہالت مسائل فقیہ سے ہے قیام زیارت کو خلاف قیاس جائز یہ گنگوہی کہتے ہین تو جواز اوسکا
ظاہر ہے کہ کسی نص صریح قرآن وحدیث واجماع مجتہدین سلف سے تو ثابت ہوا ہی نہین ہے ہان استحسان
حرمین و علماء سے ثابت ہے پس یہی وجہ قیام میلاد شریف مین موجود ہے یہ معنے خلاف قیاس ہین تو جو خبر خلاف قیاس کے
صحیح لیسے سے خلاف قیاس ہے قیام میلاد کا بہی ثبوت ہے فرق کرنا گنگوہی کا باطل ہوا قیام میلاد کے اجازت کو منع
کرنا تہا وہی نکل آئی اس سے لکن مانند نماز جنازہ کے خلاف قیاس نہوا کیونکہ نماز جنازہ فرض کفایہ ہے قرآن حدیث
واجماع تینون سے ثبوت اوسکا ہے فرضیت اوسکی آیت قرآن وصل علیہم ان صلوتک سکن لہم سے ثابت ہے
چنانچہ فتح القدیر مین موجود اور احادیث اس بارہ مین بے شمار وارد ہین اور اجماع اسکے ہونا واضح ہے منکر اسکا

کافی ہی پس ثبوت اس کا نص غیر معقول سے ہے اور عقلی اوسکا مقتضی نہین ہے و قیام دست بستہ کے جواز کو قیاس
وعقل مقتضی ہے اسیواسطے علماء نے نماز مین حالت قیام مین دست زیر ناف بستن کو اس سے ثابت کیا کہ بادشاہی
ہون کے ساتھی خدام دست بستہ زیر ناف کہڑے ہوتے ہین واسطے تعظیم کے یہان نماز مین بہی جو محل تعظیم ہے ایسا ہی
چاہیے پس قیام ہاتھ باندہنا واسطے ادب و تعظیم کے ہوا یہ امر معقول ہے جسطرح زیارت کی قیام مین ادب و تعظیم اسکو
جانتی ہے قیام میلاد مین اسکو مقتضی ہے پس خلاف قیاس باین معنی نہین ہے ہان اُس معنے کے اعتبار سے اگر
گنگوہی خلاف قیاس بتاوے استحسان سے ثبوت ہوا ہے اور یہ امر عقلی و قیاس اوسکے فہم ناقص مین نہ آوے
تو ہمکو مضر نہین ہے لکن گنگوہی مفید نہین بلکہ ہمکو مفید ہے کہ اوس معنے خلاف قیاس کے اعتبار سے قیام میلاد بہی
ثابت ہے یہ سب حال گنگوہی کا معلوم کرنا چاہیے کہ امام صاحب کے نزدیک نماز جنازہ غائبانہ اور تکرار کا عدم جواز بتانا یہ
گنگوہی نے مسائل فقیہ کسی سے سنی بہی ہوتا تو ایسا واہی تباہی نہ بکتا ہدایہ مین موجود ہے واسطے عدم جواز تکرار نماز
جنازہ کی فرض اول نماز کے ساتھ ادا ہوگیا اور نفل نماز جنازہ کے مشروع نہین ہے اور اسلیے کہ آنحضرت صلعم
کی قبر بالکل بطور نفل نماز گذارنا چہوڑ رکہا ہے تمام اہل اسلام نے تکرار جائز و مشروع ہوتی تو کیون یہ چہوڑ دیتے
لان الفرض یتادی بالاول والتنفل بہا غیر مشروع وھذا رأینا الناس ترکوا عن آخرہم الصلوۃ علی قبر
النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو الیوم کما وضع انتہی اور غائبانہ اسواسطے جائز نہین ہے کہ شروط صحت نماز
جنازہ مین سے یہ بہی ایک شرط ہے کہ میت کے روبرو نماز کی ہووے چنانچہ فتح القدیر مین ہے وشرط صحتہا
اسلام المیت وطہارتہ ووضعہ امام المصلی فلہذا القید لا یجوز علی غائب ولا حاضر محمول انتہی اور
مشابہ بشرک ہونا علت عدم جواز تکرار و غائبانہ کو کسی نے نہین قرار دیا ہے اور کسی امام سے یہ نقل نہین کیا کہ مشابہت
شرک علت عدم جواز تکرار و غائبانہ کہ یہ سراسر سخن سازی گنگوہی کی ہے جو یہ وجہ قرار دیتا ہے کتب فقہ پڑہی ہوتی
یا صحبت کسی عالم فقیہ کی کی ہوتی تو ایسے مضرات سے امن اسکو ہوتی یہ ثمرہ جہالت ہے یہ جو کہا گنگوہی نے کہ
اجازت ہوگئی تو اب امام صاحب غائبانہ صلوۃ جنازہ کو جائز نہین کہتے ہین اور تکرار کو منع کرتے ہین تو عجب معنی کلام
ہے جس سے واضح ہے کہ اجازت سبب جائز نہ کہنے و منع کا ہے غیر غائبانہ و غیر تکرار کے ہماری اجازت غائبانہ و تکرار جائز کہنے کو
کب مقتضی ہے یہان اسطرح کہتا کہ اجازت ہونے غائبانہ و تکرار کے موجب جائز کہنے و منع کا ہے تو درست ہوتا یہ قول
گنگوہی مگر یہ فہم کہان ہے گنگوہی کو **مولف** انوار ساطعہ نے قیام دست بستہ زیارت قبر آنحضرت صلعم کے علماء
حنفیہ و شافعیہ سے جواز کذب جذب القلوب و فتاوی عالمگیریہ سے ثابت کرکے کہا تہا کہ اس قیام دست بستہ مین
و احتمال ہین ایک کہ علماء نے اسکو اسلیے جائز کہا کہ قیام دست بستہ عبادت نہین ہے اور مخصوص خدا تعالی کی ساتھ

نہین ہی جیسا کہ شاہ عبد العزیز علیہ رحمہ سے منقول ہوا پس آنحضرت صلعم کے واسطے قیام کرنے مین مضائقہ نہین ہے
اور دوسرا احتمال یہ ہی کہ شاید سمجھے ہون آنحضرتؐ کی تعظیم کیواسطے ایسا قیام کرنا غیر اللہ کے تعظیم نہین ہی اور
اسی سے مولف انوار نے آیات من یطع الرسول فقد اطاع اللہ و ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ و ترجمہ
شاہ عبد القادر صاحب عبارات تفسیر روح البیان نقلکر کے کہا کہ یہ قیام دست بستہ عبادت ہو جیسا مذہب
علما و فقہا کا ہے تو محفل مولد قیام شرک و کفر ہرگز نہوا اوس پر گنگوہی کا ہذیان ہی صفحہ ۲۰۴ مین و دونون
احتمال نہین مولف کی خطاء فہم کا یقین ہے یہ امر خلاف قیاس ہے کہ روضہ مطہرہ پر سلام کرنے مین منقول ہوا ہے
وہ علیقاری کے یہان جائز کہتی ہین وہ ہی اوسکو اور مواقع مین حرام لکھتے ہین صلوۃ جنازہ مین مردہ کو آگے
رکھکر نماز پڑھنا درست ہی حالانکہ دوسرے جگہہ درست نہین نور الانوار مین کہتا ہی وکذلک صلوۃ الجنازۃ
فی نفسہا بدعۃ مشابہۃ بعبادۃ الاصنام **اقول** و باللہ التوفیق مولف انوار کے خطاء فہم کا یقین تبانا ہے
یہ گنگوہی مولف انوار خطاء فہم کا یقین تو کیا وہم بھی کسی منصفین کو نہوگا گنگوہی کی جہل مرکب کا یقین عاقلین کو
ایسے واہی تباہی اقوال گنگوہی سے ہی خلاف قیاس ہوتا جو ہوا ہے وہ قیاس کسی نص غیر معقول سے تو
ثابت ہی نہین ہے اقوال علما سے ہی اوسکا ثبوت نہین ہوا ہے اور کسی نے اس بارہ مین کوئی نص قرآنی و حدیث
نبوی و اجماع مجتہدین سلف بھی نہین نقل کیا ہی پھر اسکو خلاف قیاس ٹھہرانا کہ اسکی کوئی علت و وجہ نہ نکلے
اور احتمال کسی علت و وجہ کا نہووے سراسر جہالت ہے اور بنا فاسد علی الفاسد ہے بچہ بھی جانتا
ہی کہ اسطرح قیام واسطے ادب کے ہوتا ہی شاہد مین اسلیئے نماز دست بستن زیر ناف قیام بھی شاہد سے علما
کا ثابت کرنا اوپر گذر ہے خلاف قیاس لفظ گنگوہی نے سنلیا ہی معنے سے وقوف اوسکو نہین ہے پھر ملا علیقاری
کی حرام کہنی کو ذکر کرتا ہی ملا علیقاری نے قیام دست بستہ کو آنحضرت صلعم کے کہین حرام نہین کہا یہ خطا فہمی
سخت گنگوہی کی ہے اور جسکو کہا ہی وہ دوسری چیز ہے اور وہان محبت قیام اور اہل دنیا کے واسطے بغیر حاجت
فقط عجب کے واسطے ہووے مراد ملا علیقاری کی جیسا کہ اسکی تصریح اوپر دوسرے علما کے اقوال سے گذر چکی
حتی الامکان تطابق کلام علما مین انسب ہے اس مراد مین تطابق ہے پس باوجودیکہ یہ ممکن ہے اعتراض اسلیے کرنا
داب محصلین کے خلاف ہے اور صلوۃ جنازہ پر قیاس کرنا قیام کو سراسر نادانی ہے کوئی وصف جامع قیام صلوۃ
جنازہ مین موجود نہین ہے جسکے سبب سے قیاس جائز ہو قیام کا صلوۃ جنازہ پر اول اس سے گنگوہی عدم جواز کو اور
و عدم جواز غائبانہ نماز جنازہ امام صاحب کے نزدیک سبب مشابہت شرک کے بیان کر چکا ہے اسکا مبنی بھی عبارت
نور الانوار اس نے زعم کیا ہی یہ بھی سراسر نادانی ہے کیونکہ عبارت نور الانوار مین نماز جنازہ کو جو مشابہ عبادت

اصنام کہا ہی تو اس سبب سے کہا ہی کہ میت حاضر ہوتی ہی روبرو نمازیون کے کہ وہ مانند پتھر کے ہے چنانچہ یہی
وجہ حاشیہ نور الانوار مین لکھی ہے قولہ مشابہۃ الخ لحضور المیت الذی ھو کالحجر بین یدی المصلین انتہی
پس اگر غائبانہ عدم جواز نماز جنازہ کی یہی وجہ مشابہت عبادت اصنام کی ہوتی تو یہ وجہ تو عدم جواز کو مقتضی
نہین ہے کیونکہ غائبانہ کی حالت مین مشابہت عبادت اصنام مفقود ہے بسبب عدم حضور میت کے کہ وہ مانند حجر
کی ہے پس چاہئی تہا کہ جائز ہو جاتے وحال آنکہ جائز نہین ہے اگر گنگوہی کہے ہماری غرض یہی کہ قیاس تو چاہتا ہی کہ
جائز ہو جاوے بسبب فقدان وجہ مشابہت عبادت اصنام کی کہ وہ عبادت شرک ہی لیکن یہ خلاف قیاس ہے اسواسطے
ناجائز نہین ہے اور باوجود مشابہت اصنام کے قیاس چاہتا ہی کہ جائز نہووے لیکن خلاف قیاس ہے بسبب اجازت شارع کے جائز
ہی تو جواب اوسکا توفیق و صمدیہ ہو کہ بشکل الوجوہ نماز جنازہ قیاس نہین ہے باین معنی کہ کوئی وجہ جواز کے قیاس مین آوے بلکہ
فقہاء جواز وجہ ادا فرماتے ہین چنانچہ گنگوہی کی عبارات منقولہ از نور الانوار کے متصل ہے نور الانوار مین وجہ جواز و حسن
ہونیکے موجود ہے کہ یہ نماز جنازہ اسوجہ سے حسن ہونے کہ اسمین قضاء حق مسلم کیا جاتا ہی چنانچہ یہ ہے وانما حسنت
لاجل قضاء حق المسلم وھو یحصل بمجرد صلوۃ الجنازۃ لا یفعل بعدھا ۱۲ انتہی پس جب وجہ جواز
فقہاء فرماتے اور وجہ معقول ہے پس خلاف قیاس نہوئی پس خلاف ہونیکے سبب جواز عدم و عدم جواز نہوا بلکہ تکرار کے
مشروعیت دلیل شرعی سے ثابت نہین ہے اور نماز روزہ کے امور مثلاً محصور و محدود ہین بدون توقیف کے ثابت
نہین ہوتی ہین اسلیے تکرار جائز نہین ہے اور نماز جنازہ واسطے قضاء حق میت مسلمان کے ہے وہ ایکبار سے ادا
ہو گیا پہر تکرار کے کیا معنے الغرض عبارت نور الانوار کا یہان نقلکرنا اور اسکا حوالہ دینا کسیوجہ سے راست و مستقیم
نہین ہے گنگوہی نے کسی سے عبارت سنلی ہوگی بے موقع و بے محل اسہی جگہہ اوسکو لکہدیا اس سے کچہہ بحث کہ
مناسب ہے یا نہین الغرض گنگوہی سے قیام دست بستہ کے عبادت ہونیکا اور غیر اللہ کیواسطے کیا جاوے
تو اس قیام کے شرک ہونیکا ادعا وکیا تہا وہ مولف انوار کے تقریر دل پذیر سے باطل اور گنگوہی نے بہت کچہہ
ہاتہہ پاؤن اور قیام میلاد کا عدم جواز ثابت کرنا چاہا کچہہ نہو سکا اور سے دلیل شرعی قابل قبول سے عدم جواز
نہ ثابت کر سکا اور مولف انوار نے مباح ہونا اور بقصد تعظیم چونکہ کیا جاتا ہی اور تعامل و استحسان علماء بلاد اسلام
بلکہ اس قیام پر واقع ہے مستحب و مستحسن ہونا ثابت کر دیا اقوال علماء بہی اس کے استحسان کے بارہ مین نقلکر دی
اور شکوہ شک و شبہہ کو بہی اوٹہا دیا جو کچہہ مولف کے اقوال روشن دل نور کے آفتاب پر خاک ڈالنا
اس گنگوہی نے چاہا تہا اوسکی خاک اسیکے منہہ مین پڑنا ہمارے اقوال سے واضح ہو گیا وہ آفتاب ویسا ہی
شعاع ریز رہا اور قوی البصر لوگونکو فیض رسان رہا اگرچہ شپر چشمان مانند گنگوہی اس سے محروم رہین تو رہین

آفتاب کا اس میں کیا گناہ ہی اونکی بصارت کا نقصان و قصور ہے گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ، چشمۂ آفتاب را چہ گناہ
حمقاء وہابیہ عبارت سیرت شامی جرت عادت کثیر من المحبین اذا سمعوا ذکر وضعہ صلی اللہ علیہ وسلم
ان یقوموا تعظیما لہ صلی اللہ علیہ وسلم وھذا القیام بدعۃ لا اصل لھا سے قیام میلاد شریف کا بدعت
سیئہ ہونا ثابت کرتی ہین اونکی جواب مین مولف انوار نے کہا کہ یہ قیام بسبب عدم وجود زمانہ آنحضرت صلعم و صحابہ
رضیہ کی بدعت ہونا مسلم ہے لیکن یہ ضلالت کو مستلزم نہیں ہے مجتہدین و محدثین کے نزدیک بدعت حسنہ و قسم مین
بدعت حسنہ کے مذہب پر اتفاق ہے اور عمل مولد ایسے ہی بدعت حسنہ ہے سیرت حلبی مین ہے وقد قال ابن حجر
الہیثمی الحاصل ان البدعۃ الحسنۃ متفق علی ندبہا وعمل المولد واجتماع الناس کذلک ای بدعۃ
حسنۃ انتہی اور ابن حجر ہی قائل اس قیام مروج ہین اونکی مولد کبیر کے عبارت عثمان حسن دمیاطی شافعی نے
نقل کی ہے پس محفل میلاد مع قیام بدعت حسنہ ہوا بالاتفاق اسلئے کہ اشارہ لفظ کذلک کا طرف متفق علی ندبہا
کی ہے جسطرح بدعت حسنہ کے طرف ہے پس سیرت سے جو بدعت سیئہ ثابت کرتی ہین ساقط ہوا اور لفظ لا اصل لہا سے
ثابت بدعت سیئہ کرتی ہین تو اوسکا جواب یہ ہے کہ لا اصل لہا کو بدعت سیئہ مراد ہونا لازم نہین ہے مجمع البحار ہول
سو نگھنے کیوقت درود پڑہنا لا اصل کیونکر کہا ہے کہ باوجود اسکے مکروہ نہین اما الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ
وسلم عند ذلک ونحوہ ملا اصل لہا دفع ذلک فلا کراھۃ فی ذلک عندنا الخ اور مولوی اسحاق
اربعین کے مسئلہ چہاردہم مین فرماتی ہین کہ نوشہ کو بطریق سلامی کچھہ دینا اور دلہن کو منہ دکہائی دینا شریعت
مین انکی اصل ثابت نہین مگر یہ مباح ہے جواب در شریعت محمدی اصل این چیزہا یافتہ نمیشود مگر ظاہر حال این چیزہا
کہ داون سلامی و رونمائی است مباح باشد انتہی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ کسی چیز کے بدعت ہونے و اصل نپائے
جانے سے حرمت و کراہت نہین لازم آتی پس قول سیرت شامی لا اصل لہا سے قیام بدعت سیئہ و ضلالت نہوا اس تقریر سے
مولف انوار سے دلیل مانعین توڑکر چند قرائن اس پر ذکر کئے کہ سیرت شامی کے عبارت سے بدعت حسنہ مراد ہے اول
قرینہ یہ کہ لفظ جرت عادۃ کثیر سے قیام پر اجراء عادت واضح ہے اور یہ ایک حجت شرعیہ صحیح شرعیہ مین سے باب الاحرام
ہدایہ مین ہے بذلک جرت العادۃ الفاشیۃ وھی من احدی الحجج اگر یہ عادت صحابہ ہووے تو بہت
بڑی حجت ہے اگر عادت من بعدہم ہے تب بہی حجت ہی بدلیل ما راہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن
مسلمون سے مراد صحابہ ہی لینا مخالف فتاوی و شروح ہدایہ وغیرہ کہے اکابر فقہا سے من بعد الصحابہ
اس سے مراد لئی ہین اور مفتیان وہین جا بجا علیہ العمل وعلیہ المسلمون وبہ جری التعامل وھو المتوارث لکہتے ہین
اور امام غزالی فرماتی ہین ولکن اذا لم یثبت فیہ نہی عام فلم نری بہ باسا فی البلاد انتہی جرت العادۃ فیہ

باکرام الداخل بالقیام دوسرا قرینہ یہ کہ شامی عادت کثیرہ کے لکھی اور کثیرہ کا ایک امر ہونا بھی سند ہے شامی
شارح درمختار نے لکھا ہے والاعتماد علی ما علیہ الجم الکثیر اور حدیث میں اتبعوا السواد الاعظم ہے
بس یہی دلیل شرع سے ہوئی تیسرا قرینہ یہ کہ وہ کثیر محبین ہیں اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ کامل الایمان وہی ہیں
محبین آنحضرت صلعم کے ہیں لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من ولدہ ووالدہ والناس اجمعین
کامل الایمان جماعت کثیرہ کے عادت جس کے اوپر جاری ہو وہ بدعت ضلالت کیونکر ہو چوتھا قرینہ کے شامی نے
اس قیام وجہ بیان کی کہ تعظیم آنحضرت صلعم کے کرتے ہیں نہ واسطے سے دوسری غرض کے اور یہ ظاہر ہے کہ تعظیم
آنحضرت صلعم کی مطلوب شرعی ہے پس قیام بالضرور مستحب و مستحسن ہوا پانچوان قرینہ یہ کہ منکرین قیام کی
عبادت کا طریقہ جو ہے وہ طریقہ شامی کا نہیں ہے سنکر قیام عاملین قیام جہال کو و عوام کہکر تعبیر کرتے ہیں اور قیام
کو لیس بشیئ و مکروہ کہتے ہیں اور عاملین محبین نہیں کہتے ہیں چنانچہ جونپوری کی و گجراتی کی عبارت دیکھو کہ کس طرح
کے کلمات بولتے ہیں پس تمام قرآن مثبت اسکی ہیں کہ قیام مذکور شامی کے نزدیک بدعت حسنہ ہے اور سباق سیاق
عبارت شامی سے بھی یہی مفہوم ہے کہ اہل اسلام کثیر محبین تعظیماً قیام کیا کرتے تھے پس شامی کے قول سے ترغیب
قیام مفہوم ہوئی نہ انکار اور محدثین نے بھی یہی قول شامی کے شرح بیانکی ہے کہ بدعت حسنہ ہے نور الدین حلبی عبارت
شامی نقلکر کے لکھتے ہیں ای لکن ہے بدعۃ حسنۃ لانہ لیس کل بدعت مذمومۃ چنانچہ یہ سیرت حلبی مطبوعہ مصر کے صفحہ ۱۱
میں اور علامہ حلبی نے دیباچہ میں لکھا ہے جسجگہ میں نے کوئی عبارت سیرۃ الشمس سے لی ہے اوسکی شروع لفظ ای
لایا ہوں اور یہاں بھی حلبی نے لفظ ای ذکر کیا ہے پس معلوم ہوا کہ سیرۃ الشمس سے یہ اوس نے لیا ہے پس اس
تفسیر پر دونوں کا اتفاق ہوا اور پسر شامی ابو نصر عبد الوہاب نے بھی اپنے پدر کے کلام کی یہی تفسیر بیان کی ہے وہ
یہ عمل شرقاً وغرباً بلاد میں ہے بطور استحسان کے اسیواسطے شیخ عبد اللہ سراج مفتی عرب نے لکھا ہے اما القیام اذا
جاء ذکر ولادتہ عند قراۃ المولد الشریف تو ارثہ الائمۃ الاعلام واقرہ الائمۃ الحکام اور مفتی مکہ شریف عبد
الرحمن سراج محفل میلاد مع القیام کے حق میں فرماتے ہیں وعلماء العرب والمصر والشام والروم والاندلس کلہم رأوہ
حسنا من زمان السلف الی الآن الخ یہ مضمون عبارت مولف انوار کا ہے گنگوہی کا ہذیان اس پر سنو فرماتے ہیں
جب شامی نے لا اصل لہا کہا بدعت ضلالت اسکی نزدیک ہو چکی اور بدعت ضلالت ہونا اسکا اس رسالہ سے
بھی محقق ہولیا اور توجیہات رکیکہ واہیہ مولف کا جواب اثبات قیام میں لکھا گیا پس جب احادیث و اجماع سے ضلالت
ہونا ثابت ہوگیا اب ابن حجر ہیثمی یا کسی عالم کا قول معتبر نہیں **اقول** وباللہ التوفیق اس گنگوہی کی عادت قدیمہ
دعوے بلا دلیل کے ہے جو قابل اصغا کسی عاقل کے نہیں ہے مولف تو لفظ لا اصل لہا سے لزوم بدعت سیئہ کا

انکار کرتا ہی اور اسپر نظائر اقوال علماء سے پیش کرتا ہو جو طریقہ جواب کا مناظرہ مین ہی کہ دلیل شرعی یا عقلی سے
لزوم ثابت کرنا گنگوہی کو ضرور تہا وہ تو اوس سے ہو نہین سکا مقام دلیل مین وہی دعوی پہر ذکر کردیا کہ لا اصل لہا سے
بدعت ضلالت ثابت ہوگئی یہ ہذیان نہین اور عدم وقوف علم مناظرہ اسکو نہین ہے اور تو اور کیا ہو اور توجیہات
مولف کا لکہا جانا بتاتا ہی معلوم نہین توجیہات مولف سے کونسے توجیہات مراد لیتا ہو اگر یہی توجیہات مراد لیتا ہو جو اس
محلین واسطے دفع بدعت سیئہ کے اور اثبات بدعت حسنہ کے کلام شامی مین مولف نے ذکر کئے ہین تو ظاہر ہی کہ اسکا جواب
اثبات قیام مین اس گنگوہی نے نہین دیا منصفین تمام بحث اثبات قیام دیکہلین وہان ان توجیہات کا جواب
کیا ہی اور اگر دوسرے توجیہات مراد لیتا ہی تو اس محلین کو نسے کیا علاقہ ان توجیہات کا جواب جیا ہو اور جو کچہ
گنگوہی نے اثبات قیام مین ذکر کیا ہی اوسکا حال منصفین کو خوب معلوم ہوگیا کہ سوائے بیفہمی و بیعلمی و ہذیان کے اور
کچہہ بہی جواب ندیا اپنے منہ میان مٹہو بنا اچہا نہین ہوتا ہی اور اجماع و احادیث سے ضلالت کا ثبوت جو بتاتا ہے
یہ بہی کذب صریح ہی علماء و فضلاء بلاد اہل اسلام کا مستحسن جانا محفل مولد و قیام کو اوپر گذر چکا ہی باوجود مخالفت و
انکار لاکہون علماء کی اجماع ضلالت پر بتانا در وغگوئی واضح ہے اوپر ایک عالم کے انفراد سے اجماع کا تحقق ہونا
بیان کرچکا ہی یہان لاکہون بلکہ کروڑون ضلالت کی منکر ہین اور اجماع ضلالت پر ہوجانا بتاتا ہی اس بغا بازی کا کیا
ٹہکانا ہی ایسے مفتریات صریحہ و مکروہات قبیحہ سے مخلوق کو گمراہ کرنا اہل اسلام کا کام نہین ہے اور ایک حدیث سے
ہی ضلالت محفل و قیام کسی وہابی نے آجتک نہ ثابت کی اور یہ گنگوہی احادیث سے ثبوت ضلالت بتاتا ہی ہان وہ
احادیث نبویہ نہونگی وہ احادیث نجدیہ و اسماعیلیہ ہونگے اور علامہ ابن حجر و دوسرے عالم کے قولکو غیر معتبر بتانا بہی
گستاخی سخت ہی ابن حجر و دیگر معتبرین کا قول معتبر نہووے ایسے خیال مانند گنگوہی اور اوس کے معتقدون کا معتبر
ہوجاوے کونسا عاقل اس بیشرم کے ہذیان کا اعتبار کریگا اسکے آگے گنگوہی صاحب فرماتے ہین صفحہ ۲۲۸ مولف کی ہوش
و فہم کا قصور ہے ہوش کرکے سنئے کہ جہان بدعت کے ساتھہ لا اصل لہا ہوتا ہی وہان بدعت سیئہ مراد ہوتی ہی اور جو
بغیر لفظ بدعت کے لا اصل لہ بولتے ہین تو وہان دوسرا احتمال بہی ہوسکتا ہی پس یہان سیرت شامی مین بدعت
لا اصل لہا کہا ہی پس یہ بالضرور سیئہ ہے **اقول** و باللہ التوفیق یہ جواب گنگوہی نے کیا دیا وہی لغو تقریر ہے
یہ قاعدہ جو اپنی طرف سے گہڑا کہ بدعت کے لا اصل جہان ہوتا ہو وہان بدعت سیئہ مراد ہوتی ہے اسی ہی کا تو مولف
منکر ہے اسکے لزوم کا انکار کرتا ہی گنگوہی بارہا روہی وہی گہبرا گہبرا کر پیش کردیتا ہی متنازع فیہ کو ہی دلیل قرار دیتا ہے
اتنی تمیز کہ وہی دعوی وہی دلیل مصادرہ ہی ہان کوئی دلیل نقلی اس پر پیش کرنا اقوال فقہاء و محدثین و اصولین
کہ فلان فرقہ علماء نے یہ قاعدہ لکہا ہی تو قابل قبول ہو اجب تک کسی نے معتبرین مین اسکی تصریح نکلی ہووے تو گنگوہی

کا قول اسمین کیونکر مانلیا جاوے مدعی کا قول بلا بینہ کیونکر مقبول ہووے کوئی دلیل کوئی شاہد لانا ضرور ہے گنگوہی پر تاکہ ثبوت
اسکا ہووے ورنہ بطلان اسکا واضح ہے گنگوہی کے خود ہوش و فہم مین قصور ہے اور مولف انوار پر لگاتا ہے اسکے آگے گنگوہی
صاحب فرماتے ہین مجمع کے عبارت مین بدعت کا لفظ نہین فقط لا اصل لہ اور قرینہ ما بعد کا موجود ہے کہ اصل سے مراد حدیث و اثر
صریح ہے نہ مطلق اصل کیونکہ کہتا ہے فلا کراہۃ فی ذلک عندنا فقط قال الحلیمی من ائمتنا الشافعیۃ
واما الصلوۃ علی النبی عند التعجب من شیئ کما یقول الانسان حینئذ سبحان اللہ لا الہ الا اللہ
لا یاتی ای الاتیان بالنادر الا اللہ تعالی فلا کراہۃ فیہ انتہی پس دیکھو کہ اصل صلوۃ نے وقت امر تعجب کے حلیمی کے
قول سے ثابت کرتا ہے تو قیاس اور قول فقیہ تو اصل موجود ہے جس پر قیاس ایمان کو کیا مگر حدیث و اثر نہین پس
اصل سے مراد بیان حدیث و اثر ہے نہ یہ کہ کوئی دلیل صراحۃ و دلالۃ بھی نہین لہذا لفظ لا اصل لہ کہ مطلق قرینہ
سے خصوصا جب بدعت کا بھی ذکر ہو وہان ضلالت ہی مراد ہوتا ہے **اقول** و باللہ التوفیق جسطرح عبارت مجمع
البحار مین مراد اصل سے حدیث و اثر صریح ہے نہ مطلق اصل اسیطرح عبارت سیرت شامی مین بھی حدیث
و اثر صریح ہی جسطرح وہان قرینہ ما بعد بھی مراد پر گنگوہی بتاتا ہے اسیطرح عبارت شامی مین قرینہ اجرای عادت
و قرینہ تاثیر و قرینہ محبین و قرینہ تعظیما و قرینہ ایسے الفاظ کا جیسے منکرین قیام ذکر کرتے ہین کہ ساتھ فقط جہال
و عوام لیس شیئی و مکروہ و قبیحہ و مذموم کے تعبیر کرتے ہین اور قرینہ سیاق و سباق قرینہ ذکر کرنے تفاسیر اسکا
ساتھ بدعت حسنہ کے تمام قرائن اس پر دال ہین کہ یہ مراد نہین ہے کہ کسی دلیل کے صراحۃ و دلالۃ و اشارۃ وغیرہا
سے اصل اسکی ثابت نہین اور جسطرح قول فقیہ حلیمی کو اصل بتاتا ہے گنگوہی اسیطرح بیان مقام قیام میلاد مین قول
علامہ حلبی و ابن حجر و سیرت شمس و لد صاحب سیرت وغیرہم علما کو اصل جاننا چاہئے ورنہ یہ بات بڑی جہالت
و حماقت ہے کہ ایک جم غفیر کا قول تو اصل نہ مانا جاوے اور فقط ایک فقیہ کا قول جو حلیمی اصل قرار دیا جاوے پس
تقریر گنگوہی سے تو ہمارا مدعی ثابت ہوا نہ گنگوہی کا یہ طریق بخوبی اسمحل مین جاری ہے اور بدعت سے مراد ہونا عبارت
شامی سے برابر اس تقریر گنگوہی کے مرتفع گنگوہی کو اسقدر نہین کہ یہ تقریر کسکو مفید ہے حق بات ایسی ہی ہوتی کہ مخالفین کے تقریر سے بھی
ثابت ہو جاتی ہے اور ان کے منہ سے خدا تعالی اہل حق کی پابند کرا دیتا ہے دینکی اور کبھی فاجر سے ہو جاتی ہے حدیث مین وارد ایسا ہی ہے گنگوہی کیا
کہتا اور کیا ثابت ہو گیا اور یہ قول ہمارے ہی موافق ہے (لفظ لا اصل لہ مطلق قرائن سے خصوصا جب بدعت
بھی ذکر ہو وہان ضلالت مراد ہوتی) کیونکہ عبارت سیرت شامی لفظ لا اصل لہ مطلق قرائن سے نہین ہے چنانچہ قرائن کا
ذکر ابھی ہو چکا ہے ضلالت موقوف اس پر کرتا ہے گنگوہی کے قرائن سے مطلق ہووے اس سے ظاہر ہے کہ قرائن سے مطلق
نہو نہ کسی حالت مین ضلالت ثابت نہین اگرچہ بدعت کا لفظ بھی وہان موجود ہو پس ایک قید گنگوہی کی قرائن سے

مطلق ہونیکے بیان اور زیادہ کردی جس سے اسکا وہ قول فاسد کہ اپنا مردود ہوگیا کہ لا اصل لہا۔ بدعت کے ساتھہ ہووے سیئہ مراد ہوتی ہے یہان سے ثابت ہوا کہ فقط اسقدر سیئہ ضلالت کا ثبوت نہین ہے بلکہ مطلق قرائن سے بہی ہونا ضرور ہی الغرض یہ تقریر گنگوہی ہمارے مدعا کو ثابت ہی اگرچہ گنگوہی کو خبر نہووے اب دیکہو ہوش و فہم کا قصور کس مین ہے گنگوہی یا مولف مین جو مولف نے کہا تہا وہی تقریر گنگوہی کر رہا ہے اتنی خبر نہین کہ یہ کسکو مفید اور کسکو مضر ہے اب گنگوہی کا چند جا پر اس تقریر پر متفرع کرنا کہ بدعت سے مراد بی باطل ہوگیا چنانچہ منصفین اوپر یہ واضح ہے اسکے آگے **گنگوہی** صفحہ ۲۳۹ مین یہ فرماتے ہین علی ہذا بعض مسائل مین اصل سے مراد نص صریح ہو ورنہ اصل سکے کلیہ علما رو ہیہ کے نصوص مین موجود ہے فقادوا تجابوا الحدیث وغیرہ **اقول** و باللہ التوفیق یہی جواب ہمارا بطرز قسیم ہے کہ اصل سے مراد نص صریح ہو ورنہ اصل کلی تعظیم و توقیر و خشوع و خضوع و قیام آنحضرت صلی اللہ موجود ہی اور کلیہ اسکا ثبوت ظاہر جسطرح سلامی و رونمائی اصل کلی ہدیہ و ہبہ مین داخل یہ قیام و توقیر و تعظیم کلی مین داخل ہے جسطرح اس جزئی خاص سلامی و رونمائی مین نص صریح نہین ہے اسی طرح اس جزئی خاص قیام مین نص صریح نہین ہو بس جس معنے کے اعتبار سلامی و رونمائی مین اصل ہونا مراد ہی اور باوجود اسکے وہ جائز ہے اور اصل مین کلی مین داخل ہے اسیطرح قیام کی سنت جانتا چاہئے کہ جزء خاص مین حدیث و اثر صریح نہین ہے او اصل کلی مین داخل بس یہ بہی جائز ہو اور کچہ تفرقہ نہین ایسا کہ جس سے عدم جواز معلوم ہووے بلکہ بطریق اولی جائز و مستحب ہونا چاہئے کہ اسمین تعظیم آنحضرت صلعم کی ہے اور وہان فقط رواج باہمی دنیاوی ہے ہان گستاخوں کے نزدیک یہ تعظیم درست نہین اور رواج درست ہو کیونکہ انکی متقدمین نے لکہا اور اس قیام کو تمام جہان کے علما صالحین درست سیکڑون برس سے لکہی ہین تو اس فرقہ بے ادب کے نزدیک درست نہین ہو لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم **مولف** انوار نے جو قرائن بیان فرمائے تھے اون قرائن کی جوابات مین جو گنگوہی صاحب کی ہذیانات ہین اوسکا حال لکہنا چاہئے جریان عادت کی جواب مین گنگوہی کا یہ ہذیان ہے کہ عادت فاشیہ کے معنے یہ ہین کہ کسی قرن مین اوسکا تعامل بلا نکیر ہوا ہو سو قرون ثلثہ مین اگر شیوع ہوا تو دلیل شرعی ہے ورنہ نہین بعد قرون ثلثہ کے شیوع ہو تو شرط اسکی یہ ہے کہ کوئی عالم مین بہی اوسکا خلاف نہ ہو اور کوئی حجت شرعیہ بہی اوسکے خلاف نہو **اقول** و باللہ التوفیق عادت فاشیہ کے یہ معنی کہ کسی قرن مین اوسکا تعامل بلا نکیر ہوا ہو کسی معتبر عالم کے قول سے جو لائق قبولیت کی ہو اسکی سند گنگوہی کو ضرور تہا اور کسی کتاب معتبر سے ان معنی کا ثبوت کرنا لازم تہا بدون اسکے قابل اصغا نہین المعقول یہ قول گنگوہی کا ہرگز نہین یہ ان معنی نہ لفظ عادت مسلم ہے نہ لفظ فاشیہ کا فاشیہ مشتق فشو سے ہے جو بمعنی ظہور کے ہے علامہ عینی نے شرح ہدایہ مین مستمرہ مشہورہ کے معنی لکہے ہین

چنانچہ عبارت اونکی یہ ہی ای جرت العادۃ المستمرۃ المشہورۃ من الفشو وھو الظھور انتہی اسکے
یہ معنے ہوتے ہین جو گنگوہی نے بیان کئے ہین تو علامہ عینی کیون نہ بیان کرتے اور استمرار و شہرت اس امر کے مقتضی ہین
کہ اسکے یہی معنے ہون کہ بلا نکیر اوسکا تعامل ہو پس یہ معنے گہڑے ہوئے گنگوہی کے قابل قبول ہرگز نہین ہین
اور اگر کسی مثال مین ایسا ہی ہووے اور اسکو کسی نے عادت فاشیہ کہدیا ہووے تو اسلیے یہ لازم نہین آتا ہی کہ بدون اسکی تحقق
عادت فاشیہ ہوتی جیسے زید کو انسان کہنے پر لازم نہین آتا ہی کہ عوارض مشخصہ زید واسطے تحقق انسان کی ضروری ہین بدون
اس عوارض کے انسان نہ پایا جاوے پس ایکدو مثال پر صادق آنا مثبت مدعی گنگوہی و مضر ہمکو ہرگز نہین ہے یہ جو کہا کہ قرون ثلاثہ مین شیوع ہوا تو
دلیل شرعی ہی ورنہ نہین جہالت صرف ہے قاعدۃ العادۃ محکمۃ فقہا کا مخصوص قرون ثلاثہ کے ساتھ ہونا کسی نے نہین بیان کیا
اور اولہ مثبت حجیت تعامل و تعارف و استحسان عام ہین اونکی عموم مخصوص و مقید قرون ثلاثہ کرنا باطل ہی پس
بعد قرون ثلاثہ کے بھی شیوع ہو تب بھی حجت ہی بزبان گنگوہی کے باطل ہے اور یہ عبارات فقہا تعارف تعامل کے
بارہ مین گذر چکی ہین جن سے واضح ہی کہ ایکزمانہ و ایک مکان مین فقط تعامل پایا جاوے تب وہ سند حجت ہی کسی نے
ہمارے فقہا نامدار مین سے قید قرون ثلاثہ کے نہین لگائی اور یہ جو گنگوہی نے کہا کہ (او جو بعد قرون ثلاثہ کے
شیوع ہو تو شرط اوسکی یہ ہی کہ کوئی عالم بھی اوسکا خلاف نکرے اور کوئی حجت شرعیہ بھی اوسکی خلاف نہو ایک
خوش سوداوی ہے قرون ثلاثہ مین شیوع کہنے سے تو اوسکی دلیل شرعی ہونیکو ہی منع کر چکا ہی اور کہدیا دو نہین
اب بعد قرون ثلاثہ کے شیوع کو ہی دلیل بناتا ہی ایسے سوداوی مریض کا کیا ٹھکانا ہی شتر بکرا ہی جنون مین کیا کیا کچھ
کچھ نہ سمجہے خدا کرے کوئی :: ایسے شخص کے حال کے موافق ہے قرون ثلاثہ شیوع کے دلیل ہونیکے واسطے تعامل
بلا نکیر شرط قرار دیا تہا اب بعد قرون ثلاثہ کے شیوع کے دلیل ہوسکنے لئے ایک قید اور زیادہ کی کہ کوئی حجت
شرعیہ بھی اوسکے خلاف نہو یہ قید بعد قرون ثلاثہ کے شیوع مین معتبر کی ہے اس گنگوہی نے اسیواسطے یہان زیادہ
کی ہے اگر وہان بھی معتبر کرتا تو وہان بھی ذکر کرتا جب وہان نہیں تو معلوم ہوا کہ وہان یہ قید اسکے نزدیک
معتبر نہین ہی اور وہان بھی معتبر کرتا تو شیوع زمانہ ثلاثہ و بعد قرون ثلاثہ مین فرق کوئی نہ ہوتا اور گنگوہی کے
نزدیک فرق ہے اسواسطے وہان یہ قید یہان یہ قید معتبر اسکے نزدیک نہین ہی اب مسلمانونکو ذرا غور کرنا چاہئے کہ وہان یعنے
قرون ثلاثہ کے شیوع مین یہ قید معتبر نہوئی تو یہ اوس سے حاصل ہوا کہ قرون ثلاثہ کا شیوع خلاف کسی حجت
شرعیہ کے ہووے تو تب بھی وہ دلیل شرعی ہے اور حجت شرعیہ مین قرآن و احادیث مین بھی ہین پس قرآن
کے خلاف اور احادیث صحیحہ محکمہ کے خلاف ہو تب بھی وہ شیوع دلیل شرعی ہے یہ کوئی احمق من حمق ہوگا وہ بھی نہیگا
پس گنگوہی سفاہت اسحال تقریر کا ٹھکانا ہی ایسے لغو و لچر واہی تقریر سے قرینہ اوسی مولف انوار کا جواب دینے

ہیشہ ہین جاتی ہے روپوشی ہے غیرت والی واسطے ایسے لوگون کو کیا پرواہ ہے ان تمام امور کے بعد ہم کہتے ہین کہ صاحب سیرت
شامی حسن عادت کی جہ یا ان کا قیام میلاد کے بارہ مین ذکر کر رہی ہے کسطرح معلوم ہوا کہ امور عادت کے دلیل شرعی
ہونے کیواسطے فی الواقع ضرور ہین یا بزعم گنگوہی ضرور ہین کہ ایک عالم بھی خلاف نکرے اور کوئی حجت شرعی
اوسکے خلاف صاحب سیرت شامیہ کے نزدیک اونکے زمانہ مین یا اونکے زمانہ سے پہلے کسی زمانہ مین اوس عادت
مین نہ تھی ان امور کا ان کے زمانہ مین فقدان کا گنگوہی مدعی بنے تو ثابت کرے ان امور کے فقدان کو ورنہ یہ
لغو ولچر تقریر مدعی مولف انوار کے لئے مضر نہین ہے گنگوہی پر ان دو امر کا ثبوت ضرور تہا کہ جو کچھہ گنگوہی نے
ذکر کیا ہی اوسکو کتاب کے حوالہ سے ثابت کرتا دوسرے فقدان ان امور کا عادت مین جسکا جریان شامی نے بیان
کیا ثابت کرتا جب یہ ہنوا تو یہ جواب قرینہ اولی مولف انوار کا ہرگز نہین ہو سکتا ہی پس قرینہ صحیح و سالم رہا وہ بس ہے
اپنی حال پر باقی گنگوہی کو خسران نصیب ہے **گنگوہی** امام غزالی کے قول کا جواب کیا خوب فرماتی ہین صفحہ ۲۴
مین (اور احیاء العلوم مین خود بعد نفی کے یہی سب کہتا ہی اور بلاد کا جریان تعارف اعتبار کرتا ہی اسواسطے کہ اصل قیام
تو درست ہی ہے شبہ تخصیص کا تعارف بلاد سے رفع کردیا مگر فہم درکار ہے) **اقول** وباللہ التوفیق یہی غرض ہے
مولف انوار کی کہ جسطرح اصل قیام واسطے خادم کے درست ہی اصل قیام واسطے تعظیم آنحضرت صلعم کے درست ہے
اور شبہ تخصیص کا جسطرح امام غزالی نے تعارف بلاد سے رفع کردیا ہی اسیطرح یہان قیام میلاد مین شبہ
تخصیص کا تعارف بلاد سے مدفوع ہے گنگوہی کو فہم درکار ہے فہم ہوتی تو مولف انوار کے تقریر کو سمجہتا اور جواز
قیام کو مانلیتا ہی اگر انصاف ہی ہوتا تعجب ہے فہمی و بے انصافی دونون کے لشکرون نے محاصرہ کرلیا ہی تو تسلیم
حق امر کی مہربانی کے کیا معنی ہین وحدیث ماراہ المسلمون کے معنے اور اسکا حجت ہونا مقام استحسان ہم اوپر
بیان کرچکے ہین یہان دوبارہ قول گنگوہی اس بارہ مین نقلکر کے جواب مذکور بالا اعادہ نہین کرتے ہین اوس
مقام مین دیکہکر منصف اطمینان کرے اور گنگوہی کے علم و فہم کا حال معلوم کرے **گنگوہی** قرینہ دوسرے مولف
انوار کو بیان کرنے کا جواب فرماتی ہین دو واضح ہوچکا کہ خلاف نص کے کثیر کہا تمام دنیا کا ہی تعارف معتبر نہین ہے اور سواد
اعظم سے مراد اہل سنت ہین اور جم غفیر کا قول جب معتمد ہوتا ہی کہ فریقین کے پاس کوئی دلیل نہین لئے ہی تو اکثر کا قول
معتبر جانتے ہین اور نص ہوتی جو موافق نص کے کہیے اگرچہ دو تین ہی ہون لاکہون کے مقابلہ مین تو یہ جم غفیر
اور سواد اعظم ہوگا) **اقول** باللہ التوفیق پہلے واضح ہوچکنے کا حوالہ دیتا ہی منصفین کو معلوم ہوچکا ہی کہ پہلے
قول گنگوہی کا بطلان ظاہر ہوگیا ہی تعارف متنازع فیہ تعارف مسلمین علما کا ہی نہ کفار جہال کا پس تمام دنیا
مسلمین علماء کے تعارف کو غیر معتبر بتاتا جہالت وسفاہت ظاہری تمام دنیا ان کے علماء کو مخالف نص زعم کرنا انکار

مضمون حدیث لاتجتمع امتی علی الضلالۃ کا ہے اور مخالف آیت و یتبع غیر سبیل المومنین الآیۃ کی ہے جس سے
عصمت اہل اجماع کا واضح ہے اور منافی عقل سلیم کی ہے امت صالحہ کے تمام دنیا کے علماء مسلمین مخالفت نص کی
کریں کوئی مدعی ایمان ایسا کلمہ منہ میں نہیں نکال سکتا ہے اہل بدعت ضلالت ففیہ الی الکفر سے بعید نہیں ہے
اس قول میں جو قباحتیں ہیں مصنفین نے ذکر کیا ہے واضح ہو کہ کسی آیت و حدیث کو اپنے زعم فاسد کے موافق کسی حکم کے نص
قرار دیکر مخالفت اجماع کرنا اور یہ بکنا کہ بمقابلہ نص تمام دنیا کے علما کا قول بھی مقبول نہیں ہر فرقہ بدعیہ بک سکتا ہے
اور چار سے زیادہ عورتیں نکاح میں لانا اور آنحضرت صلعم کے نبوت مخصوص ساتھ عرب کے ہونا بھی اسی پر مبنی ہے
چنانچہ اوپر گذر چکا ہے ایسے قول سے ضلالت و کفر میں بڑھ سکتا ہے اور نصوص آیت احادیث سے پیش کیے جاویں اسکے
لیے واہیات تاویلات رکیک جیسے گنگوہی اپنے مذہب فاسد کے اثبات کے واسطے کرتا ہے فرقہ ضالہ و کافرہ
بھی کر کے اپنے مذہب کے موافق بنا سکتا ہے پس جو فساد اس قول گنگوہی میں ہے کہ تمام ضلالات و بعض
کفریات کی جڑ ہے دوسرے قول کا ایسا فساد نہیں ہے ایسے فاسد قول سے جواب قرینہ مولف انوار کون عاقل
گمان کر سکتا ہے ہاں وہابیہ کرینگے نہ کوئی مسلمان اور سواد اعظم سے مراد ہونا مسلم ہے لیکن یہ مسلم نہیں کہ
ایک دو آدمی کسی حدیث و قرآن کے موافق اپنے مذہب بنا ویں اپنے زعم فاسد کے موافق اور اسکے معانی لیکر
خود اہل سنت بنکر تمام علما جہان کے علماء مسلمین خلاف کریں اور ان تمام کے مقابلہ میں وہ تین سواد اعظم
ہو جاویں اور یہ دو تین جم غفیر و سواد اعظم ہو دیں یہ معنی سواد اعظم کے جو گنگوہی بیان کرتا ہے اور بمقابلہ
لاکھوں کے دو تین سواد اعظم و جم غفیر قرار دینا سراسر جہالت و حماقت ہے یہ معانی نہ لغویہ میں نہ شرعیہ
نہ عرفیہ فقط جہالت و ہذیان ہے شرح ہوتی ہیں سواد اعظم کے معانی اوپر کتب محققین سے گذر چکی اور جماعت
کثیرہ بمقابلہ جماعت قلیلہ جو ہووے اسکو سواد اعظم کہتے ہیں اور شارع علیہ السلام کی مراد یہی جماعت اکثر مسلمانان کے
جو اہل علم ہوں جنکے مقابلہ میں جماعت قلیلہ ہو مراد ہے انہیں کے اتباع پیروی کا حکم فرمایا ہے اور جماعت قلیلہ
مخالف جو ہیں انکے حقمیں فرمایا ہے کہ وہ جسطرح ان جماعت کثیرہ سے جدا ہوئے ہیں ایسے جدا کر کے نار میں
داخل کیے جاوینگے مشکوۃ کے ترجمہ میں تحت حدیث اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار شیخ
عبد الحق دہلوی لکھتے ہیں سواد در اصل بمعنے سیاہی است و بمعنی جمہور و اکثر از مردم نیز بیاید چنانکہ سیاہی لشکر
گویند کثرت و زیادت را و مراد حث و ترغیب است بر اتباع آنچہ اکثر علما بر آن جانب اند انتہی اس سے واضح ہے
کہ سواد کے معنے سیاہی کی بھی ہیں سیاہی سے مراد کثرت دریافت ہوتی ہے سیاہی لشکر بولنے سے بھی
کثرت و زیادت مراد ہوتی ہے اور بمعنے جمہور و اکثر از مردم کی ہے سواد کے معنے آتے ہیں مراد اس حدیث میں اکثر

علما ہین جب سواد کے معنے جمہور و اکثر مردم کے ہوئے او لفظ اعظم اوسکے اوپر مقصود ہے کہ صیغہ افعل التفضیل
کا ہے جسکے معنے یہ ہوئے ہین کہ بہ نسبت دوسرے چیز کی زیادت و عظمت اوسمین موجود ہووے جو بالحاظ ذکر ہے
اپنے مقابل و مخالف سے عدد ہین اوسکو زیادت عظمت ہووے اور جب علما مراد ہوئی تو بالضرور یہی مراد ہووے
وہ جماعت العلما کے جو دوسری جماعت مخالفین سے زیادت عدد ہووے دوسری حدیث مین بہی وارد قال
رسول اللہ صلی اللہ ان الشیطن ذئب الانسان کذئب الغنم یاخذ الشاذة والقاصیة والناحیة وایاکم والشعاب
وعلیکم بالجماعة والعامة رواہ احمد اس حدیث مین لفظ جماعت کا امور عامہ کا واقع ہے اسمین اشارہ اسکی بہی طرف
ہے کہ معتبر اتباع جمہور و اکثر کے ہے اسلئے اتفاق کل کا جمیع احکام مین واقع نہین ہے بلکہ ممکن نہین ہے عامہ و اکثر کے معنے
بہی یہی جانتا ہے کہ ایک گروہ دوسرے گروہ سے عدد زائد ہووے تو وہ عامہ و اکثر ہے اور جماعت کا اطلاق بہ نسبت
دوسری جماعت قلیلہ اس پر اولی و اقدم ہے اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی رح اس حدیث کے تحت مین بہی
یہی وجمہور و اکثر اعتبار ہونا لکہتے ہین بر شما باد کہ لازم گیرید جماعت را و اکثر را اشارت است بآنکہ معتبر اتباع
اکثر و جمہور است چہ اتفاق کل در ہمہ احکام واقع نہ بلکہ ممکن نیست انتہی پس وہ تین کو بمقابلہ لاکہون کے سواد و جم
غفیر قرار دینا اور ایسے احادیث سے جنمین لفظ سواد اعظم و جماعت عامہ وارد ہوئے ہین لاکہون کی مخالفت کرتے لینا
تحریف معنوی احادیث کی کرنا اور خلاف شارع علیہ السلام کے لینا ہے جو موجب ضلالت ہے اور مخالف عقل و نقل
و عرف کے ہے کہ جہان بہی اس سخن خندہ زن ہین یہ گنگوہی اسیہی واسطے تحریف احادیث کے معنے کرتا ہے
کہ گروہ وہابیہ مخالف جمہور و اکثر علما و سواد اعظم کے ہے اور مانند اوس بکری الناحیہ یعنے کنارہ سے دوری ہوئی
کے ہے اور مثل بکری خالصہ ایک جانب مین پڑی ہوئی کے ہے اور نزد کہاٹیون پہاڑ مین جماعت اکثر علما سے دور ہو گئی
چلنے والی ہے جو گرگ انسان یعنے شیطان جنگ مین آئی ہوئی ہے موافق اس حدیث کے اور اسکو مصداق
ایسے احادیث بنجاوے اور اپنی شرمندگی ہٹاوے جہال وہابیہ کے سربرو اور اہل سنت تو گروہ وہابیہ ضلالت
سے خوب واقف ہین وہ اچہی طرح اسی گروہ کو جانتے ہین تو کبہی وہ گنگوہی یا کسی دوسرے وہابی کے قول سے
نکما ہونگے اور ایسے لائق مضحکہ کے باتین گنگوہی کے دیکہکر کسطرح کوئی وہابیہ کو حق پر سمجہا و بادب جانیگا
اور اکثر کے قولکو معتبر اوسوقت کہنا کہ فریقین کے پاس کوئی دلیل نہو فقط رائے ہو سراسر نادانی ہے فریقین
کی پاس دلیل نہونیکے کیا معنے ہین اگر یہ معنے ہین کہ ادلہ اربعہ سے کوئی نہو تو یہ کسطرح ممکن ہے کہ دلیل جناسی
بہی کسی کے پاس نہو اور دونون فریق مسائل شرعیہ مین اختلاف کرین اور بدون کسی دلیل شرعی کے جائز و ناجائز بتاوین
اور اگر یہ معنے ہین کہ اگرچہ دلیل جناسی ہووے لکن ادلہ ثلاثہ آیت صریح و حدیث صریح و اجماع نہووے اسوقت

اکثر کا قول معتبر ہے تو بہی واہیات ہی جس اختلاف مین ایک دوسرے کی کوئی تضلیل نکرے اور بدعتی ایک
فریق دوسرے فریق کو نکہوے تو غیر اکثر کا قول کا بہی معتبر ہے چنانچہ بحاح حاشیہ ابن ماجہ سے یہ اوپر گذر چکا ہے
اور مجمع البحار کے عبارت مین بہی یہ منقول ہو چکا ہے بلکہ اعتبار اکثر ایسے حالت مین اور اتباع اکثر کی ہے
اوس حالین متعین کہ ایک فریق دوسرے کو جہال بدعتی قرار دیوے جیسا کہ یہ تنازع درمیان ہم اہل سنت
وجماعت و فرقہ وہابیہ کے ہے اور ایسے وقت مین ہی اکثر کا قول معتبر ہونیکے واسطے ادلہ ثلاثہ کا ہونا شرط نہین ہے
یہ زعم فاسد گنگوہی کا ہے اگر دونون فریق ایسے حالت مین آیات قرآن پیش کرین یا احادیث تب بہی اعتبار
اکثر ہی کا ہے اور قول اکثر ہی حق ہے اور دوسرے فریق کا آیت وحدیث کو پیش کرنا موجب اسکی حقیقت کا نہین ہے
اور معانی و مطالب آیات واحادیث جو فریق دے رہا ہی جو مخالف قول جمہور کے ہین فی الواقع وہ نہین ہین بہت جگہہ
مابین اہل سنت و روافض کے تنازع ہے اور دونونکے پاس آیت قرآن موجود ہے وہان اہل سنت وجماعت کے
ہی قول کا جو سواد اعظم واکثر ہے بنسبت علماء ان فرقونکے ہین چنانچہ اوپر حاشیہ ابن ماجہ سے گذر چکا ہی کہ باوجودیکہ فرقون
بدعتیہ کے عدد بہتر ہین تب بہی علماء اہل سنت کے دسوین حصہ کو بہی نہین پہونچتے ہین معتبر و واجب الاتباع ہین پس
ادلہ ثلاثہ کا ہونا اعتبار اکثر کیواسطے کرنا ہی جہالت صریحہ ہے یہ قول ہی گنگوہی کا جہالت پر مبنی ہے اور قطع اوس کا
امو ہم کہتے ہین کہ کسطرح معلوم ہوا کہ صاحب سیرت شامی کے قول مین جو یہ قرینہ دوسرا اکثر کا بدعت حسنہ ہونیکا قیام کا
موجود ہے تو یہ کثیر صاحب سیرت شامی کے وہ کثیر ہین جنکی جز یا انکا اعتبار صاحب سیرت شامی کے نزدیک موجود نہین ہے
اس سے ہذیان قائم کرنا ضرور تہا کہ شامی کے نزدیک ان کثیر کی عادت کا اعتبار نہین ہے جب تک اس پر برہان قائم
ہوگی یہ قرینہ باقی اسکا اور اس لغو کیہ تقریر سے یہ ثابت ہرگز نہوا کہ شامی کے یہ کثیرین غیر معتبر ہین پس جواب مولف
انوار کا گنگوہی کے قول سے ہرگز مقصود تخجیل نہین ہے معلوم نہین اسقدر بیفہمی گنگوہی مین کہان سے آگئی ہین اتنا خیال نہین
کہ ان تقریر کو جواب سے کیا علاقہ ہے پس اس قول کا بہی ہذیان ہونا ظاہر ہوگیا او تیسرے قرینہ کے جواب
مین جو کچہہ گنگوہی کا ہذیان ہی جاننا چاہئے چنانچہ گنگوہی صاحب فرماتے ہین اگرچہ کسی امر بدعت اور
مذموم کو مجتہدین بہی کرین وہ بہی بدعت ہے اور جب شامی نے بدعت لا اصل لہا کہدیا تو کسطرح جائز ہو گیا
اور فعل مجتہدین کا حجت ٹہر گیا مجتہدین سے خطا کا کوئی امر سرزد ہوتا ہے پس وہ خطا صواب نہین بنجاتی صحیح ہے
لیکن آجتک یہ تقابل ہے مگر مولف کا یہ عقیدہ کہ مجتہدین سے خطا بہی بدعت نہین ہوتی مردود ہی نصوص قطعیہ سے
یہ صحیح ہی کہ بدعت اور امر مذموم مجتہدین کے کرنے سے بدعت رہتی ہین لکن اسکو اس محل مین ذکر کرنا لغو و بیفائدہ
کلام تو قیام بدعت مذمومہ کے ہونے مین ہی بدعت و مذموم ہونا اہل سنت وجماعت مولف انوار وغیرہ قیام

کا کب تسلیم کرتی ہین اور کونسی دلیل قابل قبول سے گنگوہی یا کسی دوسرے وہابی نے ثابت کر دیا ہے قیام مذکور بدعت
مذموم ہونا بس جو چیز مسلمات خصم گنگوہی سے ہی اور نہ خصم پر دلیل قابل قبول ہے اوس چیز کو لازم کر دیا ہے اور
خصم اوسکا منکر ہے اوسکو معرض استدلال مین خصم کے لانا اور اوس سے قرینہ تنبیہ یکو اوٹھانا سراسر سفاہت وہذیان
صرف ہی اور علی ہذا القیاس قول شامی لا اصل لہا کہ خصم اوس سے بدعت سیئہ کا لازم آنا تسلیم نہین کرتا ہے اور گنگوہی
اور نہ یہ مراد شامی کی ہونا مانتا ہی اور گنگوہی نے نہ کسی معتبر کے قول سے یہ ثابت کر دیا کہ مراد شامی کی اس سے بدعت
سیئہ ہے اور نہ کوئی دلیل قابل قبول اس پر لایا اور نہ بدعت لا اصل لہا کو سیئہ کا لازم ہونا کسی محقق کے قول سے
ثابت کیا خود ادعا محض ہے کہ بدعت کے ساتھ لا اصل لہا ہی ہووے بدعت سیئہ ہی مراد ہوتی ہے ایسا ادعا مولف انوار
دوسرا کوئی مسلمان کیونکر بدون نقل معتبر کے قبول کریگا اور لا اصل لہا قول شامی سے ثبوت بدعت سیئہ اپنی زعم
مین سمجھکے بمقابلہ منکر و خصم اپنے کے پیش کرنا مخالف آداب مناظرہ کے ہے مناظرہ کا کوئی رسالہ [illegible]
نہین پڑھا اور نہ ایسے اقوال و افعال اوس سے صادر ہوتے کیا تعجب گنگوہی سے کہ آداب مناظرہ کو محفوظ رکھنا بدعت
سیئہ اور شرک خیال کرتا ہووے اسہی لئے محفوظ نہین رکھتا ہے جب سے خطا کوئی امر نیا بجز بدعت وغیرہ صادر ہوتا ہووے تو
اوسکا انکار کب مولف انوار نے کیا ہے اور یہ عقیدہ مولف کا کونسے لفظ مولف انوار کے سے ثابت ہوتا ہے کہ مجیب سے خطا بھی بدعت
نہین ہوتی ہے کوئی لفظ مولف انوار کا اس پر دال نہین ہے ہان اپنی ذہن مین گنگوہی مانند اثبات اقوال کے اوسکو
اختراع کرکے اوس سے یہ ثابت کیا اور مولف پر بہتان لگایا مولف انوار نے تو قرینہ تتمہ مین اون محبین کا ذکر کیا ہے
جنکے جریان عادت کا قیام میلاد شریف کے واسطے تعظیم آنحضرت صلعم کے محمد شاہی رحمہ نے بیان کی ہے اور ایسے
محبین کثیر و جم غفیر اہل دین کے سے ارتکاب بدعت سیئہ کا مولف انوار و دیگر مصنفین تسلیم نہین کرتے ہین اور ایسے جماعت
کثیرہ کا تعامل و عادت کا حجت اور جمہور و سواد اعظم کا ہی اعتبار ہونا اور یہ شیخ عبد الحق دہلوی وغیرہ سے بیچ بیان
معنے حدیث کے ثابت ہوگیا مولف انوار کیا کہتا ہے اور گنگوہی کیا بہتان لگاتا ہے مولف محبین سے جو کثیر ہین بدعت
سیئہ کا ارتکاب ہونا لکھا ہے اور گنگوہی نے فقط ایک مفرد و محب لیکر مولف پر بہتان لگایا معلوم ہوتا ہے کہ گنگوہی
کو ابہی تک اتنی خبر نہین کہ مفرد کا اور حکم ہے اور جماعت کا اور حکم ہے بچہ بہی جانتا ہے کہ ایک بال سے ایک لوٹی
نہین کہنچ سکتا ہے اور ایک جماعت بالون کے مجتمع ہو جاوے تو اوس سے ایک مٹکا بہی کہنچ سکتا ہے اور گہوڑا و ہاتی اس سے
بندہ سکتے ہین خود محدث مشہور کیا تہا آج تک نہ جانا کہ حدیث احاد اور متواتر کا حکم ایک قوت مین نہین ہے اور ید اللہ
فوق الجماعۃ حدیث آنحضرت صلعم کی اب بہی عقیدہ مولف کا نصوص قطعیہ سے مردود ہے یا گنگوہی کا حکم مفرد
و جماعت کا ایکہی جانتا ہے اگر دیکہنا اسکا انکار ہے تو کیون مولف کے قول مین تبدیل و تغیر کی مولف نے

محبین و کثیر لکہا تہا گنگوہی نے محبت کا لفظ جو ضرور ہے لیا گیا ایسے تغیر و تبدیل کر دینا اور کسی نے کچہہ کہا ہو وے
اور کچہہ اوس پر لگا دینا گنگوہی کے عقیدہ میں درست ہی اور یہ عقیدہ کیا نصوص قطعیہ سے مردود نہیں ہے عقیدہ
تو نصوص قطعیہ سے مردود گنگوہی کا ہی اور یہ بہتان مولف پر لگاتا ہے پہر ہم کہتے ہیں کہ شامی کے قول میں جو بیان
واقع ہیں یہ کسطرح معلوم ہوا کہ شامی کے نزدیک ایسے محبین ہیں کہ اونکا فعل محبت نہیں ہے جبتک یہ
ثابت نہ ہوئے تو قرینہ تیسیرکا ارتفاع جو علامت بدعت حسنہ ہونیکی ہے نہیں ہو سکتا ہی اور بدعت سیئہ
مراد شامی کے ہونا جو لفظ بدعت لا اصل لہا گنگوہی مردود نے حمقاً ثابت کرتے ہیں باوجود احتمال عدم
اس مراد کے بنا بر قرینہ مذکورہ کے ثابت ہو سکتا ہی جائز ہی کہ شامی نے جو ایسے الفاظ بولے ہیں تو اسیواسطے
بولے ہوں کہ انکے نزدیک یہی مراد ہووے جو مولف انوار کا بیان ہے کہ تا نع ہو جاوین بدعت سیئہ مراد لینے سے اس
جواز کے رفع پر برہان وہابیہ قائم کریں پہر مراد شامی کے بدعت لا اصل لہا سیئہ ہوتی نام لیوین اور بدون
اسکی جہالت صرف ہے وہذیان محض ہے جو سمجہے قرینہ میں جو ہذیان گنگوہی کا ہی اوسکو سننا چاہئے فرماتے ہیں
تعظیم قابل اعتبار کے وہ ہی کہ موافق قاعدہ شرعیہ کے ورنہ مردود ہووےگی اگرچہ حب فخر عالم میں کریں نہ غرض تعظیم
وحب فخر عالم کا ہونا اور غرض نفسانی مرتفع ہونا حضرت معاذ صحابی نے محض حب تعظیم فخر عالم کی وجہ سے
سجدہ آپکو کرنیکے اجازت چاہی آپنے رد کر دیا اور بہت دلائل اسکے احادیث میں موجود ہیں پس یہ قرینہ محض
خطا و اضلال ہے ایلاً شبہ تعظیم موافق قواعد شرعیہ جو ہووے ہی جائز ہے لیکن اس محل میں مخالفت کہان ہے اور
کونسا قاعدہ شرعیہ اس قیام میلاد کے عدم جواز پر دال ہے جو کچہہ گنگوہی نے اوپر ہذیانات بیان کئے ہیں سبکا
ان تمام کے بطلان ظاہر ہو گیا اور ہذیان ہونا کہلگیا اور قیام میلاد بقاعدہ شرعیہ العادۃ محکمۃ و استحسان
تعامل علما ثبوت ہو گیا اور محققین کے عبارات صریحہ اس قیام میلاد کے بارہ میں کہ مستحسن علما و فضلا
الامہ کا ہی اوپر گذر چکین ہیں یہ تمام قواعد شرعیہ مثبت جواز قیام میلاد ہیں تمام امور سے قطع نظر کرکے اور انہیں
چہپا کے یہ تقریر کرنا شروع کر دی اور سجدہ حضرت معاذ صحابی سے کرنا چاہا تہا آنحضرت صلعم نے رد کر دیا
اوس سے اور اس قیام سے کچہہ علاقہ نہیں ہے سجدہ تعظیم منسوخیت پر حدیث صحیح وارد ہے اور اجماع تمام امت کا
اسکی منسوخیت پر واقع ہے اور یہ قیام میلاد کے استحسان پر ائمہ مسلمین و علماء معتبرین کا ہونا واضح ہو چکا ہے
عبارات مذکورہ بالا سے اوس پر اسکو قیاس کرنا محض جہالت و ایسا قیاس ہے جیسا کہ سجدہ مامور بہا آدم
علیہ السلام کی سے عزازیل قیاس کرکے انکار کیا تہا ایسے تقریر سے قیام میلاد شریف رد ہو جاوے
تو ہر تعظیم آنحضرت صلعم کی یہ تقریر گنگوہی کی کر سکا اور امور مجوزہ اس تعظیم سے اعراض و اغماض کرکے باطل

ہو جاویگا اور کہدیا جاویگا کہ تعظیم وہ جائز ہے جو موافق قواعد شرعیہ ہووے اور وہی مثال ارادہ سجدہ معاذ اللہ کی پیش
کر دیجاویگی سب تمام تعظیمات آنحضرت صلعم باطل ہو جاوینگی اس سے بڑھکر فساد کی بات کونسی ہے اگر گنگوہی ان
تعظیمات کے دلائل مجوزہ پیش کرے اور کہے یہ تقریر جو یہان قیام مین نے جاری کی ہے وہان جاری نہین ہے یہ
اولہ جواز کے موجود ہین اور یہ تقریر وہان جاری ہوتی ہے جہان اولہ جواز کے موجود نہون تو یہی جواب ہماری طرف
سے ہے قیام میلاد شریف کے جواز اولہ بھی موجود ہین استحسان و تعامل و عادت کثیر محبین کا اسپر جاری ہونا اور سواد
اعظم علما کا اسکو مستحسن جاننا اور تمام بلاد اسلام مین مشرق سے مغرب ہونا یہ تمام اولہ جواز کے ہین اور اسکا بمنزلہ تعامل
اور اتباع اکثر معتبر ہونا اور سب عبارات علما و فضلا معلوم ہوچکا ہے ان امور کے اولہ شرعیہ ہونیکا مکابرہ صرف
و عناد محض ہے پس تعظیم بھی مانند دیگر تعظیمات ادلہ سے ثابت ہوئی اور اس تقریر گنگوہی کا بیان نہونا واضح ہوا
اور اس سے قول گنگوہی کا ہذیان ہونا بھی معلوم ہوگیا اور کلام تو اسمین ہے کہ محتمل ہے کہ شامی نے اس لفظ تعظیماً کو اسی
واسطے ذکر کیا ہووے کہ تا دلیل جواز مباح اوسکی رائے مین ہووے اور بدعت لا اصل لہا سے کوئی احمق [illegible]
نجانجاوے اس احتمال کے رفع پر برہان قاطع و دلیل ساطع کوئی گنگوہی نے بیان کی ہوتی او سوقت بدعت لا
اصل لہا سے بدعت سیئہ مراد ہونا منہ سے نکالا ہوتا اور یہ جو گنگوہی نے کہا ہے یہ کسی دوسرے وہابی نے کہا نہین پھر کیونکر
مراد سیئہ ہونا زبان سے نکالدیا اور اس تقریر گنگوہی سے اس امر کہان ثابت کیا پس رفع قرینہ ہرگز نہوا اور قرینہ کو
محض اضلال قرار دینا خود گمراہ و خاطی ہونا کیونکہ قرینہ مذکورہ یہان تعظیم آنحضرت صلعم کی ہے اور تعظیم آنحضرت صلعم
کی یہ ایسی ہے جسکو محققین مستحسن فرماتے ہین اور تمام بلاد اہل اسلام مین اسکو نیک جانتے ہین اور کرتے ہین پس اس تعظیم کو
خطا و اضلال بتانا تمام جہان کے علما صالحین کو مضل و خاطی کہنا خود ضال و مضل و خاطی بننا ہے اور پھر ان
حضرت کی تعظیم کو ایسا کہنا بے ادبی ساتھ آنحضرت صلعم کی ہے فحال القائل کما ترے **مولف** انوار نے کہا تھا اور
یہ بات سب اہل اسلام جانتے ہونگے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم شرع مین مطلوب ہے یا نہین اور یہ کہ یہ
بہ نیت ادب کھڑا ہونا مقید تعظیم ہے یا نہین پھر جبکہ قیام اونکا مبنی ہوا تعظیم پر تو بالضرور مستحب اور مستحسن ہوگیا گنگوہی
صاحب فرماتے ہین اسکے جواب مین کہ یہ تو کلمہ محض عجیب اندر دیکھا ہے کہ تمام عالم کے طرف سے اس علم مین مولف کو تو
ہی خود آپ ہی عالم ہے آپ ہی مجیب ہے اور جواب قیام تعظیم کے جواز اور اوس قیام خاص کے عدم جواز کا خوب تحقیق ہو چکا
سو یہ قیاس مولف کا فاسد ہے کیا حاجت اعادہ جواب کے انتہی **اقول** و باللہ التوفیق عجب جہالت ہے کہ اس کلام کو
کلمہ عجیب اندر دیکھا ہے گنگوہی لکھا ادنی عقل والا بھی اسکو کلمہ عجیب کا نہین کہسکتا ہے کہ علما و فضلا کامل عقل والے یہ گنگوہی
خواہ مخواہ نفسانیت و حسد سے مولف انوار پر بیجا بہتان لگاتا ہے اسکو خدا کا خوف بھی نہین حیا و شرم بھی نہین ہے

جو ایسے واہیات باتین کرتا ہی یہ نہین جانتا کہ کوئی اردو دان بھی اسکے ایسے اقوال دیکھیگا تو بے ساختہ گنگوہی
کو نادان وحاسد وباغض کہہ اٹھیگا کون سے زبان کے محاورہ مین اس کلام مولف انوار سے تمام عالم کی
علم مین شک وتردد معلوم ہوتا ہی اس عبارت مین تو کوئی کلمہ دال تردد وعدم قطع پر نہین ہے دجانتے ہونگے کا لفظ مستلزم ہوا تردد
کو یہ مسلم نہین ہے کبھی قطعی ویقینی امر مین بھی یہ لفظ بولدیا جاتا ہی چنانچہ اہل لسان واقف ہین اگر بالفرض
والتقدیر علم مین تردد ہونے پر بھی دلالت یہ لفظ کرے اور عدم جزم کا موجب ہووے لیکن تب بھی ایسا کلمہ جو
عدم جزم او سکی اصل ہے مقطوع یقینی پر واسطے اغراض متعددہ کے کہدیا جاتا ہی چنانچہ اصل لفظ ان شرطیہ
کی عدم جزم ہے ساتھہ وقوع شرط کے فی تلخیص المفتاح فان واذا للشرط فی الاستقبال لکن اصل ان عدم
الجزم بوجود الشرط انتہی لکن کبھی واسطے تجاہل یا واسطے عدم جزم مخاطب کے یا واسطے تنزیل مخاطب کے
بمنزل جاہل تحقیق علم کے وغیرہ من الاغراض جزم ویقین کے محلین بھی مستعمل ہوتا ہی وفی ذلک الکتاب وقد یستعمل
ان فی الجزم تجاہلا او لعدم جزم المخاطب کقولک لمن یکذبک ان صدقت فماذا تفعل او تنزیله
منزلة الجاهل لمخالفته مقتضی العلم او التوبیخ وتصویر ان المقام لاشتماله علی ما یقلع الشرط عن اصله لا
یصلح الا لفرضه کما یفرض المحال نحو افنضرب عنکم الذکر صفحا ان کنتم قوما مسرفین او تغلیب غیر المتصف
به علی المتصف وقوله تعالی وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا یحتملهما والتغلیب باب واسع یجری
فی فنون کقوله تعالی وکانت من القانتین وقوله تعالی بل انتم قوم تجهلون وله ابوان ونحوهما ان وجوه
مذکورہ مین سے بعض وجوہ اس محل مین مستقیم ہو سکتی ہین پس اگر مولف انوار نے بالفرض والتقدیر لفظ تردد وعدم
جزم کو ہی کہا ہی تو ممکن ہے کہ سب اہل اسلام مین وہابیہ کو بھی داخل کیا ہووے اور کلام تعظیم قیام میلاد شریف
مین ہی اور وہابیہ قیام تعظیم میلاد شریف کے تو منکر ہی ہین پس وہابیہ کا تعظیم کو مطلوب شرع نہین جاننا چونکہ یقینی
نہین ہے متردد ہے تغلیبا دوسرے دنکو بھی وہابیہ کے حکم مین داخلکر کے کلمہ تردد کا داخل کردیا یا یہ کہ وہابیہ مولف
انوار کو باوجودیکہ قیام کی تعظیم کی مطلوب شرعی ہونین مولف سچا ہی سچا نہین جانتے ہین اور وہابیہ کو اس بارہ مین جزم
نہین ہے اور مخاطب مولف انوار کے وہابیہ ہی ہین پس بنا بر عدم جزم وہابیہ اس امر مین کلمہ تردد مولف نے داخلکیا
کہ جب ایسا ہوگا کہ سب اہل اسلام جانتے ہونگے الخ تو پھر تم وہابیہ کیا کروگے اور یہ حجت ہماری تم پر قائم ہوگی تو
تمہارا کیا جواب ہوگا چند وجوہ درستی کلام مولف کے موجود ہین واقف پر ظاہر ہے گنگوہی تعصب وحسد وبغض
یا بے علمی سے کہ اردو عبارت کے فہم ہی اسکو نہین ایسا مولف انوار کہتا ہی اب پانچوین قرینہ کے بارہ مین جو زبان
گنگوہی کا ہی جاننا چاہیے گنگوہی صاحب فرماتے ہین لفظ بدعت لا اصل لہا سے زیادہ بڑھکر کونسا کلمہ ہجو کا ہوگا

کہ جو

کہ خود مخبر عالم فرماتی ہین کل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار اور شامی کا تعبیر کرنا اہل قیام کو بلفظ محبین
یا بوجہ دعوے انکی کے ہے یا واقعی یا حسن ظن سے انکو محب جانتا ہی اور خطا سے مبتلا اس فعل کا سمجھتا ہی توجیہ
قرینہ محض سوفہم ہے **اقول** وباللہ التوفیق لفظ بدعت لا اصل لہا کو کلمہ ہجو ہمی بنا بر گنگوہی قرار دیتا ہی کہ اسکو
مستلزم بدعت سیئہ کا ہی زعم کرتا ہی اپنے زعم فاسد مین اور یہ اول ہی مرحلہ ہے کہ اسکو یہ گنگوہی طے نکر سکا ہی اور استلزام
مذکور نہ کسی دلیل سے ثابت کیا ہی اور نہ کسی کے قول سے بیان کیا ہی یہی دعوی بلا دلیل سے یہ زعم استلزام مذکور کا
کرتا ہی اور اس استلزام کے رفع میرے لمربا علی صوت ندا کرتا ہے کہ نور الدین حلبی وصاحب سیرت شمش وولد محمد شامی کے
ابو نصر عبد الوہاب عبارت شامی بدعت لا اصل لہا کے تحت مین بدعۃ حسنہ لکہتی ہین پس لفظ بدعت لا اصل لہا
مستلزم بدعت کو علماء کے نزدیک ہوتا تو اسکو یعنے بدعت لا اصل لہا کو بدعت حسنہ پر کیونکر علماء محمول کرتے
پس استلزام کا ادعا باطل ہے جب بدعت لا اصل لہا کو بدعت سیئہ لازم نہوئی تو اسکو کلمہ ہجو بتانا نہایت درجہ
سوفہمی ہے اور دعوے تو یہ کیا گنگوہی نے کہ لفظ بدعت لا اصل لہا سے زیادہ بڑہکر کوئی کلمہ ہجو کا نہین اور
اسکے اثبات کیواسطے قول آنحضرت صلعم کا کل بدعۃ ضلالۃ الخ پیش کیا یہ مدعی گنگوہی کہان وال اور اس کلمہ کے زیادہ بڑہکر ہجو
کیواسطے ہونا کہان ثابت ہوا دعوے کچہہ دلیل کچہہ اگر یہ مراد گنگوہی لیوے کہ بدعۃ لا اصل لہا مشتمل لفظ بدعت پر ہے
اور بدعت کو آنحضرت صلعم نے ضلالت فرمایا ہی جب ہر بدعت ضلالت ہوئے تو یہان جو بدعت مذکور وہ بہی ضلالت
ہوئی بایں معنی یہ کلمہ ہجو ہوا تو جواب یہ ہے کہ مبنی اس مراد کا بہی جہالت صرف ہی اوپر عبارات علماء حسن المقصد
مین گذر چکا ہی کہ علماء وفقہا یہانتک امام شافعیؒ بہی بدعت کے دو قسم ہونیکے قائل ہین ایک مذموم اور دوسرے غیر مذموم
اور بدعت کو منقسم پانچ قسم پر کیا ہی علماء نے واجب مستحب مباح حرام مکروہ پس ہر بدعت ضلالت نہوئی اور اس حدیث
کل بدعۃ ضلالت کو عام مخصوص البعض شراح حدیث نے لکہا ہی چنانچہ امام نووی شرح مسلم کی کتاب الجمعۃ
تحت خطبہ آنحضرت صلعم مطبوع ہند صفحہ ۲۸۵ مین فرماتی ہین قولہ وکل بدعۃ ضلالۃ ہذا عام مخصوص
والمراد غالب البدع قال اہل اللغۃ کل شیئ عمل علی غیر مثال سابق قال العلماء البدعۃ خمسۃ اقسام
واجبۃ ومندوبۃ ومحرمۃ ومکروہۃ ومباحۃ فمن الواجبۃ نظم ادلۃ المتکلمین للرد علی الملاحدۃ و
المبتدعین وشبہ ذلک ومن المندوبۃ تصنیف کتب العلم وبناء المدارس والربط وغیر ذلک ومن المباح
التبسط فی الوان الاطعمۃ وغیر ذلک والحرام والمکروہ ظاہران وقد اوضحت المسئلۃ بادلتہا المبسوطۃ
فی تہذیب الاسماء واللغات فاذا عرف ما ذکرتہ علم ان الحدیث من العام المخصوص کذا ما اشبہہ
من الاحادیث الواردۃ ویؤید ما قلنا ان قول عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فی التراویح نعمت البدعۃ

ولا یمنع من کون الحدیث عاما مخصوصا قوله کل بدعة موکد بکل بل یدخله التخصیص مع ذلک کقوله
تعالی تدمر کل شیئ انتہی اس عبارت امام نووی سے واضح ہے کہ حدیث کل بدعة ضلالة مخصوص البعض ہے
پس بدعت لا اصل لہا کو شامل ہونا لازم نہیں ہے پس ہجو کا کلمہ ہونا لازم نہیں آیا اور زعم گنگوہی باطل ہوا پس
حدیث سے کچھ ثابت نہوا ہے محل حدیث نبوی صلعم کو اس گنگوہی نے نقل کیا اور شامی کا تعبیر کرنا اہل قیام
بلفظ محبین بوجہ دعوی انکے جو ہوتا ہے تو اوسمیں بھی بیعلمی گنگوہی کی ثابت ہے اسلیے کہ بوجہ دعوے انکی محبین کہنا ہوتا
تو یہ مطلب ہوتا کہ محبین مین سے وہ قیام کرنے والے نہیں لکن بتکلف خود کو اہل حب ظاہر کرتے ہین تو اس حالت مین شامی
اونکو بلفظ مستحبین جو مشتق تحبب سے ہے تعبیر کرتا محاورہ یہی ہے کہ ایسے کو بلفظ مشتق تفعل کے جو دال تکلف پر ہی تعبیر کیا
کرتے ہین چنانچہ جو خود صوفی بتکلف ظاہر کرے اور فی الواقع صوفی نہو اور جو کوئی خود کو فقیہ ظاہر کرے اور فی الواقع فقیہ
نہو لفظ متصوف و متفقہ کے الفاظ سے اوسکو بیان کرتے ہین پس انکے دعوی کے سبب سے محبین کہنا شامی ہرگز مسلم
نہیں ہے ہان واقعی انکو محبین جاننا شامی مسلم اور حسن ظن بھی ہوسکتا ہے لکن خطا سے اس فعلکو کرنا اون محبین کا شامی کے
کسی لفظ سے مفہوم نہیں ہے یہ زعم فاسد و توہم کاسد گنگوہی کا ہے کہ تقول کرتا ہے کہ شامی خطا سے مثلا اس فعل کا اونکو
سمجھتا ہے بطلان اس تقریر گنگوہی کا واضح ہوگیا اور اس قول کا بھی ہذیان ہونا لائح ہوگیا پس یہ قول گنگوہی سوء قرینہ
محض سوء فہم ہے) اسی ہذیان پر مبنی ہے پس بناء فاسد علی الفاسد و سوء فہم گنگوہی پر بخوبی دال ہے مولف انوار
پر سوء فہم کا صراحتہ بہتان ہے پانچون قرائن بیان کئے ہوئے مولف انوار صحیح و سالم و سوء گنگوہی سے ہے اور
اور کسی نے ان گنگوہی نے اونکو کچھ نقصان نہ پہونچایا اور گنگوہی نے ہر طرح خسران پایا اسکے آگے جو صفحہ ۲۲ مین
گنگوہی سب قرائن مولف کو جہل و سوء فہم بتاتا ہے اور کہتا ہے کہ بدعت لا اصل لہا کے معنے تمام اہل علم و دیانت کے نزدیک
بدعت سیئہ کے ہوتے ہین اور مولف انوار کو مادہ علمی سمجھنے کلام علماء اور دیانت نقل سے ہمارے بتاتا ہے اور خائن کہتا ہے
اور روایت ردالمحتار کے اخفاء کا بہتان لگاتا ہے اور مولوی احمد علی سہارنپوری کے حق مین مولف بدزبانی کرنیکا الاقرار
دیتا ہے اور آیت ومن کان فی ہذہ اعمی فہو فی الآخرة اعمی واضل سبیلا مولف کے حق مین پڑھتا ہے سراسر جہالت
و نادانی گنگوہی کی ہے قرائن کا حال تو بخوبی معلوم ہوچکا اونمین گنجائش کسے دین دار عاقل کو چون و چرا کے نکلنے کی نہین
اور سفہاء و حمقاء و بے دین تو کلام خدا و رسول مین بھی گفتگو کرتے ہین کسی بیدین کی گفتگو واہی تباہی سے حق مرتفع
نہیں ہوتا ہے اور آفتاب پر خاک نہیں پڑتی ہے کسی کی ٹوالی سے اور قرائن کے رفع کیواسطے بہت ہی کچھ ہاتھ پاؤن گنگوہی
مارے سوائے خسران کے کچھ اسکے ہاتھ نہ آیا اپنی بے حیائی سے کچھ کیا کرے کیا ہوتا ہے وہ قرائن حقہ مانند آفتاب روشن
نور افشان ہین منکر کے جہل کو لوگون پر جو منصفین ہین ظاہر کر رہے ہین ایک اہل علم و دیانت کے قول کو بھی

گنگوہی سے ثابت نکیا کہ بدعت لا اصل لہا کی معنے بدعت سیئہ کے ہین اور یہان موافق عادت قدیمہ کے جہوٹ بولدیا
کہ تمام اہل علم ودیانت کے نزدیک معنی بدعۃ لا اصل لہا کے بدعت سیئہ کے ایسے خلاف کو آدمی کیا کہے تمام
اہل و دیانت مین نور الدین حلبی صاحب سیرت شمس شامی و ولد محمد شامی ہی تو ہین وہ تو اسہی قول سیرت
شامی کے تفسیر ساتھ بدعت حسنہ کے کرتے ہین چنانچہ اوپر گذر چکا ہی کیا تمام گنگوہی کے نزدیک نور الدین حلبی و صاحب
سیرت شمس و ابو نصر ولد محمد شامی اہل علم و دیانت مین سے نہین ہین پھر کیون تمام علماء و متدین کیطرف نسبت
کرتا ہی کہ بدعت لا اصل لہا کے معنے اونکے نزدیک بدعت سیئہ کے ہین کچہہ شرم و غیرت تہی تو دو چار علماء بلکہ ایک
دو ہی محققین کے اقوال نقلکر دئے ہوتے کہ جن سے یہ ثابت ہوتا بدون نقل جہوٹا نام لیدینے مین شرم
و حیا نہین خود کا مادہ وہان سے یہان اس رسالہ سے واضح ہے دیانت امانت لائق ہی کہ ایک قول ہی صحیح نکہا
اور صدہا جگہہ غلط مراد کلام علماء کے و احادیث و آیات کے بیان کی اور خیانت عبارت تلویح و توضیح سند
اجماع کے بارہ مین کی اور حدیث مین لفظ خالفوا الیہود عید عاشوراء کے بارہ مین زیادہ کر دیا اور حوالہ بخاری و مسلم
کا دیدیا اور والعاملین علیہا سے اجرت مدرسین کو ثابت کیا تمام جہان کے خلاف اور ابن حجر و جلال الدین کے
مقابلہ مین کیا ابلہ فریبیان کین اور چہوٹا منہ بڑی بات اونکے قیاس کو باطل اپنی جہالت سے بتایا اور صراحتہ
ملا علیقاری و ابن حجر و ابن جزری و سخاوی و غیرہم علماء کے اقوال غیر معتبر بتایا تمام فقط فاکہانی کے قول ساقط و بلا دلیل
کو جو اپنے سوائے نفسانی کے موافق پایا اوسکو معتبر و قوی ٹہرایا اور صراحتہ کہا ہی کہ اونکو گذرے قرون علماء کا تعامل ہی معتبر
نہین ان تمام امور کا خود مرتکب ہے اپنے گریبان مین منہ ڈالکر نہین دیکہتا ہی اور اپنے افعال قبیحہ خیانت و بد
دیانتی و بدزبانی و بے لگائی نہین جانتا ہی اور جم غفیر و سواد اعظم کے عمل کو ضلالت بتاتا ہی اور کذب باریتعالی کے
امکانکی طرفداری کرتا ہی اور با الامکان خدا یتعالی کو کاذب گویا کہتا ہی اور انکار ایک رکعت وتر سے ایمان کا ٹہکانا
نہونا زعم کرتا ہی جس سے لازم آتا ہی کہ بعض صحابہ کرام رضہ و امام ابی حنیفہ و امام حسن بصری و تمام علماء و فضلاء ائمہ و
مشائخ و فقہاء حنفیہ کسی کے ایمانکا ٹہکانا نہووے اسلئے کہ یہ تمام حضرات انکار ایک رکعت وتر کا کرتے ہین اوسکو
گمراہی خود کی خیال نہین کرتا ہی اور مولف انوار جو بات حق کہرہا ہی اور جو مسلک جمہور علماء کا ہی بحوالہ کتب ثابت کر
رہا ہی اور اسنے کوئی خیانت و بد دیانتی نکی اور کے حقمین بدزبانی اوسکو کرنا منظور نہین ہی فقط اظہار منظور ہے
اوسکے حق ایسے واہیات و خرافات زبان و قلم سے نکالتا ہی اور مولوی احمد علی سہارنپوری کو تو مولف انوار منکر
میلاد شریف و قیام نہین جانتا ہی بلکہ اوسکا عمل اس بارہ مین ثابت کیا ہی مولف نے چنانچہ اوپر گذرا ہی خود گنگوہی
صفحہ ۱۴۹ براہین مین لکہتا ہی (لہذا مولف نے جواب لکہنا شروع کیا ہی اور حاشیہ پر مولوی صاحب کے نسبت شرکت

مجلس مروجہ اور قیام کے تہمت اور تکذیب اسکی کہ یہ فتوی اونکا ہے اور شہادت حافظ عبد الکریم خان کے لکھتا ہے اسکا
جواب بجز اوسکے نہین ہے دیتا ہون کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ مولف انوار مولوی
احمد علی کو منکر میلاد نہین جانتا ہے اور یہ فتوے مولوی احمد علی کا جو بعد وفات اونکی وہابیہ نے طبع کرایا ہے انکار
میلاد و قیام مین جو اقوال جہالت و بے علمی سے مملو ہے اوسکو وہ مولوی احمد علیکا نہین مانتا ہے پس جبکہ
فتوی مولف انوار مولوی احمد علی کا نہین جانتا ہے تو اوس فتوے پر کلام کرنا مولف کے نزدیک مولوی احمد
علی کے اقوال پر کیونکر کلام ہوا اور اس فتوے پر طعن کرنا مولوی احمد علی پر طعن کسطرح ہوا پس یہ جہالت
و نادانی صرف ہے جو گنگوہی مولف انوار کا بدزبانی کرنا مولوی احمد علی کے حق مین بتاتا ہے اب منصفین نے جانلیا
کہ جہالت و ضلالت اسکی ہے اور جو آیت مولف کے حق مین گنگوہی نے لکھی ہے اوسکا سزاوار گنگوہی ہے نہ
مولف انوار اور ہم نقل کر چکے ہین کہ خوارج کو ابن عمر رضا اسلیے بدترین خلایق جانتے آیات منزلہ حقوق کفار
مین مسلمانونکے حق مین قرار دیتے ہین یہ آیت خاص کفار کے حق مین ہے چنانچہ تفاسیر مین یہ روشن ہے مولف مسلمان
اہل سنت و جماعت کے حق مین اس آیت کا پڑہنا و تبع خوارج کا ہے اور وہابیہ کے بعض اقوال موجب کفر ہی
مین چنانچہ امکان کذب کا قائل ہونا بہی ایسا ہی ہے پس وہابیہ کے حق مین ہی پڑہنا اس آیت کا مستقیم ہوسکتا
ہے نہ کسی مسلمان کے حق مین مولف انوار نے علامہ نور الدین حلبی و سیرۃ الشمس سے ثابت کیا تہا قول محمد شامی
کا تفسیر کرنا ساتھہ بدعت حسنہ کے تو اوسکی جواب مین گنگوہی صفحہ ۱۴۱ مین اپنی فکر غیر مستقیم کی موافق اسقول
حلبی کو جو بعد نقل عبارت سیرت شامی کے لکہا ہے ای لکن ھے بدعۃ حسنۃ لانہ لیس کل بدعۃ ضلالۃ
رد قرار دیتا ہے کہ حلبی سیرت شمس کا قول رد و تعاقب کیواسطے لایا ہے کہ بدعت ہونیکو قبول کرتا ہے اور لا اصل لہ پر
تعاقب کرتا ہے پس حلبی و صاحب سیرت شمس قیام کو بدعت اور شامی سنیہ کہتا ہے اور گنگوہی اپنی بے علمی سے
کہتا ہے یہ قول شرح کے مراد سے نہین کیونکہ لکن لفظ شرح کیواسطے نہین ہے اور ای حرف تفسیر ہے مگر اصطلاح
حلبی سیرت کے عبارتکی نقلکرنا لشان ہے کہ وہ بمنزل تفسیر کے واقع ہوجاتا ہے پہر گنگوہی عجیب بنتی ہین کہ شامی کا قول
منصوص ہے مخالفت کیسی اوسکو مضر نہین مگر تاویل حلبی کی یہ ہے کہ وہ مطلق کے فرد کے وجہ سے قیام کرتے تھے تقید
مطلق کا وجہ اس قیام مین نہ تہا اور عوام کا اندیشہ تہا لہذا جائز جانتے تھے اب وہ امر نہین ہا مکروہ ہوگیا اور جواب تواتر ائمہ و علماء
عرب و مصر و غیرہما کا جو عبد اللہ سراج اور عبد الرحمن بن عبد اللہ بن سراج کے فتوی سے نقلکیا حیدر آباد سے پہلے
گذرا **اقول** وباللہ التوفیق معنے ظاہر متبادر جو بدون قرینہ کے فہم مین آوین وہ یہی ہین کہ قول حلبی از سیرت
شمس شرح قول شامی کی ہے کوئی قرینہ بیان رد کا موجود نہین ہے جس سے رد قرار دیا جاوے معنے متبادر غیر متبادر

محتاج الی القرینہ کیطرف جانا بدون تعذر معنی متبادر ہے بلا وجود قرینہ بغیر متبادر کے سراسر بیعقلی ہے اور تعاقب ماں
لینا اور حلبی و صاحب سیرت شمس کو قائل بدعۃ حسنہ اور شامی کو قائل بدعت قرار دینا تکلف بارد ہی جو قابل التفات
ذوی العقول نہین ہے لیکن کا لفظ شرح کیواسطے نہونے یہ کب لازم آتا ہی کہ رد ہو جاوے یہ تو خوب بات ہے جو
کوئی لفظ شرح کیواسطے نہوا کرے تو اوسکو رد بنا دیا کرین ایسی ایسے عجائب امور گنگوہی سے صادر ہوتی ہین
جو موجب مضحکہ ہر ادنی و اعلے کے ہین لفظ لیکن رد کیواسطے بھی موضوع نہین جو گنگوہی قرار دیتا ہو لیکن نحو
و نحوہ کے جاننے والی سے ہی دریافت کر لیا ہوتا کہ لیکن کس معنی کیواسطے موضوع ہے تو وہ بتا دیتا کہ گنگوہی صاحب
یہ واسطے توہم کے ہے جو کلام سابق سے ناشی ہووے یہ حرف تعاقب ورد نہین ہے اور لفظ ای حرف تفسیر ہو اسکے
مابعد جو مذکور ہوگا اوسکو تفسیر اسکے ماقبل کے قرار دینگے اور سیرت شمس کے عبارتکی نقل کا فتنان ہونا منافی اسکے نہین ہے
کہ یہ اسکا بعد تفسیر و شرح ماقبل کے نہووے ہو سکتا ہی کہ اپنے قول سے تفسیر و شرح حلبی نے قول شامی کی بیان
تکی سیرت شمس کے قولکو بطور شرح و تفسیر کے بیان اور خود بھی اوس شرح و تفسیر کے ساتھ راضی ہو البس حلبی نے
موافق اپنی اصطلاح کے بعد لفظ ای قول سیرت شمس کا بطور اتباع تفسیر و شرح قول شامی کے ذکر کیا تو اصطلاح
بھی لعو سکی ہوگئی اور یہ ذکر کرنا اوسکا تفسیر شرح بھی قول شامی کے ہوگئے گنگوہی نقل قول سیرت کس اور اسکی
شرح ہونیمین منافات اپنی فکر ناقص سے خیال کر لی ہے اسواسطے اس ورطہ ظلمات مین گر اتھا اور شامی کے قول
منصوص کہنا اور مخالفت کسکی اوسکو مضر ہونا بھی گنگوہی کے فہم پر دال ہے یہ سراسر نادانی ہے کہ شامی کو
منصوص قرار دیتا ہی کو اسنے نفس قیام کی بدعت سیئہ ہونی وارد ہی جو قول شامی اسکے خلاف مراد پر حملکرکے اوسکا
مفہوم ہونا بدعت سیئہ کا قرار دیکر اوسکو منصوص زعم کرتا ہی اتنا نہین جانتا کہ منصوص بتانے سے افترا خدا و
رسول پر ہوتا ہی منصوص قیام میلاد کا بدعت سیئہ ہونا اوسوقت ہوتا کہ بدعت سیئہ ہونا قیام کا خدا اور رسول فرما
ہوتا اور با وجود نہ فرمانیکے یہ کہنا صراحۃ افترا بر خدا و رسول کرنا ہی ایسے بے باکی ایسے فرقہ بدعیہ وہابیہ وغیرہ کا ہی
خاصہ ہے نعوذ بالله من ذلک تاویل حلبی کی خوب گہڑی ذکر مطلق کے فرد کیوجہ سے قیام کرتے تھے تقید مطلق کا
درجہ اس قیام مین نہ تھا اسکی مراد یہ ہو سکتی ہی کہ حلبی صاحب فرماتے ہین کثیر محبین جو قیام کرتے تھے تو مطلق کی
فرد کیوجہ سے کرتے تھے اونکی قیام مین تقید مطلق کا درجہ نہ تھا اور اس سے غرض یہی ہوگی گنگوہی کی کہ حلبی شامی کو
جواب دیتا ہی کہ اونکی قیام مین بدعت سیئہ تھی بسبب ہونی تقید مطلق کی یہ تاویل و جواب حلبی کو گنگوہی صحیح
جانتا ہی جب ہی حلبی کے قولکی تصحیح کیواسطے ذکر کرتا ہی یہ تو ظاہر ہے کہ وہی قیام ہی کہ جس پر عادت جاری ہونا
محبین کا وقت ذکر ولادت آنحضرت صلعم کے بطور تعظیم کہتا ہی اور عادت کی یہ معنے نہین ہوتی ہین کہ کبھی کبھی محفل

میلاد وقت ذکر ولادت شریف کے کرتے تھے عادت اسیوقت قرار دیجاویگی کہ ہمیشہ کرتے ہون قیام مذکور کو محفل میلاد مین وقت ذکر ولادت شریف کے اور اس قیام ہمیشہ کا وقت ذکر ولادت شریفہ محفل میلاد جائز و درست ہونا اس تاویل سے گنگوہی کے صحیح و درست کرتا ہی کہ مطلق فرد کیوجہ سے کرتے تھے تقیید مطلق درجہ اوسمین نہ تہا پس اس تاویل سے گنگوہی کے نزدیک قیام میلاد شریف ہمیشہ کرنا بہی جائز و درست ہوگیا اور یہ بہی ثابت ہوا کہ ہمیشہ قیام کرنے میلاد شریف کی مین تقیید مطلق کا درجہ نہین ہے اب تقیید مطلق گنگوہی کے نزدیک بہی یہی ہوگا کہ کوئی فرض و واجب مع ان قیود کے جانے اور بدون ان قیود کے جواز قیام تعظیمی واسطے آنحضرت صلعم کے ناجائز جانے پس اس سے ایک تو ثابت ہوا کہ اب جو قیام اسلام مین جاری ہے وہ بہی جائز ہے کیونکہ کوئی ان قیود کو واجب و فرض واسطے جواز قیام کے نہین جانتا ہی اور غیر مقید بقیود مذکورہ کو غیر جائز کوئی نہین کہتا ہی پس تقیید مطلق یہان بہی نہین ہے اور دوسرا امر یہ کہ یہی مراد قول محمد شامی کے بہی ہوسکتی ہے اور ممکن ہی کہ محمد شامی بہی اسی سبب سے قیام کو جائز جانتے ہون اور اس جواز کیطرف اشارہ کرنیکو ایسا کلام فرمایا ہو کہ جسمین قرائن جواز کے جو موقوف انواع کے ذکر کئے ہین موجود ہین پس بدعت لا اصل لہا اونکے نزدیک بدعت سیئہ پر دال نہوا اور زعوم گنگوہی کا گنگوہی کی تقریر باطل ہوا اور قول گنگوہی کا کہ (اب وہ امر نرا مکروہ ہوگیا) یعنے عدم اندیشہ عوام و عدم تقیید مطلق نرہا تو مکروہ ہوگیا سراسر باطل ہے کیونکہ عوام مین بہی کوئی واجب و ضروری اس قیام کو آجتک نہین جانتا ہی اس اعتقاد کو انکی طرف نسبت کرنا محض افترا ہی اور اندیشہ و احتمال اسکا تو اوس حالت مین بہی تہا جس حالت مبشر محببین کا قیام درست ہونا قول گنگوہی سے ثابت ہوا ہر زمانہ مین عوام و خواص ہوا کرتی ہین اور جاہل عالم رہتی ہین قیام جس زمانہ سے شروع ہوا اوس زمانہ سے لیکر آجتک عوام ہی موجود رہی ہین پس اندیشہ عوام کے بد اعتقادیکا اور احتمال اونکی واجب و سنت موکدہ جانیکا اوسوقت مین بہی پہر اندیشہ عوام نہونا اسوقت جو گنگوہی بتاتا ہی سراسر غلط و خلاف عقل کے ہے اور تقیید حسن بمعنے کہ ممنوع ہی وہ اب بہی پایا جانا مسلم نہین ہے محض دعوے لسانی گنگوہی کا ہی اور خوف بد اعتقادی عوام موجب عدم جواز ہونا ہر جگہہ مسلم نہین ہے بعض جا ایسا خوف ہوتے ہوئے بہی علما جواز جانتی ہین اور ایسے خوف بد اعتقادی کے سبب سے اوس امر کو ناجائز نہین و مکروہ بتاتی ہین دیکہو علما و اولیا سے ساتھ عوام کا اعتقاد زیارت کا ایسا ہوتا ہی جو خارج شرع ہوتا ہے اگر اونکی قبور کے پاس نماز پڑہی جاوے تو خوف فساد اعتقاد عوام کا ہی اور باوجود اسکے قبور اہل علم و اولیا کی نزدیک نماز پڑہنے کو فقہا جائز فرماتی ہین اور خوف بد اعتقادی عوام سے ناجائز نہین فرماتے ہین فی العینی شرح الہدایۃ فی باب الجنائز فان قلت ترک الناس الصلوۃ علی قبر النبی انما کان خوفا من ان یتخذ قبرہ

علیہ السلام مسجدا ولم یکن ذلک لاعدم مشروعیۃ النفل بما قلت لایلزم من الصلوۃ علی قبرہ
اتخاذ المسجد الا یری انہم جوزوا ان یصلی عند قبور اھل العلم والاولیاء مع مزید اعتقاد
العامۃ فی التعظیم لہم الخارج عن الشرع انتہی پس یہ کلیہ منقوض ہوا کہ خوف بداعتقادی عوام کے سبب
کوئی امر مکروہ وحرام ہوجاوے پس بالفرض اگر خوف تقیید وتاکد عوام ہووے بھی تب بھی چونکہ علما نے اس خوف کا
اعتبار نکیا اور قیام کو مستحسن جانا قیام مذکور مکروہ وحرام ہرگز نہوگا اور بہت سے مسائل موجود ہین کتب
فقہ مین بنا بر قیاس وہ جائز نہین اور بنا بر استحسان جائز ودرست ہونے کے سبب سے وہ فقہانے درست ہی رکھی ہین
اور استحسان کے مقابلہ مین دلیل قیاس کا ساقط وحدیث واثر کو مخصوص قرار دیا ہی پس یہ خوف بداعتقادی
بھی بمقابلہ استحسان کے ساقط ہی اور ضعیف تر ہے کہ عمل اسپر درست نہین ہے ہان استحسان جو دلیل قوی
نہوتا تو خوف بداعتقادی موجب کراہت قیام ہوجاتا ہی اور استحسان کے ہوتے ہوئے ہرگز موجب کراہت
نہین ہوسکتا ہی پس قول گنگوہی باطل وساقط بلکہ ہذیان ہی اور توارث وتعارف کا چند بار جواب پہلے گذر جانا
گنگوہی بتاتا ہی منصفین اوکیا یہ خوب روشن وہویدا ہوگیا کہ کوئی دلیل شرعی ایسے جو رفع توارث وتعارف
وتعامل کی دلیل ہونیکو کردی گنگوہی نے ذکر نکی اور نہ کسی دوسرے وہابی نے بیان کی یہ بھی امر مزخرفات واہیات
گنگوہی سے صادر ہوئی کہ تعامل لاکھون کروڑون علماء کا بھی معتبر نہین اور ملا علی قاری وسخاوی وابن حجر مکی
وابن جوزی کا قول اس امر مین معتبر نہین ہے اور قیاس ابن حجر وجلال الدین سیوطی باطل ہے ان مزخرفات کو کون
عاقل دلیل شرعی بناویگا اور ان سے اثبات تعامل علماء کا قبول کریگا ایسے بے ادبانہ کلمات تمام ملحدین اہل حق کے
مقابلہ مین بکتے ہین یہ جواب چند بار گنگوہی کا گذرا ہی جسکا بطلان بھی اوپر معلوم ہوچکا ہی پس اثبات محفل میلاد
قیام میلاد شریف جو مولف انوار نے کیا تھا وہ باقی رہا اور حق کا حق ظاہر ہوا اور مزخرفات گنگوہی اسبارہ
ہباءً منثورا ہوگئے اور کچھہ پیش نہ چلی اور سوائے خسران وخیبت وحرمان کے گنگوہی کو کچھہ حاصل نہوا
اور فرقہ اہل سنت مظفر ومنصور رہا الحمد للہ علی ذلک ولاحول ولاقوۃ الا باللہ **کوتاہی** فہم گنگوہی کی
یہ دیکھو کہ جو اولہ خاصہ ساتھہ نماز وروزہ کے ہین اور اونکی سبب سے نماز روزہ کی کراہت فرمائی ہے انکو اپنی کوتاہی فہم
سے ایسا عام بتاتا ہی کہ خارج نماز وروزہ وعبادات مخصوصہ کی بھی انکو دلیل کراہت جانتا ہی اور تشبہ بکفار کو بھی
ایسا عام لیا کہ خواہ وہ مذموم ہو خواہ نہو خواہ اوسکا شعار ہو خواہ نہو خواہ کامل تشبہ ہو خواہ اونکے فعل خاص
کی ایک جزمین تشبہ ہو خواہ اسکی دلیل جواز کی اہل اسلام کے نزدیک موجود ہو خواہ نہو تمام کو موجب کراہت
وحرمت جانتا ہی اور کہین باوجودیکہ تشبہ ہوتا ہی اوسکا جواب اوس سے نہین ہوسکتا ہی تو اپنی جہالت سے

کہدیتا ہے کہ یہان تشبیہ معتبر نہین تمام رسالہ براہین کا مدار ان دو اصل تقیید مطلق جو اول مخصوصہ نماز روزہ سے
مفہوم ہے اور تشبہ بکفار کوئی پیران سے رکہا اول سے آخر تک اکثر جا ہی ان ہی دو امر سے استدلال
کرتا ہے اور اکثر جگہ زبان قلم پر یہ آتا ہے کہ تقیید مطلق بدعت ہے تشبہ بکفار ہے خواہ یہ وہان ہو وے یا نہو وے انکی صداقت
آنے سے اوسکو کچھہ بحث نہین ہے صفحہ ۱۰ سے لیکر صفحہ ۱۴ تک ان دو اصل کی اثبات مین اوراق بلا فائدہ
سیاہ کئے ہے اور آخر مین بہت خوش ہوکر کہا کہ یہی دو اصل رسالہ مولف کی قلع و قمع کو کافی وافی ہین اور آخر اس
کلام کے مولف انوار کیطرف نسبت کج فہمی و کم علمی اور کوتہ فہمی و جہل مرکب اور دعوی بے سند و اضلال خلق اللہ
پر کمر باندہنی کی ہی چونکہ ان دو اصل پر گنگوہی ایسا غرہ ہے اسیواسطے کچھہ کلام اینین کیا جاتا ہے اور کچھہ کچھہ کجفہمی و بے
علمی اور اضلال خلق اللہ پر کمر باندہنا گنگوہی کو لایا جاتا ہے بتائید اللہ تعالے و توفیقہ گنگوہی کو تا فہمی سے
تخصیص کے ممانعت کے یہ حدیث پیش کی قال رسول اللہ صلعم لا تختصوا لیلۃ الجمعۃ بقیام من بین
اللیالی ولا تختصوا یوم الجمعۃ بصیام من بین الایام الا ان یکون فی صوم یصومہ احدکم الحدیث اور
گنگوہی نے کہا کہ پس اس حدیث مین یہ ارشاد ہوا کہ تم جمعہ و شب جمعہ کو صوم و صلوۃ کے واسطے خاص مت کرو
کیونکہ صوم و صلوۃ نوافل مطلق مین یکسان ہین خصوصیت کسی وقت بدون ہمارے حکم کے درست نہین ہے پس
مطلق کو مقید کرنے سے منع فرمادیا انتہی قال الگنگوہی اور قولہ علیہ السلام لا تختصوا بہ مطلق وارد ہے تخصیص خواہ
اعتقاد و علم مین ہو خواہ عمل مین دونون ناجائز ہونگی سو یہ ظاہر ہوگیا کہ تخصیص فعلی اگر منصوص مطلق مین
واقع ہو ویگی وہ بہی بدعت ہے اور داخل نہی کے ہے علی ہذا مطلق کرنا مقید کا عام ہے کہ علما ہو عملا ہو یا دونون منہی
عنہ ہین چونکہ یہ قاعدہ اس حدیث سے بوضاحت مستنبط تہا تو امام نووی شرح اس حدیث مین فرماتے ہین کہ
احتج بہ العلماء علی کراھۃ ھذہ الصلوۃ المبتدعۃ التی تسمی الرغائب قاتل اللہ واضعہا و مخترعہا
فانہ بدعۃ منکرۃ من البدع التی ھی الضلالۃ والجہالۃ دیکہو کہ نماز جو خیر موضوع اور عمدہ عبادات سے
اور سب اوقات مشروعہ مین افضل ہی القربات ہے سبب تخصیص کے بدعت منکرہ ہوگئی کیونکہ اطلاق مشروع
زمانہ قید وقت کی لگ کر مخصوص ہوگیا تو اس قید کیوجہ سے سارا مقید بدعت بنگیا انتہی **اقول** وباللہ التوفیق
گنگوہی احادیث نبویہ صلعم کی مراد خلاف تمام جہان کے لیتا ہے جو کسی محقق و امام نے نہین کہا ہے وجہ یہ گنگوہی
اپنے دل مملو مرض عناد و ولد اوستے گہڑتا ہے وجہ منع تخصیص رات جمعرات کے ساتھہ قیام کے دن جمعہ ساتھہ روزہ کے
یہ ہرگز نہین ہے کہ مطلق کو مقید کرنا لازم آتا ہے یہ جہالت صرف گنگوہی کی ہے اور یہ مراد ہی علمار نے نہین لی ہے
کسی نے کہا کہ جمعہ کا روزہ سوائے عادت کے جائز نہین ہے اور تخصیص فعلی بدعت و داخل نہی ہے بلکہ اسکی وجہ خصوص

کسبب

کی سبب سے بعض علماء نے مکروہ کہا ہی اور حکمت اسلئی نہی کہ جو اس حدیث مین وارد ہی یہ فرمائی کہ دن جمعہ کا
دن دعا و ذکر و عبادت و غسل کا ہی اور اول جانا چاہئے نماز کیواسطے اور اسکا انتظار کرنا چاہئے اور خطبہ سننا چاہئے
اور اسدن جمعہ مین کثرت ذکر اللہ کی کرنا چاہئے بقولہ تعالی فاذا قضیت الصلوۃ فانتشروا فی الارض
وابتغوا من فضل اللہ واذکروا اللہ کثیرا اور سوائے اور عبادت کا دن ہی اسلئے افطار اسدن مستحب ہی کہ یہ
عبادات و وظائف خوب اچھی طرح لذت و خوشی طبیعت و قوت کی ساتھ ہووین اور ملال و اختلال و فتور روزہ
رکہنے سے پیدا نہووے اس حکمت پر یہ اعتراض ہوا کہ اس حکمت کے سبب سے نہی و کراہت ہی تو چاہئے جمعہ سے قبل
و بعد کا روزہ جمعہ کے روزہ ساتھ رکہا جاوے تب بہی یہ فتور و ملال ہوگا پس چاہئے معہ قبل و بعد کے روزہ کے ساتھ
بہی جمعہ کا روزہ مکروہ ہووے اور حال انکہ مکروہ تو اس کا جواب یہ دیا ہی کہ روزہ قبل کا بعد جبر نقصان ثواب کا
جو فتور کے سبب ہوا ہی ہو جاویگا پس کراہت مرتفع ہی اور کراہت خوف مبالغہ تعظیم جمعہ کے سبب قرار دینا
علماء ضعیف و منقض ساتھ نماز جمعہ وغیرہا وظائف جمعہ و تعظیم جمعہ کے فرماتے ہین اور اس وجہ سے کراہت و نہی ہونا
بہی کہ اعتقاد وجوب کا نکیا جاوے محققین نے ضعیف منقض ساتھ صوم دن پیر کے ہونا فرماتے ہین کہ اسدنکا روزہ
تنہا رکہنا مندوب ہی پس یہ احتمال بعید قابل التفات کے نہین اور روزہ دن عرفہ دن عاشورہ وغیر ذلک کی ساتھ
بہی یہ منقوض ہے امام نووی کی عبارت گنگوہی صلوۃ رغائب کے بارہ مین نقل کی ہے اسکے ساتھہی یہ عبارت
موجود ہی جو مخالف ہو گنگوہی کے جسکا مطلب یہ ہمنے لکہدیا ہی الفاظ اسکے یہ ہین قال العلماء والحکمۃ فی نہی عنہ
ان یوم الجمعۃ یوم دعاء وذکر وعبادۃ من الغسل والتبکیر الی الصلوۃ وانتظارھا واستماع الخطبۃ واکثار
الذکر بعدھا لقول اللہ تعالی فاذا قضیت الصلوۃ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ واذکروا
اللہ کثیرا وغیر ذلک من العبادات فی یومھا فاستحب الفطر فیہ لیکون اعون لہ علی ھذہ الوظائف و
اداءھا بنشاط وانشراح لھا والتذاذ بھا من غیر ملال ولا سامۃ وھو نظیر الحاج یوم عرفۃ فان السنۃ
لہ الفطر کما سبق تقریرہ لھذہ الحکمۃ فان قیل لو کان کذلک لم یزل النہی والکراھۃ بصوم قبلہ او
بعدہ لبقاء المعنی فالجواب انہ یحصل لہ بفضیلۃ الصوم الذی قبلہ او بعدہ ما یجبر ما قد یحصل من
فتور او تقصیر فی وظائف یوم الجمعۃ بسبب صومہ فھذا ھو المعتمد فی الحکمۃ فی النہی عن افراد صوم
الجمعۃ وقیل سببہ خوف المبالغۃ فی تعظیمہ بحیث یفتتن کما افتتن قوم بالسبت وھذا ضعیف
منتقض بصلوۃ الجمعۃ وغیرھا مما ھو المشہور من وظائف یوم الجمعۃ وتعظیمہ وقیل سبب النہی
لئلا یعتقد وجوبہ وھذا ضعیف منتقض بیوم الاثنین فانہ یندب صومہ ولا یلتفت الی ھذا

الاحتمال البعید وبیوم عرفۃ ویوم عاشوراء وغیر ذلک فالصواب ما قدمناہ واللہ اعلم انتھی اس
عبارت امام نووی سے جو ہمنے کہا تھا ظاہر ہے اور گنگوہی نے اسکے مابعد کے عبارت امام نووی کے نقل کی اور اسکو
چھوڑ دیا اور اسکے موافق وجہ نہی کے بھی نہیں بیان کی بلکہ اپنی مدعی فاسد کے ثبوت کیواسطے عدم جواز تقیید
مطلق کے اس سے ثابت کرنے لگا اور اس حدیث کی وجہ جب ہوئی جو ہمنے بیان کی بجو الامام نووی کے اس
حدیث تقیید مطلق کی عدم جواز سے کیا علاقہ ہے اور ہمارے امام اعظم ابی حنیفہ رح اور امام محمد رح اور دیگر فقہاء
جمعہ کا روزہ تنہا بھی مستحب فرماتے ہیں قال فی الدر المختار (ونفل کغیرھما) یعم السنۃ کصوم عاشوراء مع
التاسع والمندوب کایام البیض من کل شھر ویوم الجمعۃ ولو منفردًا وعرفۃ ولو لحاج لم یضعفہ
والمکروہ تحریمًا کالعیدین وتنزیہًا کعاشوراء وحدہ وسبت وحدہ الخ قال فی رد المحتار (قولہ ویوم
الجمعۃ ولو منفردًا) صرح بہ فی النھر وکذا فی البحر فقال ان صومہ بانفرادہ مستحب عند العامۃ
کالاثنین والخمیس ذکرہ الکل بعضھم اہ ومثلہ فی المحیط معللا بان لھذہ الایام فضیلۃ ولم یکن
فی صومھا تشبہ لغیر اھل القبلۃ فما فی الاشباہ وتبعہ فی نور الایضاح من کراھۃ افرادہ بالصوم
قول البعض وفی الخانیۃ ولا بأس بصوم یوم الجمعۃ عند ابی حنیفۃ ومحمد لما روی عن ابن عباس رض انہ
کان یصومہ ولا یفطر اہ وظاھر الاستشھاد بالاثر ان المراد بلا بأس الاستحباب وفی التجنیس قال
ابو یوسف جاء حدیث فی کراھۃ الا ان یصوم قبلہ وبعدہ فکان الاحتیاط ان یضم الیہ یومًا
اخر اہ قال ط قلت ثبت بالسنۃ طلبہ والنھی عنہ والاخر منھما النھی کما اوضحہ شراح الجامع
الصغیر لان فیہ وظائف فلعلہ اذا صام ضعف عن فعلھا انتھی وقال فی فتح القدیر ولا بأس
بصوم یوم الجمعۃ منفردًا عند ابی حنیفۃ ومحمد رح انتھی اور عبارت رد المحتار لا بأس کا استحباب کے
واسطے ہونا واضح ہوچکا ہے امام صاحب وامام محمد اور عامہ فقہاء کے نزدیک یہ روزہ جمعہ کا منفرد مستحب ہے اور بعض نے مکروہ کہا تو اسی
سبب سے کہا کہ روزہ رکھنے سے شاید افعال و وظائف جمعہ سے ضعیف ہو جانے اور تقیید مطلق کیوجہ کسی نے نہ کہا لہذا
یہ فقط ہذیان گنگوہی کا ہے اس سے بے علمی وجہالت وعناد وخیانت گنگوہی کی ظاہر ہے صوم جمعہ ہمارے امام صاحب
فقہاء نزدیک منفرد بھی مکروہ نہیں ہے اور گنگوہی ادعا تو حنفی ہونیکا کرتا ہے اور ایسے بدعت وحرمت روزہ اکیلا
قائل اس حدیث سے کہ اس پر قیاس کرکے دوسری چیزوں کو بدعت سیہ وحرام بتانے لگا اور اتنی خبر نہیں کہ
ہمارے امام و دیگر فقہاء اس سے بدعت سیہ وحرام یا کراہت تحریمہ روزہ جمعہ منفرد کے نہیں سمجھتے ہیں بلکہ امام
مالک بھی اپنے موطا میں فرماتے ہیں کہ میں نے کسی کو اہل علم وفقہ ومقتداؤں میں سے نہیں سنا کہ روزہ جمعہ سے منع کرے

ہوں تو وہ روزہ حسن ہے اور بعض اہل علم کو میں نے دیکھا کہ وہ روزہ جمعہ کا منفرد رکھتے تھے چنانچہ امام نووی نے اونکا
یہ قول شرح مسلم میں نقل کیا ہے اما قول مالک فی الموطا لم اسمع احدا من اہل العلم والفقہ ومن یقتدی بہ ینہی
عن صیام یوم الجمعۃ وصیامہ حسن وقد رایت بعض اہل العلم یصومہ واراہ کان یتحراہ فہذا الذی قالہ مالک
ہو الذی راہ وقد رای غیرہ خلاف ذلک الخ اور یہ کہنا امام نووی کا کہ امام مالک معذور ہیں حدیث انکو
نہ پہونچی اور قول داودی کا نقل کرنا کہ انکو حدیث پہونچتی تو مخالفت نکرتے یہ اوس وقت مستقیم و درست ہوتا کہ امام
مالک صاحب کے پاس کوئی تاویل اس حدیث کی نہوتی جائز ہے کہ امام مالک رح کو حدیث پہونچی ہووے اور انکے
نزدیک شفقت پہ محمول ہووے کہ آنحضرت صلعم نے بطور شفقت نہی کئے ہوونے کہ اسقدر امور عبادات و وظائف
جمعہ کے ساتھ صوم یوم جمعہ میں تکلیف ہوگی چنانچہ بعض صحابہ رض کو قیام تمام لیل سے منع بطور شفقت کی فرمایا
تہا احادیث دال ہیں روشن ہے امام مالک نجم المحدثین اونکو حدیث کا عدم بلوغ کیونکر تسلیم کر لیا جاوے اور جب امام
مالک رح کے زمانہ میں کسی اہل علم و فقیہ و مقتدای کو یہ حدیث نہ پہونچی تو اونکی زمانہ کے بعد کہان سے آگئی یہ کیونکر ہو سکے
کہ امام مالک اور دوسرے مقتدائے علماء و فضلاء و فقہاء کو انکے زمانہ کو تو نہ پہونچے اور من بعد ہمکو پہونچ جاوے اور اگر
انکے زمانہ میں کسی فقہاء و علماء و مقتدای کو پہونچے اور معنی اوس حدیث کی بہی کراہت صوم متعین ہوتی اور قابل
مذکور یا دوسری تاویل فعل اسکی نہوتی تو وہ روزہ جمعہ کا مستحسن کسطرح جانتے پس حدیث تو پہونچی ہوگی لکن
اون کے نزدیک یہان بتاویل مذکور یا دعوہ کے ہوگی پس اس حدیث سے کراہت و بدعت سیئہ کا ہرگز ثبوت نہیں ہوا اور
قیام لیلۃ الجمعۃ کے وجہ بہی یہی ہوسکتی ہے کہ جب رات جمعہ کے ورود وظائف و عبادات میں گذریگی تو دنکو بسبب
شب بیداری کے وظائف میں فتور و ملال ہوگا اور دشواری پیش آوے اسلئے شفقۃً منع فرمایا ہووے پس بدعت سیئہ
و موکدہ کا ثبوت اس حدیث سے ہرگز نہوا پس گنگوہی نے عبارت نووی ردالمحتار و درمختار و فتح القدیر کا اخفا کیا
یہ خیانت صرف ہے اور ان عبارات کی مخالف وجہ حدیث کی گذاری جس سے بدعت سیئہ و عدم جواز لازم آوے یہ عناد صرف ہے اور امام نووی کی جو عبارت صلوۃ
رغائب کے بارہ میں نقل کی ہے اوسمین بہی پوری عبارت نقل نکی جسقدر نقل کی ہے اسکے متصل کی عبارت جو بعد کو ہے یہ ہے وفیہا منکرات ظاہرۃ
وقد صنف جماعۃ من الائمۃ مصنفات نفیسۃ فی تقبیحہا وتضلیل مصلیہا ومبتدعہا ودلائل قبحہا
وبطلانہا وتضلیل فاعلہا اکثر من ان تحصی واللہ اعلم انتہی اس عبارت سے واضح ہے کہ اس نماز
میں منکرات و غیر مشروعات امور ظاہرہ موجود ہیں اسمیں اس سبب سے یہ نماز صلوۃ رغائب ناجائز اور گنگوہی
دہوکہ دہی کو یہ عبارت تو چھوڑ دی اور لکھدیا کہ قید وقت و تخصیص کے لگنے سے یہ نماز بدعت بنگئی ہے جس سے
ناواقف لوگونکو دہوکہ ہو کہ بدعت ضلالت کا سبب یہی تخصیص ہے تاکہ جاہلین کیلیے تخصیص سے مسلمان خیال ہوجا

ہی اور اہل سنت و جماعت ہونے سے نکل جاتا ہی اور مستحق نار کا ہوتا ہی یہ اضلال خلق گنگوہی نے نہ کیا
اور نہ کہا کیا جو امور خود میں موجود ہیں وہ مولف انوار پر زبردستی لگاتا ہی باوجودیکہ ایسے امور سے وہ بالکل الفضل
پاک و بری ہے منصفین پر خوب واضح ہو گیا کہ اس حدیث سے تقلید مطلق کا ممنوع ہونا اور تخصیص جائز ہونا
ثابت کرنا چاہا ہر گز ثابت نہوا اگر فی نفسہ یہ مسئلہ ثابت ہی کہ تقلید مطلق بعض محققین حنفیہ کے نزدیک ناجائز لیکن
اس حدیث سے جو گنگوہی ثابت کرتا ہی یہ حجت اس کو لاتا اور اسکو اپنا تمسک ٹھہراتا ہی یہ سر بسر اسکی نادانی و
تحریف معنوی حدیث کی ہے گنگوہی عامی محض ہے اقتداء فقہا اسکو واجب ہے اوسکو ترک کر کے جو رتبہ مجتہد کا ہے
کہ اجتماع حدیث سے اثبات قاعدہ کے بارہ میں کرے اوسمیں اس نے دست اندازی کی اور حدیث پر اعتماد کے
بارہ میں تارک و واجب علیہ کا ہوا موافق فرمانے امام ابی یوسف رح کے ایسے کے حق میں اعتماد حدیث پر کرنا
موجب شبہ کا بھی نہیں ہوتا ہی جس سے کفارہ ساقط ہووے کوئی عامی حجامت کراوے اور موافق حدیث آنحضرت
سے افطار ہو جاتا ہی حجامت کو مفطر جانے اوسکے بعد قصداً کھا لیوے تو کفارہ اوس پر آویگا اور عمل و احتجام بالحدیث
اوسکے حق میں شبہ نہونا جس سے کفارہ ساقط ہووے اسی سبب سے کہ اس نے ترک واجب کیا ہی اور ترک واجب شبہ مسقط
کفارہ نہیں ہے فی فتح القدیر وعن ابی یوسف لا یسقطہا لان علی العامی لا اقتداء الا الاقتداء بالفقہاء
لعدم الاہتداء فی حقہ الی معرفۃ الاحادیث فاذا اعتمدہ کان تارکا للواجب علیہ و ترک الواجب
لا یقوم شبہۃ و مسقطۃ لہا انتہی امام نووے تحت حدیث اذا حکم الحاکم فاجتہد ثم اصاب فلہ اجران واذا
حکم فاجتہد ثم اخطاء فلہ اجر کی شرح مسلم میں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث علماء نے فرمایا ہی کہ اجماع مسلمانوں کا
ہی کہ یہ اوس حاکم کے حق میں جو اہل حکم کا ہے یعنے مجتہد ہے اور جو اہل حکم یعنے مجتہد نہیں ہے اوسکو حکم کرنا
حلال نہیں اور اسکے حکم میں اجر نہیں بلکہ گناہ ہی اور حکم اسکا موافق حق کے ہو یا نہو نافذ نہیں ہی کیونکہ اوسکی اصابت
حق کو دلیل شرعی سے نہیں ہے وہ تمام احکام میں عاصی ہے اور اسکے تمام احکام مردود ہیں اور وہ معذور نہیں ہے
عبارت یہ ہی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا حکم الحاکم فاجتہد ثم اصاب فلہ اجران واذا حکم ثم اخطاء فلہ
اجر قال العلماء اجمع المسلمون علی ان ہذا الحدیث فی حکم حاکم عالم اہل للحکم فان اصاب فلہ اجر
ان اجر باجتہادہ واجر باصابتہ وان اخطأ فلہ اجر باجتہادہ وفی الحدیث محذوف تقدیرہ
واذا اراد الحاکم فاجتہد قالوا فاما من لیس باہل للحکم فلا یحل لہ الحکم فان حکم فلا اجر لہ بل ہو
آثم ولا ینفذ حکمہ سواء وافق الحق ام لا لان اصابتہ اتفاقیۃ لیست صادرۃ عن اصل شرعی فہو
عاصی فی جمیع احکامہ سواء وافق الصواب ام لا وہی مردودۃ کلہا ولا یعذر فی شیء من ذلک انتہی

اور علم اصول فقہ مین ہو کہ تحصیل علم لوجوب عمل بتوسط ظن خاصہ مجتہد کا ہی ہے اجماعاً کچہہ نصیب ہمین مقلد
کا نہین ہی مقلد کی دلیل و مستند قول اوسکے مجتہد کا ہی مقلد کا ظن یا اوسکے مجتہد کا ظن اوسکے دلیل مستند
نہین ہے فی مسلم الثبوت و شرحہ لبحر العلوم تحصیل العلم بوجوب العمل بتوسط الظن من خواص المجتہد
اجماعاً لاحظ للمقلد فیہ و اما المقلد فمستندہ قول مجتہدہ لا ظنہ ای ظن المقلد مستند او لا ظنہ
ای ظن المجتہد انتہی پس اجتہاد گنگوہی کا اور اخراج مسائل کا خصوصاً مخالفت علما محققین تمام
مردود و ناجائز ہے اور گنگوہی آثم و عاصی ہے اس قول گنگوہی کا ہذیان ہونا معلوم ہوگیا اب صفحہ
ایکسوتین مین گنگوہی اس قول مردود کے بعد شرح منیۃ المصلی الکبیر سے صلوۃ رغائب کے کراہت کی وجوہ
پانچ وجہ ایک جماعت سے پڑہنا دوسرے تخصیص سورہ اخلاص تیسرے تخصیص لیلۃ الجمعۃ چوتہی اعتقاد
کرنا عوام کا اس نماز کو سنت پانچوین صحابہ و تابعین و من بعدہم سے منقول نہونا نقلکر کے صفحہ ۱۰۴ مین پہر
مجتہد بنکر باوجود عدم لیاقت و نبعلمی کے ان وجوہ کو ایسا تمام قرار دیا کہ امور تمام وغیرہ نماز تمام مین یہ حکم جاری
کرنیکے ارادہ سے ان وجوہ کو قواعد مثل انواع تحت جنس کے ٹہراکر صدہا جزئیات کا حکم حاصل ہونا زعم
کیا اور اس بناء فاسد پر قصر فاسد چنا کہ جسمین تداعی کا حکم شارع نے فرمادیا اوسمین ہو ورنہ تداعی بدعت
غرض اس سے یہ کہ نماز و غیرہ نماز سب مین یہ حکم ہی اور جسکی تخصیص فرماوے وہ تخصیص مشروع ورنہ بدعت یہ بہی عام
مراد لیا اور یہ کہ جسمین زمانہ معین کردیا وہ معین ورنہ بدعت ہی عام لیا اور یہ جسکے اصل قرون ثلاثہ سے نقلی ور
بدعت اور ان سب علماً و عملاً یہ حکم ہے اور یہ کہ تداعی یا دوام سے عام فساد و عقیدہ حاصل ہو تو ترک اوسکا
واجب ہی اسکے بعد یہ ہذیان شروع کیا کہ پانچ قاعدہ کلیہ شرعیہ ہین کہ شارح منیہ سے استفادہ فرمائی ہین اور
سب فقہا کے نزدیک مقرر ہین کہ ان ہی قواعد سے فاتحہ و سوم و چہلم وغیرہ تعین جمعرات کی اور محفل میلاد
مروجہ کے سب بدعت ہوگئی ہین اور تمام رسالہ مؤلف کا رد ہوگیا اور گنگوہی صفحہ ۱۰۳ اصلوۃ رغائب
و شب براۃ کی رد جو عبارت شارح منیہ کی ہے پوری نقلکی وہ یہ ہے و بعد ذلک فالصلوۃ خیر موضوع
ما لم یلزم منہا ارتکاب کراہۃ اعلم ان النفل بالجماعۃ علی سبیل التداعی مکروہ علی ما تقدم ما عدا
التراویح و صلوۃ الکسوف و صلوۃ الاستسقاء فعلم ان کلا من صلوۃ الرغایب لیلۃ اول جمعۃ من
رجب و صلوۃ البراۃ لیلۃ النصف من الشعبان و صلوۃ لیلۃ القدر و لیلۃ السابع و العشرین
من رمضان بدعۃ مکروہۃ و قال ابو الفرج بن الجوزی و ابوبکر الطرطوسی صلوۃ الرغائب
موضوعۃ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و کذب علیہ و قد ذکروا لکل منہما وجوہاً منہا فعلہ بالجماعۃ

وهي نافلة ولم يرد به الشرع ومنها تخصيص سورة الاخلاص والقدر ولم يرد به الشرع و
منها تخصيص ليلة الجمعة دون غيرها وقد ورد النهي عن تخصيص يوم الجمعة لصيام وليلة
بقيام ومنها ان العامة تعتقد فيهما انهما سنة من سنن النبي صلى الله عليه وسلم فيكون فعلهما
سبب الكذب بهم عليه عليه السلام قلت بل كثير من العوام بلاد الروم يعتقد وانهما فرضا وكثير
منهم يتركون الفرائض ولا يتركونهما وهو المصيبة العظمى ومنها فعلها يغري قاصد وضع الاحاديث
بالوضع والافتراء على رسول الله صلى الله عليه وسلم ومنها ان الاشتغال بعد السور مما يخل
بالخشوع والتدبير وهو مخالف السنة ومنها ان في صلوة الرغائب مخالفة السنة في
تعجيل الفجر ومنها ان سجد تيها مكروهتان اذ لم يشرع التقرب سجدة منفردة بلا ركوع غير سجدة
التلاوة عند ابي حنيفة ومالك وعند غيرهما غيرها وغير سجدة شكر ومنها ان الصحابة والتابعين
ومن بعدهم من الائمة المجتهدين لم ينقل عنهم هاتان الصلوتان فلو كانتا مشروعتين لما فاتتا
عن السلف واي حدثتا بعد الار سما وليس لاحد ان يستدل على شرعيتهما بما روي عنه
عليه السلام انه قال الصلوة خير موضوع فان ذلك يختص بصلوة لا تخالف الشرع بوجه
من الوجوه وقد صح النهي عن الصلوة في الاوقات المكروهة انتهى اسکے بعد گنگوہی نے بہر
بزبان شروع کیا کہ نفس ذکر مولود مندوب و مستحسن ہے مگر صلوۃ نفل اس سے اعلیٰ و افضل ہے مگر بوجہ تداعی
واہتمام کی کہ بدعت لکھی ہین ذکر مولود و تداعی و اہتمام سلف سے ثابت نہین بدعت ہوویگا وعظ و درس مین
تداعی ثابت ہی کیونکہ فرض ہی جیسا کہ فرائض صلوۃ مین تداعی ضروری ہے اور تعین سور اس صلوۃ مین
بدعت لکھا ہی مولود مین بھی تعین ہیأت مباحہ کا جو معلوم ہین بدعت ہوویگا اور تعین وقت اس کی نماز مین مکروہ
ہی شہر ربیع الاول کی کوئی تاریخ مقرر کرنا الزاماً یہان بھی مکروہ ہوویگا اور کوئی امر مکروہ جیسا کہ روشنی
زائد از قدر حاجت مثلاً اور سب ممنوع امر اس مجلس مین ممنوع ہوویگا اور جیسا کہ عوام اس صلوۃ کو سنت اعتقاد
کرنا باعث کراہت ہوا ایسا ہی اس مولود کے مجلس کو ضروری مذموم ہونا جاننا عوام کا موجب کراہت کا ہی
اور جسطرح وضاع احادیث کی اغراء اس صلوۃ مین ہے اوسیطرح وضاعین روایات مجلس مولود کے
یہان اغراء حاصل و موجود ہے اور جیسا کہ رفع خشوع بسبب عد سور اس نماز مین موجود ہے شب بیداری
مجلس سے صلوۃ فجر مین بسبب کاہلی نوم کے رفع خشوع چندگونہ زائد موجود ہے اور جسطرح اس صلوۃ مین تعجیل
صلوۃ فجر سے سنت وقت کی فوت ہوئی ہے اس مجلس کے اکثر حاضرین کے خود صلوۃ فجر ہی فوت ہو جاتی ہے

اور اس صلوٰۃ مین جسطرح بسبب سجدہ خارج نماز کی کراہت حاصل ہوئی اس مجلس مولود مین بسبب تعظیم بساط شروع اور لباس ممنوع اور روشنی اور اسراف روشنی کی کراہت موجود ہی یہ مجلس مولود مروجہ اس صلوٰۃ کے ساتھ بالکل مطابق ہی ہے مع شیئ زائد فی وجوہ المنع اس قسم کی مزخرفات واہیات کی مینا ایسے اقوال سے احکام شرعیہ کو رفع کرنا چاہتا اور اکثر بیجو حرام و مکروہ امور مستحسنہ علما بناتا ہی اور یہ شامی سے مذکور ہو چکا ہی کہ ایسے جرأت تو کوئی شقی کریگا کسی مسلمان کا یہ کام نہین ہے بطور اشارات و اجمال کے ان امور کے وقع مین قلم فرسائی کیجاتی ہے **اقول** وباللہ التوفیق وبیدہ ازمۃ التحقیق ومنہ الاعانۃ فی احقاق الحق الحقیق منصفین کو جاننا چاہیے کہ اگر یہ وجوہ جو صلوٰۃ رغائب مین موجب کراہت و عدم جواز کی ہے اگر اس محفل میلاد شریف مین پائی جاتی اور موجب کراہت و عدم جواز کے اور صلوٰۃ رغائب کے ساتھ بالکل یہ مجلس میلاد شریف مع شیئ زائد فی وجوہ المنع ہوتی تو جسطرح بے شمار علما نے صلوٰۃ رغائب کو رد کیا ہی اور کتب متداولہ مشہورہ مین اسکا رد موجود ہے اسیطرح اسکا رد بھی بے شمار علمائے کرتے اور یہی وجوہ اس مجلس مین جاری کرتے جسطرح گنگوہی اپنی بے علمی سے جاری کرتا ہی اور جسطرح اس نماز کی عدم وجواز مین کئی رسائل لکھے ہین اور ایسے در پے ہوئی ہین کہ بلاد مصر و شام وغیرہا سے قلع و قمع کردیا اور نام و نشان اوسکا نہچھوڑا ایسے ہی اسکے در پے ہوتی نہ یہ کہ برعکس اوسکے بڑی فضلا و علما و محققین مانند ابن حجر و ابن جزری و ابن جوزی و سبط ابن جوزی و سخاوی و ملا علیقاری و جلال الدین سیوطی و شیخ عبد الحق دہلوی و محمد بن طاہر پٹنی صاحب مجمع البحار و صاحب سیرت شامی و صاحب سیرۃ الشمس و نور الدین حلبی و قسطلانی و زرقانی و امام برزنجی وغیرہم علما اس محفل کی تعریف کرین اور علما بلاد اسلام کا مستحسن جاننا اس محفل کو بتاوین اور اپنی تصانیف اسکا ثبوت دین اور صدہا برس سے جمہور علما اسکو قبول کرین اور جب مجلس میلاد شریف مانند صلوٰۃ رغائب کے حرام و ناجائز و بدعت ضلالت ہوئی تو تمام مجوزین اس گنگوہی کے نزدیک نعوذ باللہ من ذلک ضال و مضل و مرتکب حرام ہوئی اور چھپانے والے احکام شرعیہ بلکہ تبدیل کرنے والے ہوئے اور ایسے لوگون ہین کہ ان کے اقوال پر اعتماد احادیث وغیرہ کے بارہ مین کیا جاتا ہی جب یہ نعوذ باللہ من ذلک ضال و مضل و تبدیل کرنوالی احکام کے ٹھیرے کہ جو جو صلوٰۃ رغائب کے عدم جواز کے ہین اس محفل مین اوس سے زیادہ بحسب قول گنگوہی کے موجود ہین تو انہین وجوہ سے صلوٰۃ رغائب کو تو ناجائز کہین اور اس مجلس کے بارہ مین مع پائی جانے اون وجوہ کے کچہ بھی نکہین پس اسکا یہ حال ہوا تو دوسرے مسائل کا بھی اسکے کسطرح اعتبار ہوگا ایسے ہی جیسے یہان ایک امر ضلالت کو مستحسن کہدیا ہی دوسرے امر ضلالت کو بھی ایسے مستحسن

کہدیوین یا مستحسن کو ضلالت کہدیوین کچھ بہ اعتبار نہونا چاہئے اس بنا پر پہر تو نعوذ باللہ من ذلک جب ائمہ
لوگو محققین و معتبرین کا یہ حال موافق قول گنگوہی کے ہونا لازم آیا تو دین مین نہبت بڑا فتور پڑگیا او اعتبار نہ رہا
یہ قباحت و خرابی اس پر لازم آئی کہ گنگوہی وجوہ ممنوعہ محرمہ جنسے بدعت ضلالت ہونا صلوۃ رغائب کا
ثبوت دیتے وہی مجلس مین مانتا ہے پس ہر عاقل جانتا ہے کہ یہ وجوہ ہرگز مجلس میلاد شریف مین موجود نہین اور نہ مجلس میلاد
بدعت ضلالت بیعلمی گنگوہی کی ظاہر ہے یہ موٹی سے دلیل ہے جسنے بیان کردی ہے کہ ادنی عقل والا منصف
گنگوہی کا قول لغو ہونا جانجاوے اور دوسری یہ فاکہانی کے زمانہ آجتک صدہا برس گذرچکے ہین فاکہانی
نے بھی اپنے زمانہ مین انکار اس محفل کا کیا اور سوائے اس دلیل کے کہ کتاب و سنت و اجماع سلف صالح مین اسکے
اصل مین نہین پایا اور انحصار بدعت کراہت و حرمت مین کیے کوئی دلیل پیش نکرسکا اور یہ قول جیسا
پوچ و لیچر فاکہانی ہے اوسکا حال معلوم ہوچکا ہے اسلئے اسکے زمانہ سے آجتک کسی معتبر محققین نے اوسکو قبول نکیا
بلکہ محققین اپنی تصانیف مین اسکو رد اور اصل اسکا نکالدی اور بدعت کا انحصار کراہت و حرمت مین جو سمجہا تہا
فاکہانی اوسکا بنا بدعت مکروہ مجلس کو قرار دیا اوس انحصار کو محققین و مجتہدین کے اقوال نے باطل کردیا اور بدعت
کا واجب و مستحب و مباح ہونا بہی ثابت کردیا اگر یہ وجوہ ممنوعہ صلوۃ رغائب مع تبیین زائد اس محفل مین موجود
ہین تو فاکہانی نے یا کسی دوسرے نے صدہا برس کے کیون یہ پیش کین اور حیران و پریشان اجوبہ محققین علما کے
کچھہ کچھہ واہی تباہی باتین کرتے رہے اون منکرین کے ہی کبھی تو یہ پیش کین ہوتین مقتضی ان وجوہ کے پیش کرنیکا
موجود تہا کہ انکی یما حقہ رد مجلس میلاد کا ضرور تہا اور ان وجوہ کا وجود ان منکرین کے نزدیک محفل مین پایا جاتا
ثابت ہوتا تو انکی بہت اچھی ادلہ ہوتین انکو چھوڑکر دوسرے طرفکیون جاتے اور کوئی مانع بہی ان وجوہ کی پیش
کرنے سے موجود نہ تہا اسصورت مین بہی انھون نے یہ وجوہ پیش نکین تو سوائے احتمال کی کہ انکے نزدیک بہی
یہ وجوہ اس مجلس مین موجود نہین ہین پس جن وجوہ کو صدہا برس سے مخالفین نے پیش نکیا اور اپنے اعراض کیا
باوجود حاجت کے اس قسم کے ادلہ کے تو یہ اعراض ہی اونکا بہت بڑی وجہ اس امر کی ہے یہ وجوہ مجلس میلاد
مین قابل اعتبار کے نہین ہین اگر گنگوہی یہ دہوکہ عوام کو دیوے کہ اونہون نے بہی یہ وجوہ پیش کی ہین کہ تخصیص
اس محفل مین اور سلف صالح کا عدم فعل ہے مثلا تو جواب یہ ہے کہ تمام وجوہ مین کلام ہے ان دو مین بہی کلام
یہ تمام وجوہ کسی نے پیش کی ہون تو ثابت کرو ورنہ دلیل مذکور اعراض مذکور سے قول انکا باطل ہے اور دوسرا یہ کہ
تخصیص و عدم فعل مین بہی کلام ہے صلوۃ کی تخصیص وہی خارج صلوۃ کی اور ہے اور نہ منقول ہونا نماز کا
سلف سے اور چیز ہے اور غیر نماز کا نہ منقول اور چیز ہے دونو نکا ایک حکم ہونا مسلم نہین مخالف تخصیص صلوۃ

رغائب و عدم فعل صلوۃ رغائب کو وجہ عدم جواز مجلس نہین کہتے ہین اور تم ای گنگوہی اسہی کو وجہ بتاتے ہو
اگر دوسرا کوئی بہی اسے بنایا ہووے تو ثابت کرو ورنہ تمہارا قول تمہارے موافق و مخالف کے سب کے
مخالف ہوکر ساقط ہے اب یہ بہی سنلو کہ تخصیص صلوۃ رغائب مجلس مین اور عدم فعل سلف صالح و صلوۃ
مین کیا فرق ہے صلوۃ رغائب مین تخصیص لیلۃ الجمعہ ہے اوسکے ممانعت حدیث صریح سے ثابت کرچکے ہین
شہر ربیع الاول معین اس مجلس کے واسطے بالفرض ہووے یہی صوم اثنین سے جو شکریہ ولادت مین آنحضرت
رکہتے ہین اوس سے ثبوت مفہوم ہے چنانچہ ابن حاج کے قول سے بہی گذر چکا ہے پس صلوۃ رغائب کی تخصیص کے
ممانعت اور اسکی اجازت دونون ایک نہین اور تخصیص سورہ اوس نماز مین ہوتی ہے جس سے ہجران باقی
قران لازم آتا ہے یہان اسکے مقابلہ مین کوئی تخصیص ایسے نہین جس سے یہ لازم آوے پس تخصیص مین فرق
ہوگیا اور صلوۃ رغائب نماز ہے اور روزہ و حج و زکوۃ و دیگر عبادات محضہ صدر اول سے قیامت تک ایکہی طریق
اور ایک ہی حالت پر رہیگی ایسے امور مین صحابہ و قیامت کے مسلمان برابر ہین یہ امور توقیفیہ مین بنا بر مصلحت
زیادت و کمی و ابتداع کی قابل نہین ہے اور مانند اس محفل میلاد شریف وسیلہ و ذریعہ واسطے محبت و اخلاص
آنحضرت صلعم کے ہین اور یہ محبت و اخلاص موقوف علیہ اتباع کا ہے ان المحب لمن یحب مطیع اور تبدل
و تغیر وسائل ذرائع کا تبدل ازمان و اشخاص ہوتا ہے سلف کے واسطے اور ذریعہ و وسیلہ تہا اس زمانہ
یہ ہی مانند آلات حرب کے کہ جب اور تہے اور اب اور ہین اونمین عدم فعل سلف مانع جواز نہین اور نماز
روزہ مین مانع جواز ہو سکتا ہے پس تخصیص صلوۃ و عدم فعل سلف صلوۃ اور تخصیص اس مجلس مین فرق
ہوگیا یہ تیسری وجہ ہوئی اسکے وجوہ صلوۃ رغائب اس مجلس مین جاری نہین ہین چوتہی وجہ ہے یہ عبادت
کی ارکان و شرائط و سنن و آداب و محظورات علیحدہ ہین نماز کے اور ہین روزہ کے اور ہین جو ایک کا رکن
و شرط و ادب و کراہت و حرمت ہو دوسرے مین جاری ہونا ضرور و لازم نہین ہے قیام ذات و رکوع و سجود و قعدہ
نماز مین فرض ہین مثلاً اور روزہ مین یہ فرض نہین روزہ سلام کرنے و قبلہ سے منہ پہرنے سے نہین جاتا اور نماز
جاتی رہتی اللہ اکبر اعظم و اجل وقت تکبیر تحریمہ کے کہنا مکروہ ہے روزہ مین مکروہ نہین ویسے ہی جو ایک عبادت
کی اندر ممنوع ہین باہر ممنوع نہین اور جو عبادت کے اندر فرض ہے وہ باہر فرض نہین قیام و قرأت و رکوع
و سجود و بابات قرائینہ فرض ہین باہر نماز کے فرض نہین نماز مین کہانا پینا و کلام کرنا حرام ہے باہر حرام نہین
تکرار فاتحہ کے نماز مین مکروہ تحریمہ ہے باہر نماز مکروہ تحریمہ نہین اللہ اکبر اعظم و اجل باہر نماز سے کہنا مکروہ ہے
نماز مین مکروہ نہین بدن کہجلانا و کپڑا رو کنا نماز مین مکروہ ہے باہر مکروہ نہین اور بہت سے ایسے امور

نمازکے ہین کہ اندر اوسکا ایک حکم اور باہر نماز سے دوسرا حکم ہے پس جب یہ معلوم ہوگیا تو اب جاننا چاہیے
کہ گنگوہی جو محظورات صلوۃ کو محظورات محفل میلاد شریف بتاتا ہی اور صلوۃ مذکورہ کے ممنوعات اوسمین یہ جاری کرتا ہے
اور ایسے ممنوعیت مجلس ثابت کرتا ہی تو یہ اوسوقت ثابت ہووے کہ یہ امر ثابت ہوجاوے کہ یہ چیزین
ناجائز و موجب کراہت وحرمت کی ہین نماز مین تو وہ خارج مین بھی ناجائز و موجب حرمت وکراہت
کی ہین تو یہ نتیجہ ہووے کہ یہ چیزین جائز و موجب حرمت وکراہت کی ہین خارج نماز مین بہی اور اس امر
یعنی دلیل کا غیر ثابت و ناتمام ہونا ظاہر ہے کیونکہ کبری اس دلیل کا کہ جو چیزین ناجائز و موجب حرمت و
کراہت کی ہین نماز مین وہ خارج نماز مین بہی ناجائز و موجب کراہت وحرمت ہین منقوض ہی اسلیے اب ہی
معلوم ہوچکا ہی کہ بعض امور اندر نماز کے ناجائز و موجب کراہت وحرمت ہین اور خارج نماز کی نہین پس کلیت
کبرے جو شرط انتاج ہی موجود نہین ہے پس جب یہ ثابت نہوا تو مجلس میلاد شریف جو خارج نماز ہے اوسمین
اوس امر کا جو اندر نماز کے موجب کراہت وحرمت ہی موجب کراہت وحرمت ہونا ثابت نہوا اور یہ تقریر
بہت تیز و بہر گنگوہی کی لغو و بنیاد ہوگئی یہ رد تو گنگوہی کے اقوال کا بطور اجمال کے کیا اب کچھ بطور تفصیل
کہا جاتا ہی اول پانچ وجوہ جو شارح منیہ کی ذکر کئی ہوئی صلوۃ رغائب کے بارہ مین اونکو بیان بیش
کرتا ہی اور انکو قواعد کلیہ قرار دیتا ہی اندرون نماز و خارج نماز کے سب مین یہی حکم انکل پچو جاری کرتا ہے
اوسکا جواب یہ ہی کہ جبتک شارح منیہ یا کسی دوسرے فقیہ کے قول سے یہ ثابت نہوجاوے کہ یہ قواعد کلیہ ہین اور نماز
وغیر نماز دونو مین انکا حکم برابر ہے جب اس گنگوہی کے زعم فاسد سے کچھہ ثابت نہوگا قرآن شریف مین
قوموا للہ قانتین اور فاقرؤا ما تیسر من القرآن واسجدوا وارکعوا اول فرضیت قیام وقرات وسجدہ
ورکوع کی موجود ہین اور انمین قید نماز مین ان امور کے ادا کرنے کی نہین ہے مطلقہ ہین ان قیود سے اگر
انکو ہی فقط دیکہا جاوے تو نماز خارج دونو نکو شمول انکا معلوم ہوتا ہی اور باوجود اسکے مقید بہ نماز
ہین خارج نماز بھی فرضیت ان امور کے نہین ہے سجدہ تلاوت وسجدہ شکر کا ثبوت خارج نماز مین دلیل دوسر
سی ہوگیا اوسوقت ان دونو نکی مشروعیت مانی گئی اگرچہ ان ادلہ کو دیکہنے سے اطلاق وعموم انسے مفہوم
ہی لکن مفہوم چونکہ امت محمدیہ نے اطلاق وعموم نہین مرادلیا انسے اور انکو مخصوص ساتھ نماز کے کیا تو انسے
وہ حکم جو اندرون نماز کے ثابت ہوا ہے خارج نماز کے ثابت نہین ہوتا ہی پس اسیطرح ان مکروہات صلوۃ
کا حال جاننا چاہیے کہ جب تک علمار کی تصریح نہووے کہ یہ خارج نماز کی بہی موجب کراہت وحرمت ہین کیونکر مانا
جاوے کہ خارج نماز کے بہی ایسے ہین اسیطرح کہانا و پینا کلام کرنا نماز مین ممنوع ہی تو اس ممنوع ہونیکو ایسا

عالم کو نہیں لیتا کہ اندرون نماز کے ممنوعیت سے خارج نماز مین بہی ممنوعیت ثابت اور قرآن دیکہکر
پڑہنا نماز مین ناجائز ہے اسکو بہی ایسا عالم کسی نے نہین کیا کہ خارج نماز کی بہی ناجائز ہونا اس سے ثابت
کرے جہر سے بسم اللہ و اعوذ باللہ و امین کہنا نماز مین ہمارے نزدیک مکروہ ہے تو اس سے نماز کے اندر مکروہ ہونے
سے کوئی خارج مین مکروہ ہونا ثابت نہین کرتا ہے بدن کہجلانا نماز مین اور کپڑے سے مٹی جہاڑنا اور استراحت ایک پاون
سے دوسرے پاون کیطرف نماز مین مکروہ ہے اور خارج نماز کی مکروہ نہین ہے ان بعض مکروہات و محرمات عامہ
کہ نماز و خارج نماز کی بہی مکروہ ہین لیکن بعض کے عامہ ہونے سے یہ لازم نہین آتا کہ ہر مکروہ نماز کو عام
جانلیا جاوے اور خارج نماز کے بہی اوس سے کراہت ثابت کی جاوے الغرض بعض مکروہات و محرمات
عامہ ہین بعض خاص ساتھ نماز کے ہین لیکن یہ مکروہات نماز کے جو گنگوہی نے ذکر کیئے ہین اونکا عموم جبتک
کسی فقیہ معتبر کے قول سے ثابت نکرے تو اسی گنگوہی کا کچہہ اعتبار نہین ہے اور شارح منیہ کے قول سے نماز مین
مکروہ ہونا فقط ان امور کا معلوم ہے عموم مفہوم نہین ہے باینطور کہ نماز و خارج دونونکو شامل ہووے اور یہ قواعد
کلیہ مین تو یہ نسبت نماز کے ہین نہ خارج کی اسلیئے کہ خارج مین انکا موجب کراہت و حرمت ہونا مصرح نہ کسی محقق
معتبر کے قول مین ہے نہ کوئی آیت قرانیہ و حدیث نبوی صریح اس پر دال ہے اور نہ عقل سلیم و فہم مستقیم اسکو
چاہتے ہین اور مکروہات صلوۃ جو خاص مکروہات ہین اور نماز مین بہی انکا مکروہ ہونا فقط نماز ہی مین یہ خارج
نماز کی تو بعضے اون سے امور کے کراہت پر دلیل پکڑے جاوے جو خارج نماز کے ہین اوسکا ثبوت بہی سلف سے
خلف تک نہین ہے گنگوہی کو دعوے ہے یہ منع اوسکا جاری تو ثابت کرے کہ کس نے ایسا کیا ہے کہین نہین
اور گنگوہی باکرہ عورت کی سکوت کو جو بسبب شرم و حیا کے نہین بولتے اجازت نکاح مین رضامند
ہونا معلوم کرے چنانچہ کتب حنفیہ مین موجود ہے ثیبہ کے حق مین بہی جو باکرہ سے زیادہ حیا والی ہووے
سکوت قرار دیوے اور حیا کو عام لیوے خواہ باکرہ مین ہووے خواہ ثیبہ اور خواہ اوسکے عام حکم کہ سکوت ثیبہ
کا بہی رضامندی ہی ثابت کرے اور سفر مین مشقت کیوجہ رخصت افطار معلوم کرکے مقیم مین مشقت
پائی جاوے تو عموم مشقت کو وجہ بنا کر رخصت کا حکم مسافر و مقیم دونونکے واسطے کر دی ایسے عموم تو بہت
نکل سکتی اور احکام شرعیہ ایسے عموم سے درہم برہم ہو سکتے ہین اگر ان امثال مین جو ہمنے ذکر کئی یہ کہوے گنگوہی
کہ سکوت بسبب حیا رضامندی باکرہ مین ثابت ہوا ہے نہ ثیبہ او مشقت کی سبب سے رخصت مسافر مین ثابت
ہوئی نہ مقیم مین اسواسطے کہ عام یہان نہین ہو سکتی ہین تو یہی جواب اپنی مزخرفات کا بہی جانلی کہ ان امور کا موجب
کراہت و حرمت ہونا نماز مین ثابت ہوا نہ غیر نماز مین اسواسطے عموم یہان بہی مراد نہین لے سکتے ہین اگر

کہوے کہ ان امور کا موجب کراہت ہونا ثابت ہوا ہی تو کہا جاویگا کہ علماء کے اقوال سے ثابت کر اور اپنی رائے
عموم نکال موجب کراہت ثابت اگر کرتا ہی امثال مذکورین بہی یہ ممکن ہے کہ سکوت و شفقت عام لیا جاوے
اور دونونکے حکم ثابت کئی جاوین اور مفیدہ کا سکوت حیا و شرم کی رضامندی اور تقسیم اہل مشقت کے واسطے
سبب مشقت کے رخصت نماز کا حکم دیا جاوے اور ایک شرع جدید اختراع کیا جاوے جسطرح یہان
گنگوہی نے کیا ہے الغرض قواعد مذکورہ کا ایسا عموم ہرگز نہین ہے کہ خارج نماز مین بہی لیا جاوے پس
جب ان امور کا عموم ایسا کہ خارج نماز بہی لیا جاوے اور اسکے موافق حکم کراہت و حرمت دیا جاوے
ثابت نہین ہے تو فاتحہ و سیوم و چہلم وغیرہ جمعرات و محفل میلاد مروجہ بدعت ہونا جو ان قواعد کے عموم
پر گنگوہی نے متفرع کیا بدعت ہونا بہی ثابت نہوا اور تمام رسالہ کا رد ہو جانا گنگوہی اپنے زعم فاسد
مین بتاتا تہا رد نہوا ویسے ہی قائم و ثابت رہا اب ہم کہتے ہین گنگوہی کا قول ہی کہ (جسکی تخصیص فرمائی
وہ تخصیص مشروع ورنہ بدعت) تخصیص سے کوئی قباحت شرعی لازم آوے یہ یہان ہمارے امور سیوم
چہلم و فاتحہ و جمعرات و محفل مین موجود نہین کیونکہ صلوۃ مین جو تخصیص سورہ ممنوع ہی یا تو اوسوقت
ممنوع کہ دوسرے سورہ سوائے اسکے پڑہنا جائز نجانے یا اوسوقت ممنوع ہی کہ ہجران ما نے قرآن
کا ایہام ہووے چنانچہ آیندہ اوسکا ذکر آویگا اور یہان ما نحن فیہا مین یہ موجود نہین کہ بدون کسی ایک کے
دوسرا جائز نہ جانا جاوے یا ہجران کسی امر شرعی کا لازم آوے اور سکوت عنہ شارع کا بحکم حدیث ما سکت
عنہ فہو مما عفی عنہ معفو ہے پس بدعت سیئہ نہین ہے جسمین تداعی کا حکم شارع نے فرمایا اوسمین ہوا ہے
ورنہ تداعی بدعت سواد اعظم نے محفل میلاد و سیوم مین مستحسن جانا اور سواد اعظم کے اتباع کا حکم دیا شارع
نے کہ تداعی کا ثبوت شارع سے ہی ہوا ذکر کلمہ طیبہ و ذکر آنحضرت صلعم مجتمع ہوکر ثابت ہی احادیث سے تو یہ تداعی
ہی تو ثابت ہوئی پس تخصیص غیر مشروع جو نماز مین وہ یہان موجود نہین پس اول قاعدہ گنگوہی کا یہان ٹوٹ
جانا معلوم ہوا اور تیسرا قاعدہ گنگوہی کا کہ جس مین زمانہ معین کرے یا وہ معین ورنہ بدعت، زمانہ معین
ہونیکے معنے تو یہ ہین کہ وہ زمانہ نہ پایا جاوے تو وہ امر جو اوس زمانہ مین کیا جاتا ہے اور ہونا نجانا جاوے
اوسکے قبل آنیکے وہ امر کیا جاوے بری الذمہ ہونا نہ سمجہا جاوے اور بعد گذر جانیکے کیا جاوے تو قضا
جانا جاوے چنانچہ اوقات نماز روزہ کو دیکہو کہ یہ معین ہین تو انمین یہ معانی موجود ہین ایسے ہی نذر
معین دیکہو کہ قبل ان اوقات کے نماز و روزہ مثلاً کریگا ادا نہوگا اور بعد اوقات جانیکے بعد کریگا تو قضا قرار
دیا جاویگا فاتحہ و سیوم چہلم و جمعرات و مجلس میلاد کے اوقات کو کوئی ایسا نہین جانتا پس اونمین

اوقات معین نہ ہوئی اور آسانی اوس وقت کیواسطے یا کسی مصلحت کیواسطے کسی دن مین کرلینا معین یا بعض
المذکور کو مستلزم نہین ہے پس معین ہونا اوقات کا بھی ما نحن فیہا مین مفقود ہے جو تھا قاعدہ گنگوہی کا کہ
جسکے اصل قرون ثلاثہ مین نہ ملی وہ بدعت ہے) بعد تسلیم کے کہا جاتا ہے کہ فاتحہ مرسوم طعام پر دعا ہے اور
آنحضرت صلعم نے غزوہ تبوک مین طعام پر دعا کی یہ اصل فاتحہ مرسوم کی کافی ہے اور جمعرات و سیوم و چہلم
صدقات و انفاق مین داخل ہین یہ کلیہ صدقہ و انفاق کے یہ امر ہین اور غیر مشروع کوئی قید انمین موجود
نہین ہے اور صدقات و انفاق قرآن و احادیث و اجماع سے ثابت ہین پس اصل قرون ثلاثہ مین موجود
ہو کلیہ ہی کافی ہے کلی متحد الافراد کے ہر فرد ثابت ہونیکے اسکے اصل وجود موقوف نہین ہے بعض کا وجود
کافی ہے بعض افراد قرون ثلاثہ مین پائی گئی بعض بعد کو پائی جاوے سے حکم کلی مین فرق نہین آتا ہے فمن ادعی
فعلیہ البیان پانچوان قاعدہ کہ تداعی یا دوام سے فساد عقیدہ حاصل ہو تو ترک اوسکا واجب ہے یہ بھی ہمکو
مضر نہین ما نحن فیہا مین تداعی و دوام سے فساد عقیدہ عوام لازم نہین آیا کوئی استحباب کے درجہ سے زیادہ
نہین جانتا کوئی معاند تعصب و عناد و بیباکی سے کہ عوام واجب و سنت مؤکدہ جانتے ہین تو وہ مردود القول ہے
پس یہ پانچون قاعدہ موجب کراہت و حرمت ما نحن فیہا کے نہوئے اور ان امور سے قطع نظر ما نحن فیہا
مستحسنات علماء و فضلاء جمہور کے ہین اور استحسان علماء ملحق بالاجماع ہے اور دلیل قیاس اسکے مقابلہ مین
ساقط ہے یہ تمام ادلہ ہے بالفرض ان امور کا مکروہ ہونا ثابت ہو جاوے تو استحسان کے مقابلہ مین ساقط
ہین اور اثر و حدیث مخصوص ہے ساتھ استحسان کے پانچ قواعد سے رد ہونا فاتحہ مرسوم و سیوم و چہلم
و جمعرات و محفل میلاد کا تو ظاہر ہوگیا اب گنگوہی صاحب نے جو عبارت شارح منیہ کے نقل کرکے مطابق
ہونا وجہ صلوۃ رغائب محفل میلاد سے زعم کیا ہے اوسکا بطلان معلوم کرنا چاہئے **گنگوہی** کا یہ زعم کہ صلوۃ
نفل کو تداعی و اہتمام کے سبب سے بدعت لکھتے ہین ذکر مولود مین تداعی و اہتمام سلف سے ثابت نہین ہے بدعت ہوگا
فاسد و باطل ہے سلف و خلف سے کسی نے تداعی کو خارج نماز کی ناجائز و مکروہ نہین کہا ہے کراہت تداعی
بھی حکم شرعی ہے اسکا ثبوت بھی سلف و خلف سے ہونا چاہئے صرف بدعت مکروہ کہنا چاہئے نماز مین اسکے
یعنی تداعی کی کراہت علماء سے ثابت ہوئی وہان مکروہ ہوگی اور اصل اشیاء مین اباحت ہونا مذہب جمہور
حنفیہ و شافعیہ کا ہے فی مسلم الثبوت ان الاصل فی الافعال الاباحۃ کما ہو مختار اکثر الحنفیۃ والشافعیۃ
انتہی وکذا فی رد المحتار حاشیۃ الدر المختار اور کسی امر کے فعل و ترک مین تدارک شرعی و دلیل شرعی
ہونا ہے دلیل شرعی و تدارک شرعی ہے اس امر کی حکم شرع اسمین ساتھ تخییر کی ہے فی مسلم و شرحہ بحر العلوم

الاباحة حكم شرعي لانه خطاب الشرع تخيير او الاباحة الاصلية تفرع عنه اي الخطاب بالتخيير لان كل ما فيه عدم المدرك الشرعي للحرج في فعله و تركه فذلك اي المدرك الشرعي مدرك شرعي لحكم الشرع بالتخيير والاباحة الاصلية لا يكون الا في موضع عدم المدرك الشرعي للحرج في الفعل والترك انتهى

پس خارج نماز کی تداعی کے حرمت قول علماء سے ثابت نہیں اور کوئی دلیل خاص بھی دال نہیں تو اباحت بنا بر مذہب جمہور اور اکثر ثابت ہے اور کوئی دلیل صریح جواز و عدم جواز اسکے بارہ مین نہونا یہی دلیل اسکی ہی کہ مکلفین اسمین مخیر ہین جانب شارع سے اور دوسرے دلیل اس تداعی محفل میلاد کے جواز کے استحسان علماء و فضلاء تمام بلاد اسلام کا ہی بدون انکار ایسے منکر کی کہ اوسکے انکار ایسے منکر کی کہ اوسکے انکار شرعا اعتبار کیا جاوے او فاکہانی وغیرہ کا انکار مخالف جمہور و بے دلیل ہونیکے سبب سے باطل و ساقط ہے تیسرے دلیل یہ کہ تداعی عبارت اس سے ہی کہ بعض بعض کو بلادین اور اجتماع کرین اور محفل میلاد مین ذکر آنحضرت کا ہوتا ہی اور آنحضرت صلعم کے ذکر مین باہم ملانا و اجتماع ہونا ثابت ہے چنانچہ حسان بن ثابت رض نے ذکر اوصاف آنحضرت صلعم کا کیا اور غرض اوس سے سنانا ہی تہا وہ بلا تداعی و اجتماع متصور نہین اور اجتماع صحابہ کا اوسمین ہوا یہان سے معنے تداعی کے راست آئی انکار اسکا مکابرہ صرف ہی چوتہی دلیل یہ کہ اوپر ہم ذکر کر چکی ہین اس محفل کا سننے یہ کہ لوگ اوصاف و حالات و اخلاق و کمالات آنحضرت کی سنین اور عادت قاضیہ ہی کہ کمالات و حالات و اخلاق حمیدہ سنکر محبت و اخلاص پیدا ہوتا ہی ع

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد
بسا کین دولت از گفتار خیزد

اور اخلاص و محبت موجب اتباع فرمانبرداری کا ہے اور فرمانبرداری نبی علیہ السلام کا یہی طریقہ و سبیل ہے کہ خدا تعالی نے ہمارے واسطے مقرر فرمایا ہے اور اسکے بلانیکا خود خدا تعالی حکم دیتا ادع الی سبیل ربك بالحكمة والموعظة الحسنة پس تداعی کا ثبوت قرآن سے واضح ہے وہابیہ کے فہم مین نہ آوے تو اونکے فہم کا قصور ہے اور یہ فعل مجلس جو داعی طرف محبت و اخلاص آنحضرت صلعم کے ایسا فعل ہے کہ اس کہنے سے کہ اتباع آنحضرت کی کرو اور احکام شرعیہ کو مانو بہتر ہے لان البیان بالفعل اظہر من القول چنانچہ امام شافعی رح نے واسطے فہمائش و منع حاسدین ابی حنیفہ رح کے طعن کرنی سے امام صاحب پر ترک قنوت و عدم جہر بسم اللہ کو اختیار کیا تہا جب کے نماز امام صاحب رح کی قبر کے پاس امام شافعی رح نے پڑہی تہی رد المحتار مین ہے ان الشافعی صلی الصبح عند قبرہ فلم یقنت فقیل له قال تادبا مع صاحب هذا القبر و زاد غیرہ انه لم یجهر بالبسملة و اجابوا عن ذلك بانه قد یعرض للسنة ما یرجح ترکها عند الاحتیاج الیه کرغم انف حاسد و تعلیم الجاهل

ولا شک ان اباحنیفۃ کان لہ حساد کثیرون والبیان بالفعل اظہر منہ بالقول مما فعلہ الشافعی افضل من فعل القنوت والجہر انتہی اہل فہم تو کوئی اسکا انکار ہرگز نکریگا کہ یہ طریق بلانیکا طرف اتباع آنحضرت صلعم کی نہایت عمدہ ہے متعصبین وسفہاء کا انکار بعید نہین ہے امام شافعی رح نے تو تا دباً اپنے نزدیک سنت امر کیا اوسکو ترک کیا وہابیان گستاخ آنحضرت صلعم کی ذکر کی محفل جو مستحسن ہے بڑی گر یکا کہ جسکا انکار حرام و مکروہ تحریمہ کہنا چاہئے اسکو بھی ترک نہین کرتے اور ادب نہین سیکھتے ایسے بے ادبون سے خدا تعالی بچاوے مسلمان کو گنگوہی کا یہ قول (وعظ و درس مین تداعی ثابت ہی کیونکہ فرض ہی جیسا فرائض صلوۃ مین تداعی ضروری ہے) بہی سفاہت صرف ہے آیت ادع الی سبیل ربک الایۃ سے وعظ کیواسطے ثابت کرتا تو گنجائش تھی فرض نماز پر قیاس کرتا ہی اول خود ہی بحث بطلان قیاس مین لکہچکا ہی کہ جسمین کوئی نص وارد ہووے تو قیاس باطل ہے اور یہان فرائض پر قیاس کرنا دوسرے قیاس کام مجتہد کا ہی اور یہ گنگوہی تو بیچارہ عالم ہی نہین قیاس کرکے دوزخی بنتا ہی اوپر معلوم ہوچکا ہی کہ غیر مجتہد حکم مین مصیب ہووے تب بہی آثم ہے پس اس قیاس سے بہی استحقاق عذاب نار ثابت ہوا انسیکے کیونکہ وعظ و درس فرض کفایۃ ہے نہ فرض عین اور فرض عین افضل ہے فرض کفایہ سے فی رد المحتار وحاصلہ ان فرض الکفایۃ ما یکفی فیہ اقامۃ البعض عن الکل لان المقصود حصولہ فی نفسہ من مجموع المکلفین کتغسیل المیت وتکفینہ ورد السلام بخلاف فرض العین لان المطلوب اقامتہ من کل عین ای ذات مکلفۃ بعینہا فلا یکفی فیہ فعل البعض عن الباقین وبذا کا افضل نما مر انتہی پس جو امر فرض عین ہے کہ وہ افضل ہی فرض کفایہ مین ہونا ضرور نہین ہے پس اس قیاس سے ثبوت تداعی وعظ مین نہین ہوتا ہی اگرچہ فی نفسہ ثبوت ہووے لکن کلام یہان اوسمین ہی کہ جس سے گنگوہی ثابت کرتا ہی لوس سے ثابت نہین ہوتا ہی چہ جائیکہ مجلس میلاد شریف بہی مجلس وعظ مین داخل ہے مجلس وعظ سے اتباع آنحضرت صلعم کیطرف لوگونکو بلانا غرض ہوتا ہی یہی غرض اس مجلس مین وہان قول صریح سے یہان اس فعل داعی سے پس تداعی یہان بہی ثابت ہے یہ قول گنگوہی (اور تعیین سوراس نماز مین بدعت لکہا ہی مولود مین بہی تعین ہیئات مباحہ کا جو معلوم ہین بدعت ہوویگا اور تعیین وقت اس صلوۃ مین مکروہ شہر ربیع الاول کی کوئی تاریخ مقرر کرنا التزاماً یہان مکروہ ہوویگا) کا بہی وال نادانی پر ہے تعیین سورت بطور ملازمت کی جب ہے اوس سورت کی غیر کے جواز کا قائل نہووے تو ہمارے امام ابی حنیفہ رح کے نزدیک مکروہ ہے اگر اوس سورۃ معین کی غیر جواز کا معتقد ہووے اور باوجود اعتقاد جواز غیر کے کسی سورت معینہ لازم پکڑے واسطے

آسانی و تبرک وغیرہ کے تو مکروہ نہین ہے چنانچہ عینی شرح ہدایہ مین یہ مصرح ہے قلت لا اختلاف بیننا
وبینہم فی الحقیقۃ لان ابا حنیفۃ انما کرہ الملازمۃ اذا لم یعتقد الجواز بغیرہ الشافعی ایضاً یکرہ مثل ھذا
اما اذا اعتقد الجواز بغیرہ ولازم علی سورۃ معینۃ لاحد لوجوہ التی ذکرنا الآن فلا یکرہ انتہی اور تعیین
سورت بحثیت مذکور اسواسطے ممنوع ہی کہ باقی قران سے ہجران لازم آتا ہی اور ہجران قران و اعراض اوس سے
ناجائز ہی بقولہ تعالی وقال الرسول یا رب ان قومی اتخذوا ہذا القران مہجورا قال العینی فی شرح الہدایۃ
اور دوسری وجہ ایہام تفضیل اوس سورت معین کی ہے دوسری سورت قرآن پر اور قرآن کل برابر ہے
تفضیل مین اس قول صاحب ہدایہ کے تحت یکرہ ان یوقت بشیء من القران شیء من الصلوات لما فیہ من
ھجر الباقی وایہام التفضیل امام عینی رح فرماتے ہین م من ھجر الباقی ش لان المواظبۃ علی تعیین
شیء من القران شیء من الصلوات ھجر باقی القرآن من غیر المعین فید خل تحت قولہ تعالی
وقال الرسول یا رب ان قومی اتخذوا ھذا القرآن مہجورا ای متروکا واعرضوا عنہ وایہام التفضیل
ش ای ولما فیہ من ایہام تفضیل المعین علی غیرہ والقرآن کلام اللہ تعالی کلہ سواء فی التفضیل
پس سورت کی تعیین نماز مین اس سبب سے مکروہ ہی کہ ہجر و اعراض باقی قران کا لازم آتا ہی جو ممنوع ہے یا ایہام
تفضیل اوس سورت کا غیر پر لازم آتا ہی یہ بھی ممنوع ہی کہ کل کلام الہی برابر ہے تفضیل مین اور یہان ابرابر کا
اعتقاد فوت ہوتا ہی اور جسجگہ یہ گمان ہووے کہ کوئی جاہل عنی یہ جانیگا کہ غیر اس سورت کا جائز نہین ہے
یا بدون اس سے نماز نہین ہوتی ہے جیسا کہ شافعیہ کے سورت سجدہ کا التزام کرنے سے اکثر عوام کا
یہ اعتقاد ہوا تہا کہ بدون سورت سجدہ باطل ہے تو وہان اسوجہ سے بھی تعیین سورہ مکروہ ہے اگر کبھی بھی
دوسرے سورت نہ پڑہیگا تو باوجود بقا اون دونون وجہون کے فی العینی قال الاسبیجابی والطحاوی ھذا اذا
ذکرا ذا راہ حتما واجبا لا یجزی غیرھا اور ای القرأۃ بغیرھا مکروھۃ اما لو قرأھا فی تلک الصلوۃ
تبرکا بقرأۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہا او تاسیا او لاجل التیسر علیہ فلا کراھۃ فی ذلک
لکن بشرط ان یقرأ غیرھا احیانا لیلا یظن الجاھل الغبی انہ لا یجوز غیر ذلک وغالب العوام
علی اعتقاد بطلان الصلوۃ بترک سورۃ السجدۃ دون سورۃ ھل اتی وما حملہم علی ھذا الا التزام
الشافعیۃ قرأۃ سورۃ السجدۃ انتہی پس اول یہ نادانی کہ تعیین سورت قرآن جو نماز مین مکروہ ہے ان
وجوہ ممنوعہ کے سبب سے اوس پر قیاس ہیئات مجلس و تاریخ شہر ربیع الاول کو یہ گنگوہی کرتا ہی کجا سورت
و کجا ہیئات و تاریخ کوئی وصف ان دونون مین موجود نہین اور وجوہ ممنوعہ کہ ہجر باقی قرآن جو آیت سے

ممنوع ہے اور تفضیل ایک سورت کے دوسرے سورت پر جو اعتقاد برابری تمام قرآن کے خلاف ہو یا کسی محال جاہل
غبی کا گمان کرنا کہ بدون اسکے نماز نہین ہوتی ہے اس ہیئات و تاریخ مین کہان پائے جاتے ہین جو دونون
کو اس وصف مین شریک مانکر ایک حکم دیتا ہے گنگوہی کو خوف خدا تعالے نہین ہے زبردستی تحریم حلال کرتا
ہے اور ادعا ارشارعیت کرتا ہے دوسرے یہ ایک کسی ہیئات خاصہ کا التزام ہونا بہی اس محفل مین مسلم نہین
کوئی ہیئات ایسے محفل مین نہین کہ بدون تبدل و تغیر باقی رہتی ہو معلوم نہین پس چیز ہیئات معین
گنگوہی اپنی ہذیان کر رہا ہے اور شہر ربیع الاول کی کوئی تاریخ معین ہے میلاد شریف کی محفل نہین
کرتا ہے کوئی کسی تاریخ مین اور کوئی کسی تاریخ مین کرتا ہے بلکہ کوئی کسی مہینہ مین اور کوئی کسی مہینہ مین کرتا ہے
افترا محض و کذب خالص ہے جو تاریخ شہر ربیع الاول تعین مانند سورہ کا بتاتا ہے اور بالفرض اگر تعین
ہووے بہی تو کچھ خرابی نہین ہے وجوہ تعین سورت سے واضح ہے کہ یقین سورت ان وجوہ ممنوعہ کسی سبب سے لذاتہ
اگر لذاتہ تعین منع ہوتا تو پہر باقی قرآن و تفضیل سورت غیر پر کہ ان دونون مین قباحت شرعیہ موجود
ہین جو مذکور ہوئین علما کیون پیش کرتے اور تاریخ و ہیئات اگر معین بہی ہووین تو اونمین جبتک کوئی وجہ
ممنوع مانند وجوہ مذکور تعین سورہ موجود نہونگے نفس تعین ممانعت ثابت نہوگی اور ہم کہتے ہین صوم یوم
الاثنین سے تعین یوم شکر ولادت آنحضرت صلعم کا مفہوم ہے اور ہم کہتے ہین کہ استحسان فضلا و علما
و صلحا سے ثبوت اسکا ہوا تو یہ بہی تو دلیل شرعی ہے چنانچہ اوپر چند بار اسکا دلیل ہونا بقول علما فحول و اقوال
علما عطول ثابت ہوا ہے پس یہ تعین و تخصیص بدلیل شرعی ثابت ہے اور بعلمی دیکہو گنگوہی کی کہ خود قول صاحب
شرح منیہ سے جو درباب کراہت صلوۃ رغائب ہے منہا تخصیص سورۃ الاخلاص و القدر ولم یرد
بالتشریع تخصیص کے ممانعت پر دلیل پکڑتا ہے اور صفحہ ۱۰۲ مین لکہتا ہے اس عبارت کی تحت مین (کسی صلوۃ
مین کسی سورۃ کو مخصوص کرنا اطلاق شارع کے خلاف ہے مگر جہان تخصیص وارد ہوگئی جیسا سورۂ جمعہ
اور سورۂ منافقون صلوۃ جمعہ مین مثلاً) اپنی جہالت سے سورۂ جمعہ و سورۂ منافقون کو اطلاق شارع کے
خلاف مستثنی کرتا ہے اور ان کے تخصیص کا قائل ہونا اسکا ظاہر ہے اور حال آنکہ ان سورتون تعین و تخصیص
مکروہ کے علما تصریح فرما رہے ہین تحت قول صاحب ہدایہ یکرہ ان یوقت بشی من القرآن من الصلوۃ
کہ علامہ عینی تصریح ان سورۃ کی کرتے ہین اپنی اس عبارت مین مثل ما اخذ قراۃ السجدۃ و ہل اتی
علی الانسان فی فجر کل جمعۃ و مثل تعین سورۃ الجمعۃ و المنافقین فی صلوۃ الجمعۃ انتہی جس سے صاف
ظاہر ہے کہ تعین ان سورتونکی مکروہ ہے نماز مین اور یہی علامہ عینی ناقلا عن الطحاوی غیر ان سورتونکا بہی جمعہ

جمعہ مین آنحضرت صلعم کا پڑہنا فرماتے ہین قال الطحاوی قرأ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الجمعۃ بغیر ما ذکر
فیہما وعن النعمان بن بشیر انہ علیہ السلام کان یقرأ فی الرکعۃ الثانیۃ ہل اتاک حدیث الغاشیۃ
فیحمل علی انہ قرأ ہذا مرۃ وہذا مرۃ انتہی اس سے واضح ہوا کہ جمعہ مین ان سورتون کے سوا اور سورت
بہی آنحضرت صلعم نے پڑہی جس سے تعین نہونا ثابت ہوا اگر یہی سورتین معین جمعہ کیواسطے ہوتین تو انکے سوا
دوسری سورت آنحضرت صلعم نہ پڑہتے جب دوسری بہی پڑہے تو تعین کا شبہ اوٹھگیا یہ تصریحات
فقہا کی عموماً وخصوصاً موجود ہین کہ کوئی سورت کسی نماز کیواسطے تعین کرنا مکروہ ہے اور اسکی
مثال مین سورت جمعہ ومنافقون وغیرہما خاص کرکے ذکر کرتے ہین اور ایسے عبارت سے عدم تعین
عدم تخصیص یہ گنگوہی دلیل پکڑتا ہے اور پہر سورت جمعہ ومنافقون کے تخصیص شارع سے وارد ہونیکا
قائل ہے یہ عجب تماشا معین تخصیص وتعین اپنے نزدیک عدم تخصیص وعدم تعین اپنے زعم کس چیز کا اسنے
نام رکہا ہے اسکی اس حالت سے واضح ہوتا ہے کہ یہ بالکل تخصیص وتعین کے معنی سے واقف نہین ہے جیسا
اسنے تخصیص کا وارد ہونا شارع سے یہ جانلیا ہے کہ شارع علیہ السلام نے اوسکو کرلیا ہووے گو ہمیشہ نہین
نکیا ہوا اور اگرچہ اوسکا کرنا اور اوسکے غیر کا کرنا دونون برابر جانا ہووے اسی واسطے سورت منافقون
وجمعہ کے بارہ مین تخصیص کے ورود کا قائل ہوا ہے اور اتنی تمیز نہین کہ تخصیص فقط شارع کی ان سورتون
کو بروز جمعہ پڑہنے سے کبہی ثابت نہین ہوتی ہے بڑی دوڑ ایسے کمفہمونکی یہ ہے کہ کوئی حدیث جس
مین آنحضرت صلعم کا ان سورتونکو بروز جمعہ پڑہنا ثابت ہے پیش کردینگے اور بہت خوش ہونگے کہ
تخصیص وتعیین ان سورتونکی حدیث سے ثابت ہے اور ان جہلا ر معتقدا ور تلامذہ غیر مجتہدین
کو یون یہ سمجہائینگے کہ حدیث سے یہ ثابت ہوگیا اتنی فہم نہین کہ یہ اہل فہم کے نزدیک موجب مضحکہ ہے
ایکا پڑہنا تعین وتخصیص کو مستلزم نہین ہے تا وقتیکہ ان پر دوام اور اونکے غیر کا عدم جواز آنحضرت
صلعم کے نزدیک ثابت نہو جاوین اور یہ حدیث مذکور پیش کردینے سے نہین ثابت ہوسکتا ہے پس جس
بیچارہ کو تمیز تخصیص وتعین کے معنے جاننی کے نہو اوسکو کب گنجائش ہے کہ وہ تخصیص وعدم تخصیص ثابت کرے
اوس پر متفرع عدم جواز محفل میلاد وغیرہ کو کرے اب گنگوہی اور انکی معتقدین کو اپنے گریبان مین منہ
ڈالکر دیکہنا چاہیے کہ یہ حال اور انکار محفل میلاد وغیرہ امور مستحبہ امور کا مثل مشہور ہے کی آمدی ونکے
پیر شدی اول کلام علما کو تو سمجہنا چاہیے پہر کسی بات مین دخل دینا چاہیے ان سورتون مین ورود تخصیص
شارع سے ہرگز ثابت نہین ہے جیسا کہ گنگوہی بعلمی سے ورود تخصیص جانگیا اور یہ **قول** گنگوہی کا کہ

اور کوئی امر مکروہ جیسا کہ روشنی زائد از قدر حاجت مثلاً اور ممنوع مذموم ہونا اس مجلس میں ممنوع ہو ویگا اقوال فقہاء سے یہ گنگوہی بالکل بے بہرہ ہے کسی محفل میلاد میں روشنی زائد از قدر حاجت اگر پائی جاوے تو گو وہ فی نفسہ قطع نظر از عوارض ناجائز ہوگی لیکن واسطے قصد تعظیم کے عوام لوگوں کی آنکھوں میں تا کہ آنحضرت صلعم کے محفل میلاد کو حقیر نجانیں اور آپکی ذکر کی شان و شوکت دیکھکر معلوم کر کے خشوع انکو ہووے اور حاضرین غافلین ادب کریں روشنی و عمدہ قالین وغیرہ امور رونق و شوکت محفل کے اقوال فقہا سے درست معلوم ہوتی ہیں چنانچہ کتاب الحظر والاباحۃ فصل لبس میں تحت اس مسئلہ در مختار (ولا یکرہ خرقۃ لوضوء بالفتح بقیۃ بللہ او مخاط او عرق لو لحاجۃ ولو للتکبر تکرہ) کی رد المحتار میں ہے کہ پردوں و عماموں و کپڑوں کا رکھنا قبور صالحین و اولیاء پر بعضے فقہا نے مکروہ جانا ہے ہم اب اس زمانہ میں تعظیم و عدم حقارت کے سبب سے نظر عوام اور جلب خشوع اور ادب زائرین کے جائز کہتے ہیں کہ اعمال نیت کے ساتھ ہیں عبارت یہ ہے کرہ بعض الفقہاء وضع الستور والعمائم والثیاب علی قبور الصالحین والاولیاء قال فی فتاوی الحجۃ وتکرہ الستور علی القبور اھ ولکن نحن نقول الآن اذا قصد بہ التعظیم فی عیون العامۃ حتی لا یحتقروا صاحب القبر ولجلب الخشوع والادب للغافلین الزائرین فھو جائز لان الاعمال بالنیات وان کان بدعۃ فھو کقولھم بعد طواف الوداع یرجع القہقری حتی یخرج من المسجد اجلالا للبیت حتی قال فی منہاج السالکین انہ لیس فیہ سنۃ مرویۃ ولا اثر محکی وقد فعلہ اصحابنا اھ کذا فی کشف النور من اصحاب القبور للاستاذ عبد الغنی النابلسی قدس سرہ انتہی جب یہ امور زیادہ قدر حاجت سے واسطے تعظیم صالحین کے کرنا درست ہوا تو واسطے تعظیم ذکر آنحضرت صلعم کے کرنا ساتھ قصد و نیت مذکورہ بالا کے جو صالحین سے بدرجہا افضل ہیں بطریق اولے جائز ہوگا پس بخوبی بدلالت اولیٰ اس عبارت شامی سے ثابت ہوا جسکو چشم حق بین اوسکے انکار سے کیا ہوتا ہے اولی الابصار کا جانلینا کافی ہے اور نقش و نگار مساجد کی باوجودیکہ قدر حاجت سے زائد ہیں اور ظاہر حدیث سے ممانعت بھی معلوم ہوتی ہے اور ممانعت میں اقوال بھی سلف کے علماء ذکر کرتے ہیں با این ہمہ ہمارے علماء بعضے لاباس بہ فرماتے ہیں اور بعضے قربۃ فرماتے ہیں اور قولہ تعالی فی بیوت اذن اللہ ان ترفع کو اسکی حجت قرار دیتے ہیں کہ رفع اوسکا تعظیم اسکی ہے اور سلیمان علیہ السلام نے بناء بیت المقدس کو تمام کیا اور زینت اوسکو دی بہا سنگ یاقوت سرخ کی بلند و بالا قبہ نصب کیا کہ سات میل اور بعض کہتے ہیں کہ بارہ میل سے وہ چمکتی تہی اوسکی روشنی میں سوت کاتی جاتی تھی اور کعبہ شریف کا باطن منقش و مرصع ہے

مذہب اور ظاہر اسکا ستور دیباج سے ہے اور عمر رض نے کعبہ کو لباس پہنایا اور یہ وجہ ہے کہ تزئین مسجد
میں نماز جماعت کی رغبت دلاتا لوگوں کو ہے اور تعظیم بیت اللہ کی ہے قال فی العینی شرح الہدایۃ وجاء
فی الآثار ان من اشراط الساعۃ تزیین المساجد ومر علی بمسجد مزان بالکوفۃ فقال عن
ھذہ البیعۃ فقیل تقول المسلمین فقال ھکذا ما یکون مصلی المسلمین وبعث وبعد بن
عبد الملک بمال تزین بہ مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فمر بہ عمر بن عبد العزیز
فقال المساکین احوج من الاساطین الا ان محمدا انفی الیاس بقولہ لا یاس بدلائل
لاحت عندہ فیہا قولہ تعالی فی بیوت اذن اللہ ان ترفع ورفعہا تعظیمہا وروی عن
داؤد علیہ السلام بنی مسجد بیت المقدس واتم بناءہ سلیمان علیہ السلام وزینہ حتی
نصب علی اعلی قبۃ بالکبیرۃ الاحمر وکان یضیئ من سبعۃ امیال وقیل اثنی عشر امیال وکانت
الغزلات یغزلن فی ضوءہا قلت المراد ھنا الیاقوت الاحمر وکذا الکعبۃ باطنہا مزخرف
بماء الذھب ظاہرہا مستور بالدیباج وکساہا عمر رضی اللہ عنہ ایضا وفی تزئین
المسجد ترغیب الناس فی الجماعۃ وتعظیم بیت اللہ والدخول فی امر من مدحہ اللہ
تعالی بقولہ تعالی انما یعمر مساجد اللہ من آمن باللہ والیوم الآخر ثم ان تزیین المسجد لما
وارادہ بین الاستحباب وبین الکراھۃ قال اصحابنا بالجواز ولم یقولوا بالاستحباب کما
قال بعضہم ولا بلفظ الکراھۃ لما ذکرنا کما قال بہ بعضہم م وقیل ھو قربۃ ش ای
تزیین تقرب الی اللہ تعالی لما ذکرنا من الدلائل الدالۃ علی انہ قربۃ واجاب ھؤلاء عن الاثر
المذکور بان کونہ من اشراط الساعۃ لا یدل علی البطلان وعن قول علی رض من انہ محمول
علی انہ کان فیہ تماثیل او اعاجیب نقش یشغل المصلین عن الخشوع والخضوع وعن قول
عمر بن عبد العزیز انہ کان من مال الصدقۃ والمسجد لا یصلح مصرفا کذلک وصنع ابو اسحاق
المروزی بحلیۃ الکعبۃ والمساجد والمشاھد بقنادیل الذھب والفضۃ قال الفراء
لا یبعد مخالفتہ حملا علی الاکرام کما فی تحلیۃ المصحف ذکرہ فی الوسط وذکر صاحب الطراز
عن المالکیۃ کراھۃ ذلک کلہ وذکر فی الرعایۃ عن احمد ان المسجد سفیان من النور خرقتہ
وھم محجوجون بما ذکرنا من اجماع المسلمین فی الکعبۃ انتہی پس نقش و نگار مسجد کے قدر حاجت سے
باوجودیکہ زیادہ ہیں لیکن تعظیم کیواسطے جائز و قربت قرار دیگئی ہیں اور مجالس آنحضرت صلعم کی تعظیم سے

الغرض کسی مسلمان کے دین مین نہین ہے درصورت زیادت کی بدلالت اولی تعظیم کیواسطے وغیرہ زائد قدر حاجت
سے کرنا درست ہوگا اور درصورت مساوات تعظیم کی بدلالت مساوات ثبوت ان امور کا اس سے ہوگا اور
جسطرح قولہ تعالی فی بیوت اذن اللہ ان ترفع سے دلیل اوپر جواز نقش ونگار مسجد کی باینطور بیان
ہی کہ رفع ان بیوت کا تعظیم انکی ہے اسیطرح آنحضرت صلعم کی ذکر کیلیے حق تعالی فرماتا ہی ورفعنا لک ذکرک
رفع سے مراد تعظیم ہے اور تعظیم یہ امور زائد قدر حاجت سے کہ نقش ونگار مین داخل کیئی ہین ایسے اس ذکر کی
محفل مین روشنی زائد قدر حاجت کسے مثلاً داخل تعظیم مین ہوگی اور جسطرح کعبہ شریف کو مزخرف کرنا
ولباس پہنانا تعظیم کعبہ مین داخل ہے باوجودیکہ قدر حاجت سے یہ زائد ہے اسطرح یہان محفل ذکر
آنحضرت صلعم مین جاننا چاہیئے اور جسطرح زینت دینا مساجد کو رغبت دلانا ہی لوگونکو جماعت مین کہ رغبت
کرکے آوین اسیطرح یہ زینت محفل ذکر آنحضرت مین زینت ساتھ فروش وغیرہ کے ساتھ کرنا رغبت
دلاتا ہی لوگونکو کہ آکر ذکر آنحضرت صلعم کی معجزات ومدائح واخلاق وحلیہ وشفقت علی الامت رحمت کا سنکر
اخلاص محبت پیدا کرکے اتباع اختیار کرین اور اوپر شفاء قاضی وشرح ملا علی قاری سے گذر چکا ہے
کہ جیسے تعظیم آنحضرت صلعم کی مسلمان پر حالت حیات مین واجب تہی بعد ممات کی بہی وقت ذکر آنحضرت
صلعم اور وقت ذکر کلام آنحضرت صلعم اور وقت ذکر طریقہ آنحضرت صلعم کے اور وقت سننے اسم مبارک
آنحضرت صلعم اور مدح آنحضرت صلعم اور ذکر جمیع حرکات وسکنات آنحضرت صلعم کی وتعظیم آنحضرت
صلعم کی واجب ہے اور وقت ذکر آنحضرت صلعم خضوع ظاہر مین اور خشوع باطن مین اور حرکات سے ساکن
ہوجانا اور ہیبت مین اور خوف مین آجانا واجب ہے جیساکہ آنحضرت صلعم روبرو ہوتا اور ایسا کرنا اوسکو
واجب ہوتا اس سے واضح ہوکہ آپکی ذکر تعظیم ایسی ہے جیسی آپکی ذاتکی تعظیم اس قیام وقت ولادت کا جواب
بہی ظاہر ہوگیا کہ جب ذکر کی تعظیم آنحضرت صلعم کی ایسی ہوئی جیسے ذاتکی تعظیم تو ذات ولادت آنحضرت
کی ہمارے روبرو ہوتی اور اس سے ہم اپنے ذات ولادت سے تو تعظیماً قیام کرتے ایسی ہی ذکر ولادت کی
تعظیم ہمکو ذکر چاہیئے اور جب استحسان بہی علماء کا اس پر ہوگیا تو اب کچھہ چون وچرا کی گنجائش مسلمان کو
باقی نرہی اور آنحضرت صلعم کی شان وشوکت وعظمت کیواسطے آنکہون عوام جیسے ذات تعظیم بحسب مقتضی وقت
ہم ایسے کرنے کہ خوب رونق محفل کو انکی ذات کیواسطے تو اب یہ معاملہ ذکر کی ساتھہ ہم ایسا کرین تو جواز
اسکا عاقلین کے نزدیک ظاہر ہے صاحب مجمع البحار ناقلاً عن الکرمانی فرماتے ہین کہ اگر کوئی کرے بلند بنا
مسجد کے اور زرنگار کرنے اس مسجد کے تو وصیت اوسکی نافذ ہوگی اسلیئے کہ لوگونکی واسطے فساد ہوئی ہے

پیدا ہوئے بقدر نئے انکو پیدا کرنے اونکے کہ اونہون نے اپنے گہرونکو بلند وبالا ومحکم بنانا جلوس کیا اور انکو زینت
دی اگر مساجد کچی اینٹونکی اور پست وغیر محکم بناوینگی درمیان بلند مکانون کی کہ بسا اوقات اہل دنیا کے ایسے
مکانات بلند وبالا محکم ہوتی ہین تو البتہ اون مساجد کی جو ایسے بنائے جاوینگے اہانت وحقارت ہوگی
چنانچہ لفظ زخرف کی تحت مین یہ فرماتی ہین ولو اوصی بتشیید مسجد وتحمیرہ نفذت لانہ قد حدث
للناس فتاوے بقدر ما احدثوا وقد احدثوا التشیید بیوتہم وتزیینہا فلو بنینا مساجد باللبن
قطا فتر بین الدور واشاهقة وربما كانت لاهل الذمة لكانت مستهانة انتهى بقدر الحاجة
پس یہان بہی یہ دلالت ثابت ہین لوگونکی نئی باتین حادث کی ہین کہ اپنے مجالس روشنی زائد وفروش
وغیرہ سے مزین کرتی ہین اگر ہم آنحضرت صلعم کی ذکر کی مجلس کو ایسے امور سے آراستہ نکرینگے تو آنحضرت
صلعم کی حقارت واہانت عوام جہال کی دلونمین ہووینگی پس اسلئے آراستہ کرنا ساتھ روشنی زائد وفروش
وغیرہ کے ساتھہ کرنا چاہیے جس امر سے عوام کی دلونمین خدشہ پیدا ہونیکا خوف ہووے اور احتمال ہووے گناہ
وگناہ مین واقع ہونگے اگرچہ وہ فعل جائز ہووے تو اوس امر کو نکرنا بہتر ہے چنانچہ آنحضرت صلعم نے
بنا کعبہ شریف اسی خیال سے نکی باوجودیکہ بنا جیسے آپ چاہتے تہے جائز تہی ایسے ہی چنانچہ قرات قرآن جو
عوام کے نزدیک غریبہ ہون نپڑہنا اولی ہے واسطے خیانت دین عوام کی فی در المختار ویجوز بالروایات
السبع لکن الاولی ان لایقرأ بالغریبة عند العوام صیانة لدینهم انتهى وفي رد المحتار ای بالوجوه
الغريبة والامالات لان بعض السفهاء يقولون ما لا يعلمون فيقعون في الاثم والشقاء ولا
ينبغي للائمة ان يحملوا العوام على ما فيه نقصان دينهم ولا يقرأ عندهم مثل قراءة ابي جعفر وابن
عامر وعلي حمزة والكسائي صيانة لدينهم فلعلهم او يضحكون وان كان كل القراءات والروايات
صحيحة فصيحة ومشائخنا اختاروا قراءة ابي عمرو وحفص عن عاصم اه من التتارخانية عن فتاوى
الحجة انتهى ہی احتمال یہان موجود ہی کہ اس زمانہ مین اگر محفل میلاد شریف ہوگی اور دوسرے محفل لوگ
آراستہ کرتی ہین تو عوام کی دلونمین شاید استخفاف واقع ہووے اور آنحضرت صلعم کے ذکر کو حقیر جانین اور گناہ
مین پڑین عاقلین انصاف غور کرینگے تو اسکی نظائر شرع مین بے شمار پاوینگے کہ بالغرض ان امور کا جواز
گنگوہی ان عوارض مجوزہ سے چشم پوشی کرکے زبان زائد از قدر حاجت عدم جواز وکراہت کے ثبوت کے
واسطے لاتا ہی اور جائز بالعوارض کو ناجائز بتاتا ہی اہل علم کو واضح ہے کہ عوارض سے امر ناجائز بہی جائز ہو
جاتا ہی اور جائز ناجائز ہو جاتا ہی جالس کیواسطے قیام کی منع ظاہر حدیث سے مفہوم ہے لیکن اس زمانہ مین اعوان

قاضی کا کھڑا رہنا تاکہ عوام وسفہاء واشرار کی نظروں مین ہیبت معلوم ہووے اوپر فتح القدیر وعینی سے گذر چکا ہے
الغرض تبدل علت سے احکام بدل جاتے ہین اور جیسے علت موجود ہوتی ہے اوسکے موافق حکم شرع لگتا ہے
علماء پر یہ واضح ہے اور محققین اسکو خوب جانتے ہین اسیواسطے مع ان قیود کے گنگوہی بعلمی سے ناجائز جانتا
ہی اس زمانہ مین جائز فرماتے ہین بلکہ مستحسن جانتے ہین یہ سراسر خبط وجنون ہے کہ تمام جہان کے علماء وفضلاء
کو ناحق پر بتانا اور اپنی گروہ کے چار منکرین کو ہی برحق جاننا اور ایسے علماء محققین کے اقوال جنکا شرع
مین اعتبار کیا جاتا ہی چنانچہ اونکی اسامی بارہا گذر چکی ہین مانند ابن حجر وجلال الدین وملا علی قاری وغیرہم
مذکورین بالا کے سبکو نہ ماننا اور ان تمام اولہ کو پس پشت ڈالدینا ایسے آدمی کو کون عاقل کہیگا اور یہ قول
گنگوہی کا ہی (جیسا کہ عوام کا اس صلوۃ کو سنت اعتقاد کرنا باعث کراہت ہوا ایسا ہی اس مولود کی مجلس
کو ضروری جاننا عوام کا موجب کراہت کا ہی) مفتریات سے ہی کہ عوام کی طرف نسبت ضروری جاننیکی
کرتا ہی اگر عوام ضروری جانتے تو ہمیشہ کرتے کبھی ترک نکرتے اور مانند روزہ رمضان یا عیدین ضروری
عمل مین حال آنکہ اکثر عوام لوگ نہین نہین کرتے ہین بعضے کرتے ہین اور جو کرتے ہین اونکا ضروری جاننا بھی
ان کے منہ سے نہین سنا گیا اور نہ کسی نے کسی رسالہ وکتاب مین خواہ کسی زبان مین ہو اردو وفارسی
عربی گجراتی مین اسکو ضروری لکھا ہی اور ایک فعل ہمیشہ سے کوئی کرے تو اوس سے یہ مفہوم ہوتا کہ یہ ضروری
جانتا ہے مثلاً مستحباب جو نماز وروزہ مین اونکو کوئی ہمیشہ کرے تو اوسکا یہ فعل کرنے سے اسپر دال نہین کہ یہ اسکو
ضروری جانتا ہی ہمیشہ گناہ کرنیوالے کو بھی یہ کوئی عاقل فقط اوسی کے فعل کرنے سے استدلال اوسکی ضروری
جاننے پر نہین کرسکتا ہی بہت سے عوام لوگ انگرکھہ ٹوپی ہمیشہ پہنتے ہین اونکی اس فعل سے یہ کوئی نہین
ثابت کرسکتا ہی کہ اسکو ضرور جانتے اور کرتہ عمامہ کو پہننا مکروہ جانتے ایام بیض وعاشورہ وعرفہ کا روزہ ہمیشہ
رکھنے سے کوئی یہ خیال نہین کرسکتا ہی کہ اسکا عامل انکو ضروری جانتا ہی الغرض ہمیشہ کسی فعل کے کرنے سے
یہ لازم نہین آتا ہی کہ کرنیوالا انکو ضروری جانتا ہی جب تک اسکے قول سے اشارہ کنایۃً وصراحۃً یہ مفہوم ہووے
پس جب عوام کا یہ قول نہین اور نہ کسی کتاب ورسالہ سے گنگوہی اسکا ثبوت دیسکتا ہے اور اہل سنت وجماعت کے
عوام دو چار سے بھی نہین کہلا سکتا ہی تو اور ہمیشہ کرنا اسکو یعنے ضروری جاننیکو مستلزم نہین ہی تو یہ افترا محض
گنگوہی کا عوام پر ہے ایسے مفتریات سے محفل میلاد شریف کو رد کرتا ہی بالفرض والتقدیر اگر لاکھون مین
ایک دو آدمی ایسے بالکل احمق ہوویں کہ کسی کی صحبت بھی انکو نہووے اور صحبت یافتہ کی بات بھی اونہون
نے کبھی نہ سنی ہووے وہ اپنی جہالت وسفاہت سے ضرور ہونا سمجھہ جاوین تو انکو فہمایش کردینا ضرور ہی کہ ضرور

فرض و واجب نہین اور مستحب و مستحسن ہے نہ یہ کہ ایکدو کے ایسے قول حماقت کے سبب سے تمام جہان کی محافل کو مکروہ
لکہدینا چاہئے یہ کوئی عقل و علم کی بات نہین معدوم کے ہوتا ہی نادر پر حکم نہین ہوتا ہی النادر کالمعدوم مشہور
معروف ہے غالب پر حکم لگایا جاتا ہی آدمی کو فہم چاہئے یہ کوئی عاقل گنگوہی کی بات کو تسلیم کیونکر کریگا کہ عوام
اسکو جانتی ہین پس یہ زعم گنگوہی کا باطل ہے اور یہ جو گنگوہی نے کہا کہ (جسطرح اس وضاع کے اعزار اس
صلوۃ مین ہے اور اوسیطرح فرضاً عین روایات مجلس مولود کے بیان اعزار حاصل و موجود ہے) اسرار
اسکی بیعلمی پر دال ہے صلوۃ رغائب کا تو مدار ہے حدیث موضوع پر ہے اس صلوۃ کے عمل سے عملکرنا
حدیث موضوع پر لازم انفکاک ممکن نہین ہے کیونکہ اسکی اثبات کے حدیث موضوع ہے چنانچہ یہی
عبارت شرح منیۃ المصلی سے ہی واضح ہے اور رد المحتار مین اسیطرح یہی تحت قول صاحب درمختار کی (وفی
حاشیۃ بخط ثقۃ وکذا الصلوۃ رغائب و براۃ و قدر) کی یہ موجود ہے قال الرحمتی ہو من الحواشی
الموحشۃ و یمنع التوثق بذلک الخط اجماعہم علی حرمۃ العمل بالحدیث الموضوع وقد نصوا
علی وضع حدیث ہذہ الصلوۃ والفقہ لاینقل من الہوامش المجہولۃ سیما کان فسادہ ظاہراً
انتہی پس صلوۃ رغائب پر عمل کرنا تو حدیث موضوع پر عمل کرنے سے منفک ہرگز نہین ہے اس پر مجلس میلاد شریف
قیاس کرتا ہی اگر کسی نے کوئی روایت کہین موضوع بالفرض اس مجلس مین ذکر کردی تو اس مجلس کیواسطے
لزوم تو روایت نہین ہوگیا اور تمام مجالس کا ایک حکم تو نہین ہوگیا بہت سے کتب و رسائل مولود
محققین نے مانند ابن حجر و ملا علیقاری و ابن جوزی وغیرہم لکہے کیا تمام مین یہی روایات موضوعہ ہین اور
کوئی محفل میلاد خالی روایات موضوعہ کیا نہین ہوتی ہے جو علی الاطلاق تمام محافل بلا تخصیص محفل
کی یہ ایک حکم یہ گنگوہی دی اگر ایسا ہی کہ کسی نے کبہی کوئی روایت موضوع کسی کتاب مین لکہدی اور
کسی نے اوسکو بیان کردیا اون روایات اور ان سے تمام محافل مکروہ ہوگئین تو یہی حکم تمام محافل
وعظ کا دینا چاہئے کیونکہ وعظ کی کتابین مانند انیس الواعظین وغیرہ کے جو واعظ لوگ لئے پہرتے ہین بہت سے
روایات موضوعہ اونمین موجود ہین اور قدیم و ہمیشہ واعظ ایسی روایات بیان کرتے رہی ہین مجمع البحار
صدہا برس کی کتاب بنی ہوئی ہے اوس خلاصہ سے نقل کیا ہے اور واعظ لوگونکو ہی واضعین شمار
کیا ہی اور صاحب خلاصہ فرماتی ہین کہ اکثر مجلس وعظ مین ایسے احادیث بیہودہ ہوتی ہین واعظ اونکو ذکر
کرتے ہین ہین رد کرتا ہون تو کینہ و حسد مجہسے کرتی ہین کما قال ومنہم القصاص لانہم یریدون احادیث
ترقق و ینفق وفی الصحاح یقل مثلہ ثم ان الحفظ یشق علیہم و ینفق عدم الدین و یحضرہم جہال

وما اكثر ما تعرض على احاديث فى مجلس الواعظ قد ذكرها قصاص الزمان اى دعا لهم فاوردها
فيحقدون على انتهى فانى المجمع اور شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی عجالہ نافعہ میں فرماتے ہیں اور فرقہ دیگر
کہ مایہ از علم حدیث نداشتند و محدثین را موقر و معظم دیدند خواستند کہ خود را ہم درین فن داخل نمایند این
صنعت قبیحہ اختیار کردند مثل ابو البختری وہب بن وہب القاص و سلیمان بن عمرو النخعی و حسین بن علوان
و اسحق بن نجیح و غالباً این فرقہ بوعظ و تذکر مشغول بودند انتہی اور شرح نخبۃ الفکر میں ہے کہ حامل وضع
حدیث پر یہی کہ لوگونکو رغبت دلانے کیلئے عجیب و غریب بیان کرنا چاہئے واسطے قصد شہرت کے
او الاغراب لقصد الشهرة انتهى شرح شرح النخبۃ میں ہے تاکہ عوام کے نزدیک بہت بڑی علماء میں سے
مشہور ہو وہے اور اوسیہی شرح الشرح میں کہ ایک واعظ کا قصہ لکھا کہ اوس نے ایک مسجد میں کہ احمد
بن حنبل و یحیی معین بھی وہان موجود تھے وعظ کہا اور بیان کیا کہ یہ حدیث کی ہے مجھکو احمد بن حنبل
و یحیی بن معین نے جب وعظ کہہ چکا تو یحیی بن معین اس سے کہا کہ احمد بن حنبل یہ ہیں اور ابن معین میں ہوں
تجھکو جھوٹ بنانا منظور تھا کسی غیر پر جھوٹ بنایا ہوتا ہم پر کیوں بنایا تو یحیی بن معین احمق بنایا اور کہا کہ میں نے حدیث
سترہ احمد بن حنبل سے لکھی ہے عبارت یہ ہے قوله لقصد الاشتهار الخ اى ليشتهر عند العامة انهم من
العلماء الكبار و ليشتهر ذلك الحديث فى اهل الديار و ذكر فى خلاصة الطيبى ان من الواضعين
قوم من السوال و شحاذين يقفون فى الاسواق و المسجد فيصفون على رسول الله صلى الله
عليه وسلم احاديث باسانيد صحيحة قد حفظوها فيذكرون الموضوعات بتلك الاسانيد قال
جعفر محمد الطيالسى صلى احمد بن حنبل و يحيى بن معين فى مسجد الرصافة فقام بين ايديهما
قاص فقال حدثنا احمد بن حنبل و يحيى بن معين قال حدثنا عبد الرزاق قال حدثنا
معمر عن قتادة عن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من قال لا اله الا الله
يخلق الله من كل كلمة منها طائر منقاره من ذهب و ريشه من مرجان و اخذ فى قصة نحو عشرين
ورقة فجعل احمد ينظر الى يحيى و يحيى ينظر الى احمد بن حنبل فقال انت حدثت بهذا فقال
والله ما سمعت به الا هذه الساعة قال فسكتا جميعا حتى فرغ فقال اى اشارة يحيى بيده
ان تعال فجاءه متوهما لنوال يجيزه فقال له يحيى من حدثك هذا فقال احمد بن حنبل
و يحيى بن معين فقال انا ابن معين و هذا احمد بن حنبل ما سمعنا بهذا قط فى حديث
رسول الله صلى الله عليه وسلم فان كان ولا بد الكذب فعلى غيرنا فقال له انت ابن معين

قال نعم قال لم ازل اسمع ان ابن معین احمق ما علمتہ الا ہذہ الساعۃ قال یحیی وکیف علمت انی احمق قال فانہ لیس فی الدنیا یحیی بن معین واحمد بن حنبل غیر کما کتبت عن سبعۃ عشر احمد بن حنبل غیر ہذا قال فوضع احمد بن حنبل کسعہ علی وجہہ وقال دعہ یقوم فقام کالمستہزئ بہما انتہی پس جب اوسی زمانہ مین بہت اچھا زمانہ اس زمانہ کی نسبت ایسے موضوعات روایات وعظ مین واعظ لوگ بیان کرتے تھے تو اس زمانہ کا کیا اعتبار ہے اس زمانہ کے واعظ کا ہر وعظ کیا خالی موضوعات سے ہوتا ہے پس بعض لوگ روایات موضوعہ محفل میلاد مین بالفرض والتقدیر اس زمانہ مین پڑہتے ہین اس سبب سے تمام مجالس مکروہ ہوگئے تو بعض وعظ کا بہی یہی حال ہے پس تمام مجالس وعظ کو بہی گنگوہی مکروہ کہدے اور مولوی عبد الخالق واعظ دیوبند بہی اب تو مرتکب فعل غیر مشروع کہدے پس جو جواب تمہارا ہے وہی ہمارا ہے ایسے لغو بیہودہ تقریر گنگوہی کی ہے کہ اسکے سبب سے تمام وعظ بہی مکروہ ہوئے جاتے ہین شاید اپنی سفاہت سے کہدیگا کہ وعظ مین یہ درست ہے مجلس میلاد شریف مین درست نہین تو اس تفرقہ دلیل کی ہم طالب ہین شاید کہوے کہ وعظ مین روایات موضوعات نہین ہوتے تو کتابین وعظ دکہا دینگے جنکو بعض وعظ بہی پڑہتے ہین الغرض تمام مجالس کا ایک حکم دیدینا نہایت درجہ کی سفاہت وحماقت ہے پس اس قول سے نادانی وبے علمی ثابت ہوئی اور مجالس میلاد مین اعزا وضاع لازم نہین بسبب ہونیکے ہر مجلس مین روایات مانند وعظ کے بعض مجلس میلاد اعزا مراد لیگا تو یہی وعظ مین پیش کیا جاویگا اور بعض مین اعزا وضع پائی جانی سے کل مین اعزا ہونا مرا لینا تو یہی حکم وعظ مین جاری ہے پس قول گنگوہی کا ساقط ہے اور یہ گنگوہی او جیسا کہ رفع خشوع سبب عدم سو اس نماز مین موجود شب بیداری مجلس سے صلوۃ فجر مین سبب کاہلی نوم کے رفع خشوع جیند کو زائد موجود ہے یہی کمال بے انصافی ہے شب بیداری عبارت تمام شب بیدار رہنے سے ہے مراد نے واعلی جانتا ہے کہ اس مجلس کے واسطے شب بیداری لازم وضرور نہین ہے بلکہ رات مین ہونا بہی ضرور نہین ہے چنانچہ مشاہدہ ہر خاص وعام کا ہے کہ یہ مجلس دن مین بہی بہت ہوتی ہے اور رات مین بہی ہوتی ہے تو تمام شب نہین ہوتی ہے غایت نصف شب کبہی اس سے بہی قبل اور نصف شب تک جاگنا بلکہ نماز عشا بہی نصف شب تک مباح ہے فی الدر المختار وتاخیر العشاء الی ثلث اللیل قیدہ فی الخانیۃ وغیرہا بالشتاء اما الصیف فیندب تعجیلہا فان اخرہا الی ما زاد علی النصف کرہ لتقلیل الجماعۃ اما الیہ فمباح انتہی پس نصف شب بیداری کرنے سے ایسی کاہلی پیدا ہوتی کہ فجر کی نماز مین کاہلی کے باعث خشوع فوت ہوتا کہ جس سے کراہت لازم آتی تو فقہاء منصف شب نماز عشاء کو مباح نہ فرماتے

بلکہ مکروہ فرماتی جیسے کہ بعد نصف شب کے نماز عشاء کو مکروہ فرماتی ہین لکن یہ مکروہ فرمانا سبب عدم خشوع کے
نماز فجر مین نہین ہے بلکہ اس سبب سے ہی کہ نصف شب کے نماز عشاء پڑہنے تفضیل جماعت عشا کی
ہوتی ہے چنانچہ اسہی عبارت در مختار سے یہ اوپر گذر چکا ہی پس نصف شب کے بعد تک ہی مجلس میلاد
شریف رہے تو نماز فجر مین کچہہ خرابی نہین ہان شب بہر جاگنے مین یہ خوف ہی اور شب بہر جاگنا یہان
ہرگز نہین ہوتا ہی لکن یہ ہی اوس شخص کیواسطے جسکو عادت جاگنیکی نہووے اور جسکو عادت ہووے
انکو یہ خوف بہی نہین امام صاحب و دیگر بزرگان دین تمام رات جاگنا اور فجر کی نماز عشا کے وضو سے پڑہنا
اور ایک ختم قرآن مجید کا کرنا ہر رات مین ثابت ہے ایسے صاحبونکو کاہلی ایسے نہین ہوتی کہ نماز صبح مین
خشوع جاتا رہے اور عدد سورتونسے خشوع اوسہی نماز کی مین فرق پڑتا ہے جسمین عدد سور کہا جاتا ہی کیونکہ
اسوقت شمار کا بہی لحاظ رکہنا اور حضور قلب و خشوع بہی اوسیوقت ہونا دشوار ہے غالبًا فرق حضور قلب
و خشوع مین ضرور آویگا اور مجلس میلاد شریف اور وقت مین ہوتی ہے اور نماز فجر دوسرے وقت مین
اُسمین غالبًا ایسی کاہلی کہان ہوتی ہے کہ جس سے حضور قلب و خشوع نماز فجر کے مین فرق آجاوے یہ امر تو
ہر فرد بشر پر بحالت عقل واضح ہے کہ نصف شب تک یا کچہہ زائد تک جاگنی کی تو اکثر لوگونکی عادت اس زمانہ مین ہے
اسکے بعد سونے سے نماز فجر مین کاہلی ہرگز نہین ہوتی ہے پس یہ قیاس گنگوہی کا ہی اوسکی فہم و علم
ناقص سے خبر دیتا ہی اور چند گونہ رفع خشوع بتانا گنگوہی کا اسیطرح ہے اور یہ قول گنگوہی کا (اور جسطرح
اس صلوۃ مین تعجیل صلوۃ فجر سے سنت وقت فوت ہوتی ہے اس مجلس کے اکثر حاضرین کے خود
نماز فجر ہے فوت ہوجاتی ہے) سراسر افترا ہی کہ حاضرین مجلس کے حق مین بسبب حضور مجلس کے اکثر حاضرین
کی نماز کا فوت ہونا بتاتا ہے جہوٹ بولتے ہوئے شرم نہین آتی وہابیہ کے تو وہان فروغ تجلی نور ملائکہ حاضرین
مسجد کی سے کہ ذکر جہر کی مسجد مین آنا انکا احادیث سے ثابت ہے جلتی ہین اور اس مجلس کا نام سنکر مانند
شیخ نجدی نہایت غم و اندوہ انکو ہوتا ہی اور وہان جاتے ہوئے ڈرتی ہین کہ وقت قیام قیام نکرینگے تو
اہل سنت و جماعت منکرین ذکر جمیل آنحضرت صلعم کو سزا انکو پہونچاوینگی باین ہمہ اس گنگوہی نے
کسطرح جانا کہ نماز حاضرین مجلس کی قضاء ہوجاتی ہے وہ ہی ایسا تفصیل سے کہ اکثر کی قضاء ہوجاتی
اور ہوجانیکا لفظ استمرار پر دال ہے جو مشعر اس امر کا ہی کہ ہمیشہ کا حال گنگوہی بیان کرتا ہی اور تمام
مجالس کا یہی حکم دینا اسی پر دال ہے کہ تمام جہان یا ملک مخصوص مانند ہند یا روم یا شام وغیرہا کا حال
اسکو معلوم ہی کسی وہابی کو دعوے ہے تو یہ ثابت کر دے کہ ایک شہر مین جو مجالس ہوتی ہین اوسکے اکثر

حاضرین مجلس کے سبب حضور کے نماز فوت ہمیشہ ہو جاتی ہے یا دس بیس ہی دفعہ فوت ہونا ثابت کر دی
خیر ایکدفع دکہا دی کہ تمام اوس شہر کے مجالس کا یہ حال ہے یہ تو کسی وہابی سے حشر تک بہی نہین ہو سکتا
ہی اور نہ ہوا ہے فاتقوا النار التی وقودہا الناس والحجارۃ پر عمل کر کے وہابیہ کو تو یہ کرنا لازم ہے
اور آیت لعنت اللہ علی الکاذبین کی وعید سے انکو بچنا ضرور ہے ایسے مفتریات کرنا ایسے ہی کا جزن
کا پیشہ ہے جنکو ایمان سے بہی کچہہ علاقہ نہین ہے یہ جو کہا گنگوہی نے کہ (اس صلوۃ مین جسطرح
سبب سجدہ خارج نماز کی کراہت حاصل ہوئی اس مجلس مولود مین بسبب لبساط غیر مشروع کی اور لباس
ممنوع کی اور اسراف روشنی کی کراہت موجود ہے) سراسر بے انصافی و تعصب ہے کجا سجدہ غیر مشروع
کجا لبساط وغیرہ مجالس کے امور کے اوس سجدہ کا جواز تو بالعرض و بالذات کسیطرح معلوم ہی نہین ہوتا
اور روشنی زائد از حاجت و فروش کا جواز واسطے تعظیم مجلس کے اور عدم حقارت و اہانت کی قطع
عولم اور رفعنا لک ذکرک سے معلوم ہو چکا ہی پس جسکا جواز کتب دینیہ سے بطور دلالت کی معلوم ہو قیاس
ایسے چیز پر کرنا جو کسیطرح جائز نہین سراسر نادانی ہے اور گنگوہی جو فروش و لبساط کو غیر مشروع بتاتا ہے
انکل پچو کہہ رہا ہے اسلئے لبساط محافل و مجالس میلاد کی کہان دیکہے اوسمین کونسے چیز ناجائز ہے وہ فرش
چاند سونے کے ہوتے نہین ہین ریشم کے بہی نہین قالین سوت یا کسی جگہ صوف کی اور دریان سوت کے
اور چاندنیان و سوزنیان یہ تمام سوتی ہوتی ہے گاؤ تکیہ وہ بہی روئی و سوت کا کپڑا اوسمین کوئی چیز
غیر مشروع نہین لبعض جانے پر یہ تمام امور ہوتی ہین اور اکثر جانے نہین بہی ہوتی ہین اگر بالفرض
ریشم کا تکیہ و فروش ہووے تو کچہہ مضائقہ نہین ہے ہدایہ مین ریشم کا تکیہ اور ریشم کے فرش پر
سونا لاباس یہ لکہا ہے امام صاحب کے نزدیک ولاباس بتوسدہ والنوم علیہ عند ابی حنیفہ
وقالا یکرہ اور ایسے اختلاف ریشم کے پردہ مین ہے اور اسکے لٹکانیمین دروازہ پر وکذا الاختلاف فی
ستر الحریر و تعلیقہ علی الابواب انتہی مافی الہدایۃ اور در مختار مین ہی کہ پردہ رقیق واسطے
بہکانی مچہرونکی ہووے اوسمین سونا مردونکو درست ہے (ولاباس بکلۃ الدیباج وہو ماسداہ ولحمتہ
ابریشم شرح وہبانیۃ (للرجال) لانہ لیس بلبس ونظم شارح الوہبانیۃ فقال ومن کلۃ الدیباج فالنوم
جائز انتہی اور تحت قول صاحب درمختار کی (والکیس الذی یعلق) رد المحتار مین بہی وفی الدر المنتقی ولا
تکرہ الصلوۃ علی سجادۃ من الابریسم لان الحرام ہو اللبس اما الانتفاع بسائر الوجوہ فلیس
بمانحن فیہ الصلوۃ الجواہر انتہی دیکہو فرشی و تکیہ پردہ لٹکانیکا اور پردہ واسطے نکہبانی مچہرونکی اور

نماز کا یہ تمام ہمارے علماء کے نزدیک جائز ہین پس فروش مجالس میلاد کی اور تکیہ و پردہ ریشم کی ہووین تب بہی غیر مشروع نہین ہین معلوم نہین کو سنے بساط کو گنگوہی غیر مشروع بلکہ انکل پچو بتاتا ہی اور بیچ وکیہے کے زبردستی ایسے باتین کرتا ہی اگر کسی سے سنا بہی ہووے تو بلا تحقیق صحیح ایسا کہدینا بدلیل حدیث نبوی صلعم کفی بالمرء کذبا ان یحدث بکل ما سمع کی جہوٹ سے یہ خالی نہین ہے اور بعض لوگونکی لباس غیر مشروع ہووے بالفرض تو اوس سے مجلس میلاد کو کیا نقصان ہے جواز مجلس وعظ و تذکیر کی یہ نہین ہی کہ تمام لوگ موافق لباس پہنکر مجلس مین تو مجلس وعظ درست ہووے ورنہ نہین ایسے تصریح کہین کسی عالم محقق وفقہ قابل قبول کے قول کے پیش کی ہوتے گنگوہی سنے تو اسوقت ایسے لوگونکی حضور سے کراہت و عدم جواز معلوم ہوتا اس زمانہ مین یہ بہی جواز کے واسطے ضرور ہو گا تو کوئی مجلس وعظ نماز تراویح و عید و استسقاء و نکاح وغیرہا بدون کراہت نہوگا اور ایسے ہی لوگونکی فہمائش اور اتباع آنحضرت صلعم کی رغبت دلانیکو مجالس وعظ و مجالس میلاد شریف کی جاتی ہین اور انہین لوگون کے افادہ و افاضہ کیواسطے یہ مجالس ہوتی ہین جب یہ شرط ہوئی کہ یہ لوگ نہووے تو انکو ترغیب و ترہیب جسکے سبب سے ایسے امور کو چہوڑدین نہ آوینگے تو کسطرح ہوگی اور تمام لوگ من کل الوجوہ پابند شرع ہونگے تو اونکو ترغیب و ترہیب سے جو غرض ہی کہ اتباع شریعت حاصل ہی ہے پہر اونکو چندان فائدہ ہونا متصور نہین ہے انبیاء علیہم السلام کی گفتگو کرنا کفار اور فہمائش اور آنحضرت صلعم کے مجلس مین کفار کا آنا ثابت ہے انکے آنے سے تو مکروہ نہووے ہان مسلمان لوگ کو فاسق ہون جو بدرجہا کفار سے بہتر ہین جنکا آنا راست آنا بہ نسبت کفار کی بہت آسان اونکی آنے سے وہابیہ کے نزدیک مجلس مکروہ ہوجاتی ہے اگر ایسا ہی ہے تو مجالس وعظ وغیرہ کو بہی مکروہ کہنا چاہیئے یا مجلس میلاد سے عناد ہی کہ یہ وجہ عدم جواز اپنی رائے سے خاص اس مجلس کے ساتھ کی ہے اور دوسرے مجالس مین اگرچہ ایسے وجوہ موجود لکن وہ مکروہ نہین ہوتین اس پردال کسی عالم محقق کا قول لانا چاہیئے ورنہ معاندت صرف ہے اور روشنی وغیرہ کا جواز ہم اقوال فقہاء سے ثابت کر چکے پس بعلمی گنگوہی کی ظاہر ہے پس یہ قول گنگوہی کا یہ کہ مجلس اس صلوۃ سے بالکل مطابق مع شئی زائد کے ہے غلط و دروغ ہوگیا اور بخوبی معلوم ہوگیا کہ یہ مجلس ہرگز مطابق صلوۃ رغائب کے نہین منصفین غور فرماوین کہ جو بالکل مطابق بتاتا ہے تو اس نماز رغائب کے بارہ مین علماء نے یہ بہی کہا ہے کہ یہ نماز موضوعہ آنحضرت صلعم اور کذب ہے یعنے نماز پڑہنے یا فرمانیکی نسبت آنحضرت صلعم کیطرف کرتے ہین اور آنحضرت صلعم پر کذب بناتے ہین اس محفل کو کسی نے کیا

کہا ہے آنحضرت صلعم نے یہ محفل ہاین قیود کی ہے یا اسلئے کرنیکو فرمایا ہو پس سوجہ مین بہی مطابق ہنین ہین اور
صلوۃ رغائب کو یہ بہی علما رد فرماتی ہین کہ اسکو عوام سنت سنن نبی صلعم سے جانتی ہین اور یہ بہی فرماتی ہین سنت عوام
اسکو بلاد روم مین فرض جانتی ہین اور یہ بہی فرمایا ہے علمانے فرائض کو چہوڑدیتی ہین اس نماز کو نہین چہوڑتے ان تمام
وجوہ کا ذکر جو ہمنے کین عبارت شرح منیہ سے منقول اس گنگاوہی ہین موجود ہے اور ان وجوہ مین مطابق
موافق زعم فاسد اپنی بہی گنگوہی نہ بیان کرسکا جیسا کہ اور وجوہ مین زعم فاسد کیا ہے اور بالکل مطابق
بتانا تصریح کذب ہے یا نہین انصاف طلب مسلمانون سے اس امر مین اب یہ تو خوب ظاہر ہوگیا نہ گنگوہی پانچ
قواعد شرح منیہ سے سمجہے ہونے کے موافق فاتحہ مرسوم وسیوم وچہلم وتعین جمعرات ومجالس میلاد کا بدعت
ہونا ثابت ہے اور نہ محفل میلاد شریف مطابق صلوۃ رغائب سکے ہے اس امر مین تمام جانفشانی گنگوہی
کی برباد ہے الحمد للہ الذی وفقنا لہذا اب پر صفحہ ۱۰۴ طرف ہم رجوع کرتی ہین پانچ قواعد جو اپنے ذہن مین عام
سمجہکر گنگوہی تمام رسالہ اوسنے رد ہوجانا بتاتا ہے اگرچہ جو کچہ ہمنے اوپر بیان کیا منصفین ذکیا کیواسطے
اونکے رد کے واسطے بہی کافی ہے لکن کچہہ اور تنبیہ اس گنگوہی کی غلط فہمی پر سردیجاوے تو خالی نفع سے نہین ہے
مولف انوار ساطعہ نے وہابیہ کے اس بات کے جواب مین کہ تعین سورت نماز مین مکروہ پس ایصال قرآن
وغیرہ مین بہی تعین دن ہوتا ہے مکروہ کہا تہا کہ تمہارا قول ہی کہ قیاس کرنا مجتہد کا کام ہے اور اپنے مطلب کو بہی
تم جواز قیاس کرتے ہو جائز ہے ہم اس سے قطع کرکے کہتی ہین کہ تعین یوم فاتحہ وغیرہ کو قیاس نماز پر
کرنا صحیح نہین ہے اور تمہاری دلیل تام نہین سورت کی کراہت تو جب ہی کہ ایک ہی سورت پڑہنا
واجب جاننے دوسرے یہ کہ جاہل کو اعتقاد ہوجاوے کہ ایک ہی سورت واجب دوسری نہین
مین کہتا ہون قوی وجہ کراہت کے اول ہے **گنگوہی** کا یہ ہذیان اوسکے جواب مین ہے ذ تقریر مختصر
یہ کہ مقید کرنا کسی مطلق کا شرعًا بدعت ومکروہ ہے جیسا کہ فقہا رنے اس قاعدہ کے سبب سے لکہا ہے کہ کسی
نماز مین کسی سورت کو موقت نکری اگر ایسا کریگا تو مکروہ وبدعت ہوگا پس جب صلوۃ مین حسب قاعدہ کے
تعین سورت مکروہ ہوا ایصال مین بہی حسب قاعدہ کلیہ کے تعیین وقت اور ہیئت کے ہوویگی خلاصہ
دلیل مانعین بدعت کا یہ تہا جسکو مولف نے اپنے حوصلہ کے موافق نقل کیا اب چونکہ مولف نے اس
مسئلہ تعین سورۃ مین اپنے حوصلہ علم کا ظہور ظاہر تو اسکو نہو کہ ہدایہ مین لکہا ہے ویکرہ ان یوقت بشی
من القران شیی من الصلوۃ لان فیہ ہجران الباقی وایہام التفضیل انتہی سو یہ جزیہ ایک کلیہ کا
ہی کہ اوس مین تمام عبادات عادات مطلقہ کا تقیید کرنا شارع نے ممنوع کردیا ایک جزئی اوسکی تعیین

سورہ ہی ہے جیساکہ اوپر واضح ہولیا تو مولف اس جزئیہ کو مقیس علیہ اور سیوم کے مسئلہ کو مقیس بمحض رائے
سی سمجہ گیا کیا فہم ہے یہ نہین جانتا کہ جب کلی امر کا ارشاد ہوا تو اوسکی جملہ جزئیات محکوم ہوگئی گویا فرد کا نام لیا
جب یا ایہا الناس فرمایا تو زید عمر و بکر عبد السمیع سبکو نام بنام حکم ہوگیا کسی جزئی کو مقیس نہین کہسکتے
اسیطرح جب تقیید مطلق کو منع فرمادیا تو سب جزئیات اوسکے خواہ تعین سورہ ہو خواہ تعین زور شیوم
ہو خواہ تعین نخود ہو سب ممنوع بالنص الکلی ہوگئی مانعین بدعت کے کلام قیاس نہین بلکہ جو جزئی اس کلیہ مین
مشہور اور ظاہر متفق علیہ ہے اوسکے نظیر دیگر اور امثال سے فرمایش کرکے دوسرے مندرجہ اس کلیہ کو ظاہر
اور الزام کرنا ہی کہ مبتدعین نے اوس سے اندراج تحت ہذہ الکلیہ نہین سمجہا تہا پس قیاس کہان ہے مولف کو
عقل نہین کہ کلیہ کو اور قیاس کو اشتباہ کرسکے) **اقول** وباللہ التوفیق وبیدہ ازمۃ التحقیق الانیق معلوم
نہین گنگوہی کو اسقدر بے فہمی کہان سے آگئی ہے ایسے لغو و لچر تقریر کرتا ہے کہ فقہا اس سبب سے کسی نے مطلق کو
مقید کرنا بدعت ہے سورت کو موقت کرنا بدعت لکہا ہے یہ کلام گنگوہی بالفعل غیر محصل ہے خود گنگوہی نے
عبارت ہدایہ کی نقل کی اور اوس عبارت مین وجہ کراہت صاحب ہدایہ ہجران باقی قرآن کا اور تفضیل سورت
معینہ ایہام ہونا فرماتی ہے اور اوپر عینی شرح ہدایہ سے گذر چکا ہی کہ بدلیل آیت قرآنیہ ہجران باقی قرآن کا
ممنوع ہے اور تفضیل قرآن کی بعض آیت و سورت کی بعض دوسرے پر ناجائز ہے پس تعین سورت کے
کراہت کی یہ وجہ فقہا فرماتے نہین نہ یہ کسی مطلق کا مقید کرنا درست نہین یہ گنگوہی بے فہمی سے واسطے بناء
فاسد علی الفاسد کرنے کو سورت کی کراہت بوجہ فقہا کے نزدیک ہونا بیان کرتا ہی اور انکو سبب کراہت
فقہا کے نزدیک ہونا ثابت کرتا ہی اس عبارت ہدایہ مین تو اسکا ذکر ہی نہین اور یہ تعمیم اطلاق ہی غلط ہے
فی نفسہ کہ کسی مطلق کو مقید کرنا بدعت ہے یہ فقط نص مطلق کے بارہ مین ہو کہ اوسکا مقید کرنا درست
نہین ہے اور مقید مطلق کا ورود معا ہووے اور دونون مثبت ہوویں نفی نہ ہووے مع اتحاد سبب کے
تو مطلق کو مقید پر حملکرتے ہین اور قید ما نلیتے ہین فی مسلم وان کان مثبتین فان وردا معًا والسبب
واحد حمل المطلق علیہ ضرورۃ ان السبب لایوجب المتنافیین والمعیۃ قرینۃ البیان کقولہ تعالی
فصیام ثلثۃ ایام مع قراۃ ابن مسعود متتابعات ومن ثم قال اصحابنا بوجوب التتابع فی صوم کفارۃ
الیمین وان جہل التاریخ فکذلک لعدم الترجیح فیترجح البیان انتہی اس گنگوہی کے کلام
سابق مین گذرا ہی کہ تقیید مطلق کے ناجائز ہونے پر اجماع ہے اوسکا بطلان بہی ہوگیا اور یہ تو ہمارے
نزدیک بہی تقیید مطلق جائز امام شافعی رح بعضے ایسے جاہین مین جائز فرماتے ہین کہ حنفیہ کے نزدیک ناجائز

بس اجماع بتانے مین بہی جہالت اسکی ظاہر ہوگئی اور علی العموم کہنا عدم جواز تقید مطلق کا بہی غلط
ہوگیا اور فقہارنے وجہ کراہت تعیین سورت جو بیان کی وہ یہ نہین ہے جو گنگوہی بتاتا ہی اسمین بہی
بیعلمی ثابت ہوگئی اب اس پر بنا رکہا تہا کراہت تعیین روز سیوم کو اوسکا ثبوت بہی نہوا اور سورت کے
تعین جس وجہ سے مکروہ ہے کہ ہجران باقی قران وایہام تفضیل بعض سورت کی بعض پر وہ تعیین روز
سیوم مین موجود نہین کیونکہ تیسرا دن معین کرنے سے یہ لازم نہین آتا کہ بعض قرآن سے اعراض
وہجران ہووے اور نہ تفضیل بعض سورت کے بعض پر کیونکہ یہ توجب لازم آتا کہ پورا قران نہ پڑہا جاتا
سیوم مین جب پورا قران پڑہا جاتا ہی تو یہ وجہ مفقود ہی جو کراہت کے تھے اور گنگوہی جو تقید مطلق کو
کلیہ بنا کر تمام عبارات وعادات مطلقہ کا تقید مطلق کو شارع کا منع کردینا بتاتا ہی اور تعیین کو بہی اوسکی
جزئی قرار دیتا ہے غیر مسلم ہی شارع نے تمام عبادات وعادات مطلقہ کا تقید بایمعنی کہ آسانی کیواسطے
یا کسی دوسرے مصلحت کے واسطے وقت معین کرنا عبادات کا یا عادات کا منع کیا ہے غلط محض ہے اور
نہ کسی فقیہ نے یہ عامہ قاعدہ بیان کیا ہے گنگوہی سچا ہے تو بحوالہ کتب یہ ثابت کردی ورنہ کذب محض ہے
اور تعیین سورت تو ہجران باقی قرآن ایہام تفضیل کی جزئی ہے ایسے تقید مطلق جو گنگوہی نے اپنی ذہن سے
گہڑ ہی ہے اوسکی جزئی ہونا ہرگز مسلم نہین ہے اگر یہی ہے تو تعطیل مدرسہ دیوبند ماہ رمضان اور
جمعہ مین اور امتحان ہونا شعبان مین اور دستار بندی ضرور ہونا اور گونگو بلا اجابہ سجا سے تمام توقیت وتعین ہین
انکی جواز کے بہی کوئی نص موجود نہین یہ بہی کلیہ گنگوہی کے جزئیات ہین تمام مکروہ وحرام ہوجاوینگے سچا ہے
تو کوئی نص توقیت وتعیین کے جواز کے پیش کرے اور فی الواقع جو تقید مطلق کی فقہار کے نزدیک ناجائز ہے
کہ کسی نص مطلق مین کوئی قید لگائی جاوے کہ اس قید کا ہونا جواز اوسی فعل کے واسطے ضرور ہووے اور
بدون اوس قید کے عدم جواز اور نہ ادا ہونے مامور کا کیا جاوے جیسا کہ امام شافعی صاحب کفارہ
یمین مین جو غلام آزاد کرنیکا حکم ہے اور قرآن شریف مین غلام مومن ہونیکی قید نہین ہے کفارہ قتل
پر قیاس کرکے مومن ہونیکی قید لگاتے ہین اور بلا قید مومن ہونے کے کفارہ یمین کا ادا ہونا جائز نہین جانتے
ہین ایسے تقید مطلق بہی روز سیوم وچہلم وجمعرات وبخود مین موجود نہین کہ کوئی مسلمان یہ اعتقاد کرتا ہووے
کہ یہ اوقات اور بخود نہونگے تو صدقات و ثواب کا وجود وثبوت ہرگز نہوگا اور نہ خود بیر کلمہ نہ پڑہا جاویگا
تو ایصال ثواب کلمہ کا نہوگا پس جو فی الواقع تقید مطلق ہے اوسکا وجود بہی نہین اور جس وجہ کراہت
تعیین سورہ فقہار فرماتے وہ بہی نہین ہے ایسے لغویات باتون گنگوہی سے کیا ہوتا ہے اور کلیہ بنانا

اصل غرض گنگوہی کے یہ ہی کہ مؤلف انوار کا اعتراض کہ تم تعیین سورت پر قیاس سیوم کو کرتے ہو اور تم خود کیتے ہو کہ قیاس کام مجتہد کا ہی مرتفع ہو جاوے اور اوس اعتراض کا جواب ہو جاوے اور نہ لازم آوے کہ تعیین سورت پر یہ قیاس کیا ہے سیوم کو پس جاننا چاہی کہ قیاس مین چار چیزین ہوتی ہین ایک مشبہ بہ ایک مشبہ ایک حکم اور ایک وصف جامع نبیذ خمر کو قیاس خمر پر کرین اسطرح اوسکی تقریر و تصویر ہو ویگی نبیذ مسکر ہی امثل خمر کی اور خمر حرام ہے سبب سکار کے پس نبیذ حرام ہے سبب اسکا نبیذ مشبہ ہے اور خمر مشبہ بہ ہے اور حکم حرام ہے اور اسکار وصف جامع دونون نبیذ او خمر مین التحقیق ان القیاس حجۃ کسائر الحجج فرکنیا المقلد مثان اولا فانما ینحصلان بہ ارکان ثانیا فانما ارکان الارکان وھی الامور الاربعۃ کما فی قولک النبیذ مسکر کالخمر والخمر حرام للاسکار فالنبیذ حرام انتھی مامسلم الثبوت و شرحہ لبحر العلوم وہی ارکان قیاس تقریر وہابیہ مین موجود ہین کہ سیوم کی تعین کو مانند تعیین سورت کہ کیتے اور حکم کراہت لگاتے ہین اور وصف جامع گنگوہی نے ٹہرایا تقیید مطلق وہی تقریر و تصور یہان موجود ہی کہ سیوم معین ہے مانند سورت معین کے اور سورت معین مکروہ واسطے تقیید مطلق ہے پس سیوم مکروہ ہے واسطے تقیید مطلق کی اب گنگوہی اسکے قیاس ہونیکا انکار کرے تو یہ انکار جہالت و سفاہت صرف ہے پس بلا شبہ اعتراض مولف انوار کا وارد ہے اور گنگوہی ہذیان سے کہ یہ جزئیہ کلیہ مرتفع نہین وصف جامع جزئی خاص نہین ہوتی ہے کلیہ ہی ہوتا ہے کلیہ کے ثبوت سے قیاس ہونا دفع نہین ہوتا اور کلیۃ ثبوت کسی چیز کا شارع ہو جاوے تو تمام جزئیات کا ثبوت ہو جانا مسلم ہے لکن اس محل مین ثبوت اس کلیہ کے تقیید مطلق تمام عبادات و عادات مین ہر طرح سے خواہ مخالف کسی دلیل کے ہووے یا نہووے شارع سے اور کسی فقیہ سے ممنوع ہے اور یہ جزئیہ گنگوہی کی کہ سیوم وغیرہ کا تعین ہے اس کلیہ اختراعیہ کی جزئی ہے پس اس کلیہ کا ثبوت شارع و فقہائے سے نہین تو اس جزئی کی کراہت جو اوسکی جزئی کی اوسکا ثبوت کسطرح ہو جاویگا اور جو تقیید مطلق غیر جائز ہے جسکا ذکر اوپر چند مرتبہ ہو چکا ہے جس سے نسخ اطلاق نص ہووے وہ یہان موجود نہین پس سیوم کسی کلیہ شرعیہ کی جزئی نہین اور تعیین سورت دوسرے کے تحت مین داخل کہ وہ ایہام تفضیل و ہجران باقی قرآن کا ہے نہ اوس کلیہ کے جزئی جو گنگوہی بنا لمے ہے یہ پس قیاس ہی کیا گنگوہی نے وہ بھی فی نفسہ باطل اسیواسطے غیر مجتہد کو قیاس کرنا ناجائز ہے کہ تو کچھ ہی یہجان کچھ لیتا ہی اور اگر کسی حکم کا مناط مجتہدین کے نزدیک کوئی کلیہ ہو اور اس کلیہ کا وجود کسی جگہہ واضح ہو جاوے علماء کاملین پر

اگرچہ وہ علماء مجتہدین مین سے نہون تو وہ حکم جسکا وہ کلیہ مجتہدین کے نزدیک مناط مقرر ہو چکا ہی اوس
جگہہ پر جہان اوس کلیہ کا وضوح ہے تو بے شبہ جاری کرنا درست ہے اوس کو قیاس نکہینگے لکن یہ حکم
جاری کرنا ایسے علماء کا کام ہے جنکو معلوم ہوسکتا ہی کہ یہ مناط فلان حکم کا مجتہدین کے نزدیک قرار پاچکا ہے
اور وہ مناط جو قاعدہ کلیہ کسی جای خاص مین پایا جانا ہی محقق ہوی ایسے کم علم و بے انصاف کو جیسے گنگوہی
کہ نہ یہ خبر کہ اس کا حکم مناط کونسا کلیہ ہے اور نہ اوس کلیہ کا حصہ وہان موجود ہونا اوسکو معلوم یہ حکم جاری
کرنا درست نہین سے کلاہ خسروی و تاج شاہی ؛؛ بہر کل کی رسد حاشا و کلا ؛ اسی محل مین ہدایہ کے عبارت
جو نقل کی جس سے واضح ہی کہ بجز ان باقی قرآن و ایہام و تفضیل وجہ کراہت تعیین سورت کی ہے اور پہر اسکو
چہوڑ کر واہی تباہی کہنا شروع کردیا اس شخص کو علم و انصاف ہوتا تو ایسا کیون کہتا اور یہ صرف اسنے اسی
غرض سے کہا ہی کہ بجز ان باقی قرآن ایہام تفضیل سیوم و چہلم و جمعرات و میلاد شریف وغیرہ مین موجود
نہین ہے اور اس سبب سے کراہت ان امور کے تو ثابت نہین اب ایک قاعدہ عامہ اپنے شکم سے نکالنا
جو اس سے عام ہووے اور اوسکو بہی ایسا عام کرنا چاہئی کہ تمام جہان کے اسباب اپنے نفس کے اور
زعم فاسد کے مخالف ہین تمام مکروہ ہوجاوین اور اتنی لے خبر بفرعون موسی مشہور اپنی بےعلمی و بے انصافی
ظاہر کردیا اور بدلہ نفع نقصان و خسران ہوگا اور سیوم وغیرہ کو جو ممنوع بالنص الکلی بنا رہا ہی نہ معلوم
وہ کونسے دن اس گنگوہی کے شکم سے برآمد ہوگی جو جو نصین اپنے نزدیک ماننذ کل بدعۃ ضلالۃ کی اور تخصیص
صوم جمعہ کے و امثالہا لئے اشکل پیش کردین نہین اوسکا تو حال معلوم ہو چکا کہ اونسے ان امور کے
کراہت ہرگز ثابت نہین اور نص اس بارہ مین موجود نہووے تو اوسکو بدعت کہدینا ہی خصوصًا ایسے امور
مرسومہ مین باطل ہوچکا ہی کہ بدعت سیئہ نہین بلکہ اباحت اصلیہ ہے عبارت مسلم الثبوت کی تحت احکام
مقام ہم نقل کرچکے ہین اور حدیث مما سکت عنہ فہو مما عفی عنہ اس کیطرف بہی اشارہ کرچکے ہین اونسے ان امو
سیوم وغیرہ کا جواز ظاہر ہے اور استحسان مسلمین مرید ان ہر دوسرے اور مسلم الثبوت و شرح کی بحث قیاس
سی تو اگر پہلے عبارات و حدیث سے اذعان حاصل نہین ہے تو عدم المدرک للحکم بخصوصہ فی واقعۃ واقعۃ
مدرک للاباحۃ الشرعیۃ لدلالۃ الدلیل السمعی علیہ کما مر فی الاحکام فتذکر انتہی منصفین کو تو کافی
معاندین کا علاج نہین ہی پس نص کلی سے ممنوعیت جو گنگوہی ان امور کو بتاتا ہتا وہ ثابت نہین اور اباحت ثابت ہے
اور وہابیہ کا کلام قیاس فاسد ہے جو تعیین سورت پر کرتے ہین اور تعیین سورت نظیر و مثال قرار دیتا ہی قیاس کرنا
اثبات حکم کی حالت مین جس چیز کو مشہور و معروف کی نظیر و مثال دیجاتی ہین وہی قیاس ہوتا ہی علماء

محققین جواز قیاس کے ثبوت کی دلیل اس حدیث نبوی پیش کرتے ہین کہ آنحضرت صلعم سے قبلہ صائم کے
دریافت کیا آنحضرت نے فرمایا تو مضمضت یعنے قبلہ صائم کا مانند مضمضہ کے اس امر مین کہ جیسے مضمضہ مقدمہ
اکل کا ہی ہے ایسے ہے قبلہ مقدمہ جماع کا ہے مضمضہ سے نہ افطار ہونا تم سب جانتے ہو ایسے قبلہ سے بھی نہین
جاتا ہی اور ایک عورت خثعمیہ نے آنحضرت صلعم سے سوال کیا کہ اپنے باپ کے طرف سے حج کر دیوے آنحضرت
صلعم نے فرمایا کہ اپنے باپ کیطرف سے دین ادا کر دے تو درست ہی یا نہین تو اوس عورت نے کہا ہان تو آپنے صلعم فرمایا
کہ دین اللہ کا احق ہے سا تحلہ الرازی فی التفسیر الکبیر تحت آیۃ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم
الایۃ کے فعلمنا انہ لابد وان یکون المراد فردوہا الی واقعۃ تشبہہا فی الصورۃ والصفۃ ثم ان المعنی الذی قلنا
یوکد بالخبر والاثر واما الخبر فہو انہم لما سالوہ صلی اللہ علیہ وسلم عن قبلۃ الصائم فقال علیہ الصلوۃ والسلام
ارأیت لو تمضمضت یعنے المضمضۃ مقدمۃ الاکل کما ان القبلۃ مقدمہ الجماع فلما ان تلک المضمضۃ لم تنقض
الصوم فکذ القبلۃ ولما سئلۃ الخثعمیۃ عن الحج فقال علیہ السلام ارأیت لو کان علی ابیک دین فقضیتہ
ہل یجزی فقالت نعم قال علیہ الصلوۃ والسلام فدین اللہ احق بالقضاء انتہی بقدر الحاج پس بیان آنحضرت
صلعم نے مضمضہ و دین کے نظیر دیکر فہمائش کی اور دین کا ادا ہو جانا اور دوسرے کی ادا کرنے اور مضمضہ سے
روزہ نہ جانا مشہور و معروف ہے یہ دونون یعنے مضمضہ و دین مقیس علیہ آنحضرت صلعم کے قول مین قرار
دیجاتی ہین پس اس سے واضح ہے کہ مثال و نظیر مشہور مقیس علیہ ہوتی اور جسکو قیاس کیا ہے اس پر وہ مقیس ہے
گنگوہی اپنی زبان سے ایسے کلمات بولتا ہی جس سے مقیس علیہ و مقیس ہونا ثابت ہوتا ہی لیکن اسقدر خبر نہین
سبب نشہ شراب تعصب و بے علمی کی کہ اپنے قول کو سمجھے جو بات اسکی قول سے ثابت ہوتی اوسکا ہی انکار
کرتا ہی و نظیر و مثال مشہور کہ بیان تعیین سورت ہی مقیس علیہ اور یہ کلام وہابیہ اہل بدعت ضلالت قبل
ہوا گنگوہی کا انکار اوسکے قول سے رد ہوتا ہی اور اوسکی بے علمی و بے عقلی سے خبر دیتا ہی اب مولف کو
عقل نہین یا خود گنگوہی کو عقل کہ یہ قیاس صاف ہے اور اسکی عقل مین نہین آتا ہی اب پڑہیے گنگوہی
اس مصرع کو نہ ہین الزام انکو دیتا تہا قصور اپنا نکل آیا **گنگوہی** صفحہ ۵۰ اپنی بیفہمی سے سورت و ہر وغیر
تا کہ تخصیص کا ثبوت آنحضرت صلعم سے بتاتا ہی اور یہ جہالت صرف ہے انہین سورت کی تخصیص کا انکار ہمارے
علمار کرتے ہین اور اوپر عینی سے ہم نے نقل کر دیا کہ جمعہ مین ان سورتونکے سوا دوسرے سورت بہی آنحضرت صلعم نے
پڑہے کبہی یہ اور کبہی اور پس تخصیص اس حالت مین کہان اسکو تخصیص کے معنے سے بہی خبر نہین لفظ تخصیص
سنلیا معنے نہین جانتا اور اسہی صفحہ مین امام صاحب کا دوام کو مکروہ فرمانا بتاتا ہے اور حال اوپر گذر چکا

بحوالہ عینی کے کہ امام صاحب ملازمت اور مداومت او سوقت مکروہ جانتے ہین کہ جب غیر کے جواز کا اعتقاد نہو اور اس حالت مداومت امام شافعی صاحب بہی مکروہ جانتے ہین اور اگر سورت معینہ پر ملازمت و مداومت کرے اور باوجود مداومت و ملازمت کے غیر کے جواز کا معتقد ہووے کراہت نہین پس مداومت علی الاطلاق امام صاحب کے مکروہ بتانے مین یہ گنگوہی مفتری ہوا امام صاحب پر اسی صفحہ مین کہتا ہے کہ (ہدایہ نے دو دلیل کا اشارہ کیا ہی کہ جب شرع مین سور جائز ہین تو ایک کے دوام مین باقی سور کا ترک ہوگا ہجران باقی قرآن کا ہوا اور یہی تقیید مطلق ہوئی **اقول** وباللہ التوفیق پہلی ہی بسم اللہ کہنا ہدایہ نے دو دلیل کا اشارہ حق عبارت یہ تہا کہ صاحب ہدایہ نے دو دلیلین بیان . کین خیر ایسے سفاہت اس سے بہت جائی وقوع مین آئی ہین ہمنے اکثر جا ہی مواخذہ نہین قائل شرعیہ پر ہے اکتفا یہ قول کہ جب شرع مین سب سور جائز ہوین گنگوہی نے اپنی طرف سے زیادہ کیاہے ہدایہ مین یہ نہین ہے اور یہ کچہہ مفید نہین زائد ہے کوئی مطلب اسپر موقوف اور کوئی اس سے نکلتی نہین اور قول وہی تقیید مطلق ہے یہ بہی ایجاد گنگوہی کی ہے صاحب ہدایہ نے یہ نہین کہاہے لفظ وہی اس قول مین کلمہ حصر کا ہی جس سے واضح ہی تقیید مطلق ہجران باقی مین ہی اوسکی غیر مین یعنے ہجران باقی نہو تو تقیید مطلق نہین ہے اور محض غلط ہے بدون ہجران کے بہی تقیید مطلق تعیین سورت مین ممکن ہے باین طور کہ ایک سورت مانند سورت جمعہ کو توکوئی ادا جمعہ کیواسطے فرض جانے اور بغیر اوسکے نماز کا جواز نہ جانے اور اسکے ساتھ ہی دوسری بہی سورت کبہی کوئی پڑہ لیا کرے یہانتک کہ اوس سورت کے ساتھ تہوڑا تہوڑا کرکے تمام پڑہ لیا تو دیکہو یہان ہجران باقی تو نہین ہے لکن تقیید مطلق یہان موجود ہے کہ آیت فاقرؤا سے فرضیت قرأت علی الاطلاق معلوم ہے خواہ کہین سے ہووے اور اس شخص نے پہلا سورت جمعہ کو ہی فرض ادا ہونے کیواسطے ضرور فرض جاناہے آیت کا مقتضی یہ تہا کہ بدون اسکے بہی فرض دوسرے آیت و سورت سے بہی ادا ہو جاتا ہی پس یہان تقیید لازم آئی اور ہجران نہین ہے پس قول گنگوہی غلط محض اب یہ بہی جاننا چاہیئے کہ کوئی شخص کسیصورت مانند کو کسی نماز کیواسطے مانند نماز جمعہ کیواسطے واجب جانے اور فرض نجانے تب تقیید مطلق لازم نہین آتی ہے اسلیئے کہ اوپر تلویح و توضیح سے گذر چکا ہی کہ فاتحہ باوجودیکہ ہم واجب کہتے تب بہی زیادت کتاب جز واحد سے نہین آتی اور نسخ عموم آیت فاقرؤا نہین لازم آتا ہی یہ فرضیت کی صورت مین لازم آتا ہی یعنے فاتحہ فرض کہتے تو لازم یہ نسخ عموم و اطلاق کا لازم آتا اور واجب کہنے سے فرض اطلاق و عموم اپنے حال پر رہتاہے اور اسمین فرق نہین آتاہی اس بیان سے یہ ثابت ہوا کہ تقیید و تخصیص اوسوقت ہوتی کہ جس درجہ و

ورتبہ کا حکم اوس نص مطلق وعام اونہی درجہ ورتبہ کا اور قید لگانے اور تخصیص کرنے مین بہی پایا جاوے یعنے
نص مطلق وعام سے فرض ثابت ہووے تو دوسرے امر کے ساتھہ اوسکی تقیید وتخصیص بہی فرض اعتقاد
کیجاوے اوسوقت تقیید مطلق وتخصیص ہووےگی اور اس سے کم درجہ کا حکم مانند واجب وسنت ومستحب و
مباح اوسکی تقیید وتخصیص کا حکم قرار دیا جاوے تو تقیید وتخصیص مطلق وعام کی نہوگی پس اسمحل مین
صاحب ہدایہ کو یہ مدنظر ہے کہ کوئی واجب جانے توقیت سورت کو وہ مکروہ اب اس کراہت وجہ کہ
ہرگز نہین ہوسکتی کہ تقیید مطلق وتخصیص عام کی لازم آتی ہے کیونکہ یہ تو معلوم ہوچکا ہی کہ مطلق وعام
مثلاً فاقرؤا کا حکم تو فرض ہے وہ واجب سے مرتفع نہین ہوتا ہی پس عموم فرض واطلاق فرض اپنی
حالت پر رہتا ہی اور تقیید مطلق وتخصیص عام مین اوس اطلاق وعموم رفع ہونا ہوتا ہی اور یہان وہ مفقود ہے
پس تقیید مطلق وتخصیص وزیادت علی الکتاب یہان وجہ نہین بنسکتی ہے اسیواسطے صاحب ہدایہ یہ
نفرمایا اور ہجران باقی ایہام تفضیل کہ ممنوعیت انکی ثابت اونکو وجہ کراہت دیا کہ واجب جاننے کی حالتمین
یہ ہجران باقی قرآن وایہام تفضیل دونون لازم آوینگے اور بدون واجب جاننے کے مداومت مین
ایہام تفضیل لازم آویگی اور یہ دونون ممنوع ہین اور ادنے منع کا کراہت ہے پس کراہت ثابت ہوئی
پس تقیید اس محل مین وجہ کراہت نہ تو ثابت ہدایہ قرار دیا ہے اور بر تقدیر مذکور یہ وجہ مستقیم ہے فقط
یہ کج فہمی گنگوہی سقیم ہے جو مستحق نار جحیم ہے اگر بے توبہ مریگا اور ایمان لایا تو خدائتعالی غفور رحیم گنگوہی
صفحہ ۱۰۶ مین قول طحاوی واسبیجابی کا کہ کراہت تعیین سورت مین اوسوقت ہی کہ وجوب کا اعتقاد کرے اور
ترک کو مکروہ جانے الخ نقل کرکے کہتا ہی پس اسصورت مین قید وجوب اعتقاد کی لغو ہوگئی کیونکہ جب
دوام مطلقاً مکروہ ہی تو پہر قید اعتقاد سے کیا نفع نکلا اسواسطے فتح القدیر نے اعتراض کیا اور کہا والحق
ان المداومۃ مطلقا سواء کان راہ حتما اولا انتہی **اقول** وباللہ التوفیق گنگوہی بے ادب کو اوپر وجوب
اعتقاد کے قید کے سبب سے مداومت کا مکروہ اور بدون اس اعتقاد کے مکروہ امام ابی حنیفہ صاحب کے
مذہب کے نزدیک عینی سے معلوم ہوچکا ہی اور اسکی تصریح وطحاوی واسبیجابی بہی کر رہی ہین اور یہ بے ادب
اس قید کو لغو بتاتا ہی اتنا بہی ادب نہین آئمہ مذاہب کے کہ ایسے کلمات سے باز رہے امام ابن الہمام
صاحب فتح القدیر کا رتبہ اجتہاد کو پہونچنا در مختار مین لکہا ہے اونہون نے بہی لغو ہونا بسبب ادب کے
نفرمایا اور اس سیئی الادب نے اسواسطے کہ کوئی نادان لغو ہونا قید اعتقاد وجوب کا اذعان کر لے
اور اسکے قول کو حق جانے اعتراض امام ابن الہمام رح کو ذکر کر دیا اور اسقدر سمجہا نا کہ یہ ضرور نہین کہ ہر اعتراض

معترض کی صحیح وقوی وفی نفس الامر صحیح وقوی ہونا ضرور نہین ہے دوسری یہ کہ اس اعتراض کا جواب
بہی علامہ شامی نے دیا ہے اور قول طحاوی و اسبیجابی کے معنی بیان کردی ہین اگر اعتقاد وجوب
ہی تو تغیر مشروع کے سبب سے مکروہ ہے اور اگر یہ اعتقاد نہین ہے تو ایہام جاہل کے سبب سے مکروہ ہے
عبارت شامی کی یہ ہے واعترضہ فی الفتح بانہ لا تحریر فیہ لان الکلام فی المداومۃ اردوا قول
حاصل معنی کلام ہذین الشیخین بیان وجہ الکراہۃ فی المداومۃ وہو انہ ان رای
ذلک حتماً یکرہ من حیث تغیر المشروع والا یکرہ من حیث ایہام الجاہل وبہذا الحمل یتأید
ایضاً کلام الفتح السابق ویندفع اعتراضہ السابق فتدبر انتہی اس عبارت علامہ مین مندفع
ہونا اعتراض امام ابن الہمام رح کا ظاہر ہے اور عدم لغویت اعتقاد وجوب کے ثابت ہونے سے اور قید
اعتقاد سے نفع ہونا واضح ہے گنگوہی کے ہذیان کا بلا فائدہ ہونا لائح ہے **گنگوہی** صفحہ مذکور بالا تحریر فرماتے ہین
مین اب اسکا جواب دیتے ہین جو مولف انوار کراہت تعیین سورت کی اسوجہ کو قوی کہا کہ اعتقاد وجوب
ہووے اور بدون اعتقاد وجوب کے کسی دوسری وجہ سے پڑہے تو اوسکی کراہت رفع ہونا اس حدیث
سے ثابت کی کہ ایک امام ہمیشہ ہر رکعت مین قل ہو اللہ پڑہتا تہا لوگون نے اسکی شکایت آنحضرت صلعم سے
کی آپنے اوس سے دریافت کیا کہ اوسنے یہ وجہ گذاری کہ یہ سورت مجکو محبوب ہے آنحضرت صلعم نے فرمایا
کہ تجہکو اسکی محبت جنت مین داخل کریگی اور یہ کلام اس شخص کا جب سنکر آپکو معلوم ہوا کہ یہ پڑہنا اسکا
اعتقاد وجوب کے سبب سے نہین دوسری وجہ سے ہے تو اوسکو منع نفرمایا اسکا جواب گنگوہی فرماتے ہین
جس علت کو کل علما فقہا قبول کرین مولف اوسکو ضعیف بتاوے بہلا اس نخوت کا کیا ٹہکانا ہی اور ایسے
محققین پر طعن کرنا اس فخر کی کوئی نہایت ہی، **اقول** وباللہ التوفیق یہ کیا جواب ہے جو گنگوہی دیتا ہے
جواب جب ہوتا کہ مولف نے ضعیف کہا تہا گنگوہی قوی ہونا ثابت کردیتا اور فقہاء نے اس علت
کو قبول کیا ہے اس سے گنگوہی کو کیا فائدہ اور مولف انوار کو کیا نقصان قبول کرنیکا مولف کب انکار
کرتا ہی کلام قوی وضعیف ہوتی ہین اور راجح ومرجوح ہوتی ہین ہی فقہاء کا قبول کرنا اس پر کب دال ہے
کہ اوسکو وہ قوی ہی کہتے ہین بمقابلہ وجہ اعتقاد وجوب کے کیون نہین جائز ہے کہ انکے نزدیک بہی قوی
نہووے اور اوپر عینی سے منقول ہوچکا ہی کہ امام ابی حنیفہ صاحب کے نزدیک مداومت مین اوسیوقت
کراہت کی کہ اوسکے غیر کو جائز نجانے مکروہ جانے اور اگر یہ اعتقاد عدم جواز غیر کراہت نہووے
تو سورت معینہ پر مداومت دوسرے اعراض مصالح سہولت وتبرک وغیرہ کے سبب سے کرے تو کراہت

نہین ہے پس مذہب امام صاحب کا یہی ہوا کہ بدون اعتقاد وجوب کی کراہت نہین ہے اور یہ مقرر ہو چکا
ہے کہ سوائی قول امام کے دوسرے کے قول پر فتوے نہ دیا جاوے اور قول صاحبین یا احدہما یا غیرہما
کیطرف قول امام سے عدول نکیا جاوے مگر واسطے ضرورت کی مانند مسئلہ مزارعت کے اگرچہ مشائخ
نے فتوے صاحبین کے قول پر دیا ہووے تب ہی امام صاحب کے قول پر ہی فتوی دیا جاوے اسواسطے
امام ابی حنیفہ صاحب کا مذہب و امام مقدم ہین پس اونکی ہی قول پر فتوے دینا واجب ہے اگرچہ یہ معلوم
ہووے کہ کہان فرماتی ہین چنانچہ جلد سیوم مین علامہ شامی لکھتے ہین وکذا لا تخییر لو کان احدہما قول الامام
والآخر قول غیرہ لانہ لما تعارض التصحیحان وساقطا فرجعنا الی الاصل وھو تقدیم قول
الامام بل فی شہادات الفتاوی الخیریۃ المقرر عندنا انہ لا یفتی ولا یعمل بقول الامام ولا یعدل
عنہ الی قولہما او قول احدہما او غیرہما الا لضرورۃ کمسئلۃ المزارعۃ وان صرح المشائخ بان
الفتوی علی قولہما لانہ صاحب المذہب والامام المقدم اھ ومثلہ فی البحر عند الکلام علی
اوقات الصلوۃ وفیہ من کتاب القضاء یحل الافتاء بقول الامام بل یجب وان لم یعلم من این
قال اھ پس جب مقرر یہی ہے کہ امام صاحب کے قول پر فتوے دیا جاوے اور صاحبین یا احدہما
یا غیرہما کے قول پر اگرچہ فتوے مشائخ نے دیدیا ہے نہ دیا جاوے سوائے مواضع مخصوصہ کے اور یہ اون
مواضع مین سے نہین تو اس محل مین بہی فتوے قول امام صاحب ہی پر ہوگا اور بمقابلہ امام صاحب کے
دوسرونکا قول ضعیف قرار پائیگا پس یہی وجہ کراہت تعیین سورت کی کہ اعتقاد وجوب و عدم جواز
غیر و کراہت غیر کا ہووے قوی ہوئی اور مقابل اوسکا غیر قوی و ضعیف پس قول مولف انوار ساطعہ سے
اور اسمین کچھہ طعن محققین پر نہین ہے اور نہ اسمین فخر و نخوت ہے گنگوہی دریافت کر لے کسی عالم سے خود
عالم ہوتا تو جانتا اس گنگوہی نے اعتقاد وجود کو لغو کہدیا جس سے امام صاحب کے وجہ کا جو قوی ہے لغو
ہونا اور قول امام طحاوی و امام اسبیجابی کا لغو ہونا مفہوم ہے اسکو طعن کرنا محققین و مجتہدین پر نہین
جانتا اور مولف انوار سے ہرگز طعن مفہوم نہین ہے اوسکو طعن بناتا ہے وتر کی ایک رکعت کی
انکار سے ایمان کا ٹہکانا نہونا بتاتا ہے جس سے تمام حنفیہ و امام حسن بصری و بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم
او پر طعن واضح ہے اور انکے ایمانکا نہونا لازم آتا ہی اور ملا علیقاری و ابن حجر و جلال الدین وغیرہم محققین
مذکورین بالا کے اقوال کو باطل و بدعت اس گنگوہی نے کہا تو یہ تو طعن نہین اسکے اور یہ قول مولف
انوار کا اسکے نزدیک طعن ہوگیا اسکو شرم و حیا نہین ایسی باتین کرتے ہوئے مولف انوار نے حدیث

قل ہو اللہ پر مداومت کرنا صحابی رض کا اور آنحضرت صلعم کا بعد معلوم ہونے اوسکے اعتقاد کی منع نکرنا ذکر
کیا تہا واسطے اثبات اس امر کی کہ بدون اعتقاد وجوب کی کراہت نہین تو **گنگوہی** صاحب اسکے جواب
مین اشارت دینا آنحضرت صلعم اوس صحابیکو قبول کرتے ہین لکن مداومت کے جواز کا انکار اپنے زعم کے
سبب سے کرتے ہین وجہ یہ گذارتے ہین کہ ایک صحابی رض ایسا کیا تہا کہ جماعت ہو رہی تہی رکوع فوت ہونیکے
خوف سے پہلے وصول کی صف تک رکوع کر لیا تہا رکوع ہی مین ہے دو قدم چلکر صف مین شامل ہوگئے تہے
آنحضرت صلعم نے فرمایا زادک اللہ حرصًا لا تعد گنگوہی اس سے دلیل پکڑتے ہین باینطور کہ لا تعد ایک
روایت مین یہ فعل نصر ینصر سے ہے کہ پہر یہ کام مت کرنا دوسرے روایت مین لا تعد باب افعال سے ہے کہ اعادہ
صلوة مت کر دوسری روایت مین باوجودیکہ یہ فعل مذموم تہا مگر آپنے صراحةً منع نہین فرمایا مدح بہی
کردی پس اسکی نظیر قل ہو اللہ کی حدیث ہے کہ طرز تعلیم و فعل آپکے خلاف تہا اسکی صراحةً منع کی ضرورت
نہوئی اشارةً منع فرمایا تہا تسلیم کیا کہ اجازت دیدے مگر ہجران باقی کا نہ تہا وہ ہر رکعت مین دوسرے
سورت بہی پڑہتے تہے اور افضلیت کا ایہام بہی نہ تہا کہ فضل قل ہو اللہ آنحضرت صلعم فرما چکے تہے کہ ثلث
قرآن ہے تو فضل منصوص مین ایہام سے کیا علاقہ اور پہر وہ ایسا وقت تہا کہ وہان کوئی بہی عام نہ تہا سب
اخص الخواص تہے اور وجہ اجازت سبکو معلوم ہوگئی تہی اوس قرن مین یہ دلیل کراہت موجود نہ تہی جواب ہے
اوسکے بعد یہ واقعہ حال تہا نہ حکم عام اور ایسے امر خلاف قواعد سے کہ کسی کو خصوصیت سے اجازت ہوجاے
بلکہ قیاس عامل عامہ پر کیا جاتا ہے **اقول** وباللہ التوفیق وبیدہ ازمة التحقیق والتوفیق حدیث قل ہو اللہ
کو گنگوہی مانند حدیث رکوع خلف صف قرار دیتا ہے اول تو حدیث رکوع کے معنے معلوم کرنا چاہئے کہ
علماء محققین کیا بیان فرماتے ہین اور گنگوہی کیا بیان کرتا ہے محققین شارحین حدیث تو کلمہ لا تعد کو عود سے
ماخوذ مانکر یہ معنی بیان فرماتے ہین کہ پہر ایسا مت کر اقتداء منفرداً خلف صف کی کرے یا رکوع قبل
وصول سے صف تک کرے یا نماز مین طرف صف کے چلے پس اس مین امر فرمایا کہ جسجگہ تکبیر افتتاح و تحریمہ کے
ہی اوسہی جگہ قائم رہو اور چونکہ آنحضرت صلعم اعادہ نماز کا اوس شخص کو امر نفرمایا تو اس سے معلوم ہوا
کہ خلف منفرد کہڑا ہونے سے نماز باطل نہین ہوتی اور بعض رولہ لا تعد بسکون عین و ضم دال کے ساتھ
ضبط کیا ہے ماخوذ عدو بمعنے دوڑنے سے اس تقدیر پر بعضے محققین نے یہ معنی بیان فرمائی کہ اسقدر
مت جلدی کر ساتہ دوڑتے پہونچہی شیخ عبد الحق دہلوی ترجمہ مشکوہ مین بازگرد باین فعل کہ اقتداء منفرداً
باشد خلف صف یا رکوع پیش از وصول بصف یا ستی بسوے صف در نماز پس این امر است بایستادن

کہ احرام بستہ پس این حدیث دلالت دارد کہ انفراد خلف صف مبطل صلوۃ نیست زیراکہ امر باعادہ صلوۃ نکرد و بعض رواۃ ولا تعد بسکون عین وضم دال نیز ضبط کردہ اند از عدو بمعنی دویدن یعنے چندان شتابے درمشی مکن کہ بدویدن برسد و اول صحیح تر است روایۃ و درایۃ انتہی اور مجمع البحار مین لا تعد ماخوذ عود سے قرار دیکر وہی معنے و مطلب لیا ہے جو شیخ نے بیان کیا ہے اور لا تعدُ عدو سے ماخوذ مانکر ناقلا عن مفاتیح شرح مصابیح یہ معنی بیان کئے ہین کہ نماز کیطرف چلنے مین جلدی او رصبر کر یہانتک کہ صف تک پہنچے تو پھر شروع کر زادک اللہ حرصا ولا تعد الی الاقتداء منفردا او الی الرکوع قبل الوصول الی الصف او الی المشی الی الصف فی الصلوۃ فھو امر بالوقوف حیث احرم صف تعد بسکون عین وضم دال ای لا تسرع فی المشی الی الصلوۃ واصبر حتی تصل الی الصف ثم تشرع انتہی ان دونون لفظ سے لا تعُدْ عود سے ماخوذ ہو یا لا تعْدُ عدو سے ماخوذ منع فرمانا آنحضرت صلعم اوس صحابی کو مفہوم و معلوم ہے نماز مین چلنے سے و قبل وصول الی صف شروع کرنے شیخ عبد الحق محدث دہلوی کے کلام مین تصریح ہے کہ اول معنے صحیح تر ہین از روئے درایت و روایت کے ان شراح حدیث کے اقوال مین تو لا تعد باب افعال سے لیا نہین ہے دونون نصر ینصر سے ہے ماخوذ ہین لکن ایک عود سے جو اجوف واوی ہے دوسرا عدو سے جو ناقص واوی ہے گنگوہی بدون حوالہ کسی محققین باب افعال بتاتا ہے اور معنی یہ کرتا ہے اعادہ نماز کا متکر اول یہی غلط معلوم ہوتا ہے کہ اعادہ سے ماخوذ ہونا زعم کرتا ہے دوسرے یہ جھوٹے و غلط معنے اپنے شکم سے تراشتا ہے کہ اعادہ نماز کا مت بالفرض اگر اعادہ سے یہ لفظ ماخوذ ہوتا یا ہووے یہ کیون جائز ہے کہ یہ معنے کئے جاوین کہ اعادہ اس فعل کا مت کر کہ قبل وصول صف نیت باندہے اور نماز مین چلے یہ معنے اول کے موافق ہو جاتے ہین انکو ترک کرکے واسطے بناء فاسد علی الفاسد کے اعادہ نماز سے منع کرنا بتاتا ہے یہ تحریف معنوی بلکہ لفظی ہی گنگوہی نے کی معنے وہی ہین جو محققین شراح سے ہمنے نقل کئے ہین انہین صراحۃً منع فرمانا آنحضرت صلعم کا واضح ہے پس یہ قول گنگوہی کا کہ آپنے صراحۃً منع فرمایا غلط محض و بے علمی و بے فہمی معنی حدیث کسے واضح ہے اگر بالفرض لا تعد اعادہ سے ماخوذ ہی ہووے اور معنی ہی وہ جو گنگوہی نے گھڑے ہین ہووین جو ان شراح حدیث کی بیان کے خلاف ہین اور نماز کے اعادہ سے ہی منع فرمایا ہے تو دوسری روایت اول جو خود گنگوہی بیان کرچکا ہی اوس سے صراحۃً منع فرمانا ایسے فعل سے جو ان صحابی رضہ سے صادر ہوا تہا واضح ہے اس روایت کو کیا کریگا بہر سورت لا تعد سے منع فرمانا مفہوم ہے

اور انکار فرمائیگا گویا کہ تکذیب آنحضرت صلعم کی ہے اور حدیث قل ہو اللہ والی مین کسی طرح منع
فرمادینا معلوم و مفہوم نہین ہوتا ہی پس اسکو نظیر حدیث لا تقعد کہنا کمال بیعلمی ہے اگر ایسے ہی بدون
ایسے لفظ موجود ہونے کے یا ایسا قرینہ پائے جانے سکے اگرچہ حالیہ ہووے جس سے ناراضی آنحضرت صلعم
کی مفہوم ہووے منع مراد لینا درست ہے تو کوئی حکم والی حدیث ہو اوسکو کہا جا سکتا ہے کہ آنحضرت
صلعم نے اشارۃً منع فرمادیا ہے اور اسکو لا تقعد کا نظیر بنا کر اوس حکم کے منع و مکروہ ہونیکا قائل ہوجانا ہوسکتا ہے
پس اس سے تمام احکام شرعیہ درہم و برہم ہوجاوین اور جو حکم ناپسند ہوا اوسکو ایسے تقریر پر ترویج سے
اوڑادیا اتنی خبر نہین کوئی لفظ یا کوئی حکم جبتک دال منع نہو منع لینا ہرگز درست نہین ہے و نہ کوئی
حکم اور امر ثابت نہوگا پس حدیث قل ہو اللہ ہرگز کسی طرح منع پر دال نہین ہے اور یہ جو گنگوہی نے
کہا کہ تسلیم کیا کہ اجازت دیدی مگر ہجران باقی کا نہ تہا ہر رکعت مین دوسرے سورت بہی پڑہتے تھے اور
افضلیت کا ایہام بہی نہ تہا کہ فضل اوسکا مخصوص ہے ایہام سے کیا علاقہ سراسر بیعلمی و نادانی ہے
کہ ایہام افضلیت کا انکار کرتا ہے اور افضلیت منصوص ہونا بتاتا ہے سبب سکے ثلث اسکو فرمایا ہے
اتنی تمیز نہین کہ حسن و فضل و تفضیل ہر دم ممنوع ہونا فقہاء کے نزدیک معتبر ہے وہ کونسا ہی آیا اس اعتبار
سے فضل ہے کہ ثواب اس سورت مین دوسرے سورت سے زیادہ ہے یا اس اعتبار سے ہے کہ قطع نظر ثواب سے
فی نفسہ قرآن جو کلام اللہ ہے بعض اولی و افضل ہے بعض سے اور غیر اولی و غیر افضل و انقص ہے بعض
سے جو ممنوع ہے تو اسی اعتبار سے ہے کہ نفس کلام الہی کے بعض کو بعض پر تفضیل نہین برابری ہے تفضیل
مین اور کوئی تفضیل بعض کی بعض جانے تو نا جائز ہے اور اس اعتبار سے تفضیل کی ممانعت بعض کا
ثواب بعض سے زیادہ نہین اور ایہام تفضیل جسکے سبب سے کراہت لازم ہے اسی نفس کلام کی اعتبار سے
نہ ثواب کے اعتبار سے اور قل ہو اللہ کی فضیلت جو حدیث سے ثابت ہے تو باعتبار ثواب کے ثابت اوس اعتبار سے
اس عبارت سی ممنوع فقہاء فرماتی ہین یہ علینی سی اور یہ معلوم ہوچکا ہی کہ کلام الہی تمام تفضیل مین برابر ہی اور جو کہ کتاب مین
یہی ہا التفضیل راقم نے دیکہا ہی اس وقت حوالہ و عبارت کتاب سبب عدم دستیاب نہین لکہہ سکتا پس کلام کو کسی تفضیل
و فضیلت مین ہے اور گنگوہی کو نسی سمجہہ گیا ہی اور اسکا مخصوص بتانے لگا یہ تخصص بالکل فقہاء کی کلام سمجہنے سے بے بہرہ ہے اور مراد احادیث کی بہی سمجہنے
کی لیاقت اوسکو نہین ہے اور یہ کہنا کہ وہان کوئی بہی عام نہ تہا سب اخص الخواص تھے سراسر جہالت
تمام صحابہ کرام کا ایک حال نہ تہا اور ایسے اخص الخواص کہ تمام محققین و مجتہدین ہون اور ہر امر کو سمجہتے
ہون تاکہ یہ ایہام تفضیل نہو کے سب ایسے نہ تھے امام ابن الہمام فتح القدیر کی کتاب الطلاق تحت قول الا

طلاق البدعة کی صفحہ ۱۴۹ فرماتے ہین کہ صحابہ رضؓ سے جو حکم اجماعی منقول ہووے اور ایک لاکھ صحابی کو
چھوڑ کر آنحضرت صلعم نے انتقال فرمایا تھا تو کل کا نام لینا کہ ایک حکم مین ایک مجلد کبیر ہوجاوے لازم نہین ہے
اور ثانیہ یہ کہ نقل اجماع مین مجتہدین سے ہونا چاہئے نہ عوام اور ایک لاکھ صحابہ رضؓ جو آنحضرت صلعم نے چھوڑے تھے
تو اون مین بیس سے زیادہ مجتہدین فقہا نہ تھے خلفا اور عبادلہ و زید بن ثابت و معاذ بن جبل و انس و ابی ہریرہ
و تھوڑے دوسرے مجتہدین تھے باقی صحابہ انکی طرف رجوع کرتے تھے اور استفتا ان سے لیتے تھے ولیس یلزم
فی نقل الحکم الاجماعی عن مایة الف ان یسمی کل لیلزم فی مجلد کبیر حکم واحد علی انہ اجماع سکوتی و
اما ثانیا فان العبرة فی نقل الاجماع نقل ما عن المجتہدین لا العوام والمأتہ الالف الذی توفی عنہم
صلی اللہ علیه وسلم لا یبلغ عدة المجتہدین الفقہاء منہم اکثر من عشرین کالخلفاء والعبادلة وزید بن
ثابت و معاذ بن جبل وانس و ابی ھریرہ وقلیل والباقون یرجعون الیھم ویستفتون منہم انتہی بقدر
الحاجة اس عبارت سے واضح ہے کہ صحابہ کرام رضؓ مین تمام اخص الخواص نہ تھے بلکہ عام بھی تھے کہ اونکو استفتا
مجتہدین صحابہ سے دریافت کرنیکی ضرورت ہوتی تھی اور احادیث سے بھی ایسے امور کا ثبوت ہے کہ بعض صحابہ
کرام ایسے تھے کہ اونکو وہم ہوجاتا تھا چنانچہ حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود کا مطلب جو بعض صحابہ رضؓ مین
نہین سمجھے تھے وہ حدیث دان پر روشن ہے اور بعض بعض ایسے واقع ہوئے ہین پس سب اخص الخواص بنانا اور
ایہام التفضیل کا احتمال ہونا باطل و ساقط ہے اور دال ہے اس پر کہ اس شخص کو کچھ خبر اقوال علما سے نہین
ہے کہ کیا کیا فرمایا ہوا ہے اور وجہ اجازت سبکو معلوم ہونا بتاتا ہے لغو ہے سبکو معلوم ہوجانا کہانسے مفہوم
ہوا بہت ایسا ہوا ہے کہ باوجودیکہ آنحضرت صلعم بعض احکام فرماتے بعض صحابہ رضؓ کو خبر تک نہوتی متعة النکاح
کا ناجائز ہونا آنحضرت صلعم نے بڑے بڑے مجامع مین منع فرمایا تاہم بعض صحابہ رضؓ صدر خلافت حضرت عمرؓ تک
سبب نہ معلوم ہونے کے کرتے رہے جب حضرت عمر رضؓ نے منع فرمایا تو منع ہوئے چنانچہ مسلم مین
بھی حدیث اسبارہ مین موجود ہے جب ایسے مجامع مین فرمائی ہے سبکو خبر نہین تو اسکی کہ آنحضرت صلعم نے
اجازت دیدی سبکو خبر ہونا کسطرح قرین قیاس ہوسکتا ہے اور بدون ثبوت و نقل کے سبکو خبر
ہوجانیکا دعوے گنگوہی کرتا ہے یہ کسطرح درست ہے اور سبکو خبر تو اسوقت ہوتی کہ تمام صحابہ کرام وہان
موجود ہوتے یا اسکا التزام کیا ہوتا کہ شاہد غائب کو پہونچادے اور تمام کو پہونچا دینا ثابت ہوگیا ہوتا جب
یہ کہنے کی گنجائش تھی پس انکار وجود اس دلیل کراہت اس قرن مین نہونا جو گنگوہی اس مذکور پر مبنی
کرتا ہے باطل و فاسد ہے اور واقعہ حال ہونا اوسوقت قابل حجت نہین کہ وہ محتمل غیر مدعیکا بھی ہووے

یعنی اوسمین چند احتمال ہووین کہ بعض احتمال غیر مدعی پر بہی دال ہووین اور عموم نہووے چنانچہ یہ استقراء
وتتبع عبارات علماء سے واضح ہی جابر بن عبداللہ صحابی رض نے آنحضرت صلعم سے بیع اونٹ کی کی تہی اور اپنے
مکان مین اوسکی سواری شرط کرلی تہی چنانچہ مسلم مین بہی یہ حدیث موجود ہے یہ بیع معہ شرط ظاہراً
معلوم ہوتی ہے امام ابی حنیفہ وامام شافعی رحمہما اللہ وغیرہما اسکے جواز کے قائل نہین ہین بدلیل نہی حدیث
بیع ثنیا کی حدیث جابر کے جواب مین یہ فرماتے ہین کہ یہ قضیہ معینہ ہے بہت سے احتمال اوسمین قال النووی
فی شرح المسلم قال الشافعی وابوحنیفة وآخرون لایجوز ذلك سواء قلت المسافة اوکثرت ولاینعقد البیع
واحتجوا بالحدیث السابق فی النهی عن بیع الثنیا وبالحدیث الآخر فی النهی عن بیع وشرط واجابوا
عن حدیث جابر بانها قضیة عین تتطرق الیها احتمالات قالوا ولان النبی ﷺ اراد ان یعطیه الثمن ولم یرد حقیقة
البیع قالوا ویحتمل ان الشرط لم یکن فی نفس العقد وانما یضر الشرط اذا کان فی نفس العقد ولعل
الشرط کان سابقًا فلم یؤثر ثم تبرع صلی اللہ علیہ وسلم بارکابه انتهی باب صلوة الجمعة شرط سلطان کی بحث مین
فرماتے ہین وما روی ان علیا رض اقام بالناس وعثمان رض محصور واقعة حال فیجوز کونه عن اذنه کما
یجوز کونه عن غیر اذنه فلا حجة فیه لتفریق انتهی اور یہی امام ابن الہمام فتح القدیر کے کتاب الزکوة کے
تحت مین قول صاحب ہدایہ سے اذا دفع الزکوة الی رجل یظن فقیرا ثم انه غنی او ہاشمی اوکافر الخ کے بعد ذکر حدیث معن
کی فرماتے ہین وهو ان کان واقعة حال یجوز فیها کون تلك الصدقة نفلاً لکن عموم لفظ ما فی قوله
علیه السلام ما نویت یفید المطلوب انتهی یہان دیکہو واقعہ حال ہے لکن عموم کے سبب سے مطلوب
حاصل ہے اور احتمال غیر مطلوب کا مضر نہوا اور واقعہ حال ہونا قل ہو اللہ کے حدیث کا مولف انوار کو
اسوقت مضر ہوتا اور اسکے ساتہ جواب دینا گنگوہی کو اس حالت مین ہوتا کہ یا اس نے ثابت کردیا ہوتا
کہ اسمین چند احتمال ہین کہ بعض اونمین سے مخالف مدعی مولف انوار کو ہین اور بدون اسکے اتنا کہدینا گنگوہی کا
لغو ہے اور یہان کوئی دلیل خصوصیت دال نہین ہے جو خصوصیت سے اجازت دینا قرار دیا جاوے
پس دعوے خصوصیت بہی باطل ہے بلا دلیل خصوصیت نہین ہوسکتی ہے اور یہ قیاس نہین جو گنگوہی
کہتا ہی کہ قیاس مسائل عامہ کا کیا جاتا ہے یہان قیاس سے کیا علاقہ پس قول گنگوہی کا بطلان اظہر من الشمس ہے
ان خرافات واہیات کے بعد جسکا بطلان اول سے آخر تک منصفین اوکیا پر واضح ہو گیا گنگوہی
اپنی عقیدہ فاسدہ کے اظہار کو کہتا ہی د الغرض بناء علی ہذہ القاعدہ سیوم وغیرہ رسوم سب بدعت
ضلالت ہوئی اور یہ ایک دلیل کراہت ان امور کی نہین بلکہ پانچ دلائل ہین جنکو شارح منیہ نے لبسط کیا ہے

اقول وباللہ التوفیق یہ وہی بنا رفاسد علی الفاسد ہی کہ اپنی شکم سے ایک خرافات نکالکر اوس کو یہ مبنی
کرتا ہی سیوم وغیرہ رسوم جیسے سخت مستحسن تھے اور مولف استحباب واستحسان اونکا بیان کیا ویسے ہی باقی
جس پر گنگوہی کو گھمنڈ تہا اور قواعد مبنیہ صاحب شرح منیہ کو ایسا عام اپنی جہالت سے سمجھا گیا تہا کہ خارج
نماز کی بہی جریان اونکا جانتا تہا ایسا عام ہونا باطل ہوگیا بفضلہ تعالے اور اون پانچ دلائل ان رسوم سے
کچھہ علاقہ نہونا واضح ہوگیا تعیین کی وجہ بیان کی ہوئی صاحب کو چھوڑ اور حق سے منہہ موڑ جو گنگوہی تقیید
مطلق وجہ تعیین کے بنانے لگا تہا وہ سب ہباءً منثورا ہوگیا اور تقیید ہجران باقی قران وتفضیل بعض قران
بعض ان رسوم مین لازم نہ آنا خوب واضح ہوگیا پہر کیونکر منصفین عقلاء اہل سنت وجماعت ان رسوم
بدعت ضلالت کہسکتے ہین سوائے چند حمقاء وہابیہ کے کوئی بہی انکو مکروہ نکہیگا جبتک دوسرے عوارض نہووین
اور شارح منیہ نے اون دلائل کو بلا شبہ بسط کیا لکن شارح منیہ کی مراد یہ ہرگز نہین جو گنگوہی قرار دیتا
ہی اور انکو خارج نماز کی ان امور مین بہی جاری کرتا ہی شارح طعام میت مانند سیوم وغیرہ کی کراہت تسلیم نہین
کرتے ہین اور اباحت اوس طعام کی بدلیل حدیث عاصم بن کلیب نے کلیت ثابت کرتے ہین چنانچہ صراحۃ فرماتے ہین ہذا دلیل
علی الکراہۃ الخ دو از اتخذ واطعاما للفقراء کان حسنا ہی بہ فرماتے ہین جس سے حسن ہونا اس طعام کا فقرا
کیواسطے انکے نزدیک ظاہر ہے جب شارح کی تصریح یہ موجود ہی تو خوب واضح ہی کہ اونکے نزدیک وجوہ ان
رسوم مین جاری نہین گنگوہی اسی زعم سے ان وجوہ کے سبب سے بدعت ضلالت جانتا ہی اور خود استحقاق
نار کے وصف اپنے جہوٹا و غلط مسئلہ بیان کرکے ثابت کرتا ہے اور بہتان گویا اوپر شارح منیہ کے لگاتا ہے
اور نادانی گنگوہی کی یہ ہی کہ شارح منیہ کے قول سے اونکی خلاف مراد لیکر اپنا مدعی فاسد ثابت کرتا اور صحیح
براہین مین انہون نے جو اباحت طعام کے بارہ مین حدیث عاصم بن کلیب کے پیش کی اور کراہت کا بلا
دلیل ہونا بتایا تہا اور اعتراض ونظر کیا تہا اونکی کلام ونظر کو لا یعبا بہ ہونا بتاتا ہی اور صاحب رد محتار کا قول
انکی قول مین نظر ہوتی ثبوت کیواسطے نقلکرتا ہی د اقول فیہ نظر فانہ واقعۃ حال لاعموم لہا مع احتمال سبب خاص
الخ اور مولف نے جو شارح منیہ کا قول نقل کیا تہا اور یہ قول رد محتار کا نقل نکیا تہا تو مولف انوار کا خائن
بتاتا ہی خوب بات ہے کہ اپنے مطلب فاسد کے ثبوت کیواسطے تو شارح منیہ کا وہ قول پیش کیا جاوے
جسکی وہ مراد نہین ہے اونکی جو یہ لے رہا ہے اور جسجگہہ اس مطلب کے خلاف ہووے شارح منیہ کے قولکو
لا یعبا بہ بتایا جاوے فقط رد محتار والی قول سے اونکا قول مردود قرار دیا جاوے اور باوجود درستی
قول صاحب شرح منیہ وامکان عمل حدیث عاصم بن کلیب اور باوجود محتمل ہونے حدیث جریر کے اونکے

علماء کے جو کراہت کے قائل ہوئے ہیں صاحب شرح منیہ کے قول و حدیث عاصم بن کلیب کو کچھ نہ سمجھا جاوے
اور قائلین کراہت کے اقوال کا ایسا محمل نہ نکالا جاوے جو تمام میں طبق ہو جاوے بلکہ محققین نے ایسے
محامل نکالدئے ہیں اونکو ندیکھا چنانچہ ملا علیقاری مرقاۃ مین تحت حدیث عاصم بن کلیب کے قائلین
کراہت سیوم وغیرہ کے اقوال کو محمول چند محامل پر کر چکے ہیں اول یہ کہ ایسا اجتماع اہل کے نزدیک کرین
لوگ کہ اوسکو حیاء آوے اور کرہاً و استحیاءً وہ طعام دیوے دوسرے یہ کہ بعض ورثہ یا غائب ہون یا اونکی رضا
نہ معلوم اس طعام دینے مین یا یہ طعام کسی شخص خاص نے اپنے مال خاص مین سے نکیا کہ وہ مال میت کا
قبل قسمت کے نہووے یا مانند اوسکے اور محامل عبارت اونکے یہ هذا الحدیث بظاهره یرد علی قراۃ اصحا
القریۃ ممن انه یکره اتخاذ الضیافة من الیوم الاول والثانی وبعده الا سبوع کما فی البزازیة وذکر فی
الخلاصة انه لایباح اتخاذ الضیافة عند ثلاثة ایام وقال ابن الهمام یکره اتخاذ الضیافة من اهل المیت
والکل عللوه بانه شرع فی السرور لافی الشرور قال وهی بدعة مستقبحة روی احمد وابن ماجة باسناد
صحیح عن جریر بن عبد الله قال کنا نعد الاجتماع الی اهل المیت وصنعهم الطعام من النیاحة انتهی
فینبغی ان تقید کلامهم بنوع خاص من اجتماع یوجب استحیاء اهل المیت فیطعموهم کرها او یحمل
علی کون بعض الورثة صغیرا او غائبا او لم یعرف رضاه او لم یکن الطعام من عند واحد معین من
مال نفسه لا من مال المیت قبل قسمته ونحو ذلک انتهی یہ ان محامل پر حمل کرنے سے تمام پر عمل آجاتا ہے
حدیث جریر و حدیث عاصم و اقوال فقہاء قائلین کراہت ضیافت از اہل میت اور سب مین تطابق ہو جاتا
ہی اور قول صاحب شرح منیہ کا بھی درست و بجا رہتا ہے کہ امور ممنوعہ مفقود ہونیکی حالت مباح و حسن
اور یہ موجود ہو تو فقہاء حسن جسطرح فرماتے مکروہ و ناجائز اور حدیث جریر اسی پر محمول اور حدیث عاصم
اوس پر محمول ایسا اب شامی کی نظر سے کلام صاحب شرح منیۃ المصلی کا کہان ہوا اور شامی کا قول کیونکر لایعبأ
بہ نہین ہے پس جسطرح مولف انوار ساطعہ شامی کی عبارت اور نظر کی نہ لحاظ کرنے خائن ہونے کا دبہ لگاتا ہے وہی
دبہ اس پر یعنے گنگوہی پر لگ گیا ہے کیونکہ خود یہ گنگوہی محدث قرار دیا مشکوۃ چند بار درس تدریس مین اسکی آئی ہوگی
اور مشکوۃ کے حاشیہ پر یہ عبارت مرقاۃ موجود ہے اور ناقل مولوی احمد علی سہارنپوری ہین ایک دفع تو
ضرور نظر گنگوہی کی اس پر پڑی ہوگی اوس عبارت مرقاۃ کی لحاظ ٹھہرنے مین یہ گنگوہی خائن ہوا کہ بہت مرتبہ
اوپر اسکی خیانتین ظاہر ہو چکین ہین اور عبارت تلویح و توضیح وغیرہ مین خیانت دیدہ و دانستہ کی تو
یہان بھی ضرور کی ہوگی یہ اقوال اولہ پانچ گنگوہی کا حال بخوبی واضح ہے اور سیوم وغیرہ طعام کا جواز اس عبارت

ملا علیقاری و صاحب شرح منیہ سے بخوبی واضح ہوگیا اب کسی کو گنجائش نرہی کہ بزازیہ و خلاصہ و فتح القدیر
کا قول عدم جواز سیوم وغیرہ مین پیش کرے اور حدیث جبر سے حجت لاوے اسلئے کہ تمام اپنے اپنے
محل پر ہین گنگوہی سے ناعاقل ایسے محامل سے واقف نہین اور اقوال فقہار کے قیود کا علم نہین انکو تو واہی تباہی
اقوال منیہ سے نکالتے ہین اور جہال کو ضال و مضل بناتے ہین اور خود ہوتے ہین اور یہ قول گنگوہی کا
کہ طحاوی روایت دوام سورۃ بلا اعتقاد مین شرطکی ہے کہ اگر گاہ گاہ ترک کیا کرے تو مکروہ نہین
مولف نے اوس شرط کو حذف کر کے نقل کیا ہے اور جہلا کے اعتقاد کی فساد کے وجہ سے شرح
منیہ اور طحاوی اور فتح القدیر سے سب تصریح کی ہے) **اقول** وباللہ التوفیق مولف انوار کے خیانت
تو اسوقت ہوتے کہ بحوالہ فتح القدیر و شرح کتاب طحاوی کی مولف یہ نقل کیا ہوتا مولف نے تو بحوالہ
برہان کی نقل کیا ہے چنانچہ یہ عبارت ہے اما اذا لازمها لسہولتها فلا یکرہ بل یکون حسنا کذا
فی البرہان انتہے اگر برہان کی عبارت مین بہی ہووے تو ایسے کہنے سے گنجائش گنگوہی کو تہی اور جب
برہان مین نہین تو مولف ناقل ہے مولف نے جیسا برہان مین پایا نقل کر دیا حذف کیا تو صاحب
برہان نے کیا نہ مولف نے صاحب برہان کے نزدیک اس شرط سے ضعف ثابت ہوگا اسلئے اونہون نے
اس شرط کو نقل نہ کیا ہوگا پس برین تقدیر مولف اعتراض مولف سے ساقط ہے اور کم فہمی گنگوہی
کی ہی کہ ناقل پر اعتراض کرتا ہی اور چونکہ گنگوہی نے اس شرط کا نقل کرنا فتح القدیر و شرح منیہ وغیرہما
مین ذکر کیا اور برہان کا نام نہ لیا باوجودیکہ مولف نے برہان کا حوالہ دیا تہا تو اس سے معلوم و مفہوم ہے
ہی کہ برہان مین اس شرط کے نہونیکا گنگوہی کو انکار نہین ہے ورنہ گنگوہی کہتا کہ برہان مین یہ شرط
موجود ہے مولف نے حذف کر دی جب ایسا نکہا تو معلوم ہوا کہ برہان مین اس شرط نہونیکو گنگوہی نے
تسلیم کیا پس اعتراض مولف سے ساقط ہے دوسری یہ کہ مولف نے خود بیان کر چکا ہے طحاوے
واسبیجابی وغیرہما محققین کے نزدیک کراہت تعیین کو دو سبب ہے ایک اعتقاد وجوب دوسرے فساد
اعتقاد جاہل مداومت کی صورت مین اس سے واضح ہی کہ مولف انوار مداومت بلا ترک احیانا طحاوی
وغیرہ کے مکروہ ہونیکا قائل اور اس کا مصرح ہے پہر شرط مذکور کے ذکر کرنیکی کیا ضرورت ہی جو شرط سے
مفہوم ہے وہ اسطرح بہی مفہوم ہے اور اصل بحث سیوم وغیرہ مین ہے کسی جاہل کا واجب جاننے
کا سبب احتمال مداومت کی گو سورت ہو اوسکا انکار مولف انوار نے نکیا لکن اس واجب جاننے کے
احتمال کو سیوم وغیرہ مین مولف انوار قبول نہین کرتا ہی اور کہتا کہ جو ایسے جہلا ہین فرض واجب سنت

ومستحب کو مثلاً نہین جانسکتی ہین وہ تو مباحات ومستحباب کو فرض اور فرض کو افضل واولی اور مکروہ
کو مفسد وحرام مباح کو واجب جو جانتی ہین کہتی ہین ایسے جہلاء کے عقاید کا خیال کیا جاوے تو تمام احکام
ناقصہ ہونا لازم آتا ہی اور بطلان اسکا لازم ہی پس ایسے لوگون سے قطع نظر کرکے دیکھنا چاہی کہ جو عوام ایسے
ہووین کہ ان امور مین فرق کرسکین تو وہ اس سیوم وغیرہ کو فرض واجب نہین جانتے اس تعین کو
پس یہ شبہ یہان نہین پایا جاتا پس ان امور وجہ مذکور کراہت جو سورت مین تھے کہ اعتقاد وجوب
کا عوام ہو جاوے یہان نہین ہے مولف انوار کی تو یہ تقریر ہے اب گنگوہی کا شرط طیحاوے وغیرہ کو
سورت کی تعیین کے بارہ مین ثابت کچھہ مفید نہین ہے اس سے یہ تقریر مولف کے مرتفع نہین ہوئی
پس دوام مستحب کی کراہت فساد عقیدہ عوام کے سبب جو فقہاء سے محقق ہونا بتاتا ہی گنگوہی تو
مولف کا اس سے کب انکار مولف تو ان امور فساد عقیدہ کا شبہ ہی یہان تسلیم نہین کرتا ہی اور ان
امور کو ہی فساد عقیدہ عوام کا احتمال ہرگز نہین مانتا ہی اس فساد عقیدہ عوام کی احتمال وشبہ ہونے
پر دلیل قائم کرنا گنگوہی کو ضرور تہا تاکہ اس مقدمہ ممنوعہ کا ثبوت دیتا یہ نہین اور کچھہ کہنے لگا گنگوہی
تقریر مولف انوار سمجہا ہی نہین ہے پس جواب سے کیا علاقہ ہے یہانتک بے فائدہ اسقدر اوراق
سیاہ کی اتنا ثبوت نہو سکا کہ وجہ کراہت جو فی الواقع تعیین سورت مین موجود ہے یہان ہی موجود
ہی ایسے دلیل لاتا جو قابل قبول ہوتی تو سیوم وغیرہ کی کراہت کی ثبوت کا نام لینا چاہی تہا بدون اسکے
یہ زبان پر لانا نہایت درجہ کی حماقت ہی اب جہل مرکب کسکا ثابت ہوا مولف یا گنگوہی کا اور غیر
ثابت بنادے یہ جہل مرکب نہین تو اور کیا اور مولف انوار کے پاس دوسرے دلیل نہووے بالفرض اباحت
اصلیہ ہی ان امور کے جواز کیواسطے کافی جسکا ذکر بحوالہ الکتب اوپر ہوچکا ہے پس ثبوت ان امور کا واضح
اور ادعا کراہت ان امور کا باطل وبلا ثبوت ہے اب گنگوہی دوسرے اصل مین تشبہ بکفار سے
کلام کرتے ہین اور علم وفہم کا اظہار لوگونپر کرتے ہین مولف انوار ساطعہ سیوم مین تشبہ بکفار نہ ہونا یہ
بتاتی ہین اوسکا انکار تہا کہ ہم قرآن وکلمہ طیبہ کفر شکن اور برادری سب جمع ہوکر کلمہ کلام پڑہتی ہین ہنود کے
یہان قرآن وکلمہ نہین پڑہتے اور جمع ہوکر برادری کی نہین پڑہتی اون کے یہان فقط وارث بہت
دکان کہواتی ہین اور قلم سیاہی کتاب وغیرہ کو ہاتہ لگواتی ہین ہڈیان گنگا کو لیجاتے ہین تیسرے روز ہمارے
یہہ کچھہ نہین کرتے پس کوئی عاقل اسکے مشابہت نہ قرار دیگا پس شبہ ہرگز نہین ہے اگر اسکو کوئی مشابہت
نہ کہی کہ اونکی یہان تیسرے روز سوم کفر ہوتی ہین تمہارے یہان کلمہ وقران ہوتا ہے تو جواب اسکا یہ

ہی کہ یہ تو مخالفت ہنود سے ہوئی نہ مشابہت ہمنی مخالف کفا کام کیے انہون نے مخالف اسلام کام کیے جیسا کہ مثلاً مغرب عشاء
صبح کی اوقت مین ہمارے یہان اذان ونماز ہوتی ہے اونکی یہان ان اوقات مین سنکھ بجایا
جاتا ہے پس مشابہت ہوئی اگر کوئی مشابہت اثبات کیواسطے یہ کہوے اگرچہ عبادت اپنی اپنی طور
ان اوقات مین ہی لکن اتحاد اوقات سے شبہ ہے تو یہ قابل مضحکہ وقہقہ کی بات ہی اور ایک بیہودہ
بات ہی اسیطرح زمزم کا پانی لانے والونکو مشابہت ہنود کے گنگا کے پانی لانے مین بتاوے تو یہ
خرافات وبیہودہ امر ہے تیسرے دن کی مشابہت مین بہی قوم ہنود سے مشابہت نہین اسلئے کہ
انکی یہان قوانین دین گردش کواکب سے متعلق ہین انکے قانون کے موافق تیسرا دن ہوتا ہی یہجا
جو انکے رسم کے موافق ہی کرتے ہین ورنہ نہین کرتے ہین چوتھے پانچوین دن ابہی کرتے ہین مسلمانو
کو کواکب سے کچہہ علاقہ نہین اسواسطے تیسرے دن سے آگے نہین بڑہتے ہین شبہ باعث مشارکت
وقت کی نہین ہے اور کفار سے تفاوت وامتیاز پیدا ہوجانے سے مشابہت نہین رہتی ہین آنحضرت صلعم
نے صوم عاشورا رکہا اور حکم رکہنے کا دیا مشابہت دور کرنیکو اشارہ روزہ اول وآخر رکہنے کا کیا اول وآخر کے
روزہ سے مشابہت نہ رہی اور تشبہ کے معنے لغوی مانند ہونا ہین امور ہنود اور امور مسلمانونکی معلوم ہوے
تو مانند ہونا انہین ہرگز نہین ہے پس تشبہ لغوی نہین اور معنے اصطلاحی تشبہ سے یہ نہین کہ ہر امر مین
تشبہ مکروہ نہین چنانچہ کہانے پینے مین نہین ہے صاحب البحر الرائق شرح جامع صغیر قاضی سے نقل کرتے ہین
اس امر کو عبارت یہ ہے فانا ناکل ونشرب کما یفعلون اور درمختار مین تشبہ کیواسطے قید قصد اور
مذموم فی الشرع ہونیکی لگائے ان قصدہ فان التشبہ بہم لایکرہ فی کل شیئ بل فی المذموم وفیما
یقصد بہ التشبہ شامی نے اسکو مسلم رکہا سوم کلمہ وقران پڑہنے مین قصد مشابہت کا نہین ہوتا
ہی اور یہ دونون مذموم شرعی ہین اور مولوی اسمعیل نے اس اعتراض کے جواب مین کہ رفع یدین فی الصلوٰة
تشبہ بروافض تنویر العینین مین یہ لکہا ہی کہ ہم ارادہ انکے تشبہ کا نہین کرتے اتفاقاً موافقت ہوجاتی ہین
لاتحری تشبہ الفرق الضالۃ بل اتفقت الموافقۃ اور ملا علیقاری بہی فرماتی ہین کہ ہمکو منع اہل
کفر وبدعت تشبہ سے اونکی شعار مین ہے بدعت صاحہ سے ہمکو منع نہین کیا ہی خواہ وہ افعال اہل
سنت سے ہو یا اہل کفر وبدعت سے فقہ اکبر کے شرح یہ اونکی عبارت ہی انا ممنوعون من التشبہ
بالکفرۃ واہل البدعۃ المنکرۃ فی شعارہم لا منہیون عن کل بدعۃ ولو کانت مباحۃ سواء کانت
من افعال اہل السنۃ او من افعال الکفرۃ واہل البدعۃ حدیث مین جو تشبہ منع ہی اوسکے

یہ معنی ہین سترگا لیس ہمکو قوم ہنود سے کسی بات مین مشابہت نہین نہ قرآن پڑہتے ہین نہ حیوان پر
کلمہ پڑہتے ہین نہ تیسرے دن کے مثل ارکت مین اسلیئے کہ اونکے یہان تعیین بدلتی ہین پس تشبہ لغوی
وشرعی کسیطرح ہمکو اونکی ساتھ نہین الحمد بعدیہ خلاصہ تقریر مولف انوار کا ہے گنگوہی صاحب کا ہذیان
ورذل اوس پر جو ہے اوسکو تہوڑا تہوڑا ذکر کر کے اظہار بطلان اوسکا بفضلہ تعالےٰ ہم کرتے جاتے ہین
گنگوہی صاحب فرماتے ہین مولف نے تین غلطی فاحش کر کے سیوم کو اس کلیہ سے خارج کیا اول
یہ کہ مولف حدیث من تشبہ بقوم فہو منہم مین تشبہ بجمیع اجزائہ من کل الوجوہ سمجہا ہی کہ سب اجزا ہیئت
مشابہ ہوجاوے تو اوسوقت تشبہ محظور ورنہ نہین **اقول** وباللہ التوفیق اس سمجہکا مولف انوار پر گنگوہی
افترا محض کرتا ہی مولف کی کسی قول سے یہ مفہوم نہین کہ حدیث تشبہ سے یہ مراد ہی کہ مولف نے تو
تشبہ کے معنے لغوی وشرعی بیان کی لغوی معنے مانند ہونا اور شرعی قصد تشبہ ومانند جس مین تشبہ ہو
وہ مذموم شرعی اسمین بجمیع اجزائہ ومن الوجوہ سے کچہہ علاقہ نہین ہے اور ان دونون معنے لغوی
وشرعی خارج ہوا بالتفصیل بیان کردیا کہ منصفین اذکیا کو اسمین کچہہ تردد نہین ہے گنگوہی سے
اوسکا جواب نہوسکا تو مولف کی غیر مراد کو مراد مولف قرار دیکر یہ ہذیان شروع کردیا یا بسبب عدم انفہام
قول مولف کے یہ مراد قرار دی ہے **قال** گنگوہی حدیث مین لفظ تشبہ کا مطلق آیا ہی کہ کوئی قید کل یا البعض
قلیل کثیر کے نہین اور مطلق مراد کا حکم ہر فرد مطلق مین جاری ہوتا ہے اور کوئی قید لگانی درست نہین
ہر ہر فرد مین حکم ثابت ہوگا المطلق یجری علی اطلاقہ کہا گیا ہی لہذا مطلق تشبہ کے کوئی فرد مصداق
حدیث کا ہوجاویگا اگرچہ ایک جز مرکب اپنے پایا جاوے سب مرکب مکروہ ہوجاویگا کہ لفظ حدیث صاف
اس پر دلالت کرتے ہین نظیر اسکی سنو کہ ہدایہ مین ہے اذا قرأ الامام من مصحف فسدت صلوٰۃ عند ابی
حنیفۃ رح وقالا ھی تامۃ الا انہ یکرہ لانہ تشبہ اھل الکتاب انتہی قال فی النہایت فانہم یصلون ھکذا
فیکرہ للتشبہ لانا نہینا عن التشبہ بہم فیما لنا بد منہ انتہی ایضا ہدایہ مین ہے یکرھون ان یقوم
الامام فی الطاق لانہ یشبہ اھل الکتاب انتہی **اقول** بتوفیق الیہ وحسن توفیقہ مولف انوار پر یہ
ہرگز وارد نہین مولف نے ہرگز اسکا انکار نہین کیا کہ ایک چیز مین تشبہ ہونیسے تمام مرکب مکروہ ہوجاتا ہے
بلکہ مولف انوار سیوم کی کسی چیز مین تشبہ نہین قبول کرتا ہی اسلیئے حدیث تشبہ سے خارج کرتا ہی پس
یہ صرف ہذیان گنگوہی کا ہوا بمقابلہ قول مولف کی مولف کچہہ کہتا ہے اسکو سمجہنا نہین جسکا انکار مولف
کو نہین ہی اوسکا اثبات کرتا ہی سفاہت وحماقت اور کیسے ہوتی ہے اور بیعلمی کسکا نام ہی کہ اردو عبارت

کا مطلب یہی نہ سمجھے المطلق یجری علی اطلاقہ اس امر کا مقتضی نہین کہ جہان تشابہ جسجگہ پایا جاوے تو حکم
کل تشابہ کا پایا جاوے اور جس محل مین بعض تشابہ ہووے تو حکم کل تشابہ کا ہو جاویگا المطلق ینصرف الی
الفرد الکامل کا اختصار یہی ہے کہ مطلق سے مراد فرد کامل ہوتا ہے نہ ناقص اسیواسطے آیت تحریر رقبۃ کا ملہ
مراد لیتے ہین نہ ناقصہ اور کفارہ کا اور ہو جانا مقطوع الیدین سے مثلاً جائز نہین جانتے ہین فی التوضیح لان
المطلق لا یتناول ما کان ناقصا فی کونہ رقبۃ وھو فائت جنس المنفعۃ وھذا ما قال علمائنا
رح المطلق ینصرف الی الکامل ای الکامل فیما یطلق علیہ ھذا الاسم کالماء المطلق لا ینصرف
الی ماء الورد فلا یکون حملہ علی الکامل تقییدا انتہی پس جسجگہ تشابہ کامل نہووے ناقص ہووے
وہان یہی حکم مطلق کا جاری نہوگا اور وہ فرد مطلق قرار نہین دیا جاویگا اسکو گنگوہی خوب یاد رکھین
کہ بعض جگہ تشبہ دیکھکر وہان حکم تشبہ اس حدیث تشبہ کو دلیل بنا کر جاری کرتے ہین اور غیر مراد
شارع کو مراد شارع قرار دیکر ضال مضل یہ وہابیہ بنتی ہین یہ تمام جہالت و عدم فہمی کا ثمرہ ایک جملہ
کسی طالب سے سن لیا المطلق یجری علی اطلاقہ اوسکی مطلب سے خبر نہین احادیث سے
غلط غلط مسائل نکالنے لگے اب دو نظیرون کا حال سنو گنگوہی نے پیش کی ہین بے محل
پس جاننا چاہیے کہ تشبہ کے دو اعتبار ہین ایک یہ کہ بعد کمال التشبہ کے اگر قصد تشبہ کا ہے تو کراہت تحریمہ ہے
اور قصد تشبہ کا نہین ہے فقط اصل فعل مین تشبہ بلا قصد ہو جاوے اہل کتاب کے ساتھ تو ترک اوسکا
مستحب ہے چنانچہ عینی مین تحت اس قول صاحب ہدایہ کہ ہے ویستحب تعجیل المغرب لان تاخیرھا
مکروہ لما فیہ من التشبہ بالیہود) کی موجود ہے فقال لما فیہ من التشبہ بالیہود لان ما فیہ التشبہ
بالیہود فترکہ مستحب انتہی اور شنبہ کا روزہ علیحدہ بدون دوسرے دن کے روزہ رکھنا مکروہ ہے
اور اسمین کراہت تحریمہ اوسوقت ہوتی ہے کہ بقصد تشبہ ہووے رد محتار مین ہے (قولہ وسبت
وحدہ) للتشبہ بالیہود بحر وھذہ العلۃ تقید کراھۃ التحریم الا ان یقال انما تثبت لقصد
التشبہ کما مر نظیرہ ط انتہی اور درمختار کے اس قولکی تحت مین کہ امام شافعی رح کے نزدیک قران دیکھکر
پڑھنا نماز مین بلا کراہت درست ہے اور صاحبین کی مع کراہت درست اگر قصد تشبہ کا کرے اسلئے کہ تشبہ
ہر شئے مین مکروہ نہین بل مذموم مین اور اس چیز مین کہ قصد تشبہ کا کرے رد محتار مین ہے قال ھشام
رائت فی رجل ابی یوسف نعلین مخصوفین بمسامیر فقلت اترٰی بھذا الحدید باسا قال لا قلت
سفیان وثور بن یزید کرھا ذلک لان فیہ تشبہا بالرھبان فقال کان رسول اللہ صلی اللہ

عليه وسلم يلبس النعال التي لها شعر وانها من لباس الرهبان فقد اشار الى ان صورة المشابهة فيما تعلق بمصالح العباد لا يضر فان الارض مما لا يمكن قطع المسافة البعيدة فيها الا بهذا النوع وفيه اشارة ايضا الى ان المراد بالتشبه اصل الفعل اى صورة المشابهة بلا قصد انتهى پس

نعل مین تشبہ یعنے بلا قصد امام ابی یوسف بہی جائز کہتے و لا باس یہ فرماتے ہین اور حدیث آنحضرت صلعم کی پیش کرتے ہین اور صلاح عباد جسمین ہو اوسکا یہ تشبہ مضر نہونا اس عبارت سے ثابت ہے اور قطع مسافت بعید کی ضرورت امام ابی یوسف و آنحضرت صلعم کو جوتون کے ساتھ جو بال کے تھے جو رہبان کا لباس ہے ہرگز نتھے تاہم درست ہے تو بدون ضرورت بہی بلا قصد تشبہ درست ہونا ثابت ہوا پس قرآن نما مین دیکھکر صاحبین کے نزدیک بدون قصد تشبہ کے بسبب تشبہ صوری اہل کتاب کے ترک مستحب ہے اور ترک مستحب کے جائز ہے نہین بایمعنی کہ اوس ترک مین کچہہ ملامت و سرزنش و غضب شارع کی طرف سے نہین کچہہ کلام نہین ہان محرومیت ثواب مستحب سے ہی یہ جائز اثر مباح مین ہوتا ہی ہے پس بلا تشبہ قصد ممنوع نہوا تو حدیث من تشبہ بقوم فهو منهم مین جس سے ایک نوع کی وعید مفہوم ہے اوسمین نہ داخل نہوا اوسمین تو وہی تشبہ داخل ہوگا جو بقصد ہووے کہ مکروہ تحریمی ہے جسمین خرابی و قباحت شرعی ہی ہان صورہ تشبہ ہونیکے سبب سے ترک اولی و ترک مستحب جسکو مکروہ تنزیہ کہدیتے ہین ہوا چنانچہ شامی کے مکروہات صلوۃ مین ہے فائدہ ہمّا المکروہ تنزیہا و مرجعہ الی ما ترکہ اولی و کثیرا یطلقونہ الخ پس روایت اولی ہدایہ تشبہ دو صورت سکے ہین کوئی بقصد تشبہ کرے تو مکروہ تحریمی و داخل حدیث من تشبہ بقوم مین ہی اور اگر بقصد نہووے تو مکروہ تنزیہ ہے جو ترک مستحب و ترک اولی ہے جس مین کچہہ سرزنش و ملامت شارع نہین ہے اور روایت امام کی طاق مین کہڑے ہونیکی جو ہی تو اوسکی کراہت کی وجہ مین مشائخ مختلف ہین بعضے تشبہ باہل الکتاب وجہ قرار دیتے ہین جیسا کہ ہدایہ مین ہی اور مختار سرخسی کا بہی یہی ہے اور بعضے مشائخ وجہ کراہت کی اشتباہ حال امام اور نہ واقف ہونا اوسکے حال مقتدیون داہنی اور بائین طرف والونکو اور امام ابن الہمام نے فتح القدیر مین اسہی کو ترجیح دی ہے اور بایوجود تشبہ اہل الکتاب کی وجہ تشبہ کو نہ قرار دیا بلکہ اوسکا جواب دیا کہ امتیاز مکان امام مطلوب ہے اور تقدم اوسکا واجب ہے اور تشبہ اہل کتاب کا جواب یہ دیا کہ غایت یہ ہے کہ اتفاق ملتین اسمین ہے اور حلیہ مین اسہی کو پسند کیا اور اسکی تائید کے اور بحر مین منازعہ کیا کہ ظاہر روایت کا مقتضی کراہت مطلقا ہے اور امتیاز امام کا جو مطلوب ہے وہ حاصل ہوجاتا ہے بتقدم سے بلا وقوف کی مکان آخر مین اسیواسطے والولجیۃ وغیرہ مین کہا کہ بدون تنگی مسجد کے

مقتدیون پر یہ علیحدہ کہڑا ہونا امام کو نہ چاہئے یہ مشابہ تباین مکانین کی ہے یعنے حقیقت اختلاف مکان
مانع جواز تشبہ اختلاف موجب کراہت ہے علامہ شامی نے اس اخیر کلام کو پسند کیا پہر استدراک کیا
کہ تشبہ باہل کتاب کے سبب سے کراہت مذموم مین ہی ہا او سمین جو قصد تشبہ کیا ہووے مطلقًا
تشبہ مکروہ نہین ہے شاید یہ علیحدہ کہڑا ہونا مذموم ہووے اور حاشیہ بحر کے حوالہ سے بیان
کیا کہ اونکی کلام سے ظاہر ہی کہ یہ کراہت تنزیہ ہے عبارت شامی کی یہ ہے حاصلہ انہ صرح محمد فی
الجامع الصغیر بالکراهة ولم یفصل فاختلف المشائخ فی سببها فقیل کونه یصیر ممتازا عنهم فی
المکان المحراب فی معنی بیت اخر وذلك صنیع اهل الکتاب واقتصر علیه فی الهدایة واختاره
الامام السرخسی وقال انه الاوجه وقیل اشتباه حاله علی من فی یمینه ویساره فعلی الاول
یکره مطلقًا وعلی الثانی لایکره عند عدم الاشتباه وأید الثانی فی الفتح بان امتیاز الامام
فی المکان مطلوب وتقدمه واجب وغایته اتفاق الملتین فی ذلك وارتضاه فی الحلیة وأیده
لکن نازعه فی البحر بان مقتضی ظاهر الروایة الکراهة مطلقًا وبان امتیاز الامام المطلوب
حاصل بتقدمه بلا وقوف فی مکان آخر ولهذا قال فی الولوالجیة وغیرها اذا لم یضق المسجد
عن خلف الامام لاینبغی له ذلك لانه یشبه تباین المکانین انتهی یعنی وحقیقة اختلاف
المکان تمنع الجواز فشبهة الاختلاف توجب الکراهة والمحراب وان کان فی المسجد فصورته
وهیئته اقتضت شبهة الاختلاف اه ملخصًا قلت لان المحراب انما بنی علامة لمحل قیام الامام
لیکون قیامه وسط الصف کما هو السنة لا لان یقوم فی داخله فهو وان کان من بقاع المسجد
لکن اشبه مکانًا آخر فاورث الکراهة ولا یخفی حسن هذا الکلام فافهم لکن تقدم ان
التشبه انما یکره فی المذموم وفیما قصد به التشبه لا مطلقًا ولعل هذا من المذموم تامل
هذا وفی حاشیة البحر للرملی الذی یظهر من کلامهم انها کراهة تنزیه تامل انتهی
پس اس سے واضح ہی کہ اس مسئلہ مین بعضے فقہاء واسطے کراہت تشبہ اہل کتاب کو وجہ بیان فرماتے
ہین اور بعضے اس تشبہ اہل کتاب کے ہونے سے کراہت نہین تسلیم کرتے اور اس تشبہ کا اعتبار نہین کرتے کراہت
کی بارہ مین دوسری دلیل گذارتے ہین اور تشبہ کو وجہ قرار دیتے ہین تو شامی تصریح کرتے ہین کہ تشبہ قصدا ہو
یا مذموم ہو تو مکروہ مطلقًا یہان ہی شاید تشبہ مذموم ہوگی اور اس کراہت کو تنزیہ ہی کہتے ہین تشبہ
اسکی وجہ ہو یا غیر تشبہ اور تنزیہ کا حال معلوم ہو چکا ہی کہ خلاف اولی کے ہے اور خلاف اولی کا جواز وعدم

سرزنش و ملامت کسی نوع کی اوسمین شارع کیطرف سے نہونا واضح ہی پس محظور شرعی نہین ہی چنانچہ
درمختار کے اس قولکی تحت مین والا لتفات بوجہہ کلہ او ببعضہ للنہی و ببصرہ یکرہ تنزیہا کے تحت مین
ردمختار مین ہے وخلاف الاولی غیر محظور تامل انتہی اور ترک مستحب سے کراہت لازم نہین آتی
ہی جبتک نہی خاص اوسمین موجود نہووے تحت قول درمختار و ترک سنۃ و مستحب کی ردمختار مین
ہی صرح فی البحر فی صلوٰۃ العید مسئلۃ الاکل بانہ لا یلزم من ترک المستحب ثبوت الکراہۃ اذ لا بد لہا من دلیل
خاص واشار الی ذلک فی التحریر الاصولی بان خلاف الاولی ما لیس فیہ صیغۃ نہی کترک صلوٰۃ الضحی بخلاف
المکروہ تنزیہا اھ والظاہر ان خلاف الاولی اعم فکل مکروہ تنزیہا خلاف الاولی ولا عکس لان خلاف الاولی
قد لا یکون مکروہا حیث لا دلیل خاص کترک صلوٰۃ الضحی وبہ یظہر ان کون ترک المستحب راجعا الی خلاف الاولی لا یلزم
منہ ان یکون مکروہا الا بنہی خاص لان الکراہۃ حکم شرعی فلا بد لہ من دلیل واللہ اعلم انتہی پس جب تشبہ
قصداً نہو اور مذموم ہونا بھی اوسکا کسی دلیل شرعی سے نہ ثابت ہووے اور فقط تشبہ صوری اصل فعل مین
ہوگیا یا جاوے تو اوسکو بدعت ضلالت قرار دینا سخت سفاہت و جہالت ہی اگر ہووے تشبہ بالفرض متعین
مین ہوتا ہی باوجودیکہ نہین ہے تب بھی ایسے تشبہ سے کہ مذمت اسکی شرع مین وارد نہووے اور قصد تشبہ
نہووے تو اوسکو بدعت کہنا اور مسلمانونکو بدعتی بنانا وہابیہ کی حماقت و ضلالت ہے خاص کی جو دلیلین
تشبہ کفار کی بیان کرتے ہین اونہین سے ترک مستحب و ترک اولی ہونا ثابت ہوتا ہی اوسکو ناجائز و
ضلالت ہونے سے کیا علاقہ ہے پس یہ وہ روایت ہدایہ نے کچھہ نفع ندیا بلکہ اور نقصان پہونچایا گنگوہی
کما لا یخفی علی الفطین الماہر فی الفن اور تشبہ اہل کتاب کے ساتھہ حالت نماز مین معتبر ہونے سے یہ لازم نہین
آتا کہ خارج نماز کی بھی تشبہ معتبر ہے اور خارج مین بھی لازم آتی ہے دیکھو سندل ثوب نماز مین مکروہ ہے یا جامہ
ہونیکی حالت مین کراہت کشف عورت کی احتمال سے ہی اور بائی جامہ ہونیکی حالت مین بسبب تشبہ
اہل کتاب کی ہی اور خارج نماز مین یہ تشبہ معتبر ہونا علماء تسلیم نہین کرتے اور کراہت نہین مانتے قال
الشیخ اسمعیل فیہ بحث لان الظاہر من کلامہم ان تخصیص اہل الکتاب بفعلہ معتبر فیہ
کونہ فی الصلوٰۃ فلا یظہر التشبہ وکراہتہ خارجہا اھ انتہی اور یہ بھی جاننا چاہئی کہ اگر اہل کتاب
یا مجوس کے فعل کے ساتھہ تشبہ ایسا ہووے کہ جسقدر امور اونکی فعل خاص مین موجود ہین وہ تمام ہوون
تو تشبہ معتبر ہوتا ہے اور تمام امور نہون بعض ہون تو معتبر نہین ہی دیکھو قرآن شریف اہل کتاب اپنے
کتاب کو نماز مین روبرو رکھتے ہین واسطے قراۃ کے اسمین دو امر ہین ایک روبرو رکہنا دوسرے قراۃ

اس سے اگر ہمارے یعنے مسلمانوں کی یہان کوئی نماز کے روبرو قرآن رکھلے تو باوجودیکہ یک جز وایک امر
ان امور سے یہان موجود ہی لکن اس تشبہ کا اعتبار نہین ہے کیونکہ دوسرا امر یہان مفقود ہے کہ پڑھنا
اوسکو دیکھکر ہے اور کراہت جب ہی کہ اوسکو سامنے رکھکر پڑھے بلکہ تیسرا امر ایک اور بہی ہے کہ وہ
نماز مین پڑہنا ہے پس ان تینون امور سے ایک بہی فوت ہوجاوے تو تشبہ نہین دیکھو بعض علماء نے استقبال
طرف قرآن کے نماز مین مکروہ ہی تشبہ اہل کتاب کے سبب سے کہا تہا تو اوسکا جواب امام ابن ہمام وغیرہ بہی
دیتی ہین کہ اوسکا استقبال قراۃ کے واسطے تہا چنانچہ فتح القدیر مین ہے تحت اس قول صاحب ہدایہ کے ولا
باس بان یصلی وبین یدیہ مصحف معلق او سیف معلق لانہما لا یعبدان وباعتبارہ تثبت الکراہۃ
موجود ہے قدم المعمول لقصد افادۃ الحصر فیفید الرد علی من قال من الناس بالکراہۃ لان السیف
انہ للحرب والباس فیکرہ استقبالہ فی مقام الابتہال وفی استقبال المصحف تشبہا باہل
الکتاب والجواب ان استقبالہم ایاہ لقراءۃ منہ لا لانہ من افعال العبادۃ وقد قلنا بکراہۃ
استقبالہ بذلک انتہی اور علامہ عینی نے یہ جواب دیا کہ مصحف کے تقدیم مین تعظیم ہے اور تعظیم اسکی عبادت
ہے پس عبادت اوپر کی ہوئی مکروہ نہین ہے اما المصحف لان فی تقدیمہ تعظیمہ وتعظیم المصحف عبادۃ فتقدیمہ
عبادۃ علی عبادۃ فلا تکرہ انتہی اور باہر نماز کے کوئی دیکھکر قرآن شریف کو یہی پڑھے سامنے رکھکر تو تب بہی
تمام اہل اسلام کے نزدیک صحیح جائز ہے اور تشبہ نہین ہے کیونکہ جز تشبہ کا کہ اندرون نماز کے ہونا فوت ہے
یہ خارج نماز کے تشبہ معتبر نہین اسیطرح نماز مین چنگاری وانگارہ رکھکر نماز پڑہنا مکروہ اور خارج نماز
چنگاری وانگار کوئی سامنی رکھی تو مکروہ نہین کیونکہ عبادت ہونا فوت ہی باوجودیکہ چنگاری اور سامنی ہونا
دونون موجود ہین اور چراغ روبرو نمازی کی ہووے تو مکروہ نہین ہی بسبب تشبہ نہونی کے کیونکہ چنگاری
وانگار بہی آگ اور سراج کا شعلہ بہی آگ اور اندرون عبادت کی ہے لکن یہ جو نمازی نے روبرو رکھا ہے
کہ وہ چراغ ہے چنگار وانگار ہونا اوسمین موجود نہین ہے اگرچہ روبرو ہونا اور اندرون نماز کے ہونا اور آگ
ہونا موجود ہی ایسے جزئیات فقہا کے تتبع سے واضح ولائح ہے کہ جس چیز مین تشبہ ہووے تو اسکی تمام اجزاء موجود
ہونا چاہیے ہان یہ ضرور نہین تمام اوس عبادت کے امور جو کفار کے یہان ہوتی ہین ہونا چاہی بلکہ اس چیز سے
جو امور متعلق ہین جس چیز مین تشبہ بانا گیا وہ تمام ہونا چاہی اگر تھوڑا سا بہی اوس چیز مین فقط آجاویگا تو
کراہت مرتفع ہوجاویگی چنانچہ درمختار مین ہی کہ روزہ عاشوراء کا مکروہ ہی تنہا اور روزہ شنبہ یعنے ہفتہ
کا جسکو سنیچر بہی کہتی ہین تنہا مکروہ ہے روزہ عاشوراء کے تنہا مکروہ ہونے کے اور عاشوراء کے تنہا مکروہ

ہونیکی وجہ علامہ شامی نے بھی لکھا ہی کہ تشبہ ساتھ یہود کے ساتھ درمختار کی عبارت اس مضمون کی اوپر
گذر بھی چکی ہے دوبارہ پھر لو والمکروہ تحریمًا کالعیدین وتنزیہًا کعاشوراء وحدہ وسبت وحدہ
انتہی علامہ شامی فرماتے ہین قولہ عاشوراء وحدہ) ای مفردًا عن التاسع او عن الحادی عشر
امداد لانہ تشبہ بالیہود محیط قولہ وسبت وحدہ) لتشبہ بالیہود بحر وہذہ العلۃ تقید
کراہۃ التحریم الا ان یقال انما تثبت لقصد التشبہ کما مر نظیرہ بلکہ ہفتہ کا روزہ جسمین تشبہ یہود کے
ساتھہ رکہے اور یہود سے تشبہ مرتفع ہوئیکا اتوار کا روزہ کوئی رکہے جس سے تعظیم اتوار مین تشبہ نصاریٰ
کی ساتھہ لازم آتا ہی اگر تنہا ہووے تو تب بھی ان دونونکی جمع کرنے سے تشبہ کسیکے قوم کے ساتھہ نہین رہتا
کیونکہ ہیئت اجتماعی پر اتفاق دونون طائفہ مین سے کسی کا نہین ہی علامہ شامی نے اسیہی صفحہ مین
لکھا ہی جس صفحہ کے عبارت ابھی ہمنے لکھی وہل اذا صام السبت مع الاحد تزول الکراہۃ
محل تردد لانہ قد یقال ان کل یوم منہما معظم عند طائفۃ من اہل الکتاب ففی صوم
کل واحد منہما تشبہ بطائفۃ منہم وقد یقال ان صومہما معًا لیس فیہ تشبہ لانہ لم تتفق
طائفۃ منہم علی تعظیمہما معا ویظہر لی الثانی بدلیل انہ لو صام الاحد مع الاثنین
تزول الکراہۃ لانہ لم یعظم احد منہم ہذین الیومین معًا وان عظمت النصاریٰ الاحد
وکذا لو صام مع عاشوراء یومًا قبلہ او بعدہ مع ان الیہود تعظمہ ویظہر من ہذہ انہ لو جاء
عاشوراء یوم الاحد او الجمعۃ لا یکرہ صومہ کسبت معہ وکذا لو کان قبلہ او بعدہ یوم
المہرجان او النیروز لعدم تعمد صومہ بخصوصہ واللہ اعلم انتہی دیکھو اجزا مین اگرچہ
مشابہت طائفہ اہل کتاب سے ہی لکن مجموع کی تعظیم کوئی نہین کرتا ہی ہیئت اجتماعی نے اوس تشبہ اہل
کتاب کو رفع کر دیا ہی پس بخوبی ظاہر ہی کہ تشبہ ناقص معتبر علما کے نزدیک نہین ہے اور تشبہ ناقص فرد
مطلق تشبہ کا نہین ہے جو حدیث مین وارد ہی پس حدیث مذکور تشبہ ناقص کو وہی حکم دینا جو کامل کا ہی سراسر
بیعلمی ہے اس تقریر سے تمام اقوال پر اختلال گنگوہی کا جو تشبہ سے متعلق ہین جواب ہو گیا اجمالًا
بیفہمی و علمی جو کچھہ کلمات گنگوہی کے اوسکا مردود ہونا اسی سے ہر ذی عقل جانلیگا کچھہ تفصیل اور کردی جاتی ہین گنگوہی اسکی بعد بعض عبارت
ہدایہ کی نقل کے بعد کہتا ہی قرآن کہولکر سر پر رکہنا اور بلند مکان پر کہڑا ہونا تشابہ اہل کتاب سے تہا ساری نماز مکروہ ہوگئی اور مثل مولف کے
محشی نے لکھا کہ اسقدر اجزا مین ایک جز کے مشابہت سے کراہت نہین ہوتی اقول باللہ التوفیق یہ مولف ہمارے کہان کہا ہی کہ اسقدر اجزا ایک جز کی
مشابہت سے کراہت نہین ہوتی وہ مشابہت کا وجود سیوم مین ہنود کے ساتھہ منع کرتا ہی اسکا یہ مطلب کہان کہ اسقدر اجزا مین ایک جز مشابہت سے کراہت

ابھین

نہین ہوتی یہ تو افترا لجانا گر گنگوہی مولف پر کرتا ہی یا بعلمی کے سبب سے اردو عبارت بہی مولف نہین سمجہتا ہی پر اسکو مولف کی کلام سمجہکر ردّ کیا علاوہ گنگوہی کہتا ہے کہ
سیوم پانچ جزء سے مرکب ہی کلمہ قرآن نخود ان تین مین تشبہ نہین اور اجتماع سوم میت کیواسطے امر تخصیص
سیوم کے ان دو مین تشبہ ہنود کے ساتھہ ہی ہے مولف بہی مقر ہے اقول وباللہ التوفیق تین جزء مین تشبہ
نہونا گنگوہی قبولکرتا ہی دو مین تشبہ بتاتا ہی تو اسکا حال یہ ہی کہ اجتماع مین بہی تشبہ نہین کیونکہ وہان اجتماع
وارثون میت کا فقط ہوتا ہی اور برادری و دوست آشنا سب ہوتے ہین وہان اجتماع سوگ کہلوانیکے واسطے ہوتا
ہی یہان اجتماع کلمہ و قرآن پڑہنیکو جس قسم کا کام کرے تو ہنود جمع ہوتے ہین کہ وہ سوگ کہلواتا ہی اسیواسطے یہان
مسلمان بہی جمع ہوتی تو تشبہ کے گنجائش تہی جب اونکا مطلب و غرض یہان نہین ہی تو تشبہ بہی نہین اب ہی معلوم
ہو چکا ہی فقط استقبال قرآن کا نماز مین مکروہ نہین اسلئے کہ اگرچہ استقبال مین مشابہت اہل کتاب سے ہی لیکن
مشابہت معتبر اسواسطے نہین ہی کہ جس غرض کیواسطے کہ وہ دیکہکر پڑہتا ہی یہان مفقود ہی چنانچہ اوپر فتح
القدیر سے گذر چکا ہی پس اسی طرح اگرچہ اجتماع ہنود کے یہان بہی ہوتا ہی اور اہل اسلام کے یہان بہی لیکن
جس غرض سے ہنود کے یہان ہوتا ہی اوس غرض سے یہان نہین پس فقط استقبال قرآن کے ہو جیسا
کہ فقط استقبال مذکور بسبب فوت غرض مذکور کے مکروہ نہین ایسا ہی یہ اجتماع بسبب فوت اوس غرض
ہنود کے یہان مکروہ اور جسطرح چراغ نمازی رو برو ہونے سے نماز مکروہ نہین ہوتی فقط اس قدر تفاوت کہ
وہ یعنے مجوس چراغ کی پرستش نہین کرتے ہین انگار کہتے ہین اور شعلہ مین کہ چراغ ہی اور انگارہ مین تہوڑا
فرق ہی آگ ہونا دونو مین شامل ہے اسیطرح یہان فرق ہے وہان فقط وارث ہوتے ہین یہان جو کوئی مسلم
ہو خواہ وارث خواہ برادری ہو خواہ نہو اہل اسلام ہو وہان قانون نجوم کے موافق تیسرا دن پڑے تو تیجا
ہوتا ہی ورنہ نہین ہوتا ہی اور یہان تیسرا دن ہوتا ہی ہے اس سے آگے سیوم نہین کرتے ہین پس فرق
مانند استقبال قرآن و چراغ کے یہان موجود ہے اور کراہت مرتفع ہی اور ہم کہتے ہین کہ یہ تشبہ اہل کتاب سے
ہدایہ سے جو مفہوم ہے جس سے کراہت لازم آتی ہے تو وہ اندرون نماز کے ہی اور باہر نماز ان امور مین تشبہ
معتبر نہین ہے چنانچہ شیخ اسمعیل کے بیان سے واضح ہو چکا ہی کہ خارج نماز کی تشبہ و کراہت اسدن مین نہین
اندرون نماز کے ہے اور یہان یعنے قرآن دیکہکر پڑہنے کے بارہ مین بہی خارج کی تشبہ نہونا بالاجماع
ثابت ہی پس اس سے استدلال اوس امر پر کرنا کہ خارج نماز سے ہی باطل ہے اور جسطرح امام ابن الہمام کا
فتح القدیر مین فرمانا اوپر گذر چکا ہی کہ تقدم امام مطلوب ہی اور مشابہت اہل کتاب کا اونہون نے یہ جواب
دیا کہ یہ اتفاق دو ملتونکا ہی پس اسیطرح ایک جواب ایسا ہی ہو سکتا ہی کہ اتفاق ملتین کا ہی اور یہ جواب

بھی ہو سکتا ہی کہ تشبہ بقصد ہونا مذموم ہو تو مکروہ ہی مطلقاً مکروہ نہین ہے اور مسلمان تشبہ کے قصد سے
اجتماع نہین کرتے ہین اور مذموم ہونا بھی اسکا دلیل سے ثابت نہین ہی پس مکروہ نہوا اور تخصیص اور سیوم
مین بھی مشابہت نہین ہی انکی یہان یعنے ہنود کے یہان تین سے زیادہ مین بھی تیجا کرتے ہین پس تخصیص
تین دن کی نہوئی اگر ہووے تو اسقدر فرق کہ ہمارے یہان آگے پیچھے نہین ہوتا ہی انکے یہان
ہو جاتا ہے پس تشبہ نہین ہے اور مولف نے اقرار تشبہ کا نہین کیا بلکہ یہ کہا کہ تشبہ ہوتا اور مشابہت
لازم آتی ان قوم ہنود سے آتی جو گمان کرتے ہین کہ کشتی اگر دال مین سو غور سے دیکھو تو انکی ساتھ بھی مشابہت
نہین اسکے بعد مولف نے وہی فرق قانون کو اکب بیان کیا ہی مولف مقر تشبہ کا نہین ہے اور عرس
کیلوان سراوگی وغیرہ کا تیسرے روز اور سے مشابہت نہونا مولف نے ثابت کیا اسکے بعد گنگوہی اجتماع
کو شعار تیسرے دن شعار ہنود کا بتاتا ہی غلط محض ہے شعار جب ہوتا کہ اہل اسلام کی یہان یہ نہوتا جب اہل اسلام کے
یہان بھی تو شعار ہنود کیونکر ہوا اور گنگوہی وقت مغرب مین اتحاد ما بین اہل اسلام و اہل ہنود کے واسطے
عبادت کی ہوئی ہی اعتراض تو مولف انوار نے کیا اور تشبہ آب زمزم و گنگا کا پانی مین ہونیکا جو ذکر کیا تھا
اسکے جواب مین یہ فرماتے ہین کہ فرائض و واجبات مین تشبہ کا اعتبار نہین ہے یہ بےعلمی گنگوہی کی ہے
دیکھو آخر وقت عصر کہ ایک رکعت قدر باقی ہو اسوقت سوری عصر اوس دن کی دوسرے دنکی قضا ہرگز
درست فقہاء نہین بتاتے ہین اور اسوقت ناقص امر مانی ہین اور کراہت نماز کی اسوقت مین تشبہ کفار
عباد شمس کے ساتھ ہونیکے سبب سے فرماتے ہین شرح وقایہ مین باحسن وجہ اسکو بیان کیا ہے اور نور الانوار مین
بھی یہ عبارت اس بارہ مین موجود ہے اول گذر بھی چکی ہے پھر تھوڑی سی لکھی جاتی ہے لان عصر
یومہ مامور بالاداء مع انہ مکروہ شرعًا والطواف محدثا مامور بہ مع انہ مکروہ شرعًا قلنا
ذلك الكراهة ليس في نفس المامور به بل بمعنى خارج وهو التشبه لعبدة الشمس انتهى پس یہ کلیہ
جھوٹا بتایا ہوا گنگوہی کا کہ فرض و واجبات مین تشبہ معتبر باطل ہوا اور بےعلمی واضح ہوئی اور زمزم
کی پانی لانیکو گنگوہی عادی و طبعی امر بتاتا ہے اور یہ عادی و طبعی نہونا وجہ عدم تشابہ قرار دیتا ہی جسکو
دیکھکر بچے بھی قہقہہ مارتے ہین پانی زمزم کا ہر بچہ بچہ جانتا ہے کہ بطور تبرک پینے کیواسطے مسلمان
لوگ لاتے ہین اور پینے مین ثواب جانتے ہین نہ مقرر عادت کے سبب سے جیسا کہ یہ ناواقف جہال سے
زیادہ بےعلم کہتا ہے حدیث و فقہ مین استحباب لانے پانی زمزم کا ثابت ہے در مختار کے اس قول کے
تحت مین ویکرہ الاستنجاء بماء زمزم تحت رد المحتار مین ہے ویستحب حملہ الی البلاد فقد رد

الترمذی عن عائشہ رضی اللہ عنہا انہا کانت تحملہ وتخبران رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کان یحملہ وفی غیر الترمذی انہ کان یحملہ وکان یصب علی المرضی ویسقیہم وانہ
حنك بہ الحسن والحسین رضی اللہ تعالی عنہما من المبلباب وشرحہ انتہی اور پانی زمزم
لانیکو طبعی یہ گنگوہی بتاتا ہی اتنی تمیز نہین کہ جو فعل طبعی ہوتا ہے مثلاً انسان کا ہے وہ اسکے اختیار مین نہین
ہوتا ہی دیوار سے گر جانا نیچے کو جسم فصل کے اختیار مین نہین ہے انسان وحیوان وقت گرنے کے
ارادہ رکھنے کا کرے اور کوئی ایسے چیز جسکے سہارا لیسے رکے موجود نہو یا اوسکے ہاتھ نہ آوے وحاصل
اسکو نہو تو ہرگز نہین رک سکتا ہی پس فعل وحرکت طبعی ایسی ہوتی اور تمام افعال طبعیہ مانند غذا کا ہونا
اور اخلاط کا ملنا اور استاج بدن سے منی جدا ہونا بعدیہ وتخیہ ہونا اور جو بدن انسان مین مثلاً ہوتا
رہتا ہی یہ تمام ایسے امور ہین کہ انسان کے اختیار مین نہین بلکہ افعال طبعیہ بدون شعور کے نہین ہوتی
یہ امور پانی زمزم لانے مین تمام مفقود ہین گنگوہی کو علم ہوتا یا کسی طالب علم میزان خوان یا موجز خوان سے
صحبت بہی ہوتی تو پانی زمزم کے لانیکو یا پانی گنگا کے لانیکو ہرگز طبعی نہ کہتا اور عادی کہدینے سے اعتراض
تشبہ امر بنجاتا ہے کہ یہ سیوم جو اہل اسلام کے یہان ہوتا ہی اسکو بہی عادی اہل اسلام کہدینگے اور عادی ہونا
تو ظاہر ہے اگرچہ بطور ایصال ثواب کے یہ عادت تیسرے دنکی ہووے اور جسطرح گنگوہی گنگا کا پانی لانا
ہنود کا شعار نہین جانتا ہی ایسے ہی تیسرے دنکا ایصال ثواب کرنا ہنود کا شعار نہین جانتی ہین پس فیصلہ ہوا
مولف انوار کی فتح ہوئی گنگوہی کو شکست فاش ہوئی اب آگے جو گنگوہی کا ہی واسطے اثبات اہل اسلام
تشبہ کے درمیان اجتماع ہنود کے تیجے کے دن اور درمیان اجتماع اہل اسلام کے سیوم مین واسطے
قرآن وکلمہ خوانی کی کہ بعض وجوہ کا محل تشبہ کو نہین زید اسد سے تشبیہ دینی مین وجہ شبہ فقط شجاعت
ایک امر باقی کو ہوئی مشابہت نہین پس کسی نے یہ نہین کہا کہ بالکل مشابہت من کل الوجوہ ہو تو تشبہ
ہووےگی ورنہ نہین یہ قول مولف کا شرع وعقل وعرف کے خلاف ہے **اقول** وباللہ التوفیق مولف
من کل الوجوہ مشبہ بہ سے تشبیہ ہونا بایںطور تمام امور مشبہ بہ مشبہ مین موجود ہون تو تشبیہ ہووے
ہرگز نہین کہا ہے مولف کے کسی کلام سے مفہوم نہین مولف وجہ شبہ کا پایا جانا جسکے سبب سے تشبہ
عرفاً وعقلاً وشرعاً جائز ہووے سیوم مین نہین مانتا ہے اور کوئی معنے ایسے مشہور ومعروف
ومخصوص اجتماع مینا ایسے موجود ہونا جسکے سبب سے سیوم کو اس سے تشبیہ دینا درست ہووے قبول
نہین کرتا یہ تشبیہ سیوم کے اجتماع ہنود کے ساتھ مانند تشبیہ زید کے ساتھ اسد ہرگز مولف نہین مانتا ہے

زید و اسد کے تشبیہ صحیح و درست ہی وجہ شبہ وہان موجود ہے سیوم و اجتماع ہین وجہ شبہ پائے
جانیکے سبب سے تشبیہ درست نہین ہے اور کوئی عاقل اسمین تشبہ نہین مانسکتا ہی اور تشبہ شرعی جب
ہی ہوتا کہ قصد تشبہ ہوتا یا مذموم ہوتا اور جس قسم کی غرض ہنود کی ہوتی ہے اوسی قسم کے
غرض اہل اسلام کی ہوتی ہے چنانچہ اوپر اسکا بیان گذر چکا ہی اوس سے ظاہر ہی کہ فقط اجتماع سے
تشبہ علماء کے نزدیک ثابت نہین جیسے فقط استقبال الی القران سے نماز مین تشبہ اہل کتاب کے
ساتہ ثابت نہین ہے پس کوئی تشبہ یہان سیوم و اجماع ہنود مین ثابت نہین ہے نہ عقلی و نہ شرعی
فقط اجتماع تیسرے دن سے تشبہ شرعی بتانا جو فقہاء کے نزدیک موجود ہے بیعقلی صرف ہی اور
وہابیہ کی بدجو اسی ثابت ہے **اول** خطا جو مولف کی گنگوہی نے نکالی تو اوسمین تو صفر
سرتا پا خاطی نکلا اور دوسری **گنگوہی** مولف کی بتاتا ہی اوسمین جو جو خطائین گنگوہی کرین
اوسکا حال معلوم کرنا چاہیے مولف انوار ساطعہ نے کہ کفار اور اہل اسلام کے درمیان کچھہ فرق
اور امتیاز ہوجاوے تو تشبہ نہین اور مثال صوم عاشوراء کے بیش کی کہ دن معین دسوین تاریخ کے
روزہ رکہنے مین مسلمان و یہود سب شریک ہین فقط مقدم یا موخر روزہ دوسرے رکہنی سے تشبہ نہین رہتا
تو **گنگوہی** کے فہم مین یہ کلام ہی مولف نہ آیا اور تعجب کیا اور کہا کہ مسئلہ ہدایہ مین مایہ الامتیاز موجود
ہی فقط ارتفاع و امتیاز مکان ایک مسئلہ مین اور نظیر مصحف دوسرے مین تشابہ کا ہے پس مکروہ کیون
ہوگیا اور صوم کا جواب ناصواب گنگوہی یہ دیتا ہے کہ یہ روزہ فرض تہا فرض مین تشبہ نہین اب
تنہا روزہ عاشوراء کا کسیکی نزدیک مکروہ نہین **اقول** وباللہ التوفیق بلاشبہ فرق و امتیاز جیسا کہ مولف
انوار نے کہا ہے تشبہ مرتفع ہوجاتا ہی فقط استقبال قرآن نماز مین تشبہ اسیواسطے نہین کہ یہ فرق
پڑگیا کہ یہان پڑہنا اوس قرآن سے نہین ہے اگرچہ نماز مین اور استقبال ہونا اسمین بہی موجود ہے
اور ارتفاع امام کا ہووے لکن کچہہ قوم امام کے ہمراہ ہوجاوے تو فرق کرجانیکی سبب سے تشبہ نہین
رہتا ہے اور تنہا صوم عاشوراء مین تشبہ نہونا اس سبب سے کہ فرض تہا جہالت محض ہے کوئی ادنے
و اعلی اس وجہ جہالت کو تسلیم نکریگا اور نہ کسی کتاب مین کسی نے یہ وجہ گذاری ہے کہ اول کوئی امر فرض
ہووے پہر فرضیت اوسکی مرتفع ہوجاوے فقط استحباب باقی رہے تو فرضیت منسوخہ تشبہ سے
مانع ہوتی ہے ایسے غلط غلط مسائل شکم سے نکالنا اور دل سے گہڑنا احبار و رہبان کا کام ہی اور چند
مرتبہ درمختار اور ردمحتار سے اوپر گذر چکا ہی کہ روزہ تنہا عاشوراء کا مکروہ ہے اور بوجہ اسکی ردمحتار

مین بہی فرمائی ہے کہ تشبہ یہود سے ہی اور اس بیعلم کو اتنی خبر نہین صوم عاشوراکے حق کہتا ہی کہ تنہا
روزہ عاشوراکا مکروہ نہین ہے اب ایسے بے علم آدمی کا کیا کیا جاوے اور نادان کا کیا خطاب کیا جاوے
با این ہمہ مولف انوار ساطعہ کو قواعد شرعیہ سے بے خبر لکہتا ہے اور حمقا و جہلا وہابیہ کو جنکی ایسی
باتین ہین اونکو علما نکتہ دان و تفقہ بتاتا ہے کونسا عاقل منصف ایسے حماقت کے باتون کو تفقہ
و نکتہ دانی بتاویگا یہ دوسری خطا مولف انوار کے اس گنگوہی نے نکالی تہی جس سے ظاہر ہی کہ گنگوہی
بہت غالط و خاطی ہے اور مولف اس سے بری ہے اب تیسری خطا مولف کے گنگوہی بتاتا ہی مولف
انوار نے بحوالہ کتب علما معتبرین محققین کے بیان کیا تہا کہ تشبہ مکروہ ہر چیز مین نہین ہے فعل
مذموم مین مکروہ ہے یا قصد تشبہ کا ہو تو مکروہ ہے گنگوہی مولف کی اثبات کیواسطے کہتا ہے کہ
دو روایتین جو ہدایہ سے منقول ہوئین اونمین قرآن دیکہکر پڑہنا مذموم نہین ہے بلکہ محمود ہے
اور مکروہ ہوگیا امام کا علیحدہ کہڑا ہونا مذموم نہین ہے صوم عاشورا مذموم نہین ہے پہر کیون نضم
صوم نہم سنت بہت کو رفع کیا اور آگ کا روبرو نمازی کے ہونا موجب تشبہ مجوس کا ہی اور مسلم کا
قصد تشبہ بالمجوس کا نہین اور اشتمال صما مکروہ حال آنکہ قصد تشبہ یہود مسلم کو ہرگز نہین ہے اقول
وباللہ التوفیق اس سے گنگوہی نافہم کی غرض یہ ہی کہ بدون قصد تشبہ کے اور غیر مذموم مین
بہی تشبہ اہل کتاب کا مکروہ ہی اور غرض گنگوہی کی بالکل فاسد و باطل ہے چند مرتبہ علما معتبرین
کی اقوال صریحہ اس بارہ مین گذر چکی ہین کہ مطلقاً تشبہ مکروہ نہین ہے قصد تشبہ ہو یا مذموم مین
تشبہ ہو تو مکروہ امام ابی یوسف کا نعلین شعر کو جائز فرمانا اور فعل آنحضرت صلعم کا ہونا باوجودیکہ یہ
رہبان کا لباس ہے اوپر گذر چکا ہے اور یہ بہی اوپر گذر چکا ہے قصد تشبہ ہووے تو مکروہ تحریمی ہے
تشبہ فقط تشبہ بلا قصد و بلا مذموم ترک مستحب ہے جو مستلزم کراہت کو نہین ہے اور مکروہ سے
ایسے مواقع مین مراد کراہت تنزیہی ہی جسکا رفع ترک اولی ہے پس ان امور مذکورہ و منقولہ مین کراہت
بلا قصد تشبہ و بلا مذموم ہوئی ثابت ہو جاوے تو مراد کراہت سے تنزیہ ہوگی ترک اولی ہے کیونکہ
یہ تتبع اقوال فقہا سے ظاہر ہو چکا ہی اور مذموم ہونا اور قصد ہونا ثابت ہووے تو تحریمی ہوگی ان
نقول سے یہ واضح نہین ہی کہ بدون مذموم ہونے اور بدون قصد تشبہ کے بہی کراہت تحریمی ہوتی ہے
جبتک یہ ثبوت نہووے تو گنگوہی کو مفید مولف انوار کو مضر نہین اور اقوال فقہا و علما جنمین تصریح
ان امور کی موجود ہے کہ بقصد ہووے یا مذموم ہووے کراہت مطلقاً نہین ان نقول سے منقوض

نہین ہوتی اونکی اقوال مین اسوقت مین کراہت تحریمہ مراد ہونا جائز ہے اور بدون انکی کراہت
تنزیہ ہوتی ہین اونکے اقوال کی مخالفت نہین ہوتی کیونکہ وہ ترک مستحب ہے جسکو ناجائز کوئی مسلمان
نہین کہسکتا ہے تارک عارضی اکو کوئی بدعتی نہین کہسکتا ہے اوران امور کا غیر مذموم جو گنگوہی
بتاتا ہے اس بیعلمی سے بتاتا ہی کہ کسی کتاب کا حوالہ نہین کسی عالم معتبر کا قول اس امر مین پیش
نہین پہر کیونکر اس کا قول مقبول و معتبر ہووے گنگوہی اسکے آگے کہتا ہی کہ اجتماع اہل میت کے
نزدیک جسکا نیاحت ہونا حدیث سے ثابت ہے پہر ہنود کا فعل و تقیید مطلق پہر بہی مذموم نہین
عجب ہے **اقول** وباللہ التوفیق اجتماع الی اہل المیت جو موجب کراہت ہے اوسکا مخصوص ہونا
ایک نوع خاص کے ساتھہ مرقات ملا علیقاری سے اوپر گذر چکا ہی فلیراجع الیہ اور اس اجتماع موجب
کراہت کا لازم آنا سیوم مین ممنوع ہے اور تقیید مطلق کو اس سے کچہہ علاقہ نہین تقیید مطلق تو اسوقت
ہوتی کہ سوائے اسدن کے اہل اسلام ایصال جائز نسجانتے اور اس اجتماع یوم سیوم کو موقوف علیہ
جواز خیال کرتے اور اسکا فقدان اظہر من الشمس ہے پس تعجب ایسا ہی جیسا کہ اہل حق کے مسائل سنکر
مبطلین تعجب کرتے ہین اسکے آگے گنگوہی اول تو قول بحر الرائق کو کہ امر مذموم مین تشبہ ہووے
تو مکروہ ہی رد کرتا ہی اور اس پر نقض اپنی جہالت سے ایک مسئلہ گہڑ کر کرتا ہی کہ قرآن دیکہکر
پڑہنا امر مذموم نہین ہے اور حدیث مین مطلق تشبہ ہے اس غرض سے یہ قرآن دیکہکر پڑہنا مذموم
ہونا نہین پایا جاتا ہے اور کراہت موجود ہے او بحر الرائق نے تشبہ کو مقید مذموم کے ساتھہ کیا ہے
اور یہ حدیث کے خلاف ہی کہ حدیث سے مطلق تشبہ ممنوع ہے پہر گنگوہی توجیہ کرتی ہین کہ قرآن دیکہکر پڑہنا
فی حد ذاتہ محمود ہے لکن صلوۃ مین مذموم ہی مگر مولف اپنے کونہ فہمی سے مذموم فی اصل وضعہ سمجہگیا
اقول وباللہ التوفیق جب یہ مراد بحر رائق ہے تو گنگوہی بفہم نے غیر مراد بحر رائق کو مراد بحر رائق کیون
قرار دیا اور خارج نماز کے قرآن پڑہنا مراد لیا اور اس سے نقض جہالت سے کرنے لگا اور اسکے اول ہی
قیود کو جن کے سبب سے مذموم ہو جاوے چہوڑ امور منقولہ بالا کو محمود قرار دیا اور اپنی ایک اختراعی وار
امر کے موافق ان اقوال جو علما سے مولف نے نقل کین ہین منقوض ہونا بتایا اون تمام مین قیود کا
لحاظ ہے جن کے سبب سے وہ مذموم مین پہر دہی ہوا کہ مذموم مین تشبہ مکروہ ہے خواہ مذمت پہلی سے
ہو یا کسی سبب سے حادث ہو بحر رائق و مولف نے یہ کب کہا کہ فی حد ذاتہ مذموم ہو اور کسی امر کے لحوق
سے مذمت نہ آوے اسوقت تشبہ ناجائز ہی خود غلط مطلب قرار دیکر اعتراض فقہا و علما و مولف کرنا

یہ کوتہ فہمی گنگوہی کی نہین ہے تو اور کیا ہے اور باین ہمہ مولف کو کوتہ فہم بتاتا ہے یہ جہل مرکب صرف ہے اور بحر کے مطلب کو خود نہ سمجھا اسواسطے نقص کرنے لگا مولف کیطرف بحر کا مطلب نہ سمجھنے کی نسبت کرتا ہے حیا نہین آتی اور حدیث کو مطلق بنا کر غیر مذموم مین بھی تشبہ کا ثبوت کرنا چاہتا ہے تشبہ کے معنے شرعی سے جو غیر مذموم و غیر مقصود بالتشبہ اوسکو شمول حدیث کا ہونا ہرگز مسلم نہین حدیث کا شمول تو اوسکو ہی ہے کہ جسمین ملامت شرعی ہووے چنانچہ فہو منہم لفظ حدیث سے علامت مفہوم ہے اور غیر مذموم و بدون قصد مین ملامت نہونا ظاہر ہے کیونکہ اصل فعل کی صورت مین تشبہ ترک مستحب ہے چنانچہ عینی سے ظاہر ہے اور ہر گذر چکا ہے اور ترک مستحب مین ملامت شرعی نہین ہے پس حدیث اس تشبہ صوری کو شامل نہین ہے جسمین مذمت یا قصد تشبہ نہو پس حدیث کے مطلق قرار دینے سے قول بحر رائق کا رد نہوا اور حدیث مفید نہوئی مولوی اسمعیل سرگروہ وہابیان کا قول جو بطور الزام مولف انوار نے نقل کیا تہا تو گنگوہی نے اوسکے قول پر اعتراض کچھہ نکیا جیسا کہ بحر رائق کے قول پر اعتراض کیا اسلئے کہ فرقہ وہابیہ کے نزدیک اوسکے سرگروہ سے یا کسی وہابی سے کسی قسم کا قول صادر ہووے وہ تمام حق ہوتا ہے یہ شخص انکا سرگروہ تقلید شخصی کو بدعت و مشابہ بہ شرک قرار دیتا ہے بعضے وہابیہ جو بظاہر تقلید کے قائل ہین اور اہل سنت مین ملنے کو وجوب تقلید کے قائل ہین غیر مقلدین کو تو برا کہتے ہین لکن اس شخص کو ولی و قطعی جنتی و تمام اقوال حق کہنے والا بتاتے ہین بڑی تعجب کی بات جو بدعت سیئہ و مشابہ بشرک بتاوے تقلید اوسکو تو موافق سنت و ولی و قطعی جنتی بتایا جاوے جو اسکے قول کے اطاعت کرے مانند لا مذہب انکے اونکو بد کہا جاوے الغرض دوسرو ن مین کوئی چیز بری ہووے وہابیہ کے نزدیک تو وہ اوس شخص کو جا کر اچھی ہو جاتی ہے اوسکو وہابی شارع جانتے ہین اس واسطے یجوز ما لا یجوز بغیرہ کا مضمون ہے اب دیکھو گنگوہی اوسکے قول کی تاویل کرتا ہے جس سے وہ بھی راضی نہوتا اگر ہوتا تو اوس نے کہا تہا کہ روافض کے ساتھہ بعید کرتے ہین ہم موافقت کا قصد نہین کرتے اتفاقاً موافقت ہو جاتی ہے چنانچہ عبارت اسکی مولف انوار کی کلام بل اتفقت الموافقۃ گذر چکی ہے **گنگوہی** کہتا ہے اسکے قول کے یہ معنی ہین کہ فعل دراصل مسنون تہا بعد کو روافض نے بہی ایک حرکت ایجاد کر لی کہ موافق اسکے ہوگئے تو یہ امر الزام شارع کا ہے ترک نہین ہوسکتا اور تشبہ معتبر نہین **اقول** وباللہ التوفیق مولوی اسمعیل کی عبارت دیکھو لا نتحری تشبہ الفرق تضلا لہ بل اتفقت الموافقۃ انتہی صراحتاً اسکے

یہ معنے ہین کہ فکر و قصد تشبہ فرقون ضالہ کا ہم نہین کرتے ہین بلکہ اتفاقاً موافقت ہوگئی ہی اس سے
اور گنگوہی کی تاویل فاسد سے کیا علاقہ صاف ظاہر ہوتا ہی کہ تشبہ بالقصد مذموم ہوتی ہے کوئی لفظ
کسطرح اُس پر دلالت نہین کرتا کہ دراصل فعل سنت تہا بعد کو روافض نے الخ نہ یہ دلالت مطابقی
نہ تضمنی نہ التزامی نہ کنایہ نہ اشارہ نہ مجاز کچہہ بہی نہین ہے اور قابل تاویل تو وہ عبارت ہوتی ہے
کہ اسمین اجمال ہووے چند معانی کے محتمل ہووے بدون اسکے تاویل کے کیا معنے یہ تاویل تو ایسی ہے
جیسے بعض نیچری لوگ ارسل علیہم طیرا ابابیل کی تاویل مرض چیچک کی کرتے ہین یا بعض فلسفی
منکر عبادات اقیموا الصلوۃ سے مراد فقط الانقیاد مراد لیتے ہین کسی طرح سے نہ ارکان مخصوصہ ایسی تاویل
گنگوہی کوئی عاقل قبول نہین کرسکتا ہے اور مولف انوار نے قول ملا علیقاری جو ذکر کیا تہا کہ ہم
تشبہ اہل کفر و بدعت سے اونکے شعار مین منع کیے گئے ہین نہ ہر بدعت سے تو گنگوہی ملا علی قاری
کی عبارت کی بہی یہی معنے بتاتا ہے جو مولوی اسمعیل کے عبارت کی بنائی تہی اور اسکے وجہ مین یہ
کہتا ہی جو شعار اونکا ہوگا خواہ فی ذاتہ حسن ہی ہو وہ اونکا فعل ہوگیا اور تشبہ ناجائز ہوا اس بزبان
کا کیا ہی ٹہکانا ہی مولوی مذکور کی عبارت کی جو معنے بیان کی اپنے تاویل فاسد سے اونکو عبارت ملا علی
قاری سے کچہہ علاقہ ہی نہین اور اون معنے ہونے یہ وجہ اور طرہ ہے ملا علیقاری کے عبارت مولف
انوار کے کلام مین موجود ہے ابہی چند صفحے پہلے گذری ہے منصفین اوسکو دیکہین اور اسکی بزبان
گنگوہی دیکہین اونکی عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ اونکا شعار ہووے اوس سے ہمکو منع کیا ہے ورنہ
منع نہین ہے اور یہ گنگوہی کہتا ہے اور جو متفق دو ملت کا ہوگا وہ شعار نہوگا ماموراس امت پر بہی ہوگا
اور جو بدعت مباحہ ہوویگی اور افعال سنت سے ہوویگی وہ ضرور مامور شرعی و سنت ہے یہ کلام
مفید نہ مضر مولف انوار کی یہی غرض ہی کہ سیوم مین تیسرے دنکا اجتماع شعار ہنود کا نہین ہے غایت کہ
اونکی اور ہمارے دونون کے یہان یہ اجتماع ہوگا اور شعار اونکا توجب ہوتا کہ یہ اونکے تعارف کی
علامت ہوتی کیونکہ شعار عبارت اوس علامت سے ہی کہ جسکا وہ شعار ہے وہ اس سے پہچانے جاوین
مجمع البحار مین ہے ان شعار اصحابہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الغزو یا منصور امت امت ای
علامتہم التی کانوا یتعارفون بہا فی الحروب ط ومنہ شعار المؤمنین علی الصراط رب سلم
ای علامتہم التی یتعارفون بہا انتہی اور جب ہی تو ہی کہ خاصہ ہووے دوسرے مین نہ پایا
جاوے اگر ایک قوم کی ساتھہ خاص نہووے تو علامت و نشان اوس قوم کے نہووے اور تیسرے دنکا

اجتماع

اجماع چونکہ مسلمانوں میں بکثرت صدہا سال سے رائج ہی تو علامت و شعار ہنود نہوا اور منع شعار ہونیکے سبب سے پس منع نہوا اور موافق قول گنگوہی کے بھی یہ شعار نہوگا اسلئے کہ متفق دو ملت کا ہوا پس کراہت ہرگز نہین ہے یہ مولف کو مفید ہوا نہ گنگوہی کو اور بدعت مباحہ ماموروسنت کہنا بھی بعلمی سے خالی نہین ہے ہمارے یعنے حنفیہ کے امر کو وجوب لازم ہی چنانچہ تمام اصول اس سے مملو ہیں فقط صیغہ افعل سے مثلاً امر ہونا ثابت نہین ہوتا جبتک الزام وطلب فعل لزوماً نہووے پس ماموضرور واجب وفرض ہوتا ہی اور مباح سنت دونون نوعین متبائین ہین بدعت سنت نہین ہے جو اصول سے ناواقف ہے وہ ایسے کلمات زبان سے نکالتا ہی اور وہابیہ اپنی اصطلاح جدید بتاوین تمام علمار محققین سے علیحدہ تو وہ دوسرا امر ہے اب گنگوہی بحرالرائق کے قول پر کہ تشبہ مقصد ہووے تو ناجائز ہے یہ اعتراض حماقت کا کرتا ہے کہ حدیث مین مطلق تشبہ آیا ہے تخصیص حدیث بالرائی درست نہین اور سب محققین نے مطلق تشبہ لکھا ہے اور گنگوہی یہ حدیث غیروا الشیب ولا تشبہوا بالیہود اور نظفوا افنیکم ولا تشبھوا لکھکر کہتا ہی کہ شیب مین اور نظیف افنیہ مین کسی نے قصد تشابہ یہود نہین کیا تھا) اس سے غرض یہ ہی کہ صحابہ رض نے قصد یہان نکیا تھا بلاقصد کے تھا تب بھی یہ ناجائز ہے تو بلا قصد بھی ناجائز ہوتا ہے

اقول وباللہ التوفیق مطلق کا فرد تشبہ بلاقصد وغیر مذموم جسمین سرزنش نہین ہرگز نہین ہی پس حدیث اوسکو شامل نہین حدیث تو اوسکو شامل ہے جسمین سرزنش وملامت شارع ہو پس بلا قصد وغیر مذموم مین صورۃ تشبہ ہے حقیقۃ نہین ہے پس یہ تخصیص بالرائے نہوئے اور کسی نے محققین مین سے مطلق اس معنی کرکے قصد بلاقصد ومذموم وغیر مذموم وشعار غیر شعار سبکو ہرگز نہین لکھا ہی چنانچہ قیود مذکورۃ کا وجود ہونا تشبہ کے واسطے ضروری ہوجاتا ہی اوپر گذر چکا ہی انکار اسکا مکابرہ پس محققین پر مطلق لکھنے کا گنگوہی افترار محض کرتا ہے اور غیروا الشیب اور نظفوا مین تغیر شیب کا حکم ہے اور تنظیف افنا کا حکم ہے اور تشبہ بالیہود سے منع ہے یہ ضرور نہین کہ کوئی فعل کسی سے صادر ہووے اسیوقت اوسکو ممانعت کہی جاتی ہے آیندہ فعل کرنے سے ممانعت نہین ہوتی ہے لاتشبہوا بالیہود کے یہ معنے ہونا کیون جائز نہین ہین کہ قصد تشبہ بالیہود کا آیندہ مین نکرنا جسطرح قرآن مین اللہ تعالی فرمایا تھا ولا تطع منہم اثماً او کفوراً اور لاتکونن من الممترین یہ نہی بایمعنی نہین ہی کہ فی الحال اطاعت آثم وکفور اور ممترین سے ہونا ثابت تھا اسواسطے منع کردیا ہی یہ کوئی اہل اسلام نہین کہہ سکتا کوئی بے ایمان کہیگا پس واضح ہی کہ نہی کے صدور کے واسطے یہ ضرور نہین کہ منہی عنہ سے اس فعل کا صدور ہووے

فی الحال یا فی الاستقبال پس اسیطرح یہ حدیث مین نہی اورہی کہ تشبہ بالیہود کا قصد نکرنا پس اس
حدیث سے بہی یہ نہ معلوم ہوا کہ قصد تشبہ ہی تشبہ ممنوع وحرام کا وجود ہوتا ہے اور یہ معنے
ہرگز مراد نہین کہ عدم تغیر مین تشبہ بلا قصد ہے اور ایسے ہی عدم تنظیف مین بہی بلا قصد ہے اور اس
عدم تغیر وعدم تنظیف کی حرمت لاتشبہو بالیہود سے مفہوم ہی بلکہ تغیر وتنظیف کا حکم بطور ادب کہا ہے
اور نہی لاتشبہوا قصد تشبہ یہود سے منع کا ہی اگرچہ صحابہ رضی سے اس کا قصد صدور نہوا تہا لکن بے صدور
قصداً اسکے منع کر دیا ہی کہ آیندہ قصداً یہ تشبہ کرنا پس قول بحر رائق پر اعتراض گنگوہی کا ہرگز وارد
نہین ہے اعتراض بحر رائق پر کرنا صرف نادانی وبے علمی معنے حدیث سے ہی اسکے بعد **گنگوہی** کا یہ قول
ہی تشبہ کے بارہ مین اگر کسینے کوئی کام نادانستہ کیا اور پہر اوسکو خبر ہوئی تو ازالہ کرے ورنہ اب
بعد علم ہونے کے متشبہ ہوگا پہلے متشبہ نہ تہا اور اپنے فعل مین عاصی ہی نہین تہا اب قصداً جو کرتا ہے
تو تشبہ ہوا علی ہذا جو امر ایسا ہی کہ اوسکا ازالہ کر سکتا ہی مگر قصداً ازالہ نکیا جیسا ریش کا خضاب
تو ترک خضاب قصداً کرتا ہی کیونکہ ازالہ پر قادر ہے اور نہین کرتا بہر حال سب جگہ معصیت کیواسطے
فعل مکلف کا ضرور ہے اور اسکے چند سطور کے بعد ہی گنگوہی اور جو خبر ہی نہو کہ یہ شعار کفار کا ہی اور پہر
خبر ہو اور بعذر کے ازالہ نکرے تا ہم عاصی ہوویگا) **اقول** وباللہ التوفیق دیگر امور لا یعنے اس گنگوہی
کے سے اعتراض کرکے ہم کہتی ہین کہ ایسے لوگ مصداق افتوا بغیر علم فضلوا واضلوا کے ہین جیسا کہ یہ
قائل ہی کہ اسکے قول مذکور سے یہ مفہوم ہی کہ قصداً تارک خضاب ریش کا عاصی وگنہگار ہے اس
شخص کو اسقدر مسئلہ کی بہی خبر نہین کہ خضاب کو در مختار کی کتاب الحظر والاباحۃ مین مستحب لکہا ہے
یستحب للرجل خضاب شعرہ ولحیتہ ولو فی غیر حرب فی الاصح والاصح انہ علیہ السلام
لم یفعلہ ویکرہ بالسواد انتہی یعنے سر وداڑہی کا خضاب مستحب ہے اور صحیح تر یہ ہی کہ آنحضرت
صلعم نے نہین کیا ہے اور سیاہ خضاب مکروہ ہے اور قبیل کتاب الفرائض کے اس قول در مختار
اختضب لاجل التزین للنساء والجواری جاز فی الاصح ویکرہ بالسواد انتہی کے تحت
علامہ شامی ناقل ہے قال النووی ومذہبنا استحباب خضاب الشیب للرجل والمرأۃ
بصفرۃ او حمرۃ وتحریم خضابہ بالسواد علی الاصح لقولہ علیہ السلام غیروا ہذا
الشیب واجتنبوا السواد اہ قال الحموی ہذا فی حق غیر الغزاۃ ولا یحرم فی حقہم
للارہاب ولعلہ محمل من فعل ذلک من الصحابۃ انتہی دیکہو علماء حنفیہ وشافعیہ خضاب کو

مستحب فرماتی ہین بدلیل حدیث غیروا الشیب کی اور حدیث مذکور آگے استحباب ہی ثابت کرتے ہین اور
استحباب کا حکم بحیہ خلاصہ کیدانی پڑہنے والا ہی جانتا ہے کہ اسکے کرنے مین ثواب ہے اور ترک
عصیان وعذاب نہین ہی اور یہ گنگوہی تارک کو عاصی قرار دیتا ہی جس سے واضح ہی کہ خضاب لیش فرض
یا واجب ہے اسلئے کہ عصیان ترک فرض وواجب مین ہی ہوتا ہے نہ ترک استحباب مین لیس
گنگوہی مخالف علماء مذہب حنفی وشافعی کے ہوکر باوجود ادعاء حنفیت ایک تیسرا راستہ نکالتا ہے
اور حدیث غیروا کی مراد مخالف علماء کے لیتا ہے ایسے ناواقف وعاقل کے قول کا کیا اعتبار ہے
اور ایسے جہالت کا کیا ٹہکانا ہی یہ مزخرفات لکہکر گنگوہی خوش ہوتی ہین اور الحمد یڑہکر صفحہ ۱۴۴ مین
واضحات نص وفقہ سے کراہت سوم کا قول باطل کرتے ہین اور دو اصل ہے کہ جسکا ذکر اوپر ہوا
رسالہ مولف انوار ساطعہ کا قلع وقمع لیے ظن فاسد ووہم کاسد کے رو سے جانتی ہین اور مولف
انوار کو کم علمی وکوتہ فہمی اور جہل مرکب اور دعوے بے مغز واضلال خلق اللہ کے متہم کرتی ہین
اور منصفین جانتی ہین کہ تمام امور گنگوہی کے ہی حق مین ہمارے اقوال حنفیہ سے ثابت ہوچکی ہین
اور یہ ثمرہ گنگوہی کی بدزبانی ودریدہ دہنی کا ہے یہ تمام عیوب گنگوہی پر عائد ہوئی ہین اور مولف
انوار چونکہ متبع حق کا ہے اور نور حق کے مقابلہ مین یہ ظلمات ہرگز نہین آسکتی ہین اب جاننا چاہیے
کہ گنگوہی کو ان دو اصل پر بہت بڑا ناز تہا جسسے تمام رسالہ کا قلع قمع ہونا زعم کرتا تہا اون دو اصل
کا حال بخوبی معلوم ہوگیا کہ مضمون رسالہ کے بارہ مین ہرگز جاری نہین ہین فقط جہالت سے
انکا اجراء مضمون رسالہ کے بارہ مین یہ گنگوہی کرتا تہا ایسے واہیات تقاریر سے اجراء ان دو
اصل کا مضمون رسالہ کے بارہ مین ہوجاوے مدرسہ دیوبند کے بارہ مین ہی یہ دو اصل جاری
ہوسکتے ہین اونہین تقاریر کے رو سے جن تقاریر سے یہان یہ گنگوہی جاری کرتا ہی جلسہ امتحان
بالکل مشابہ امتحان مدارس انگریزونکی ہے جسطرح وہان اجتماع ہوتا ہی اور تحریری جواب سوال
ہوتی ہین یہان بہی ہوتے یعنے دیوبند مین اسطرح ہوتے جسطرح مدارس انگریزی مین انعام مین
کتب دیجاتے ہین یہان دیوبند مین بہی دیجاتی ہین اور جسطرح تداعی کی سبب سے گنگوہی مجلس میلاد
شریف کو ناجائز کہتا ہی تداعی منزلون سے دیوبند کے امتحان مین ہوتے اور تخصیص کے سبب سے
مکروہ کہتا ہی یہان دیوبند مین بہی ماہ شعبان مین ہی امتحان ہوتا ہے علی ہذا القیاس بعض علوم
اور جلسہ دستاربندی کہ تقیید مطلق وتشبہ کفار موجود ہے پس جسطرح مجلس میلاد وسوم وغیرہ

کو گنگوہی و دیگر سفہاء وہابیہ حرام و مکروہ کہتے ہین ان دو اصل کے سبب سے یہ امور مدرسہ دیوبند کو بھی
حرام ہونا چاہئے اور انکے ارتکاب سے اور جائز جاننے سے تمام وہابیہ کا بدعتی وضال ہونا ثابت ہے جسطرح
اہل سنت و جماعت کو یہ بدعتی وضال کہتے ہین اب جسطرح کا جواب یہ گنگوہی دیگا اسیطرح کا اسطرف
سے ہوجاویگا اور اس ناانصاف سے مدح و خوبی و مقبولیت لزوم کسی مجہول سے اول رسالہ براہین
قاطعہ ثابت کی اور آنحضرت صلعم کو اردو آجانا دیوبندیون کے سبب سے لکھکر ایسا گہر دوزخ
مین بنایا ہے اور آنحضرت صلعم کی روح مبارک کا مجلس میلاد شریف مین آنا کشوف و منام سے
قبول نہین کرتا ہے یہ سراسر بے انصافی و تعصب ہے اپنے حق مین تو خواب کو حجت شرعیہ ایسا
جانا کہ اللہ تعالے کے نزدیک اوس سے مقبولیت مدرسہ ثابت کی اور کشوف بزرگان دین جنکا
بطور ادب کے مانا اور نور الانوار وغیرہ مین لکھا ہے اونکا بالکل بے اعتبار ہونا بتاتا ہے اس باب
مین بس ایسے ناانصافونکا کیا ٹھکانا ہے یہ کتاب براہین قاطعہ من اولہ الی آخرہ مزخرفات سے مملو ہے
عبارات جو اسمین منقول ہین بے محل منقول ہین بطور مشتے نمونہ از خروارے یہ اغلاط اسکے
راقم نے ظاہر کردئے تاکہ ضلال و اضلال و بیعلمی و بے انصافی و عناد و لداد اسکے مولف کا
منصفین اذکیا پر واضح تر ہوجاوے اور دو چار باتین سنلینا چاہئے اور اسکے عقیدہ فاسدہ
پر اور اغلاط معانئے احادیث پر واقف ہوجانا چاہئے اور مخالف قرآن و حدیث و علماء ہونا
اور مسائل غیر معتمد بہا اسکا لکھنا ظاہر ہوجاوے اور بے انصافی اسکی کہلجاوے **صاحب**
انوار ساطعہ نے کہانا سامنے رکھکر ہاتھ اوٹھانیکا ثبوت دیا باینطور حدیث ام سلیم مروی بخاری
و مسلم کے پیش کی کہ آنحضرت صلعم نے روٹیون کو توڑکر ملیدہ بناکر الفاظ اس پر پڑھے دوسرے
حدیث انس کی کہ وہ فرماتی ہین کہ میری مان نے کچھہ آنحضرت صلعم کی خدمت مین کھجور وغیرہ بنایا ہوا کھانا
بھیجا تہا اوس پر کچھہ آنحضرت صلعم نے پڑھا اور تیسرے حدیث غزوہ تبوک کی کہ حضرت عمر رض قلت
طعام لوگونکی شکایت کی تہی آنحضرت صلعم نے سب کے پاس سے کہانا جو کچھہ انکے پاس تہا طلب کرکے
دستر خوان پر رکھکر دعا برکت کی ان تینون حدیثون سے طعام پر دعا کرنا صاحب انوار نے ثابت
کرکے کہا کہ آنحضرت صلعم کو جو ضرورت تہی اوسکی دعا کی اور صاحب فاتحہ کو جو ضرورت اوسوقت
ہوتی ہے اوسکی وہ دعا کرتا ہے دعا ہونے مین طعام دونون برابر ہین کیونکہ دعا کے معنے شرعی
السوال من اللہ الکریم ہین یہ دونون جگہہ ایک ہین پہر ہاتھ اوٹھانیکی ثبوت مین حصن حصین سے نقل

کیا آداب الدعاء بسط الیدین ورفعہما یعنے آداب دعا کا پہیلانا اور اوٹہانا ہاتو نکا ہی اور یہ حدیث
پیش کی اذا سالتم اللہ فاسئلوہ ببطون اکفکم اور یہ حدیث ان ربکم حی کریم یستحی من عبدہ اذا رفع
یدیہ ان یردہ صفرا اور مولوی اسحق دہلوی ، ، سے نقل کیا کہ اربعین مین یہ لکہتے ہین اما دست
برداشتن برای دعا وقت تعزیت ظاہرا جواز است زیراکہ در حدیث شریف رفع یدین در وقت
دعا مطلقًا ثابت شدہ پس مضائقہ ندارد ولیکن تخصیص آن برای دعا وقت تعزیت ماثور نیست
اور جامع الادر رد سے نقل کیا اگر بر طعام فاتحہ کردہ بفقرا دہد البتہ ثواب می رسد اور شاہ ولی اللہ
صاحب سے نقل کیا اگر ملیدہ وشیر برنج بنابر فاتحہ بزرگی بقصد ایصال بروح ایشان پزند و
بخورانند مضائقہ نیست وطعام نذر اللہ اغنیا را خوردن حلال نیست واگر فاتحہ بنام بزرگی دادہ شد
پس اغنیا را ہم خوردن جائز است اور کتاب انتباہ شاہ ولی اللہ سے نقل کیا پس دہ مرتبہ درود
خوانند ختم تمام کنند وبر قدرے شیرینی فاتحہ بنام خواجگان چشت عمومًا بخوانند الخ اور دوسرے عبارات
بہی علماکی مقید اس مطلب کی نقل کین پس اس تقریر صاحب انوار طعام پر دعا کرنا اور ہاتھ اوٹہانا
ثابت ہوا اب گنگوہی کا خبط بے ربط واسکی ہجو وبدحواس ہوکر کلام کرنا معلوم کرو اول تو صفحہ ۶
مین لکہتا ہے قولہ پس اس بنا پر الخ عرف مین بطور مجاز متعارف کے فاتحہ مطلق ایصال ثواب کا
نام ہوگیا ہے اگرچہ فاتحہ نہ پڑہی جاوے اور خالص مال کا ہی ثواب کا ہے ثواب ہو انتہی **اقول**
وباللہ التوفیق بعد قولہ اقول نہین کہا اور فاتحہ مطلق ایصال ثواب کا نام قرار دیا جس سے باوی الرائی
یہ معلوم ہوتا ہے کہ صاحب انوار کا یہ قول ہے یہ ابلہ فریبی گنگوہی کی ہے دوسری یہ کہ مطلق ایصال
ثواب کو فاتحہ کہنا ہرگز عرف مین بطور مجاز متعارف ثابت و واقع نہین ہے کسی دلیل ونقل سے اسکو
ثابت اسلیئے یہ گنگوہی بہی نہ کر سکا یہ محض سخن سازی وزبان درازی بے محل ہے اگر یہ مجاز متعارف
ہوتا تو اہل عرف گائی بکری وکپڑا اناج جو کسی مسلمان کے روح پر ایصال ثواب کیواسطے دیتے ہین
اسکو بہی فاتحہ کہتے اور فاتحہ دینا بولتے اور ہر ادنے واعلی جانتا ہے ان اشیا کے ساتھ ایصال
ثواب کرنیکو کوئی بہی فاتحہ اور فاتحہ دینا نہین بولتا ہے اس سے ہی منصفین گنگوہی کی بیفہمی
جانلین اور دروغ گوئی پہچان لین اور یہ بنا رفاسد اسواسطے اس گنگوہی نے ڈالی ہے کہ اس
پر مضر فاسد آگے جینگا چنانچہ صفحہ ۲ مین اوس عبارت شاہ ولی اللہ کے جواب مین جو اوپر
صاحب انوار کے قول مین گذری ہے اگر فاتحہ بنام بزرگی دادہ شد الخ یہ کہتا ہے کہ شاہ ولی

اللہ صاحب کے کلام مین یہ فقرہ اگر فاتحہ بنام بزرگی دادہ شد خود معلوم ہو لیا کہ فاتحہ دادن کے
معنے ایصال ثواب کے ہو گئی ہین مجاز متعارف کی طور پر یا عرف عام وضع پر علماء ہذا عبارت انتباہ
مین انتہی دیکہو یہ کیسا لغو و بے عقل کا کلام ہے اسکو اسقدر بہی فہم نہین کہ جب شاہ ولی اللہ کے
کلام مین فاتحہ سے مراد مطلق ایصال ثواب کے فاتحہ پڑہنے کے مراد ہو گا تو اس عبارت شاہ
ولی اللہ کے اگر ملیدہ بشیر برنج بنا بر فاتحہ بزرگی بقصد ایصال ثواب بروح ایشان پزند الخ معنے
یہ ہونگے کہ اگر ملیدہ و دودہ چاول واسطے ایصال ثواب کے کسی بزرگ بقصد ایصال ثواب
کی ساتھ روح انکی پکاوین یہ مراد بہی عقل والا بہی جانتا ہی کہ ایصال ثواب بقصد ایصال ثواب
کلام لغو ہی اور اول قول مین فاتحہ کے معنے ایصال ثواب کے یہ گنگوہی بتاتا ہی نہ فاتحہ دادن
کی اور یہان فاتحہ دادن کے معنے ایصال ثواب کے بتاتا ہی اور عبارت انتباہ مین فاتحہ
خوانند واقع ہے اسکے معنے بہی ایصال ثواب کے ہی بتاتا ہے ایسی تاویلات فاسدہ اور
معانی کاذبہ باطلہ جو اپنی نفس سے یہ گنگوہی جہوٹے جہوٹے بناتا ہے اور ان معانی پر عبارات کتب
کو محمول کر کے مسائل حقہ کو اوٹہانا چاہتا ہی اور اپنے مذہب باطل کو ثابت کرنا چاہتا ہی درست ہین
تو اقوال نیچری کے جو منکر ہے وحی اور جبرئیل وغیرہما کا ایسے معانے جہوٹے اپنی طرف سے بنا کر
کہ انتقاش قلبی کو کہتا ہی ملکہ نبوت کو اس گنگوہی کے نزدیک صحیح ہوتی جاتی ہین اور گنگوہی کے ایمان
کا حال مانند نیچری کے ظاہر ہوا جاتا ہی اگر گنگوہی نیچری کے تقریر کو اور اسکے معانی اپنے طرف سے
بنائی ہوئی صحیح نہ کہی تو اس پر دلیل قائم کرے کہ نیچری کو تو بدون دلیل و نقل کے وحی
و جبرئیل کے معانی مثلاً انتقاش قلبی و ملکہ نبوت کے بتانا درست ہووے اور فاتحہ کے اور فاتحہ دادن
کی اور فاتحہ خواندن کے معنی مطلق ایصال ثواب کے کرنا بدون دلیل و نقل درست ہو جاوین فقط ہے
اسقدر دروغگوئی کو دلیل بنا کر کہ عرف و مجاز متعارف مین فاتحہ ایصال ثواب کا نام فقط اپنی طرف
بدون دلیل و نقل ایسا کہدینا جواز و صحت کے واسطے کافی ہے تو نیچری بہی اس کہنے سے مطلق
عاجز نہین ہے وہ بہی کہدیگا کہ عرف عام یا مجاز متعارف جبرئیل و وحی ملکہ نبوت و انتقاش کا نام
ہی اور جسطرح عبارات کتب علماء گنگوہی اپنی اسی معنی بنائی ہوئے پر محمول کرتا ہی ایسے ہی نیچری اقوال
قرآن شریف اپنے معانی بنائے پر محمول کر رہا ہی پس دونون یعنے گنگوہی و نیچری کا ایک ہی
حال ہے ایک ظاہر ایک پوشیدہ ہوا تو کیا ہے اگر گنگوہی نیچری کا انکار کرے اور عرف عام اور

مجاز متعارف یہ معانی ہونا تسلیم نکرے تو اسیطرح ہم نیچریے اور گنگوہی دونون کے معانی عرف
عام و مجاز متعارف مین ہونا تسلیم نہین کرتے الغرض یہ صنع گنگوہی کا ایسا ہی کہ اسکی وجہ نیچریت
بہی درست ہوسکتی ہے اور معانی اور احادیث بہی مرتفع ہوسکتی ہے اور بہی خدشات و اعتراضات
اسمین باقی ہین لکن ہم اسیقدر پر اکتفا کرتے ہین دوسرے بات واہیات بیعلمی کے اس گنگوہی کی اور بے
فہمی کی اور بتاتی ہین اوسیہی صفحہ ۷ مین یہ گنگوہی کہتا ہی (کہ ان عبارات مین کہین بہی طعام روبرو
رکہکر ہاتہہ اٹہا کر فاتحہ کا پڑہنا نہین نکلتا ہے) گنگوہی کے دلمین انصاف ہوتا یا معنے عرفی کو پہچانتا
تو یہ ہرگز نہین کہتا مولوی اسحٰق کی عبارت مین موجود ہی کہ وقت دعا کے مطلقًا ہاتہہ اوٹہانا ثابت
ہوا ہے اور مطلق کا فرد طعام پر دعا کرنا بہی ہے پس بطور اطلاق کے اسکا ثبوت بہی ہوا اسی اطلاق
کو ثبوت کے سبب سے وقت تعزیت کے دعا کرتے وقت ہاتہہ اوٹہانیمین مضائقہ نہونا مولوی
اسحٰق صاحب فرماتی ہین چنانچہ انکی عبارت جو اوپر صاحب انوار کے کلام مین گذری ہے اوسمین یہ
مصرح ہی اس عبارت طعام پر بہی ہاتہہ اوٹہانا ثابت ہوا لکن یہ طریق ثبوت گنگوہی کو بے فہمی یا تعصب
کو سبب سے معلوم نہین ہے اسواسطے انکار کرتا ہی اور شاہ ولی اللہ کے کلام مین جو ہی کہ اگر فاتحہ
بنام بزرگی داده شد جسکی مراد یہی ہے کہ طعام پر فاتحہ دیگئی چنانچہ سیاق و سباق سی یہ ظاہر ہے
مراد نے واعلی جانتا ہی کہ بزرگ کے نام پر فاتحہ دادن کے طعام پر عرف مین بہی معنے ہین کہ ہاتہہ اوٹہاکر
فاتحہ طعام روبرو رکہکر دیجاوے کیونکہ طعام و شیرینی بدون ہاتہہ اوٹہانے فاتحہ پڑہنا بدون ہاتہہ
اٹہانے ہرگز مروج و مرسوم نہین ہے عرف مین فاتحہ طعام پر پڑہنے کیواسطے ہاتہہ اوٹہانا لازم ہو رہا ہے
جسطرح عرف حاتم سمجہی ہو رہا پس طعام پر فاتحہ دادن یا شیرینی پر فاتحہ پڑہنا جب مذکور ہوا تو بعرف عام
ہاتہہ اس سے مفہوم و معلوم ہوا اگر ان ایسا رسم بہی جاری ہوا ہوتا اور ایسا ہی عرف مین شائع ہوتا
کہ طعام بدون ہاتہہ اوٹہانے کے بقصد ایصال فاتحہ پڑہی جاتی تو یہ مفہوم نہوتا یعنے ہاتہہ کا اوٹہانا
اور جب بدون ہاتہہ اوٹہائی کے طعام و شیرینی پر فاتحہ پڑہنا مروج نہین اور ایسا عرف جاری
نہین بلکہ جو لوگ فاتحہ طعام بقصد ایصال پڑہتے تو ضرور ہاتہہ اوٹہاتے اسکے ساتہہ تو بلاشبہ
طعام و شیرینی پر فاتحہ دادن و خواندن کے ذکر سے ہاتہہ اٹہانا مفہوم و معلوم ہے انکار اسکا مکابرہ
صرف ہے دیکہو گنگوہی جو معروف نہین کہ وہ فاتحہ مطلق ایصال ہے اوسکو معروف بتاتا ہے
اور جو فاتحہ طعام و شیرینی پر پڑہنے کے ساتہہ معروف ہی اور ذائع و شائع کہ وہ ہاتہہ اوٹہانا ہے

اوسکا ثبوت فاتحہ دادن وفاتحہ خواندن سے نہین مانتا ہی ایسے مکابر کا کیا ٹھکانا ہی لفظ حاتم سے
سخاوت کا مفہوم ومعلوم ہوتا ہی اس مکابرہ کے نزدیک ثابت نہووے تو عجیب نہین ہے مولف انوار
ساطعہ نے طعام ودعا کرنا اور ہاتھہ اوٹھانا علیحدہ علیحدہ ادلہ سے ثابت کردیا تو گنگوہی غیظ وغضب
مین آنکر فرماتی ہین اگر سب اجزاء مباح سے ترکیب ہوا ور ہیئت ہی مباح ہو اسوقت اباحت ہوتی فاتحہ
مین طعام وقرآن کی ہیئت ترکیب مین تشبہ حاصل ہوا اور تقید مطلق آیا بدعت ومکروہ ہوگیا
اقول وباللہ التوفیق تشبہ وتقید کا اسمحل مین دعوا کرنا بلا دلیل ہے ہم ہرگز تسلیم نہین کرتے کہ
تشبہ وتقید مطلق ممنوع ہین یہان موجود ہین اول اسکا ابطال ہمارے کلام سے گذرچکا ہی اعادہ
کی ضرورت نہین منصفین اقوال سابقہ ہمارے کیطرف رجوع کرلین گنگوہی کی بیعلمی پر دوبارہ
نظر کرین اس ہیئت ترکیب کے ممنوعیت پر **گنگوہی** دو حدیث ایاکم ومحدثات الامور ومن
تشبہ بقوم فهو منهم کو دلیل لاتا ہے اور ہیئت کی ممنوعیت اس سے ثابت کرتا ہی یہ امر ہی قابل
مضحکہ ہر ادنے واعلے کے ہے اتنا نہین جانتا کہ اول ثبوت اس امر کا چاہیے تھا کہ ہیئت محدث اون
محدثات مین سے حرام یا مکروہ ہین جس سے صغرے دلیل کا ثابت ہووے اسکا ثبوت تو گنگوہی نے
کیا ہی نہین دلیل اثبات کبرے کے پیش کرنے لگا اور علی ہذا القیاس تشبہ ہی ثابت نہوا ایس
دونون حدیث سے کچھہ ثبوت اس محل مین نہین ہوتا ہے بیمحل ان حدیثون کو گنگوہی نے پیش
کیا ہی اس بنا پر طعام پر فاتحہ ہاتھہ اوٹھا دینا مخالف قواعد شارع کے بتاکر گنہگار ہوتا ہے اور ادعاء
محض کرتا ہی کہ نص سے عدم جواز اسکا ثابت ہی یہ افترا رخدا ورسول اللہ پر گنگوہی کا ہی خدا تعالی ایسے
افترا سے مسلمان کو بچاوے کہین یہ گنگوہی لا صلوة بحضرة الطعام جو خاص نماز کے بارہ مین ہی
جسکا مطلب یہ ہی کہ بھوک ہوتے ہوئے طعام کے حضور مین نماز نہ پڑہو کہ حضور مین قصور ہوگا یہ مراد
نہین بھوک نہو تب بھی طعام کے حضور کے وقت نماز نہ پڑہو پیش کرتا ہی اور اس سے ثابت کرتا ہے
کہ طعام آنے کے بعد قرآن پڑہنا مکروہ ہے غرض یہ کہ طعام پر فاتحہ پڑہنا اس دلیل سے مکروہ ہے
اتنی خبر نہین کہ مناط کراہت صلوة بوقت حضور طعام کیا ہے مناط وہی ہے جو راقم نے ابھی
بیان کیا منصفین کتب دینیہ مین تلاش کرکے معلوم کرلین اگر یہ وجہ ہوتی جو گنگوہی بیان کرتا
ہی کہ قرآن پڑہنا بعد آنے طعام مکروہ ہے اور نماز مین مکروہ اور بھوک ہونا اور حضور مین نقصان
نہوتا تو بدون بھوک کے بھی کراہت نماز ثابت ہوتی اور مطلق قرآن کی کراہت تو اس سے ہرگز ثابت

نہین ہے دعوے دلیل سے عام ہی ہر کیون ثبوت ہوا آنحضرت صلعم کا دعا پڑہنا طعام پر جو مولف
انوار نے احادیث صحیحہ سے ثابت کیا اوس کا جواب گنگوہی یہ لچر و پوچ تقریر بیہودہ تر ذکر کرتا ہے
کہ یہ دعا طعام آنحضرت صلعم نے زیادت طعام کیواسطے فرمائے آپ دعا کرتے تو زیادت طعام
کی ہوتی اور جس شئے مین دعا زیادت کرین اوسکا روبرو ہونا مناسب ہے یہ دعا کرنا ضرورت کے
واسطے تہا یہ فعل نظیر فاتحہ کے نہین **اقول وباللہ التوفیق** اس تقریر سے مدعی ہمارا اپنے زعم مین
یہ گنگوہی رد ہوجانا خیال کرتا ہے اور عوام کالہوام اپنے معتقدین وہابیہ کو دہوکہ دیتا ہے کہ ہمنے
جواب احادیث کا دیا اتنا نہین جانتا کہ ایصال ثواب اس امر کو مستلزم نہین ہے کہ یہ دعا طعام
برکت و زیادت کیواسطے نہین ہے بلاشبہ ہم بہی برکت و زیادت کے واسطے یہ دعا کرتے ہین
و فاتحہ و قل ہو اللہ کے وسیلہ سے یہ برکت و زیادت خدا تعالے سے چاہتے ہین آنحضرت صلعم کے
دعا فرمانے سے بطور معجزہ کے زیادت ہوگئی تہی طعام مین عام مومنین اولیاء کے دعا کے بطور
معونت کی کرامت کی یہ زیادت ہونا ممکن ہے خارق عادات کے اقسام مین سے معجزہ
واستدراج و معونت و کرامت تمام ہین چنانچہ شیخ عبدالحق دہلوی بہی ترجمہ فارسی مشکوۃ
مین فرماتے ہین و مجموع خارق عادات را چہار قسم نہادہ اند انچہ از کفار و فساق ظاہر گردد انرا
استدراج گویند و انچہ از عموم مسلمانان ظاہر انرا معونت خوانند و انچہ از اولیا بود کرامت
و بقید دعوے این ہمہ اقسام بیرون رفت یعنے از معجزہ اگرچہ زیادت طعام ہر ایک دعا کرنیسے واقع
نہوتی ہو لکن دعا کرنے کا جواز و قوع زیادت پر موقوف نہین ہے فقط امکان و احتمال اس خرق
عادت یعنے و برکت دعا کے واسطے کافی ہے ہر ادنی و اعلی جانتا ہے کہ زیادت جب ہوگی کہ جب
خدا تعالے اسکی دعا کو قبول کرلیگا لکن کرنا کسی امر کیواسطے ہو زیادت و برکت کیواسطے ہو خواہ
دیگر امر کے واسطے جواز اسکا اس پر موقوف کسی اہل عقل کے نزدیک نہین ہے کہ قبول بہی وہ دعا
ہووے اور یہ دعا برکت و زیادت ادعیہ ممنوعہ سے بہی نہین جو ممنوعہ ہووے فقط خلق عادت
کی وقوع کا احتمال و امید اس امر کی فعلی برکت جواز کیواسطے کافی ہے دیکہو اسہی احتمال وقوع
خارق عادت و امکان یہ مسئلہ فقہ کا مبنی ہے لڑکا بالغ ہوا یا کافر مسلمان ہوا یا حائض
پاک ہو آخر وقت نماز کے مین کہ فقط تکبیر تحریمہ اوسمین ہوسکتی تو نماز اوس پر فرض و لازم ہے
اس توہم کے وجہ سے کہ وقت مین امتداد آفتاب ٹہر جانے کے سبب سے حاصل ہوجاوے

کیونکہ ٹہر جانا آفتاب کا ان مذکورین کے واسطے بہی ممکن ہے خارق عادت ہی چنانچہ سلیمان علیہ السلام
ویوشع علیہ السلام وآنحضرت صلعم کے واسطے آفتاب ٹہر گیا تہا قال فی نور الانوار والشرط توهم
لاحقیقة حتی اذا بلغ الصبی او اسلم الکافر او طهرت الحائض فی آخر الوقت لزمت
الصلوة لتوهم الامتداد فی آخر الوقت بوقف الشمس والمراد بآخر الوقت الذی
لا یسع فیہ الا مقدار التحریمة فاذا حدث هذه الموجبات فی هذا الوقت لزمت الصلوة
لاحتمال امتداده بوقف الشمس فان امتد فی الواقع یؤدیه فیه والا یقضیها وهذا الو قف
امر ممکن خارق للعادة کما کان سلیمان علیه السلام حیث عرضت علیه بالعشی
الصافنات الجیاد فکادت الشمس تغرب فضرب سوقها او اعناقها فرد الله الشمس
حتی صلی العصر وسخر له الریح مکان الخیل وهذا بنص القرآن وقد کان لیوشع
علیه السلام حتی فتح القدس قبل دخول لیلة السبت وقد کان نبینا علیه السلام
حین فاتت صلوة العصر من علی کما ذکر فی السیر وهذا بخلاف الحج فانه لم یعتبر فیه توهم
الزاد والراحلة مع اکثر الناس یحجون بلا زاد وراحلة لان فی اعتبار ذلک حرجا ولو
اعتبر ذلک لا تظهر ثمرته فی وجوب القضاء لان الحج لا یقضی وانما تظهر فی حق الاثم
والایصاء وذلک غیر معقول انتہی جب فقہا نے خارق عادت کے احتمال وقوع پر نماز
فرض کردی اور اس خارق عادت وقوع اور آفتاب کے وقوف کرنے پر اس فرضیت کو موقوف
نہ رکہا تو بخوبی واضح ہے کہ وقوع پر موقوف نہیں ہے اور انبیاء علیہ السلام کیواسطے بطور معجزہ کے
ہوجانا اس خارق کا مری دلیل دوسرے کیواسطے ہوجانیکی قرار دی اور یہ نہ کہا کہ وہ معجزہ انبیا
علیہ السلام تہا دوسرے کو اسکی امید وتمنا کرنا اور اس امید وارتمنا پر عمل کرنا درست نہیں ہے
اسیطرح زیادت طعام وبرکت کی احتمال وتوہم پر دعا کرنا ہر مسلمان کو طعام پر درست جانا چاہیے
اور زیادت کیواسطے طعام پر دعا کرنا جب ہوا تو اوسکا روبرو رکہنا یہ گنگوہی بہی تسلیم کرتا ہے
اور اسکو مناسب جانتا ہے پس طعام پر دعا برکت روبرو رکہکر کرنا احادیث مذکورہ سے جنکو مولف
انوار نے ذکر کیا ہے ثابت ہے اور تقریر وتحریر گنگوہی بے شعور ہے اور لغو اوس سے ہمارا مدعی رفع
نہیں ہوتا ہی اور دعا بر طعام کو حصر ایصال ثواب کے واسطے یا مغفرت میت کیواسطے کر نہیں جو یہ
گنگوہی کرتا ہی حصر اوسکا باطل ہے اور زیادت وبرکت کیواسطے ہونا سوائے ان شق ہی اسکے ساتھ

ایضاً ۱۱

ایصال ثواب کی نیت بہی ہووے تو مضائقہ نہین ہے اور یہ جو گنگوہی کہتا ہے کہ فاتحہ مین افساد طعام سے
کہ ٹہنڈا ہوتا ہے) تقریر لچر ولغو ہے طعام ٹہنڈا ہونیکو افساد شرعًا جو مذموم ہے قرار نہین دیا گیا ہے
ورنہ کسی دوسرے کام کے سبب سے طعام ٹہنڈا ہو جاوے تو وہ کام بہی مفسد طعام قرار دیکر ناجائز
ہونا چاہیے اس حالت مین تمام جہان مفسد طعام قرار پاویگا اور بزعم گنگوہی بدعتی ہوگا اور ہمین
وہابیہ بہی تمام شامل ہین کوئی وہابی ایسا نہین معلوم ہوتا کہ کبہی کسی کام کے سبب سے اس کا طعام
ٹہنڈا ہوتا ہووے ایسے لغویات اولہ شرعیہ گنگوہی بنا کر لوگونکو اپنے اوپر ہنساتا ہے اور یہ قول
گنگوہی کا کہ (مولف اقط کا ترجمہ وہی کرتا ہے اگرچہ خطائین اسکی بہت ہین مگر ترجمہ حدیث کی
خطا تابانی ضرور ہی اقط پنیر کو کہتے ہین نہ وہی کو اور اوپر سے معلوم ہوا کہ دعا فخر عالم علیہ السلام کی
ضروری تہی اور فاتحہ دعا لغو اور لغو کا ترک مناسب ہے والذین ہم عن اللغو معرضون) **اقول**
وباللہ التوفیق وبیدہ ازمۃ التحقیق ایسی جہالت ونادانی سے خدا تعالے مسلمان کو بچاوے کہ
خود خاطی وغالط ہوا اور دوسرے کو خاطی وغالط بتاوے جب مولف انوار نے ترجمہ اقط کا وہی
کیا تہا تو گنگوہی پر لازم تہا کہ لغت شروح احادیث کو دیکہتا اور اپنی یا دوسرے کی غلطی وصحت پر
واقف ہوتا اتنی فہم وسمجہ کہان جو ایسا کرتا اب تو گنگوہی کا حدیث کے معنے مین غلطی کرنا اور
اور بجہل مرکب متصف ہونا ظاہر کرتے ہین اگرچہ تمام کتاب اس گنگوہی کے اغلوطات سے مملو
ہے چونکہ یہ حدیث کا معاملہ ہے اسلئے اس غلطی سخت کا اظہار اور اس گنگوہی کے جہل مرکب کا
ابراز کرتے ہین پس جاننا چاہیے کہ مولف انوار نے اقط کا ترجمہ وہی کا کیا ہے موافق لغت شراح
حدیث کے کیا ہے منتخب اللغات مین ہے اقط بالکسر وبکسرتین کشک کہ از پینو گویند انتہی اور
پینون کے حق مین برہان قاطع مین ہے پینو بر وزن لیمو کشک باشد کہ دوغ ترش خشک
شدہ است ولعربی اقط وبترکی قروت خوانند وماست چکیدہ وماست چکیدہ را پنیر گویند کہ روغن
از انگرفتہ باشند اور کشک کو باب کاف مین لکہا ہے کشک بفتح اول وسکون ثانی وکاف دوغ
خشک شدہ باشد وبترکی قروت خوانند اور لفظ ماست کو باب میم مین اسطرح لکہا ہے کہ ماست
بروزن راست معروف است کہ جغرات باشد وبعضی جغرات چکیدہ را الی آخرہ یہ تحقیق الفاظ
برہان قاطع سے واضح ہوئی اور قاموس اللغات مین ہے اقط مثلثۃ ویحرک وککتف ورجل
واہل شیئ یتخذ من المحیض انتہی اور غیاث اللغات مین ہے شروح نصاب وکنز وغیرہ سے

نقل کیا ہے اقط بالکسر و بکسرتین بمعنے پنیر کہ از قروت و کشک نیز گویند و آن ماست و جغرات خشک
کردہ شدہ است کہ از نان خورش سازند ان کتب لغات سے واضح ہو کہ اقط دہی یا چھاچہ
ٹپکائے و خشک کی ہوئی ہوتی ہے شیخ عبدالحق دہلوی ترجمہ فارسی مشکوۃ مین درمیان باب معجزات
کی تحت حدیث انس کے کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم عروسا بزینب لعمدت امی ام سلیم الی
تمر و سمن و اقط الحدیث پس قصد کرد مادر من کہ ام سلیم است بضم سین بسوئے خرما و روغن
و قروت انتہی اور قروت کا ترجمہ لغت سے ابہی معلوم ہوا کہ دہی یا چھاچہ خشک ٹپکائی ہوئی ہے
اسکا ہندی کوئی جدا نام عام فہم نہین اور دہی خشک و ٹپکائے ہونیکو بہی دہی کہتی ہین اسلیے مصلح
انوار ساطعہ نے دہی اسکا ترجمہ لکہا پس لکہنا صاحب انوار کا موافق لغت عربی و فارسی و موافق
شرح اہل حدیث کی ہے گنگوہی تمام عمر گذری آجتک اسکو اقط کے معنے بہی نہ معلوم ہوئی اور جہل مرکب
سی اقط کے معنے پنیر کے کرتا ہے دہی اور چھاچہ ٹپکائے ہوئے کو کوئی اہل لغت عربی و فارسی و اہل
شرح حدیث پنیر نہین لکہتا ہے پنیر کو عربی مین جبن کہتی غیاث مین ہے جبن بفتحتین و بالضم اول
و سکون ثانی پنیر و سفیدی کہ از آب و شیر جدا کنند اور مخزن الادویہ مین اقط و جبن کو علیحدہ
علیحدہ لکہا ہے اقط کی طبیعت سرد و خشک اور جبن کے سرد تر اقط کا اصل مادہ دوغ و جغرات
اور جبن کا مادہ دودہ جو پنیر مایہ سے منجمد کیا جاتا ہے اور مجمع البحار سے بہی مغائرت دونون ہونا
مفہوم ہے الاقط لبن مجفف یابس مستحجر بطبخ بہ اور جبن کے حق مین لکہا ہی و ہو الذی
یوکل فیہ دلیل طہارۃ الانفحۃ لانہ لایحصل ۲ الا بہا انتہی اس سے خوب واضح ہو گیا
کہ اقط کے معنے پنیر کے نہین ہین اور اقط و پنیر تو عین قبائین ہین یہ جہالت صرف ہے جو
تو عین قبائین مین گنگوہی فرق نہین کرتا ہے اور بہتان صرف ہے کہ خاطی و غالط خود ہے اور
صاحب انوار کا مصیب ہونا واضح ہے تحقیق مذکور سے اور اسکو خاطی بتاتا ہے و من یکسب
خطیئۃ او اثما ثم یرم بہ بریا فقد احتمل بہتانا و اثما مبینا کا مصداق بالغ ہے یا گنگوہی لغو کو
بنا ہی اور دعا فاتحہ کو لغو کہنا ایسے ہی نادان و لاغی کا کام ہے دعا برکت طعام کرنا احادیث ثابت اور
ہاتھ اوٹہانا دعا کے وقت علی الاطلاق و فی الاصل دوسرے حدیث سے ثابت اور علماء کی عبارات
سی بہی اسکو ثبوت ہو گیا اور تعارف و تعامل علماء و صلحاء و مومنین کا سوا چند عوام وہابیہ کے جو بغلمی
و عناد دلدادہ سے اسکی منکر ہین اور تعامل الناس کا حجت شرعیہ ہونا لقولہ علیہ السلام ما راہ المسلمون

حسن

حسنًا فهو عند اللہ حسن اور یہ معلوم ہولیا اور خرافات گنگوہی کے مدفوع و مطرود ہوگئی ایسے
عمل کو یعنے ہاتھ اوٹھاکے طعام فاتحہ دینے کو لغو کہنا بلاشبہ جہالت و عناد و لغویت صرف ہے پس آیت
والذین عن اللغو معرضون باینطور مجوزین دعا فاتحہ کی ہی حق مین صادق ہے کہ وہ لغو سے
معرض ہین اور گنگوہی ایسے لغو باتین کرتا ہی کہ وہ اس آیت کا مصداق نہین ہوسکتا ہی بلکہ اوسکے
حق مین یہ آیت بڑا مناسب ہے ومن یشاقق الرسول ویتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما
تولی ونصلہ جہنم وساءت مصیرا **گنگوہی** صفحہ ۶۸ مین یہ عبارت ملا علی قاری کی بحوالہ شرح
مناسک لایرفع یدیہ عند رویۃ البیت ای ولو حاول دعائہ لعدم ذکرہ فی المشاہر و
کلام الطحاوی صریح فی انہ یکرہ الرفع عند علمائنا الثلاثۃ ونقل عن جابر انہ فعل
الیہود اور دوسرے عبارت اوسی کتاب سے یہ نقل کی کانہما اعتمدا علی مطلق آداب الدعاء
لکن السنۃ متبعۃ فی الاحوال المختلفۃ اما تری انہ علیہ السلام دعا فی الطواف ولم
یرفع یدیہ انتہی نقل کرکے بہت خوشی ہوکر کہتا ہی کہ استحباب رفعیدین وہین ہے جہان فخر عالم
سے ثابت ہوگیا) اور کہتا ہی کہ مولف کو لازم ہی کہ یہان بہی رفعیدین کو مکروہ و خلاف سنت جانے
کہ یہ محل دعا کا ہی نہین ہے چہ جای کہ رفعیدین کا علی ہذا دخول خانہ مین اور لباس پہننے مین اور
خروج خلاف اور نوم کی حالت مین اور دیگر بہت مواقع ہین کہ رفع یدین وہان ثابت نہین اور دعوات
کا پڑہنا ثابت ہی تو سب جگہہ یہان رفعیدین مکروہ ہوگا) اور کہتا ہی یعنے گنگوہی روایات حصن
حصین و مشکوۃ کچہہ مفید نہین یہ ادب محل رفع مین ہے نہ غیر اوس محل مین اور یہ روایت کلیہ
قطعیہ تہی علی ہذا روایت اربعین کے کیونکہ اوسمین بہی دعا کی رفع مطلقًا ذکر کیا ہے نہ ہر جگہہ اور یہ
تخصیص کو دعا تعزیت مین غیر ماثور کہدیا ہی پس مولف کا کیا مدعا اس سے نکلتا ہی کہ یہان تخصیص پہلے
ہی اور عدم رفع بہی یہان ثابت ہی پہر گنگوہی نے یہ رد المحتار کی عبارت اسلئے نقل کی کہ دعاء الحنفیۃ ما یفعل فی نفسہ
قال شارح المنیۃ لیس فیہا وضع لان فی الرفع اعلانا اور رد المحتار کی عبارت اسلئے نقل کی کہ آپ یہ متفرع کرے کہ
ایصال ثواب کی دعا حنفیہ کے یہان بہی رفعیدین نہین ہی **اقول** وباللہ التوفیق گنگوہی کو دیکہو اپنے مطلب کے موافق جانکر عبارت ملا علی
قاری پیش کرتا ہی اور اس قول ملا علی قاری کو معتبر جانتا ہی اور محفل میلاد شریف جو ملا علی قاری نے ثابت کی اور استحسان
مسلمین تمام جہان روم و شام و مصر و اندلس و ہند و شرق و مغرب کا بیان اس محفل کے
بارہ مین بیان کیا ہے جو دلیل شرعی ہے فقہاء کے نزدیک کہ بہت سے مسائل تعارف و تعامل سے

فقہا ثابت کرتے ہین اور قیاس مجتہد سے اسکو راجح جانتے ہین اور اسیہی غرض سے یہ دلیل شرعی
کا تحقق ہو کر جواز محفل میلاد شریف کا ثبوت ہو جاوے ملا علی قاری نے یہ استحسان ثابت کیا ہے
چونکہ مذہب فاسد گنگوہی کے خلاف ہی تو یہان ملا علی قاری کو غیر معتبر کہتا ہی اور اپنے قول کو دلیل بنا کر
اس تعامل کو حجت شرعی ہونے سے خارج بتاتا ہے اب اسکو شرم نہین کہ ملا علی قاری کے قول
یہان اس بارہ مین پیش کرتا ہے اور اس گنگوہی کے عادت خیانت فی العبارۃ کی بہی ہی چنانچہ
چند جاے پر معلوم ہو چکا ہے شرح مناسک اس وقت موجود نہین تا کہ خیانت و امانت اسکی
معلوم کیجاوے ~~سے~~ ز کذاب گیرد خردمند عار ✿ کہ او را نیارد کسے در شمار ✿ بعد تصحیح نقل کے
جواب یہ ہے کہ عدم رفع یدین ملا علی قاری کی عبارت سے محل خاص مین مفہوم کہ رویت بیت
اور یہان رفع یدین کے جائز ہی کہ اس سبب سے ہووے بعض امور شرعیہ ایسی ہین کہ وہ محدود
و محصور ہین چنانچہ اذکار صلوۃ بہی اسیہی قسم کی ہین اور اذان و نحوہ بہی محصورات سے چنانچہ عبارت
فتح القدیر سے اوپر معلوم ہو چکا ہی اور رد المحتار مین ہے قال ابو حنیفۃ رح ولو نقص من تشہد
او زاد فیہ کان مکروھا لان اذکار الصلوۃ محصورۃ فلا یزاد علیہا ۱۲ ھ انتہی اور بعض امور
مشروعہ محصور و محدود نہین ہین اونمین زیادت و کمی جائز ہی چنانچہ تلبیہ مین زیادت درست ہے
اوسکو محصورات سے شمار نہین کرتے ہین پس یہ فعل رویت کے وقت بہی جائز ہی کہ محصورات
مین سے ہووے کہ اسمین جو فعل آنحضرت صلعم سے ثابت ہی وہ جائز اور جو ثابت نہین وہ ناجائز
اور دعا فاتحہ ایسی ہونا ممنوع ہے پس اقول ملا علی قاری سے دعا فاتحہ کی رفع یدین کا ممنوع ہونا ثابت
نہوا اور کوئی قاعدہ ملا علی کی عبارت مین موجود نہین ہی کہ جس سے یہ مفہوم ہووے کہ ہر جگہ کا یہی
حکم ہے کہ فعل آنحضرت صلعم سے اس کا ثبوت ہووے تو جائز ہے رفع یدین اور فعل سے ثبوت
نہووے تو ناجائز ہے پس اس عبارت سے استدلال رفع یدین فاتحہ کی کراہت پر کرنا سفاہت
محض ہے اور ممکن ہی کہ ہمارے ائمہ نے کسی دلیل اور کسی قرینہ سے اس محل خاص رویت بیت
مین کراہت سمجہی ہووے اور کوئی دلیل خاص اون کے پاس موجود ہووے اسلئے کراہت
رفع یدین کے اس محل مین قائل ہوئے ہوویں اسلئے کہ ثبوت کراہت کیواسطے دلیل خاص چاہیے
مستحبات وضو کے تحت مین رد المحتار مین ہے قال فی البحر ھناک ولا یلزم من ترک المستحب
ثبوت الکراھۃ اذ لا بد لہا من دلیل خاص اھ اقول ھذا ھو الظاھر ولا شبہۃ الخ او

مسلم الثبوت کی شرح کے صفحہ ۲۱۲ مین ہے الدلیل الاباحۃ الاصلیۃ فانہ قد علم من الشریعۃ ان
مالم یقم علیہ دلیل فہو مباح بخلاف تحریم فانہ لابد من دلیل مخصوص انتہی جب
کتب فقہ واصول سے ثابت ہی کہ اباحت کے واسطے دلیل اسیقدر کافی ہی کہ کوئی دلیل خاص کراہت
وحرمت کی نہووے اور کراہت وحرمت کے واسطے یہ ضرور ہی کہ دلیل خاص ہووے تو ضرور اس
محل مین کراہت رفعیدین کی دلیل خاص ہمارے علمار کو حاصل ہوگی جسکے سبب سے مکروہ فرماتے ہین
پس جب کتب اصول وفقہ ناطق ہین اسطرح پر کہ اباحت کیواسطے دلیل خاص ضرور نہین کراہت
وحرمت کے واسطے ضرور ہے تو یہان محل رفعیدین فاتحہ پر طعام کوئی خاص کراہت وحرمت موجود
نہین ہی تو مباح ہی اور جسجگہ سوائے امور محصورہ کے دلیل خاص کراہت وحرمت موجود نہو وہان
وقت دعا رفعیدین جائز ہے نہ مکروہ اور ثبوت رفعیدین کا وقت کے فعل آنحضرت صلعم ہونا
ضرور نہین ہی احادیث قولیہ مطلقہ سے ثبوت کافی ہے اور کسی محل دعا مین کوئی مانع رفعیدین سے موجود
ہو تو اس سے یہ لازم نہین آتا کہ دوسری جگہ بھی جہان مانع موجود نہین ہے وہان مکروہ جاننا
چاہیے پس محل دعا فاتحہ مین وجود مانع ہمارے نزدیک ممنوع اور گنگوہی کی یہ لغو تقریر تمام ممنوع
اس سے کے مانع کا ثبوت نہین ہے پس رفعیدین ممنوع نہین احادیث قولیہ مطلقہ کی جہت سے
مباح مستحب ہی پس مولف انوار کراہت تسلیم وقبول اس محل مین لازم بتانا ہی بنا فاسد علی الفاسد
عبارت علی قاری سے یہ مفہوم نہین کہ محل فاتحہ مین رفعیدین مکروہ ہے اور محل مذکور مین ثبوت
نہین ہوا جسکے سبب سے مولف کو قبول کراہت لازم ہووے اور محال معدودہ حالت نوم وخروج
از خلا وپوشیدن وغیرہ کے وقت ہی کوئی رفعیدین وقت کر سکے تو اسکی ممانعت کا ثبوت بھی
کسی دلیل سے نہین ہوتا ہی اور آنحضرت صلعم سے ان محال مین منقول نہونا رفعیدین کا مستلزم عدم
وقوع وعدم ثبوت نہین اور بالفرض والتقدیر اگر اقوال علمار معتبرین ان محال مین ثبوت کراہت
کا ہو جاوے تو ہم وجود دلیل خاص کراہت اونکے نزدیک وجود مانع پر محمول کرینگے اور کیون نہین
جائز ہی کہ عبارت ملا علی قاری کی بر تقدیر ثبوت عموم وشمول کی غیر رویت ہیت کو بھی یہ مراد ہووے
کہ یہ کراہت اوس وقت تک ہی کہ تعارف وتعامل الناس جو دلیل اقوی قیاس سے اسلئے کہ یہ اجماع کے
ساتھ ملحق ہی چنانچہ اوپر معلوم ہو چکا ہے موجود نہووے اور وقت وجود دلیل اقوی کی تعامل الناس ہے
یہ کراہت مرتفع ہی اور اس محل رفعیدین فاتحہ مین تعارف وتعامل کا تحقق بدیہی ہے پس اسکو بر تقدیر

بہی عبارت ملا علی قاری شامل نہین ہے ان احتمالات مذکورہ کے رفع پر براہین قاطعہ واولہ ساطعہ
گنگوہی کے کوئی قائم نہین پس عبارت علی قاری سے حجت پکڑنا سراسر نادانی ہے اور روایا
مطلقہ حصن حصین ومشکوٰۃ سے یہ ہرگز مفہوم نہین ہے کہ محل اوٹب وہ ہین جہان رفعیدین وقت
دعا آنحضرت صلعم نے کیا ہووے وہ روایات اس سے مطلق ہین کہ جہان فعل اسکا آنحضرت صلعم
واقع ہو وہان کرو اور یہ گنگوہی اون احادیث کی روسے جن سے بعض محل مین فعل رفعیدین آنحضرت
صلعم کا ثابت ہی ان روایات کو یعنے روایات حصن حصین ومشکوٰۃ کو اونپر محمول کرتا ہی اونسے انمین
یہ قید ثابت کرتا ہی کہ جسجگہ آنحضرت صلعم نے کیا ہووے تو بلا شبہ یہ تقیید مطلق ہے اور اطلاق کے
خلاف ہے اور تقیید مطلق کے عدم جواز وکراہت وحرمت کا یہ گنگوہی بہی قائل ہے پس رفعیدین
فاتحہ کا انکار تقیید مطلق پر مبنی ہوا پس یہ انکار بہی حرام ہونا چاہئے اور گنگوہی کا مرتکب حرمت ہونا
لازم ہی اور ہم اون محل مین بہی رفع یدین جائز ومستحب کہتے ہین جہان فعل آنحضرت صلعم اونپر واقع ہے
اور سوائے اون محل احادیث قولیہ مطلقہ کے جہت سے جہان فعل واقع نہین ہے اور کوئی مانع
ودلیل کراہت موجود نہین وہان بہی جائز کہتے ہین پس دونون روایات فعلیہ وقولیہ پر عامل ہین
گنگوہی روایات قولیہ پر عامل نہین ہی بلکہ منکر ہوکر عاصی ہے اور اربعین کی عبارت مین تعزیت رفعیدین وقت
کرنے کے حق مین مولوی اسحٰق ظاہرا جواز است ومضائقہ ندارد لکہتے ہین یہ دونون نص صریح ہین
جواز کے بارہ مین اور غیر ماثور ہونا جو مولوی اسحٰق بیان کرتے ہین اوسکا یہ مطلب ہرگز نہین کہ
یہ رفعیدین وقت کا ناجائز ہے اگر یہ مطلب اوسکا کلام سفاہت پر مشتمل ہونا لازم آویگا کیونکہ اوسکا
مطلب یہ ہوگا کہ جواز بہی اور عدم جواز بہی ہے اسہی ایک رفعیدین کا اور حتی الامکان عاقل وعالم
کی کلام کو سفاہت سے بچانا لازم ہے پس یہ مطلب ہرگز نہین لے سکتے ہین ہان گنگوہی سے عجب
نہین کہ اونکو بہی سفیہ بناوے اور یہ ہی مطلب لیوے اور تاویلات فاسدہ کرلے اسکے طرف رجوع
اون کے کلام کرے اب غیر ماثور ہوتے مراد نہو یہ یہ ہوسکتی ہین کہ اگرچہ قول آنحضرت صلعم سے
کہ احادیث مطلقہ قولیہ مین یہ جواز مفہوم ہے اور ظاہر ہی ممکن فعلا یہ ماثور ومنقول نہین ہے اگرچہ
قول ہو تو ہوئی فعل کی ضرورت نہین یہ رفعیدین جائز ہے اور اس مین مضائقہ نہین ہے یہ
صاف عبارت اربعین سے معلوم ہوتا ہی کہ اوسمین کوئی خرابی نہین ہے جسکے ذہن مین کجی اور دلمین
مرض اس مطلب سے بمنازل دور ہے اور شبہے عجیب جانتا ہی اور عبارت رد المحتار مین خود مانع

موجود

موجود ہی کہ رفع یدین سے اخفاء جاتا رہتا ہی اور اعلان جو ضد اوسکی متحقق ہوتی ہے پس وہ دعا
خفیہ نہین رہتی اور اس دعا خفیہ ہونا اسکا منظور اسلئے وہان رفعیدین نہین اور دعا فاتحہ کا
خفیہ ہونا داعین کے ممنوع ہی پس یہ عبارت بہی بے محل نقلکی ہے اور اس عبارت ردالمحتار سے
کہان مفہوم ہی کہ رفعیدین ممنوع ہان اسقدر مفہوم ہی کہ دعا خفیہ کے منافی وہ دعا خفیہ نرہیگی
اور اس گنگوہی کی یہ عبارت ردالمحتار سے نقلکی اور اس سے قبل یہ بہی ردالمحتار مین موجود ہے
قولہ کالدعاء) ای کما یرفعہما المطلق الدعاء فی سائر الامکنۃ والازمنۃ علی طبق ما وردت بہ
السنۃ ومنہ الرفع فی الاستسقاء فانہ مستحب کما جزم بہ فی القنیۃ خزائن انتہی ای مواضع
مخصوصہ صفا وغیرہ مین بہی اسطرح ہاتھ اوٹہاوے دعا کے جیسے کہ سائر مکانون اور زمانون مین مطلق
دعا کیواسطے ہاتھ اوٹہاتے ہین موافق ومطابق اوسکے سنت سعنی مین وارد ہی خواہ حدیث فعلی
ہو مطلق قولی ہو اس سے خوب واضح ہی کہ مطلق دعا کیواسطے ہر زمانہ و ہر مکان سوائی اون ازمان
واوقات کہ کسی دلیل خاص سے ممنوعیت مفہوم ہووے ہاتھ اوٹہانا درست ہی اور اسلئے تیسرے سطر مین ہے
ان من اداب الدعاء ان یدعو مستقبلا ویرفع یدیہ الخ اور اس سے چند سطور کے بعد ہے قولہ
یجعل کفیہ لوجہہ) الذی فی البحر یجعل ظہر کفیہ لوجہہ ومثلہ فی شرح المنیۃ فکلمۃ
ظہر سقطت من قلم الشارح وہذا معنی ما ذکرہ الشافعیۃ من انہ لیس بکل داع رفع
بطن یدیہ للسماء ان دعا بتحصیل شیئ وظہرہما ان دعا برفعہ انتہی ان تمام عبارات
سے بہی واضح ہی کہ ہر داعی کے واسطے سوائی مخصوص محل کی کہ جہان دلیل خاص سے منع ہووے ہاتھ
اوٹہانا چاہیے الغرض اصل دعا مین رفع یدین کوئی صارف عن الاصل موجود ہووے تو نہ چاہئے
اور در صورت نہونے صارف بنا بر اصل رفع چاہئے انکار اسکا سوائے مکابر ومعاند وسفیہ اور
کوئی نہین کرسکتا ہی اور دعا فاتحہ مین کوئی صارف عن الاصل موجود ہی نہین پس وہان وہی
اصل کے موافق رفعیدین چاہئے پس طعام پر رفعیدین ثبوت بخوبی ہے پس ز ٹل ولغویات سے
کہ کہین کہ بعد ثبوت منع کے کلیات نصوص سے مولوی عبد الغنی گجراتی وجامع الادراد کا جائز لکہنا قابل اعتبار
نہین ہے اور کہین اون کے قول کی یہ تاویل فاسد کرتا ہی کہ یہ تحقیقات وتعینات رسوم صالحہ
اوسوقت تک ہین کہ التزام اوسکا نہو اور عوام کے قلوب مین رسوم کا اندیشہ نہو اور بہی سوالات
عشرہ شاہ عبد العزیز جسمین یہ مطلب مولف انوار نے ثابت کیا تہا تصرف ہونا اور شاہ صاحب پر بہتان

ہونا بتاتا ہی اتنی فہم واسقدر انصاف وعلم اس گنگوہی مین کہ نفس ہی پیش ایسے نکرسکا جس سے
ممنوعیت طعام پر دعا کے وقت ہاتھ اوٹھانے اور دعا کرنے ہووے اور افتراء علی اللہ والرسول
ممنوعیت کا مخصوص سے بتاتا ہے اور مولوی گجراتی وصاحب جامع الاوراد کے قولکو بلا دلیل قابل اعتبار نہونا
اور بنار فاسد علی الفاسد کرنا اور بے ادبی سے پیش آنا کہ قابل اعتبار نہین کہتا ہی جسجگہ شاہ
ولی اللہ و شاہ عبد العزیز و اسمعیل و اسحق کا قول ہووے وہان یہ کلمہ کیون کہتا اونکا معصوم
خطا سے جانتا ہی اور چونکہ وہ انہین وہابیہ کے بزرگوارون سے ہین بحسب زعم انکے ہین اونکا ادب
واجب جاننا من حیث المعاطبت یہ ادب نہین ہے اگر اس حیثیت سے ہوتا تو مولوی عبد اللہ و صاحب
جامع الاوراد و دیگر کے ساتھہ بہی یہ ہوتا بلکہ اس سبب سے یہ ہی کہ ان وہابیہ کے زعم مین شاہ ولی اللہ
وغیرہ انکے ہم عقیدہ ہونیکی جہت سے ہی اور عدم التزام و عدم رسوخ کی تاویل جو
یہ گنگوہی کرتا ہے اور اب بہی التزام بمعنے فرض وواجب وسنت موکدہ رفعیدین دعا فاتحہ مین
موجود نہین اور قلوب عوام مین کا اندیشہ یہان نہین ہے عوام مین کسی سے یہ سنا نہین کہ وہ التزام
وفرض وواجب وسنت کے قائل ہون بلکہ معاملہ استحباب کا انکو کرتے دیکہا ہی نہ کہ ہمین گناہ نہین
جانتے ہین اور ترک استحباب بعض اوقات شرعاً ضرور نہین ہے جو کبہی کبہی مستحب کو چہوڑنا بہی ضرور
ہووے اور سوالات کا جواب یہ گنگوہی دیتا ہی ایسا جواب کہ بلا دلیل کے تصرف بتا دینا اور بہتان
صاحب کتابت پر ہونیکی نسبت کرنا ہر مبطل دیسکتا ہی کفار بہی آنحضرت صلعم کو بہتان کرنے والا
خدا تعالی پر بتاتے ہین اور ہر شخص کہہ سکتا ہی کہ گنگوہی نے جس کتاب کا حوالہ دیا ہی اوسمین تصرف ہوا ہے
اور اسکے مولف مصنف پر بہتان ہے اس پر دلیل جو بیان کی اوسکا لغو لچر ہونا ظاہر ہے نہ وہ عقلی
دلیل ہی نہ نقلی کسی تصنیف و تالیف شاہ عبد العزیز صاحب مین کہ یہ نسبت سوالات عشرہ معتبر
و معتمد ہووے یہ موجود ہوتا رفعیدین طعام بروقت دعا کے ناجائز ہے تو البتہ یہ دلیل اسکی ہوسکتی
تہی کہ یہ اون پر جواز کا بہتان ہے اور علی صراط مستقیم سے بہی مولف انوار جواز اپنی مدعیکا ثابت
کیا تہا یہ گنگوہی ایصال ثواب و فاتحہ خوانی کا ثبوت اوس کتاب سے مانتا ہی طعام روبرو رکہکر قرات
کی مین ہونا منع کرتا ہی اوسکا جواب ہمارے کلام سابق سے ظاہر ہی کہ فاتحہ خوانی متعارف ایسی ہے
کہ طعام روبرو ہووے اور رفعیدین بہی ہووے اور بدون اسکے فاتحہ خوانی معروف نہین ہے اور
معنی اصطلاحی دوسرے کوئی فاتحہ خوانی کی نہین ہے اور لغوی معنے یہان مراد نہین ہے پس یہ اونکا

گنگوہی کا عدم وقوف بر اصطلاح کے سبب سے ہے اور مولف انوار ساطعہ نے شاہ عبد العزیز صاحب سے نقل کیا تہا کہ وہ عبد الحکیم پنجابی کے جواب مین لکہا تہا زیارت و تبرک ساتہ قبور صالحین کے امداد ثواب و تلاوت قرآن و دعاء خیر و تقسیم طعام و شیرینی امر مستحسن و خوب ہے باجماع علما اور تعیین عرس بزرگونکی شاہ سے ثابت کی اس سے قبور شہداء پر ہر سال آنحضرت صلعم و خلفاء راشدین آتے تھے اوسکی جواب مین گنگوہی کہتا ہی کہ ایصال ثواب و زیارت قبور کو شاہ صاحب نے مستحسن فرمایا ہے تعیین یوم زیارت کو عقلاً لکھکر ایک حدیث لکھدی ہے کہ گو وہ ضعیف ہی نہ بطور احتجاج و تصحیح اور عمل کی اور دلیل گنگوہی یہ لکہتا ہی کہ شاہ صاحب خود طبقہ رابعہ کے حدیث پر اعتقاد و عمل درست نہونا لکھتے ہین عجالہ نافعہ مین اور روایت درمنثور وغیرہ طبقہ رابعہ سے ہین اور کہتا ہی کہ حدیث صحیح لاتتخذوا قبری عیداً الخ قبری عیداً اسکے معاند و مانع عرس کے ہی اور یہ عبارت مجمع البحار نقل کرتا ہی لاتجعلوا

قبری عیداً ای زیارۃ قبری قبری عیداً او قبری مظہر عیداً ای لاتجعوا الزیارتہ اجتماعاً للعید فانہ یوم لہو

وسرور و حال الزیارہ بخلافہ وکان داب اہل الکتاب فاورثہم القسوۃ من یجری عبدہ الاوثان جعلہ عید و الاموات انتہی یہ نقل کر کے گنگوہی کہتا ہی کہ عرس کو حدیث مذکور نے بالکل حرام کر دیا یہہ حدیث منقول شاہ کو مجمل بتاتا ہی کہ معلوم نہین محرم یا ربیع الاول یا شوال مراد ہی اور مجمل پر عمل درست نہین) اور کہتا ہی کہ شاہ صاحب نے اکراماً یہ روایت نقل کردی ہی ورنہ قابل احتجاج نہین ہے پس اصلیت عرس کے ثابت نہین) اس تقریر و تحریر سے ہٹ دہرمی گنگوہی کے ہر ادنے عقل والی منصف پر واضح ہے اور جہالت و نادانی اسکی لائح ہے مولوی عبد الحکیم پنجابی نے یہ اعتراض کیا تہا کہ تمنے عرس کو فرض سمجہہ رکہا ہے سال بسال کرتے ہو زبدۃ النصائح مین ہی شاہ اوسکے جواب مین یہ عبارت لکہتے ہین این طعن مبنی است بر جہل احوال مطعون علیہ زیرا کہ غیر از فرائض شرعیہ مقررہ را ہیچکس فرض نمیداند آری زیارت و تبرک بقبور صالحین و امداد ایشان باہدا ثواب و تلاوت قرآن و دعائے خیر و تقسیم طعام و شیرینی امر مستحسن و خوب است باجماع علما و تعیین روز عرس برائے آنست کہ آن روز مذکر انتقال ایشان می باشد از دار العمل اور شاہ صاحب نے تعیین اور عرس کے واسطے درمنثور اور تفسیر کبیر وغیرہ سے یہ حدیث نقلکی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ کان یاتی قبور الشہداء علی راس کل حول فیقول سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار والخلفاء الاربعۃ ھکذا یفعلون انتہی اس سے صاف ظاہر ہے کہ شاہ جواز تعیین عرس

ثابت کرتے ہین اور اپنی فعل کہ عرس کرتے تھے ثبوت دیتے ہین اور صاحب انوار ساطعہ یہ نقل تمام
کر دیا ہی اس سے کوئی ادنی عقل والا بہی یہ سمجھہ سکتا ہی کہ یہ بطور الزام کے شاہ صاحب کا فرمانا نہین
ہی بلکہ بطور تحقیق کے ہی اور استدلال ہے اپنی جواز تعیین اور عرس پر اور اقوال سابقہ مین فتح القدیر
سے ہم نقل کر چکے کہ الزام بعد استدلال کے ہوتا ہی اسلیئے کہ حقیقت نقض مذہب خصم ہے اس چیز سے
جسکا ملزم معتقد نہین ہے اور نقض مذہب خصم سے صحت اپنی مذہب کی لازم نہین آتی ہے یہہ عبارت
فتح القدیر نقل کرتے ہین والالزام انما یکون بعد الاستدلال لان حقیقۃ نقض مذہب
الخصم مما لا یعتقدہ الملزم ولا یکون نقض مذہب خصمہ فقط یوجب صحۃ مذہب نفسہ
الا بطریق عدم القائل بالفصل وھذا لا یکون الا اذا کان بالنقض بہ مما یعتقدہ صحیحاً
اس سے واضح ہی کہ الزام بعد استدلال کے ہوتا ہی اپنے مذہب اگر یہ گنگوہی الزام بتاتا ہی تو استدلال
اپنی مذہب پر شاہ صاحب نے کونسا ذکر کیا ہی قبل اس الزام کے اور الزام مین جس چیز کے ساتھہ
نقض مذہب خصم ہوتا ہی اوسکا صحیح ہونا اعتقاد خصم مین ضرور ہے مذہب خصم اور اوسکے نزدیک
بالنقض بہ صحیح ہونا بہی ثابت کرے پہر ادعاء الزام کا کرے یہ گنگوہی ناواقف ہی حقیقت الزام سے
اسلیئے اسکو الزام قرار دیتا ہی اور حدیث در منثور تفسیر کبیرہ وغیرہ کو طبقہ رابع کے بتاتا ہی اول تو طبقہ
رابعہ کی ہونا اور ثالث وغیرہ کے نہونا ثابت کرے طبقہ رابعہ کے ہونیکا حکم اس پر کرے فقط قول
اس گنگوہی کا اس امر مین کافی نہین ہے کسی کے قول سے یہ ثابت کیا ہوتا بمقابلہ اپنے خصم کے دعوی محض
دلیل اثبات کے پیش کرنا سراسر سفاہت ہی اور عجالہ نافعہ مین طبقہ رابعہ کے احادیث پر عقیدہ نہونا
لکہا ہے یہ تو نہین لکہا کہ در منثور تمام روایات طبقہ رابعہ کے ہین اور جلال الدین کے تصانیف کی حق مین
جو عجالہ نافعہ مین یہ لکہا ہے مائہ تصانیف شیخ جلال الدین سیوطی در رسائل و نوادر خود
ہمین کتابہا است اس سے در منثور تمام احادیث طبقہ رابعہ کے ہونا مفہوم ہی فقط رسائل و نوادر کا حال اسی سے مفہوم اور رسائل اور نوادر سے
یہ تفسیر در منثور خارج ہی اگر بالفرض طبقہ رابعہ ہونا و دیگر طبقے کے نہونا محقق بہی ہوجاوے تو اس سے یہ لازم نہین آتا کہ طبقہ رابعہ کی احادیث کی صحت
کسیطرح ممکن ہی نہین اور عمل اوسپر جائز ہی نہین ہے کسی حالت مین اس فرمانے شاہ صاحب کے عجالہ نافعہ سے یہ مفہوم ہے کہ اسناد کے سبب سے طبقہ
رابعہ احادیث ضعیف ہین اور دیگر وجوہ صحت مین کوئی موجود نہووے تو عقیدہ و عمل اس پر درست
نہین ہے اور سوائے اسناد کے دوسرے وجوہ صحت کے ہووین تو عمل کیونکر درست نہین فتح القدیر
کی باب ایقاع الطلاق مین ہے مما یصحح الحدیث عمل العلماء علی وفقہ قال الترمذی

عقیب روایۃ حدیث غریب والعمل علیہ عند اہل العلم من اصحاب النبی صلعم و
غیرہم وقال مالک در آیضاً شہرۃ الحدیث بالمدینۃ یغنی عن صحۃ سندہ انتہی
اس سے واضح ہی عمل موافق حدیث کے موجب صحت ہے اس ہی غرض سے بعد روایت حدیث
غریب کی ترمذی کہتا ہی اس پر عمل اہل علم کا ہی کہ صحت دیگر وجہ سے معلوم ہوجاوے اور امام
مالک نجم الحدیث ہین فقط شہرت حدیث کی مدینہ منورہ مین صحت سند کی بی پرواہ ہونا جانتے
ہین پس سوائے صحت سند دیگر وجوہ سے بھی جب صحت ہوجاتی ہے تو کیون نہین جائز ہے
اگرچہ حدیث در منثور وغیرہ کے بحسب سند طبقہ رابعہ ہے لکن شاہ صاحب کے نزدیک وجوہ سے
صحت اس حدیث کے سوای سند کے ثابت ہووے کہ صحت سند سے استغنا حاصل ہووے واسطے
محل استدلال مین اسکو ذکر کیا ہی فلابد لرفع ہذا الاحتمال من البرہان اور یہ کسقدر سفاہت و نادانی
کی بات ہی کہ کہتا ہی شاہ صاحب نے حدیث لکھدی اور یہ بطور احتجاج و تصحیح اس حدیث کی اور دلیل
یہ حدیث نہین لکھی ہے اتنی تمیز اسکو نہین کہ بمقام خصوم جو حدیث قابل احتجاج نہووے اور عمل
اوس پر درست نہووے اور خصم کے نزدیک بہی اوسکا قابل عمل ہونا ثابت نہوا ہووے تو نہین پیش
یہہ فعل و سفاہت و حماقت نہین تو اور کیا ہے خصم کا اعتراض اپنے اوپر لے لینا دیدہ و دانستہ
کہ وہ کہیگا کہ تمکو اتنی بہی تمیز نہین کہ یہ قابل عمل نہین ہے تمکو پیش کیونکر درست ہے تو اسکا جواب
نہوسکا کون سے عقلکی بات ہے اور اگر خصم اس حدیث کی قابل احتجاج نہونے سے غافل ہے اور
شاہ صاحب واقف ہین اوسکی قابل احتجاج نہونے سے اور اپنی ہمہ پیش کردی فریب و دہوکہ کیا جو
دین الہی مین درست نہین ہے پس گنگوہی کا قول صحیح ہوگا شاہ صاحب نعوذ باللہ سفیہ و فریبی دین
الہی مین ہونا لازم آویگا مثل مشہور ہے نادان کی دوستی جیکا جنجال یہ دوستی شاہ صاحب کے گنگوہی
نے کی کہ اونکو ایسا بنایا پس قول گنگوہی کہ احتجاج کے طور پیش نہین کی الزام کے طور پر پیش کی
بالکل باطل ہے اب یہ گنگوہی حدیث منقول شاہ صاحب کو معاند حدیث صحیحین لاتتخذوا قبری عیدا
کا اور معارض بتاتا ہین پس جاننا چاہئے تعارض حجتین عبارت تدافع سے ہے کہ وہ تقابل حجتین مسلی
السواہ ہی بانیطور ایک کو دوسرے پر حکمین متضادین مین مرتبہ نہووے اور مرادنے طالب علم ہی
جانتا ہی کہ تقابل عبارت اس سے ہی کہ وہ دونون ایک محل ایک جہت سی ایک زمانہ مین جمع نہوسکین
اور ان دو حدیث مین یہ مفقود ہے حدیث منقول شاہ صاحب ہین اس قول پر زیارت شہید پر جانا ہے

اور حدیث صحیحین راس قول پر جانیکو سلام و دعا کی لیئے مانع نہین ہے عید بنانیکو مانع ہی اور عید بنانا
اور اس قول پر جانا دونون ایک نہین ہے اور نہ اس قول پر جانا عید نہ بنانیکو مستلزم کیونکہ عید سے
لہو و سرور مراد ہی چنانچہ خود اس گنگوہی سنے عبارت مجمع البحار نقل کی ہے او سمین عید کے حق مین موجود ہے
فانہ یوم لہو و سرور پس قبور شہدا پر دعا سلام کرنیکو جانا اور آنحضرت صلعم کی قبر مبارک پر لہو و سرور
کرنا جب دونون کے معنے و حکم ایک نہین ہے غیر غیر ہین پس منع لہو و سرور ہے او جائز اس قول پر
جانا دعا سلام کیواسطے ہے اور تقابل و تدافع و معاند و معارض ہین ایک حکم ہونا ضرور ہی کہ اونمین ایک
کا ایک حدیث سے جواز اور دوسرے سے عدم جواز مفہوم ہوتا تو معاند ہوتا اور یہان مفقود ہے پس
تعاند قرار دینا جہالت معنی دونون حدیث کی ہے ہی اگر فقط جمع ہوتا ہی قبر آنحضرت صلعم پر اگرچہ
سلام و درود کیواسطے کسی زمانہ مین ہو اس حدیث سے یہ گنگوہی ممنوع جانتا ہی تو تمام امت کے عقیدہ اور عمل پر جانا اور عقیدہ
اور قول کرنا گنگوہی کا خلاف ہی کیونکہ حج مین بڑی جماعت امت محمدیہ صلعم کے ہوتی ہی اور بعد
حج کے مدینہ منورہ کو جانا ثابت ہی اور تمام امت کا عمل درآمد اسپر ہی کہ قبل حج یا بعد حج کے ایک
طائفہ آنحضرت صلعم کی قبر مبارک پر جمع ہوتا ہی اور وہابیہ کو ایسا اتفاق اور اس جمع ہونیکو کوئی
اونی و اعلی سلف و خلف ممنوع نہین جانتا ہی اور نہ کسی نے اس قسم کی احادیث سے اس جمع ہونیکو
ممنوع جانا ہی پس اسکو ممنوع جاننا تمام امت سلف و خلف کے خلاف ہی اگر یہ منع ہوگا تو تمام امت
کا ضلالت پر اجتماع لازم آویگا کہ ایک امر ممنوع کو تمام امت جائز جانتی ہین اور اس عمل پر درآمد راضی
ہی اور اجتماع امت کا ضلالت ممتنع ہی لقولہ لا تجمع امتی علی الضلالۃ وغیرہ الاحادیث والقران پس
اجتماع درود و دعا و قران کے پڑھنے کیواسطے ممنوع نہین ہے اور نہ حدیث اسپر دال ہی بلکہ حدیث
صحیحین سے لہو و سرور کرنا قبر پر ممنوع ہے پس عرس بزرگان کہ سال بسال ہوتا ہی اسکی حقیقت
یہی ہے کہ تلاوت قرآن ہو کر فاتحہ ہو جاتی ہے اور جو کچھ طعام یا شیرینی ہوتی ہے وہ تقسیم ہوتی ہے
اوسکی ممانعت کسی حدیث سے نہین اور سال بسال ثواب رسانی کا ثبوت حدیث منقول شاہ
صاحب سے پس عرس کی اصل ثابت ہی منکر اوسکا جاہل و سفیہ ہے یہ قطع دلیل تعامل صلحا و علما کے
ورنہ دلیل تعامل و تعارف صلحا و علما جواز کے واسطے کافی و وافی ہے اور تعامل و تعارف دلیل
شرعی بخوبی اوپر معلوم ہو لیا پس جواز عرس مین بھی عاقلین منصفین کے نزدیک کچھ شبہ نہین
ہی اب گنگوہی سنے جو یہ کہا ہی کہ عرس کو حدیث صحیحین نے بالکل حرام کر دیا ہی سراسر سفاہت ہے

اسکو اسقدر خبر نہین ہی کہ ثبوت حرمت کیواسطے دلیل قطعی الثبوت وقطعی الدلالۃ ہونا چاہی اور کراہت
تحریمی کے واسطے ظنی الثبوت قطعی الدلالۃ یا قطعی الثبوت ظنی الدلالۃ چاہی اور بدعت مثل
بلکہ مرادف کراہت تحریمی کی ہے اوسکے واسطے بہی ایسی دلیل چاہی جلسے سے کراہت تحریمی
ثابت ہوتی ہے اور فرض کے ثبوت کے واسطے بہی ایسی دلیل چاہیے جلسے سے کہ حرمت ثابت
ہوتی ہے اور وجوب کے ثبوت کے واسطے بہی ایسی دلیل چاہیے جسی سے کراہت تحریمی و بدعت
ثابت ہوتی ہے اور استحباب وسنت وکراہت تنزیہ کے واسطے ظنی الثبوت وظنی الدلالۃ چاہیے
اول دلیل جیسے آیت قرآن مفسر یا محکم یا حدیث متواتر کہ مفہوم اوسکا قطعی ہو اور دلیل دوسری
جیسے آیات موولہ اور تیسری دلیل جیسے اخبار احاد کہ مفہوم اوسکا قطعی ہو اور دلیل چوتہی اخبار احاد
مفہوم اونکا بہی ظنی ہو تحت اس قول در مختار کی ومثلہ البدعۃ الی الحرام اقرب فی المکروہ
تحریما ونسبۃ الی الحرام کنسبۃ الواجب الی الفرض فیثبت بما یثبت بہ الواجب یعنی بظنی الثبوت
انتہی علامہ شامی فرماتی ہین قولہ ومثلہ البدعۃ والشبہۃ الذی یفیدہ کلام القہستانی ان البدعۃ
مرادفۃ للمکروہ عند محمد والشبہۃ مرادفۃ للمکروہ عندہما قولہ نسبۃ ای من حیث
الثبوت وقولہ فیثبت الخ بیان لہا فی اقتصارہ علی ظنی الثبوت قصور فی العبارۃ بیان
ذلک ان الادلۃ السمعیۃ اربعۃ الاول قطعی الثبوت والدلالۃ کنصوص القرآن المفسرۃ
او المحکمۃ والسنۃ المتواترۃ التی مفہومہا قطعی الثانی قطعی الثبوت ظنی الدلالۃ کالایات
المؤولۃ الثالث عکسہ کاخبار الاحاد التی مفہومہا قطعی الرابع ظنیہما کاخبار الاحاد
التی مفہومہا ظنی فبالاول یثبت الافتراض والتحریم وبالثانی والثالث الایجاب
وکراہۃ التحریم وبالرابع تثبت السنۃ والاستحباب انتہی پس جب یہ بخوبی ثابت ہوا کہ
فرض وحرام کی ثبوت کیواسطے دلیل سمعی قطعی الثبوت وقطعی الدلالۃ مانند آیات قرانیہ مفسرہ ومحکمہ
کی یا حدیث متواتر قطعی الدلالۃ کی چاہی تو یہ حدیث صحیحین جسکا احاد ہونا ظاہر و باہر ہے اور دلالت
بہی اسکی عدم جواز عرس پر قطعی بلکہ ظنی بہی نہین ہے موجب ومثبت حرمت بلکہ کراہت بہی نہین
ہوئی پس یہ ادعا گنگوہی کا کہ حدیث صحیحین نے عرس بالکل حرام کر دیا سراسر جہالت ہی احوال
اولہ سے اور یہ بہی عبارت منقولہ بالا در مختار و شامی سے واضح ہی کہ بدعت مثل کراہت یا مرادف
کراہت ہی اوس کے ثبوت کیواسطے بہی یا آیت قرانیہ موولہ یا حدیث احاد قطعی الدلالۃ ہونا ضرور ہے

پس رفعیدین وقت دعا بر طعام اور عرس ومحفل میلاد وغیرہ امور متنازعہ فیہا کو جو یہ گنگوہی بدعت
بتاتا ہی تو یہ امر کیواسطے یا تو آیت مؤولہ یا حدیث اگرچہ احاد ہو لکن قطعی الدلالۃ ہونا چاہی ان امور
پر اور ایسے آیت واحادیث ان امور پر نہ ہونا ظاہر ہے جو جو یہ گنگوہی یا کوئی دوسرا ان واقف
پیش کرتا ہی تمام ایسے ہین کہ دلالت انکی قطعی نہین ہے اور احادیث کا ثبوت بھی قطعی نہین ہے بلکہ دلالت
ظنی ہی ان احادیث کے ان امور کے بارہ مین نہین ہے پس بدعت امور کو کہنا سراسر جہالت
ہی پس عرس کو حرام کہنا اور رفعیدین وقت دعا بر طعام وغیرہما امور متنازعہ فیہا کو جو یہ فرقہ وہابیہ
حرام وبدعت بتاتی ہین باوجودیکہ ان امور کا بدعت وحرام ہونا شارع علیہ السلام سے ثابت نہین سوائے
اور ادلہ جواز ان امور کے اوپر گذر چکے ہین پس یہ وہابیہ تغیر حکم شرع کرتے ہین اور دین مین وہ چیز
داخل کرتے جو دین مین سے نہین ہے یہی بدعت سیئہ اور احداث فی الدین ہے جو بدلیل حدیث من
احدث فی امرنا ہذا مالیس منہ فہو رد مردود ہی اور یہ وہابیہ ہی اس صنع مین کہ غیر حرام وغیر مکروہ
تحریمی کو اور غیر بدعت سیئہ کو حرام ومکروہ تحریمی وبدعت سیئہ بتاتی ہین مصداق اس حدیث کی
ہین اور مرتکب بدعت ضلالت کی ہین جس طرح غیر سنت موکدہ سنت اعتقاد کرنا اور مباح واجب جانکا
اعتقاد کرنا مخالف ومکروہ تحریمی اسی اوقال فی لیس منہ کی سبب ہے اسیطرح کا غیر حرام کو حرام مثلاً
کہنا اوقال فی الدین مالیس منہ ہی پس یہ بھی بدعت سیئہ ومکروہ تحریمی ہے پس وہابیہ کا اہل بدعت
سیئہ ہونا ظاہر ہے پس گنگوہی کے حرام کہنے عرس کو گنگوہی کو بدعتی بدعت سیئہ ومغیر احکام
شریعہ بنادیا ورنہ حرام ہونا آیت قرآنی قطعی الدلالۃ وحدیث متواتر قطعی الدلالۃ سے ممنوع ہو
ثابت کرے عرس کا ورنہ بدعتی ببدعۃ سیئہ ہونا گنگوہی کا ظاہر ہی اور ایسے دوسرے وہابیہ کا حال ہے
دیکھو گنگوہی کو کہ مولف انوار ساطعہ سے لکھدیا تھا کہ شاہ عبد العزیز صاحب اپنے والد کا عرس کیا
کرتے تھے اور اس پر اعتراض عبد الحکیم پنجابی نے کیا تھا تو اوسکا یہ جواب شاہ صاحب نے دیا تھا
جواب بھی مذکور ہوا جسکے حق مین یہ وہابی تباہی باتین گنگوہی خلاف عقل ونقل کے بنائین لکن اسکا
انکار گنگوہی نے نہین کیا کہ شاہ صاحب عرس کرتے تھے یعنے یہ نہین کہا کہ شاہ صاحب
عرس نہین کرتے تھے اور وقت اس امر کا تھا اگر شاہ صاحب نکرتے ہوتے تو جسطرح سوالات
عشرہ کے بارہ مین اسنے یہ کہا کہ یہ تصرف ہوا ہی سوالات عشرہ مین اور شاہ صاحب پر یہ بہتان
ہی کہ فاتحہ واذن نیاز امامین کو سے کہانا تبرک ہو جاتا ہے اسیطرح یہان بھی انکار کرتا یہ گنگوہی ناظور

کہ شاہ صاحب

کہ شاہ صاحب پر عرس کرنیکا بہتان ہے شاہ صاحب نہین کرتے تھے اور جب انکار نکیا تو معلوم ہوا کہ اس
گنگوہی کے نزدیک شاہ صاحب کا عرس کرنا ثابت ہی پس اب یہ گنگوہی عرس کو حرام کہتا ہے
کہ حدیث صحیحین سے نے بالکل عرس کو حرام کردیا تو شاہ صاحب کو اس گنگوہی سنے دیدہ و
مرتکب حرام کہا ہی اور شاہ عبدالعزیز صاحب بالواسطہ اس گنگوہی کے استاد ہوتے ہین حدیث
مین پس استاد کو مرتکب اور بے اصل چیز کا عامل قرار دیا ہی اور اپنے استاد کے عمل کو حرام بتاتا
ہی مولف انوار ساطعہ نے اسطرح لکھا تہا اپنے پیر و مرشد کے حق مین کہ ہم اونسے ملی تو یہ گنگوہی مولف
انوار کے حق مین براہین قاطعہ کے صفحہ ٣٤ مین لکھتا ہی کہ دیہ لفظ ناسعادتمندی کا ہی حدیث مین ہی کہ جس نے
اپنے باپ کو قریب کہا وہ عاق ہے پس استاد پیر کی نسبت ایسی کلام کس درجہ شما ہوگی اور دیکھو
اس لفظ صاحب انوار مین کوئی خرابی نہین ہے شرعًا اسلیئے کہ ملنے کے معنی ملاقات کی ہین
اور صحابہ رض بہی کہدیتے تھے کہ ہم نے آنحضرت صلعم سے ملاقات یعنی ملے چنانچہ مشکوۃ شریف کتاب
الاداب باب حفظ اللسان من الغیبت والشتم مین ہے عن عقبۃ بن عامر قال لقیت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فقلت ما النجاۃ فقال املك علیك لسانك ولیسعك بیتك وابك علی خطیئتك
رواہ احمد والترمذی عقبہ بن عامر صحابی رسول اللہ تعالی فرماتے ہین مین ملا آنحضرت صلعم سے پس مین
کہا کہ دنیا و آخرت مین نجات کا کیا سبب ہے آنحضرت صلعم نے جواب دیا کہ مالک ہوجا اپنے پر اپنے
زبان کا اور اپنے گہر بیٹھے رہو اور اپنی خطا پر رو دیکھو اس کہنے مین کچھہ بے ادبی نہوئی اور کوئی قباحت
نہین آنحضرت صلعم سے ملا تو عقبہ بن عامر کیون کہتے اور نہ کوئی آجتک اسکا قائل ہوا کہ یہ کلمہ بے
ادبی کا ہی اور قران مین ایسا استعمال موجود ہی انك كادح الی ربك كدحا فملاقیہ اور انہم ملا
قوا ربہم اور بہت جگہ ایسا موجود ہی پس ایسا کہنا حدیث و قرآن سے جائز ہونا ثابت اسکو
ناسعادتمندی یہ گنگوہی بتاتا ہی کہین تو نہ کہدیجے نعوذ باللہ منہا کہ قرآن حدیث مین بہی یہ کلمہ
ناسعادتمندی کے ہین اور عقبہ بن عامر رض بہی ناسعادتمند تھے جس سے اوسکی ایمان کا حال خوب روشن
ہوجاوے اب خیال کرنا چاہی کہ صاحب انوار کا جو موافق قرآن و حدیث کے وہ تو پیر مرشد
استاد کے حق مین یہ گنگوہی ناسعادتمندی بتاتا ہی اور خود اپنے استاد بالواسطہ کے فعل کو حرام
کہتا ہی جس سے مرتکب حرام ہونا استاد کا واضح ہی وہ ناسعادتمندی اس گنگوہی کی نہین ہے اور
یہ تو آنحضرت صلعم کو بہائی بنانیکو قرآن حدیث کے موافق کہکر اہل حق کو مخالف قرآن و حدیث

کا بتاوے اور پیر کے ملنے کو ملنا جو موافق قرآن وحدیث کے ہی کہدینے والیکو ناسعادتمند کہکر مخالف قرآن حدیث
ہنوا ایسے ایمان پر افسوس کرنا چاہیے کہ آنحضرت صلعم کو بہائی بنانا تو کچہہ برا نہین اور پیر سے ملنے کو ملنا کہدینا
برا ہو جاوے مولف انوار نے شاہ عبد الغنی استاد گنگوہی کے رسالہ اشتفار السائل سے نقل کیا نفس
ذکر ولادت آنحضرت صلعم وسرور وفاتحہ کمال سعادت انسان کی ہے چنانچہ شیخ ابن حجر مکی وشیخ عبد
الحق دہلوی وغیرہما نے تصریح کی ہے انتہی اوسکے بعد صاحب انوار نے یہ کہا کہ استاد تو یعنی شاہ
عبد الغنی استاد گنگوہی کے اوسکو موجب سعادت اعتقاد فرماوین اور شاگرد رشید اوسکو گناہ
قرار دین اور خواہی نخواہی اپنی شاخین نکالکر کشان کشان کفر تک بہی نوبت پہونچا دین انتہی
گنگوہی نے اول تو مولف انوار پر تبرا کیا اور عادت روبہ مولف کا مثل روافض کے بتایا یہ نہین
تمیز کہ روافض کا تو یہی رویہ ہے کہ اہل حق پر تبرا کرتے ہین اور کلمات سب وشتم سے یاد کرتے ہین جیسا
کہ گنگوہی مولف کے حق مین ایسے کلمات کہتا ہے اور دروغگوئی سے سب وشتم مولف کے حق مین لگاتا ہے
اساتذہ کے اعتقاد پر اور پہر گنگوہی اعتراض مولف انوار کے جواب مین کہتا ہے کہ فرض کیا کہ شاہ
عبد الغنی صاحب کی رائے مولف کے موافق تہی اور مجیب نے مخالفت اس مسئلہ مین اپنے استاد کے
کی مگر مخالفت علما کے اپنے استاد سے کسی جزئی مسئلہ مین کوئی امر جدید نہین جو مولف کو محل
نقض ہو امام ابو یوسف وامام محمد امام ابو حنیفہ رح کے بہت جزئیات مین خلاف پر ہین اور آجتک
یہ امر جاری ہے پہر یہان اسقدر غیظ مولف کا محض سینہ کا کینہ ظاہر کرتا ہے ورنہ ان مقتدایان
پر بہی اعتراض کرنا لازم والا جو دہان تامل کرتے ہو وہ یہان بہی کرتا تہا انتہی کلام گنگوہی اب
منصفین اذکیا کے غور تامل کا محل ہے کہ اس گنگوہی کو اپنے جہل مرکب پر کیسا گہمنڈ ہے کہ خود کو مانند
امام ابی یوسف وامام محمد کے گمان وزعم کرتا ہے مثل مشہور ہے چہ نسبت خاک را بعالم پاک یہ گنگوہی
جاہل اصحاب امام صاحب کے مجتہد ہل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون نص قطعی الدلالۃ
عدم تسویہ پر دال ہے اونکی مخالفت اپنے استاد سے احکام فروع جائز ہے بسبب مجتہد فی المذہب
ہونیکی کہ انکو قدرت تہی استخراج احکام ادلہ سے موافق قواعد مقررہ اپنے استاد کے یہ گنگوہی
قران وحدیث وغیرہما کی معانی ظاہریہ بہی سمجہنے سے قاصر ہے چنانچہ اوپر معلوم ہو چکا ہے کہ فہم معانی
احادیث مین کیسی کیسی غلطیان اس نے کین ہین لفظ کا ترجمہ پنیر کا کر دیا ایسی غلطی حدیث وطوبے
للغربا کی مراد مین کی اور سواد اعظم سے ایک شخص مراد لیا اور والعاملین علیہا کو نص جواز اجرت

معلم

معلمین قرار دیا اور علیٰ ہذا القیاس بہت سی اغلاط اسکے اوپر گذر چکی ہین جنسے جہالت اسکی ہر ادنےٰ طالب علم بہی جانتا ہی پس یہ نظیر امام ابی یوسف و امام محمد کسی طرح نہین ہو سکتا ہی اور انکی مخالفت جو احکام مین بسبب قدرت مخالفت کی بظاہر معلوم ہوتی ہی تو اول یہہ کہ وہ فی الواقع مخالفت نہین ہی کیونکہ اصحاب امام خود قسمین سخت کہا کر کہتی ہین کہ ہمنے کوئی قول ایسا نہین کہا کہ اوسمین ہمنے اپنی استاد ابی حنیفہ رح کی مخالفت کی ہووے مگر وہ قول کہ وہ امام صاحب رح اول کہہ چکی ہین اور وہ بہی روایت ہمارے استاد امام ابی حنیفہ رح کے سے ہے اس تقدیر پر جسقدر مسائل فقہ مین ہین تمام اقوال امام ابی حنیفہ رح کی ہین اصحاب امام کے وہ اقوال مجازا کہی جاتی ہین اور دوسرے یہ کہ اونکی مخالفت ظاہری بہی امام ابی حنیفہ رح کے فرمانے کے سبب سے اونہون نے کی تہی کہ امام صاحب نے انسے فرمایا تہا کہ تمکو کوئی دلیل مسئلہ کے سوائے اوسکی جو مین کہتا ہون ظاہر ہووے تو کہو تو اونہون نے موافق اپنے اجتہاد کیواسطے امتثال امر اپنے استاد کے دلیل ایسے بیان کی کہ اوس دوسرے روایت امام کو کہ وہ امام صاحب کے نزدیک راجح نہین تہے راجح ہوئے پس انکا قول خارج قول امام سے اور مخالف نہوا مگر مخالفت ظاہری و مجازی عبارت در مختار و رد المحتار سے یہ تمام واضح ہی مع شئی زائد کے در مختار کی عبارت یہ ہے قال لاصحابه ان توجه لكم دليل فقولوا به فكان كل ياخذ برواية عنه وترجيحها انتهى اور رد المحتار کی عبارت قوله ان توجه لكم دليل اي ظهر لكم في مسئلة وجه الدليل على غير ما اقول ط قوله فكان كل ياخذ برواية عنه اي فليس لاحد منهم قول خارج عن اقواله ولذا قال في الولوالجية من كتاب الجنايات قال ابو يوسف ما قلت قولا خالفت فيه ابا حنيفة رح الا قولا قد كان قاله وروي عن زفر انه قال ما خالفت ابا حنيفة رح في شيئ الا قد قال ثم رجع عنه فهذا اشارة الى انهم ما سلكوا طريق الخلاف بل قالوا ما قالوا عن اجتهاد ورأي اتباعا لما قاله استاذهم ابو حنيفة رح وفي آخر الحاوي القدسي واذا اخذ بقول واحد منهم يعلم قطعا انه يكون به اخذا بقول ابي حنيفة رح فانه روي عن جميع اصحابه من الكبار كابي يوسف ومحمد وزفر والحسن انهم قالوا ما قلنا في مسئلة قولا الا وهو روايتنا عن ابي حنيفة رح واقسموا عليه ايمانا غلاظا فلم يتحقق اذا في الفقه جواب ولا مذهب الا له كيفما كان وما نسب الى غيره الا بطريق المجاز للموافقة ١ه الى ان قال العلامة الشامي صاحب رد المحتار ان الامام لما امر اصحابه

بان یاخذوا من اقواله بما یتجه لهم منها علیه الدلیل صار ما قالوه قولاً له لابتنائه علی
قواعده التی اسسها لهم الخ پس اس بیان سے واضح ہے کہ فی الحقیقۃ اصحاب امام کی امام صاحب کے
مخالف نہیں یہ مخالفت ظاہری انکی فرمانے کے سبب سے کی ہے اور انکی طرف اقوال فقہیہ مجازاً منسوب
ہیں اور بیان ادلہ اصحاب امام کا بھی موافق قواعد امام صاحب کے اور اجتہاد سے تہا یا ہیں ہمہ علمائے تصریح
فرمائی ہے کہ اصح یہی ہے کہ فتوی علی الاطلاق قول امام پر ہے اگر امام سے روایت نہ ملے تو قول امام ابی
یوسف پر فتوے ہے اور انکی روایت بھی نہووے تو قول امام محمد پر فتوے ہے اور انسے روایت
نہووے تو زفر و حسن بن زیاد کے قول پر فتوی قال رد المحتار قوله والاصح کما فی السراجیة
وقول عبارتها ثم الفتوی علی الاطلاق علی قول ابی حنیفة ثم قول ابی یوسف ثم قول
محمد ثم قول زفر والحسن بن زیاد انتہی اس سے خوب واضح ہے کہ شاگردان امام صاحب کے
مخالفت نہیں کرتے اور امام مالک رح کے شاگرد یحیی بن یحیی جامع موطا اتباع امام مالک کو اپنے
لازم جانتے تھے چار مسائل ہیں اونکی اتباع نکی دوسرے کی تہی تو تو مورد مواخذہ و انکار ہوئی تھی
چنانچہ شاہ عبد العزیز صاحب بستان المحدثین فرماتے ہیں نوشتہ اند کہ یحیی بن یحیی در مسئلہ اتباع
اجتہاد امام مالک رح لازم گرفتہ بود مگر در چہار مسئلہ کہ مذہب ابن سعد مصری
را اختیار میکرد مردم اندیار بسبب کمال اعتقاد حضرت امام مالک درین مخالفت قلیلہ ہم بروے
گرفت میکردند و انکار میخوردند انتہی دیکہو خوب ثابت ہوا کہ بڑے بڑے محققین مانند اصحاب امام
اور اصحاب مالک اپنی اساتذہ کے مخالفت نہیں کرتے تھے اور ادنے مخالفت سے مورد طعن ہوتے
تھے پس گنگوہی پر طعن مولف انوار صحیح ہوا اور مخالفت جو گنگوہی بتاتا تہا اوسکا بطلان واضح ہوا
اگر گنگوہی کہوے کہ امام صاحب اور امام مالک صاحب مجتہد تھے اسلیے اتباع انکی ضرور تھی بدون
اجازت کے مخالفت اونکی اچھی نہیں تھی تو ہم کہینگے کہ تمنے امر عام مخالفت شاگردان امام کا
امام کے کرکے اپنی مخالفت اپنے استاد سے جائز ہونا ثابت کی تھی جب مخالفت شاگردان امام
کی امام سے ثابت نہوئی تو تم جو اپنی مخالفت اپنے استاد سے ثابت کرتے وہ بھی ثابت
نہوئی دوسرے یہ کہ اصحاب امام باوجود مجتہد فی المذہب ہونیکی چنانچہ رد المحتار میں ہے
الثانیة طبقة المجتهدین فی المذهب کابی یوسف و محمد وسائر اصحاب ابی حنیفة
القادرین علی استخراج الاحکام من الادلة علی مقتضی القواعد التی قررها استاذهم

ابو حنیفہ رح فی الاحکام الخ اپنی رائے کے متبع نہوئی اور مجتہد کے تابع اپنی رائے کیا اور یحیی بن یحیی جامع موطا نے اگرچہ چار مسائل مین مخالفت امام مالک رح کی لکن تابع اپنی رائی کے نہوی دوسرے مجتہد کی تابع ہوئی تمنے اس مسئلہ کو کونسے مجتہد کی تابع داری کرکے اپنی استاد کے قول سے برگشتہ ہوئی اور جمہور کے قول سے اعراض کیا تو تم مجتہد ہی کسی درجہ کے بلکہ عالم بھی نہین ہو چنانچہ تمہارے علم کا حال اوپر ظاہر ہی ہو چکا ہی یہ کونسے نص قرآنی و حدیث نبوی سے ثابت ہی کہ تعارف و تعامل الناس و جمہور علما اور اپنے اساتذہ کی مخالفت درست ہی اور بدون حصول بلکہ اجتہاد حرام و مکروہ بنادینا بدون نقل اقوال مجتہدین کے درست ہی اور آیات و احادیث جو دالے جاتا وہ معانی لیلیا درست ہی ہرگز یہ درست نہین ہے اور پر امام نووی وغیرہ سے منقول کہ بلا اجتہاد احکام بیان ناجائز ہے اور غیر مجتہد کے صواب مین گناہ ہی اور حکم اوسکا مردود و مطرود ہی اور ایسے ناواقف عامی کو فتح القدیر و ہدایہ سے منقول ہوا کہ حجت حدیث لانا ناجائز ہے ایسا حکم مثبت بحریت ہے چنانچہ اوپر معلوم ہوا ہے اور مولف انوار تو یہ اعتقاد کیا تہا کہ شاہ گر درغیبا اوسکو گناہ قرار دین اور گستاخان کستان نوبت بکفر پہونچا دین اسکا انکار گنگوہی نے نہین کیا کہ ہم نوبت بکفر نہین پہونچاتے اور یہ محل انکار تہا اگر عقیدہ گنگوہی کفر کو پہونچنے کا نہوتا جب انکار یہان نکیا تو معلوم ہوا کہ اسکے نزدیک محفل میلاد شریف ہی جسکے جواز کا قول شاہ عبد الغنی بحسب قول ابن حجر و شیخ عبد الحق دہلوی وغیرہما سے ثابت کرتے ہین اور گنگوہی اونکی مخالفت کرنا قبول کرتا ہی تو مخالفت یہی ہوئی کہ محفل میلاد شریف جسکے قائل شاہ عبد الغنی و ابن حجر و عبد الحق وغیرہما حرام موجب کفر ہے پس لازم آیا کہ گنگوہی کے نزدیک یہ اکابر مجوز حرام و کفر کی ہین اس ناسعادتمندی کا کیا ٹہکانا ہی کہ اساتذہ کے حق مین یہ اعتقاد رکہے اور ایسی مخالفت کرے اور اس مخالفت کی جواز مخالفت اصحاب امام ابی حنیفہ کو حجت لاوے جسکا بطلان ابھی واضح ہوا ہی اور ایسے مخالفت کہان ہی جیسے کہ گنگوہی کرتا ہی کہ جس سے مجوز کفر ہونا لازم آوے پس اپنی مخالفت کو جو اصحاب امام مخالفت پر قیاس کرتا ہی قیاس مع الفارق ہے اب منصفین کو جاننا چاہی کہ یہ گنگوہی در پردہ علما رلسیما اساتذہ وغیرہم کو مجوز حرام و کفر بنا کر ناسعادتمند ہوا ہے یا مولف انوار فقط اس کہدینے سے اپنی پیر کے حق مین کہ ہم انسے ملے جسکا جواز قرآن و حدیث سے مفہوم و معلوم ہو چکا ہی اور دوسرا تمامت گنگوہی کے عقیدہ فاسد کا دیکہو

اس نے آنحضرت صلعم کے حاضر ناظر جانیکو اور یہ جانکر ندا و خطاب کے اشعار وغیرہ پڑھنیکو کفر
لکھا تھا فتوے میلاد مین کجب مولف انوار ساطعہ نے کتب احادیث و فقہ سے یہ ثابت کیا کہ
ارواح انبیاء علیہم السلام چلتے پھرتے ہین اور مقامات خیر مین حاضر ہوتے ہین چنانچہ بیت المقدس
مین ارواح انبیاء علیہم السلام حاضر ہوئین آنحضرت صلعم نے امامت انکی کی اور موسی علیہ السلام و
یونس علیہ السلام کو وادی ازرق مین اور کہاٹی ہرشاہی یالفت مین حج کے لئے چلی جاتی آنحضرت
صلعم دیکھنا بیان کیا اور شیخ عبدالحق کے قول سے انبیاء علیہ السلام کے حیات حقیقی و دنیاوی پر
اتفاق ہونا لکن عوام کی نظرون سے محجوب ہونا اور آنحضرت کو تئین اون انبیاء علیہم السلام کو
بقیام و بمثال و بے اشتباہ و بے اشکال کے دکہا دینا ثابت کیا اور قسطلانی کے قول سے ایسا
ہی ثابت اور شب معراج مین بیت المقدس مین امامت انبیاء علیہم السلام کے کرنے بعد آسمانون
پر انبیاء علیہم السلام سے ملاقات ہونا اور بہت جلدی چلا جانا احادیث صحیحہ سے بیان کیا اور زرقانی
کے قول سے آنحضرت صلعم کا جسم اور روح کے دیکھنا ممنوع نہونا اور انبیاء علیہم السلام کا قبور مین
زندہ ہونا اور انکو اجازت قبرون سے نکلنیکی در تصرف ملکوت علوی و سفلی انکا ہونا ثابت کیا اور
جلال الدین سے یہ منقول بیان کیا اور شاہ ولی اللہ صاحب کے قول سے ثابت کیا کہ شاہ ولی اللہ کہتے
ہین کہ آنحضرت صلعم کی صورت کو اکثر امور مین مین اپنے اوپر مین نے دیکھا اور یہ کہ انبیاء علیہم السلام
قبور مین نماز پڑھتی ہین اور حج بھی کرتے اور زندہ ہین اور حضرت مجدد الف ثانی کا فرمانا ذکر کیا کہ حضرات
الیاس و خضر علیہم السلام کے روحونکا حاضر ہونا حلقہ مین اور حضرت خضر علیہ السلام کا بیان کرنا
کہ بصورت اجسام متجسم ہوکر کار اجسام کے انسے صادر ہوتے ہین اور نیز قول حضرت مجدد الف ثانی نے
آنحضرت صلعم کی روحانیت حضور ارزانی فرمانا ذکر کیا اور جلال الدین سیوطی سے نقلکیا کہ آنحضرت
صلعم اطراف زمین مین آمد و رفت ساتھ برکت کی فرماتی ہین اور ہماری نظرون سے مانند فرشتونکی چھپ گئے ہین
مگر جس ولی اللہ کو اللہ دکھا دیوے اور امام غزالی سے نقل کیا کہ ارباب قلوب بیداری مین ارواح کا مشاہدہ
کرتے ہین اور شیخ سے نقلکیا کہ شیخ ابو سعود بعد ہر نماز کے آنحضرت صلعم سے مصافحہ کرتے تھے اور شیخ عبدالحق
سے نقلکیا کہ غوث اعظم رحمۃ اللہ نے آنحضرت صلعم کو بیداری مین دیکھا اپنے مجلس وعظ مین اور ممبر سے اوتر
کر ملے ہوئے ایسے نقول علما سے حضور آنحضرت کا ثابت جس سے ممکن ہونا حضور آنحضرت صلعم مجلس میلاد
مین ثابت ہوا اور مولف انوار نے خاص محافل میلاد شریف کی اور احادیث آنحضرت صلعم حاضر ہونیکی

ثبوت سکنے لئے کہا کہ اہل کشف واہل قلوب صافیہ کی کشف ومنامات اسکا ثبوت ہو سکتا ہی اور منام دیکہا ہی ایسے
لوگون نے کہ محفل میلاد شریف مین حضور کی روحانیت کی تشریف آوری ہوئی ہی بنقل مفتی مکہ کے لکہا مولف انوار
ذکر وقت ذکر ولادت کے روحانیت آنحضرت صلعم کی حاضر ہوتی ہے اور بنقل برزنجی بہی یہی حضور روحانیت بیان کیا اور
شیخ عبدالحق کا مدارج النبوۃ مین تین جگہ لکہنا حضور روحانیت آنحضرت صلعم ذکر کیا او شاہ ولی اللہ صاحب کی عبارت سے بہی
یہ مفہوم ہونا ذکر کیا اور آنحضرت صلعم کو محافل کی خبر ہونا کہ کہان کہان ہے مستلزم علم کل ہے اسکا جواب مولف انوار ساطعہ نے آیت قرآنیہ
ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء سے دعوای غیب پر آنحضرت کو خدا تعالی کے جانب سے خبر ہونا ثابت او ر اس ثبوت
کیواسطے حدیث مشکوۃ کہ آنحضرت صلعم نے قیامت تک خبر دی اور شاہ عبدالعزیز کا حوالہ نقل کیا کہ آنحضرت صلعم ہر امتی کو جانتے ہین
کہ کس درجہ کا ہی فرشتے خبر دیتی ہین و آنحضرت صلعم نور نبوت سے پہچانتے ہین پہر مولف انوار نے بیان کیا جب فرشتے خبر دیتی ہین امتی کے اور نور
نبوت سے آپ پہچانتے تو یہ خبر جمع محفل کے ہونا کوئی بڑی بات نہین ہے اور آنحضرت صلعم کو دو بار امت کی حالکی اور اعمالکی اطلاع دیجاتی ہے
ایک بروز جمعہ اجمالاً مانند دیگر انبیا علیہم السلام دوسرے ہر روز صبح و شام تفصیلاً اور محفل میلاد کا یا تو دن مین پہلی سامان شروع
ہوتا ہی یا شام ہووے تو فجر سے سامان شروع یا فجر کو ہو تو شام سے سامان شروع ہوتا ہی پس صبح و شام کی اطلاع یہ اطلاع محفل کی
بہی آنحضرت صلعم کو ہونا ضرور ہے حالات مفصلہ مین یہ بہی داخل اسکی خروج پر دلیل قائم نہین ہے پس یہ بہی اطلاع حالات امت مین
داخل ہے پس خبر آنحضرت صلعم کو محفل کی ہونا ثابت ہوا اور آنحضرت صلعم بالمؤمنین رؤف رحیم ہین اسکا خلق عمل بالقرآن ہے ہل
جزاء الاحسان الا الاحسان بس آیت قرآن سے سن مہربانی نہ فرمانا آپ سے بعید ہے او ر مولف انوار نے یہ بہی ثابت کیا کہ ایک
آنمین مقامات متعددہ مین روح کاملین کی جاسکتی ہے پس اس تمام کو بیان شرک و کفر بتانا گنگوہی وغیرہ کا آنحضرت صلعم کی روح
حاضر ہونیکو باحسن وجہ مرتفع ہوگیا اور ندا خطاب کرنا آنحضرت صلعم کیساتھ خطاب بالتحیات السلام علیک ایہا النبی اور حدیث نابینا
ضریر البصر اور یا اون سوجاتے ابن عمر اور اشعار مولوی قاسم و مولانا جامی و قصیدہ وغیرہا اولہ سے ثابت کر دیا پس جواب مولف انوار صفحہ
ذی جب نذان شکن وہابیہ کو دیا تو اونکی معنی و ہابیہ کی حواس مین فرق آگیا اور بیہوش ہو کر ایسے ہذیانات بکنی شروع کر دی گنگوہی صفحہ
مین آپ چلنا پہرنا انبیا علیہم السلام جنت مین اور اس عالم مین او ر درود وسلام پہونچانی فرشتہ کو او ر اعمال امت پیش ہونیکو قبول کر کے کہا کہ ہر جگہ محفل مولود
اور مجالس فکر مین آنیکو یا صوت و ندا وعرض مجالات دنیا معلوم ہونیکو بدون اعلام حق تعالی کے اور اسکو سب اشیا کا علم حق تعالی نے دیا ہے
قبول نہین کرتی اس پہر یہ عبارت ملا علیقاری کی شرح فقہ اکبر سے نقل کر دی ثم اعلم ان الانبیاء علیہم السلام لم یعلموا المغیبات من الاشیاء الا
ما اعلمہم اللہ احیانا و ذکر الحنفیۃ تصریحاً بالتکفیر باعتقاد ان النبی یعلم الغیب انتہی اسکے بیان کیا اعتراض ورم تشریف آوری
پر یہ امکان و وقوع احیانا او صفحہ ۰ مین عبارت زرقانی وغیرہ کا بہی جواب دیا کہ قبر سے نکلنا باذن اللہ ہے او حضرت مجدد الف ثانی کے
قول کا یہ جواب دیا کہ تلقی روحانی ہے اسمین انتقال کی ضرورت نہین پہر کشف کی عدم قبولیت کا قائل ہوا اور قصہ کو حضرت عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ سعدی یا

رد حق لکھا اور صفحہ ۹۰ گنگوہی اس غرض سے کہ ایسے روایات منقولہ مولف انوار سے غرض حاصل ہووے کہتا ہے کہ معلوم ہونیکی طریق تحقیق میں حس
رسول عقل و حواس ہے اور کہا ہے مولف کا اقرار ہے کہ تیسرا طریق علم جو شرع میں معتبر ہیں بیان نہیں ارباب کمال کشف کی خبر سے اور رویا سے ثابت ہو اور
کہا ہے کہ خود محقق ہے کہ دین میں علی الخصوص اعتقاد میں رویا و کشف کا اعتبار نہیں اور صفحہ ۲۱۱ کہا کہ قصہ الہام و کشف کا شرع کی دلیل نہیں ہے اور
دین میں بھی حجت نہیں پیدا ہو کر شہداء اور آنحضرت کو اطلاع احوال امت سے ہونیکی بارہ میں کہتا ہے گنگوہی کہ اور کشف اطلاع باذنہ تعالی سب کچھ ہے درست اور صفحہ ۴
آنحضرت صلعم کی غیب دانی کے انکار کیواسطے آیت وعندہ مفاتیح الغیب لا یعلمہا الا ہو لکھ کر کہا کہ مسئلہ مشہور بحر رائق و عالمگیر
و درمختار وغیرہ میں ہے اگر کوئی نکاح کرے باشہادت حق تعالی و فخر عالم علیہ السلام کے کافر ہوجاتا ہے بسبب عقیدہ علم غیب فخر عالم کی نسبت اور حدیث
واللہ لا ادری ما یفعل بی ولا بکم نقل کر کے کہا کہ شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں مجھکو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں اور صفحہ ۲۰۳ میں
کہا کہ بحث اس صورت میں ہے کہ علم ذاتی آپکو کوئی ثابت کرے جیسا جہلا کا عقیدہ ہے اگر یہ جانے کہ حق تعالی نے اطلاع دیکر حاضر کر دیا ہے تو شرک بدون ثبوت شرعی
کی اس پر عقیدہ درست بھی نہیں اور بدون حجت ایسے بات کو عقیدہ کرنا موجب معصیت کا ہے صفحہ ۲۰۴ میں کہا کہ عوام کا
عقیدہ حاضر ہونیکا ہے اور اشعار ندا و خطاب کے جواب میں جو مولف انوار نے اشعار وغیرہ پیش کی تہی الزام کہا کہ مولف
انوار سے یہ قید اور زیادہ کی کہ بعلم استقلالی فخر عالم علیہ السلام کو ندا و خطاب کرے تو شرک ہے چنانچہ یہ صفحہ ۲۰۲ میں
اور بدون اس عقیدہ کے ہو تو کہتا ہے عوام کی فساد عقیدہ کی تائید ہے کہ عوام کا یہی عقیدہ علم استقلالی کا ہے اور اشعار
وغیرہ منقولہ مولف کا جواب یہ دیتا ہے کہ یہ ندا شوقیہ ہے ہرگز یہ عقیدہ حضور کسی کا نہیں ہے یہ تمام خرافات و اہیات تقریر گنگوہی
کہ قابل مضحکہ ہر ادنی و اعلی کے ہیں بلکہ لائق لاحول خوانی کے ہے **اقول** باللہ التوفیق مولف انوار کی غرض ان امور کے بیان
کرنے سے یہی ہے کہ وہابیہ جو حاضر جاننے اور ارواح روحانیت آنحضرت صلعم کو کفر و شرک بتاتے ہیں اپنے فساد عقیدہ و جہالت
شدیدہ کے سبب تو ان بزرگان دین کے اقوال سے حضور آنحضرت صلعم کے روحانیت کا امکان و جواز ثابت ہوا
اور امکان و جواز موجب رفع شرک ہوگیا جو شے ممکن و جائز ہے غیر خدا تعالی کیواسطے تو اوسکی وقوع شرک نہ ہونا
اظہر من الشمس ہے جب آنا اس عالم میں گنگوہی مانچکا تو آپکا عقیدہ کرنا شرک کسطرح ہو سکتا ہے اور تمام مجالس ذکر میلاد
شریف آپکا جو گنگوہی انکار کرتا اور تمام چیزوں کا علم خدا تعالی نے آنحضرت صلعم کو دیا اسکو نہیں مانتا ہے تو یہ بے محل ہے
کیون مولف انوار یا کسی دوسرے نے نہ اسکا دعوی اور نہ کسی مقدمہ مولف سے یہ معلوم ہوتا ہے پھر منع کا ایراد بے
بیمحل معلوم نہیں یہ کیسکے رد میں منع وارد کیا اور کونسے مقدمہ مولف پر دلیل کی طلب ہے اور اسیطرح منع سے تائید مذہب
گنگوہی کی کہ حاضر جانیکو کفر شرک بتاتا تھا کسطرح ہوتی ہے اور اگر کوئی یہی کہدیوے کہ آنحضرت صلعم تمام
مجالس میں حاضر ہوتے ہیں اور تمام اشیاء کا علم خدا تعالی نے آنحضرت صلعم کو دیا ہے تو اسمین کونسا
خاصہ الوہیت کا پایا گیا جس سے شرک ہو جاویگا نہایت یہ ہے کہ اگر ثبوت اسکا نہووے تو جہل ہوگا مسئلہ شرک و کفر نہیں ہے

بلکہ

پس اس تقریر لغو سے مولف انوار کو ضرر نہ گنگوہی کو فائدہ اور ملا علیقاری کی عبارت سے مولف انوار کو ضرر نہین
ورنہ گنگوہی کو فائدہ اور نہ اس سے جواب مولف انوار سے کچھ علاقہ اس کے مخالفت اوس علم غیب کی جو خدا تعالی نے
انبیاء علیہم السلام کو نہ دیا ہووے اور جو دیا ہے اوس کا انکار مخالفت اس سے معلوم و مفہوم نہین بلکہ جواز اسکا اس سے مفہوم
اور یہی مولف انوار کا مدعا ہے کہ جو چیز علم خدا تعالی نے دیا ہے اوسکو یہ دعوی مولف انوار یا کسی دوسرے نے نہین
کیا کہ جس چیز کا علم خدا تعالی نے انبیا علیہم السلام کو نہین دیا ہے وہ بھی انبیا علیہم السلام نعوذ باللہ جانتے ہین لیکن جو
قول مولف کا ہے وہ دیگر ہمعصر اہل سنت ہی کا ہے اوس کا رد اس عبارت سے ہرگز نہین ہوتا ہے بلکہ اثبات ہوتا ہے
اور جو ہمارا قول نہین ہے اوسکا رد اس عبارت سے ہوتا ہے پس بے محل اس عبارت کو نقل کیا ہے اور اس عبارت مین یہ
خیانت و تصرف گنگوہی نے کیا ہے کہ لفظ احیانا کا زیادہ کر دیا ہے تاکہ یہ مطلب حاصل ہو جاوے کہ جن چیزون کا علم
خدا تعالی نے دیا ہے تو وہ علم اونکو یعنے انبیا علیہم کو کبھی ہوتا ہے کبھی نہین اور لغویت اس مطلب کے ہر شخص جانتا ہے
اور ایسے اعتقاد سے کہ نبی صلعم غیب جانتے ہین کافر ہونیکی تصریح جو حنفیہ کے ملا علی قاری نے ذکر کی ہے تو یہ
بھی مضر نہین ہے ہم معشر حنفیہ کو کیونکہ اس غیب سے وہی غیب مراد ہے کہ جس چیز کی خبر خدا تعالی نے نہ دی ہووے
اور کسی طریق سے اوسکا حصول نہوا ہووے ایسے غیب دانی کے نبی صلعم کے حق ہم معشر اہل سنت قائل نہین ہین
نہ کوئی دوسرا مسلمان اسکا قائل ہے اور بیان مسئلہ کا اس پر موقوف نہین کہ کوئی قائل بھی ہوا ہووے اور اعتراض
دوام تشریف آوری پر جو بنا ہے اور امکان و وقوع احیانا کا قائل ہوتا ہے یہی تبدیل انہ دعوی کی ہے اول تو مطلق
حاضر جانین اور مطلق تشریف آوری کو کفر بناتا تھا اور دوام تشریف آوری کی قید لگائی اگر دوام تشریف
بھی ہووے تو اس سے کفر و شرک لازم نہین آتا کوئی خاصہ الوہیت کا تشریف آوری دوام سے مفہوم نہین ہوتا ہے
جسطرح حضور و تشریف آوری احیانا کفر و شرک نہین ہے یہی حضور و تشریف آوری مکرر دوام مین بھی ہے کوئی دوسرا
فرق نہین ہے پس حضور و تشریف آوری کو لازم شرک نہوا تو دوام کو کسطرح شرک لازم ہوگا فضلا دعوی فعلیہ ثابتا
بالاحادیث والقرآن پس اس سے شرک و کفر جو مدعی گنگوہی تھا ثابت نہوا اور جواب مولف مرتفع نہوا اور نہر فائق
وغیرہ کی عبارت کے جواب مین جو گنگوہی کہتا ہے کہ قبور سے نکلنا باذن الہی تھا عجیب جواب ہے یہ اوس شخص کو دینا
چاہیے جو قائل ہوا ہووے کہ بلا اذن الہی آنحضرت صلعم محافل مین تشریف لاتے ہین اور بغیر اجازت خداوندی کے
روحانیت آپکی حاضر ہو جاتی ہے مولف یا کسی دوسرے نے یہ کب دعوی کیا ہے کہ بدون اذن الہی کے روحانیت
آنحضرت صلعم کا حضور محافل میلاد شریف مین ہوتا ہے اور کوئی مسلمان ہرگز یہ نہین کہسکتا ہے کہ بلا اجازت کے
تشریف آوری ہوتی ہے اگر یہ گمان مولف انوار و دیگر مسلمین کے حق مین گنگوہی کا ہے تو ان بعض الظن اثم کا مصداق

ہے یہ گنگوہی پس یہ جواب ہی مولف انوار کا نہوا معلوم نہین یہ جواب ہی گنگوہی کسکو دے رہا ہے اور حضرت
مجدد الف ثانی کے قول کا یہ جواب کہ تلقی روحانی ہے انتقالکی اسمین ضرورت نہین جو گنگوہی دیتا ہے اور اس سے مراد یہ
لیتا ہے کہ آنحضرت صلعم اپنی منزل اعلی علیین مین تہے تلقی ہوگئی تو اول تو حلقہ مین دیکہنا حضرت مجدد بیان
فرماتے ہین اور حضرت مجدد کا حلقہ تو اعلی علیین مین نہ تہا جو یہ مطلب ہوسکے اگر بالفرض یہی مطلب ہووے تو حضور
مجلس میلاد سے بہی یہی مراد لیکر تم جواز کے قائل ہوجاؤ کہ تلقی روحانیان ایسی ہوجاتی ہے کہ اہل مجلس مشاہدہ
جمال مبارک روحانیت آنحضرت صلعم کا مجلس مین کرتے ہین اور مجلس میلاد سے آپکو تعلق ایسے ہی حضور کا ہوتا ہے
اور قائلین حضور کی مراد بہی ایسی ہوسکتی ہے کہ بہرصورت حضور تو ہوا اور حاضر جاننے سے کفر و شرک تو ثابت نہوا جو
تمہارا مدعی تہا اور حضرت عبد القادر جیلانی رح کا قصہ اگرچہ روحی ہونا گنگوہی بناتا ہے لیکن مقصود تو ہمارا اسمین سے
نکلا کہ محافل خیر مین حضور ہوجاتا ہے اگرچہ روحانیت کا ہی حضور ہووے اور حضور کفر و شرک نہین ہے کہ حاضر جاننے سے
شرک ہوجاوے اور طریق معلوم ہونیکی معتبر جو تین بتاتا ہے یہ گنگوہی ایک عقل دوسری حواس تیسری خبر رسول
تو یہان ہی گنگوہی نے ابلہ فریبی کی ہے اور حق پوشیدہ کیا ہے خواہ سفاہت و جہل سے ہووے خواہ دانستہ و تعصب سے
وہ ابلہ فریبی و حق پوشی یہ ہے کہ طریق علم جو تین علما بتاتے ہین اور عقائد وغیرہ کی کتب مین لکہی ہین تو وہ یہ ہین خبر صادق
و عقل و حواس پہر خبر صادق کی دو نوع ہین ایک خبر متواتر دوسرے خبر رسول تو اس گنگوہی نے خبر صادق
کو ذکر نکیا جو خبر رسول سے عام کہ خبر متواتر و خبر رسول دونونکو شامل ہے فقط خبر رسول کو ذکر کیا جو ایک
قسم خبر صادق ہے اور مباین ہے خبر رسول کی کیونکہ یہ دونون نوعین متباین ہین چنانچہ عقائد نسفی مین ہے
والخبر الصادق نوعین احدہما الخبر المتواتر والثانی خبر الرسول اس خبر متواتر کی ذکر نکرنے سے اور
طریق کو علم منحصر ان تین عقل و حواس خبر رسول مین کرنیسے یہ واضح ہوا کہ خبر متواتر طریق علم کا نہین ہے اور اس سے
بہت بڑی خرابی لازم آتی ہے کہ خبر متواتر طریق کا نہووے اور اس سے علم حاصل نہووے اسلئے کہ ہم لوگون کے واسطے ثبوت اسکا کہ آنحضرت
صلعم نبی تہے اور مکہ شریف مین پیدا ہوئے اور معجزات آپ سے ظاہر ہوئے اور قرآن آپ پر نازل اور اعداد رکعات تمام
تواتر ہی سے ثابت ہے اگر خبر متواتر طریق علم کا گنگوہی کے نزدیک نہین ہے تو ان امور کا ثبوت نہین ہے گنگوہی اور قرآن
حدیث سے ثبوت کا ثبوت ہمارے واسطے گنگوہی کرنے لگے تو قرآن و حدیث کا ثبوت موقوف نبوت پر اور نبوت کا ثبوت
موقوف قرآن پر پس دور محال لازم ہے یہان طریق عقل سے عدم ثبوت ظاہر ہوگا جسکا طریق علم ہونا گنگوہی
مانچکا ہے پس تمام احکام شرعیہ درصورت عدم ثبوت نبوت آنحضرت صلعم درہم برہم ہوجاوینگی اس سے بڑہکر کونسی
قباحت ہوگی ایسی کاریگری و خیانت گنگوہی کی ہے کہ جس سے تمام قرآن و حدیث کو احکام الہی و نبوت آنحضرت صلعم

سب مرتفع ہوئے جاتی ہین یہ تو حال اور رد انوار ساطعہ کا یہ گنگوہی کرے اب منصفین غور کرین کہ دین
نبی مین یہ رخنہ گیری گنگوہی کرتا ہی اور مصداق وائے در دین نبی رخنہ گری پیدا شد۔ یہ گنگوہی ہے یا صاحب
انوار ساطعہ اور طرفہ ماجرا یہ ہی کہ علم کے بہی تین طریق ہونا جو گنگوہی بیان کرتا ہی ایک عقل دوسرے حواس تیسری
خبر رسول صاحب انوار ساطعہ کے طرف بہی نسبت کرتا ہی اِن بہتان کا کیا ٹھکانا ہی اپنی جہل مرکب مین شریک
دوسرونکو بہی کرتا ہی مولف انوار کے کسی قول سے یہ ہرگز مفہوم نہین کہ یہی تین طریق علم ہین اور یہان تینون
مفقود ہین یہ فقط بناوٹ اس گنگوہی کی ہے جو اوسکے قول کا یہ مطلب بیان کرتا ہی اور ان تین کو طریق علم
قرار دیتا ہی مولف انوار نے قول مفتی مکہ و امام برزنجی و شیخ عبد الحق دہلوی دربارہ حاضر ہونے روحانیت
آنحضرت صلعم محفل میلاد شریف مین نقل کیا تہا اور قیام و کشف اور الہام کو اس بارہ مین ذکر کیا تہا تو گنگوہی نے
اس پر بہت باتین بنائین کہ دین مین علی الخصوص اعتقاد مین رویا اور کشف کا اعتبار نہین اور حکم شرعی اس سے ثابت
نہین ہوتا ہی اور بطور طعن کہا کہ فقط مدار عقیدہ مولف کا خوابون اور مکاشفات پر ہے اور کہا کہ پھر یہ قصہ کشف و الہام
کا ہی جو شرع کی دلیل نہین ہے **اقول** و باللہ التوفیق الہام اولیاء اللہ کو بالکل دلیل سے یہ گنگوہی خارج کرتا ہے
جس سے واضح ہی کہ صاحب الہام کے حق مین بہی وہ دلیل نہین ہے اور کسیطرح اوسکا تسلیم کرنا جائز نہین اور الہام
اسقدر لوگونکا ہووے کہ حد تواتر کو پہونچ جاوین تب بہی درست و جائز نہین ہے اور یہ بالکل غلط ہے اسلئے
کہ الہام اولیاء اللہ کا اونکے ہی حق مین حجت ہے عامہ علماء کے نزدیک اور احکام مین بہی حجت ہونا لکہا ہی اور
اسکو منسوب صوفیہ کیطرف کیا ہے اور بعضے نے بالکل حجت کا انکار کیا ہے اور مخالفت کی ہے و فی
المسلم و شرحہ بحر العلوم واما الالہام غیرہ من الاولیاء الکرام فقیل حجۃ فی الاحکام و نسب الی قوم
من الصوفیہ وقیل الالہام حجۃ علیہ ای الملہم علیہ فقط دون غیرہ و نسب الی عامۃ العلماء
وقیل لیس حجۃ اصلاً اس عبارت مسلم و شرحہ سے صوفیہ کے نزدیک احکام مین حجت ہونا الہام یعنے
غیر نبی کا حجت ہونا معلوم ہوتا ہی اور صاحب الہام کے حق مین حجت ہونا تو عامہ علماء کے نزدیک معلوم ہوا اور شارح
بحر العلوم نے اس شیخ کے حق مین جسنے بالکل الہام کی حجت کا انکار کیا ہے کہا کہ الہام بدون خلق علم ضروری کی
کہ خدا تعالی روح آنحضرت صلعم کیطرف پہنچے ہی نہین ہوتا ہے پس اسمین حجت خطا کا نہین ہی اور یہ قسم علم کی اعلی
اوس سے ہے جو ادلہ غیر قطعیہ سے حاصل ہووے پس عجب ہی کل عجب اس شیخ سے کہ اس وعاء ظرف علم کو اسنے چہوڑ دیا
اور زعم کیا کہ الہام خطرات کے قبیل سے ہوتا ہی اور حالانکہ ایسا نہین ہے خطرات کی قبیل سے ہووے یہ سنا نہین
تو نے کہ شیخ ابو یزید بسطامی نے بعض محدثین کو لکہا تہا کہ میت سے لیتے ہو اور آنحضرت صلعم کیطرف نسبت کرتے ہو

اور خضر ابن تعالی حی لایموت سے لیتے ہین اگر اولیاء اللہ کے مقامات و مواجید و اذواق مانند سید عبد القادر جیلانی و شیخ سہل بن عبد اللہ تستری و شیخ ابی مدین مغربی اور شیخ ابی یزید بسطامی و جنید بغدادی و شیخ ابی بکر شبلی و شیخ عبد اللہ انصاری و شیخ احمد یافعی جامی و غیرہم قدس اسرارہم کو تو دیکھے تو تجکو یقیناً معلوم ہوجاوے کہ اون کے الہام مین احتمال و شبہ نہین ہے بلکہ حق مطابق لما فی نفس الامر کے ہے اور اسکا حاصر ضروریات من الدین ہونا ہے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ امت محمدیہ صلعم کے اولیاء اللہ پہلی امتون کے اولیاء اللہ سے افضل ہین جیسے نبی ہمارے اونکے انبیاء علیہم السلام سے افضل ہین اور بلا شک بنی اسرائیل مین بھی اولیاء اللہ گذرے ہین مثل مریم وام موسے و زوجہ فرعون کے اونکی طرف وحی ہونا اونسے یہ ہے کہ وہ وحی الہام تہا اور نہین ہوتا ہے مگر ساتھ خلق علم ضروری کی کہ یہ اللہ تعالے کیطرف سے ہے پس وہ حجت قاطعہ ہے اگر اس امت مین جو بہتر اول امتون سے ہے کوئی ایسا نہووے جس سے الہام علم قطعی و حجت حقہ نہووے تو اس امت کے اولیاء اللہ پہلی امت کے اولیاء سے کم رتبہ مفضول ہونگے اور فضیلت و بہتری علم کی ہی سبب سے ہوتی ہے اور غیر علم کی فضیلت غیر معتدبہ ہے پس یہ لازم شنیع ہے اس تقریر بحر العلوم سے حجت ہونا الہام اولیاء اللہ تعالی کا واضح ہے اور قول دلیل شرعی نہونیکا مردود ہے اور الہام فقط اولیاء اللہ کے ہی حق مین حجت ہوا تو دلیل شرعی ہونا اور دین کی دلیل ہونا اگرچہ مخصوص کے ساتھ ہی ثابت ہوا مطلقاً دلیل دین کے نہونیکا حکم کیونکر کیا سفاہت سے کیا ہے اور اولیاء اللہ کی حق مین حجت ہوتی یہ لازم نہین آتا کہ ہمکو قبول کرنا اوسکا جائز نہین ہے بلکہ بطریق ادب کے ہم قبول کرین تو جائز ہے اور اس ادب کے سبب اوسکو اخذ کرین تو درست ہے چنانچہ نور الانوار مین ہے والالہام الاولیاء حجۃ فی حق انفسہم ان وافق الشریعۃ ولم یتعد الی غیرہم الا اذا اخذ بقولہم بطریق الادب انتہی اس سے واضح ہو کہ اولیاء اللہ کا قول الہام کے بارہ ہمکو اخذ کرنا جائز ہے اور خبر رسول جو قسم خبر صادق کی ہے تو وہ خبر رسول ہے کہ یقیناً ثابت ہووے کہ وہ خبر رسول صلعم کی ہے باینطور کہ رسول اللہ صلعم کی دہن مبارک سے کسی نے سنی ہووے یا بتواتر ثابت ہوئی ہو یعنے بتواتر ثابت ہووے دہن مبارک آنحضرت صلعم سے تہا اوسکا یا بتواتر ثابت ہوا ہے منام مین سنا اوسکا یہ الہام اوسکا قال فی شرح العقائد الکلام فیما علم انہ خبر الرسول بان سمع منہ او تواتر عنہ ذلک او بغیر ذلک انتہی بغیر ذلک کے تحت مین جنہونے کہا ہے کالالہام والسماع فی المنام انتہی اس سے واضح ہوا الہام آنحضرت صلعم کیطرف ہووے یا منام مین آنحضرت صلعم سے سنا اور اس بارہ مین تواتر کا وقوع ہوا یعنے جنکو الہام ہوا ہو وہ اسقدر لوگ اور ایسے منام مین سنے اوسطے بھی اسقدر لوگ ہون کہ توافق علی الکذب اونکا عقل کے نزدیک محال ہووے

وہ بھی خبر رسول صلعم کے نوع ہی جس سے علم و یقین ثابت ہو جاتا ہے اور جسکو علم طریق مین داخل کیا ہی اول
تو اہل الہام کے اعداد تواتر کو نہ بہونچین تب بھی بطور ادب کے ہمکو اخذ کرنا قول اہل الہام کا جائز ہے پس
حضور روحانیت آنحضرت صلعم کے بارہ مین بھی اخذ قول اہل الہام ہمکو بطور ادب کے درست ہے گنگوہی
کو ادب ساتھ اہل الہام کے نہین ہے تو وہ بی ادب ہے اور الہام کو اخذ نکرنے اپنی بے ادبی کا پہل پاویگا
دوسرے اہل الہام کی اعداد تواتر کو بہونچانیکی حالت مین یہ الہام حجت شرعیہ ہو گئی اور بحر العلوم کی قول سے
واضح ہی کہ الہام اولیا یہ ہون اسکے محقق نہین ہوتا ہے کہ انکو علم ضروری اس امکا ہو جاتا ہے کہ یہ خدا تعالی یا روح
محمدی صلعم کی طرف سے ہے علی الاطلاق الہام بے اعتبار قرار دینا اور کسی حالت مین اوسکو دلیل شرعی
نہ ماننا سراسر جہالت ہی اور بہت بڑی بے انصافی اس فرقہ کی ہے کہ ان کے سر گروہ مولوی اسمعیل
مقتول نے جو صراط مستقیم مین لکہا ہی کہ حضرت غوث الاعظم و حضرت بہاؤ الدین نقشبند رحمہما اللہ روحین
سید احمد پیر مولوی اسمعیل کے متعلق ہونیکے بارہ مین جہگڑا مدتہ بہر تک کرتے رہین ایک کہتی تھے کہ مین توجہ ڈالون
دوسرے کہتی تھے کہ مین توجہ ڈالون آخر اس پر فیصلہ ہوا کہ دونون توجہ ڈالین مولف انوار نے بطور الزام کے
اسکو پیش کیا تہا گنگوہی نے صفحہ ۳۰۸ مین کہا کہ حضرت غوث اعظم و خواجہ بہاؤ الدین کو چونکہ معلوم ہوا
تہا کہ سید احمد کی شان بزرگ ہے اور کثرت سے انکی مرید ہونگے اسواسطے انکی خاندان مین ہونیکی رغبت
تہی انتہا اب منصفین غور کرین کہ ان روحون کے جہگڑنے کا حال کچھ قرآن حدیث سے ثابت نہین
اور دریافت انکی جہگڑے کی عقل سے بھی ممکن نہین اور خبر صادق کے متواتر ہونیکے یا خبر رسول کے متواتر الثبوت
مین مبارک سے سنی گئی ہو کہ وہ بھی موجود نہین اور حواس سے یہ معلوم نہین ہو سکتا ہی اب تینون طریق علم بیان کیے
مفقود ہین ان وہابیہ کے مرشد نے اسکو کسی واسطے لکہا کہ عوام و خواص وہابیکا انپر اعتقاد ہووے اور سید احمد کو
بہت بڑا بزرگ جانین پس جب تینون طریق علم بیان گنگوہی کے نزدیک مفقود ہین تو مولوی اسمعیل نے اسپر یقین
کرنا چاہا اور کیون اسکو لکہا اور جسطرح مولف انوار کو الہامات و کشوف کی نقلکے بارہ مین یہ گنگوہی لکہتا ہے صفحہ ۲۰
مین کہ پہر اسقدر روایات کی سود نقلکرنا اگر فریب دہی نہین تہا تو اور کیا تہا انتہی اسیطرح اب اپنے پیر مرشد مولوی اسمعیل
حقین سے کہوے کہ یہ نقلکرنا اگر فریب دہی نہین ہے تو کیا ہی کیون کہ غایت یہ ہی یہ مولوی اسمعیل کشف و الہام و منام پر
حوالہ کرینگے نہ کسی طریق علم کی طرف تو حوالہ کرنے نہین ہو سکتے ہین اور الہام کشف و منام کا نقلکرنا تو فریب دہی ہے تو
گنگوہی کے بس فریب دہی مولوی اسمعیل کے بھی ثابت ہووینگی اور اگر کسی طرح کا ثبوت اسکے یعنے الہام و کشف و منام
سے ہوتا ہی تو جسطرح کا ثبوت وہان روحونکا یہ حال ذکر کرنے ہوتا ہی یہان روحانیت آنحضرت صلعم کے حضور کے بارہ مین

بہی ہونا چاہی عناد و خصوصیت آنحضرت صلعم سے ان وہابیہ کا ظاہر ہی کہ یہان ایسے ایسی واہیات تقاریر سے
آنحضرت صلعم کے متعلق ہواونکی منکر ہوجاتی ہین اور ایسی ایسے ادلہ کا اعتبار اپنی پیر و مرشد کی حق کر لیتی ہین اب
دیکہو مولوی اسمعیل نے یہ کیا ہی تہا کہ کشف و الہام و منام سماری طرف کو مدار قرار دیکر یہ قصہ روحونکا ثابت
کرنے لگا گنگوہی سب کچہہ اپنی تقریر سیر تردید کو ہو لگیا و طرق علمی اور یادنہی اور غیب دانی غیر کیواسطے نہونیکا جو انکا
کرتا ہی وہ بہی فراموش کر گیا اور کہنے لگا کہ غوث الاعظم رح و خواجہ بہاؤ الدین رح کو معلوم تہا کہ سید احمد کی شان بزرگ
ہی اب منصفین غور فرماوین کہ اسکی خبر گنگوہی کو کسطرح ہوئی کہ تنازع روحون دونون بزرگون مین ہوا ہی اور کونسی
دلیل شرعی سے یہ قول مولوی اسمعیل کا قبول کر لیا اور ان تینون طرق علم کا فقدان یہان جاری کر کے جیسے کہ مولف
کی قولکو ساقط کرنا اپنی زعم مین جانتا یہان کیون ساقط کیا اور یہ اس گنگوہی نے کسطرح حکم کیا کہ اون دونون صاحبونکو
یہ معلوم ہوا تہا کہ سید احمد کی شان بزرگ ہی اور معلوم ہونا بہی علم سے ماخوذ ہی اور علم کے جو تین طریق بیان کئے تہے انکو کونسا
طریق حاصل تہا جو انکو معلوم ہوتا گنگوہی نے قبول کر لیا اور یہ معلوم انکو کسطرح ہوا کیا گنگوہی اونکو غیب دان جانتا ہی کہ
انکو بعد مرنیکی یہ معلوم ہوگیا کہ سید احمد کی شان بزرگ ہی اور اسکی کثرت سے مرید ہونگی آنحضرت صلعم کو مجلس میلاد کی خبر ہوجانیکے
بارہ مین کہین عبارت ملا علی قاری پیش کرتا ہی اور کہین بحر الرائق کی عبارت و آیت عندہ مفاتیح الغیب اور حدیث
لا ادری لا یفعل بی اور قول شیخ عبد الحق کہ مجہکو دیوار پیچہے کی بہی خبر نہین اور یہان چونکہ مولوی اسمعیل نے یہ نقل کر دیا
کہ ان دونون مین تنازع ہوا تو انکی حق مین یہ کوئی دلیل اس گنگوہی کو یاد نہ آئی اور سب نے اعتراض کر کے انکی غیب دانی بیان
کرنے لگا کہ انکو یہ معلوم ہوا تہا کہ سید احمد کی شان بزرگ ہی اور انکی مرید بکثرت ہونگی یہ ایمان گنگوہی کا ہی کہ آنحضرت صلعم
کی غیب دانی اسقدر بہی بعد وفات کی نہ قبول کرے کہ آنحضرت کو مجلس میلاد شریف کی خبر ہوجاتی ہی اور اسکے قائلین کو بلا سمجہے
مین ایسے ادلہ مذکورہ بالا بیان کر کے کافر و مشرک بتادی اور خود مولوی اسمعیل کے قولکو درست و سچا بنانیکو غیب دانی حضرت
غوث اعظم و خواجہ بہاؤ الدین رح کی بیانکرے اس سے واضح ہی کہ اس گنگوہی و دیگر وہابیہ کے نزدیک نعوذ باللہ منہا آنحضرت
صلعم کی شان غوث اعظم و خواجہ بہاؤ الدین و اسمعیل سے بہی کم ہی ایسے ایمان پر افسوس کرنا چاہی اپنے مرشد و مقتدی کے
قول کے درست کیواسطے سب کچہہ مقبول ہوجاتا ہی اور کوئی دلیل قرآن و حدیث سے نہین سوچتا اور آنحضرت صلعم
کی عظمت و علم ازالہ کیواسطے بہت ساری ادلہ جہوٹی بنائی ہوئی پیش کیجاتی ہین اور اپنے پیر و مرشد مولوی اسمعیل کے
قولکی بنانیکی واسطے اون تمام ادلہ سے منہ موڑ لیا جاتا ہی اور دوسرے لوگونکا غیب دان ہونا اور بعد انتقال کے
اس دار فانی سے انکو خبر غیب زمانہ آیندہ کی بہی معلوم ہوجانا مانلیا جاتا ہی پس مولوی اسمعیل کا قول کسیطرح غلط لغو
گنگوہی کے نزدیک نہونا چاہی اگرچہ تمام نصوص کے خلاف ہووے اور انکو زبردستی مخالف نصوص کے بناتا ہی اور منافی

عقائد اہل سنت وجماعت کی قرار دیتا ہی اور مولوی اسمعیل کے بارہ مین خود مخالف کتب عقائد وحدیث نبوی کی
ہی تاہم سب اس گنگوہی کے نزدیک درست ہی فتوے میلاد مین بدلیل آیت ان اولیاؤہ الا المتقون
گنگوہی کہتا ہی مولوی اسمعیل کے حقمین کہ (مولوی صاحب مخدوم ولی ہوئے ہین) اور کہتا ہے بحسب مخوای حدیث من قاتل
فی سبیل اللہ فواق ناقتہ وجبت لہ الجنۃ کے وہ شہید جنتی ٹھہرے اور کہتا ہی جو کوئی ایسا ہو کہ ساری عمر تقوی کے
ساتھہ رہی اور فی سبیل اللہ شہید ہوئے وہ قطعی اہل جنت ہی اور ولی اور شہید ہے انتہی اس سے واضح ولائح ہی اہل عقل
والانصاف پر کہ مولوی اسمعیل پر یہ گنگوہی جنتی ہونیکا حکم کرتا ہی بلکہ قطعی جنتی ہونے پر شہادت دیتا ہی اور یہ مولوی اسمعیل
اونلوگونمین سے نہین ہے جنکا نام لیکر آنحضرت صلعم جنتی فرمایا ہی اور کتب عقائد مین اہل سنت وجماعت لکھتے ہین کہ ہم شہادت
جنت کی کسی شخص معین کے حقمین ہم نہین دیتے ہین چنانچہ شرح عقائد نسفی مین بہی موجود عبارت یہ ہی ولا نشہد بالجنۃ
والنار لاحد بعینہ انتہی اور حدیث متفق علیہ مین ہی کہ ابی بکر راوی ہین کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہی کہ من کان
منکم مادحاً لا محالۃ فلیقل احسب فلاناً واللہ حسیبہ انکان یری انہ کذلک ولا یزکی علی اللہ احداً یعنی تم مین کوئی
کسی کی مدح کرنا ضروری چاہتا ہی تو چاہئے کہ اسطرح مدح کرے کہ مجہکو گمان ہی کہ فلان شخص ایسا ہے اور اللہ تعالی حقیقت
حال وبہید کو جانتا ہی اور حساب لینی والا اور جزا دینیوالا اوسکے فعل کا ہی اور یہ مدح جب ہی کہ مدح کرنیوالا ایسا ہی اپنے
گمانمین اسکو جانتا ہووے اور خدا تعالی پر کسی کا تزکیہ نکرے وتعریف وحکم اسطرح نہ کرے کہ وہ فلان ایسا ہی
یقیناً جیسے کہ اوسکی مدح کرتا ہی اور تعیین کسی کی نکرے یعنے احتیاط کرے تعریف کرنیمین اور کہوے مین گمان
رکہتا ہون کہ وہ ایسا ہی اور اللہ اعلم ہے اور جزماً ویقیناً نکہوے کہ وہ ایسا ہی تاکہ حکم خدا تعالی پر نہو اور شیخ عبد الحق دہلوی نے
اس حدیث کی تحت مین بہی لکہا ہی جو ہمنے بیان کیا ہے اور دیگر احادیث سے بہی ایسا ہی مضمون ثابت ہی کہ ایک شخص نے
آنحضرت صلعم کے روبرو دوسرے شخص کو مؤمن کہا تہا تو آپنے تعلیم مسلمان کہنے کی فرمائی کہ اللہ تعالی سلم کو چونکہ
ایمان جو دلسے متعلق ہے اسکو خدا ہی جانتا ہی اور اسلام جو ظاہری انقیاد ہے وہ دوسرے لوگ جانتے ہین اسلئے
مسلمان کہنی کی اجازت دی ومؤمن کہنی سے گویا منع فرمایا آنحضرت صلعم نے اسیطرح عثمان بن مظعون صحابی رسول
اللہ صلعم کے جو کبار مہاجرین مین سے ہین موت کے بعد مدینہ منورہ مین مہاجرین مین سے سب سے اول ان ہی صحابی
نے انتقال فرمایا اور آنحضرت صلعم نے بعد موت اونکی پیشانی پر بوسہ دیا اور آنسو آپکی ڈالین اپنی چشم مبارک سے اور اپنی روبرو
آنحضرت صلعم نے انکو بقیع مین دفن کیا اور عنایات بہت کی ایک عورت اسوقت موجود تہی اس نے کہا کہ ای ابن مظعون
تیرے لیئے جنت طیار ہو چیو تیری عاقبت بخیر ہے آنحضرت صلعم نے اس عورت کو توبیخ وزجر فرمایا یہ مضمون مشکوۃ کی حدیث
واللہ لا ادری مایفعل بی ولا بکم تحت مین شیخ عبد الحق نے بہی لکہا ہی اور حضرت عائشہ رض نے ایک بچہ کے حق مین جنتی ہونا فرمایا

تہا تو آنحضرت صلعم نے زجر و توبیخ فرمائی پس بخوبی واضح و لائح ہی کہ سوای اون صحابہ رضکے جنکی نام لیکر آنحضرت صلعم نے
جنتی فرمایا ہی کہ عشرہ مبشرہ و حسنین رضو فاطمہ رض ہین یا دیگر مخصوص لوگ کہ قرآن و حدیث اونکی جنتی ہونے پر دال ہی دوسرے
کسی معین شخص کو جنتی جزما کہدینا اور شہادت جنت کی دینا احادیث نبویہ و عقائد اہل سنت و جماعت کی خلاف ہی پس
مذہب گنگوہی کا مخالف عقائد اہل سنت و جماعت کی و مخالف احادیث نبویہ صلعم کے ہوا ان وہابیہ کا قاعدہ ہی کہ اپنی مرشدون کے
حقمین سب کچھہ درست بنالیتے ہین اور اپنی اقوال و افعال بالکل مخالف قرآن و حدیث و اہل سنت و جماعت ہون تو غلط
معانی قرآن و احادیث کی قرار دیکر انکو ثابت کرتے ہین اور صحیح اقوال اہل سنت و جماعت و احادیث و اجماع سے منہہ موڑتے ہین
دیکہو گنگوہی کا ہی شاگرد ابراہیم نام محمد حسین فقیر بنتی کا بیٹا بعد تالیف فتوی میلاد کے جسمین گنگوہی نے مولوی اسمعیل کو جزما
و قطعًا جنتی لکہا ہی اپنے جریدہ ابراہیم مین ایک صاحب کے رد مین کہ اونہون خاتمہ بالخیر شہیدی کے حق مین کہدیا تہا باوجودیکہ
اونکی مراد اس سے یہہ ہے کہ خاتمہ شہید کی کا اعمال خیر ہوا ہی حدیث ابن عثمان بن مظعون کے قصہ کے پیش کر کے خاتمہ بالخیر کہنے
علم غیب بتاتا ہی اور ان صاحب پر اعتراض اس علم غیب کا کرتا ہی لکن گنگوہی کو کسی وہابی نے آجتک مولوی اسمعیل کو قطعی
جنتی کہدینے سے یہ نہ کہا کہ یہ دعوی تمنے علم غیب کا کیا ہی اور جب عثمان بن مظعون کے حق مین جو جلیل القدر صحابی مہاجرین
مین سے تہے جنتی کہنا اوس عورت کا پسند نہ آیا تو مولوی اسمعیل تو کچھہ نسبت اونسے نہین رکہتے ہین یہ کسطرح آنحضرت صلعم
کو پسند آویگا اور ایسا کسی وہابی نے گنگوہی کو اسلیے نکہا ہوگا کہ وہابی لوگ اپنی واسطے سب کچھہ کہدینا درست جانتے ہین اور
ایسی احادیث و اقوال اہل سنت و جماعت اپنی اور مرشدون کے حقمین حجت نہین جانتے ہین ایسے ایمان پر ہزار افسوس ہے اب اسکا جاننا
معلوم کرنا چاہئے کہ آیت ان اولیاؤہ الا المتقون سے مولوی اسمعیل کو ولی بتاتا ہی پس جاننا چاہی کہ بعد ثبوت اس امر کی کہ مولوی
اسمعیل متقی اور مخالف شرع نہ تہے ورنہ جسطرح وہابیہ انکو متقی کہتے دوسرے لوگ اونکو مخالف آیات و احادیث نبویہ و اجماع
بتاتے ہین چنانچہ وہ امکان کذب باریتعالی کے قائل تہے اور اوپر معلوم ہو چکا ہی کہ یہ مخالف آیات قرآنیہ و اجماع سلف و خلف
کے ہے کوئی بہی امکان کذب باریتعالی کا قائل نہین ہے اور یہ بہی معلوم ہو چکا ہی کہ آنحضرت صلعم کو بہائی بنانا بہی شرعًا درست
نہین ہے اور تقلید شخصی کے منکر تہے یہ بہی مخالف اجماع کی ہے پس ایسے شخص کو کون متقی کہیگا گنگوہی کوئی کہی تو دوسرے
کو اسکا کہنا یہ حجت نہین ہے پس اول تو متقی ہونا متفق علیہ نہین اور گنگوہی کے قول سے متقی ہونا ثابت نہین ہو سکتا ہی دوسری بالفرض
والتقدیر متقی ہونا جو تم لوگ معلوم کر سکتے ہو تو باعتبار ظاہر اعمال کے متقی ہونا معلوم کر سکتے ہو اور اعمال ظاہریہ جو ہماری
نظر و نمین اچہے معلوم ہوتی ہین اس سے یہ لازم نہین آتا کہ خدا تعالی کے نزدیک یہ مقبول ہین اور اچہی ہین اور موجب دخول
جنت ہین ہان ہماری نظر و نمین اچہی معلوم ہوتی ہین اور اچہے ہونیکا گمان ہمکو ہی اور فقط ہماری نظرون مین اچہا ہونا
خدا تعالی کے نزدیک اعمال اس امر کا مقتضی نہین کہ وہ شخص متقی اللہ تعالی کے علم مین بہی ہو جاوے اور یہ ظاہر ہی کہ

ادنیٰ عقل والے پر بھی اس آیت مین جو متقی مراد ہے تو وہی ہے جو اللہ تعالی کے نزدیک متقی ہووے نہ فقط ہماری
نظرون و گمانون مین اور ولی ہونا بھی اس آیت سے اوسی متقی کا ثابت ہی جو اللہ تعالی کے نزدیک متقی ہووے اور وہ
اُسکو متقی جانے اور مولوی اسمعیل کا متقی ہونا اونکے اعمال حسنے تمہاری نظرون مین اچھے ہین متقی ہونا اونکا علم الٰہی مین معلوم
نہین ہوسکتا ہی پس ولی ہونا اونکا ثابت نہوا اور اس آیت کا وہ مصداق نہوا اور حدیث جہاد کا بھی یہی جواب و جہاد
مراد ہی کہ خدائیتعالی کے نزدیک مقبول ہووے اور خدائیتعالی کے نزدیک مقبول ہونا ہماری نظرون مین جہاد ہونے سے لازم
نہین آتا ہی پس اونکی جہاد کا موجب دخول جنت ہونا بھی نہ ثابت ہوا کیونکہ یہ موقوف ہی مقبولیت پر خدائیتعالی کے نزدیک
اور وہ معلوم نہین ہے اگر ایسے ظاہر اعمال موجب دخول جنت ہوجاوین اور اللہ تعالی کے نزدیک اونکا مقبول ہونا ضرور
نہین ہے تو چاہی کہ منافقین کے اعمال بھی موجب دخول جنت ہوجاوین اور بطلان اوسکا قطعاً ثابت ہی پس ظاہری
اعمال کا موجب دخول جنت ہونیکا بطلان ثابت ہی پس بخوبی واضح ہوا کہ اس آیت و حدیث سے مولوی اسمعیل کا
خدائیتعالی کے نزدیک متقی و ولی ہونا ہرگز ثابت نہین ہے اور ممنوعات شرعیہ ایسی نہین کہ وہ خدائیتعالی کی نزدیک اچھی
ہووین نعوذ باللہ من ذلک اور بظاہر بری ہووین مثلاً شرک و زنا و چوری وغیرہا کسیطرح خدائیتعالی کی نزدیک اچھی
نہین ہوسکتی ہین پس جو اقوال و اعمال غیر مشروعہ مولوی اسمعیل یا کسی دوسرے کے ہووین تو وہ غیر مشروعہ عند اللہ ہین اور کذب
باریتعالی کا امکان کسیطرح درست خدائیتعالی کے نزدیک نہین ہوسکتا ہی علی ہذا القیاس دیگر مسائل مولوی اسمعیل و دوسرے
وہابیہ کی اب وہ حدیث ہم نقل کرتے ہین جس سے ثابت ہوجاوے کہ ایک شخص ایسا ہوگا کہ جہاد اس نے کیا ہوگا اور ایک نے علم
پڑھا ہوگا اور ایک نے فی سبیل اللہ مال صرف کیا ہوگا یہ اعمال انکی مقبول نہونگے ہر ایک دوزخ مین ڈالدیا جاویگا چنانچہ مشکوۃ
شریف کی باب العلم مین بروایت ابی ہریرہ رض کے قال قال رسول اللہ ان اول الناس یقضی علیہ یوم القیمۃ فعرفہ
نعمتہ فعرفہا فقال فما عملت فیہا قال قاتلت فیک حتی استشہدت قال کذبت ولکنک قاتلت لان یقال
جری فقد قیل ثم امر بہ فسحب علی وجہہ حتی القی فی النار ورجل تعلم العلم وعلمہ وقرء القرآن فاتی بہ فعرفہ
نعمہ فعرفہا قال فما عملت فیہا قال تعلمت العلم وعلمتہ وقرأت فیک القرآن فقال کذبت ولکنک
تعلمت العلم علیہ واعطاہ من اصناف المال فاتی بہ فعرفہ نعمہ فعرفہا قال فما عملت فیہا قال من سبیل اللہ تحب
ان ینفق فیہا الا انفقت فیہا لک قال کذبت ولکنک فعلت لیقال ہو جواد فقد قیل ثم امر بہ فسحب علی
وجہہ ثم القی فی النار رواہ مسلم انتہی پس اس حدیث سے واضح ہی کہ فقط اعمال کرنا کافی دخول جنت کیواسطے نہین
ہین اخلاص و نیت صالح ہونا بھی ضروری ہی اسکا علم خدا کو ہوتا ہی نہ کسی دوسرے کو گنگوہی و دیگر وہابیہ مولوی اسمعیل کے دلکا حال جانے
اوعا کرینگے تو بھی ادعاء علم غیب ہے جسکا بطلان قرآن و حدیث سے گنگوہی بھی تسلیم کرتا ہی اور جب دلکا نہ معلوم ہوا تو ثبوت

صالحہ جو عمل قلبی ہے معلوم نہوا الیس تقوی و جہاد مولوی اسمعیل کے ہرگز موجب دخول جنت یقیناً و قطعاً نہین ہے اور آیت و حدیث اس پر ہرگز دال نہین اور گنگوہی نے شہادت جنتی ہونیکی یقیناً و جزماً مولوی اسمعیل کے حقمین دیکر مخالفت عقائد و احادیث نبویہ صلعم کے کی ہی اور مولوی اسمعیل کے مقابلہ مین عقائد و احادیث کی مخالفت کا کچہہ خیال نکیا یہ کیا ایمان وہابیہ کا ہی اور دیکہو آنحضرت صلعم کی روحانیت کی بارہ مین کشف و الہام و منام کا اعتبار نکرنا اور خود کے حقمین ان تمام امور کا اعتبار کرنا ان وہابیہ کو درست چنانچہ کشف الہام کا حال تو معلوم ہوچکا ہی اب منام کا سنئے کہ یہ گنگوہی صفحہ ۲ براہین مین کہتا کہ ایک صالح فخر عالم کی زیارت سی خواب مین مشرف ہوئی تو آپکو اردو مین کلام کرتے دیکہکر پوچہا کہ آپکو یہ کلام کہان سے آگئی آپ تو عربی ہین فرمایا جب سے علماء دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہمکو یہ زبان آگئی سبحان اللہ اس سے رتبہ اس مدرسہ کا معلوم ہوا انتہی دیکہو یہان اس گنگوہی نے واسطے ثبوت رتبہ مدرسہ کی بمقابلہ مولف انوار اس خواب کو دلیل رتبہ مدرسہ کی گردانا ہے اور معلوم ماخوذ علم سے ہو اور علم کی فقط تین طریق بیان کرچکا ہی عقل و حواس و خبر رسول اور یہ منام کسی مین سے نہین اور علم کا ثبوت منام سے کرتا ہی اور رتبہ مدرسہ کا معلوم ہونا اس منام سے بتاتا ہی منصفین کو ان وہابیہ کی ہٹ دہرمی پر غور کرنا چاہیے کہ آنحضرت صلعم کی روحانیت کی حضور کے بارہ مین تو منام کا کسطرح کا اعتبار نہو اور روایات فقہا سے تقاریر کو سکو اوٹہایا جاوے اور اقوال علماء صلحا اس بارہ مین مٹایا جاوے اور مدرسہ کا رتبہ منام ہی سے معلوم کرایا جاوے یہان مدرسہ کا رتبہ معلوم ہونیکیواسطے دلیل بمقابلہ خصم بنجاوی اور پہر آنحضرت صلعم کو اردو آجانا بسبب علماء دیوبند ہووے علماء دیوبند کا اسقدر رتبہ عالی قرار دیا جاوے کہ آنحضرت صلعم کو انکی موافقت و اتباع بلا ضرورت کرنا پڑے اور شاہ ولی اللہ و شاہ عبدالعزیز و مولوی اسحق وغیرہ علماء کبار سے پہلی و پچہلی اردو دان ہمعصر سے معاملہ آنحضرت صلعم ہوا اور اردو نہ آئی اور ان علماء کے معاملہ پڑنے سے اردو آگئی یا ان اکابر سے معاملہ ہی آنحضرت کا نہوا بہر صورت ان اکابر سے بہی آجکل کے علماء دیوبند کا رتبہ بہت بڑا ثابت ہوا بلکہ آنحضرت صلعم کو یہ وہابیہ نعوذ باللہ من ذلک شاگرد علماء دیوبند کا بہی بتادیوین اگر خوف کفریات صریحہ کا نہووے بہائی تو بنائی چکے ہین ہر انسان دنی کا بہی ایسے ایمان پر افسوس ہے اہل انصاف ذیشعور پر واضح لائح ہے کہ محفل ذکر آنحضرت صلعم سے انکو عناد و دشمنی بلکہ خود آنحضرت صلعم سے دشمنی نہوتے تو آنحضرت صلعم کے تو یہ ایسا کیون کہ اپنی خواہشونکی اثبات کیواسطے کشف الہام و منام کیون دلیل جانتے اور آنحضرت صلعم کو محفل کے بارہ مین انکو کیون بے اعتبار قرار دیتے اور خود غائب وان نہین اور آنحضرت صلعم کی غائبانی کا انکار کرین چنانچہ اوپر معلوم ہوچکا ہی اور سنو صفحہ ۲۰۴ یہ گنگوہی کہتا ہی عوام کا عقیدہ حاضر ہونیکا ہی اور صفحہ ۲۰ مین کہ بعلم استقلالی فخر عالم کی ندا و خطاب ہی تو شرک ہی اور جو بدون اس عقیدہ کی ہے تو عوام کی فساد عقیدہ کی تائید ہی کہ عوام کا یہی عقیدہ علم مستقل کا ہی اور صفحہ ۲۰۰ مین اگر اسیطرح فخر عالم کو حاضر بعلم استقلالی محفل مولود مین جانکر دست بستہ کہڑا ہو گا جیسا جہلا کا عقیدہ ہے اور صفحہ ۲۲ مین ہی مگر چونکہ مجمع مین جہال و سفہا اور اہل بدعت کہ تمام اولیا تک کی نسبت

اونکا عقیدہ علم بالذات ہونے اور متصرف بالذات ہونیکا ہی موجود ہوتی ہین تو بصورت نداو خطاب کی اونکی عقائد کا
فساد اور انکی بدعت و شرکت کی تائید ہوتی ہی تو درصورتیکہ یہ امر مظنون بلکہ بحکم یقین ہے الخ اور اسی قسم سے گنگوہی نے بہت
سے کلمات ہین کہین کہتا ہے عوام کی قلوب سطرح ہی کہین صلحا کی محفل میلاد مصر و روم و شام وغیرہ مین کہین نہین ہے یعنے سب
بلاد اسلام کی محفل مین شامل ہونے والے فساق و خلاف شرع کے ہوتے ہین کہین بھی تمام صلحا نہین ہوتے پس یہ تمام اقوال
گنگوہی کا ادعاء غیب دانی پر دال ہین اسلئے ان تمام اقوال لوگونکی عقائد کی خبر دینا واضح و لائح ہے اور عقیدہ دلین پوشیدہ
ہوا کرتا ہی اسکو وہی صاحب عقیدہ اور عالم الغیب خدا تعالے ہی جانتا ہی جب یہ گنگوہی انکا عقیدہ و امر قلبی بتاتا ہی تو
بلاشبہ یہ ادعاء غیب دانی ہے گو زبان سے انکار اپنی ادعاء غیب دانی کا یہ گنگوہی کرے لکن اسے خوب ادعاء واضح ہی پس
خود کے حق مین ادعاء غیب دانی کرنا اور آنحضرت صلعم کے غیب دانی کا انکار کرنا اور آیت عندہ مفاتح الغیب نحوہا و حدیث
لا ادری پیش کرنا اور عبارات عقائد و فقہ پیش کرنا دلالت اسکی پر کرتا ہی کہ ان احادیث و آیات و عبارات یہ گنگوہی و دیگر وہابیہ
خود کے حق مین صحیح نہین جانتے ہین اور خود آنحضرت صلعم سے غیب مین زیادہ جانتے ہین پس ایسے ایمان پر افسوس ہے
اور بڑی بے انصافی اس فرقہ کی یہ ہے کہ اول نداو خطاب آنحضرت صلعم کا انکار محض تہا اور یہ لغویات و ذٹلیات
گذاری جاتی کہ نداو خطاب حاضر کے ہی واسطے ہوتا ہی اور غیر حاضر کو کرنا شرک اور گنگوہی فتوے میلاد مین بالتصریح کہتا
کہ آنحضرت صلعم کو کوئی حاضر و ناظر جانیگے تو کفر ہے اب مولف انوار نے جب براہین قاطعہ و ادلہ ساطعہ شرعیہ سے تحقیقی
و الزامی جواب دیا اور گنگوہی کے مقتداؤنکا خطاب کرنا آنحضرت صلعم کو ثابت اونکے اشعار سے تو اب یہ ہٹ دہرمی ہے
و ارتکاب فعل شنیع ہی کہ مسلمانون پر بہتان لگاتا ہی کہ وہ آنحضرت صلعم کو عالم علم بالذات کا جانتے ہین اور آنحضرت صلعم کی
علم استقلالی کے قائل ہین یعنے آنحضرت صلعم کو عوام مسلمین یہ جانتے ہین کہ بدون علم دینی خدا تعالے کے آنحضرت صلعم
ہماری نداو خطاب کو جانتے اس بہتان عظیم کا کیا ٹھکانا یہ تو ادنے عقل والا بھی تسلیم نہین کر سکتا ہی کہ کوئی اہل اسلام عام
و خاص یہ عقیدہ رکھتا ہووے کہ آنحضرت صلعم کو بدون علم دینی خدا تعالے کے علم نداو خطاب کا حاصل ہوجاتا ہی یہ یقیناً
بہتان ہے اور طرفہ یہ ہی کہ گنگوہی یہ عقیدہ انکا ہونا یقیناً بیان کرتا ہی چنانچہ صفحہ ۲۲ سے اوپر مذکور ہوا قول گنگوہی کا کہ
یہ امر مظنون بلکہ بحکم یقین ہے) ایسے بیحیائی و بے شرمی کا کیا ٹھکانا کہ روحانیت آنحضرت صلعم کی حضور کے بارہ مین طریق
علم مین بنا کر انکار کرتا ہے اور عقائد پر اطلاع ہونا اس طریق سے ثابت نہین ہوتی بدون ان طریق یقین ہوجانا بیان
کرتا ہی ایسے جاہل بجہل مرکب کا کیا علاج ہی ایسے بہتان اپنی طرف سے لگا کر مسلمین کو کافر بنانا اس گنگوہی کے نزدیک
جائز ہے تو مولوی اسمعیل نے جو امکان کذب باریتعالی اور بہائی ہونا آنحضرت صلعم کا بیان کیا وہان اور گنگوہی وغیرہ جو انکار
محفل میلاد کرتے ہین تو وہان بھی کوئی یہ کہہ سکتا ہی کہ مولوی اسمعیل نے امکان و وقوعی کذب مراد لیا ہی اور بہائی کہنے مین انکا

عقیدہ یہی ہے کہ آنحضرت صلعم نعوذ باللہ مثل ذلک دوسرے لوگون کے رتبہ مین برابر ہین اور میلاد شریف کے محفل کا انکار
اسلیئے ہے اور ندا و خطاب آنحضرت صلعم کو اسلیئے منع کرتے ہین کہ آنحضرت صلعم کو اپنے عقیدہ مین اچھا نہین جانتے ہین اور جو
انکی مقتداؤن مولوی قاسم وغیرہ نے جو اشعار ندائیہ و خطابیہ کہی ہین وہ بھی علم بالذات کے عقیدہ سے کہی ہین پس جو حال
ایمان عوام کا گنگوہی بتاتا ہے اور کافر و مشرک انکو ٹہیراتا ہے وہی حال ایمان ان وہابیہ اور انکے پیشواؤن کا ہوا اور جو جوابات
یہ گنگوہی انکو یعنے اپنے آپکو اور اپنے مقتداؤنکو کفر و شرک سے بچانیکو دیگا وہی جوابات ہماریطرف جاننا چاہیئے اور انکے حق مین وہ
آیات و احادیث پیش کریگا جنسے ایسی بدگمانی مسلمانونکے حق مین جائز نہین ہے اور وہ عبارات فقہا پیش کریگا جن سے
ظاہر ہے کہ ایک کم سو احتمال کفر کے ہووین اور ایک احتمال ایمان کا ہووے تو مفتی کو ایمانکی احتمال پر قول کو محمول
کرکے مسلمان کہنا چاہیئے اور ان ایک کم سو احتمال کیطرف التفات کرکے فتوے کفر دینا چاہیئے تو ہماریطرف سے ایسی ہی
آیات و احادیث و عبارات جاننا چاہیئے اور گنگوہی اپنے پیر اور اپنے مقتداؤن پر یہ بہتان قرار دیوے کہ وہ آنحضرت صلعم
کو برا جانتے تھے اور مولوی قاسم وغیرہ نے علم بالذات کے عقیدہ سے یہ اشعار ندائیہ و خطابیہ کہتے ہین تو اسی طرح ہماریطرف
سے خیال کرے کہ گنگوہی نے عوام مسلمین پر بہتان عقائد مذکورہ کا لگایا ہے الغرض جو جوابات گنگوہی دیگا ویسے ہماریطرف
سے ہو سکتے ہین پس یا تو دونون کو کافر و مشرک ہونا قبول کرنا پڑیگا گنگوہی کو یا دونونکو مسلمان ماننا پڑیگا اور ان عقاید کی نسبت
عوام کیطرف کرتے ہین بہتان لگانا گنگوہی کا ثابت ہوگا اور یہ ندا و خطاب آنحضرت صلعم کو جائز ہوگا اور کفر و شرک بنانا
گنگوہی کا باطل ہوگا اور مقصود ہمارا حاصل ہے اور ہوگا اور جسطرح اپنے مقتداؤنکی اشعار کو نکو جنمین ندا و خطاب ہین شوقیہ
بتاتا ہے اسیطرح یہ بھی شوقیہ ہین اور انکار اسکا مکابرہ صرف ہے ور صورت منع کرنے شوقیہ ہونیکے ہم بھی مولوی قاسم وغیرہ کے اشعار
مذکورہ کا شوقیہ ہونا منع کرینگے الغرض یہ تمام تقریر گنگوہی کی لغو و لچر ہے اور ہذیان صرف ہے اب حال آیت عندہ
مفاتح الغیب جس سے غیب دانی آنحضرت صلعم کا یہ گنگوہی انکار کرتا ہے معلوم کرنا چاہیئے جلالین اونے طالب علم بھی
پڑھ لیتا ہے اوسمین بھی موجود ہے کہ اس غیب سے مراد اس آیت مین جسکو سوائے خدا تعالے کوئی نہین جانتا ہے وہ
پانچ چیزین ہین جو قولہ تعالی عندہ علم الساعۃ الایہ مین مذکور عبارت جلالین کی یہ ہے وعندہ مفاتح الغیب خزائنہ
او الطرق الموصلۃ الی علمہ لایعلمہا الا ہو وہی الخمسۃ التی فی قولہ ان اللہ عندہ علم الساعۃ الایۃ کما
رواہ البخاری انتہی اور مشکوۃ کے کتاب الصلوۃ باب فی المتمات مین بھی موجود ہے کہ آنحضرت صلعم فرماتے ہین مفاتح
الغیب پانچ ہین عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مفاتح الغیب خمس ثم قرأ ان
اللہ عندہ علم الساعۃ الآیۃ کما رواہ البخاری انتہی پس گنگوہی کا مبلغ علم جلالین و مشکوۃ دانی تک بھی
نہین پہونچا ہے جو معلوم ہوجاتا کہ اس غیب سے اشیا خمسہ مخصوصہ مراد ہین محفل میلاد شریف وغیرہ ہونے سے ان اشیاء

کی ہے اور سکے علم کی نفی اس سے نہین ہو سکتی ہے اور عموم مراد اس آیت مین نہین یا گنگوہی کا مبلغ علم یہانتک پہونچا ہووے لکن تعصباً و عناداً حق پوشیدہ کر کے بغیر مراد خدا تعالی و رسول اللہ صلعم پر معانی آیت کو محمول کر کے مفسر بالرائے ہوا ہی اور مستحق عذاب نار کا بنا ہے اور ادنے عقل والا منصف بہی جانتا ہی کہ اگر اس قسم کی آیات غیب خاص پر محمول ہونگی اور بدون تخصیص عام قرار دیجاویگین تو انکو حجت بناکر امور آخرت و جنت دوزخ وغیرہ کے حالات سے وغیرہ اخبار غیوب سے جو آنحضرت صلعم نے دی ہین اونکا انکار کرنا لازم آویگا و تمام معاملہ دین کا درہم و برہم ہو جاویگا اور جب آیات اپنی کلیت عموم پر نہین ہین جیساکہ یہ امر واقعی و نفس الامری تو کبری دلیل کا بہہ نہین واقع ہو سکتے ہین اوسطرح دلیل گنگوہی کی کہ محفل میلاد کی خبر آنحضرت صلعم کو مثلاً ہو جانا یہ خبر غیب کی اور ہر خبر غیب بدلائل ان آیات کے مخصوص ساتھ خدا تعالی کے ہے پس یہ خبر محفل میلاد شریف کی بہی مخصوص ساتھ خدا تعالی کے ہی اور جب مخصوص خدا تعالی کے ہوئے تو آنحضرت صلعم کو یہ نہین ہوتی ہے ہرگز نہین بن سکتی ہے اسواسطے ہر خبر غیب مخصوص ساتہ خدا تعالی کے ہی یہ کلیہ مسلم نہین ہے دلیل اس امر کی آنحضرت صلعم کو بہی خبر امور امور آخرت وغیرہ خدا تعالی کیطرف سے حاصل ہے پس مخصوص ساتھ خدا تعالی کی ہر خبر غیب نہوئی پس اس قسم کے آیات سے استدلال گنگوہی وغیرہ وہابیہ کا باطل ہے یہی جواب حدیث انا لا ادری کا ہی کہ اس سے عموم مراد ہونا کہ خبر محفل و ندا و خطاب آنحضرت صلعم کو بہی یہ حدیث شامل ممنوع ہے مایفعل لی ولا بکم جو اس عدم علم کا مفعول ہے قطعاً اوس سے یہ خبر میلاد و ندا و خطاب خارج ہے پس ذکر اسکا اسمحل مین بیمحل ہے اور بطور دلالت اولے و مساوات کی شمول بہی ممنوع ہے دوسری یہ کہ اوس عورت نے عثمان بن مظعون کی جنتی ہونیکی جزماً خبر دی آنحضرت صلعم کے حضور مین تو اس کلام سے اسکی سوء ادبی ہے کہ حضور مین آنحضرت صلعم کے حکم جزئی غیب کا دیا آنحضرت صلعم نے منع فرمایا یعنے یہ کلام کنایہ ہے عدم تصریح علم سے معنے حقیقی اسکی مراد نہین ہین یا یہ مراد اگر مجملاً معلوم ہی لکن تفصیلاً حالات کو خدا تعالی جانتا ہی یا یہ کہ ورود اس حدیث کا قبل نزول آیت لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک و ما تاخر کی اول عاقبت مین ابہام تہا بعد اسکے یقیناً بالتفصیل خبر عافیت معلوم ہوئی شیخ عبد الحق دہلوی نے اسہی حدیث کی تحت مین یہ فرمایا ہی جو راقم نے بیان کیا ہی پس اس سے یہ ہرگز مفہوم نہین کہ غیب کی خبر کوئی بہی آنحضرت صلعم کو معلوم نہین پس مدعی گنگوہی کا بالکل اس سے بہی حاصل نہین ہے مختصر ابن ابی جمرہ مین کہ وہ مختصر بخاری کا ہے یہ حدیث ہے عن ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ عن النبی صلعم قال مفاتح الغیب خمس لا یعلمها الا اللہ لا یعلم متی یاتی المطر احد الا اللہ ولا تدری نفس بای ارض تموت الا اللہ ولا یعلم متی تقوم الساعۃ الا اللہ اس سے پانچ چیز مخصوص مراد ہین اسکے تحت مین حاشیہ علامہ فاضل محمد شنوانی رح مطبوعہ مصر کی صفحہ ۲۳ مین ہے تحت قولہ لا یعلم ما تغیض الارحام الا اللہ کی کہ یہ حصر بہ نسبت عام کی نہ خاص کے

اسلیے کہ وارد ہوچکا ہی کہ آنحضرت صلعم کو خدا تعالی نے دنیا سے اوس وقت خارج کیا کہ کل شیئے پر اطلاع دیدی عبارت یہ ہے
وهذا الحصر ينافي ان بعض الاولياء علم بالكشف واجيب بان هذا الحصر بالنسبة للعامة لا للخاصة
وقد ورد ان الله لم يخرج النبي صلعم من الدنيا حتى اطلعه على كل شيئ اور اسکے تحت مین ولا يعلم
متى تقوم الساعة الا الله کہا ہی کہ ان پانچ چیز کا علم لدنی ذاتی بلا واسطہ سوائے خدا تعالی کے کسیکو نہین ہے
پس انکا علم اس صفت سے خاص خدا تعالی کے ساتھ ہے لیکن بواسطہ اسکا ہونا مخصوص خدا تعالی کے ساتھ نہین ہے عبارت
یہ ہے قال بعض المفسرين لا يعلم هذه الخمس علما لدنيا ذاتيا بلا واسطة الا الله فالعلم بهذه الصفة
مما اختص الله به واما بواسطة فلا يختص به تعالی اس سے واضح ہی کہ ہر طرح سے ان اشیا خمسہ کا علم ہی مخصوص
خدا تعالی کے ساتھ نہین ہی اور یہ حصر بہ نسبت عام کے نہ بہ نسبت خاص کے پس نفی علم غیب آنحضرت صلعم پر اس کے تحت
بکثرنا جہالت صرف ہے اور بحر الرائق وغیرہ کے حوالہ سے جو یہ مسئلہ لکہا ہی کہ گواہی خدا تعالی و رسول صلعم کے سے نکاح
کرے تو کافر ہو جاتا ہی اب اوس کا حال سنو درمختار مین ہے تزوج بشهادة الله ورسوله لم يجز بل قيل يكفر
والله اعلم انتهى اسمین خدا تعالی و رسول اللہ صلعم کی شہادت سے نکاح کرنا ناجائز کہا ہی اور یہ کہ کافر ہو جاتا ہی اسکو
ساتہ صیغہ تمریض کے بیان کیا تاکہ معلوم ہو جاوے کہ کافر ہونیکا قول ضعیف ہی اور اس قول ضعیف یعنی کافر ہو جانیکی
وجہ بیگذاری ہے کہ شہادت خدا اور رسول کے ساتہ نکاح کرنیوالے نے حرام کو حلال کیا اسلیے کہ خدا تعالی نے سوای گواہون
جنس آدمی کے دوسرے کی شہادت سے نکاح حلال نہین کیا ہی اور اس شخص نے سوائے جنس کے غیر کی شہادت سے
نکاح کے حلت کا اعتقاد کیا اور بعض نے یہ وجہ بہی گذاری ہی کہ آنحضرت صلعم کو اوسنے عالم الغیب جانا اسوجہ کو علما نے
رد کیا کہ اس سے کافر نہین ہوتا ہی اسواسطے کہ بعض چیزین آنحضرت صلعم کی روح مبارک پر پیش کیجاتی ہین آپ
بعض غیوب کو پہچانتے ہین اور اس بعض غیوب دانی پر آیت عالم الغيب فلا يظهر على غيبه احدا الا من ارتضى
من رسول کو حجت قرار دیا ہے چنانچہ قیل یکفر کی تحت مین طحطاوی مین ہی لعل وجهه انه حلل ما حرم الله
لان الله تعالى لم يحل النكاح الا بشهود الجنس فاذا اعتقد الحل بغير ذلك فقد خالف وفي شرح
الملتقى لانه ادعى ان الرسول يعلم الغيب قال سيجيئ زاد نقلا عن التاتارخانية لا يكفر لان بعض الاشياء
تعرض على روحه صلى الله عليه وسلم فيعرف ببعض الغيب قال الله تعالى عالم الغيب فلا
يظهر على غيبه احدا الا من ارتضى من رسول اه انتهى اور ردالمحتار مین بہی تاتارخانیہ و حجت سے
نقلکیا کہ ملتقط مین ہی کہ کافر نہین ہوتا ہی اسلیے کہ اشیاء آنحضرت صلعم کے روح مبارک پر پیش کیے جاتے ہین اور اسکے
بعض غیوب جانتے ہین اور کتب عقائد مین ہی کہ کرامات اولیاء مین سے ہی کہ اونکو اطلاع بعض غیوب پر ہو گئی ہی عبارت ردالمحتار

کی یہ ہی قولہ قیل یکفر، لانہ اعتقد ان رسول اللہ صلعم عالم الغیب قال فی التتارخانیۃ وفی الحجۃ ذکر فی الملتقط انہ لایکفر لان الاشیاء تعرض علی روح النبی صلی اللہ علیہ وسلم وان الرسل یعرفون بعض الغیب قال تعالی عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول اھ قلت بل ذکروا فی کتب العقائد ان من جملۃ کرامات الاولیاء الاطلاع علی بعض المغیبات ورد علی المعتزلۃ المستدلین بہذہ الایۃ علی نفیہا بان المراد الاظہار بلا واسطۃ والمراد من الرسول الملک ای لایظہر علی غیبہ بلا واسطۃ الا الملک اما النبی والاولیاء فیظہرہم علیہ بواسطۃ الملک اوغیرہ وقد بسطت الکلام علی ہذہ المسئلۃ فی رسالتنا المسماۃ سل الحسام الہندی لنصرۃ سیدنا خالد النقشبندی فراجعہا فان فیہا فوائد نفیسۃ واللہ تعالی اعلم انتہی پس شہادت خدا تعالی ورسول اللہ صلعم کی سے نکاح کرنے سے کافر ہونیکا مسئلہ ضعیف کیطرف لفظ قیل سے صاحب درمختار نے ہی اشارہ کردیا ہے اور طحطاوی وتاتارخانیہ اور حجت وملتقط ورد المحتار کی مصنفین کے نزدیک کافر نہین ہوتا ہی اوران مصنفین اور اہل عقائد کے نزدیک رسول واولیاء غیوب کو جانتے ہین اور دلیل ان علماء کے آیت قرآنی عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ الایہ ہے پس غیوب دانی انبیاء علیہم السلام واولیاء کرام علماء اہل سنت وجماعت مصنفین کتب عقائد وغیرہم فقہاء سے ثابت ہی اور شہادت خدا تعالی ورسول کے کافر ہوجانیکا مسئلہ ضعیف وغیر معتبر عند المحققین ہے اس گنگوہی حق پوش نے اپنا عقیدہ فاسدہ کنی ثبوت کیواسطے مسئلہ حق ومعتبر علماء محققین کو پوشیدہ کیا او ضعیف لکھکر جہلاء وسفہاء کو دہوکہ دینا چاہا اور اختلاف محققین کو ذکر ہی نکیا تاکہ واقف لوگ بہی دہوکہ کہاوین کہ متفق وقوی مسئلہ ہی کہ شہادت کے ساتہ نکاح کرے تو کافر ہوجاتا ہی مسلمانون کو کافر بنانے مین یہ وہابیہ بڑے کوشش کرتے ہین اور اسقدر بہی اس ناواقف وحق پوش نے خیال نکیا کہ مسئلہ ضعیف کے موافق حکم وفتوے دینا جہل وخرق اجماع ہی ان الحکم والفتیا بالقول المرجوح جہل وخرق للاجماع درمختار مین موجود ہی پس مخالف اجماع کے یہ گنگوہی اس فتوی دینے کے ساتہ قول مرجوح کے ہوا جو حرام ہی پس اسمین بہی مرتکب حرام کا ہوا دوسری یہ کہ انکار غیوب انبیاء واولیاء کے مخالف آیت قرآنیہ دلیل محققین مذکورہ بالا کی ہے اور نص کے مقابلہ مین کسیکا قول کسطرح مقبول ہووے اور یہ خود گنگوہی محفل میلاد شریف کی بارہ مین باوجودیکہ وہ مخالف ومقابل نص بہی نہین ہے فقط جہوٹا حیلہ وہابیہ کرکے مقابل نص بتاکر کہتا ہی کہ کروڑون علماء کا قول بہی مقبول نہین ہی اور صد ہزار ہون تو مقبول نہین ہے اور فقط فاکہانی کے انکار سے تمام جہان کا قول باطل ہوجانا محفل کے جواز کے بارہ مین بتایا ہی اور یہان سب ہی اقوال سے انحراف کرکے باوجود مخالفت وانکار علماء محققین کے کفر کا قائل ہوا ہی اور انکار غیوب دانی کا کرتا ہی یہ وہی بات ہی کہ وہابیہ اپنے واسطے عقائد واعمال مین صرف اپنی زبان کو حجت جانتے ہین اور سوای نفسانی کو

اپنے معبود مانتے ہین قرآن وحدیث واقوال علما سے انکو کام نہین رہتا ہے ورنہ کفر ایسے محل مین ایسا ہے کہ جن امور غیر واقعہ سے انکار محض کا گنگوہی کرتا ہے وہ واقعہ اس محل مین ہین یعنی مقابلہ ومخالفت نص یہان علما بیان کرتے ہین اور کفر مذکور انکار کرتے ہین پس گنگوہی عدم ثبوت کفر مذکور کو کیون نہین تسلیم کرتا اور کیون غیب دانی کو نہین مانتا ہان اسیواسطے نہین مانتا اگرچہ اوسکے شریعہ موجود ہین کہ اوسکی عقیدہ ومعبود کے کہ ہوائی نفس ہے تو موافق نہین ہے اور اتنی بھی خبر نہین ہے کہ ایسے معاملہ مین امام ابن الہمام وغیرہ محققین نے تصریح فرمائی ہے کہ غیر مجتہدین کا اعتبار نہین ہے چنانچہ فتح القدیر کے کتاب البغاۃ مین ہے نعم یقع فی کلام اہل المذاہب تکفیر کثیر ولکن لیس من کلام الفقہاء الذین ہم المجتہدون بل غیرہم ولا عبرۃ بغیر الفقہاء انتہی اور بحر وغیرہ کی حوالہ شہادت مذکورہ کا فر ہوتا تو نقلکر دیا اور صاحب بحر جو یہ کہا ہے کہ جبتک یہ کلام قائل محل حسن پر محمول ہوسکے یا اوسکی کفر مین اختلاف ہووے اگرچہ عدم کفر کے روایت ضعیف ہووے تو اوسکی کفر کا فتوی نہ دینا چاہئے اور کہا کہ اکثر الفاظ تکفیر مذکورہ پر فتوی نہ دیا جاوے اور مین نے اپنی نفس پر یہ لازم کر لیا کہ ایسے ایسے امور پر فتوی کفر نہ دونگا چنانچہ علامہ شامی نے جو عبارت بحر کی نقلکی ہے اوسمین سے نقل کیجاتی ہے والذی تحریر انہ لا یفتی بکفر مسلم امکن حمل کلامہ علی محمل حسن او کان فی کفرہ اختلاف الروایۃ ضعیفۃ فعلی ہذا فاکثر الفاظ التکفیر المذکورۃ لا یفتی بالتکفیر فیہا ولقد الزمت نفسی ان لا افتی بشیئ منہا اہ کلام البحر ملخصا انتہی پس جب صاحب بحر کے نزدیک کفر مختلف ہین اگرچہ روایت ضعیف ہی ہووے فتوی دینا درست نہین ہے اور شہادت مذکورہ کا حال معلوم ہوا کہ بہت محققین کفر کا انکار کرتے ہین تو صاحب بحر کے نزدیک اس شہادت کی سبب سے کفر کا فتوی دینا وکافر بنانا درست نہین اس گنگوہی نے اپنی عقیدہ فاسدہ کی سبب سے تمام امور سے اعراض کرکے کفر کا قول لکھنا شروع کر دیا تاکہ عوام سفہا مسلمانونکو کافر جانین ایسے دغابازی دین مین کرنا ایسے لوگونکا کام ہے جنکو دین کی کچھہ پروا نہین ہے باب المرتدین مین علامہ شامی کہتے ہین کہ دعوی علم غیب مستند ہووے کسطرف کسی سبب کے جو اللہ تعالی کے جانب سے ہے خواہ صراحۃً مستند ہووے یا دلالۃً مانند وحی والہام کی یا طرف علامت عادیہ کہ خدا تعالی وہ علامت ٹہرا دی ہووے تو وہ دعوی علم غیب کفر سے مستثنی ہے صاحب ہدایہ کتاب مختارات النوازل علم نجوم کی قسمین فرماتی ہین ایک حسابی جو آیت والشمس والقمر بحسبان سے معلوم ہے کہ سیر شمس وقمر کے ساتھہ حساب کی ہے دوسری استدلالی کہ سیر نجوم وحرکت افلاک حوادث پر بقضاء وقدرہ تعالی ہے یہ بھی جائز ہے مانند استدلال طبیب کہ ہے ساتہ نبض کی صحت ومرض پر ہان اگر یہ اعتقاد رکہے کہ غیب کو مین خود جانتا ہون بدون کسی سبب وامارت کی تو کفر ہے یا قضا الہی کا معتقد نہووے انہین سیر حرکت فاعل حقیقی جانین تو کفر ہے قلت حاصلہ ان دعوی علم الغیب معارضۃ لنص القرآن فیکفر بہا الا اذا سند ذلک صریحا او دلالۃ الی سبب من اللہ تعالی کوحی او الہام وکذا لو اسند الی امارۃ عادیۃ یجعل تعالی قال صاحب الہدایۃ فی کتابہ مختارات النوازل واما علم النجوم فہو فی نفسہ

حسن

حسن غیر مذموم اذ هو قسمان حسابی وانه حق وقد نطق به الکتاب قال تعالی والشمس والقمر
بحسبان ای سیرهما بحساب واستدلال سیر النجوم وحرکة الافلاک علی الحوادث بقضاء الله
تعالی وقدره وهو جائز کاستدلال الطبیب بالنبض علی الصحة والمرض ولو لم یعتقد بقضاء الله
او ادعی الغیب بنفسه یکفر اه وتمام تحقیق المقام یطلب من رسالة التناسل الحسام الهندی انتهی اس سے
واضح ہو کہ بلا استناد کی ایسے سبب کے طرف وہ خدا تعالی کے جانب سے ہے یا اس اعتقاد سے کہ بقضاء وقدر الہی کے نہین
یا ایسے اعتقاد کی ساتھ بذات خود غیب کو جانتا ہی تو کفر ہے ورنہ کفر نہین ہے اور امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اپنی
تفسیر مفاتیح الغیب یعنی تفسیر کبیر مین تحت اس آیت کی عالم الغیب فلا یظهر علی غیبه احدا الا من ارتضی من رسول
کی فرماتے ہین علی غیبه صیغه عموم کا نہین ہے جسکے یہ معنی ہووین کہ کسی غیب کی خدا تعالی سوای رسول کے کسی کو اطلاع نہین دیتا ہے
اسکی مقتضی عمل کرنیکے واسطے اسقدر کافی ہے کہ ایک غیب پر کسی کو ظاہر نہین کرتا ہی اور اوس غیب مبہم مجہول وقت وقوع پر کرتے
ہین اور رسول کو استثنا اس عدم اظہار کرنا اسطرح صحیح ہے کہ وقت قریب اقامت قیامت سے رسول یعنے ملک فرشتہ پر
اس کا اظہار ہوگا یوم تشقق الغمام ونزل الملائکة تنزیلا قرانکی آیت ہی بلاشک ملائکہ اسوقت مین اقامت قیامت کو جانینگے
اور ضرور یقین کرنا چاہیے اس آیت سے مراد اللہ تعالی یہ ہرگز نہین ہے کہ سوای رسول دوسرے کو کسی غیب کی خدا تعالی اطلاع نہین دیتا
اور اس مراد نہونیکی چند وجہ ہین اول یہ ہے کہ اخبار قریب متواتر سے ثابت ہے کہ شق اور سطیح دو کاہن تہی کہ آنحضرت صلعم کی ظہور سے
قبل زمانہ آنحضرت صلعم کی خبرین دیا کرتے تہے اسلئے وہ دونون عرب مین مشہور تہے کسری بادشاہ پارس آنحضرت صلعم کی خبر
معلوم کرنیکے لئے اون دونونکی طرف رجوع کی تہی پس اس سے ثابت ہوا کہ خدا تعالی غیر رسول کو بہی کبہی غیب پر اطلاع دیدیتا ہے
ہے اور دوسری وجہ یہ ہے تمام اہل ملل وادیان متفق اس پر ہین کہ علم التعبیر صحیح ہے اور معبر زمانہ آیندہ مین واقع ہونیوالی خبر دیتا ہے
اور اسمین صادق ہوتا ہے تیسری یہ کہ ایک عورت کاہنہ تہی اسکو سلطان سنجر بن ملک شاہ بغداد سے خراسان کو لیگیا اور
اس سے احوال زمانہ آیندہ کی دریافت کئی اس نے چند چیزین ذکر کین جیسا اسنے کہا تہا ویسا ہی ہوا اور مصنف کی کتاب یعنی فخر الدین رازی کہتا ہی کہ مین نے
محققین علم کلام وعلم حکمت کو دیکہا کہ وہ حکایت کرتے تہے کہ اس عورت نے چند چیزون غائبانہ کی خبر دی تفصیل سے وہ اسکے کہنے موافق ہی ہوئین ابو البرکات نے
اپنی کتاب معتبر مین اس عورت کے بیان کے حال مین لکہا کہ تیس برس تک مین اسکی حال تلاش کی یہانتک کہ مجہکو یقین ہوگیا کہ وہ اخبار غیب کی مطابق واقع کی دیتی ہے
اور **چوتہی** وجہ یہ ہی کہ ہم مشاہدہ کرتے ہین اصحاب الہامات صادقہ کو اور یہ اولیاء اللہ تعالی کی ساتھ خاص نہین ہے بلکہ ساحر ومنجم مین بہی ایسا شخص پایا جاتا ہے کہ اسکو خبر
سچی معلوم ہو جاتی ہے اور انسانکو ہم دیکہتے ہین کہ الہام غیب کا اسکو ہوتا ہے ویسا ہی واقع ہوتا ہی اسکی خبر ومنجمین اگرچہ اکثر کذب ہوتا ہی اور ہم دیکہتے ہین احکام نجومیہ
کبہی موافق ومطابق ہوتی ہین اگر تحقیق سے جہوٹے بہی ہوتی ہین جب یہ شاہد ومحسوس ہوا تو کہنا کہ قرآن دلالت اسکے خلاف کرتا ہے یعنے قرآن
اس پر دلالت کرتا ہی کہ غیب کی خبر سوای رسول کے کسی کو نہین ہوتی ہے تو یہ دلالت قرآنکی خلاف مشاہدہ واحساس کے ہوگی جو موجب طعن کا

ہوگا قرآن شریف کے حق مین اور یہ باطل ہے پس تاویل صحیح وہی ہے کہ غیب سے مراد غیب خاص ہے جو وقت اقامت قیامت
کا ہے دوسرا غیب مراد نہین ہے اس محل مین یہ حاصل ہے قول امام رازی کا عبارت اونکی تفسیر کبیر مین یہ ہے تحت آیت
مذکورہ کے قال صاحب الکشاف وفی ہذا ابطال الکرامات لان الذین تضاف الیہم الکرامات وان
کانوا اولیاء مرتضین فلیسوا برسل وقد خص اللہ الرسل من بین المرتضین بالاطلاع علی الغیب
وفیہا ایضا ابطال الکہانۃ والسحر والتنجیم لان اصحابہا ابعد شیء من الارتضاء وادخلہ فی السخط
قال الواحدی وفی ہذا دلیل علی ان من ادعی ان النجوم تدلہ علی ما یکون من حیاۃ وموت وغیر
ذلک فقد کفر بما فی القرآن واعلم ان الواحدی یجوز الکرامات وان یلہم اللہ اولیاءہ وقوع بعض الوقائع
فی المستقبل ونسبۃ الآیۃ الی الصورتین واحدۃ فان جعل الآیۃ دالۃ علی المنع من احکام النجوم فینبغی
ان یجعلہا دالۃ علی المنع من الکرامات علی ما قالہ صاحب الکشاف وان زعم انہا لا تدل علی المنع
من الالہامات الحاصلۃ للاولیاء فینبغی ان لا یجعلہا دالۃ علی المنع من الدلائل النجومیۃ فاما الحکم بدلا
لتہا علی الالہامات الحاصلۃ للاولیاء فمجرد التشہی وعندی ان الآیۃ لا دلالۃ فیہا علی شیء مما قالوہ
والذی تدل علیہ ان قولہ علی غیبہ لیس فیہ صیغۃ عموم فیکفی فی العمل بمقتضاہ ان لا یظہر تعالی
خلقہ علی غیب واحد من غیوبہ فنحملہ علی وقت وقوع القیامۃ فیکون المراد من الآیۃ انہ تعالی لا یظہر
ہذا الغیب لاحد فلا یبقی فی الآیۃ دلالۃ علی انہ لا یظہر شیئا من الغیوب لاحد والذی یؤکد ہذا
التاویل انہ تعالی انما ذکر ہذہ الآیۃ عقیب قولہ ان ادری اقریب ما توعدون ام یجعل لہ
ربی امدا یعنی لا ادری وقت وقوع القیامۃ ثم قال بعدہ عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا ای وقت
وقوع القیامۃ من الغیب الذی لا یظہرہ اللہ لاحد وبالجملۃ فقولہ علی غیبہ لفظ مفرد مضاف
فیکفی فی العمل بہ حملہ علی غیب واحد فاما العموم فلیس فی اللفظ دلالۃ علیہ فان قیل فاذا
حملتم ذلک علی القیامۃ فکیف قال الا من ارتضی من رسول مع انہ لا یظہر ہذا الغیب لاحد من رسلہ
قلنا بل یظہرہ عند القرب من اقامۃ القیامۃ وکیف لا وقد قال ویوم تشقق السماء بالغمام ونزل الملائکۃ
تنزیلا ولا شک ان الملائکۃ یعلمون فی ذلک الوقت قیام القیامۃ وایضا یحتمل ان یکون ہذا الاستثناء
منقطعا کانہ قال عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ المخصوص وہو قیام القیامۃ احدا ثم قال بعدہ لکن
من ارتضی من رسول فانہ یسلک من بین یدیہ ومن خلفہ حفظۃ یحفظونہ من شر مردۃ
الانس والجن لانہ تعالی انما ذکر ہذا الکلام جوابا لسوال من سالہ عن وقت وقوع القیامۃ علی سبیل

الاستہزاء به والاستحقار لدينه ومقالته واعلم انه لابد من القطع بانه ليس مراد الله من هذه الآية
ان لا يطلع احدا على شيئ من المغيبات الا الرسل والذي يدل عليه وجوه احدها انه ثبت
بالاخبار القريبة من التواتر ان شقا وسطيحا كانا كاهنين يخبران بظهور نبينا محمد صلى الله عليه
وسلم قبل زمان ظهوره وكانا في العرب مشهورين بهذا النوع من العلم حتى رجع اليهما كسرى في تعرف
اخبار رسولنا محمد صلى الله عليه وسلم فثبت ان الله تعالى قد يطلع غير الرسل على شيئ من الغيب
وثانيها ان جميع ارباب الملل والاديان مطبقون على صحة علم التعبير وان المعبر قد يخبر عن وقوع
الوقائع الآتية في المستقبل ويكون صادقا فيه وثالثها ان الكاهنة البغدادية التي نقلها السلطان
سنجر بن ملك شاه من بغداد الى خراسان وسالها عن الاحوال الآتية في المستقبل فذكرت اشياء
ثم انها وقعت على وفق كلامها قال مصنف الكتاب ختم الله له بالحسنى وانا قد رأيت اناسا محققين
في علوم الكلام والحكمة حكوا عنها انها اخبرت عن الاشياء الغائبة اخبارا على سبيل التفصيل وجاءت
تلك الوقائع على وفق خبرها وبالغ ابو البركات في كتاب المعتبر في شرح حالها وقال لقد تفحصت عن
حالها مدة ثلاثين سنة حتى تيقنت انها كانت تخبر عن المغيبات اخبارا مطابقا ورابعها انا
نشاهد في اصحاب الالهامات الصادقة وليس هذا مختصا بالاولياء بل قد يوجد في السحرة ايضا
من يكون كذلك ونرى الانسان الذي يكون سهم الغيب على درجة طالعه يكون كذلك في
كثير من اخباره وان كان قد يكذب ايضا في اكثر تلك الاخبار ونرى الاحكام النجومية قد تكون
مطابقة موافقة للامور وان كانوا قد يكذبون في كثير منها واذا كان ذلك مشاهدا محسوسا
فالقول بان القرآن يدل على خلافه مما يجر الطعن الى القرآن وذلك باطل فعلمنا ان التاويل
الصحيح ما ذكرناه والله اعلم انتہی دیکھو علماء محققین تو سوائے رسول مانند نجومی و ساحر وغیرہم کے
حق مین قائل ہین کہ اونکو خدا تعالی کیطرف سے غیب کی خبر ہوجاتی ہے اور یہ امر مشاہد و محسوس ہے اگر یہ کوئی کہیگا کہ
قرآن شریف اس پر دلالت کرتا ہے کہ کسی کو خبر غیب کی نہین ہوتی ہے تو خلاف احساس و بداہۃ ہوگا اور طعن قرآن
پر لازم آویگا کہ بداہۃ کے خلاف دلالت قرآن کی ہے اسلیے اس قسم کی آیات کو محققین غیب خاص پر محمول کرتے
ہین اور یہ گنگوہی معتزلہ سے بھی بدعت مین زیادہ ہے کہ زمخشری صاحب کشاف معتزلی ہے وہ بھی رسول کے حق مین خبر غیب
پر اطلاع ہونا قبول کرتا ہے اور یہ گنگوہی رسول کے حق مین بھی قبول نہین کرتا ہے اور اہل سنت وجماعت کے محققین کا کلام تو معلوم
ہوا کہ وہ رسل و اولیاء وغیرہم کے حق مین بھی قبول کرتے ہین اور اس قسم کی آیات جو بظاہر مانع ہین اطلاع خبر غیب سے

توانکو غیب مخصوصہ پر محمول کرتے ہین تاکہ مشاہد ومحسوس کے کہ بدیہی ہے خلاف ہوکر طعن قرآن پر لازم نہ آوے اور شاہ ولی اللہ
صاحب اپنی در ثمین مین اپنے والد کے زمانہ مین آنحضرت صلعم کا تشریف لانا ملک پنجاب مین جلسہ قرآن خوانی مین اور حاضرین جلسہ کا
آنحضرت صلعم کو اپنی آنکھون سے دیکھنا لکھتے ہین پہلے سے قبل جلسہ کے آپکو خبر نہ ہوئی تو آپکی تشریف آوری کسطرح ہوئی اور
مجالس خیر مین اگر تشریف اب نہین لاتے ہین تو یہ تشریف لانا جو شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہین کسطرح صحیح ہوا اور شاہ ولی اللہ
صاحب اوسی کتاب مین فرماتے ہین کہ ایک رات کو مین بھوکا تھا ایک شخص نے دودہ لاکر مجھکو پلایا آنحضرت صلعم کی روحانیت نے
اشارہ مجھکو کیا کہ اوس شخص کے دل مین مینے یہ ڈالا تھا کہ دودہ لیجا کر پلا اگر روحانیت آنحضرت صلعم کو خبر نہین ہوئی ہے
اور غیب دانی آنحضرت صلعم کو خدا تعالی کیطرف سے حاصل نہین ہوئی تو شاہ ولی اللہ کی امر باطنی بھوک کسطرح جانلیا
آنحضرت صلعم نے شاہ ولی اللہ صاحب اپنے مقتدا کو بھی گنگوہی جھوٹا بتاوے اور شفا رقاضی عیاض و شرح شفا ملا علیقاری
مین ایک باب غیوب دانی آنحضرت صلعم کا منعقد کیا ہوا ہے شفا و شرحہ کو دیکھکر ناواقف کو چاہئے کہ اپنی تسلی کرلے یہان اوسکا ذکر کرنا
تطویل اس رسالہ مختصر کی ہے پس غیوب دانی آنحضرت صلعم ثابت ہے اور آنحضرت صلعم کا مجالس خیر مین آثار و روایات سے جو مولف
انوار نے ذکر کی ہین واضح ہے اور در ثمین سے بھی لائح ہے پس آنحضرت صلعم کی عادت حاضر ہونیکی مجالس خیر مین معلوم ہوئی اور خاص
مجالس میلاد شریف مین بھی آنا قول مفتی مکہ شریف و برزنجی و شیخ عبد الحق دہلوی سے معلوم ہوا تو ظن غالب حضور آنحضرت صلعم
کی روحانیت کا حاصل ہوا اور ایسے محل مین ظن کافی ہے پس انکار سفاہت وجہالت ہے اور یہ کہنا کہ عقائد مین جو ادلہ قطعیہ ظنیہ کا جائے
اعتبار نہین جیسا جابجا گنگوہی عوام کو دہوکہ دیتا چلا آتا ہے پس جاننا چاہئے کہ باب عقائد مین جو ادلہ قطعیہ چاہئے تو ضروریات کی
اور امر قطعی کی جسکے انکار سے کافر ہوجاتا ہے ثبوت واسطے ادلہ قطعیہ ہونا ضرور ہے اور جو امر قطعی نہین ہے اسکی ثبوت کیواسطے قطعی ہونا
ضرور نہین ہے اور نہ یہ ہے کہ جو امر قطعی نہین ہے تو اسکا اعتبار کرنا جائز نہین ہے اور انکار کرنا واجب یا سنت یا مستحب یا جائز ہے دیکھو
معراج آنحضرت صلعم کی بیت المقدس سے ساتوین آسمان و جنت وغیرہا تک دلیل قطعی سے ثابت نہین ہے اور باوجود عدم
ثبوت کی دلیل قطعی سے معراج مذکور کا اعتبار کیا جاتا ہے اور انکار اسکا واجب یا سنت یا مستحب یا جائز نہین ہے بلکہ اسکا منکر
مبتدع قرار دیا جاتا ہے یہ مسئلہ مشہور و معروف ہے فی شرح العقائد النسفیہ فالاسراء وهو من المسجد الحرام الی بیت
المقدس قطعی ثبت بالکتاب والمعراج من الارض الی السماء مشهور ومن السماء الی الجنة او الی
العرش او غیر ذلک آحاد انتهی وقال علی القاری وفی کتاب الخلاصة من انکر المعراج ینظر ان انکر
الاسراء من مکة الی بیت المقدس فهو کافر ولو انکر المعراج من بیت المقدس لا یکفر وذلک لان الاسراء
من الحرم الی الحرم ثابت بالآیة وهی قطعیة الدلالة والمعراج من البیت المقدس الی السماء ثبت بالسنة
وهی ظنیة الدلالة انتهی اس سے ثابت ہے کہ معراج جنت و عرش وغیرہ کی طرف احاد و ظنیة الدلالة سے ثابت ہے اور اسکے انکار سے

کافر

کافر نہین ہوتا ہی فقہ اکبر مین ہی فمن ردہ فھو ضال متبدع انتہی پس دیکہو کہ گنگوہی کا کہ دلیل قطعی نہو اسکا اعتبار
نہین ہی اور اسپر انکار کو مبنی کرتا ہی ساقط ہی ورنہ معراج جنت و عرش وغیرہا تک کی بارہ مین خبر احاد و ظنیۃ الدلالۃ کا
اعتبار نکرنا اور جنت و عرش وغیرہ ہا تک معراج ہونیکا انکار کرنا گنگوہی پر لازم ہوگا اور متبدع و ضال ہونا ظاہر ہو جائیگا
ہان کوئی عقیدہ و عمل دلیل قطعی الدلالۃ سے ثابت ہووے اور کسی دلیل ظنیہ الدلالہ و احاد سے اس عقیدہ و عمل کے خلاف ثابت
ہووے تو اسوقت وہ دلیل ظنی الدلالۃ و احاد بمقابلہ قطعی کی غیر مقبول ہوگی اور ساقط قرار دیجاوے اور جو اس سے ثابت ہوگا اوسکا
انکار کیا جاویگا اسلئے کہ اوس سے رفع لازم آتا ہی قطعی الثبوت کا اور یہ نہین ہی کہ بدون مقابلہ و مناقضہ قطعی کے بہی عقائد مین
دلیل ظنی و احاد کا اعتبار کسیطرح نکیا جاوے اور اسکے موافق ظن نہ رکہا جاوے اور اس سے جو ثابت ہووے اسکا انکار کیا جاوے یہ تو بدیہی
البطلان ہی کہ باوجود قیام دلیل ظنی اوسکی موافق ظن نہ رکہا جاوے اور بدون دلیل کے اُسکے مخالف کا یقین یا ظن کیا جاوے
ترجیح بلا مرجح یا ترجیح مرجوح کی جو باطل ہی اور کیا معنی ہین ایسی سفاہت و حماقت وہابیہ مین ہی اور دیکہو مولوی قاسم نے اثر عبد اللہ
بن عباس فی کل ارض نبی کنبیکم الخ کو حجت اس امر کی قرار دی ہی کہ جیسے محمد دوسری طبقات زمین سوائی آنحضرت صلعم کی تہی
اور وہ بہی نبی تہے اور یہ اعتقاد چہ محمد ہر طبقہ زمین جائیکا اس سے ثابت کیا اور اس اثر مین تاویل کرنے والی کو فرقہ بدعیہ مین شمار
کیا اور خود آیت قرآنی خاتم النبین مین تمام امت کی خلاف تاویل کے باوجودیکہ قاعدہ یہ ہی کہ تعارض کیوقت مابین حدیث احاد و آیت
قرآنی کی حدیث مین تاویل کرنا چاہئی تو اسوقت گنگوہی یا دوسرے کسی وہابیہ نے یہ نکہا کہ ایسے اثر سے عقیدہ ثابت نہین ہوتا ہی اور باب عقائد
مین یہ مقبول نہین ہی خصوصًا وقت مناقضت کی اُس عقیدہ سے جو موافق قرآن و اجماع کی ہے اسوقت یہ گنگوہی ان تمام امور سے فراموش
کرلیا اور مولوی قاسم چونکہ اوسکی مقتداؤن مین سے تہے انکو الہام جو آ دیا اور ایسے ادلہ پیش نکین اور یہان وہ ادلہ بمقابلہ مولف انوار
دربارہ امور مجلس میلاد شریف یاد ہوئین یہ وہی بات ہی کہ خود کے حق مین کوئی دلیل شرعی نہین قرار دیجاتی ہی اور خود جو کچہہ کرین
اگرچہ فسق و کفر و بدعت سب درست ہو جاتا ہی ایسے لوگون کے ایمان کا کیا ٹہکانا ہی جو دوسرے کے واسطے ادلہ پیش کرین او نہین ادلہ
کو پیش کرنیکا محل انکی اعمال و عقائد مین ہو تو ان ادلہ سے اعتراض کرین ایسے ایسے واہیات و مزخرفات اس فرقہ کی بہت
مسئلہ بنالیتی ہین جو چاہتی دلیل بنالیتی ہین جس دلیل کو چاہا نہ مانا جسکو چاہا مانا مولف انوار ساطعہ نے یہ اعتراض وہابیہ کے طرف کا
ذکر کیا کہ مجلس میلاد شریف غیر مشروع ہی اسلئے کہ ریشمین و زرین کپڑے والی اور داڑہی منڈے لوگ آتی ہین پہر مولف نے جواب مین
کہ یہ سبب عدم مشروعیت مجلس کا ہی تو لازم آتا ہی کہ عیدگاہ و نکاح مین بہی ایسے لوگ آتی ہین وہ مجالس بہی غیر مشروع ہونا چاہئی اور وہان شریک
ہونا درست نہووے تو گنگوہی کو دیکہو صفحہ ۲۶۸ مین کہی تو ایسے لوگونکی مدارات کرنیکی کے ساتہ طعن کرتا ہی اور کبہی جواب مین
مولف انوار کے کہتا ہی کہ ایسے لباس سے صلوات خمسہ و عیدین مین آوے تو تو نہی عن المنکر فرض ہی اور قدرت نہو تو اونکو لیکے صلوات
کو ترک نکرنا چاہی کیونکہ یہ فرض و واجب ہین اور نکاح مین ایسے امور ہون تو شریک ہونا حرام ہی اور ایسونکو طلب کرکے شریک

کرنا حرام ہے اور آیت فلا تقعد بعد الذکری اور حدیث لا یاکل طعامک الا تقی ذکر کی اور عبارت شرح منیۃ المصلی وانکان مع
الجنازۃ نائحۃ او صائحۃ تزجر وتمنع وان لم تزجر لا یترک اتباع الجنازۃ انتہی اور عبارت درمختار کی نقل کی ولا یترک
اتباعہا لاجلہا لان السنۃ لا تترک بما اقترن بہ من البدعۃ ولا یرد الولیمۃ حیث تترک حضورہا للبدعۃ
فیہا للفارق بانہم لو ترکوا المشی مع الجنازۃ لزم عدم انتظامہا ولا کذلک الولیمۃ ہے یہ فرض کفایہ ہے
نہی کرنا واجب ہے نکیر نگا عاصی ہوگا یہی حال جواب عیدین کا ہے اور امر مستحب میں ترک کرنا اسکا ضرور ہے جیسا کہ ضیافت کا حال
لکہا گیا **اقول** وباللہ التوفیق شیخ عبدالحق دہلوی رح باب امر بالمعروف کی فصل اول کے دوسری حدیث کی تحت مین فرماتے ہین کہ
در لغت مداہنت و مدارات بیک آمدہ است اما در شرع رخصتی در مدارات آمدہ و مذموم نیست بلکہ در بعضی مواضع مستحسن است
و فرق میان مدارات و مداہنت چنان کنند کہ مدارات آنچہ بجہت ضبط دین و نگاہ داشت از تشویش وقت و دفع ظلم ظالمان باشد
و مداہنت آنچہ برای حفظ النفس و طلب دنیا و جلب منافع از مردم و بی باکی در دین بکنند انتہی خلاصہ یہ ہوا کہ ضبط دین اور نگہبانی وقت کی
پریشانی سے اور دفع ظلم ظالموں کی غیر شرع لوگوں سے موافقت کرے اور مداہنت یہ ہے کہ حفاظت جان و طلب مال دنیا و منفعت
کی لوگوں سے اور بے باکی دین کے سبب سے موافقت کرے جب حال مدارات و مداہنت کا معلوم ہوا اور جواز رخصت مدارات ظاہر ہوئی
بلکہ بعضے مواضع میں مستحسن ہوئی تو گنگوہی کا مدارات پر طعن کرنا جہالت و سفاہت و سوء العقیدہ کے سبب سے ہے صفحہ ۲۰۴ رخصت پر عمل نکرنے
والی کو محرم رخصت قرار دیا اور یہ حدیث رخصت کی محبوب ہونے کی بارہ مین بغیر سند کے کتاب کے حوالہ کے قولہ علیہ السلام ان اللہ یحب
ان یوتی رخصۃ کما یحب ان یوتی عزائمہ اور مندوب و عدم عمل کو رخصت پر تعدی فی حدود اللہ قرار دیا اور مدارات
کی رخصت شرع سے ثابت ہے یہان خود اسپر عملکرنا موجب طعن گردانا اب مصداق حدیث و مرتکب تعدی حدود اللہ کا گنگوہی
کیون ہوا اگر گنگوہی کا ایمان قرآن حدیث پر نہوگا تو گنگوہی پر وہی دلیل اسکی بیان کئی ہوئی حجت ہوگی اور مولف انوار نے
جو اعتراض کیا تہا مجالس نکاح و عیدین ہی ایسے لوگوں کی شرکت سے غیر مشروع ہونا چاہئے تو اسکی جواب مین یہ کہنا کہ صلوات
خمسہ و عیدین مین بہی کوئی آوے تو نہی عن المنکر فرض ہے قدرت ہو تو انکو ترک نکرے کہ یہ فرض واجب ہین منصفین غور کرین
کہ یہ جواب مولف کا کسطرح ہوا مولف انوار نے یہ کب کہا تہا کہ نہی نکرے میلاد شریف مین ایسے لوگ آوینگے اور نہی عن المنکر فرض
نہین جو گنگوہی نہی کرنا اور نہی کا فرض ہونا بتاتا ہے سوال دیگر و جواب دیگر اتنی تمیز نہین کہ مولف کا کیا اعتراض ہے اور اسکا
کیا جواب چاہئے اسکا تو جواب تب ہوتا کہ کسی دلیل شرعی ادلہ اربعہ سے یہ ثابت ہی کر دیتا کہ یہ مجالس مجامع باوجود ایسے لوگوں کے
شمول کے غیر مشروع نہین ہوتی ہین اور یہ تو ثابت کیا نہین تو جواب مولف کا ہرگز نہوا اور جب ثابت نکیا اور ان مجامع کی جواز کا
ہی قائل رہا تو وہی اعتراض مولف انوار کہ یہ دلیل تمہاری ناقص ہے کہ تخلف مدلول کا اس سے اس مجامع مین لازم آیا لیکن قائل
اعتبار کے نہین اور مجلس میلاد شریف کا عدم جواز اس سے ثابت نہوا اور یہ جو کہا کہ ان امور جیسے صلوات خمسہ و عیدین ترک نکرے کہ فرض

و واجب ہین اس سے گنگوہی کو کیا نفع ہوا اور مولف کو کیا نقصان ہوا یہ کچھہ دلیل شرعی اس امر کی نہوئی کہ محفل میلاد کو چھوڑ دے فرض کا
چھوڑنا اس امر کا مقتضی نہین کہ مستحب کو چھوڑ دیا جاوے یہ تو اسوقت ثابت ہوتا کہ عدم ترک فرض ترک مستحب کا مقتضی ہوتا مولف ترک فرض
و واجب و ترک مستحب دونون کی ترک نہین کہتا ہی ایسے لوگون کے شمول سے اور نکاح مین ایسے لوگ شامل ہووین تو حرام قولہ تعالی فلا تقعد
الآیۃ و حدیث لا یاکل طعامک الحدیث کو حجت ٹہیرا کے سراسر سفاہت ہی یہ دونون دلیل مخصوص کالکے حق مین بہی نہین ہین اور
نہ انمین عموم ایسا ہی کہ نکاح کو بہی شامل ہووین اگر عموم ہوگا تو صلوۃ خمسہ و عیدین و تراویح کو بہی یہ آیت و حدیث شامل ہوکر ان مجامع
مین شامل ہونا حرام کردین اور ان مجامع مین شمول کی حرمت کا گنگوہی قائل نہین ہی پس عموم ہوا تو نکاح کو شامل ہونا نہ بطور خصوص کے
نہ بطور عموم کے ہے ہان جن امور کو شامل ہونا فقہا و علما نے فرما دیا ہی وہ مسلم ہی گنگوہی کی رای نہ گنگوہی کے حق مین حجت شرعیہ ہی نہ کسی دوسرے کے
حق مین پس رای گنگوہی باطل ہی اور یہ تحریم و تحلیل گنگوہی مانند تحلیل و تحریم احبار و رہبان کی ہی اپنی رای سے اور عبارت شرح منیۃ
المصلی سے صاف ظاہر ہی کہ اتباع جنازہ کو ترک نکرنا چاہی اور نائحہ و صائحہ کو منع کرنا چاہی یہی مدعی مولف انوار کا ہی کہ اگر مجلس میلاد شریف مین
ایسی لوگ آجاوین تو انکو نصیحت دینی ایسے امور سے چاہئی نہ ترک مجلس میلاد شریف جیسے کہ اتباع جنازہ کہ مستحب ہے اوسکو ترک نچاہی بلکہ ایسے
امور سے منع کرنا چاہی یہ عبارت حجت مولف انوار کی ہی نہ گنگوہی کی اسقدر فہم کہان ہے کہ سمجھے کہ یہ کسکی حجت ہی اور عبارت رد المحتار سے بہی
مقصود گنگوہی حاصل نہین اور مولف انوار پر حجت نہین ہی اس عبارت رد المحتار مین اسقدر خیانت گنگوہی نے کی ہی کہ لفظ ولا کذالک
الولیمہ کے آخر سے اسقدر عبارت موجود مین بالکل حذف کر دی جس سے بخوبی واضح ہی کہ ہر شخص ترک نکرے ولیمہ کو باوجود غناء وغیرہ
کی کہ طعام کہانے باقی نہ رہے اور نیز فقہا بہی تصریح فرماتی ہین کہ قدرت نہی ہووے تو شخص مقتدی کو چلا آنا چاہئی کہ اوسکے بیٹھی رہنے سے
شین و عیب دین کا ہی اور غیر مقتدی کیواسطے صبر کرنیکا حکم فرماتی ہین در مختار مین ولا یقعد وان صبر ان لم یکن ممن یقتدی بہ فان
کان مقتدی ولم یقدر علی المنع خرج ولم یقعد فان فیہ شین الدین اور یہ جو فرمایا ہی کہ پہلی سے معلوم ہووے تو
مقتدی و غیر مقتدی کو نہی حاضر ہووے تو علامہ شامی فرماتی ہین کہ اگر اس شخص سے لعب وغیرہ کو چہوڑ دین تو جاوے اور کتاب نہین سے کہ
منکر موجود ہووے تو اجابت دعوت لازم نہین یہ وہ حدیث حضرت علی رض کے کہ آنحضرت صلعم کے دعوت انہون نے کی تہی تصاویر
دیکہکر آنحضرت صلعم لوٹ گئی تہے نقل کرکے فرماتی ہین کہ مفاد حدیث یہ ہی کہ بعد حضور رجوع کرے اور منکر ہووے تو اجابت دعوت لازم نہین
اس فرمانی علامہ سے واضح ہی کہ نفی لزوم اجابت کی ہی جانا حرام نہین معلوم ہوتا ہی اور آنحضرت صلعم کا رجوع کرنا ثابت ہی کراہت وقلت
کی حرمت ثابت نہین رجوع کا جواز متیقن ہی کراہت و حرمت مین کلام ہی اور غیر مقتدی کیواسطے صبر کرنا اسیواسطے جائز ہی کہ اجابت دعوت
اقتران بدعت من غیرہ کے سبب سے متروک نہین ہوتی ہین مانند نماز جنازہ کی چنانچہ شامی مین بہی موجود ہے وهذا لان اجابۃ الدعوۃ
سنۃ لا تترک لما اقترن بہ البدعۃ من غیرہ کصلاۃ الجنازۃ واجبۃ الاقامۃ وان حضرتہا نیاحۃ ہلا
قیاسہا علی الواجب لانہا قریبۃ منہ لورود الوعید بترکہا کفایۃ انتہی عدم ترک اقتران منکرات کے سبب سے مخصوص

سنت وواجب کے ہی ساتھ نہین ہے بلکہ مستحبات کا حال بہی ایسا ہی ہے کہ اقتران منکرات ومفاسد کے سبب سے متروک نہین ہوتے ہین چنانچہ
زیارت قبور بالاتفاق مستحب ہے شیخ عبد الحق ترجمہ مشکوۃ مین فرماتے ہین زیارت قبور مستحب است بالاتفاق انتہی اور علامہ بہی رد المحتار
کی زیارت قبور مین فرماتے ہین قلت استفید منہ ندب الزیارۃ وان بعد محلہا انتہی اس سے چند سطور کے بعد فرماتے ہین قال ابن حجر
فی فتاواہ ولا تترک لما یحصل عندہا من منکرات ومفاسد کاختلاط الرجال بالنساء وغیر ذلک لان القربات لا تترک
لمثل ذلک بل علی الانسان فعلہا وانکار البدع بل وازالتہا ان امکن اہ وقلت ویؤیدہ ما مر من عدم ترک اتباع
الجنازۃ وان کان معہا نساء ونائحات تامل انتہی ان عبارات فقہاء سے واضح ولائح ہے کہ سنت بلکہ مستحب کا ترک بہی اقتران بدعت
ومنکر ومفسدہ کے سبب سے نہین ہے چنانچہ نماز جنازہ واتباع وساتھ جانا جنازہ کے عورتین رونیوالی اوسکے ہمراہ ہووین تو ترک اسکا نہین ہے اور
اور زیارت قبور جو مستحب و مندوب ہے وہان بہی منکرات ومفاسد مانند اختلاط نساء ورجال کے ہووے تو اسکا بہی ترک نہین ہے ہان السے
امور منع کرنا چاہئے اگر منع نکرسکے تو انکے ترک کا حکم علماء محققین نہین دیتے ہین اوران قربات کو اقتران منکر غیر کے سبب سے نہین کرتے ہین اور
ولیمہ مین بہی مقتدی کیواسطے چلا آنا فرماتے ہین وہ شین فی الدین کے سبب سے اور ظاہر اس سے یہ ہے کہ کوئی شخص مقتدی ہوکر ایسے محل مین بیٹھا اسکو
تو لوگ یہ جانینگے کہ پیٹ کیواسطے یہ ذلت اس نے اختیار کی اور دنیا کی لالچ سے ناد اٹھا اور یہ چلا آنا ہر ایک کیواسطے نہین فرماتے ہین اور نہ یہ حکم
دیتے ہین کہ اس دعوت ولیمہ کو منع کرنا چاہئے جیسا کہ گنگوہی مجلس میلاد مین جانا اور جاکر وہانسے اس سبب سے چلا آنا کہ وہان لباس غیر شرع
وداڑہی منڈے لوگ ہوتے ہین ہر ایک کیواسطے کہتا ہے پس اس عبارت سے ہرگز مقصود گنگوہی پر دلالت نہین ہے پس ترک مستحب کرنا اس
سبب مذکور سے ضرور ہونا اور ضیافتون کا حال جو اس گنگوہی نے لکھا تہا سب کا معلوم ہوا کہ ضیافت کے ترک کا سبب کو حکم نہین ہے اور نہ مستحب کا
تدل کسی عبارت منقول سے ضرور معلوم ہوتا ہے فقط گنگوہی دہوکہ دیتا ہے بلکہ عبارت فقہا سے جو ہم نے نقل کی عدم ترک مستحب کا ان منکرات کے
سبب سے واضح ہے اور کذب گنگوہی کا واضح ہے مولف انوار نے بطور اعتراض کے ذکر کیا تہا کہ رات کہین محفل میلاد شریف ہوتی ہے اور سامعین تمام
رات گئے فارغ ہوکر سوتے ہین صبح کی نماز کو دیر ہو جاتی ہے کسیکی یا سو مین ایک نماز قضا ہو جاوے تو دلیل عالم مذمت محفل میلاد قرار دیتے ہین پہر
مولف انوار نے جواب مین کہا اور عدم تمامیت دلیل کی اسطرح بیان او تخلف دلیل کا مدلول سے اسطرح بنا یا نکاح اہتمام اور سحری کہاکر
سو جانیمین بہی کبہی ایسا ہو جاتا پس نکاح و سحری کو بہی حرام ہو جانا چاہئے گنگوہی نے پہر یہان تعیب دانی و کذب کو کام فرمایا چنانچہ صفحہ ۲۰۷
مین کہتا ہے کہ بیشک جو محافل قصبہ رامپور مین شب کو ہوتی ہین تو صبح کی جماعت اکثر کیجاتی ہے اور بعض بعض کی نماز بہی قضا ہو جاتی ہے اور
جس امر مندوب سے ایسا ہووے تو اسکا کرنا منع ہے اسکی دلیل بخاری سے وکان یکرہ النوم قبلہا والحدیث بعدہا نقل کرکے قسطلانی کی عبارت
والسمر بعدہا قد یؤدی الی النوم عن الصبح او عن وقتہا المختار او عن قیام اللیل وکان عمر یضرب الناس علی ذلک
ویقول اسمروا اول اللیل ونوموا آخرہ پہر کہا دیکہو کہ خدشہ فوت وقت مختار اور تہجد مین حدیث صحیح سے مسامرۃ مکروہ ہے اور حضرت
عمر کا مارنا اس پر ثابت ہوا پہر شرح منیہ سے نقل کیا منہا ان فی الصلوۃ الرغائب مخالفۃ السنۃ فی تعجیل الفجر پہر کہا کہ

جب

جب ترک سنت اسفار سے یہ نماز مکروہ ہوئی محفل میلاد واجب کے ترک مین تو حرام ہی ہونا چاہئے پہر کہا اگر تمام شادی و نکاح مین
نماز با جماعت فوت ہووے تو وہ حرام ہی اور ایسا کام کرنا بہی حرام اگر سحری کے کہانیکی سبب سے جماعت فوت ہو تو ایسے شخص کو سحور بہی حرام ہو پہر قول
ملا علی قاری شرح مناسک سے نقل کیا ثم اعلم انہ قیل یشترط ان یکون الحاج متمکنا من اداء المکتوبات علی وجہ المفروض فی
الاوقات قال الکرمانی لانہ لا یلیق بالحکمۃ ایجاب فرض علی وجہ یفوت بہ فرض آخر پہر اسی کتاب کے حوالہ سے یہ نقل کی ویؤید الاول
ایضا ما قال ابن الحاج المالکی لو ضیع صلوۃ واخرجہا عن وقتہا الاجل فریضۃ الحج لا یجوز اجماعا وقد قال علمائنا
فی المکلف اذا علم انہ یفوتہ صلوۃ واحدۃ اذا خرج الی الحج فقد سقط الحج عنہ انتہی پہر کہا خدشہ فوت ایک صلوۃ مین
حج بہی ساقط ہوتا ہی چہ جائی کہ سحور مستحب کا کہانا حلال یا نکاح کے سامان مباح کا کرنا جائز ہو یا مولود مستحب کے شرکت درست ہو چہ جائیکہ مولود
بدعت کی پس واضح ہوا کہ ایک نماز کی فوت یا تاخیر سے یہ سب حرام ہو جاتا ہی **اقول** وباللہ التوفیق یہ گنگوہی قصبہ رامپور کے محافل کے حق مین
بے شک کی یہ کہتا ہی کہ صبح کی جماعت اکثر اور بعض کے نماز بہی قضا ہو جاتی ہی انتہی گنگوہی نے یہ کسطرح جانا کہ جمیع محافل قصبہ مذکور کے ایسے ہین اور
یہ تفصیل کہ اکثر جماعت جاتی رہتی ہین اور بعض قضا بہی ہو جاتی ہی یہ گنگوہ مین رات کو خبر لئے پہرتا ہی جسوقت محبان آنحضرت
صلعم کی محافل انوار و برکات سے فیضیاب ہوتی ہین اور اسکا شاگرد رشید جس کے نام براہین قاطعہ لکہی اسکی بڑی تعریف تقریظ مین
اینٹہ رہتا ہی پس یہ حال ان دونوں کو کیونکر بالتفصیل معلوم ہو سکتا ہی باوجودیکہ یہ دونون وہان رہتے تب بہی محافل میلاد سے عناد
قلبی کے باعث وہان نہین جاتے ہین اور نہ تمام مساجد کی محافظت فجر کیوقت یہ دونون کرسکتے کہ کسی مسجد مین ان محافل
کے لوگ فجر کی نماز کیواسطے اکثر نہ پاتے ہوئے دیکہہ سکین اور انکے چیلون چانٹون مین ایسے محافل مین گہسنے پاتا ہی اور نہ وہ اہل محافل
انکی بداعتقادیکی باعث انکے پاس جاتے ہین پس حال بالتفصیل انکو معلوم ہو جانا بعید ہی یا تو گنگوہی دعوی غیب کا کرتا ہی یا خلاف واقع
کہتا ہی پس بے شک یہ قول گنگوہی کا جہوٹ ہی اور مولف انوار کسی ایک کو دیر ہو جانا یا اسکی نماز قضا ہو جانا کہا تو اس سے یہ ثابت نہین
ہوتا ہی جو گنگوہی نے کہا ہی اور ایک دو سے ایسا ہو جاوے تو علی العموم تمام محافلکا یہ حکم عدم جواز کا دینا سراسر سفاہت و حماقت ہی لیلۃ
التعریس مین آنحضرت و تمام صحابہ رضی کے تمامہ قضا ہوئی فجر کی تو اسکی سبب سے رات کا چلنا ممنوع و حرام نہوا اور کبہی ایسا ہو جانے سے یہ حکم عام
بلکہ خاص بہی آنحضرت صلعم نے نفرمایا اور رات کو چلنا کچہہ فرض و واجب و سنت و موکدہ بہی نہین ہی اور جہاد کی فرضیت اسکی مقتضی
نہین کہ رات کو ہی چلنا واجب یا سنت موکدہ ہو جاوے اور خندق کہودنیکے سبب سے چار نمازین آنحضرت صلعم کی مع صحابہ رضی کے قضا ہوئی تو
خندق کہودنا حرام نہوتا اور خندق کہودنا لوازم جہاد سے نہین ہی اگر مناسبات سے ہو پس شاذ و نادر کوئی امر پایا جاوے تو اس سے
ترتیب حکم کا ہونا عقل و نقل سے ثابت نہین ہے فمن ادعی فعلیہ البیان پس امر مندوب ایسی علت کے سبب سے ممنوع و حرام
نہین ہو جاتا ہی اور یہ گنگوہی اپنی زبان سے ہی اس تحریم کا قائل ہی مانند رہبان کے کسی قصہ معتبر کے تصریح اس بارہ مین پیش نہین
کرسکتا ہی اور حدیث بخاری و نقل قسطلانی سے یہ مدعی گنگوہی ہرگز حاصل نہین ہی یہ گنگوہی اپنی بیعلمی و فساد عقیدہ کے باعث سے اس حدیث

و عبارت قسطلانی سے یہ سمجھگیا ہی کہ مسامرہ کرنا بعد عشا کی امر خیر مین بہی جائز نہین ہی اور حال آنکہ یہ غلط محض ہے بلکہ حدیثین
باتین و قصہ بیان کرنا بعد نماز عشا کے جو مکروہ ہی تو وہ مکروہ ہی جو امر خیر نہووے اور امر خیر اگر ہووے مانند قراۃ قرآن و ذکر حکایت صالحین
و فقہ یا مہمان کے ساتھ باتین کرنا یا کوئی حاجت تو مکروہ نہین اگرچہ خوف فوت ہونے صبح کا ہووے نوم مین تفریط نہین ہے بیداری مین
اس شخص پر تفریط جو نماز کو وقت سے خارج کردے ہان ظن غالب تفویت کا ہووے تو حلال نہین ہے، قال رد المحتار قال الزیلعی
وانما کرہ الحدیث بعدھا لانہ ربما یؤدی الی اللغو او الی تفویت الصبح او قیام اللیل لمن لہ عادۃ بہ واذا کان لحاجۃ
مہمۃ فلا باس وکذا قراءۃ القرآن والذکر وحکایات الصالحین والفقہ والحدیث مع الضیف اھ والمعنی فیہ ان یکون
اختتام الصحیفۃ بالعبادۃ کما جعل ابتداءھا بہا لیمحی ما بینہما من الزلات ولذا کرہ الکلام قبل صلوۃ الفجر و
تمامہ فی الامداد ویؤخذ من کلام الزیلعی انہ لو کان لحاجۃ لا یکرہ وان خشی فوت الصبح لانہ لیس فی النوم تفریط
وانما التفریط علی من اخرج الصلوۃ عن وقتہا کما فی حدیث مسلم نعم لو غلب علی ظنہ تفویت الصبح لا یحل لانہ
یکون تفریطا تامل انتہی اور امام عینی بہی شرح ہدایہ مین بہی فرماتے ہین کہ باتین و سامرہ خیر کا بعد عشا کے علماء نے جائز رکہا ہی اور حدیث
بخاری و مسلم سے دلیل پکڑی ہی کہ آنحضرت صلعم نے بعد نماز عشا کے اپنی آخر حیات مین باتین کین اور حدیث ترمذی و نسائی سے
حجت پکڑی ہی کہ حضرت عمر رض فرماتے ہین کہ آنحضرت صلعم حضرت ابی بکر رض کے ساتھ رات کو مسامرہ کرتے تھے اور مین ان کے ہمراہ تہا چنانچہ
عبارت یہ ہی وقد اجاز العلماء السمر بعد العشاء فی الخیر واستدلوا لذلک بما اخرجہ البخاری ومسلم عن سالم عن ابن
عمر رض قال صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات لیلۃ صلوۃ العشاء فی آخر حیاتہ فلما سلم قال ارأیتکم لیلتکم
ہذہ فان علی راس مائۃ سنۃ لا یبقی ممن ہو علی ظہر الارض وروی الترمذی فی الصلوۃ والنسائی فی المناقب
عن ابراہیم عن علقمۃ عن عمر رضی اللہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یسمر عند ابی بکر رض اللیلۃ
فی الامر من امر المسلمین وانا معہما انتہی اور امام ابن الہمام نے بہی فتح القدیر مین یہی لکہا ہی کہ علماء نے بعد عشا مسامرہ
و حدیث خیر کو جائز رکہا ہی اور وہ بہی حدیث صحیحین و ترمذی و نسائی سے حجت پکڑی ہی اور ترمذی کی حدیث کو حسن کہنا ہی
لکہا ہی اور اسقدر اور زیادہ لکہا ہی وروی الامام احمد عن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا سمر
بعد الصلوۃ یعنی العشاء الاخرۃ الا لاحد رجلین مصل او مسافر وفی روایۃ او عروس وحدیث
من خاف لا یقوم رواہ مسلم اس روایت امام سے مصلی و مسافر و عروس کا مستثنی ہونا حدیث نبوی سے بہی صراحۃ ثابت ہے
علماء حنفیہ کے نزدیک مسامرہ کا مکروہ نہونا امر خیر و حاجت و مصلحت وغیرہ مین تو معلوم ہولیا اب شافعیہ کے علماء سے بہی کچہہ تہوڑا سا
نقل کیا جاتا ہی قال الامام النووی فی شرح مسلم قال العلماء والمکروہ من الحدیث بعد العشاء ہو ما کان فی الامور التی لا
مصلحۃ فیہا واما ما فیہ مصلحۃ وخیر فلا کراہۃ فیہ وذلک کمدارسۃ العلم وحکایات الصالحین ومحادثۃ الضیف

والعروس للتانيس ومحادثة الرجل اهله واولاده للملاطفة والحاجة ومحادثة المسافرين بحفظ متاعهم وانفسهم والحديث في الاصلاح بين الناس والشفاعة اليهم في خير والامر بالمعروف والنهي عن المنكر والارشاد الى مصلحة ونحو ذلك فكل هذا لا كراهة فيه وقد جاءت احاديث صحيحة ببعضه والباقي في معناه وقد تقدم كثير منها في هذا الابواب والباقي مشهور ثم كراهة الحديث بعد العشاء المراد بها بعد صلوة العشاء لا بعد دخول وقتها واتفق العلماء على كراهة الحديث بعدها الا ما كان في خير كما ذكرناه انتهى اس سے واضح ہو کہ تمام علما متفق ہین کہ خیر و مصلحت اُسمین کراہت نہین علم کا درس و حکایات باتین کرنا اور امر بالمعروف اور نہی المنکر کرنا ارشاد طرف مصلحت کے کرنا و مانند اسکے کچہہ مکروہ نہین ہے پس مراد حدیث بخاری اور اُس عبارت قسطلانی سے جو گنگوہی نے نقل کی ہے یہی ہو کہ مکروہ وہ ہو جسمین کوئی خیر و مصلحت نہووے پس امر مندوب کے ممنوعیت کو جو گنگوہی کراہت سامرہ پر مبنی کیا تہا اُسکا بطلان بخوبی ظاہر ہو گیا اور جہالت و مخالفت اسکی مسئلہ متفق علیہا علما کی سے واضح ہو گئی اور حضرت عمر رض کا مارنا بہی اُس حالت مین ہو کہ مسامرہ خیر و مصلحت کا نہووے اور کلام امام زیلعی سے واضح ہو گیا کہ خوف فوت نماز کا ہووے تب بہی مصلحت و خیر حاجت کا مسامرہ مکروہ نہین ہو اب یہ گنگوہی جو خدشہ فوت وقت مختار سے جو مسامرہ خیر کا مکروہ بلکہ منع بتاتا ہی یہ نئی شریعت خلاف علماء دین کی اس نے بنائی ہے ہان اُس شخص کو ظن غالب تفویت نماز کا ہووے تو حلال نہین ہو مسامرہ اس سے یہ ثابت نہوا کہ تمام محافل ہی منع ہو جاوین اور عبارت شرح منیہ صلوۃ رغائب کی بارہ مین جو ہی اُس سے حجت اسپر لانا جہالت صرف ہو وہ مجموعہ مکروہات کا ہی وہ امر مندوب کہان ہی دوسرے کیون نہین جائز ہے کہ اس صلوۃ کو عاملین نے اپنے اوپر بہی لازم کیا ہووے کہ تعجیل صلوۃ مین عمداً باوجود بیداری کی اُسوقت مین تاخیر کرتے ہووین اور دوسری وجوہ کراہت و حرمت کی اسمین موجود ہین اسکی تائید اس سے بہی ہو سکتی ہی پس عبارت ہرگز حجت نہین اور اس پر قیاس اسکا ہرگز صحیح نہین اور نکاح و شادی مین ایک دو کی نماز یا جماعت قضا ہو جاوے اور سحری کہا کر کوئی سو جاوے اگر غالب ظن بیداری کا ہووے وقت نماز کے تو اُس نکاح و سحری کو حرام کہدینا جہالت صرف ہی آنحضرت صلعم نماز مین تفریط نہونا ایسی حالت مین اور نائم کا مرفوع القلم فرماتی ہین اور یہ ناواقف نکاح و شادی و سحری کو حرام بتاتا ہی کہین آنحضرت صلعم کی سفر رات کو جس مین آپ سو گئی تہے اور خندق کہودنیکو جسمین آپکی چار نمازین قضا ہو گئی حرام بتا کر خارج الایمان بخوبی نہو جاوے اس تمیز پر یہ معاملہ کہانسے کہانتک پہونچا ہی اور بالفرض سحری و نکاح و شادی کے سبب سے جسکی نماز یا جماعت قضا ہوئی اور اس سے حرمت لازم آئی تو اسی شخص کو لازم آئی کہ جسکی قضا ہوئی تمام محافل نکاح و تمام لوگونکی سحری تمام حرام نہو گئی اور مولف انوار تو اسی اعتراض وہابیہ کے جواب مین کہ کسی شخص کی نماز و جماعت قضا ہو جانی سے عام محفل میلاد شریف کو مذموم و حرام بتاتے ہین یہ نقض ساتھ نکاح و سحری کے کرتا ہی اب گنگوہی کے قول سے تو اسیقدر معلوم ہوتا ہی کہ نکاح و سحری کے باعث اس شخص کے اوپر حرمت آتی ہی جسکی نماز قضا ہوئی یا جماعت گئی اور عام سحور و انکحہ کے حرمت و مذمت کی تصریح گنگوہی نے نہین کی پس یہ جواب مولف انوار کا نہوا ان عام نکاح و سحری کو

حرام کہتا تو یون حرام کہنا باطل و حرام بلکہ قریب کفر کے ہوتا لکن جواب سے کچھہ علاقہ ہوتا اب جواب سے کچھہ علاقہ اسکو نہین ہے اور
شرح مناسک سی جو نقل کیا اُس سے سراسر جہالت و ضلالت گنگوہی کی ظاہر ہی کیونکہ شرح مناسک کے اول عبارت سی یہ ثابت ہی
نہین کہ نماز کے ترک کا خدشہ ہووے تو حج کرنا حرام ہو بلکہ اُسکی عبارت مین تو یہ الفاظ موجود ہین ۲ فاعلم انہ یفوتہ صلوۃ واحدۃ ۲
اذا خرج الی الحج فقد سقط الحج عنہ اور علم کے معنے اہل شرع یقین کے لیتے ہین خود یہ گنگوہی طریق علم ذکر کر لیا ہی حواس و عقل
و خبر صادق کی جگہ خبر رسول کہچکا ہی اور خبر سے مراد متواتر ہی یا آنحضرت صلعم کے دہن مبارک سے سنی ہوئی ہووے اور یہ تینون موجب
یقین ہین پس علم سی مراد یقین ہی وہان بھی جسجگہ طریق علم کی بتائی ہین اور اگر یقین مراد نہووے بلکہ عام مراد ہووے کہ ظن و
اعتقاد جازم ممکن الزوال کو بھی شامل ہووے تو خبر واحد و تقلید مجتہد طریق علم ہین اور حصر تین مین باطل ہی یہی شرح عقائد
مین لکھا ہی عبارت یہ ہی واما خبر الواحد العدل و تقلید المجتہد فقد یفید ان الظن و الاعتقاد الجازم
یقبل الزوال فکانہ اراد بالعلم ما لا یشملہا و الا فلا وجہ لحصر الاسباب انتہی پس کونسا بیان موجود ہی جس سے
یہ مفہوم و معلوم ہوتا ہی کہ اس عبارت شرح مناسک مین علم معنے نہین ہین پس جب کوئی صارف نہین تو یہان علم اپنی معنے
بمعنی یقین کے ہی اور جب یقین کے معنے علم کے اسمحل مین ہوئے تو مطلب اس عبارت کی یہ ہوئی کہ جب یقین ہوجاوے کسیکو
فوت ہونے نماز کا سبب حرام کے واسطے حج کی تو حج ساقط اُس شخص سے جسکو یقین ہووے اور گنگوہی کہتا ہی کہ خدشہ فوت ایک
نماز کا ہووے تو حج ساقط ہی اور خدشہ کی معنے خراش کی ہین مجازاً بمعنے شک و شبہ کے بھی آتی ہین چنانچہ غیاث اللغات مین موجود
ہی خدشہ بالفتح بمعنی خراش و مجازاً بمعنی شک و شبہ از منتخب و صراح انتہی اور اس قول گنگوہی مین خدشہ بمعنے خراش کے تو مراد
ہرگز نہین ہوسکتا ہی معنے مجازی شک و شبہ کے ہی یہان ہوسکتے ہین پس قول گنگوہی کے یہ معنے ہوئے کہ شک و شبہ فوت نماز کا ہووے
حج کو جانی سے تو حج ساقط ہی پس قول گنگوہی کا مخالف ہی عبارت ملا علی قاری کی اور تمام جہان کی بھی کہ آجتک کوئی اس امر کا قائل نہین
ہوا ہی کہ فقط خدشہ و شبہ و شک فوت ہونے ایک نماز کے حج کی فرضیت ساقط ہوجاوے ایسے اعتقاد کو کفر کہا جاوے تو بجا ہی اور سفاہت
گنگوہی کی دیکھو کہ دعوی تو ثبوت کراہت و حرمت کا تھا خدشہ فوت ہوجانی نماز کے اور اسی بنا پر سجود کا کہنا اس گنگوہی نے حرام بتایا تھا
اپنی نادانی سے اور ثبوت حرمت کیواسطے عبارت وہ پیش کی جس سے سقوط حج حالت علمیت فوت نماز مین ثابت ہووے اس سے
معلوم ہوتا ہی کہ گنگوہی سکے زعم فاسد مین یہ ہی کہ سقوط فرضیت حج بھی حرمت و کراہت ہی یا اُسکو حرمت و کراہت فعل حج کی
لازم ہی پس اس سے یہ لازم آتا ہی کہ جو چیز فرض نہووے اور اُسکی فرضیت ذمہ مکلف سی ساقط ہووے تو وہ مکروہ و حرام ہووے پس واجب و سنت
و مستحب و مباح ان تمام کا حرام و مکروہ ہونا لازم آویگا اسکا قائل تو کوئی مجنون یا زندیق ہی ہوگا نہ عاقل و مسلمان ایسے لغویات
و ذٹلیات سے حلال کو یہ گنگوہی حرام و مکروہ بناتا ہی ایسے عقل و ایمان پر افسوس کرنا چاہی اور اس گنگوہی کو اتنا بھی خیال نہین
کہ خدشہ فوت صلوۃ واحدہ سے ساقط ہونا حج کا جو بتاتا ہی تو اس سے یہ باب حج کا مسدود ہونا اکثر لوگون زمانہ کے حق مین لازم آتا ہی کیونکہ

خدشہ وشبہ اسکا آجکل کے لوگونکو بہت ہوسکتا ہی بلکہ یہ حجت اہل دول طالب آرام کی واسطے خوب ہاتھ آئی کہ اس خیال سے کہ کہین
نماز فوت نہو جاوے حج کو جانا ہی اوپر فرض نجانینگے اور تارک حج بنینگی اسکا وبال گنگوہی کی جان پر بھی رہیگا کہ ایسا غلط مسئلہ بتا کر حج
کو ساقط کراتا ہی خدا تعالی کا خوف جسکو ہی وہ تو ایسا نہین کہسکتا ہی جسکو ایمان کی بھی پرواہ نہین ہے اسکو اسکا کیا خوف ہی اور جو عبارت
شرح مناسک کا مطلب ہی وہ اوپر بیان ہو چکا ہی کہ فوت ہونے نماز کا علم یعنے یقین ہووے اسوقت مین یہ حکم ہی نہ فقط خدشہ سے یہ حکم ہی جیسا
گنگوہی نے بیان کیا ہی اور یہ ساقط ہونا حج کا بحالت یقین فوت نماز واحدہ کے کتب معتبرہ ہدایہ وعینی وفتح القدیر وشامی ودر مختار وغیرہ
مین جن پر فتوی دیا جاتا ہی موجود نہین اور شرح مناسک اسوقت حاضر نہین ہی اور گنگوہی کے خیانت عبارت کتب مین کرنا اوپر معلوم
ہو چکی ہے پس اس نقل گنگوہی پر یقین وظن غالب نہین ہی کیا عجب ہی کہ یہان بھی تصرف کیا ہووے اور بالفرض اگر شرح مناسک مین
یہ ہووے تب بھی روایت مفتی بہا ہونا مسلم نہین ہی اور اسکا معمول بہا ہونا ہم تسلیم نہین کرتے ہین ورنہ کتب متداولہ معتبرہ قدیمہ
وجدیدہ متون وشروح وفتاوی مین اس پر فتوی ہوا کیون نہین مذکور ہوتا ایسے روایت شاذہ کی جہت سے کیون سقوط فرض
کا کہ حج ہی حکم دیا جاوے بلکہ در مختار مین مصرح ہی کہ ضاق وقت العشاء والوقوف یدع الصلوة ویذهب لعرفة للحج انتهى
یعنی وقت عشا کا اور وقوف کا تنگ ہووے تو نماز چھوڑدے اور عرفات کو چلا جاوے یعنے اگر نماز عشا رستہ مین پڑھتا ہی تو عرفات کو پہونچنے سے
پہلی ہی فجر طلوع ہوئی جاتی ہے اور اگر عرفات کو جاتا ہی تو نماز عشا کی ہاتھ سے جاتی ہی اسقدر وقت نہین ہی کہ دونون ہو سکین تو نماز چھوڑ
دینا چاہئی اور حج کیواسطے عرفات پر جانا چاہئی اس قولکی تحت مین رد المحتار مین ہی کہ سراج مین بھی اسی پر مشی کی ہی اور شرح لباب مین اسکی عکس کو
اختیار کیا ہی یعنے عرفات کو نہ جاوے اور نماز پڑہلے اسلئے کہ تاخیر وقوف کیلئے عذر کی باوجود امکان تدارک کی سال آئندہ مین جائز ہی اور شرع مین
فرض حاضر کا ترک دوسرے فرض کی تحصیل کیواسطے نہین ہے یہی ظاہر ومتبادر ادلہ نقلیہ وعقلیہ سے ہی اور مختار رافعی کا بھی ہی بخلاف امام نووی
کی اور صاحب نخبہ نے کہا کہ حالت چلنی مین اشارہ سی پڑھلے پھر قضا پڑھے احتیاطا یہ قول حسن اور جمع مستحسن ہے عبارت رد المحتار کی یہ ہی قوله یدع الصلوة الخ مشی
علیه في السراج واختار في شرح اللباب عكسه لان تاخير الوقوف مع امكان التدارك في العام القابل جائز
وليس في الشرع ترك فرض حاضر لتحصيل فرض آخر قال وهذا هو الظاهر المتبادر من الادلة النقلية والعقلية
وهو مختار الرافعي خلافا للنووي من الائمة الشافعية وقال صاحب النخبة يصلي ماشيا موميا على قول من
ثم يقضيه احتياطا قال وهذا قول حسن وجمع مستحسن اه انتهى دیکھو عبارت در مختار سے واضح ہی کہ حج کیواسطے ترک نماز کرے
اور وقوف عرفات حاصل کرے اور سراجیہ مین بھی یہی ہی اور شرح لباب مین اگرچہ تاخیر وقوف کو نیکو کہا ہی عذر کے سبب سے لکن ساقط ہونا
حج کا ترک وفوت نماز کی سبب سے نہین کہا اور صاحب نخبہ نے تو وقوف عرفات وحج کی لحاظ سے ہی نماز رستہ مین اشارہ سے پڑھنا اور پھر قضا کرنا فرمایا ہی سقوط حج کا قول کسی نے
فوت نماز کی سبب سے نہین فرمایا اور علامہ شامی صاحب رد المحتار متاخرین مین شرح مناسک وغیرہ کی قول بھی بعض مواضع مین اپنی رد المحتار مین نقل کرتے ہین اگر سقوط
حج کا قول بسبب فوت نماز کی معتبر اور مختار ہوتا تو یہان ضرور نقل کرتے پس واضح ہو کہ یا تو یہ قول شرح مناسک مین موجود ہی نہین ہے یا ہی تو مختار ومعتمد نہین ہے اليس القول

بھی کتب مین بعضے ہوتی ہین کہ وہ معتمد بہا کسی کے نزدیک نہین ہوتے ہین چنانچہ درمختار مین ہے کہ طالب علم غنی کو بھی زکوۃ لینا درست ہے جب علم مین
شغل سے نہین خود کو مشغول کرے اسلئے کہ وہ بسبب اس شغل کے عاجز ہے اور حاجت ضرورت کی طرف داعی ہے چنانچہ عبارت درمختار کی ہے ان طالب العلم
یجوز لہ اخذ الزکاۃ ولو غنیا اذا فرغ نفسہ لافادۃ العلم واستفادتہ لعجزہ عن الکسب والحاجۃ داعیۃ الی ما لابد منہ
کذا ذکرہ المصنف انتہی اس عبارت سے یہ مسئلہ ظاہر ہے کہ طالب علم غنی کیواسطے لینا زکوۃ کا حرام فرماتی ہین اور اس پر اعتماد کسی نے نہین کیا ہے
چنانچہ عبارت علامہ شامی کی یہ ہے وھذا الفرع مخالف لاطلاقھم الحرمۃ فی الغنی ولم یعتمدہ احد ط قلت وھو کذلک
والاوجہ تقییدہ بالفقیر ویکون طالب العلم مرخصا لجواز سوالہ من الزکوۃ وغیرھا وان کان قادرا علی الکسب اذ بدونہ
لا یحل لہ السوال لما سیاتی ومذھب الشافعیۃ والحنابلۃ ان القدرۃ علی الاکتساب تمنع الفقر فلا یحل لہ الاخذ
فضلا عن السوال اذا اشتغل عنہ بالعلم الشرعی انتہی پس کیون نہین جائز ہے کہ مسئلہ سقوط حج کا بھی ایک نماز یقینا فوت
ہونیکی سبب سے ایسا ہی ہووے کہ کسی نے اس پر اعتماد نکیا ہو مانند اس مسئلہ زکوۃ طالب غنی کی اگر گنگوہی یا کسی دوسرے کا دعا اس امر کا
ہے کہ یہ مسئلہ معتمد علیہا فقہا کا ہے تو اسکی تصریح دکہاوے کہ اس پر فقہا معتبرین نے اعتماد کیا ہے ورنہ ایسے مسائل بیان کرکے جہلاء کا اعتقاد خراب
کرنے سے توبہ کرے او مسائل اہل سنت وجماعت کو قبول کرے ورنہ استحقاق عذاب نار اوسکے لئے ثابت ہے یہ تہوڑی سی اغلاط براہین قاطعہ کا
ہمنے اظہار کیا ہے تب بھی اسقدر اخیر اس رسالہ کی ہوگئی ہین اگر جمیع اغلاط کا اظہار کیا جاوے اور ہر غلطی کا تفصیل سے بیان کیا جاوے اور تنا قض
وتدافع اقوال صاحب براہین کا ہر موقع وہر محل مین ثابت کیا جاوے وترک دیانت و مکابرت کا اظہار کیا جاوے اور ہر مسئلہ کا ثبوت جبکی یہ وہابیہ منکر ہین دلائل
متعددہ واقوال کثیرہ علماء سے دیا جاوے اور کوئی دقیقہ باقی نہ چہوڑا جاوے تو دفاتر ہو جاوین کہ اسکا طبع ہونا اور لوگونکو مطالعہ کل کا کرنا مشکل
ہو جاوے اسواسطے ان چند اغلاط کی اظہار پر اور ثبوت مسئلہ پر بطور اجمال واختصار اور بعض دلائل بیان اور باقی کی ترک پر اکتفا کیا گیا کہ
اہل انصاف اسیقدر سے حال کتاب براہین قاطعہ اور اسکی مولف ومقرظ کی مذہب واعتقاد وعلم وفہم پر واقف ہو جاوینگے اور جسطرح اقوال صاحب براہین کا بطلان
واضح ہوگیا ہے اسی پر قیاس کرکے باقی اقوالکو بھی جو ہمنے لئے نہین ہین انکا بھی باطل وغلط ہونا جان لینگے پس اسیقدر پر یہ رسالہ ختم کیا جاتا ہے
اس رسالہ مین مخاطب کی تفہیم زیادہ مد نظر ہے لہذا اخا کسار نے اوسیکا لہجہ بہ تکلف اختیار کیا اور چونکہ اس عاجز کو اس لہجہ مین پوری مہارت
نہین ہے اور نہ احقر کی زبان اس سے آشنا اور یہ ظاہر ہے کہ زبان غیر معتاد مین عبارت نامربوط ہوجاتی ہے علی الخصوص جبکہ اسمین مہارت کامل نہو
لہذا منصفین سے امید ہے کہ فقط مطلب پر نظر رکہین کیونکہ ایسے مقام پر قصدا بھی عبارت نادرست کہی جاتی ہے کہ کسیطرح مخاطب کی سمجھ مین آجاوے مثلا کسی
ایک شخص سے گاؤن کا رہنے والا اور معلوم ہے کہ اگر اس سے کہا جائیگا کہ فلان چیز اٹہا دو تو وہ نہ سمجہیگا اور دو سے کہ صیغہ امر ہے اسم عدد مراد لیگا یعنی ۲ پس بدرجہ مجبوری
اسکی تفہیم کیواسطے کہا جائیگا کہ فلان چیز اٹہا دیو تا کہ وہ سمجھے ایکروز بعد کہا نا کہا نیکی احقر نے بر تقدیر واقف ہونیکی سند خلل عفو زلل فرمائینگے اور قول مطابق واقع
مطلع ہوکر دعائی خیر سے یاد فرمایا کرینگے اور حاسدین کو حسد سے خلاصی وشفا ہے اسواسطے انکا خیال موجب ملال نہ جانا چاہئے انکے حق مین اللہ تعالی ہی کو کافی ماننا چاہئے حسبنا اللہ
نعم الوکیل نعم المولی ونعم النصیر آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ اجمعین برحمتہ وہو ارحم الراحمین تمت تمام شد

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ علے احسانہ کہ کتاب لاجواب ہادی شیخ وشاب براہ صدق وصواب مسمی بہ بوارق لامعہ حارق براہین قاطعہ تصنیف شمس سمای معقول ومنقول مہر سپہر فروع واصول خورشید فلک فہوم وعقول منور چشمانِ کورانِ جہول جناب مولنا مولوی نذیر احمد خانصاحب حنفی مذہب نقشبندی مشرب اوصل اللہ فیوضہ من العجم الی العرب بصرف مال فراوان ازان عمدۂ تاجران نامی زبدۂ ناموران گرامی معدن فتوت ومروت مخزن سعادت وسخاوت سرگروہ سیٹھان معاون خاص وعام رئیس بے نظیر محمد الدین جناب محمد بدر الدین صاحب ابن فضیلت شعار شریعت آثار مجمع صفات جناب محمد عبد اللہ صاحب قوّر زاد اللہ حسنا تہما متوطن جزیرہ معمورہ بمبئی و رئیس نامی وامیر گرامی مجمع اخلاق حمیدہ منبع اوصاف حمیدہ سراپا حلم وحیا چشمہ جود والاحسان الی رحمۃ ربہ الالہ جناب محمد عبد اللہ صاحب مرحوم مغفور ابن جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب مرحوم نیکواری بلطفہ العمیم اسکنہم اللہ فی جنات نعیم سے جہان فانی مثل قطرات شبنم کے بھی قیام نہین انیواقعہ وحشت خیز کہ جامع محاسن ومحامد صوری ومعنوی جناب محمد عبد اللہ صاحب مرحوم مغفور کہ قبل اتمام طبع کتاب ہذا کے اس جہان فانی سے طرف عالم جاودانی کے پیک اجل کو لبیک کہتے ہوئے جنت الفردوس سدھارے بتاریخ ۷ ماہ ربیع الاول بروز یکشنبہ بعد الظہر سنہ ۱۳۰۹ ہجریہ نبویہ علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ ۔ **قطعہ تاریخ وفات محمد عبد اللہ صاحب مرحوم نیکوری**

وفات نیکواری قاضی عبد اللہ چو شہرت گشت	دلِ ہر اہل دین از صاعقہ این محو حسرت گشت
چو فکر آشفتہ کردم بہر تاریخ سن ہجرے +	ندا آمد ز فردوس برین مہمان جنت گشت

وبسعی وکوشش جناب مولوی عمر الدین صاحب ہزاری وجناب حافظ ولی محمد صاحب وجناب حکیم عبد الکریم صاحب در مطبع دت پرشاد واقع بمبئی مین بماہ جمادی الآخر سنہ ۱۳۰۹ ہجری مطابق ماہ جنوری سنہ ۱۸۹۲ع کامل الطبع ہوکر مطبوع واہلے اہلسنت ہوی اور ہر چند کہ بسبب کثرت کارہای مطبع وعجلت کار پردازان طبع کے کتاب ہذا کی تصحیح کامل طور پر نہو سکی بلکہ بعض بعض مقام پر مقابلہ ہی اصل کتاب سے رہگیا معہذا جو کہ طالبان حق ہین وہ ایک حرف سے بھی مطلب پا سکتے ہین مقصود حاصل کر سکتے ہین اور جو شخص کہ نادان اور نا انصاف ہوتا ہے وہ تو سو دفترون مین سے ایک حرف کو بھی نہین سمجھتا ہے اور نہ قبول کرتا ہے ۔

نگویند از سر بازیچہ حرفے
کزان پندے نگیرد صاحب ہوش

وگر صد باب حکمت پیش نادان
بخوانند آیدش بازیچہ در گوش

بہرکیف ہر اہل سنت وجماعت کے نزدیک اس کتاب کا رہنا پر ضرور ہی کیونکہ یہ کتاب سیف مسلول و
قاطع خرعبلات ہر بوالفضول ہے اہل سنت کے نزدیک اس ہتھیار کا ہونا نہایت مفید ہی
اور کیا عجب ہی کہ ہادی مطلق کی ہدایت سے اہل غوایت کو بھی فائدہ مند ہو جاوے اسکے مطالعہ سے
راہ راست پر آجاوین تعصب کو چھوڑ دین تو مذہب سے باز آوین گروہ منصور اہل سنت
مین داخل ہو جاوین سواد اعظم اہل حق مین شامل ہو جاوین آمین یا رب العالمین —

اور باوجودیکہ یہ کتاب کثیر النفع کبیر الحجم ہے یعنی ۴۲ جز ہے اور مبلغ خطیر اسکے طبع مین صرف ہوا ہے
لیکن چونکہ اسکے طبع سے خلق اللہ کی ہدایت مقصود ہے لہذا اس کتاب کا ہدیہ بہت ہی کم کہا
ہے یعنی ایک روپیہ محصول ڈاک ۲ر تاکہ قلیل البضاعت بھی اسکے فیض سے محروم نرہے کم مایہ بھی
اس سے استفادہ کر سکے افسوس یہ ہے کہ تھوڑے ہی نسخے اسکے طبع ہوئے ہین جو
صاحب کہ خواہان ہون بہت جلد بارسال ہدیہ مذکورہ اسکو طلب کر لین ورنہ خیال اسکا ہے کہ ایک
نسخہ بھی اس کتاب کا باقی نرہے سب دست بدست اوٹھ جاوین کیونکہ شایقین چہار طرف سے
ہجوم لا رہے ہین اور جو لوگ کہ دور ہین وہ خطوط متواتر اس کتاب کے طلب مین روانہ فرما رہے ہین
جو صاحب کتاب موصوف کے خواستگار ہون وہ پوسٹ کارڈ یا خط ٹکٹ چسپان قاضی عبدالشکور
صاحب کی خدمت مین مع ہدیہ مسطورہ و محصول ڈاک روانہ فرماوین فوراً کتاب مرسل ہوگی لیکن اپنا نام اور
نشان قیام صاف صاف تحریر فرماوین کیونکہ بعض مواضع کے نام جب صاف مرقوم نہین ہوتے تو معلوم نہین ہوتے
اور اگر لکھینگے کہ بذریعہ ویلو کتاب بھیجدو ہم ڈاک کے اہلکار کو قیمت دیکر کتاب لیلینگے تو اسطرح
بھی کتاب روانہ کردیجاویگی لیکن اسصورت مین شرط یہ ہے کہ واپس نکرنیکا وعدہ کرین اور پہلے قیمت
کی تدبیر کر لین بعد ازان خط کتاب کے طلب مین روانہ فرماوین الغرض دو یا تین جلدین ویلو کی ذریعہ
سے بھی روانہ کردیجاوینگی اور ۲ر صرف ویلو ذمہ خریدار ہوگا اور زیادہ جلدون کیواسطے قیمت مع محصول ڈاک
پہلے روانہ کرنا ضرور ہے ورنہ خط کی تعمیل نہوگی نشان ارسال خط یہ ہی وہ بمبئی بھنڈی بازار دوکان
کتب نمبر ۱۰۱ رسیدہ بخدمت قاضی عبدالشکور وعلی میان تاجر کتب برسد یا جناب قاضی عبدالکریم قاضی

رحمۃ اللہ صاحب کے دوکان سے طلب کرین نشان یہ ہے شہر بمبئی ناکہ کولسہ محلہ قریب باپی دہونی
دوکان نمبر ۵۴ متعلقہ پوسٹ آفس مانڈوی برسد یا جمناداس کی دوکان سے طلب کرین پتا یہ ہے
جمناداس بہسگوداس اینڈ کمپنی واقع شہر بمبئی بہنڈی بازار دوکان نمبر ۱۰۳ ابرسد۔ یا مہتمم کے پاس
سے طلب کرین تو بنام جناب محمد بدرالدین صاحب کے خط تحریر کرین نشان یہ ہے شہر بمبئی جا ملی محلہ
بدمکان محمد بدرالدین صاحب بن جناب محمد عبداللہ صاحب قور برسد۔ اب ارباب تجارت اور اصحاب
صناعت کیخدمت مین گزارش ہے کہ آپ کو اگر اس کتاب کا چھاپنا یا چہپوانا بہ نیت تجارت یا بغرض ہدایت
اہل ضلالت منظور ہو تو مصنف والا مقام و نیز جملہ اہل اہتمام کیطرف سے اجازت عام ہے جب چاہین
اور جہان چاہین چھاپین یا چہپوائین کسیکو کسی قسم کا تعرض نہوگا پہر خواہ مصنف علام کو اطلاع دیکر طبع فرماوین
اور خواہ بدون اطلاع دہی مصنف موصوف کے چھاپین یا چہپوائین ہر نوع کا آپ کو اختیار دیا گیا ہے ہان
اگر اطلاع دیکر چھاپینگے تو مصنف موصوف نظر ثانی کی تکلیف بپاس خاطر اونکی گوارا فرماوینگے اور اگر
بغیر اطلاع کے چھاپین اور کسی دوسرے اہل حق سے نظر ثانی مین مدد لین اسکا بہی اختیار ہے اور
اگر کوئی صاحب اہل حق مین سے یہ چاہین کہ ہمارے نام کتاب کردیجاوے تو اوسکو بار دیگر طبع کراوین تو
مصنف علام کیطرف سے اسکی بہی اجازت ہے بے تکلف خود کو مصنف قرار دیکر چہپوائین کیونکہ اہل الحق
کنفس واحدۃ بزرگونکا قول ہے بلکہ مخالفین بہدایت رب العالمین اگر قول حق قبول کرلین اور اون مین
سے کوئی صاحب بطریق مسطور چہپوانیکا ارادہ کرین تو اونکو بہی اجازت ہے کیونکہ جب اونہون نے
قول حق قبول کرلیا تو اون پر بہی بزرگونکا قول ندبور صادق آگیا اور یہ سب مذکور دلیل ساطع اور برہان
قاطع ہے اس مدعا پر کہ مصنف موصوف دام فیضہ کو اس کتاب کی تصنیف سے
فقط ہدایت انام مقصود ہے نہ نام مطلوب ہے اور نہ دام سے غرض ہے ہان اگر کوئی خود
کام بار دیگر تضلیل انام پر مستعد ہوا اور حق کے باطل کرنے پر
کمر باندہی اور دشنام سے پیش آیا تو قطع نظر التحوّل والعلی سے
مصنف کے ہاتہ مین سیف قلم بتوفیق خالق عالم
ہنوز مسلول ہے پہر دیکہئے کہانتک منسحر کرنے فقط
والسلام علی من اتبع الہدی
تمام شد